بدر ۲۵ نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲

Inamak part 2

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام | وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا | اب گیا وقت جو اک ہے میں سو لاکھ

وعدہ ہے اپنی اپنے رسول سے قبول کریگا لیکن خدا سے قبول کرے گا
اور ہر میدان میں دلائل و براہین سے اُسکی سچائی ظاہر کریگا
(الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر ۱
کارروائی امور عامہ ۲
خطوط و مکاتیب بنام ۳
ملفوظات ۴

ایڈیٹر۔ غلام [illegible] بی اسسٹنٹ سرمحمد خان

نمبر ۵ | مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۶ء | صفحہ ۸ | مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں
آج دفتر جناب مولوی عبد الحق صاحب اور صاحبزادہ مبارک احمد صاحب
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی خادم تھے
[illegible] بیمار ہو کر قادیان ہی فوت ہوگئے۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
نے پڑھا
آپ کے جنازہ میں بہت سے احباب جلسہ کی تاریخوں سے قبل ہی
تشریف لا چکے تھے۔ اور جلسہ کے بعد بھی کئی
[illegible] قریباً دو سو کے قریب ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی تازہ نظم

جو ۱۸ نومبر ۱۹۰۶ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ میں پڑھی گئی

ساغرِ حسن تو پر ہے کوئی میخوار بھی ہو
پھر پسِ پردہ کوئی طالبِ دیدار بھی ہو

وصل کا لطف بھی ہے کہ رہیں ہوش بجا
دل بھی قبضہ میں رہے پہلو میں دلدار بھی ہو

رسم تخفی بھی ہے الفت ظاہر بھی رہے
اک سبکی نہ ہو اخفا بھی ہو اظہار بھی ہو

عشق کی راہ میں کیا دیکھ گیا دیدۂ راہ
جبکہ دیوانہ بھی ہو عاقل و ہشیار بھی ہو

اس کا در چھوڑ کے کیوں جاؤں کہاں جاؤں میں
اور دنیا میں کوئی اس کی سی سرکار بھی ہو

ہمسری تجھ سے تجھے کس طرح حاصل ہو عدو
حال پر تیرے اوناداں نظر یار بھی ہو

بات کیسی ہو مؤثر جو نہ ہو دل میں سوز
روشنی کیسے ہو دل مہبط انوار بھی ہو

یونہی بیفائدہ سر مارتے ہیں بید و طبیب
[illegible] اصول سے جو اچھا ہو وہ آزار بھی ہو

دردِ کسے کے واسطے دل بیقرار ہو
یعنی تجھ کو جستجوئے دلفگار ہی رہے

دل میں ترے درد ہو کہ تجھے آہ و بھی نہ ہو
کوئی دوا نہیں تری بیماریوں کی اور

سکھ کر لے دین ایک ہے مشکل و سہل
عشق و طلب میں ہو صفت بادِ بہار ہو

محکمۂ نظارت کے عہدہ دار

۱۹۳۱ء کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محکمۂ نظارت کے مندرجہ ذیل آفیسر مقرر فرمائے ہیں:-

ناظر اعلیٰ — خاکسار طالب رحم
ناظر تعلیم و تربیت — مولوی ارجمند خان صاحب
ناظر تعلیم و تربیت — [illegible]
ناظر بیت المال — مولوی محمد یعقوب صاحب
نائب ناظر تعلیم و تربیت — مسٹر [illegible] صاحب بی اے بی ٹی
نائب ناظر تالیف و اشاعت — مسٹر عبدالحمید صاحب بی اے بی ٹی
نائب ناظر امور عامہ — چوہدری غلام محمد صاحب بی اے
خاکسار بشیر علی عفا اللہ عنہ

اخبار احمدیہ

علی گڑھ میں انجمن احمدیہ — مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر احمدی مبلغ علی گڑھ میں تبلیغ کرتے ہیں۔ انہیں سے بعض کو یہاں کی احمدی جماعت کا پتہ نہیں ہوتا وہ کسی سے دریافت کرتے ہیں اور بعض فاضل [illegible] کے وقت ریزولیوشن میں نام درج کرتے ہیں۔ قادیان کے علاوہ اس اسامی کے ذریعہ سے بھی چندہ آتا ہے۔ جس سے وہ مالی [illegible]

اور اخلاص کی عمدہ مثال پیدا کرتے ہیں۔ [illegible] ہے۔ احمدی ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض [illegible] ہوئیں وہ مخالفت سے نہیں ڈرتے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی [illegible] ہو تو [illegible] ہیں۔ کل کے جلسہ میں آفیسر ڈاکٹر [illegible] سے احمدیوں کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور بیماروں کے پروفیسر فیاض علی بہادر خان صاحب [illegible] ہیں۔ اور سول ہاسپٹل میں ڈاکٹر اللہ دتا صاحب جیل کے ڈاکٹر اور خان بہادر محمد حسین صاحب ریٹائرڈ [illegible] ہیں۔

فاکسار فضل کریم ۱۵ اسکاٹ لین ایم [illegible]

میرا مدت سے [illegible] کرنے کا ہے۔ اسلئے [illegible] کہ [illegible] جائیں۔ کہ کتنی قیمت پر اور کہاں سے [illegible] ہے نیز اس کے بیچنے کے کیا طریق ہیں۔ خطوط کتابت کے خرچ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

محمد عبدالحق احمدی ایم۔ ڈبلیو۔ ایس۔ سب ڈویژن [illegible]

منیجر کا ضروری نوٹس

جنہوں نے سالانہ سے پہلے قرضہ ان الفضل کی اپیل میں عرض کیا تھا۔ کہ جن صاحبوں کا چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ وہ قیمت الفضل پیشگی ادا فرما دیں۔ یا کسی کے ہاتھ بھجوا دیں۔ مگر سوائے چند احباب کے کسی نے قیمت ادا نہیں فرمائی۔ اس لئے پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ بہرحال ۱۵ جنوری سے پہلے پہلے ہو جائے۔ جو صاحبان روپیہ واپس فرمائیں گے۔ ان کے نام کا پرچہ جاری نہیں رہے گا۔

منیجر الفضل قادیان

لیکچر

[illegible] ہے۔ اور کسی [illegible] کو [illegible] ہو۔ [illegible] کیونکہ [illegible] کام نہیں کرتی [illegible] کو [illegible] ہو۔ یہ خدا کا کام ہے کہ کسی [illegible] کو نام [illegible] ہے۔ پس تم [illegible] کو [illegible] خدا کے [illegible] ہو۔ بلکہ [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

قادیان دارالامان ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۲۰ء

۲۶ دسمبر ۱۹۲۰ء پہلا اجلاس

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۔ ۲۶ دسمبر کے پہلے اجلاس کا کارروائی حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کابل آباد شروع ہوئی ۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کی تقریر پر اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب" اس کے شروع ہوئی ۔ جس میں آپ نے تلاوت فاتحہ کے بعد جو تقریر فرمائی اس کا مختصر مع ذیل ہے

اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب

صاحبان! پیشتر اس کے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں ۔ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارادہ ہے ۔ کہ ہماری جماعت میں نئے لیکچرار پیدا ہوں ۔ میرے دوست جانتے ہیں کہ میں روزانہ گفتگو میں بھی اپنا ناقص المطمیر اظاہر نہیں کر سکتا ۔ لیکن آج میں یہ مضمون بیان کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں ۔ اسکی وجہ محض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشاء پورا ہو جائے میں آپ سے دو درخواست کرتا ہوں ۔ کہ آپ دعا فرمائیں کہ حضرت کا منشاء پورا ہو ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری کمزوریوں کو معاف کر دینگے ۔

میرا مضمون جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے یہ ہے کہ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے طریق عبادت کا مقابلہ کر کے یہ بتاؤں کہ اسلام کا طریق عبادت ہی کامل و مکمل اور اعلیٰ درجہ کا ہے ۔ میں اس سوال پر اس وقت پیش مختلف طریق پر بحث کرنے کی کوشش کروں گا ۔

سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عبادت کی [illegible] ہے ۔ مگر اس وقت میں قاموسی عبادت کو نہیں لیتا ۔ جس کو مختلف زبانوں میں سندھیا نماز پرستش وغیرہ کے مترادف سمجھا جاتا ہے ۔ اس لئے سب سے پہلے یہ سوال ہوتا ہے کہ عبادت ہے کیا؟ جس کو دوسرے لفظوں میں پوجا ۔ پرستش اور مذہب کہتے ہیں ۔ اس سے مراد وہ تعلق ہے ۔ جو بندہ کو خدا سے ہے ۔ اور جس کا اظہار ہے ۔ اور یہ اس انسانی فعل کا نام ہے جو خدا سے تعلق رکھنا ہے ۔ اس تعلق کی بنیاد ان اعتقادات پر ہے ۔ جو خدا کے متعلق بندے کے ہوتے ہیں ۔ اگر کسی مذہب کا خدا کے متعلق اعتقاد غلط ہے ۔ تو اس کا طریق عبادت بھی اعلیٰ ہو گا ۔ اور اگر اعلیٰ ہے تو اعلیٰ ہو گا ۔ اسلئے اگر طریق عبادت کے مقابلہ سے پہلے تمام مذاہب کے خداؤں کا مقابلہ کیا جائے ۔ تب بھی طریق عبادت کی بحث کا فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن میں اس بحث کو چھوڑتا ہوں کیونکہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے ۔ کہ اس کا خدا نہایت اعلیٰ اور مکمل ہو ۔ اسلئے میں اس بحث میں یہ فرض کر کے کہ تمام مذاہب خدا کے متعلق بہترین خیالات رکھتے ہیں ۔ مضمون کو شروع کرتا ہوں ۔

لغت میں عبادت کے معنے ہیں الطاعۃ مع الخضوع یعنی اپنے آپ کو ناہیوں اور شیطنوں کے اقرار کے ساتھ اپنے معبود کے حضور جھکا دینا ۔

اب سوال ہوتا ہے کہ عبادت کی ضرورت کیا ہے ۔ خدا تو غنی ہے ۔ کیا اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو اس کی خدائی میں کچھ کمی آسکتی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ جو نفع عبادت میں بندہ ہی کا فائدہ ہے ۔ خدا کا نہیں ۔ اس لئے عبادت نہ کرنے سے ہر خدا کی خدائی میں تو کچھ فرق نہ آئیگا مگر بندہ کے بندہ ہونے میں فرق آجائیگا کیونکہ عبادت ہی وہ چیز ہے ۔ جس سے بندہ خدا کا اقرار کرتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو اس کا بندہ قرار دیتا ہے ۔ اگر یہ نہ ہو تو نہ بندہ بندہ ہے نہ اس کا خدا خدا ۔ اور کسی چیز کی صفات کا انکار اس چیز کا انکار ہوتا ہے ۔ جو شخص خدا کی عبادت نہیں کرتا ۔ اس کی صفات بیان نہیں کرتا ۔ گویا وہ خدا کا انکار کرتا ہے ۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی طبیعت میں ہے کہ ہر خوبصورت چیز کی تعریف کرے ۔ پس اگر انسان مانتا ہے کہ خدا ہے اور ایسا خدا ہے ۔ جسمیں تمام حسن جمع ہیں ۔ اور جو حسن کا منبع ہے ۔ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کی عبادت نہ کرے ۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے ۔ عبادت میں عبادت گذار کا ہی فائدہ ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وہن تزکی فانما یتزکی لنفسہ ۔ عبادت کا حقیقی محل خدا ہے ۔ خدا کے احسانات انسان پر ہیں ۔ اور کوئی ہے جو حسن کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہو ۔ اور اسکے حضور نہ جھکے اور خدا کی عبادت سے ذاتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خود انسان کو نیکی کی زیادہ توفیق ملتی ہے ۔ اور خدا اپنے عابدوں کی مدد کرتا ہے ۔

اب ایک اور سوال ہے ۔ کہ عبادت کی غرض کیا ہے؟ اسکے متعلق کچھ کہنے سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اصلی مقصد اور نتیجہ میں فرق ہوتا ہے ۔ مثلاً جو شخص لاہور میں اپنے دوست کو ملنے جاتا ہے ۔ اس کی غرض یہ ہے کہ وہ دوست کو ملے ۔ مگر لاہور جا کر وہاں کی سیر کرتا اور عمدہ نظارے دیکھتا ۔ اور دوست کے ہاں عمدہ دعوت کھاتا ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سیر بھی کر آئے اور کھانے بھی کھاتا ۔ مگر اپنے دوست کو نہ ملتا ۔ تو کبھی نہیں کہا جائیگا ۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ۔ کیونکہ اس کا اصلی مقصد سیر کرنا اور کھانا کھانا نہ تھا ۔ بلکہ اصلی مقصد دوست کو ملنا تھا ۔ اسی طرح خدا کی عبادت کی غرض یہ ہے کہ خدا ملے جنت وغیرہ غرض نہیں ۔ یہ اس کا نتیجہ ہے ۔

اب میں مختلف مذاہب کے طریق عبادت بیان کرتا ہوں ۔ مذاہب کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک بت پرست جو بدیہی باطل ہیں ۔ دوسرے خدا پرست ۔ ہم اس بحث میں بت پرستوں کے طریق عبادت کو نہیں لینگے ۔ طریق عبادت میں یہ دیکھنا ہو گا کہ کامل عبادت کس عبادت کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں ۔ اور کامل عبودیت کس طریق میں ظاہر ہوتی ہے ۔ الفاظ عبادت کس کے اعلیٰ اور بہتر ہیں ۔ اوقات کس کے عمدہ ہیں ۔ حرکات کس عبادت کی بہتر ہیں ۔

دو فلسفہ ہیں ۔ ایک فلاسفر کہتا ہے کہ کھاؤ پیئو ۔ ہمیشہ عیش کرو ۔ کل تو ہم مر جائینگے ۔ دوسرے سنیاسی وہ کہتے ہیں کہ دنیا مصائب کا گھر ہے ۔ اسلئے اس کو چھوڑ دو

اور جنگلوں میں چلے جاؤ۔ مگر مذہب پر عمل ہو نہیں سکتا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں رہتے ہوئے چارہ نہیں۔ مگر دنیا اصل چیز نہیں۔ بلکہ یہاں رہ کر کچھ اور حاصل کرنا اصل مقصد ہے۔ اس لئے اصل مذہب وہ ہوگا۔ جو یہ تعلیم دے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ پس جب ہم یہ مان لیں گے۔ کہ دنیا میں کمی ضرور رہتا ہے۔ اور عبادت کیلئے کوئی وقت نہیں تو اس وقت ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ عبادت کے لئے کونسا مذہب زیادہ وقت دیتا ہے۔ نیند وغیرہ اور ملازمت یا دیگر ذرائع معاش کے اوقات کو چھوڑ کر وقت کو ہم دیکھینگے۔ کہ کونسا مذہب زیادہ عبادت میں لگاتا ہے۔ اسلام نے پانچ اوقات عبادت کے مقرر کئے ہیں کیونکہ جس کی تقسیم چوبیس میں ہو جاتی ہے۔ سال میں ایک دن عبادت کا رکھتا ہے۔ اور وہ بھی عوام کے لئے نہیں۔ صرف بادشاہ کے لئے۔

یہ ہم دھرم ہو یونانی اور ویدک فلسفہ کا مجموعہ ہے وہ عبادت کو ضروری قرار دیتا اور کہتا ہے۔ کہ دن کے کسی حصہ میں کر لی جائے۔ وہ ۲۴ گھنٹے میں سے صرف آدھ گھنٹہ دیتا ہے۔ آریہ اور عیسائی صبح و شام قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ عیسائی مذہب کی بنیاد عبادت پر نہیں۔ بلکہ کفارہ پر ہے۔ یہود وغیرہ تین وقت قرار دیتے ہیں۔ مگر اسلام عبادت کے لئے پانچ وقت دیتا ہے۔ اور یہ دنیا کی بجائے دین مقدم کرنے کی تعلیم ہے۔

اب یہاں ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے۔ جو مذاہب دو وقت یا ایک وقت عبادت کے لئے رکھتے ہیں خواہ ان کا وقت کتنا ہی زیادہ ہو۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی بات پر چند گھنٹہ سے زیادہ توجہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے عبادت کے لئے جو مذہب وقت تقسیم کر کے مختلف اوقات رکھے۔ وہی درست ہو سکتا ہے۔ اور جو مذہب کہتے ہیں کہ جس وقت عبادت کو سکو کر لو۔ اس میں ایک نقص ہے۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے ایک دن عبادت نہ ہو سکے تو دوسرے دن پر جا پڑیگی۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے ترک ہو جائیگی۔ لیکن اسلام پانچ وقت مقرر کرتا ہے۔ اور اس میں سستی کا احتمال نہیں۔

اب ہم برکات کو لیتے ہیں۔ روح اور جسم کا تعلق ہے۔ بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ روح کی کیا ضرورت ہے۔ جسم کافی ہے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ کہ روح ضروری ہے۔ پہلے فلسفیوں نے کہا ہے کہ روح ہی ضروری ہے۔ اور اب ایک نئی بات پیدا ہوئی کہ روح کچھ نہیں۔ محض ان کی اختراع ہے۔ لیکن تازہ ترین تحقیقات یہی ثابت کرتی ہے کہ روح ہے۔ اور روح اور جسم کا تعلق ہے۔ اور جسم کے ہر حصہ میں روح محسوس کرتی ہے۔ اگر روح نہ ہو تو جسم کسی حصہ میں کو محسوس نہ کر سکتا۔ اور ہر ایک حصہ جسم کا اثر روح پر ہوتا ہے۔ جس کا اثر جسم پر ظاہر کرتا ہے۔ اور روح جو ہے وہ نہایت لطیف اور لطیف چیز ہے۔ اور وہ مختلف کیفیات کو محسوس کرتی اور ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً غصہ ہو تو آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ اور انسان مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اور محبت ہو تو چہرہ اس کی ترجمانی کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم خدا کی عبادت کریں۔ اور ان جذبات محمودہ کو ظاہر کریں۔ تو کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری روح اور جسم دونوں خدا کی عبادت میں مصروف ہوں۔

پہلی باتیں تو کچھ علمی تھیں۔ مگر اب میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کامل عبد کس طریق عبادت کے ذریعہ بنتا ہے۔ کامل عبد کی نشانی یہ ہے۔ کہ خدا کا مکالمہ مخاطبہ اس شخص کو حاصل ہو۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ تو اسلام کے سوا کوئی مذہب اعلیٰ نمونہ مذہب کا پیش نہیں کرتا۔ چنانچہ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عبادت کی افضلیت کا بہترین ثبوت ہیں۔ پس جب ہمیں نمونہ مل گیا کہ کس طریق عبادت سے کامل عبد پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیسے اس طریق عبادت کو چھوڑ دیا جائے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ اور آپ صاحبان بھی دعا کریں۔ کہ اسلام اور اس کا طریق عبادت دنیا میں پھیلے۔ اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کا جلال اور عظمت ظاہر ہو۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا تھا اسلئے مولوی صاحب کو اپنا مضمون ناتمام چھوڑنا پڑا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات

بعد ازاں جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ نظم پڑھی گئی۔ اور حکیم صاحب نے [illegible]

علی الترتیب ذیل [illegible]

وہ ستو آپ کو معلوم ہے کہ [illegible]
مخالفوں کو تقریر کرنے کا [illegible]
جس کو کوئی شخص کما [illegible]
خواہ وہ گدا ہو یا بادشاہ۔ مشرقی و مغربی سب پر یکساں
برسات میں اپنے فیض کا پانی بہاتا ہوں کہ۔

وآں ابر بہمنگام و آں مرد سخن ریز
گلہائے بہار ست و از آں ابر گہر خیز

میں کس کس کو بیان کروں اور کیا کروں۔ مگر پھر بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

آپ کے احسان اقوام عالم پر ہیں۔ اور سب سے بڑی قوم عیسائی پر بہت بڑا احسان ہے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ عیسائیت پر تو آپ نے کلہاڑا رکھ دیا۔ پھر عیسائیت پر کیا احسان کیا۔ میں کہتا ہوں کہ جس موعود نے عیسائیوں پر احسان کیا اور یہ ثابت کیا دیکھو عیسائی کہتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا و مسیح تمہارے لئے ملعون ہوا۔ مگر آپ نے ثابت کیا کہ تمہارا خدا و مسیح ملعون نہیں ہوا کیونکہ ملعون خدا کا مقرب نہیں ہو سکتا۔ پھر نہ صرف ایک عیسائی قوم پر بلکہ ایک قوم پر احسان کیا۔ اور انبیاء پر بھی احسان کیا جیسا کہ فرمایا۔

زندہ شد ہر نبی با آمد تم ہر رسولے نہاں بپیر تہم

ہندوؤں پر احسان کیا۔ اور بتایا کہ کرشن بھی نبی ہوا ہے۔ اب کوئی شخص خواہ کتنی ہی کتابیں لکھے۔ کہ ہندوستان میں نبی ہوئے۔ مگر اس خیال کے ظاہر کرنے والے سب سے پہلے آپ ہیں۔ پھر آپ کا ہندوستان میں مبعوث ہونا ہندوستان پر احسان ہے۔ پنجاب پر احسان ہے۔ اور پنجاب کی سکھ قوم پر خاص احسان ہے۔ بابا نانک صاحب کیا کیا اسلام لائے تھے۔ مگر آپ کے قلم نے دست غیب سے ان کی تردید کی۔ اور ثابت کیا کہ بابا نانک صاحب خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ مگر ہزار کوشش کرتے مگر یہ بات نہیں پیدا کر سکتے تھے۔ جو آپ نے گرنتھ صاحب کو غیر مبدل سنوا دیئے ہیں۔ کیونکہ آپ کے الہاموں سے یہ بات متواتر ہے۔

پھر آپ کا احسان ہر ایک شخص پر ہے کہ اس کو پتہ دیا کہ خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ اور وہ اپنے خاص بندوں کو [illegible] بتا دیا ہے کہ تم [illegible]

آپ نے فرمایا ہے کہ

اُن قدسیانِ نرگس جانباز بے خبر اند
ہر سو نگاہ غلوہ و دستِ قدح بدست

آپ نے کس دنیا کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ قرآن دنیا میں ایسا کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے قرآن کے علوم سے جو حصہ پایا تھا وہ دوسروں کو بھی دیا۔ قرآن کی ہر قسم کی ثابت کی۔ قرآن کے حقائق اور دقائق کی تفسیر کا فلسفہ بیان کیا۔ جس کو مخالفوں نے اپنے نام سے شائع کیا۔ حتیٰ کہ ابوالکلام نے سرقہ کیا۔ مگر دنیا پر ظاہر کیا (دیکھو الحکمۃ کو جواب کی جلد اول) کہ میں نے لیا ہوں۔ دعا کی حقیقت آپ نے ظاہر کی اور کہا میں مجھے ہیں۔ اور دعوت دی کہ آؤ میں دعا مستجاب کا نسخہ بتاؤں۔ لیکن مخالفوں نے لفظاً لفظاً سرقہ کیا۔ اور اسکو اپنی تحقیق بتایا (دیکھو الحکمۃ کو جواب کی جلد اول)

بہشت اور دوزخ کی آپ نے حقیقت بیان کی۔ وہ بہشت جس پر مخالف ہنستا اور دوزخ جس کو بے حقیقت سمجھتا تھا اس کی آپ نے حقیقت بیان کی۔ اور قرآن و حدیث کی آیات کے ساتھ اور فرشتوں کا فلسفہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ جماعت میں ایسے ہیں۔ جن کا فرشتوں سے تعارف ہو گیا۔

آپ نے مذہبی علم کلام میں وہ تبدیلی کی کہ اس کا رنگ پھیر دیا حتیٰ کہ آپ کے بعض اصولوں کو ثناء اللہ جیسے مخالفوں نے بھی اپنا بنا کر پیش کیا۔ عرش کی حقیقت بیان کی۔ ثناء اللہ نے اسکو بھی لیا۔ جب اس پر فتویٰ لگا۔ تو اپنی جان بچانے کے لئے کہا کہ مجھے کہاں کہتے ہو۔ مرزا صاحب سے انعام لو۔ کیونکہ یہ حقیقت انہوں نے بیان کی ہے۔ اور ان کا انعام بھی لو۔

تجلی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا۔ اسکو بھی ثناء اللہ نے اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کیا۔

اردو زبان پر احسان کیا کہ ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔ اب اردو زبان نہیں مر سکتی۔ کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے لائبریریاں بنائی جائیں۔ کیونکہ اس زمانہ کے نبی نے اس میں تصانیف کی ہیں۔ اور اب وہ یورپ و امریکہ کے لائبریریوں اور دلوں پر بھی چھانے لگی ہیں۔ زبان میں نئے نئے الفاظ اور نئی ترکیبیں داخل کیں۔ اور ایسی جن کو ہر ایک کلام وغیرہ لوگوں نے اپنا لیا۔ تعلیم اور پیش کی۔ جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے دنیا کو تعلیم دی کہ خدا کو کیا نہیں۔ آپ نے اختلافات روایات میں فیصلہ کیا۔ یاجوج و ماجوج دجال اور خروج مسیح کا آسمان پر جانا۔ نبوت وغیرہ تمام مسائل جو پیدا ہوئے اسلام کے لئے موجب اعتراض تھے۔ ان سب کو حل کر دیا۔ صدیوں کی الجھنیں دنیا کا کیا حال تھا۔ لوگوں نے پہلے انکار کر دیا تھا۔ اب کچھ شئی سنوسی کی شکل پر دیکھنے لگے۔ کبھی کسی نے ان کو ان کی شکل میں۔ حتیٰ کہ اب تو ایک ہندو بھی ان کو امام مہدی تسلیم کرنے لگا۔ لیکن آپ نے بتایا کہ مہدی اور مسیح کی تمام شاخوں کے خلاف ایک اور ہی جگہ ظاہر ہو گیا۔ عملی حیثیت سے ہندوستان پر احسان کیا لوگ یورپ جاتے اور یورپ کے شاگرد بننے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر اب ہندوستان سے یورپ کے لئے استاد گئے اور ایک وقت میں یورپ ان کی شاگردی پر فخر کریگا۔

جماعت پر احسان کیا۔ آج جبکہ دنیا زلزلہ میں ہے تم زلزلہ میں نہیں۔ وہ پراگندہ اور حیران ہیں۔ لیکن ہم ایک امام رکھتے ہیں۔ ان کے لئے رستہ نہیں۔ ہمارے پاس ہے وہ زمین پر ہیں۔ ہم بہت بلند ہیں۔ آج دنیا کی نجات کے لئے لوگ سرگردان ہیں۔ اور سیف گورنمنٹ کے لئے مر رہے ہیں مگر ہمیں آسمانی گورنمنٹ مل گئی۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کیونکہ جب آسمانی گورنمنٹ ہماری ہو جائیگی۔ تو پاؤں کے نیچے کچلی جانے والی زمین کی حکومت ہم سے کیسے جا سکتی ہے۔

مسیح موعود نے ہمارے لئے تکالیف اٹھائیں۔ اور ہمارے لئے نمونہ پیش کیا کہ حق کے قیام اور پھیلانے کے لئے تکالیف سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ آج کل لیڈر لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ مگر پھولوں کی بارش میں۔ مگر ہمارا لیڈر ہماری رہبری کے لئے آیا پتھروں کی بارش میں پس سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ آپ کا اسوقت جانشین محمود اولوالعزم ہے اس کو نوح کا فرزند کہتے ہیں۔ مگر خدا نہیں دیکھتے کہ فرزند نوح تو وہ تھا جس نے کشتی کی ناقدری کی۔ اور جس کے لئے حکیم شیراز نے کہا کہ ؎

خاندان نبوتش گم شد

مگر اس فرزند نے اس کشتی کو دنیا کے تمام ڈوبنے والوں کے پاس بھیجا کہ اس میں سوار ہو جائیں۔ اس ایک شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کا روحانی فرزند ہونے کا دعویٰ ہے اسکو دیکھو کہ بدوں کی صحبت کی وجہ سے کس طرح اس نے نبوت کو گم کرنا چاہا پھر ہمیں زندگی کا مقصد اور خزانوں میں حضور سکھایا نیز یہ کہ پہلے ہماری نمازیں ایسی تھیں کہ ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ززمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدہ ریائی

ہمیں محمود دیا۔ کہ جس کے فیوض قیامت تک جاری ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ پر احسان کیا کہ اس کی ایک سچے دل سے وفاداری جماعت پیدا کر دی۔ آپ نے تزکیہ قلوب کیا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اور دنیا میں آپ کی تعلیم کو پھیلا دیں۔

دوسرا اجلاس

صداقت مسیح موعودؑ

دوسرا اجلاس زیر صداقت مسیح موعود آنریری مہمان غلام محمد خان صاحب ڈھائی بجے کے بعد شروع ہوا۔ نظموں وغیرہ کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب مکرم نے اپنی تقریر بعنوان "صداقت مسیح موعود" سورہ ابراہیم کی آیات الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء (۱) ومن عصانی فانک غفور رحیم تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ انسان کی عجیب حالت ہے باوجود اس کے کہ وہ ہر پہلو میں نبیوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگوں نے اللہ کے نبیوں کو کبھی آتے ہی قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندوں پر افسوس فرمایا ہے۔ کہ ان کے پاس کوئی بھی نبی نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی و ٹھٹھا نہ کی ہو ؎

سچے جھوٹے کے فرق کرنے میں انسان نے ہمیشہ غلطی کھائی ہے۔ قرآن کریم نے راستباز اور جھوٹے میں فرق کرنے کے اصول بتائے ہیں۔ قرآن کریم کا نام ہی فرقان رکھا گیا ہے۔ اور اس میں تمام نزاع مذہبی کا فیصلہ کر کے بتا دیا گیا ہے۔ کہ سچے کون ہوتے ہیں اور جھوٹے کون؟ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (۱) ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔ اللہ تعالیٰ

بیان کیا ہے۔ پاکیزہ کی مثال ایک شجر طیبہ کے ساتھ
اس کی جڑ مستحکم ہوتی ہے (۲) شاخیں آسمان تک
نہیں پہنچتی ہیں (۳) ثمر دار ہوتا ہے (۴) ثمر
درخت پھل دیتا ہے (۵) کار آمد پھل کھانے
پر وقت دیتا ہے (۶) پھل اچھی حالت میں
ہیں۔ لیکن فرمایا کہ وہ پھل ایسے ہوں گے
ہوں گے۔

اسکے مقابلہ میں فرمایا کہ مثل کلمۃ خبیثۃ
کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالہا
من قرار۔ خبیث کی مثال ایسے درخت کی ہے
(۱) جو زمین سے اکھاڑ دیا گیا ہو (۲) استحکام کے لئے
قرار نہ ہو۔

اسکے آگے فرمایا کہ یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول
الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ
الظٰلمین ویفعل اللہ مایشاء۔ مومن کی مثال
بھی کلمہ طیبہ اور شجر طیبہ کی ہوتی ہے۔ اس کی بات دنیا میں
قائم ہوتی ہے۔ اور کافر کی بات کو یہ بات نصیب نہیں
ہوتی۔ بلکہ وہ مٹا دیجاتی ہے۔

اب کہنا یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام
کے دعویٰ پر دو قسم کے خیالات ہیں۔ اور اس دعویٰ پر تنازع
ہے۔ بعض لوگ اسپر معترض ہیں۔ بعض اس کی تائید میں ہیں
اسلئے ہم اس آیت کی روشنی میں آپ کے دعویٰ پر نظر کرتے
ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ آپ اور آپ کی تعلیم کلمہ طیبہ اور
شجرہ طیبہ ہیں یا نہیں۔ آپ نے دنیا میں کیا کہا اور آپ نے کیا
کیا کہ قرآن کریم خدا کی کتاب اور کامل کتاب ہے۔ اور محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نبی ہیں۔ یہ وہ
وقت تھا کہ اس کتاب کو ماننے والے بھی اس کو چھپائے
بیٹھے تھے۔ اور اس کو دنیا میں پیش کرنا نہیں چاہتے تھے
یا پیش نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے اس کو پیش کیا اور کہا کہ
اس میں تمام کمالات اس ہیں پائے جاتے ہیں۔ جو کہ واقعی کمالات
ہیں۔ پھر آپ نے اس کو فلسفہ کی تمام کتب سے بڑھ کر ثابت
کیا۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ یہ ایسی اعلیٰ
پیشگوئیوں کو بھی اور ثابت کیا کہ قرآن وہ کتاب ہے۔

خیالات پھیلنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ
پھر آپ نے قرآن کریم کے الہام کہنے سے مسئلہ
نسخ کا مسئلہ کہ اسپر عمل کرنے والوں کی طرف سے
معترض تھا۔ اور وہ اسکو غیر محقق مانتے تھے۔ اور وہ لوگ
جہالت کرتے تھے۔ اس مسئلہ میں حضرت اقدس کہتے تھے کہ
نسخ کے متعلق جو ہمیں علم نہیں دیا گیا تو ہم
بیت یشاء الله من الروح من امر ربه
پر اعتراض نہیں کرتے۔ آپ نے اسی سے ثابت کیا کہ روح مخلوق
ہے۔ صحابہ اور تابعین کہتے ہیں۔ کہ روح غیر مخلوق ہے۔ قرآن
کہتا ہے کہ اللہ نے اپنی روح میں سے دیا ہے۔ یعنی غیر مخلوق
نہیں۔ مخلوق ہے۔

دوسرا دعویٰ آپ نے یہ کیا تھا کہ میں اور مسیح گویا
ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اور آپ نے مسیحی دنیا سے
ہزاروں نہیں لاکھوں کو شادی۔ اگر آپ کے مسیحی نفس
سے لوگ شفایاب ہوتے۔ تو واقعی کہا جاتا کہ یہ آپ کا
دعویٰ صحیح نہیں۔ لیکن جب اس کا عملی ثبوت مل گیا۔ تو
پھر اس پر معقولیت سے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

پھر آپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ مسیح جس کی امت کو انتظار
تھی۔ وہ فوت ہو گیا۔ اور کہنے لگے میں ہی وہ مسیح
کی حیات کا مسئلہ دو قوموں کے لئے موجب ہلاکت ہو رہا
تھا۔ ایک مسلمانوں کے لئے جنہوں نے اپنی امیدوں
بیہودہ کو مسیح کی آمد سے متعلق کر رکھا تھا۔ دوسرے مسیحی قوم
جس سے عملی زندگی مسیحیوں کی سخت خراب ہو گئی تھی۔
آپ نے اس دعویٰ کو بپایہ ثبوت پہنچایا۔ اور دنیا کو اقرار
کرنا پڑا۔ اس سے یہی ثابت ہوا کہ اصلہا ثابت و
فرعہا فی السماء۔ وہ دعویٰ جو آپ نے کیا معقول ہے
اور اس کی شاخیں بلندی کی طرف گئیں۔ اس لئے ہم مسلمانوں
کو وہ تقویت ملی کہ اب ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اب جو شخص خدا کی طرف سے مصلح
ہو کر آئیگا۔ وہ بطبیعی محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئیگا۔ وہ لوگ
جو کہتے تھے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آسمانی دروازہ کو بند
کر گئے تھے۔ آپ نے ثابت کیا کہ نہیں محمد صلی اللہ
علیہ وسلم آسمانی نبی تھے کہ جاری کرنے والے تھے۔ اصلہا
ثابت و فرعہا فی السماء۔ آپ نے کہا کہ آنیوالا

صفات میں پہلے آنیوالوں کے مماثل ہوگا۔ اس نے
اسلام کو جو اپنے زمانہ میں ترقی پر تھا۔ اور
ہندوستان کے اکثر حصہ پر جو اپنا اثر جما چکا تھا۔ اور
جو تلوار و جہاد کے ذریعہ پھیلا تھا۔ اور
جہاد کے لئے تیار تھا۔ کچھ عرصہ کے لئے
پوچھا۔ کہ آپ جہاد کیوں نہیں کرتے۔ اس نے
کہا ہم جہاد کرنے کا نہیں کہتے۔ ہمارا مقصد میں سے
جہاد ضروری نہیں ہے۔ اس وقت
جہاد کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس وقت
جہاد کرنا چاہئے۔ اس سب کو دیکھ کر

لئے کہ اسی قسم کی رنگ دیکھ کر اس زمانہ میں مسلمان جو جنگ لڑیں گے اس میں ان کو شکست ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے دین کی حفاظت کا طریق یہ بتایا کہ :۔

الوقت وقت الملاحم وقتال الاعداء

جہاد کے متعلق یہ الہام ہوا تھا کہ :۔

قادر کے کاروبار نرالے ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

لیکن اس وقت جو کیفیت مسلمانوں کی ہے اور وہ علماء جو حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے لگاتے تھے کہ جہاد کے منکر ہیں۔ اب جہاد کو چھپاتے اور کہتے ہیں کہ ہم جہاد نہیں کرتے آپ نے فوراً اعلان گورنمنٹ کی تعریف کی۔ لوگوں نے آپ کو برا کہا۔ حالانکہ یہ نصاریٰ کی گورنمنٹ ہے اور نصاریٰ کی تعریف قرآن میں موجود ہے۔ مگر ان کو شرم نہ کرنے اور پکڑنے کے لئے یہ ہوا کہ یہ لوگ جو نصاریٰ کی گورنمنٹ کی تعریف کے لئے الزام دیتے تھے۔ ایک ہندو کے پیرو ہو گئے۔ جو کہ سناتنی ہے اور سناتنی بوجہ مشرکانہ عقائد کے ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ یہ مشرک لوگ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود کی بات شجرہ طیبہ ثابت ہوئی۔ آپ نے ہندو مسلم اتحاد کی تجویز پیش کی۔ اس کی ہنسی اڑائی گئی۔ لیکن اب وہ کن بلیادوں پر کی گئی یہ کہ حلال چیزوں کو انہوں نے خود حرام ٹھہرایا۔ اور بعض مولویوں نے کہا کہ گائے سور کے برابر ہے۔

آپ نے نبی بعدی کی تشریح پیش کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے حضرت موسیٰ کے سلسلہ کا ایک آدمی آئیگا۔ مگر آپ نے بتایا اور ثابت کیا کہ محمدؐ کی اُمت کے لئے محمدؐ کا غلام ہی آنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ نبی کریم کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ آپ کے متعلق توریت و انجیل میں پیشگوئی ہے۔ مگر یہود کا یہ حال ہے کہ آپ کی حیات میں دس تک نہیں گنتے۔ معلوم ہوا کہ ان امتوں میں اپنے نبیوں کی روحانی تاثیر زیادہ نہیں تھی۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر کا یہ اثر تھا۔ کہ جب آپکے غلاموں میں سے ایک شخص مبعوث ہوا۔ تو آپ ہی کی اُمت میں سے کئی لاکھ ان پر ایمان لائے۔

حضرت مرزا صاحب پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کیا نئی چیز لائے ہیں کہ ان کو مانا جائے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ضروری نہیں کہ ہر نبی نئی شریعت لائے۔ اور قرآن و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔ ان هذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ۔ یہ جو کچھ ہے وہی ہے۔ جو پہلی کتب میں ہے۔ ابراہیم و موسیٰ کی کتب میں۔ پس اگر معترضین کا اعتراض درست ہو تو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے آنحضرتؐ کو چھوڑیں۔

دوسری بات لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں مگر یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ تو فرماتے ہیں کہ انہیں مسیح و مہدی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں۔

چوتھا یہ اعتراض ہے کہ مرزا صاحب کیا لائے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر خدا کو پانا چاہو۔ تو آپ کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لیگا۔ پس آپ تو آنحضرتؐ ہی کا غلام بنانے آئے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ کیوں ہمیں آپ کی غلامی سے نہیں چھوڑاتے۔ نبی کریمؐ دشمنوں پر غالب ہوئے۔ آپ خدا کے محبوب تھے۔ آپ کی خدا نے حفاظت کی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ محبوب خدا بنے اسلئے آپ کی بھی حفاظت کی گئی۔ تمام لوگ آپکے دشمن ہو گئے۔ مگر آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ آپ کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ تھے۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب کی سلطنت کیوں نہ ہوئی اور آپ نے مال کیوں نہ تقسیم کیا۔ مگر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سلطنت دلوائینگے۔ جیسے وہ سلطنت دینے کا وعدہ نہیں کرتے۔ تو پھر ان پر اعتراض کیوں؟ باقی رہا مال کا مسئلہ اس سے مراد علم دین کا مال ہے جو آپ نے کثرت سے تقسیم کیا وہ مال نہیں جس کو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ آپ نے اعلان کیا :۔

اَے لوگو! کہ ہمیں نور خدا پاؤ گے
تو تمہیں طور و نسیم کا بتایا ہم نے

کلمہ طیبہ کے مقابلہ میں کلمہ خبیثہ ہوتا ہے۔ اب دیکھ لو۔ کہ مرزا صاحب نے جو کہا وہ دنیا میں قائم ہو رہا ہے یا وہ جو مخالفوں اور مخالفوں نے کہا۔

جس طرح مکہ کو خدا نے عظمت دی۔ اور اس کیلئے پیشگوئی کی کہ اس کی طرف لوگ دور دور سے آئینگے۔ اسی طرح قادیان کے متعلق بھی خدا نے فرمایا۔ انا اذری القریہ۔ اور فرمایا کہ اس کی طرف بھی دور دور سے لوگ آئینگے۔ کیا یہ سچ نہیں کیا اس میں کچھ شک ہے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو قادیان کی طرف آتا ہے۔ وہ ایک نشان قائم کرتا اور نشان کو دیکھتا ہے۔

لوگ اعتراض کرتے ہیں اور کرتے رہینگے۔ مگر ان اعتراضات سے حق پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ہر نبی کے ساتھ ہوا ہے۔ فرمایا کذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین۔ پس آپ پر بھی اعتراض ہوئے۔ اور آپ کی عداوت میں ہر قسم کے لوگوں نے زور لگایا۔ مگر جس طرح خدا نے کہا۔ کلمہ طیبہ شجرہ طیبہ ہوتا ہے۔ جو قائم رہتا ہے۔ آپ کی تعلیم اور آپ کا سلسلہ قائم ہے۔ اور ہر قسم کی مخالفت اس کو ذرا جنبش نہیں دے سکتی۔

تقریر کے بعد آپ نے دو اعتراضوں کا جواب دیا۔ فرمایا دو استفتاء ہیں۔ اول تو یہ کہ آیا مہمان اپنے ساتھ کے گھر میں نماز پڑھ لیں (۲) کہ ایک مسجد میں جہاں نماز ہو چکی ہو۔ دوسری جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

پہلے سوال کے متعلق جواب یہ ہے۔ کہ نماز گھر میں ہو سکتی ہے۔ مگر مسجد کی نماز گھر کی نماز سے ستائیس گنے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ اگر کوئی شخص ستائیس میں جمعہ میں کا گھاٹا پسند کرتا ہے تو پڑھ لے۔ اور اگر نہیں تو نہیں۔

(۲) جس مسجد میں امام خلیفہ ہو۔ اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے اور جس کا امام مقرر ہو۔ اس میں بھی دوسری نماز پسندیدہ نہیں اور اگر کسی مسجد میں امام نہ ہو تو وہاں اذان کہکر بھی دوسری جماعت جائز ہے۔ جہاں امام ہو وہاں نماز دوسری ہو تو سکتی ہے مگر بہتر یہی ہے کہ لوگ پہلی جماعت میں شامل ہوں۔

اس کے ضمائی

دوسرا دن ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

پہلا اجلاس

آج کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور مختلف نظموں کے بعد جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری کی تقریر وقت مشتہرہ سے کسی قدر دیر سے "اسلام اور دیگر مذاہب" کے عنوان پر شروع ہوئی۔ آپ نے تقریر سے پہلے سورہ نحل کا کچھ حصہ آیتہ کریمہ ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی سے تلاوت کیا اور فرمایا کہ:-

اسلام اور دیگر مذاہب

اسلام اور دیگر مذاہب کے مقابلہ کے لئے دیگر مذاہب کے عقائد معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلئے پہلے میں ان کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ اول وہ جو مذہب کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے (۲) وہ جو مذہب کی ضرورت تو سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے لئے الہام کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا خیال ہے۔ کہ مذہب کے لئے عقل ہی کافی ہے۔ مگر تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مذہب کے لئے الہام کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے ان لوگوں کو لیتے ہیں۔ جو مذہب کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا ہمیں نظر نہیں آتا۔ اسلئے ہم اسے نہیں مانتے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ ہر چیز کا نظر آنا ضروری نہیں ہے۔ اور کسی چیز کے معلوم ہونے کے کئی ذریعے ہوتے ہیں۔ کوئی چیز کسی ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے اور کوئی کسی سے۔ دوسرے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز کا صانع کوئی ہے۔ اس کائنات کا بنانے والا بھی کوئی ہونا چاہیئے۔ پھر اس نظام میں ایک ترتیب ہے۔ جو یہ کارخانہ اتفاقی طور پر نہیں بن گیا۔ پس ہستی ظاہر ہے۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ ہر ایک چیز کے لئے کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ اور وہ اللہ ہے۔ اس سے پتہ نکلتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صرف عقلی دلائل ہی نہیں دیئے۔ بلکہ زور شور سے اپنے احکام اور کلام سے دنیا کو اور دنیا پر روشن کیا ہے کہ خدا ہے فرمایا۔ وما اختلاف ھادی عن فانی فھل انتم کہ جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو ان کو بتاؤ کہ میں تو قریب ہوں دور نہیں ہوں۔ ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اسکو جواب دیتا ہوں۔ پر ہم صرف دلائل الہام کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف عقل کافی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر الہام نہیں تو مذہب بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ عقل اگر کافی ہوتی تو جس طرح ایک عقل والے خدا کو مانتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے اس کی ہستی کے منکر ہو جاتے ہیں۔ ان کے اس عقلی نتیجہ کو بدلنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ دراصل مجرد عقل گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ لوگ جو صرف عقل کو کافی سمجھتے ہیں۔ ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ ایک عقل والے دوسری عقل والوں پر کوئی الزام دیں۔ جو کچھ انہیں ان کی عقل نے بتایا۔ وہ انہوں نے مانا۔ اور جو دوسروں کی عقل نے بتایا اسے وہ مانتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے صرف عقل کافی نہیں ہے۔ اسلئے اسپر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ الہام ہی ہے۔ جو یقین دلا دیتا ہے کہ خدا ہے۔ ورنہ عقل کے ذریعہ بعض نے خدا کا انکار کیا۔ اور بعض بت پرستی کو عقل کے ذریعہ خدا یابی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ اسلئے مذہب کے لئے الہام کی ضرورت ہے۔ اور الہام اسلام ہی میں پایا جاتا ہے۔ اسلئے ایک برتری اور نمایاں برتری میں ہیں اسلام کا کوئی مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہے کہ اسلام میں الہام ہے۔ مگر دوسرے مذاہب میں نہیں۔

اسلام کا مقابلہ دیگر مذاہب سے اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی کتاب کا دیگر مذاہب کی کتب سے مقابلہ کیا جائے۔ قرآن کریم مانتا ہے کہ اس سے پہلے بھی صدہا کتب آئیں۔ اور ہر امت میں خدا کا نبی آیا اور قرآن کے ماننے والا جہاں قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے۔ وہاں خدا کے اس کلام پر بھی ایمان لاتا ہے۔ جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوا۔ قرآن کریم نے سب کی ان کردہ اصلاح کیا ہے کہ سوائے تحریف لفظی اور تحریف معنوی کے محفوظ ہیں۔ تمام جہان کے لئے تحریف سے قرآن کریم تمام دنیا کے لئے ہے۔ دوسرے فرمایا کہ ان میں تحریف لفظی اور معنوی ہوئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ الفاظ میں اور وہاں کے معنے بگاڑ کے کچھ بنا دیتے اور لفظی تحریف کے لئے فرمایا کہ خود کہتے ہیں اللہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

اسبات کو مدنظر رکھ کر جب ہم دیگر مذاہب کی کتب پر نظر کرتے ہیں تو ان میں ہمیں یہ دونوں باتیں صاف طور پر نظر آتی ہیں۔ اور قرآن کریم کا دعویٰ صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اول تو وہ کتاب صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اور انجیل بھی بنی اسرائیل کے لئے ہی تھی۔ پھر اس میں تحریف کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اور نفس کے دھوکہ میں پھنس کر کہیں سے کہیں نکل گئے۔ ان تعلیمات میں غلطیاں شامل ہو گئیں۔ مگر قرآن کریم میں ان تعلیمات کو تمام غلطیوں کو دور کر کے صحیح طور پر پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ان آیات میں دی ہے۔ کہ دیکھو جانور گھاس پات وغیرہ کیا کچھ کھاتے ہیں۔ اور ان تمام میں سے دودھ جانور کے اندر سے نکلتا ہے۔ اور گوبر کو اس سے علیحدہ کر کے نکال دیا جاتا ہے۔ اور اس دودھ کو پینے سے پیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص چاہے کہ خود اس گھاس وغیرہ سے دودھ نکالے۔ تو کیا نکال سکتا ہے۔ نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں میں سے اعلیٰ تعلیمات نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔

اب پہلی کتب میں تو باطل داخل ہو گیا۔ مگر قرآن کریم میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا اور صلی ثبوت آج تک قائم رہا ہے۔ اس تعلیم میں باطل کی آمیزش نہیں۔ اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کی گئی۔ اور ہر زمانہ میں اپنے کامل دینا ہے۔

توراۃ اور انجیل کی بعض عبارتیں صاف اور صحیح طور پر بتا رہی ہیں کہ وہ جعلی ہیں۔ چنانچہ بائبل کی وہ کتاب جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ پر اتری۔ اس میں لکھا ہے کہ موسیٰ مر گئے اور ان کو فلاں جگہ دفن کیا گیا۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔

اسی طرح جب ہم ویدوں کے متعلق دیکھتے ہیں۔ تو اول تو وہ

نہیں ہے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے سوامی دیانند صاحب
دام سال تک ہندوستان کی خاک چھانتے رہے ہیں۔ مگر سال کوئی
شخص وید پڑھنے کو عالم ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کے مستند
تراجم تھے، اور جو ہیں ان کو آریہ صاحبان مانتے کے لئے تیار
نہیں۔ مگر مسلمان مترجمین نے جو تراجم بعض ویدوں کے کئے
ہیں۔ تو ایک حد تک ان کے نزدیک مستند ہیں۔ ان تراجم
میں پنڈت جی نے ان تمام تعلیمات کی تردید کی ہے
ہیں۔ مگر باوجود ان تردیدات کے پھر وید پر سخت اعتراض
وارد ہوتے ہیں۔ جن سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔

پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش
میں ابتداء عالم کے متعلق بحث کی ہے۔ اور اس میں بتلایا ہے
کہ کس طرح ہندوستان میں ویدوں کے علاوہ دام مارگی۔ فیرہ
فرقے تھے۔ جنہوں نے زمانہ حال تک کی تمیز اٹھا دی۔ لوگ
تین سال سے تین سو سال تک ان کا وجود رہا۔ اور
اس وقت انہوں نے ویدوں کے خلاف کہنے کی ہرگز کوشش کی
اور وید کی تعلیم رک گئی۔ اور جس لوگ وید کے خلاف
سمجھے بلکہ لفظوں تک سے ناواقف ہو گئے۔ یہ مہابھارت
کی جنگ کے بعد ہوا۔ جس میں بہت سے رشی مر گئے۔ اس سے ظاہر ہے
کہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ویدوں میں تحریف ہوئی۔ کئی تعلیمات
جن کی مذمت پنڈت صاحب بیان کرتے ہیں۔ اور جن کو
شہوت کا کام قرار دیتے ہیں۔ مثلاً گانا بجانا وغیرہ وہ ویدوں
میں پائی جاتی ہیں۔ اور جو کی تعلیم جو اس قدر حیا سوز ہے
کہ جس کا نام تک آریہ صاحبان نہیں لے سکتے۔ کوئی شک
نہیں کہ ویدیں وام مارگیوں کی ہی داخل کی ہوئی ہے۔ یہاں تک
تو ویدوں کی لفظی و معنوی تحریف کے متعلق بحث ہے۔ اب ہم
اس کے حاملگیر ہونے کے متعلق بحث کرتے ہیں تو ہمیں معلوم
ہوتا ہے کہ وید تمام جہان کے لئے نہ تھا۔ نہ تو اس کا اس
کے ماننے والوں نے کبھی گذشتہ زمانہ میں تمام جہان میں پہنچانے
کی کوشش کی۔ اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ چنانچہ ستیارتھ
صاحبان اب تک کسی غیر مذہب کے شخص کو ہندو
نوا لگ رہا۔ اس کو ویدوں کو چھونا اور پڑھنا پڑھانا تک نہیں
نہیں کرتے۔

پھر اس کی تعلیم پر عمل ہونا سخت مشکل ہے۔ اور اس کی تعلیمات
بھی اب تک صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکیں۔ گو مترجمین کریم

اسوقت اس کی ضرورت تھی اور تمام دنیا میں فسادات
ہو رہے تھے۔ اور روحانی دنیا میں سخت ابتری تھی
[redacted] اس کی صفائی و معنوی حفاظت کی۔ اور اس
کی تعلیمات کو قائم کرنے کے لئے ہر زمانہ میں لوگ آئے۔
اور اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی مقصد
کے لئے تشریف لائے۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

چونکہ شیخ صاحب کے مہیلے ہی پرچے کھڑے ہو گئے تھے
اور آپ کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا مضمون
مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ بیان ہوا
تھا۔ جس کے لئے پروگرام میں صرف پون گھنٹہ رکھا گیا تھا۔
اور اس پون گھنٹے میں سے بھی کچھ وقت شیخ صاحب نے لیا۔ اس لئے
میر صاحب نے مضمون کو پورے طور پر بیان نہ کیا
نیز ابھی میر صاحب کی تقریر جاری تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح
تشریف لے آئے۔ چونکہ نماز کے لئے ایک گھنٹے کا وقت تھا
جب حضور تشریف لائے۔ تو میر صاحب کا لیکچر ادھورا ہی ختم ہوا

بہرحال میر صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا۔ اس کا
خلاصہ درج کرتے ہیں۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر سے پہلے اپنی
طبع زاد نظم ثناء اللہ کے متعلق پڑھی۔ اور مضمون یوں شروع
کیا کہ:۔

دوستو! میرا مضمون جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ ہے کہ ثناء اللہ
کے ساتھ آخری فیصلہ کے متعلق کچھ بیان کروں۔ مولوی ثناء اللہ
صاحب ہر جلسہ اور ہر تقریب میں اس مضمون کو بیان کرتے
ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میری زندگی اور مرزا صاحب کی
وفات ثبوت ہے اس امر کا کہ میں سچا اور آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے
تھے۔ لیکن میں اب آپ کو اس کی تاریخ سناتا ہوں اور مسئلہ کا حل
بتاتا ہوں۔ قادیان کے آریوں نے جب توجہ دلائی۔ تو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ قادیان کے
آریہ اور ہم" لکھا۔ اسوقت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم
نے اپنی طرف سے مولوی ثناء اللہ کو دعوت دی کہ تم بھی
اسی طرح قسم کھاؤ۔ اور فیصلہ کرو۔ اس کے جواب میں ثناء اللہ نے
لکھا کہ ہم بتاؤ قسم کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اور تم خود اور اپنے

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

گورداسپور ساتھ لاؤ۔ امرتسر کی عیدگاہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔

اس مضمون میں ثناء اللہ نے اپنی طرف سے مباہلہ کا
چیلنج دیا۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس کی طرف سے مفتی محمد
صادق نے لکھا کہ تمہارا چیلنج منظور ہے۔ جس کے جواب میں اس نے
لکھا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار نہیں۔ اور مباہلہ کی تعریف
اس نے یہ بیان کی کہ فریقین ایک دوسرے پر بددعا کریں۔
مگر اس میں کوئی صورت ایسی نہ تھی۔ اور اس نے عبث طور
پر حضرت اقدس کی وفات پر مرفع جون ۱۹۰۸ء میں لکھا
کہ مرزا صاحب میرے مقابلہ میں مباہلہ میں فوت ہو گئے۔ آخری
فیصلہ کا اشتہار کا عنوان حضرت اقدس کا مقرر کردہ نہیں۔
بلکہ ایڈیٹر بدر نے خود تجویز کیا تھا۔ اس میں حضرت اقدس
نے لکھا کہ یہ دعا ہے۔ الہام کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ اور
نیچے لکھا کہ مولوی ثناء اللہ جو چاہیں لکھیں۔ فیصلہ خدا
کے ہاتھ میں ہے۔

مولوی ثناء اللہ نے اس طریق فیصلہ کو منظور نہ کیا۔
اور لکھ دیا کہ یہ طریق فیصلہ مجھ کو منظور نہیں۔ نہ کوئی دانا اس کو
قبول کر سکتا ہے۔ اور لکھا کہ نشان تو وہ ہونا چاہیئے۔ جو
میں بھی دیکھوں۔ اگر میں مر گیا۔ تو یہ کیا نشان ہوا۔ اور یہ
بھی لکھا۔ کہ آپ میری موت کیوں چاہتے ہیں۔ اور لکھا کہ دیکھو
مسیلمہ زندہ رہا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے
پھر اگر میں مر گیا۔ تو میں جھوٹا کیسے ہوں گا۔ اور الہدیث
میں شائع ہوا کہ بدکاروں کی لمبی عمریں ہوتی ہیں۔ اور لکھا کہ مرزا صاحب نے
میری منظوری کے بغیر اختتار شائع کیا۔

ادھر حضرت مسیح موعود لپے اور ثناء اللہ میں ایسا فیصلہ
چاہتے تھے۔ جو حق و باطل میں تمیز کرے۔ اور لوگوں پر حجت
ہو۔ آپ نے اپنے رسالہ جہاد میں لکھا کہ اگر ثناء اللہ
نے اس اصول کو تسلیم کیا۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرتا ہے
تو وہ ضرور مجھ سے پہلے مریگا۔ لیکن ثناء اللہ نے اس
معیار کو تسلیم نہ کیا۔ اسلئے اس کے مسلمات کی بنا پر ایسا فیصلہ
ہوا۔ جو ہر جہت ہو۔ اور وہ زندہ رہکر اس نشان کو دیکھ
اور اس کے ہم خیالوں پر حجت ہو سکے۔ چنانچہ حضرت اقدس
فوت ہوئے۔ اور ثناء اللہ زندہ رہا اور ثابت ہو گیا کہ کون
مسیلمہ کذاب کا قبیل ہے اور کون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا؟

میر صاحب مکرم یہیں تک بیان کرنے پائے تھے کہ حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ اور میر صاحب کو یہیں ختم کرنا پڑا۔

دوسرے وقت میں پہلے صاحبزادہ صاحب نے اتنا بیان کیا کہ حافظ نبی کی رسی دراز والا اشتہار جو مولوی ثناء اللہ کا نہ تھا بلکہ مولوی ثناء اللہ کے مطبع اہل حدیث کا چھپا ہوا تھا مولوی مذکور کی تائید میں اس نے ایک دوست کے نام سے لکھا تھا۔ ایسے اشتہار چونکہ کہیں سنبھال کر نہیں رکھے جاتے۔ اسلئے یہ بھی نہیں رکھا گیا۔ نہ سرکار میں ایسے اشتہار محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے آئندہ کوئی بھائی اس کو میں گرنے کی غلطی نہ کریں۔ حرام زادہ کی رسی دراز سے زیادہ سخت فقرے ثناء اللہ کے اخبار میں موجود ہیں۔ جو اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نظم

میر صاحب کی تقریر کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کی گئی۔ اور حضرت اقدس مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضور کے ایماء سے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ اسکے بعد حضور نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ پیشتر اسکے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اب آپ کو ایک صاحب میری ایک نظم پڑھ کر سنائیں گے۔ اس نظم میں نوجوانان جماعت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ان کو چند نصائح کی گئی ہیں۔ جو ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچے کہ سلسلہ کے کاموں کا بوجھ اٹھا سکیں۔ لیکن آئندہ ان سے توقع ہے کہ وہ سلسلہ کے کام کرینگے۔ نیز وہ لوگ بھی مخاطب ہیں۔ جو اگرچہ نوجوانی سے گذر چکے ہیں۔ مگر سلسلہ میں ابھی داخل ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ہمارے نونہال ہی ہیں۔ پس میری نظم کے مخاطب ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے ابھی جماعت کے کاموں کا بوجھ نہیں اٹھایا۔ مگر آئندہ ان پر بوجھ پڑے گا۔ اور وہ لوگ بھی جو نئے نئے داخل ہوئے ہیں۔

اس نظم میں جو میں نے نصائح کی ہیں وہ سب ضروری ہیں اور وہ ہیں جو کہ اس وقت کے دلوں میں تھیں۔ میرا جی چاہتا تھا کہ ہفتہ اچھی طرح سے اس کام کو میر قاسم علی صاحب کے اپنے ذمہ لیا۔ اور بہت صرف سے نہایت اچھی طرح پر اسکو چھپوایا ہے۔ جو غیروں میں بھی تقسیم ہو سکتی ہے اور گھر میں لٹکائی جا سکتی ہے۔ اس نظم پر میں نے نوٹ بھی لکھے ہیں۔ جو حاشیہ پر چھپے ہوئے ہیں۔ چاہیئے کہ جماعت کے لوگ اس کو نسخہ کے حاشیہ رکھنے کے لئے ڈبوں میں لگائیں اور دیواروں پر لٹکائیں۔

اس تقریر کے بعد ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے حضور کی مندرجہ بالا نظم پڑھی۔ جس کے اشعار نے ایسی رقت پیدا کر دی کہ اکثر اصحاب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور بعض کی تو ہچکیاں بندھ گئیں۔ نظم کے بعد حضور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور تشہد اور سورہ فاتحہ اور سورہ آل عمران کا آخری کچھ حصہ از ابتدار ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لایات لاولی الباب تلاوت کر کے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے اس بیج کو جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت پُرخطر اور تاریک زمانہ میں نہایت مخالفوں میں لگایا۔ اس کو بڑھایا اور بڑھ رہا ہے اور بڑھتا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتا ہوں۔ کہ اس نے ہمیں اس تاریکی سے نکالا۔ جس میں ایک دنیا مبتلا ہے۔ تم اس زمانہ کی تاریکی کو ذہن میں لاؤ۔ پھر تمہارا کام ہو گا کہ تم خدا کے حضور میں شکریہ کے لئے جھک جاؤ گے۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس پُرآشوب زمانہ میں اپنے فضل سے میری ڈھارس بندھائی اور کہا کہ میں اس جماعت کو ترقی دونگا۔ میں اپنی زبان سے کشوف عام طور پر نہیں سناتا۔ کیونکہ غیر اسوہ کے رؤیا اور کشوف حجت نہیں ہوتے۔ مگر چونکہ یہ ایک خوشخبری ہے۔ اسلئے میں سناتا ہوں:۔

پچھلے دنوں میں نے ایسے نظارے دیکھے کہ جماعت ایک ایسے باغ میں ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے۔ اور قریب ہی [illegible] میر محمد اسمٰعیل صاحب کو دیکھا۔ اسمٰعیل کے معنے میں خدا نے سُن لیا۔ اور میرے ساتھ خدا کی صفت کر کے بشارت دی۔ اور میرے ساتھ خدا کی صفت کر کے بشارت کے وقت عموماً وہی نظر آتے ہیں۔ اور کبھی اکیلے خود جلوہ نما ہوتے ہیں۔ اسوقت اس حالت میں انہوں نے کہا کہ لوگ آتے ہیں اور ایمان و اخلاص سے آتے ہیں پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ:۔

اللّٰھم زد فزد وعلی ھم الصلاح والصلحت

کہ اے ربّ! آئیں صلاح و فلاح کے رستوں پر لائیں۔ پھر میں شکر کرتا ہوں۔ خدا کا کہ اس نے غم کو خوشی سے بدل دیا۔ خاکسار پیشتر اسکے کہ میں وہ مضمون شروع کروں۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا ارادہ ہے کہ میں پہلے دن عام مضمون بیان کیا کرتا ہوں۔ اور دوسرے دن کوئی علمی مضمون جو ایمانیات و روحانیات کی خاص شاخ سے متعلق ہوتا ہے۔ بیان کیا کرتا ہوں۔ آج جو مضمون سنانا چاہتا ہوں۔ وہ بعد میں شروع کروں گا۔ پہلے سلسلہ کے کاموں کے متعلق کسی قدر بیان کرنا چاہتا ہوں:۔

مسجد لنڈن

سب سے پہلے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ ہماری جماعت لنڈن میں مسجد بنانے کی تیاری کرے۔ عیسائیت کا مرکز لنڈن ہے۔ حتیٰ کہ روم سے بڑھ کر عیسائیت کا مرکز ہے۔ کیونکہ روم میں رومن کیتھولک رہتے ہیں اور لنڈن میں پراٹسٹنٹ۔ اور رومن کیتھولک وہ لوگ ہیں۔ جو تعصب کے لئے اتنا جوش نہیں رکھتے۔ جتنا پراٹسٹنٹ۔ عیسائیت مردہ ہے۔ لیکن اس مُردہ کو کھینچنے والے انگلستان ہی کے لوگ ہیں۔ لنڈن میں مسجد کا کام بنا کام تھا۔ لوگ حیران تھے کہ خدا نے اسکے لئے ہماری جماعت کو توفیق دی۔ پچھلے سال جلسہ کے ایک ہفتہ بعد میرے دل میں مسجد کا خیال پیدا ہوا تھا۔ پہلے خیال تھا کہ قرض لیا جائے۔ مگر آخر ایسے سامان پیدا ہوئے کہ چندہ کے طور پر ہی ایک بڑی رقم جمع ہو گئی اور ہماری جماعت میں وہ جوش پیدا ہوا۔ جس کی انتہا نہیں۔ مجھ سے بعض لوگ خفا تھے کہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ مگر ان کے ایک کہنے کے [illegible] دو ہزار روپیہ [illegible]

کے لئے ہوا ہے وہ بخار دیدیا ۔

اب امریکہ میں بھی قریباً ۱۰ لاکھ مسلمان ہو گئی ہے۔ جو تجار کے محلہ میں ہے اور اس میں ایک مسلمان بھی ہے۔ اور زمین بھی بہت وسیع ہے اور مفتی صاحب کے بہت تعلق ہو گئی ہے ۔

امریکہ میں تبلیغ

دوسرا کام جو اس سفر میں ہوا۔ وہ امریکہ کا مشن ہے۔ امریکہ کی گورنمنٹ نے مفتی صاحب کو کہا۔ اور اسلئے روکا کہ وہ اس ملک کے باشندے نہیں۔ ایک سال سے زیادہ جو یہاں جائز ہیں۔ پھر یہاں کے مسلمانوں نے بڑی منتیں سنائیں۔ جب میں انجا دفعہ میاں کو بلا گیا۔ تو وہاں تقریر میں میں نے بیان کیا کہ ہم امریکہ میں ضرور داخل ہونگے۔ کیونکہ امریکہ کی گورنمنٹ نے ہماری گورنمنٹ سے خود خط لکھا ہے اور ہماری گورنمنٹ ضرور کہا ہے ہو گی۔ خدا کے فضل سے مفتی صاحب وہاں داخل ہو گئے اور اب تک ۴۰ آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ایسے تو مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں کے قوانین میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں دوسرا مخلص کروں۔ اس کے متعلق میں نے کہا۔ گذشتہ سال بیان کیا تھا کہ حضرت اقدس مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ آپ جلدی سے آگے اور فرمایا۔ کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہا ہوں۔ اور اب بخارا جاتا ہوں ۔

امریکہ میں مشن قائم ہو گیا ہے۔ اور اللہ چاہے تو بخارا میں بھی قائم ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعود کے کشوف بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔ وہاں بہت جلد احمدیت پھیلیگی۔ روس کا بھی حصہ مل گیا ہے۔ اب بخارا کے امیر کی تبدیلی کا انتظار ہے ۔

تبلیغ احمدیت

خوشی کے ساتھ بخ کی بھی خبر ہے کہ جہاں جماعت احمدیہ نے اور جو چندہ دیا اور بہت دیر لندن میں مسجد بنانے کی تیاری کی اور روپیہ بھی جمع کر رہے تھے۔ مگر امسال تبلیغ میں کمی رہی۔ اس دفعہ پہلے سالوں کی نسبت بہت کم لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ لوگوں کے ذمہ فرض ہے۔ اس کو ادا کریں۔ آئندہ کے لئے تجویز کی گئی ہے کہ جس طرح روپیہ کا بجٹ بنا کر ضلع وار

تقسیم کیا جاتا ہے کہ اس کو پورا کیا جائے۔ اور پھر جس قدر چندہ کسی انجمن کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا جلسہ پر اعلان ہوتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے متعلق کیا جائے۔ ہر ایک جماعت کو بتا دیا جائے۔ کہ کم از کم اتنے آدمی سال میں احمدیت میں داخل کرنے کی کوشش کرے۔ اور سالانہ جلسہ پر ناظر تالیف و اشاعت بتائے کہ فلاں جماعت کے ذریعہ کتنے احمدی ہوئے ہیں اور فلاں کی طرف سے کتنے۔

پھر حال گذشتہ سال جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ تمہارے ہر قرض اور قرض سے بھی بڑھ کر میں تم سے جرمانہ کہوں گا۔ آئندہ سال اسکے ادا کرنے کی بھی کوشش کرو ۔

انتظام سلسلہ کے متعلق نظارت کی تحریک کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ جس طرح خلافت کے عہد میں ہوتا تھا کہ ہر ایک جماعت پر امیر ہوتا تھا اسی طرح ہم بھی کریں۔ اس کے تجربہ کے لئے دو جماعتوں میں امیر مقرر ہوا۔ ایک نیروز پور کی جماعت کے امیر خان صاحب منشی فرزند علی صاحب۔ اور دوسرے لاہور کی جماعت کے امیر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مقرر ہوئے۔ ان جماعتوں کی حالت اب بہت اچھی ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ حکم نہیں کہ سب جماعتیں ایسا ہی کریں۔ اور ایک شخص کو تجویز کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ جس کو وہ امیر بنانا چاہتے کرتے ہیں ۔

اخبارات سلسلہ

اسکے بعد میں جماعت کے اخبار و رسالوں کے متعلق کچھ کہتا ہوں پچھلے گذشتہ سال ان کے متعلق تحریک کی تھی۔ جس پر ریویو الفضل اور تشحیذ کی طرف تو کچھ توجہ ہوئی ہے۔ مگر ان کو چھوڑ کر فاروق الحکم۔ نور کے متعلق کم توجہ کی گئی ہے۔ ان کے خریدار بہت کم ہیں۔ الحکم میں ایک خوبی ہے۔ وہ یہ کہ سلسلہ کی تاریخ کو محفوظ کرتا ہے۔ اور اس کی جماعت میں روح پھونکتا ہے۔ یہ بات الفضل میں بھی نہیں۔ اگرچہ الحکم میں اب پہلی سی بات نہیں۔ غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کا موجودہ ایڈیٹر نوآموز اور ناتجربہ کار ہے مگر پھر بھی اچھا کام کر رہا ہے۔ نور کے مضامین مفید ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ تبلیغ کا دروازہ مصریوں میں کھل گیا ہے اور حضرت صاحب کے اس مشن کی تائید میں ہے۔ جو مسٹر بچن کے ذریعہ قائم ہوا۔ کہ مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ بادا مکاف مسلمان تھے۔ (ذکر اس مقصد میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ بھی سکھ قریب ہیں کہ اسلام میں شامل ہو جائیں۔ پھر دوستوں کو فاروق کی طرف بھی متوجہ کرتا ہوں۔ لیکن جہاں میں احباب کو ان اخباروں کے متعلق توجہ دلاتا ہوں وہاں اخبار والوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی توجہ کریں اور ایک نکتہ شاخ میں کام کریں اور کام تقسیم کر لیں ۔

کتب

کتب فروشوں میں میں دیکھتا ہوں۔ تجارتی روح آگئی ہے اسلئے میں ان کے متعلق کوئی مناسب سفارش نہیں کرتا ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو عالم ہیں اور تصنیف تالیف کی قابلیت رکھتے ہیں۔ وہ مفید تصانیف لکھنے اور شائع کرنے کی طرف متوجہ ہوں ۔

موجودہ ہلچل

اب میں اس زمانہ کی شورش کے متعلق کچھ کہتا ہوں۔ اس شورش میں وہ لوگ جو گورنمنٹ کے خلاف ظاہر و پوشیدہ منصوبے کرتے ہیں وہ ہمیں منافق سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا دعویٰ ظاہر ہے کہ ہم گورنمنٹ کے خوشامدی نہیں۔ ہمیں کسی صلہ کی توقع نہیں۔ نہ ہم صلہ کے لئے خدمت کرتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ پر احسان ہے۔ مگر ہم پر اس کا کوئی خاص احسان نہیں دیکھو گورنمنٹ کی جن چیزوں کو ہم استعمال کرتے ہیں ان ہی کو سڑ گاندھی بھی کرتے ہیں۔ پس ہمیں کوئی خاص فائدہ نہیں نہ ہی خاص احسان ہے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے بعض حکام نے تو اسوقت بھی جب لوگ دنیاوی اسباب میں ہمیں ہر طرح دکھ دیتے ہیں۔ ہماری مدد نہیں کی۔ پس ہم جو اطاعت کرتے ہیں۔ اسلئے کرتے ہیں کہ ہمیں خدا کا حکم ہے اور ہمارا سر خدا کے حکم کے آگے جھکتا ہے۔ ورنہ ہم کسی کے خوشامدی نہیں۔ ہم کیوں وفادار ہیں۔ اسلئے کہ خدا کا حکم ہے۔ اور ہمیں ایک کام درپیش ہے۔ اور اس کیلئے امن کی ضرورت ہے۔ پس جہاں فتنہ ہو گا۔ اس کے خلاف ہماری آواز بلند ہو گی۔

موجودہ زمانہ میں جو شورشیں ہوئی ہیں ان کا اخبار

ان کے مضر اثرات سے بچنے کا طریق بتایا ہیں تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم
بیان فرما دیا گیا ہے۔

اسکے بعد آنحضور نے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرمائی اور
اس زمانہ کے تمام فسادات کو بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اس وقت
چھ قسم کے فساد ہونگے۔ (۱) آقا کے خلاف لوگ علم بغاوت
کرینگے۔ (۲) عالم ظالم ہونگے۔ (۳) دنیا کا دین کے
خلاف فساد کریگی (۴) اور دنیا کا علم سے نہیں رہیگے (۵)
مولوی پنڈت پادریوں کے خلاف فساد کرینگے اور انکی
نہیں سنیں گے (۶) مولوی پنڈت پادری مخلوق پر اپنا سخت
سختی روا رکھیں گے۔ پھر چھ قسم کے فساد اس میں بتائے
گئے ہیں۔ وہ دو قسم کے فساد دو الگ الگ انسانوں کے ہاتھ سے ہونگے۔
وہ ملک الناس کے اور وہ الٰہ الناس کے۔ اسوقت
چھ باتیں ہیں۔ مومن کے لئے ہیں کہ وہ اس فساد
سے بچے۔ انہیں یہ بھی بتایا کہ ہر ایک شرارت و ظلم نظام
کے ماتحت ہوگا۔ چنانچہ ہر ایک سٹرائک ہر ایک فساد
آرگنیزیشن کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک جماعت کے
لوگ اپنی اپنی انجمنیں بنا رہے ہیں۔

اسوقت کے لئے ہمیں حکم ہے کہ اس فتنہ و فساد سے
بچنے کے لئے خدا سے پناہ مانگیں۔

مختلف نصائح

اسکے بعد میں کہتا ہوں کہ کچھ میں (۳) باتیں کہوں گا جو پہلے
کہتا رہا ہوں۔ مگر جب تک ان پر عمل نہ ہو گا۔ میں نہیں چھوڑونگا
میں نصیحت کرتا ہوں۔ جھوٹ سے بچو۔ بدظنی سے پرہیز
کرو۔ تم سب موعود کے لگائے ہوئے درخت اور اس سے
بنائے ہوئے پودے ہو۔ اڑو اور آسمان کی طرف جاؤ۔ زمین کی
طرف مت آؤ۔ ایرا السیم کے چار پرندان کی چار نسلیں تھیں
جو موسیٰ و مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود
کے ذریعہ آسمان روحانیت پر اڑیں۔ پس تم اپنی اصلاح کرو
اور زمین پر بیٹھنے سے کبھی نہیں چپکو ہوں گا کسی
شاعر نے کہا ہے ؎

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
کہ سرین کے کیا پھیر ہے جم تو ادھر کی ادھر کی ہو

اب میں اصلاح نفس کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اول

اپنی اصلاح کرو۔ پھر دوسرے کی۔ ایک جاپانی نومسلم میرے
قریب ترکیب میں ملنے آیا کہ جاپان میں کچھ تبلیغی مشن ہیں
ہے۔ اس سے بڑے نقصانات ہیں۔ ہندوؤں سے
بڑھ کر خدا تک اس کا اثر پہنچتا ہے۔ لوگوں نے ہی کر دیا
پر تبلیغ کی۔ پس اپنے بھائی پر بدظنی نہ کرو تاکہ تم ایسے
غلطیوں سے بچو۔ پہلا پودا میرے قبر میں رکھا ہی نہیں
گیا۔ فاعتبروا

دوسری بات جو کہنے کی ہے وہ جھوٹ ہے۔
لوگ بیماری میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اسکو چھوڑو۔ اسکو
چھوڑنے سے سب گناہ چھوٹ جائینگے۔ ایک شخص نے
نبی کریم سے جھوٹ چھوڑنے کی بیعت کی اور اس کی سب غلطیوں کی اصلاح
کر دی۔ پھر تو جھوٹ کی عادتیں ہی چھوٹ گئیں۔ اور دوسروں کے
اثر میں آجاتے ہیں۔ حدیث کہتا ہے کہ چاہے اپنے نفس کے
متعلق ہو۔ سچی گواہی دو۔

(۳) غصہ اور غضب کی عادت ترک کرو۔ نرمی اور خلق کی
عادت پیدا کرو۔

(۴) نشہ کی اشیاء کا استعمال چھوڑ دو۔ چینیوں کی قوم افیون
کی وجہ سے جاپان بھی تھوڑی سی قوم کا مقابلہ نہ کر سکی
حالانکہ چین کی آبادی [illegible] ہے اور جاپان کی چار کروڑ
[illegible]۔ میں کہتا ہوں۔ جن کی عمر
تیس سال تک ہے [illegible]۔ اور جو بڑی عمر کے ہیں
وہ اس کو اپنی نسلوں [illegible] دیں۔ یہ انسان کے
اخلاق کو تباہ کرتا ہے۔

(۵) نجم احمدیہ سے رشتہ ناطے بھی تاکہ دوسری طرح
[illegible] بعض لوگ ابھی جب اپنی پرانی قوموں کو لے جاتے ہیں
تو پھر وہ بعض تعارف کیسے ہیں۔ ہماری قوم ہماری قوت
ہمارا سب کچھ احمدیت ہے۔ ہمارا قبیلہ احمدیت ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح نے کہا ہے کہ خبر احمدی کو لڑکی دینا گناہ ہے
اور آپ نے اس کو سخت ناپسند کیا ہے کہ احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی
کو دے۔ پس اس سے بچنا چاہیئے۔

(۶) اسی طرح جنازوں کے متعلق بعض لوگ کہہ دیتے ہیں
ہیں۔ مگر تم میں سے کسی کو یقین ہو کہ خدا تمہارے جنازہ پڑھنے
سے مردہ کو بخش دیگا تو اور بات ہے۔ لیکن اگر نہیں، تو پھر
فضول ہے۔ کیا [illegible]

مخالفت نہ اور بدظنی کی باتوں سے بچنے [illegible]
تو اسکو معاف کر دے۔

بھی [illegible]
نماز کو باجماعت ادا کرنے [illegible]
بغیر کسی عذر کے جماعت ترک کرتا ہے۔ اس کی نماز [illegible]
نماز پڑھو اور جماعت کے ساتھ پڑھو۔ [illegible]
اسکے بعد وہ ہے۔ اسکو بھی کسی جائز عذر کے بغیر ترک کرو
یہاں تک کہ روزے رکھو۔ اس کو بھی جائز عذر کے بغیر ترک کرو
پھر کہتا ہے کہ تمہیں یاد ہوگا لوگ عام طور پر اس کی تشریح کرتے ہیں
تیسرا علم بتاتا ہے۔ اس کی جہاں نہیں ہے۔ اس [illegible]
ہے لیکن [illegible] پڑھو۔ پہلی وحی قرآن ہے۔ پس علم حاصل
سن کر یکھو۔ دیکھو میں نے کوئی امتحان [illegible] نہیں کیا
اسلام کا کوئی مخالف کہے۔ میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں۔ اگر
جماعت سمجھ ہو۔ تو خود اخذ القاء کرتا ہے۔ یہی سورۃ الناس کی
تفسیر حضور نے بیان کی ہے۔ اسی جمعہ کو جب میں [illegible]
تو القاء ہوئی۔ اور اس وسعت سے مضمون وسیع میں
ڈالا گیا کہ دنیا کا کوئی فساد اور اس کا علاج اس سے باہر نہیں رہتا
حضرت اقدس نے بھی اس کی تفسیر کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ
اس میں گورنمنٹ کی فرمانبرداری کی تعلیم ہے۔ یہ بات میری سمجھ
میں نہیں آئی تھی۔ لیکن اب تک حل ہو گیا۔ تو خدا تعالیٰ خود علم
سکھاتا ہے۔ ہاں اسکو سیکھنا چاہیئے۔

حضرت اقدس کی کتب کو پڑھو اور سنو۔ ان میں قرآن کی تفسیر ہے
میں کل بھی انشاء اللہ حضرت کی کتب کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔
خدا اور اس کے رسول اور اسکے پیاروں کی محبت بھی ہمارے میں
ترقی کا موجب ہوتی ہے۔ قادیان میں آنا بھی روحانی ترقی کا
باعث ہے۔ دیکھو مکہ اور مدینہ میں اب آنحضرت اور حضرت ابراہیم
نہیں۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں برکات ہیں۔ اسی طرح قادیان میں
بھی برکات ہیں۔ تمہیں خدا نے مشرقی پیشروں کی طرح نہیں
چھوڑا۔ بلکہ تمہیں اپنی طرف سے ایک معلم دیا ہے۔ تم اس سے تعلق
رکھو۔ یہی تمہاری روحانی ترقی کا باعث ہو گا۔ قادیان کا آنا بھی
بہت برکت کا موجب ہو گا۔ جب کوئی شخص یہاں آئیگا۔ تو یہاں
کے کاموں کو دیکھیگا۔ اذان کو دیکھ کر ان میں حصہ لیگا اور حضرت
کے کلمات کو سنے گا۔ تو اس کو بہت فائدہ ہو گا۔

دوسرا ذریعہ روحانی ترقی کا صدقات خیر ہے [illegible]

(اہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ وَعَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(بیت) ایک وقت کے لئے اک آسماں پر سو رہے | ہم نے اس کے بعد کتنے دن زمانے پر کئے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

مضامین مطبع ایڈیٹر کاروبار کی امور متعلق خط و کتابت

نمبر ۵ | مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء | مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

آجکل زیارت میں حضرت علیہ السلام کی نزول جلیل ہوئی۔ شیخین اب خدا کے فضل سے کرام ہے۔ جناب مولوی شیر علی صاحب کی، اور حضرت خلیفۃ المسیح کی راحت کا موجب ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیماری تمام مرکز کو خدا تعالیٰ مبارک کرے اور دین کا خادم بنائے۔ خاکسار حضرت شیخ فرزند علی صاحب قادیان سے بیمار ہوا ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

نام اور ولدیت کی صحیح تشخیص نہ کی جاتی ہے جس سے انکار خطرہ ہو گیا ہو۔ لیکن خدا کے فضل سے کسی پریشانی کا اثر نہیں ہے۔

اے قوم سست تیری رفتار کس طرح ہو

(از جناب غازی ذوالفقار علیخان صاحب گورداسپوری)

اے قوم سست تیری رفتار کس طرح ہو
وارالاماں میں کوئی بیمار کس طرح ہو

راہ خدا میں دینا دینا نہیں ہے لینا
پھر خرچ کر خیالا نادار کس طرح ہو

صدق و وفا ہی ہے جو اصل قبول یہاں
مسلم جو بن چکا ہو غمخوار کس طرح ہو

میدان امتحاں میں جو پختہ کار نکلے
اس قوم پر مسلط اوبار کس طرح ہو

جس کا خدا پہ ایماں کامل ہو اور راسخ
دنیا کی دشمنی سے وہ خوار کس طرح ہو

دیں میں کمی ستم ہے تبلیغ ہو تو کیونکر
جس دل کو دین ہی پر ایثار کس طرح ہو

بے ارتباطیوں کی دیکھی جو شے ہے اسکو
جس کا خدا ہو ناصر بے یار کس طرح ہو

اے ساکنان دنیا مولیٰ سے دور ہو کر
کانٹوں کا بن تمہارا گلزار کس طرح ہو

ہے ربط احمدی کو باغ الوہیت سے
جو پھول ہو چمن کا وہ خار کس طرح ہو

جانبازیوں کا سہرا ہے احمدی کے سر پر
بے جاں نثاریوں سے انکار کس طرح ہو

صفحہ
خطبہ جمعہ (اسکے بارہ میں خاکسار کی گزارش) ۳
قوم کے لوگو اور ہم اور کہ نکلا آفتاب ۳
اور اسی علامت میں کچھ اور ہو تو ہم پر ظاہر ہو ۳
اشتہارات ۳
ہندوستان کی خبریں ۱۱
غیر ملک ۱۱

اخبار العلوم

امریکہ میں سالانہ کی ابتداء

ولادت

دعوت نامہ

اعلان نکاح

احباب کی توجہ کے قابل

الفضل (یومیہ)

قادیان (دارالامان) ۳۱ جنوری ۱۹۲۲ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

۲۶ ۲۷ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء

پہلا اجلاس

اس اجلاس کے صدر جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب تھے۔ اور اس میں جماعت کے کام کی رپورٹیں اور اپیل وغیرہ سنائی گئی تھی۔ ہر ایک رپورٹ کے لئے پہلے ہی تھوڑا تھوڑا وقت مقرر تھا۔ یعنی ۲۵ - ۲۵ منٹ۔ لیکن ناظر صاحبان کے وقت مقررہ پر نہ پہنچنے کی وجہ سے جلسہ کی کارروائی دیر سے شروع ہوئی۔ اور اس وجہ سے پریذیڈنٹ صاحب خان کے اور نیز بعض اور وجوہات کی بنا پر بھی کمی کرنا پڑی اور جلسہ کی کارروائی دس بجکر ۱۰ منٹ پر شروع ہوئی۔ کارروائی کی ابتدا میں تلاوت قرآن کریم کے بعد صدر جلسہ نے مختصر تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ رپورٹیں ایک ضروری چیز ہوتی ہیں۔ مگر بعض خشک مضمون ہونے کی وجہ سے ہمیشہ غیر دلچسپی سے سنی جاتی ہیں۔ آج اجلاس وقت سے شروع ہوا ہے۔ کل میں نے سنا ہے۔ کہ پہلا اجلاس وقت مقررہ پر ختم نہ ہونے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح نے پہلے وقت کی پابندی کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلئے بہتر ہو کہ جن صاحبوں کا پہلے وقت ہے۔ ان کا وقت ختم شدہ سمجھ کر دوسرے صاحب کا وقت شروع کر دیا جائے۔ میرے نزدیک یہ تجویز مناسب ہے۔ اس لئے اب میں ناظر صاحب تعلیم و تربیت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے محکمہ کی رپورٹ سنائیں۔

صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ

چونکہ جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت اچھی نہ تھی۔ اسلئے ان کی بجائے شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مدرس اول۔ بی ٹی۔ نائب ناظر تعلیم و تربیت نے اپنے محکمہ کی رپورٹ سنائی۔ جس میں بتایا کہ:۔

اس محکمہ کے متعلق دو کام ہیں (۱) جماعت کی تعلیمی حالت کا اندازہ لگانا۔ (۲) تربیت۔ ابھی تک یہ محکمہ تعلیمی حالت کی طرف ہی توجہ کر سکا ہے۔ پہلے جو سکول نرالی اسلام نے قائم کئے تھے ان کی اصلاح میں ہی محکمہ نے کوشش کی۔ اور ان میں سے بعض کو جو چلنے کے قابل نہ تھے توڑ دیا۔ اور جو نئے قائم کرنے تھے۔ ان کے لئے تجربہ کار استادوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے پچھلے سال ٹریننگ کلاس کھولی گئی جس پر ۷۱۰ روپیہ خرچ ہوا۔ اور اس میں سے ۹۰۵ روپیہ ہمیں گورنمنٹ نے دیا۔ جو طلباء یہاں سے فارغ ہو کر نکلے وہ بہت مفید ثابت ہوئے۔ اور اچھے نمبروں پر پاس ہوئے وہ اب تک ہمارے سکولوں میں کام کر رہے ہیں۔ امسال بھی ارادہ تھا کہ ٹریننگ کلاس کھولی جائے۔ مگر اس کے لئے مڈل پاس طلباء کی ضرورت تھی جو ہمیں دستیاب نہ ہوئے۔ اس لئے وہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔

سکولوں کے معائنہ کے لئے سوامی عبدالعزیز خان صاحب انسپکٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ جو توجہ۔ محنت اور قابلیت سے اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اس وقت ۲۶ پرائمری جو دانہ اور ۹ پرائمری زنانہ سکول ہیں اور ۴ مڈل سکول ہیں۔ آئندہ کے لئے ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ جہاں کے لوگ مڈل سکول جاری کرنا چاہیں۔ وہ ہمارے پاس ایک ہزار روپیہ جمع کر دیں۔ جو کہ علاوہ سکول کی عمارت اور سامان کے ہو۔ تب ہم سکول کھولیں گے۔ ہمارے سکولوں میں سے اکثر درجہ کا شفاخانہ کا سکول ہے۔ اس وقت ہمارے ان سکولوں میں پندرہ سو طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ ان سکولوں کو سرکاری امداد بھی ملتی ہے۔

سکولوں کے قواعد و ضوابط کا مسودہ مجلس شوریٰ میں پیش ہے۔ جب پاس ہو گا تو اس سے اطلاع دی جائیگی۔

ہمارے سکولوں کی خوش دینی تعلیم ہمیں بہت پسند ہے۔ اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے اساتذہ دین سے واقف ہوں اور تعطیلات میں یہاں آکر دین سیکھیں۔ تربیت کے متعلق چند سوچی ہوئی باتیں گذارش کرتا ہوں [illegible] ہے۔ مگر جماعت کے بعض دوستوں پر ہستی ہے [illegible] طلبہ سے [illegible] ہے۔ اور اس کے لئے [illegible] مقرر کئے گئے ہیں۔ جماعت کی اخلاقی حالت کے متعلق الفضل میں مضامین لکھے گئے۔ [illegible] کا سلسلہ جاری ہے۔ [illegible] ہیں۔ یہ بھی کوشش ہے کہ جہاں جہاں قرآن کریم کا درس نہیں ہوتا۔ وہاں کے لوگوں سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ درس کا انتظام کریں۔

صفائی کی اصلاح و ترتیب کے لئے ہمارے پاس کوئی انتظام نہ تھا۔ مگر اب ایک یتیم خانہ جناب سید قاسم علی صاحب کے انتظام کے ماتحت قادیان میں قائم ہے۔ جس میں ۱۶ لڑکے ہیں اور ابھی ۲۰ کی گنجائش ہے۔ عملہ فنڈ بہت کمزور ہے

صیغہ امور عامہ کی رپورٹ

اسکے بعد جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب صیغہ امور عامہ کی رپورٹ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائیو: صیغہ امور عامہ کے دو تمام کام ہیں جو کسی محکمہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ اسلئے اس کی رپورٹ معمولی بات نہیں۔ مگر ۲۰ منٹ جو مجھے دئے گئے ہیں ان میں کیا کیا کہوں۔

یہ کام ایک شخص کا نہیں۔ بلکہ سب جماعت کا ہے اور ساری جماعت کی امداد کے بغیر یہ [illegible]

میں صرف [illegible] جو اس صیغہ [illegible] (۱) [illegible] (۲) رفع شکایات [illegible] (۳) جماعت کی دنیوی بہبودی کے لئے کوشش (۴) بیکاروں کے لئے تلاش معاش (۵) احمدی طلباء کے لئے مفید تعلیمی مشورہ (۶) تبلیغین کے شروفساد (۷) [illegible] زمینداروں اور تاجروں کے لئے ان کے پیشوں میں ترقی کی راہ (۸) اقوام جرائم پیشہ کی نگرانی۔ گورنمنٹ سے جماعت

کے تعلقات اور ان کی ترقی و شائستگی کے متعلق سوسائٹیز (۱۲) منعقد فرمائیں۔ یہ کمیٹی ہر [illegible] کے متعلق رپورٹ پیش کیا کرے۔

سال بھر رپورٹ میں [illegible] کی تعداد [illegible] ہوا ہے۔ اس کی اجمالی کیفیت [illegible] چل رہے تھے۔ ان کی امداد کی گئی [illegible] کی جائداد کا انتظام کیا گیا [illegible] ان کے متعلق کچھ کارروائی کی گئی۔ [illegible] احمدی کی عورت کا بغیر طلاق [illegible] نے تجویز پیش کر دیا۔ اس کے متعلق مقدمہ [illegible] کئی کام ہیں۔

قصور۔ جماعت کو [illegible] نے [illegible] کر دیا۔ اور ان کو [illegible] تجویز پیش کی۔ اس کے متعلق خط و کتابت کی گئی۔ [illegible] انتظامات باہمی اکتوبر ۱۹۱۹ء سے اکتوبر ۱۹۲۰ء تک دو سو ایک مقدمات سے ہے اور آخر [illegible] محکمہ قضاء میں منتقل کئے گئے۔ امسال [illegible] کام [illegible] وہ یہ تھا کہ مرزا اکرم بیگ صاحب یہاں کی [illegible] خریدی گئی۔ جو اگر خریدی جاتی تو یہاں کی احمدیہ آبادی کو بہت [illegible]

تار اور ڈاک۔ دو بار ڈاک تار نے [illegible] کے متعلق [illegible] و کتابت ہوا ہے۔ نیز یہاں دیسپیچ [illegible] کی بھی [illegible] کوشش ہو رہی ہے۔ [illegible] کے لئے بھی مناسب کوشش ہو رہی ہے۔

رشتہ ناطہ۔ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے [illegible] اپنی تقریر میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ لڑکے اور لڑکی والوں کی [illegible] ہے درخواست آتی ہے۔ مگر وہ شرائط ایسے کڑے [illegible] ہوتے ہیں جو پورے نہیں ہو سکتے۔ مثلاً [illegible] گورنمنٹ [illegible] تعلیم کی آخری ڈگری۔ یہ ایسی شرطیں [illegible] اگر ہر شخص کی طرف سے پیش ہوں۔ تو [illegible] وہ لوگ جنہیں یہ اعزاز [illegible] ان کا کہیں [illegible] حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ ہماری [illegible] رشتہ کرنا چاہیئے [illegible] دوسرا رشتہ [illegible] اپنا [illegible]

یہ شرطیں ہوں تو پھر یہ ڈگریاں فضول ہیں۔

چاہ انگلیشیہ کے متعلق ہے۔ کہ پہلے سال ۲۰ روپے کھینچے تھے۔ مگر اب تو [illegible] ایسا ان لوگوں میں [illegible] ہے سمجھ اور سمجھ گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ ان سب کی [illegible] چھ سے عالت بدل جائیگی۔

صیغہ تالیف و اشاعت کی رپورٹ

صیغہ امور عامہ کے بعد صیغہ تالیف و اشاعت کی رپورٹ تھی۔ جو اس صیغہ کے ناظر جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے اپنے مختصر وقت میں سنانے کی کوشش کی۔ آپ نے فرمایا کہ۔

اس صیغہ کے دو کام ہیں۔ اول تالیف (۲) اشاعت۔ تالیف کے صیغہ کے انچارج پہلے جناب حافظ روشن علی صاحب تھے۔ اور اس میں کام بہت محنت سے ہو رہا تھا۔ لیکن حافظ صاحب کے سپرد ایسا اور کام کیا گیا ہے۔ جو وہ بھی بہت ضروری ہے۔ یعنی مبلغین کی جماعت کی پڑھائی۔ جسپر تمام مولوی فاضل ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد ہے۔ اس وقت اس صیغہ میں دو ممبر ہیں۔ ایک مولوی فضل الدین صاحب وکیل اور دوسرے مولوی محفوظ الحق صاحب۔ مولوی فضل الدین صاحب کے سپرد ایک اور کام بھی ہے یعنی محکمہ قضاء کے رجسٹرار بھی ہیں۔ امسال ایک اور کام کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دوسرے مولوی محفوظ الحق صاحب ہیں۔ اس دفعہ انہوں نے محکمہ سے چھٹی لی۔ اور امتحان مولوی فاضل پاس کیا ہے۔

اس سال ایک سو پچھتر اعتراضات کے جواب لکھے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی پچھلے سال کی تقریریں اور تین رسالے اس محکمہ نے شائع کئے۔ سید زین العابدین ولی اللہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا عربی میں ترجمہ ختم کیا۔ اور چوہدری ابوالہاشم خان صاحب ایم اے جو ایک سال کے لئے قادیان میں آکر رہے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ ثانی کی اس کتاب کا جو مولوی محمد علی کے رسالہ پیغام کے جواب میں حضور نے تالیف کیا ہے۔ انگریزی میں ترجمہ ختم کیا جو عنقریب انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوگی۔

مبلغین۔ آمدنی کا اندازہ بھی ہے۔ اور آئندہ کی مبلغین ہندوستان کی بھی تعیین اور کچھ تبدیلی کرتے ہیں۔ ۲۷ مبلغ گیارہ ہیں۔ جو حاسے باہر کے لئے کیا ایک ضروری کے مقام کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ میلبورن میں ہماری جماعت خدا کے فضل سے ترقی پر ہے۔ وہاں سے جو آدمی پڑھنے کو یہاں آئے تھے۔ وہ واپس جا چکے ہیں۔ اور وہاں کے بھائیوں نے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ ہمارے مبلغ نے وہاں کی زبان میں کر لیا ہے۔ اس سال ۱۲ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔

ماریشس میں دو مبلغ ہیں۔ جن کا تمام خرچ وہاں کی جماعت برداشت کرتی ہے۔ وہاں مسجد کا مقدمہ ہے۔ جسپر ہزاروں روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔

مسجد لندن کے لئے ۸ ہزار روپیہ جمع ہے۔ زمین لے لی گئی ہے اور اللہ چاہے تو جلد مسجد تیار ہو جائیگی۔ ہے

امریکہ میں خدا کے فضل سے مفتی صاحب کو کامیابی ہو رہی ہے۔ اس سال [illegible] سو تراسی آدمی احمدی ہوئے ہیں۔

مسٹر محمد احمد ساگر چند کی تقریر

اسکے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی رپورٹ کا وقت تھا۔ مگر جناب سکرٹری صاحب نے اپنے وقت میں سے چند منٹ مسٹر محمد احمد ساگر چند بیرسٹر کو دے دئے۔ کہ وہ اپنے چند خیالات کا اظہار کریں۔ مسٹر موصوف نے بیان کیا کہ۔

صاحبان! آج میرا ارادہ ہے کہ میں واپس لاہور چلا جاؤں کیونکہ میری صحت اچھی نہیں ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ میں جاؤں میں چند باتیں آپ سے کہنی چاہتا ہوں۔ بہت سے دوست مجھے خط لکھتے اور دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ ان سب کی اطلاع کے لئے میں کہتا ہوں کہ میں نے اب خدا کے فضل سے لاہور میں بیرسٹری کا کام شروع کر دیا ہے۔ جب میں پہلی دفعہ لاہور آیا تو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے مطابق میں نے وکالت کا کام شروع کرنا چاہا۔ مگر اس وقت میری حالت اچھی نہ تھی۔ پھر حضور نے میرے لئے ایک کام تجویز کیا۔ جو میں نے کیا۔ اور جس سے میری حالت خدا کے فضل سے اچھی ہو گئی اور میں خدا کے فضل سے اس قابل ہوا کہ سب لوگوں کے چندوں میں شریک ہو سکوں۔ آپ سب صاحبان خوش ہونگے کہ میرے

کہتا کہ وہ کہتے ہیں یہ کیوں نہ مانا جائے کہ اشیاء کے خواص ذاتی ہیں۔ ان میں فرشتوں کا دخل کیوں تسلیم کیا جائے۔ اسکے متعلق حضور نے فرمایا کہ امکان کا اصل وہ خود ہے۔ جہاں اس کی گنجائش ہو۔ لیکن جب یہاں دلائل ہوتے ہیں تو امکان کی بحث باقی نہیں رہتی۔ لیکن ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ اشیاء کے خواص نہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اشیاء کے خواص فرشتوں کے توسط سے ہیں۔ اور فرشتوں کے اثرات خدا سے لیتے ہیں۔

حضور نے پہلے کل کے مضمون کا بقیہ بیان فرمایا۔ جسمیں بتایا کہ فرشتوں کے کام کس طرح ہوتے ہیں اور کس طرح ایک ایک کام کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ اور کس طرح وہ اللہ کے پیارے دل کی تائید میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اور اس کے بعض شواہد پیش فرمائے۔ اور پھر اپنے بحث کی کہ ہم کیسے امید کریں کہ ہو تحریک ہمارے دل میں ہو وہ فرشتے کی طرف سے ہے۔ اور جو شیطانی تحریک ہو اسکے پہچاننے اور شیطان کے شر سے بچنے کے کیا طریق ہیں۔

اسی بحث کے دوران میں کسی صاحب نے سوال کیا کہ فرشتوں پر خدا تعالیٰ کا پردہ پڑتا ہے۔ اور فرشتوں کا خدا خدا ہوتا ہے۔ شیطان پر کس کا پردہ ہوتا ہے۔ اس کا جواب حضور نے دیا کہ چور کے پاس ہتھیار نہیں ہوتا۔ وہ تو لوٹتا ہے۔ جہاں پاتا ہے۔ اسی طرح شیطان کو کچھ دینا نہیں ہوتا۔ بلکہ چھیننا ہوتا ہے۔ اسلئے اس کو کسی ذخیرہ کی ضرورت نہیں ✦

مضمون کے آخر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ان کے اثرات اور ان سے علوم حاصل کرنے کے متعلق ذکر فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ قرآن کریم جبرئیل نے نازل کیا ہے۔ اور حضرت کی کتب بھی جبرئیلی تائید سے لکھی گئی ہیں۔ جو شخص نماز میں ترجمہ کے ان کو پڑھیگا۔ وہ ان سے بڑے بڑے علوم پائیگا ✦

اس سوال پر آمدہ کیا طریق ہیں جس سے قرآن کریم اور حضرت اقدس کی کتب کو پڑھنا چاہیئے۔ فرمایا مفصل تو نہیں بتایا جا سکتا۔ کیونکہ وقت نہیں۔ ہاں اتنا بتا دیتا ہوں کہ جب تک پہلے بدن خالی نہ ہو۔ اور کچھ نہیں پڑ سکتا۔ پس جب پڑھو۔ تو خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے خیالات سے الگ ہو کر پڑھو۔ پھر تم پر علوم کا انکشاف ہوگا پھر یہ بھی ضرورت ہے۔ کہ ظاہری طہارت بھی ہو۔ کیونکہ جس جگہ پر فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا۔ اس میں وہ شخص بھی آ جاتا ہے۔ جو حقہ پیتا ہے۔

یہ تقریر ایک بجکر ۲۰ منٹ پر ختم ہوئی اور جلسہ نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

نماز کے بعد بہت سے لوگ قادیان تشریف لے گئے۔ اور جلسہ گاہ بہت حد تک خالی ہو گیا۔ صرف تھوڑی سی جگہ میں آدمی بیٹھے تھے۔

پروگرام میں تو دوسرا اجلاس تھا۔ مگر چونکہ اس کے پہلے اجلاس میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریر سابعین اور غیر سابعین کے اختلافات کے متعلق ہونا تھی اور یہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر میں صرف ہو گیا۔ اسلئے دوسرا اجلاس کرنا پڑا۔ مگر لوگوں کو جانے کی جلدی تھی اسلئے بہت دیر کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔

غیر سابعین کے اختلاف۔

اس اجلاس کے صدر جناب سید عابد حسین صاحب ایم اے تھے۔ پہلے تو کئی نظمیں ہوئیں۔ پھر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریر اختلافات کے متعلق شروع ہوئی۔ یہ تقریر ساڑھے تین بجے کے قریب شروع ہوئی۔ اور سوا پانچ بجے ختم کی گئی۔ اسمیں آپ نے بتایا کہ ہم میں اور غیر سابعین میں کیا کیا اختلافات ہیں۔ آپ نے فرمایا نبوت۔ کفر و اسلام۔ خلافت۔ مسئلہ احمدیت۔ مصلح موعود میں اختلاف ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اختلاف کے وجوہ کیا ہیں۔ تو جب ہم ان وجوہ و اسباب کی طرف نظر کرتے ہیں۔ تو دو ہی ہیں۔ جو اپنی باتوں میں اختلاف کے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے غیر دل سے مرعوب ہو کر چاہا کہ اپنی خصوصیات کو مٹا دیں۔ اور کچھ ان میں نفسانیت آگئی۔ پھر کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ ادھر سے ادھر ہو گئے۔ نیز یہ اختلاف اچانک نہیں ہوا۔ اور یہ ایسا نہیں ہے کہ پہلے سے علم نہ دیا گیا ہو بلکہ حضرت اقدس کے الہامات اور کشوف میں یہ بات بخوبی پائی جاتی ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ اچھی طرح حل ہو جاتا ہے۔ اور نہ صرف حضرت اقدس کے الہام و کشوف میں ہی اس اختلاف کی خبر تھی۔ بلکہ خواجہ کمال الدین اور سید محمد حسین شاہ کی بھی خوابیں وغیرہ اس زمانہ کی ہیں۔ جن سے ان کی آئندہ کی حالت ظاہر ہوتی تھی۔ یہ ممکن تھا کہ خدا کے نوشتے بدل جاتے۔

سب سے پہلے ہم مسئلہ نبوت کو لیتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے بھی کسی بات کی ضرورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کا مضمون دیکھیں۔ جو جب ہم ان کے قلم کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی و رسول اور نبی آخر زمان اور فارسی الاصل نبی کہتے اور لکھتے رہے ہیں حالانکہ ان کی طرف سے ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے۔ مگر میں نے کبھی یہ الفاظ استعمال نہیں کئے تھے۔ پھر یہ لوگ حضرت خلیفۃ اول کی زندگی میں بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ پیغام میں شائع ہوا۔ کہ ہم لوگ جو پیغام صلح سے کسی کسی وجہ سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول اور اس زمانہ کا مجدد و مہدی یقین کرتے ہیں۔ پھر ان کے بموجب منشاء الٰہی جو اللہ نے نبی کریم کے کاتب وحی کی طرح اب رنگ بدل لیا ہے۔ حضرت اقدس کے مدعا و امام و کشوف جمع کئے ہیں۔ انہوں نے ایک رسالہ حضرت صاحب کی تحریروں کا جمع کیا۔ جس کا نام ہے آثار مبارکہ اس کے فاضل جمع پر لکھا ہے:

"جو پیارے نبی کی پیاری باتیں"

غرض یہ لوگ حضرت اقدس کی زندگی بلکہ حضرت خلیفہ اول کی زندگی تک بھی یہی کہتے رہے ہیں کہ حضرت اقدس نبی ہیں۔ لیکن اب انکار کرتے ہیں۔ تو ان کا کہنا بے حقیقت ہے۔ کہتے ہیں اسوقت غلطی ہوئی۔ تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہیں۔ اس میں غلطی نہیں ہوگی۔

جب نبوت ثابت ہو گئی تو مسئلہ کفر و اسلام اور خلافت بھی ثابت ہو گئی۔

مسئلہ احمدیت کے متعلق صرف میں اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ ادھر بحثوں کو چھوڑ کر مولوی محمد علی نے جو رسالہ احمدیہ حضرت مسیح

کی تواریخ میں لکھا۔ اس سے ان کی مراد کیا تھی۔ اس سے مراد حضرت مسیح موعود ہی تھے یا کوئی اور۔

باقی رہا مسئلہ مصلح موعود۔ سو اس کے لئے ہمارا دعویٰ فیصلہ کن ہے۔

مولوی صاحب کی تقریر [illegible] اور دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔

اہل جلسہ حاضرین کو [illegible] جلسہ میں اور بھی تقریریں ہوئیں۔ جو مفید بھی تھیں اور دلچسپ بھی۔ مگر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی تقاریر کے ذریعہ یہ جلسہ نہایت کامیاب مفید اور بابرکت اور علم و روحانیت کو بڑھانے والا رہا۔ اور حضرت امام کی تقاریر جو جلسہ کی روح اور جان تھیں ان سے جماعت کے علوم میں بیش بہا ترقی ہوئی۔ پس جب ہم حضرت اقدس کی تقریر سنتے ہیں۔ تو ہمیں خوشی اور رنج دونوں کا احساس ہوتا ہے۔ خوشی تو اس بات کی۔ کہ ہم کیسے خوش قسمت ہیں۔ جن کے حصہ میں یہ دولت آئی ہے جس سے دنیا کے علوم و فنون و جہاد و حشمت قلم قطعاً محروم ہیں۔ اور رنج اس بات کا ہوتا ہے کہ دنیا خیالی مہدی کے خوانوں کی امید میں کیوں ان خزائن سے محروم ہے۔ اور کیوں ادھر نہیں آتی۔ . . . . .

. . . اور افسوس یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ ہمارے وہ بھائی جو آ سکتے ہیں۔ وہ سب کے سب کیوں نہیں آتے۔ اللہ کیوں اس دولت سے حصہ نہیں لیتے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اس جلسہ کو ہمارے لئے مبارک کرے۔ اور جو نصائح اس میں ہمارے امام نے فرمائی ہیں۔ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور ہم ان علوم سے فائدہ اٹھائیں۔ جو ہمارے لئے بیان کئے گئے اور ہم اپنی زندگی میں خاتمہ کی تحریکات کے ماتحت تمام دنیا کو لوائے احمد کے نیچے جمع کرنیوالے ہوں۔ ہماری نسلیں اس امانت کی جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی ہے۔ وارث ہوں۔ اور قیامت تک آئندہ نسلوں کو صاف و ستھرا پہنچائیں۔ تاکہ خدا کے روبرو سرخرو ہوں ۔

سالانہ جلسہ کی کارروائی جس قدر جلدی ممکن تھا۔ احباب کو پہنچا دی گئی ہے ۔

خطبۂ جمعہ

اے مرے اہل وفا ست کبھی گام نہ ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ۔

آج جمعہ پڑھانے کی وجہ میں اس نیت کے ساتھ خطبہ پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں کہ جو دوست نماز جمعہ یہاں پڑھنے کے لئے ٹھہر گئے ہیں وہ کچھ سُن لیں۔ ورنہ مسیح میری طبیعت خراب ہو گئی اور پیچیوں میں درد ہو گیا تھا۔ میں نماز کے بعد یہیں منبر پر بیٹھ جاؤں گا احباب یہیں سے تھوڑا کریں مگر مجموعہ نہ کریں۔

مؤمن کی بے صبری اسکے بعد میں تمام دوستوں کو خواہ وہ ہمارے یہاں ٹھہرے ہوں یا نہیں کے ہوں۔ ایک بار پھر۔ سورہ فاتحہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو نصیحت کرتا ہے کہ مؤمن جہاں تمام دنیاوی معاملات میں صابر و شاکر ہوتا ہے وہاں ایک معاملہ میں قطعاً صبر نہیں کرتا یا یوں کہو کہ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ اقل کسی مصیبت میں نہ گھبرانا (۲) جس چیز پر ہو۔ اسپر قائم رہنا (۳) جس چیز کو اختیار کرے اسکو نہ چھوڑنا ۔

اھدنا الصراط المستقیم کے تین معنے۔ تو اس جگہ صبر کے معنے یہ ہوئے کہ وہ ٹھہرتا نہیں آگے بڑھتا ہے۔ فرمایا تم یہ کہو کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ خدایا میرے قدم کو آگے ہی آگے بڑھا۔ اھدنا کے معنے ہیں (۱) مجھے رستہ بتا (۲) رستہ دکھا (۳) سیدھے رستہ پر چلائے چل ہمارے قرینوں معنے درست ہیں۔ جو گواہ ہیں۔ ماں کی دعا ہو کہ ہمیں سیدھا رستہ بتا۔ بہتر ہوتے ہیں۔ گواہ تو نہیں ہوتے۔ مگر دیکھتے ہیں۔ ان کے لئے کہا کہ راستہ دکھاؤ۔ تیسرے یہ لوگ ہیں جو اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ دعا ہوتی ہے۔ کہ ہمیں اس رستہ پر چلا جس پر تم ہمیں چلاتے ہو۔ ہم کہیں ٹھوکر نہ کھا جائیں۔ غرض یہ دعا سب اعلیٰ درجہ کے لئے ہے ہر مؤمن دعا کرتا ہے۔ کہ میرا ایک جگہ ٹھہرنا۔ بلکہ آگے ہی آگے بڑھنا ہو ۔

مؤمن کہاں دم لیتا ہے یہاں کا سیالکوٹ رفع یدین میں نہیں اور نوب پور کھو کہ اس جہاں میں سانس لینا نہیں۔ بلکہ مؤمن کیلئے سانس لینے کا وقت اگلا جہان ہے۔ مؤمن کے سفر کی یہاں منزل نہیں۔ یہاں اسکے لئے قیام کی جگہ نہیں وہ بڑھتا ہے۔ اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہاں سے چلا جاتا ہے ۔

بہت ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے آرام کا وقت آگیا۔ اور جب جلسہ آتا ہے۔ تو سکرٹری اپنے ساتھ اور کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور مصنف تصنیفوں میں لگتے ہیں۔ اور جلسہ کے بعد سست ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ مؤمن کو تعلیم دیتا ہے کہ تم سست مت ہو۔ اور دعا کرو۔ کہ آگے ہی آگے چلے جاؤ۔ پیچھے سست ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ گویا خدا آگے نہیں۔ بعض کوئی شخص ہے۔ جو بیٹھ رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اسکے قریب پہنچنا چاہتا ہو۔ اسی طرح مؤمن بھی خدا کے حضور سے غائب ہونا نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ قرب حاصل ہو۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ دین کی خدمت میں سست ہونا کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ دین کی خدمت کے لئے آگے ہی آگے بڑھنا خوبی ہے۔ جو شخص آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور نیکی کی توفیق دیتا ہے اور جو اللہ پر چلنے والوں کو دور کرتے اور پوشیدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو عیبوں سے پاک کرتا ہے۔ اور اپنی نصرت اسکے شامل حال کرتا ہے۔ نہ کبھی گھبراؤ۔ کہ تم نے کچھ نہیں کیا یا تم کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ دعا تو ایسی اچھی ہے کہ ہر نماز میں کئی کئی دفعہ کرنی ہوتی ہے ۔

کبھی سست مت ہو پس کبھی سست مت ہو۔ کبھی ہمت نہ ہارو۔ بھروسہ کرو۔ اور کبھی نہ کہو کہ ہم تھک گئے۔ آخری وقت تک بہت جانے کی امید رکھو۔ آخر تم جیت جاؤ گے ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض لوگ

بداعمال ہوتے ہیں اور وہ جہنم کے کنارے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر آخر وقت میں ایسا تغیر اُن میں آتا ہے۔ کہ وہ جہنم کے کنارے سے جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ جو نیک اعمال والے ہوتے ہیں۔ اور جنت کے کنارے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسا تغیر آتا ہے۔ کہ وہ جہنم میں پہنچ جاتے ہیں۔

بہت سے لوگ ہیں۔ نمازیں پڑھتے روزے رکھتے اور حج بھی کرتے ہیں۔ مگر آخر وقت میں جب قریب آتا ہے کہ ان کی زندگی کا دن ڈھل جائے تو وہ دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بہت ہیں۔ جو سنتے رہتے ہیں۔ لیکن جب کسی شخص سے حق کو تبلیغ کرتے ہیں۔ اسکی ہنسی اڑاتے ہیں۔ کسی بچے کے کلام کو چھوڑو۔ اور خدا پر غیب سے اندر تحریک اور الہام ہوتا ہے۔ اس وقت تم کلام چھوڑ دیتے ہو۔ اور سننے سے بھی وقت تمہارے کام سے خارج نکلنے کا ہے۔

یہ میری نصیحت ہے۔ اسپر عمل کرو گے تو انشاء اللہ دین و دنیا میں تمہیں ناکامی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تم میں عمل کی توفیق دے۔

خطبہ کے بعد فرمایا کہ مولوی عبداللہ اور صاحبزادہ صاحب جو حضرت اقدس کے مخلص درست تھے۔ آج فوت ہو گئے ہیں۔ میں پڑھنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے دوستوں کو احباب بھی چلیں۔

پھر فرمایا کہ جن احباب نے بیعت کرنی ہو وہ صاحبزادہ صاحب کی بیعت بھی کر لیں۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اخبار وکیل ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء میں اس تقریر کا خلاصہ چھپا ہے۔ جو مولوی محمد یعقوب صاحب وکیل نے جمعیۃ العلماء روہیل کھنڈ میں بحیثیت صدر فرمائی اس کے چند الفاظ یہ ہیں۔

"جب مسلمانوں میں مذہبیت اجنبیت اسقدر بڑھ گئی اسلام سے وہ اسقدر دور ہو گئے۔ اور فسق و فجور ہر جائی حد کو پہنچ گئے۔ تو فطرت الٰہی میں ایک جوش آیا۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں آیات اور معجزات نازل کیں۔ یہ بھی خدا کے بعد سے آج ہی دنیا اسلام پر نہیں آئی تھیں۔ یہ سچ ہے کہ ہمارا تنزل آج سے شروع نہیں ہوا۔ لیکن پہلے ابتدا تھی اب انتہا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہمارے ناله و فریاد اور شور و ماتم کی صدائیں مدت سے کرہ ہوا میں گونج رہی تھیں۔ لیکن پہلے سب لغو تھا۔ اب واقعہ ہے۔ کان نہیں جانتا کہ ایسی عالمگیر مصیبت مسلمانوں پر کبھی نہیں آئی۔ اس زمانہ میں یہ حالت تھی۔ کہ اگر بغداد میں ہمارا آفتاب اقبال غروب ہوا۔ تو اندلس کے افق سے پھر فوراً نمودار ہو گیا۔ غرض مسلمانوں کے اقبال کی کشتی اگر ایک جگہ ڈوبتی تھی تو دوسری جگہ اچھلتی تھی۔ مگر اب تمام دنیائے اسلام میں دوسری مرتبہ طوفان نوح آ رہا ہے اور مشرق سے مغرب تک یکساں تاریکی اور اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔"

ان الفاظ میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جنہیں علماء اسلام کی جمعیتوں کو ماننا چاہیئے۔

۱۔ مسلمانوں کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا۔ یعنی جس حد تک گمراہ ہو سکتے تھے۔ گمراہ ہو چکے۔

۲۔ مسلمانوں پر عذاب الٰہی نازل ہے اور ان پر وہ مصیبتیں وارد ہیں کہ ہجرت نبوی کے بعد سے آج تک نہیں آئیں۔

۳۔ دنیا اسلام پر طوفان نوح آ رہا ہے اور مشرق سے مغرب تک یکساں تاریکی ہے۔

(۱) جب امر اول مسلم ہے کہ مسلمان حد درجہ کے گمراہ ہو چکے تو کیا کسی مصلح ربانی و داعی رحمانی کا ضرورت نہیں۔ ضرور ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کیا ہے؟ اور اسنے کیا انتظام فرمایا؟

(ب) جب عذاب الٰہی کا نزول مان لیا اور یہ بھی مان لیا ہے تو وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کی آیت کے ماتحت وہ رسول کہاں ہے اور اسکی تلاش کیوں نہیں کی جاتی پہلے لوگ جانتے تھے کہ ایسے عذاب پہلے بھی آ چکے ہیں۔ اور دنیا میں مصیبتیں آیا ہی کرتی ہیں۔ لیکن اب تو مان لیا گیا کہ یہ وہ عذاب الٰہی ہے۔ کہ ہجرت نبوی سے بعد آج تک نہیں آیا۔ دوم یہ عالمگیر ہے۔ پس ضرور ہے کہ کوئی رسول رب العالمین بروز خاتم النبیین مبعوث ہو چکا ہے

(ج) جب دنیا اسلام پر طوفان نوح آ چکا ہے اور طوفان کا وجود مسلم ہے تو پھر اس وقت پر ایمان کیوں نہیں لایا جاتا کیونکہ یہ تو عین ممکن ہے کہ طوفان نوح کا وجود نہ ہو اور نوح کو خواہ مخواہ جھٹلایا جائے۔

(د) مشرق سے مغرب تک یکساں تاریکی اور اندھیرا ہے تو پھر اسکا وجہ ہے کہ واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس۔ انه لقول رسول کریم کی سنت قدیمہ اپنا عمل نہ فرمائے۔ ولن تجد لسنة الله تبدیلا۔ جب رات کی تاریکی انتہا کو پہنچ جائے۔ تو یقین جانو۔ کہ صبح طلوع ہونیوالی ہے۔ قانون قدرت میں ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس جب اب سے چودہ سو سال پیشتر گمراہی کی تاریکی انتہا کو پہنچ گئی تو صبح رسالت طلوع ہوئی۔ اور اسپر یہ دلیل دی گئی کہ واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس اسی سنت کے مطابق چاہیئے کہ اب شرق و غرب کی تاریکی ایک آفتاب ہدایت کے طلوع سے دور ہو۔ کیونکہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ جو دلیل رسول کریم کی صداقت کیلئے دی جاتی ہو اور ہمارے سامنے ہو۔ جب وہی دلیل کسی اور پر صادق آئے تو اسکی صداقت سے ذہول کریں۔ پس میں جماعت قبل یہ کہنا چاہتا ہوں۔ ع قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب مگر افسوس ہے کہ آنکھ رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں۔ زبانیں ہیں مگر اقرار نہیں کرتے۔ ع لو تم اٹھا لو یہ چٹائی

(اشتہارات)
ہر دو اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ انتشل پرائیٹر

مجربات امام فن طب

یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین صاحب
حب الکبیر المجرب۔ یہ وہ مہان ہے جس کی تعریف میں
درد گرد و زانو وضع حمل وغیرہ کا اشتہار دیا گیا ہے
تازہ استمادۃ۔ بیمار اس دوا کو
کہ ہے۔ مجھ کو اکثر درد گردہ رہتا تھا
میں نے کہا ہوا کہ اس سے فائدہ ہوا۔ قیمت
سرمہ انور نظر۔ جالا۔ جھلا۔ دھندا۔ پردہ۔ سرخی چشم۔
ریزہ نزول الماء ضعف بصر کیلئے مفید ہے۔ تولہ
اکسیر بواسیر خونی۔ بواسیر خونی کے دورہ کے وقت یہ دوا
تم رکھتی ہیں۔ دو چار ہی دن کے استعمال سے خون بند ہو جاتا ہے
اور مسوں کی سوزش تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ سالہا سال کا تجربہ ہے
قیمت عہ ملنے کا پتہ
سید حسن شاہ محمد حسین دواخانہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

نئی گھڑیاں

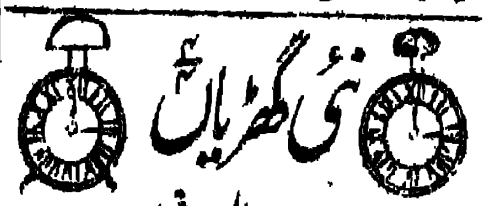

بذریعہ وی پی ارسال ہوتی ہیں

نمبر ۱۔ رسٹ واچ۔ عمدہ قسم نکل کی بلیٹ سمیت ریڈیم لگا ہوا ہے دقہ
نمبر ۲۔ " " نہایت نفیس مردانہ زنانہ کلائی کی ہر سہ ریڈیم لگا ہوا
نمبر ۳۔ " " چاندی کیس جو نہایت سادہ اور ریڈیم لگا ہوا ہے
نمبر ۴۔ جیبی لیور واچ معمولی قسم کی ہے۔ ہے دقعہ دلچسپ
نمبر ۵۔ جیبی۔ مضبوط قسم ہے دقعہ
نمبر ۶۔ لیور عمدہ قسم ہے دقعہ جلوہ دار
نمبر ۷۔ ٹائمر۔ سادہ قسم ہے۔ گھنٹی الارم ہر انیویہ کا ہے

علاوہ ازیں ہر قسم کی گھڑیاں بڑھیا مال موجود ہے
حاجتمند احباب جلد طلب کریں۔

المشتہر
شیخ سخاوت علی احمدی واچ سیلر چمڑہ بازار
شاہجہان پور

اصلی اور خالص موصیاں

یہ موصیاں ہر قسم کی دماغی اور جسمانی کمزوریوں کے لئے اکسیر ہے۔ دماغی کمزوری
نسیان و اعصابی سردی (احتلام) ذکر و فکر کی کمزوری (خفقان) ضعف قلب
سستی تری ان ہاضمہ کا معمول کر دیتا ہے۔ نصف گرو دستانہ کیلئے نہایت
غیر مضر ہے۔ چھوٹی بچوں کو خوراک دو ماہ سے شروع کر دینا چاہئے
اول سوق۔ گھنٹی۔ دمہ کیلئے مفید ہے کورس میں ۱۰۰ خوراک ہیں۔
ڈبیوں پر سرکاری ٹکٹ لگا ہوا ہے۔ ہر ڈبیہ پر ہدایت بھی لکھی ہوئی
ہے کیلئے اور ہر ڈبیہ پر جلی حروف میں قیمت فی ڈبیہ ۱۰ روپیہ لکھا ہوا ہے
ملنے کا پتہ: حکیم عبدالحفیظ خان اختر امرتسر پنجاب

اخطب

خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور دارالامان جانے کی خواہش
پیشہ حجام۔ مجھے اپنے نوجوان لڑکے کے لئے جو کھانا پکانا
اور حجامت کا کام خوب جانتا ہے معقول تنخواہ پر ملازم رکھنے
رخصت کی ضرورت ہے اسلئے اپنے ہم پیشہ احباب سے توجہ کی درخواست ہے
خط و کتابت
ع یعرفت مینجر الفضل قادیان

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ
جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی ماہر اگس ریزا انچارج
صدر ہسپتال کانپور
دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی۔
طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کے لئے یکساں مفید۔ حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر تعریف فرمائی ہے۔
اخبار کا خوالہ ضرور ہو۔ مجلد للعہ۔ غیر مجلد للعہ۔ محصول
منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ کتاب وی پی نہ کی جائیگی۔
کتاب مصنف سے ملتی ہے

مریم عیسےٰ یا مریم حواریین

عجیب و غریب بہ العوض
یہ مریم ایک بزرگ نبی (مسیح علیہ السلام) کی یاد گار ہے
جو ہر قسم کے خون۔ جراحتوں۔ چوٹوں۔ جلدی بیماریوں
اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے پھنسیوں سوزش

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی ذات سید عمر درمیان ۳۰۔ ۳۵ سال سلیقہ مند
روپیہ ہوار کا ملازم ہے۔ جن کی پہلی بیوی غیر احمدی ہے اور اس
بیوی سے کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ ایک شریف کم و بیش تعلیم یافتہ
جنکے ظاہری اوصاف قابل قدر ہوں احمدی خاتون سے عقد کرنا
چاہتے ہیں۔ اور اس جدید بیوی کے لئے ضروری ہوگا کہ ان کے
مکان مقام قادیان میں رہائش رکھے۔ بیوہ یا باکرہ کوئی تفریق
نہیں۔ تمام خط و کتابت
معرفت ایڈیٹر الفضل ہونی چاہیئے۔

لاہور میں احمدی دواخانہ

(تازہ و لاثانی مال آگیا)
ہر قسم کی پیٹنٹ ادویات سنگاپور اکاکٹ ایسنس ڈوشاب البیرٹ بیرم
خالص مچھلی کا تیل۔ تھرمامیٹر نہایت عمدہ بڑی تعداد میں منگوائے
گئے ہیں اور بہت قیمت پر فروخت ہو رہے ہیں۔ ضرورتمند احباب
جلد منگوالیں اسکے علاوہ ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے
جاتے ہیں۔ باہر کے آرڈر بہت کم منافع پر سپلائی کئے جاتے ہیں
عبدالخلیل رفیق مریضاں سید الکل فی الکل اندرون لوہاری دروازہ لاہور

نرخنامہ اشتہارات

عدد	۱	۲	۳	۴	۵	۶
ایک سال	۲۰۰	۱۰۲	۷۰	۴۰	۳۶	۲۲
چھ ماہ	۱۰۵	۵۴	۳۸	۲۲	۱۴	۱۲
تین ماہ	۵۵	۳۰	۲۰	۱۲	۸	۷
ایک ماہ	۲۲	۱۲	۸	۵	۴	۳
دو ہفتہ	۱۲	۷	۵	۳	۲½	۲
ایک ہفتہ	۷	۴	۳	۲	۱½	۱

والدین مجھ سے ناراض ہیں۔ بلکہ میرا اپنے گھر میں ہی رہنا ہوا
مگر میری بیوی جو سخت خلاف تھی۔ اور اس کے رشتہ دار جو میرے
خلاف جھوٹی باتیں گورنمنٹ کو لکھ کر مجھے نقصان پہنچانے
کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان وجوہات سے میں نے بیوی
سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔

اب جب میں نے لاہور میں کام شروع کیا۔ تو پہلے ایک
ہسپتال کا سکان کرایہ پر لیا۔ مگر جس نے سخت مخالفت کی
اور مجھے دوسرا مکان لینا پڑا۔ جو ایک مسلمان کا ہے۔ اور
اس میں ہمارا دفتر ہے۔ میں سب بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں
کہ وہ ہندوؤں میں اسلام پھیلانے کی کوشش کریں۔ اور دعا کریں کہ
مجھے دین و اسلام کی خدمت کا موقعہ ملے۔ ہندوستان کے
دوست نہیں چاہیئے کہ مسلمان ان کے جال سے بچیں
ہندوستان میں بہت اچھوت (نیچ) اقوام ہیں۔ سر گلانسی
نے چاہا۔ کہ اپنے کالج میں ان کو آنے دیں۔ مگر ہندو
اس کے خلاف ہو گئے ضرورت ہے۔ کہ ان میں
اسلام پھیلایا جائے۔ آخر میں درخواست ہے۔ کہ
آپ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد کر لیا کریں۔

صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ

مسٹر ساگر چند کے بعد جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے
صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ سنائی۔ مفصل رپورٹ جناب
ڈاکٹر صاحب کی ہمت اور کوشش سے چھپکر تیار ہو چکی
تھی۔ مختصر طور پر انہوں نے بتایا کہ انجمن کا سال ۳۰ ستمبر کو
ختم ہوا۔ سال زیر رپورٹ میں میاں چراغ دین صاحب
رئیس لاہور جو انجمن کے ممبر تھے۔ فوت ہو گئے۔ انا للہ
ان کی جگہ پر جناب مولوی قاضی امیر حسین صاحب پروفیسر
مدرسہ احمدیہ جو سابقین میں سے ہیں۔ انجمن کے ممبر بنائے
گئے۔ اس دفعہ انجمن نے ۵۶ مجلسیں کیں۔ اور سال
انجمن کا بجٹ دو لاکھ پچاس ہزار تجویز ہوا ہے۔ انجمن کے
سامنے بہت سے کام ہیں۔ سب سے پہلے ضرورت ہے
قادیان میں کالج کی۔ چونکہ ہمارا کالج نہ ہونے کے باعث
بہت سے بچوں کو نقصان پہنچ رہا ہے پھر چاہیئے کہ
احباب اپنے چندوں کی مقدار میں اضافہ کریں اور بجائے
تین پیسہ (۳ پ) فی روپیہ کے ایک آنہ (۱ر) فی روپیہ
چندہ دیں۔ اور آپ سوا لاکھ روپیہ چندہ دیں۔ تو کالج بن
سکتا ہے۔ لنگر کا قرضہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی
طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے۔

ناظر بیت المال کی رپورٹ

صدر انجمن کی رپورٹ کے بعد ناظر صاحب بیت المال و
مدد معاش انجمن احمدیہ کا وقت تھا آپ نے اس وقت
تمام انجمنہائے کی آمد فی موجودہ اور گذشتہ پیش کی۔ اور
بتایا۔ کہ کونسی جماعتیں چندہ میں ترقی کر رہی ہیں اور کونسی
پیچھے ہٹ رہی ہیں۔ اور آپ نے بتایا کہ افغانستان اور
آسٹریلیا اور مارشس اور انگلستان سے بھی چندہ آیا ہے
آپ نے چندہ کی تحریک اور مدد استہ کے لئے ایک نہایت
خوبصورت اشتہار بنام لوح الہدیٰ نمبر ۲ چھپوایا ہے
جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کا اشتہار متعلق تحریک چندہ
اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریرات درج ہیں۔ وہ اس قابل
ہے کہ احباب اس کو منگوا کر دیوار پر لٹکائیں۔

آخر میں زکوٰۃ کے متعلق آپ نے ذکر کیا۔ اور کہا کہ زکوٰۃ
کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ فارم بھیجے گئے۔ مگر ان پر
توجہ نہیں ہوئی۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ احباب زکوٰۃ
کی ادائگی کی طرف توجہ کریں۔

اپیل بغرض چندہ

ناظر بیت المال کی رپورٹ کے بعد اپیل کا وقت تھا۔ جو
جناب ذوالفقار علی خان صاحب کے سپرد ہوئی۔ صاحب موصوف
نے فرمایا۔ میرا قاعدہ ہے۔ کہ میں اپیل نظم اور نثر دونوں
میں کیا کرتا ہوں۔ اس دفعہ بھی پہلے یہ ہی نظم جو اپیل کے متعلق
ہے۔ منشی سراج الدین صاحب بریلوی پڑھینگے۔ اور پھر میں
جو کچھ مجھ کو کہنا ہے۔ کہوں گا۔ جناب منشی سراج الدین صاحب
تاجر چرم بریلی نے خانصاحب کی نظم پڑھی جس کا مطلع ہے

اے قوم سست پیری رفتار کس طرح ہو
دارالامان میں کوئی بیمار کس طرح ہو

اس نظم کے بعد غالباً دو ایک منٹ ہی آپ نے تقریر کی تھی۔
کہ چندہ شروع ہو گیا۔ اسلئے سلسلہ تقریر بند کیا گیا۔ آپ نے
اپنی تقریر میں کہا کہ:۔

بھائیو! تم مسیح موعود کی جماعت ہو۔ میں تم سے کسی
بڑی اپیل نہیں کرنا چاہتا۔ تم مسیح کے قتیل ہو۔ میں نہیں
کہتا۔ خدا کہتا ہے۔ دیکھو ان کے تم قتیل ہو۔ انہوں نے
اپنے خون سے اپنے ایمان کی شہادت دی تھی۔ پھر تم کس
طرح اپنی جانوں اور مالوں سے خدا کی راہ میں دریغ کر سکتے
ہو۔ تمہارے لئے کام بہت ہیں۔ تمہارا قدم سست نہیں
ہونا چاہیئے۔ جن سے تمہارا مقابلہ ہے۔ ان کے پاس (مال)
ہیں۔ اور انہوں نے اپنے خیالات و عقائد کی اشاعت
کے لئے بہت کچھ کر رکھا ہے۔ عیسائیوں کے مشن اور
ہسپتال جا بجا قائم ہیں۔ آریہ سماج والوں نے دو منٹ
میں ۱۸ لاکھ روپیہ جمع کر لیا۔ کہ اسلامی ممالک میں تبلیغ عیسائیت
کی جائے۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ اور اس وقت اسلام
زد میں ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم اسلام کو دنیا میں
پھیلائینگے۔ پس اٹھو۔ اور خدا کے رستہ میں جو کچھ لگا سکتے
ہو لگا دو۔

اسکے بعد چندہ ہوا۔ جس کی مقدار ابھی بلغ ہے
چندہ کم ہونے کی کئی وجوہ ہیں۔ مگر ہمیں شک نہیں۔ کہ
سالانہ جلسہ سے بہت کم ہے۔

چندہ کے بعد جناب مفتی فضل صادق صاحب سابق امیگر
کا خط حامد حسین خان صاحب میر منشی نے پڑھکر سنایا۔ جسمیں
جناب مفتی صاحب نے تبلیغی حالت جہاز پر آنے والے احباب
کو سنانے کیلئے نظم بنا گئے تھے۔ یہ خط انشاء اللہ آئندہ شائع
ہو گا۔

اسکے بعد جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ اور نماز کے بعد
جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے وقت جلسہ گاہ کچا پکا بھرا
ہوا تھا۔ اور لوگ اندر جگہ نہ ہونے کے باعث باہر کھڑے
تھے۔ کچھ لوگ ٹبھ کے درخت پر چڑھ گئے۔ حضور نے ارشاد
فرمایا۔ جو لوگ باہر ہیں۔ ان کے لئے گنجائش نکال جائے اسپر
لوگ سمٹ سمٹ کر بیٹھ گئے۔ مگر پھر بھی رہے لئے گنجائش نہ نکلی

حضور کی تقریر سے قبل جناب حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور تلاوت کے بعد چار نظمیں پڑھی گئیں۔ ایک نظم حضرت اقدس کی تھی جو حضرت اماں جان کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ جس کا مطلع

محمود و بشیر و ناصر و مبارک
تاروں کی طرح ہیں وہ ہمارے

ان کے بعد حکیم محمد حسین صاحب نے اپنی نظم پڑھی جس کا ایک مصرعہ ہے۔ ع

جری ابن جری کے ہاتھ میں عقدہ کشائی ہے۔

پھر بابا فضل کریم صاحب نے حضرت امام کی تازہ نظم پڑھی جو گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔

حضور کی نظم کے بعد جناب مولوی محفوظ الحق صاحب قلعی نے اپنا ایک مضمون سنایا۔ جو بحاظ شاعری اور مضمون بہت بلند پایہ کا تھا۔

نظموں کے بعد اعلان کیا گیا۔ کہ بیعت کرنیوالے اصحاب اپنی پگڑیوں کا شملہ حضرت خلیفۃ المسیح تک پہنچا دیں اور جو الفاظ کہے جائیں۔ انہیں دہراتے جائیں۔ بیعت کے الفاظ خاکسار (استفتاء اشہد الفضل) بلند آواز سے دہراتا گیا۔ بیعت کے بعد دعا کی گئی۔

اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی معرکۃ الآراء تقریر بوجود ملائکہ کے متعلق شروع ہوئی۔ جسمیں حضور نے ان پر ایمان لانے اور ان کی تحقیقات کو قبول کرنے اور ملکی اور شیطانی تحقیقات میں تمیز کرنے اور ملائکہ کو بااوسط بنانے کے بارے میں مفصل بیان فرمایا۔ [illegible] مذہبی دنیا میں اپنی تحقیقات اور وسعت کے لحاظ سے ایک بے نظیر چیز ہوگا۔

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ میں پچھلے جلسوں پر آپ لوگوں کو نصیحت کی ہے۔ اور اب پھر مشورہ دیتا ہوں کہ جو احباب اس مضمون کو یاد رکھنا چاہیں وہ اس کو خلاصۃً لکھتے بھی جائیں۔ کیونکہ انسانی دماغ کی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ جس چیز کو یاد رکھنے کے لئے انسان زیادہ طاقتوں اور حواس سے کام لیگا۔ اسیقدر زیادہ وہ یاد رہیگی۔ نیز اسلئے بھی اس مضمون کے نوٹ لینے کی ضرورت ہے۔ کہ تقریر شائع ہونے میں عموماً جو بہ بھاری وغیرہ پیدا ہو جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ اعلیٰ مضامین کو اگر توجہ اور غور سے بار بار اور پڑھا جائے۔ تو سمجھ میں آتے ہیں۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے توجہ تمام سے سنو۔ کیونکہ جب تک توجہ نہ ہو کوئی مضمون بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اسکے بعد میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو مضمون میں آپکو سنانا چاہتا ہوں وہ بھی اہم ہے۔ اور ایمانیات میں داخل ہے اور وہ ملائکہ کا مسئلہ ہے۔ آج تک علماء اسلام نے اس مسئلہ پر قلم نہیں اٹھایا۔ اور اگر اٹھایا ہے تو بہت کم۔ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے۔ اور بہت اہم ہے۔ ایمانیات میں داخل ہے۔ مگر لوگوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ کیوں اسکو ایمانیات میں داخل کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کو قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کھولا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے کھولا ہے۔ اسپر بہت اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اور مسلمان کہلانے والوں نے بھی اسپر اعتراض کئے ہیں۔ چنانچہ مسلمان کہلانے والوں کے اعتراضات کی بناء پر ٹرنٹال میں ایک آریہ پروفیسر صاحب نے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن میں بتاؤں گا۔ کہ فرشتہ ایسی ہستی ہے جو نہ تو دیکھا۔ اور ان سے علوم حاصل کئے ہیں اور ہماری جماعت میں اور بھی کئی لوگ ہوں گے۔ جن کی فرشتوں سے ملاقات ہوئی ہوگی۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی تمام مذاہب حتیٰ کہ وحشی اقوام بھی کسی نہ کسی رنگ میں مانتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے مختلف مذاہب کی روایات سے اس کا ثبوت دیا۔ اور ثابت کیا کہ اس بارے میں اسلام کی تعلیم سب تعلیمات سے مکمل اور اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد حضور نے بتایا کہ فرشتہ مخلوق ہیں اور کس قسم کی مخلوق ہیں۔ ان کے کیا کام ہیں۔ ان سب امور کی تفصیل قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے استشہاد سے بیان فرمائی۔

فرشتوں کی ضرورت پر مکمل بحث کی۔ اور ملائکہ پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ان کا رد کیا۔ پھر ان بات کا ثبوت دیا کہ ملائکہ پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور کس میں حضور نے بتایا کہ نبی کریم کو جمیع انبیاء سابق پر کیوں فضیلت ہے۔ چونکہ وقت زیادہ ہو گیا۔ اور مضمون کا بہت حصہ باقی تھا۔ اسلئے حضور نے شیخ کرنے کے لئے آئندہ جمعہ تقریر ختم کی۔ اور فرمایا کہ میں کل بتاؤں گا۔ کہ ہمیشہ افضل ہیں کہ انسان؟ فرشتوں اور انبیاء کی آپس میں فرق کرنے اور فرشتہ کو اپنا ساتھی بنانے اور شیطان کو ساتھی بنانے کا کیا فرق ہے۔

اسکے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اور نماز مغرب حضور نے پڑھائی۔

۲۹ دسمبر ۱۹۲۰ء

پہلا اجلاس

حضرت خلیفۃ ثانی کی بقیہ تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے سے قبل نظمیں وغیرہ پڑھی رہیں۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اعلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

ایک لڑکے نظام الدین نام نے نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ جلسے کے دوستوں میں منجملہ شیخ میر قاسم علی صاحب گم شدہ اور تبدیل شدہ اشیاء کے متعلق اعلان کرتے رہے جو اکثر مل جاتی رہیں۔

اس اجلاس کی کارروائی دس بجکر چالیس منٹ پر شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم جناب حافظ روشن علی صاحب نے فرمائی۔ جس کے بعد مولوی محمد عبد الماجد صاحب پروفیسر بھاگلپوری کی فارسی نظم جس کا مطلع تھا ؎

اے اولوالعزم چہ اعجاز نمایاں کردی
آنچہ مشکل بشماں بود تو آساں کردی

ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی نے پڑھ کر سنائی۔ اور اسکے بعد ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے اپنی ایک نظم پڑھی۔ ان نظموں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے گیارہ بجے اپنی بقیہ تقریر کا سلسلہ شروع کیا۔

تلاوت فاتحہ کے بعد حضور نے ایک صاحب کا سوال

ہندوستان کی خبریں

خلافت کانفرنس خلافت کانفرنس کا دوسرا اجلاس ۲۰ دسمبر کو بمقام بمبئی ہوا۔ اس میں سلطان ترکی سے مسلمانان ہند کی عقیدت کا اظہار کیا گیا۔ آئندہ سال کے لئے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی اور ترکی خلافت کی حمایت کا اعتراف۔ اور سر شفیع خاں کی نیابت سے استعفا کا اظہار کیا گیا۔ ہندی طرف سے ایجی ٹیشن آف نیشنر میں دیسی ریاستوں کے بائیکاٹ کے اعلان سے عمل میں آیا ہے۔ ٹرسٹیان الیگزنڈرا کالج کے رویہ پر نفرت اور ٹیشنل اسلامیہ یونیورسٹی کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور تجویز کی گئی کہ خلافت فنڈ سے اس یونیورسٹی کو مالی مدد دی جائے۔ ڈیوک آف کناٹ کے بائیکاٹ کی تحریک منظور کی گئی۔ جن لوگوں پر خلافت کی خدمت کے اتہامات لگائے گئے ہیں ان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ گورنمنٹ کی تشدد کی پالیسی پر صوبجات ہندی اخبارات میں عمل میں آئی۔ ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ جو مسلمان کونسلوں میں منتخب ہوئے ہیں۔ ان پر اظہار نفرت کیا گیا۔

انڈین نیشنل کانگرس ۲۳ دسمبر کو انڈین نیشنل کانگرس کا دوسرا اجلاس ہوا۔ مسٹر مین اسیوٹ ممبر پارلیمنٹ نے ایک تقریر کی۔ مسٹر سی آر داس نے ان کو پریذیڈنٹ کے متعلق ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے ساتھ جو ظلم کئے گئے ہیں۔ ان کی تلافی بجز سوراج کے نہیں ہو سکتی۔ جو گورنمنٹ آئینہ ان کو پریشن سے فوراً حاصل کرنا چاہیئے۔ مسٹر داس نے کہا کہ یہ ریزولیوشن پہلے کے پاس شدہ ریزولیوشن سے زیادہ وسیع ہے۔ ہمارے چاہیئے۔ کہ آخری اعلان کے وقت تمام سرکاری کاموں سے دست بردار ہو جائے۔ اور کہا کہ یہ بغیر ایک بھی اخلاقی آواز کے پاس ہونا چاہیئے۔

مسٹر گاندھی نے بنگال کے کیس میں بعض نو تبدیلیوں کے باعث مفصل تقریر نہ کی۔ اور کہا کہ یہ کلکتہ کے ریزولیوشن سے ایک قدم آگے ہے۔ مسٹر داس نے تائید کی اور کہا کہ اگر ایک سال کے لئے ہر قومی مال کو بائیکاٹ کر دیں۔ تو ہندوستان کا سالانہ ۱۰۰ کروڑ روپیہ بچ جائے۔ اور وکالت چھوڑ دیں۔ اور ایک سال کے لئے عدالتوں کا بائیکاٹ کر دیں۔ تو سوراج ایک سال میں مل جائے۔ مسٹر جناح نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس ریزولیوشن کی یہ شکل ہے۔ جس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ مسٹر جناح نے کہا کہ گو بعض الفاظ قابل اعتراض ہیں لیکن اتحاد کے لئے رکھے گئے ہیں۔ مسٹر چکرورتی نے اپیل کی کہ بغیر کسی پروٹسٹ کے پاس ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹر گیلو نے کہا کہ وہ بھی یہی کہتے تھے۔ کہ کانگرس اپنے پروگرام کا آج ہی اعلان کر دیگی۔ ہندوستان ایک عظیم انقلاب کے لئے تیار ہو رہا ہے بغیر خونریزی کے عمل میں آئیگا۔

آخر تقریروں کے بعد کئی اختلافات کے ریزولیوشن پاس ہو گئے۔

دوسرے دن ۲۱ دسمبر کو ریزولیوشن صدارت کی طرف سے پیش ہوئے۔ ایک یہ کہ ہندوستان کے مفاد کے لئے ضروری ہے کہ خبر رساں ملک میں ہندوستان کی صحیح خبریں شائع کرنے کا انتظام کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ میکسوئنی کی وفات پر تعزیت اور آئرستان سے حصول آزادی کی جدوجہد پر اظہار ہمدردی کیجائے۔

مسٹر ایس آر داس نے شریمتی بسنت کماری کے متعلق ریزولیوشن پیش کیا۔ جو پاس ہوا۔

مسٹر ونسنٹ نے ڈیوک آف کناٹ کے بائیکاٹ کا ریزولیوشن پیش کیا۔ جو پاس ہوا۔ کانگرس کانسٹی ٹیوشن مجوزہ سب کمیٹی کانگرس پیش ہو کر پاس ہوا۔ مشرقی و جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے مطالبات کی تائید کی گئی۔ اور دادا بھائی نوروجی نان کوآپریشن کی تائید کی۔ مسٹر سی ایف اینڈریوز کی خدمات متعلقہ مشرقی و جنوبی افریقہ کا اعتراف کیا گیا۔ ہندوستانی تاجران کو واقفیت کی گئی۔ کہ غلہ خوردنی خاصکر گندم اور چاول کو باہر بھیجنے سے احتراز کریں۔ پریذیڈنٹ جنرل سکریٹریان اور والنٹیران کانگریس کے شکریہ اور اعتراف کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ مسٹر جیکر ممبر پارلیمنٹ نے صدر کی تعریف کی اور مسٹر محمد علی نے اس ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے توقع ظاہر کی۔ کہ آئندہ اجلاس کانگریس ایسی قوم کی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا۔ جو اپنے کو آزاد کر چکی ہوگی۔ مسٹر ٹوکرشی نائی نے کہا کہ اگر گورنمنٹ پنجاب اور خلافت کے مظالم کی تلافی نہ کرے اور سوراج نہ دے تو اسے اپنا بندھنا بوریا اٹھانا پڑیگا۔

مسٹر گاندھی نے تلک سوراج فنڈ میں چندہ دینے کی اپیل کی۔ جس کے جواب میں سیٹھ جمنا لال بجاج نے ایک لاکھ روپیہ چندہ ایسے وکلاء کی امداد کے لئے دیا جو اپنی وکالت قومی کام کے لئے چھوڑ دیں۔ آئندہ اجلاس کانگریس احمد آباد گجرات میں ہوگا۔

سر ایڈورڈ میکلیگن کا حلف سر ایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب کی حیثیت سے دوشنبہ کے صبح کو مناسب رسوم سے گورنمنٹ ہاؤس میں حلف اٹھایا۔ آنریبل سر غلام حسین جسٹس نے کاری حلف دلایا۔

دیگر افسران کے حلف ہز ایکسلنسی کی آنریبل کونسل کے ممبروں آنریبل سر جان مینارڈ اور آنریبل سردار بہادر سندر سنگھ مجیٹھیہ نے بھی حلف اٹھایا۔ تقریب مذکور میں ہائیکورٹ کے آنریبل جج اور سرکاری عہدیدار شامل تھے۔

پنجاب کے وزیر ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے خان بہادر میاں فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء وکیل ہائیکورٹ لاہور لالہ ہرکشن لال بیرسٹر ایٹ لاء کو منتقل شدہ صیغوں کا وزیر مقرر کیا ہے۔

منعقدہ جلسوں کا قانون ہز ایکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل پنجاب کے اضلاع ہوشیارپور نہ صاف فیروزپور گورداسپور اور سیالکوٹ میں سنوبانہ جلسوں کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔

مسلم لیگ کا ایک ریزولیوشن مسلم لیگ نے آخر میں ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ سے صلح یا اتحاد نہ کریں کیونکہ ہندوستان کا افغانستان سے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے اور برطانیہ نے خلافت کی مخالفت کی ہے اور یہ اتحاد ہندوستان کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ سپر برطانوی گورنمنٹ کو مستحکم تر بنانے کے لئے ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی رہائی لالہ لاجپت رائے نے جو گرفتار ہو گئے تھے کے طلباء میں تقریر کرتے ہوئے فوراً کالج خالی کرنے کا مشورہ دیا اور کلکتہ میں اپنے اس مشورہ کا کچھ اور ہی مطلب بیان کیا اور ناگپور میں کچھ اور فرمایا۔ اس لئے بنگال مدراس اور بمبئی کے لیڈران سے ناراض ہو گئے ہیں۔

درہ خیبر میں ریل کی تجویز (پشاور ۳ر جنوری) ۲۴ دسمبر کو حکومت نے پشاور میں ۵ ہزار آفریدیوں کے جرگے میں اس تجویز کا اعلان کیا تھا کہ درہ خیبر میں ریل کی پٹڑی بچھائی جائیگی اس تجویز کی مخالفت ہوئی لیکن مزدوری اور اجارہ کے مسئلہ پر گفت و شنید ہو رہا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

آئرلینڈ کیلئے مالی امداد لندن ۳۰ر دسمبر۔ امریکن آئرلینڈ کے طرفداروں نے سیعت ڈالر آئرلینڈ کے لئے تین کروڑ ڈالر کا امدادی فنڈ کھولا ہے۔

آئرلینڈ کے متعلق گفت و شنید منقطع لندن ۴ر جنوری۔ آج کا بیان ہے کہ سرکاری حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آئرلینڈ کے متعلق گفت و شنید عارضی طور پر منقطع ہو گئی ہے۔ کیونکہ اسنوائی خیال کے سن فینروں نے تھوڑی دیر کے لئے جنگ بند کر دینے کے سوا کسی اور مؤثر تجویز کے پیش کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

آئرلینڈ میں مارشل لاء کی توسیع (برلن ۳ر جنوری) آئرلینڈ کی کاؤنٹی کلیئر۔ ویسٹ فورڈ۔ ویکسفورڈ اور کلکینی کی کونسلوں پر مارشل لاء جاری کر دیا گیا ہے۔

عراق عربیہ

بغداد میں اعلیٰ افسروں کا قتل پیرس ۴ر جنوری۔ بغداد کا ایک سرکاری پیغام مظہر ہے کہ بڑے بازار میں عربوں نے پولیس کے افسر اعلیٰ اور ایک برطانی افسر کو قتل کر دیا۔ مجرموں کا ابھی کوئی پتہ نہیں چلا۔

متفرق خبریں

سمرنا ترکی کو واپس ہو گا لندن ۳۱ر دسمبر۔ سمرنا کے یونانی ترکی قوم پر مشتمل [illegible] کی آیا شہر کو حکومت سمرنا [illegible] تعلق نہ ہو۔ اسکے جواب میں [illegible] نہیں کیونکہ سمرنا بہت جلد ترکی کو واپس ہو گا۔

نروس اور امریکہ میں چل گئی [illegible] ۳۰ر دسمبر [illegible] کو سیسو محرر نے تیوبارک سے اپنے وہ پٹ سفیر سوسیٹانس کو بذریعہ تار یہ ہدایت کی ہے کہ امریکہ کے کارخانوں کو جو آرڈر دیئے گئے ہیں۔ وہ منسوخ کر دیئے جائیں گے یہ شکر رنجی اس واقعہ کا نتیجہ ہے کہ امریکہ کے سکریٹری آف لیبر نے حال ہی میں سوسیٹانس کو امریکہ سے واپس بلانے کا حکم دیا تھا۔

لائڈ جارج کا بیان لندن یکم جنوری۔ ڈیلی میل رقمطراز ہے کہ وزیر اعظم لائڈ جارج کا بیان ہے کہ ریڈنگ کے پیش کی جائیں گی۔

جاپان و امریکہ (لندن یکم جنوری) بیکاری کے انسداد کی غرض سے گورنمنٹ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ برطانیہ کے تمام کارخانوں میں تھوڑا وقت کام ہوا کرے۔ گورنمنٹ نے اس اصول کو جہاز رانی کے گھاٹوں اور بحری عدوں پر عملاً شروع کر دیا ہے۔

جرمنی کی نئی فوج (برلن یکم جنوری) جرمنی کے سپہ سالار اعظم (واسکیٹ نے فوج کے نام فرمان روز کے حکم میں لکھا ہے کہ سپاہیو ملک کو تمہاری بڑی ضرورت ہے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور لکھا ہے کہ اپنی تلوار تیز رکھیں گے اور اپنے سر کو اٹھائے رکھیں گے۔ نئی فوج پرانی فوج سے جنگی قابلیت میں افضل ہو گی۔

جرمنی نے کچھ قید بھیجوا دیئے گئے (پیرس یکم جنوری) بقول اخبار ایکسچینج ٹرنسل فاش کی رپورٹ مظہر ہے کہ جرمنی نے ۱۲ ہزار قیدیوں سے اسلحہ روانہ کیا ہے۔ ان قیدیوں کے حوالہ کی ہیں۔ اور ستر ہزار کارتوس توپیں ایک لاکھ ۲۰ ہزار رائفلیں ۲۰ لاکھ جھوٹے ہتھیار ۲۰ ہزار ہوائی جہازوں کے انجن اور ۱ ہزار ہوائی جہاز [illegible] اور مشرقی پروشیا کے لوگ گارڈ کے غیر مسلح [illegible] اور مشرقی [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible] کی ہے [illegible] نے [illegible] کی ہے کہ انہیں کونسٹرگ میں [illegible] [illegible] سی [illegible] کے [illegible] پر رکھنے کی [illegible] دیا جائے۔ لیکن [illegible] کام [illegible] [illegible] اور سو [illegible] [illegible] کی [illegible]

کیا امن ہو گیا؟ لندن یکم جنوری۔ [illegible] فرمہ کے نام پال ذکاء پیغام بھیجا ہے۔ اس حالت حاضرہ پر تبصرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم نے امن جیت لیا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

فرانس کی آبادی میں تخفیف پیرس یکم جنوری۔ [illegible] میں فرانس کی آبادی [illegible] کے گھٹ گئی ہے۔ مقامی حکام سے درخواست کی گئی ہے کہ انہیں پیدائش بڑھانے اور بچوں کی اموات گھٹانے کی طرح سے کوشش کرنی چاہیئے۔

وان ہنڈن برگ کا انتقال برلن ۲ر جنوری۔ ڈاکٹر وان ہنڈن برگ سابق وزیر اعظم جرمنی کا انتقال ہو گیا ہے۔

عہدنامہ کی تعمیل پیرس یکم جنوری۔ [illegible] کہ گورنمنٹ فرانس نے جرمن سفیر کو ایک چٹھی بھیجی عہدنامہ کی تعمیل میں جو خامیاں رہ گئی ہیں۔ ان کی فہرست دی ہے۔ اخبارات کا بیان ہے کہ اس چٹھی کے آخر میں فیصلہ رجوع نہیں۔ جو امید ہے کہ اتحادیوں کی کانفرنس عنقریب اسباب میں کریگی۔

فرانس کو جرمنی کا کوئی جواب برلن ۳ر جنوری۔ [illegible] نے [illegible] نام ایک [illegible] کی شکایت کی تھی کہ معاہدہ سپاہ کی دفعات کے متعلق تخفیف اسلحہ کو پورا نہیں کیا گیا۔ جرمن حکومت نے جواب دیا کہ اسباب جو پابندیاں اس پر عائد کی گئی تھیں۔ وہ یا تو اس نے پوری کر دی ہیں یا اگر پوری نہیں کی ہیں۔ تو ان کا کرنا ناممکن ہے۔

فرانس میں بیکاری پیرس ۳ر جنوری۔ فرانس میں بیکاری [illegible] کو تردد میں ڈال رہی ہے۔ وزارت کے خاص جلسہ میں کہ جسے وزیر خزانہ نے فرانس ایک امدادی [illegible] جاری کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اسی سوال پر غور کیا گیا۔ دیانت پیشہ اور کاغذ وغیرہ کے کارخانوں میں تھوڑا وقت کام کرنے کا [illegible]

ایک نئی پراسرار بیماری لندن ۳ر جنوری۔ چند ہفتے ہوئے ایک نئی پراسرار بیماری نمودار ہوئی [illegible] میں [illegible] پر غنودگی طاری ہو جاتی ہے اور وہ [illegible]

دیگئی ہے اور باقی تمام درخواستیں مسترد کی گئیں۔

(باہتمام [illegible] محمد [illegible] پریس [illegible] چھپکر شائع کیلئے [illegible])

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح	۱
تقاریظ	۲
ہمارا کام	۳
نظم	۳
ہمارے مہمان	۴
ضمیمہ	۴
کاروباری امور متعلق خط و کتابت نام منیجر	۴
ہمارے مبلغین	۴
اشتہارات	۴
مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی تشریح	۱
رپورٹ انجمن احمدیہ	۱
ضمیمہ کا ادارہ تحریریہ سے تعلق	۱
اشتہارات	۱
مسیح موعود کی خبریں	۱
ملکانہ میں	۱

ایڈیٹر:- غلام نبی — اسسٹنٹ ایڈیٹر:- [illegible]

نمبر ۵۲ | مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت خلیفۃ اول بھی کے تمام ممبران بفضل خدا خیریت سے ہیں۔

مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب چند دن سے بیمار ہیں۔ نیز مسٹر قدیر محمد خان صاحب ہیڈ کلرک (ایوسی ایشن) جو سالانہ جلسہ پر آئے تھے۔ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

مدرسہ احمدیہ کے چند طلباء بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی احباب دعا فرمائیں۔

۸۔ ۱۰ حال کو لاہور میں جلسہ دربار منعقد ہوا۔ اس میں مکرم جناب خواجہ محمد یوسف صاحب بحیثیت قائم مقام افضل شریک ہوئے۔

نظم

ہمارا کام

(از سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ)

برپا کرینگے حشر جو افغانیوں میں ہم
بیڑا اٹھا کے جائینگے جاپانیوں میں ہم

اعجاز عیسوی کا کرشمہ دکھائینگے
توحید کو چلائینگے نصرانیوں میں ہم

دینگے نوید مقدم عیسٰے یہود کو
منادی کے جائینگے کنعانیوں میں ہم

جب ہم کرینگے یوسف ہندی کا ذکر نیم
صدہا غلام پائینگے کنعانیوں میں ہم

پھونکیں گے ایک روح علوم و فنون میں
حکمت کا درس دینگے جو یونانیوں میں ہم

آزاد زندگی تھی کبھی ہم کو بھی نصیب
ہو کر اسیر نفس ہیں زندانیوں میں ہم

عہد شباب صرف ہوا دہوس ہوا
پیری گذارتے ہیں بشیانیوں میں ہم

روحانیت کیواسطے کرتے نہیں جہاد
دن رات کاٹتے ہیں تن آسانیوں میں ہم

آباد دم قدم سے ہمارے جہان تھا
گردش سے اب تو بستے ہیں ویرانیوں میں ہم

ہر دم جو خون کرتے ہیں جذبات نفس کا
یوں کہنے میں عمر کو فدا نیوں میں ہم

عاشق بتاں میں عشق کے دشمن ہیں یا خدا
کیا اپنی جاں کھو دینگے نادانیوں میں ہم

اے ناخدائے کشتی اسلام آ ملے
ہوتے ہیں غرق کفر کی طغیانیوں میں ہم

پیتے ہیں خوب جام بقا دوست یار سے
جس روز سے شریک ہوئے فانیوں میں ہم

اک دم میں طے کرینگے سفر دو جہاں کا
آئے کبھی جو عشق کی جولانیوں میں ہم

چلتا ہے خوب دور شراب حضور کا
رہتے ہیں فنا و لطف کی مہمانیوں میں ہم

بھولا ہوا ہے دستِ رفیقاں یار کا
اس سے ہیں سلسلہ جنبانیوں میں ہم

ادراک ذات پاک میں چکر لگی ہے قیس
آئینہ وش ہیں دوستو! حیرانیوں میں ہم

اے جان جب سے حسن پہ تیرے فدا ہوئے
پایہ بلند رکھتے ہیں رُوحانیوں میں ہم

دشمن ہے گر زمانہ تو ہو، غم کبھی ہے یار
جب لطف کی ہیں منتظر انیوں میں ہم

فضل خدا سے نوح کی کشتی میں ہیں سوار
کیا ڈر، جو ابتلاؤں کے طغیانیوں میں ہم

صادق نہ بات ذکر بے آشنا کا کر
مشغول رات دن ہیں ثنا خوانیوں میں ہم

درخواست اخبار

دہلی سے ایک احمدی خاتون کی درخواست آئی ہے کہ اخبار الفضل میرے نام سفت جاری کیا جائے جو صاحب استطاعت رکھتے ہوں وہ خریداری یا سالانہ قیمت بھجوا دیں تاکہ ان کو ثواب پہنچے۔ (ایڈیٹر الفضل)

اخبار احمدیہ

امریکن مشن کیلئے امداد

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت مفتی صاحب نے جو مشن امریکہ میں جاری کرانے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اس کی امداد میں دو ڈالر سالانہ دینے کا وعدہ کرتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
آپ جو وقت چاہیں۔ دو ڈالر وصول فرما سکتے ہیں۔ اور آئندہ سال کے سال رواں ہی وصول فرمایا کریں۔ مہربانی ہوگی۔
المبلغہ ڈاکٹر گوہر دین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن۔
مقام پوکھان۔ ضلع پروم۔ برما۔

دو روزہ جلسہ کے متعلق

جلسہ کی کارروائی لکھتے ہوئے ۱۲ میں اخبار بدر نعمت اللہ صاحب گوہر کا نام نظم خوانوں میں درج کرنے سے رہ گیا۔ ماسٹر صاحب موصوف نے ۷ بجے کے پہلے اجلاس میں ایک ۴۵ بند کا مسدس پڑھنا شروع کیا اور ہم سمجھے کہ ایک تو پہلے ہی لیکچر میں دیر ہو رہی تھی، دوسرے ماسٹر صاحب جس آواز کے ساتھ ابتدا کی، اسکو دیکھ کر علالت نبھا نہ سکے۔ اور نظم بھی لمبی تھی۔ اسلئے منجملہ ۴۵ بند کے صرف ۱۲ بند آپ نے پڑھے۔

اعلان نکاح

۳۰ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بعد نماز عصر مسمات محمد اسمٰعیل صاحب متعلم علی گڈھ کالج پسر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم کا نکاح ہمشیرہ خاتون بنت مولوی اختر علی صاحب بھاگل پوری سے مبلغ ایکہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

روئداد جلسہ احمدیہ گھیانہ

جلسہ سہ روزہ احمدیہ گھیانہ میں منعقد ہوا۔ حاضرات کی تعداد بیس پچیس تک تھی۔ دس بارہ عورتیں جھنگ سے آئی تھیں۔ جو کہ گھیانہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے آٹھ دس عورتیں یہاں گھیانہ کی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کا پنجابی میں ترجمہ سنایا گیا۔ اور پھر اس آیت کریمہ پر وعظ کی۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ گو اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال اس وعدہ پر خرید لئے ہیں کہ ان کے بدلے جنت دیگا۔ سوال کا سودا خدا و بندہ عالم کے ساتھ کرکے جنت لینے کی کوشش کرو۔ سب بہنوں نے اچھا مقررہ چندہ بڑی خوشدلی سے ادا کیا۔ اور بانیٔ چندہ ادا کرنے کا پکا وعدہ کیا۔ جھنگ کی ذیلدار صاحبہ نے اپنے مقدموں کی کامیابی سے چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

العاجزہ۔ اہلیہ ملک محمد الٰہی بخش صاحب ذیلدار جھنگ

اعلان

گذشتہ پچھلی مرتبہ محکمہ نے نظارت کے عہدہ داروں کے متعلق جو اعلان شائع کیا ہے۔ اسمیں ناظر تعلیم و تربیت کے نام انکم صاحب کا نام رہگیا ہے۔ جو صیغہ تعلیم و تربیت کے ناظر مقرر ہوئے ہیں۔

درخواست دعا

حاجز مشکلات میں ہے۔ اور والدہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دعا کی ضرورت ہے۔ (سید صمصام الدین شکی)

(۳) میرے بڑے بھائی عبد العزیز صاحب اور میری بھاوج طاہرہ بیگم بیمار ہیں۔ دعائے صحت کیجائے۔ (ملک محمد اسمٰعیل)

درخواست جنازہ

میرے والد بابو الانجش صاحب پیرشتی ۲ر جنوری ۱۹۲۱ء کو فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ درخواست نماز جنازہ ہے۔ عبد الحکیم

(۲) بندہ کے والد صاحب علی بخش جو پرسوں امرتسر سے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ (محمد عبد اللہ ریاست فرید کوٹ)

(۳) زوجہ میاں عبد العزیز صاحب والد میاں چراغ دین صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ۔ احباب سے درخواست ہے کہ جنازہ غائب پڑھیں۔ (نذیر حسین قادیان)

احباب کی توجہ کے قابل

دفتر میں خرید اور فروخت اخباروں اور تحقیق کرنیوالے نیز احباب کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ احباب کے خطوں میں اکثر دفعہ کوئی نہ کوئی ضروری بات نہیں ہوتی اور سخت دقت پیش آتی ہے کہ کس کس کے خط کا جواب دیا جائے۔ اسلئے جملہ احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ جو خط بھیجیں اس میں کوئی ضروری بات لکھیں۔ اور اگر کوئی ضروری بات نہ ہو تو خط نہ لکھیں۔ اور اگر کوئی ضروری بات ہو تو اس کو مختصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء

عصمت انبیاء

(مکرم جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب کے لیکچر کا خلاصہ)

(۲)

حضرت نوحؑ

حضرت آدمؑ کے بعد جس نبی کا حال قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ ان کے متعلق عیسائی قرآن کریم سے ایک گناہ نکالتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ خدا نے انہیں کہا تھا۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ کہ کسی غرق ہونے والے ظالم کی نسبت مجھ سے مخاطب نہ ہونا یعنی سفارش نہ کرنا۔ یہ بھی تھی جس کو انہوں نے توڑ دیا۔ کیونکہ خود خدا نے بتایا کہ انہوں نے کہا۔ ربہ ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق یہاں انہوں نے اپنے بیٹے کی نسبت خدا تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے۔ جو ڈوب رہا تھا۔

بظاہر یہ اعتراض بہت بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن جب قرآن کریم کو دیکھا جائے۔ اور اس آیت کے بیانی وسیاق پر نظر کی جائے۔ تو بات صاف ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو ہر ایک ڈوبنے والے کی سفارش کرنے سے منع کیا ہے۔ کہ اس کے بچنے کے متعلق نہ کہنا۔ اب اگر حضرت نوحؑ نے کسی کے بچنے کے لئے سفارش کی ہے تو بے شک انہی کو توڑا ہے لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو کسی کو بھی نہیں توڑا۔

قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت نوحؑ نے غرق ہونے سے قبل بیٹے کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ ہاں جب وہ غرق ہو گیا۔ درحال یہ ابنی من اھلی کان من المغرقین

الطوفان بند گیا۔ وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویسما قلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظلمین۔ تو پھر خدا تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ تو میرے اہل میں سے تھا۔ اور تیرا وعدہ تھا کہ میرے اہل کو بچاؤں گا وہ کیوں نہ بچا؟

اسکے جواب میں خدا فرماتا ہے۔ یٰنوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم۔ کہ اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ اسکے عمل صالح نہ تھے۔ پس ایسا کے متعلق ربانیت نہ کر جس کا تجھے علم نہیں ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ نے نبی کو نہیں توڑا کیونکہ جب تک اسے نہ توڑ سکتی تھی۔ یعنی جب تک غرق ہونیوالوں میں سے کسی کے بچانے کی سفارش کی جا سکتی تھی۔ اسوقت تک انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ ہاں جب طوفان آگیا۔ غرق ہونیوالے سب غرق ہو گئے۔ تو اس سے بہت مدت بعد جبکہ طوفان تھم گیا۔ خدا تعالیٰ سے استغفار عرض کیا۔ کہ وہ کیوں غرق ہوا ہے۔ وہ تو میرا بیٹا اور میرے اہل میں سے تھا۔ گویا بات کو سمجھنے کے لئے انہوں نے سوال کیا ہے اور یہ نبی کا توڑنا نہیں ہے۔ ہاں جب توڑتی۔ جب بیٹے کی زندگی میں اسکے بچنے کی سفارش کی جاتی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ تو بیٹے کے ساتھ باتیں ہی کر رہے تھے۔ اور اسے سمجھا رہے تھے کہ موج حائل ہو گئی۔ اور وہ غرق ہو گیا۔ اسکے غرق ہونے کے بعد جب طوفان تھم گیا۔ کشتی ٹھہر گئی۔ تب انہوں نے سوال کیا۔ کہ یہ بات مجھ سمجھ نہیں آئی۔ یہ کس طرح ہوئی۔ اور یہ نہی کو توڑنا نہیں۔ پس جب انہوں نے نہی کو نہیں توڑا۔ تو انہوں نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی بھی نہ کی۔

پھر کہتے ہیں۔ یہ جو آیا ہے۔ کہ انہ عمل غیر صالح اس میں انہ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے سوال کی طرف جاتی ہے۔ لڑکے کی طرف نہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ یہ سوال جو تو نے کیا ہے۔ یہ عمل غیر صالح ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ لڑکے کے متعلق نہیں جو سوال کیا تھا۔ اسکو خدا نے برا فعل قرار دیا ہے۔ اور جب یہ سوال برا ہوا تو حضرت نوحؑ گنہگار ہوئے۔

مگر عربی زبان کی ادنیٰ واقفیت رکھنے والے کو بھی معلوم ہے کہ یہاں انہ ضمیر ہے۔ نہ کہ خاص۔ پس فعل یا مصدر کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ اگر عربی زبان کی ادنیٰ واقفیت رکھنے والے کو بھی یہ اعتراض دیا جائے۔ تو وہ اسکو مضحکہ خیز سمجھے۔ جیسا کہ ہر زبان میں ایسے شخص کو مضحکہ کیا جاتا ہے۔ انہ رجل۔ یعنی وہ شخص عدل ہے۔ حالانکہ شخص تو عدل نہیں ہوتا۔ اور عدل تو اس کے کام کو کہتے ہیں۔ مگر جاہل سے جاہل بھی ایسے فقرہ پر ہنسے گا۔ جیسا کہ اردو میں بھی ایسے شخص کو جو ایسا فقرہ کہتا ہے۔ تو یہ اعتراض نبی کی ناواقفیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

پھر ایک اور آیت سے بھی یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ آذر جو ابراہیم کو حضرت نوحؑ کی طرف بھیجتا تو ان سے طلب ہوتی۔ کہ حضرت نوحؑ کہ خدا تعالیٰ سے کہا۔ ابراہیم سے اہل سے نہیں۔ مگر تیرا یہ کام اچھا نہیں۔ لیکن یہ ان کے سوال کا ذاتی جواب نہیں ہے۔ ہاں لڑکے کی طرف ضمیر کو پھیرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے اور آگے جواب کو مدلل بنانے کے لئے فرمایا۔ انہ عمل غیر صالح۔ چونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے اسلئے وہ روحانی طور پر تیرے اہل میں سے نہ تھا۔ وہ جسمانی میں سے نہیں۔ تو جایا بھی نہیں ہوا۔

پھر اس آیت کی دوسری قرأت انہ عمل غیر صالح اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ ان کے لڑکے کے متعلق ہی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت نوحؑ کے کلام کی طرف ضمیر ہوتی تو عربی فقرہ یوں چاہیے تھا انہ عمل غیر صالح کما قرأت یوں ہے۔ انہ عمل غیر صالح

(۳)

حضرت یونسؑ

اب میں حضرت یونسؑ کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں جن

سورۃ الانبیاء کی اس آیت میں کہ وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین (۲۱ - ۸۷) حضرت یونس کے متعلق تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) یہ کہ وہ خدا کو ناراض کر کے چلے گئے۔ (۲) انہوں نے خدا کو قادر نہ خیال کیا (۳) یہ کہ وہ کہتے تھے میں ظالم ہوں۔ یہ تینوں باتیں عصمت کے خلاف تھیں۔

اس کے متعلق سب سے اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس رنگ اور کس طریق پر یہ آیت بیان ہوئی ہے۔ آیا ہے۔ وذا النون اور لفظ ذا مفعول پکڑ آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے کوئی فعل محذوف ہے۔ لفظ ذا النون کے معنے نہیں مچھلی والے کے۔ اب جو اردو دان شخص کہ کہتا ہے کہ کو کا لفظ علامت مفعول ہے۔ نیں لفظ ذا جو کو کے معنوں میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے کوئی فعل بیان ہو چکا ہے۔ جس سے اس کا سلسلہ جڑتا ہے۔ اور حضرت یونس سے پہلے بھی بعض انبیاء کے متعلق اسی طرح آیا ہے۔ اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ فعل بیان ہوا ہے۔ جو یہ ہے۔ ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل۔ کہ ہم نے ابراہیم کو رشد دیا۔ اور یہی وہ فعل ہے جو حضرت یونس سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلئے جس آیت میں حضرت یونس کا ذکر ہے۔ اسکے یہ معنے ہوئے کہ ہم نے یونس کو رشد اور ہدایت دی۔ ان معنوں کو مدنظر رکھ کر ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ آگے جو ذکر ہو۔ وہ حضرت یونس کی نیکی اور بزرگی ظاہر کرنیوالا ہو نہ کہ ان کی برائی بیان کرنیوالا۔ اور اگر آگے برائی بیان کی جائے۔ تو یہ کیا ہوا کہ خدا تعالیٰ پر تو یہ ہے۔ کہ ہم نے یونس کو رشد دیا۔ مگر آگے ذکر ان کی برائی کا کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آگے ان کی برائی کا ذکر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ نیکی کا ہی ہونا چاہیئے۔

اب ہم آیت کے اصل الفاظ کو دیکھتے ہیں۔ آیا ہے جیسے وہ ناراض ہو کے چلا گیا۔ یہ نہیں کہ اللہ کو ناراض کر کے چلا گیا۔ اللہ کا لفظ اپنی طرف سے داخل کرنا ایک بدتمیزی ہے۔ جو کسی طرح بھی درست نہیں کہی جا سکتی۔ تو پہلی بات اس آیت کے متعلق یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ اللہ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔

(۲) چلے جانے کا فعل بھی بتاتا ہے کہ خدا سے ناراض ہو کر نہیں گئے۔ کیونکہ خدا سے ناراض ہو کر کوئی کہاں جا سکتا ہے۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر خدا ہی کی حکومت اور سلطنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا کہ وہ کسی ایسے ہی شخص سے یا لوگوں سے ناراض ہوئے۔ جن کی طاقت اور حکومت ایک حد کے اندر اندر محدود تھی۔ نہ کہ خدا سے ناراض ہوئے

(۳) ابن عباس کی روایت ہے۔ کہ بادشاہ سے ناراض ہو کر گئے تھے۔ مگر یہ نکتہ ہے۔ کہ بادشاہ سے ناراضگی غصہ سے ہو۔ اس کی صفائی اس فعل سے ہو جاتی ہے جو حضرت ابراہیم کے ساتھ بیان ہوا۔ اور جس سے حضرت یونس کا تعلق ہے۔ کہ اس معاملہ میں یونس حق پر تھے۔ اللہ فرماتا ہے۔ کہ جو کچھ یونس نے کیا تھا۔ وہ جائز اور درست تھا۔ اسلئے اسکو خیال تھا کہ اثبات کی وجہ سے یہ مجھے نہیں پکڑیگا۔

یہ ہے اس کا اصل مطلب۔ لیکن اگر یہ مان جائے۔ کہ ان کو خیال ہوا تھا کہ خدا قادر نہیں ہے تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ خدا کو پکارتے کیوں ہیں۔ اور کیوں یہ کہتے ہیں۔ لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین۔ خدا تعالیٰ کو وہی مشکلات اور مصائب کے وقت پکارتا ہے جو اسے قادر سمجھتا ہے اور جو قادر نہیں سمجھتا وہ نہیں پکارتا مگر یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال پیدا ہوتے ہی کہ لن نقدر علیہ۔ اسنے خدا کو پکارا۔ اور دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

تو ان کا یہ خیال خدا کے قادر نہ ہونے کا نہ تھا۔ بلکہ یہی تھا کہ وہ چونکہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اسلئے انہیں یقین تھا کہ خدا مجھ پر تنگی نہ کرے گا اور اس یقین کی وجہ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔

اب پھر آیت اللہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین کا مطلب بیان کرنا ہوں۔ انبیاء کا اپنے منہ سے استغفار کرنا اور ذنب کا اقرار کرنا اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ اور اس مضمون کا تعلق ان الزامات سے ہے جو انبیاء پر لگائے جاتے ہیں۔ میں اشارتاً اس کے متعلق بتاتا ہوں۔ سبحان کے معنے نقائص سے پاک ہونا اور ظالم کے معنی ناقص ہونا ہیں۔ حضرت یونس نے خدا کے حضور عرض کی ہے۔ کہ اے خدا تو نقائص سے پاک ہے۔ اور میں اپنے اندر نقص رکھتا ہوں۔ تیری طرح کامل نہیں ہوں۔ اور اسمیں کیا شک ہے کہ بعض باتیں جو خدا میں ہیں وہ انبیاء میں نہیں ہوتیں۔ مثلاً غیب کا علم جاننا خدا کا ہی خاصہ ہے۔ انبیاء کا نہیں۔ حضرت یونس نے اسی قسم کی صفات کے متعلق کہا ہے کہ مجھ میں نہیں۔ ورنہ مجھ میں ایسے نقائص ہیں جو لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۴) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یہ سنت ہے کہ جب کسی مسلمان نے مصیبت کے وقت مانگی ہو اور اس کی تکلیف دور نہ ہوگئی ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت یونس نے یہ دعا خدا کی ناراضی کو دیکھ کر نہیں مانگی تھی۔ بلکہ مصیبت سے بچنے کے لئے مانگی تھی۔

(۵) ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا نے اس دعا کے جواب میں کیا فرمایا۔ آتا ہے۔ فاستجبنا لہ ونجینہ من الغم۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس کی دعا قبول کر کے اس کی خطا معاف کر دی بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اسے غم سے نجات دیدی۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ مصیبت اور تکلیف سے بچنے کی دعا ہے۔ نہ کہ گناہ کر کے اس سے معافی مانگنے کی۔

وکیل کی انگیخت

چونکہ جناب وکیل نے خواجہ غلام الثقلین صاحب آنریبل کے مضمون کو بہت بڑی اہمیت دیکر اس کی اشاعت سے قبل امام جماعت احمدیہ کی نسبت ایسے تہمت آمیز الفاظ میں اس کا اعلان کیا تھا کہ جس سے جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جوابی مضمون شائع ہونے پر اسے توجہ دلائی گئی۔ کہ جس مضمون کی خوشی سے اسنے اسے چھاپے سے باہر کر دیا تھا۔ ذرا اس کے جواب کو غور سے دیکھے۔ اور نہ صرف خواجہ صاحب کی بلکہ تمام اخبار پنجاب ہند کی مدد حاصل کر کے اس پر تنقید کرے۔ اور دکھلائے کہ اس روئے سے شریعت اسلام حریت و مساوات کے معنے وہ بہتر جانتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ ہمیں امید نہیں۔ کہ وکیل کا ایڈیٹوریل بیان اس قسم کی عبارت کرے۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے مسٹر دلاپی کے قتل کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک اونی الزام کے مقابلہ میں وہ زک اٹھا چکا ہے کہ تا عمر یاد رکھیگا۔

ریل پر چڑھنا تو منزل پر اترنے کے لئے تھا نہ کہ اچھی جگہ کیلئے۔ اسی طرح یہ زندگی کام کرنے اور مرنے کے لئے ہے اور مومن اس مرنے سے نہیں گھبراتا کیونکہ جس کو موت کہتے ہیں وہ اس کی زندگی کا دن ہوتا ہے۔

تمہارا وجود دنیا کیلئے نفع بخش ہو۔

پس تمہاری زندگی دنیا کے فائدہ کے لئے ہے۔ اگر تمہارا ہمسایہ دکھ میں ہو تو تم اس کی مدد کرو۔ بے آرام کو تکلیف سے بدل لو۔ اگر تمہارے آرام سے دوسرے کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر تمہاری جان کے حملہ میں مبتلا ہونے سے کوئی جان بچ جائے تو اپنی جان کی قدر نہ کرو۔ یاد رکھو تم پر کوئی دن نہ آئے گا جس میں تم سے جسمانی، روحانی، علمی، مالی فائدہ دوسروں کو نہ پہنچے۔ وہ دن (تمہاری) موت کا دن ہوگا جس دن تم سے نفع نہ پہنچے۔ ورنہ مرنے سے اسکو تو کوئی خاص بچ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کی کامیابی کا دن ہوتا ہے۔ بچ ہوتا ہے تو اس بات کا کہ ہم خدا کی مخلوق کی اور خدمت نہ کر سکا۔ جو دنیا کو چھوڑتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ دنیا اور اپنے نفس کے لئے بچ کر چلا ہے۔ وہ کافر و منافق مرتا ہے۔ لیکن مومن کہتا ہے کہ میں یہاں رہتا تو اور خدمت کرتا۔

خدمتِ خلق خدا یابی کا پہلا زینہ ہے

پس اپنی زندگی کو خدمت میں لگاؤ۔ یہ مت کرو کہ تمہارا ہمسایہ تکلیف میں ہو اور تم اس کی مدد نہ کرو کیونکہ تمہاری تو غرض ہی یہ ہونی چاہیئے کہ تم دوسروں کے کام آؤ۔ دوسرا مقصد کہ خدا کو پاؤ وہ اس کے بعد آتا ہے جب تک خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت نہ ہو۔ تم خدا کو نہیں پا سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ سونا مٹی کے نیچے ہوتا ہے۔ مٹی کو اٹھاؤ گے تو سونا پاؤ گے ورنہ نہیں۔ خدا کا سلوک۔ بندوں کی محبت و ہمدردی کے بعد ہوتا ہے اسلئے تم اپنے نفس کو خدا کی مخلوق اپنے گھر کے لوگوں محلہ، شہر، ملک بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کی ہمدردی میں لگاؤ کہ تم کو خدا کی محبت حاصل ہو۔ اپنی عمر کو رائگاں نہ کرو کیونکہ خدا نے تمہیں اسلئے زندگی دی ہے کہ تم اس کو کارآمد بناؤ۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت پر رحم کرے اور اس نمونہ پر چلنے اور اس کو اختیار کرنے کی توفیق دے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوا اور اب پھر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔

شذرات

تمام بے عمل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود کے مخالف مدعیان علم کو مشق تحت الثریٰ اسماء فرمایا ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا قول ان کے قول کے خلاف ہوگا۔ گویا لم تقولون مالا تفعلون کے مصداق ہونگے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] اس حدیث کے اشیوع میں لکھتے ہیں:-

"مسلمان کو بندوق کا شوق دلا دیں۔ کرپان نہیں بلکہ بندوق رکھنے کا ہر مسلمان کو قرآنی حکم ہے۔ گورنمنٹ دیکھنا چاہیئے۔ تو قرآن مجید کے اندر خود دیکھ لے یا ایھا الذین آمنوا خذوا حذرکم (پ ۵ رکوع ۶) اے مسلمانو اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار ہر وقت ساتھ لئے رہا کرو۔ افسوس جو مسلمانوں کو سب سے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ وہ سکھ بہادروں نے کر دکھایا۔ کیا پھر شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے

وہ لیجائے سب اس غیرتے جوڑے"

حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کو بندوق رکھنے کا صریح حکم قرآن سے۔ جس کی خلاف ورزی جہنم میں پہنچانے والی ہے۔ بہت خوب۔ کیا ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے دیانت کی سکتے ہیں کہ آپ جو گورنمنٹ کو قرآن مجید کے اندر دکھانا چاہتے ہیں اور جو مسلمانوں کو سب سے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ کیا اس پر آپ بھی عمل پیرا ہیں؟ یا یونہی زبانی جمع خرچ فرماتے ہیں۔ اگر اس آیت کے آپ کے علم و یقین میں یہی معنے ہیں۔ تو آپ کو اپنے اوعاد تقویٰ و عمل بالقرآن والسنۃ کے مطابق کم از کم خود تو عمل کر کے دکھانا چاہیئے تھا۔ اور اگر اس صریح حکم قرآنی کی خلاف ورزی پر مجبوری تھی۔ تو یہاں سے ہجرت آپ پر فرض ہو چکی تھی۔ اسلئے اپنا بستر اٹھا کر کابل یا قسطنطنیہ خلیفۃ المسلمین کے پاس چلے جانا تھا۔ لیکن کس قدر شرم کی بات ہے کہ حکم تو یہ سنایا جاتا ہے۔ کہ "اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار ہر وقت ساتھ لئے رہا کرو"۔ اور یہ کہ "بندوق رکھنے کا ہر مسلمان کو قرآنی حکم ہے"۔ اور خود سب سے پہلے اس حکم کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ کیا یہی ہے وہ ایمان جس سے وہ تقویٰ اور عمل کی روح جو ایک مسلم مدعی لیڈری میں ہونا چاہیئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ بندوق رکھنے کی ممانعت ہے سو اسکے لئے ہم کہہ چکے ہیں۔ کہ چونکہ یہ حکم آپ کے نزدیک فرداً فرداً ہر ایک مسلمان کے لئے ہے۔ اسلئے اگر آپ کو یہاں مذہبی آزادی نہیں۔ تو اس سرزمین سے ہجرت واجب ہے۔ وارض اللہ واسعۃ۔ نیز بندوق کی مطلق ممانعت نہیں۔ آپ اور آپ کے ہم مذہبوں کو کم از کم لائسنس کے لئے درخواست تو کر دینی چاہیئے تھی۔ لیکن صرف زبان سے کہنا اور عملاً ہاتھ پر ذرا بھی کوشش نہ کرنا بتا رہا ہے کہ یہ ڈھونگ منافقانہ نمونہ کچھ نہیں کیلئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں

دلائل سے معقول کرنے کے کیا معنے

ہمعصر وکیل کو الفضل سے زکاۃ ہے۔ کہ اسے تحقیق حق سے غرض نہیں۔ اپنے حریف کو زک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن معزز ہمعصر نے ہمیں نہ بتایا کہ اگر کوئی سخیف اور بودی بات کہی جائے۔ اور الفضل اس کی ایسی تردید کر دے۔ کہ خصم کو مجال مقال نہ رہے۔ اور اس طرح پر اسے زک پہنچ جائے۔ تو اس میں الفضل کا کیا قصور ہے۔ ہم تو تحقیق حق ہی سمجھتے ہیں کہ حق واضح کیا جائے۔ اور دلائل کی قوت کو دیکھا جائے۔ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ الفضل نے مسٹر ولبی کے قسل پر جو کچھ لکھا۔ وہ ایسی دلائل سے قطعاً اس کی تردید نہیں کر سکا۔ بلکہ اسی مسٹر گاندھی کی نسبت جو تھوڑی دیر پہلے "امام مہدی" کے قائم مقام سمجھے جاتے تھے۔ اور باوجود مشرک ہونے کے جن کا اتباع فرزندان توحید پر فرض بتایا جاتا تھا۔ ایڈیٹر صاحب وکیل کو لکھنا پڑا کہ "دوری نہیں جو کچھ مسٹر گاندھی کہیں وہ صحیح ہی ہو۔ اس سے بڑھ کر کسی کو دلائل سے معقول کرنے کے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ لاجواب ہو کر اپنے مسلم پیر و مرشد کو ایک عامی کا درجہ دینے لگے۔ اور اس کی اتنی بھی وقعت نہ رہی۔ جتنی ایڈیٹر وکیل کی۔ وکیل کے ایڈیٹوریل رومیتا اور دلائل سے قائل کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ حریف خود اقرار کر لے۔ تو یہ اس زمانہ میں بہت کم دیکھا گیا ہے

قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر دلائل تو یہ دینے والا کون ہے؟ مگر کیا تمام منکرین حق نے زبان سے اقرار کر لیا ہر گز نہیں۔ بلکہ انکار کرتے رہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم البتہ آثار سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حریف قائل ہو گیا اور اسے دلائل سے معقول کر دیا گیا۔ اسکے لئے اپنے خواجہ صاحب کی اعلیٰ وارفع ذات کے ہی سامنے الفضل و وکیل کے صفحات رکھ دیجئے۔ وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ وکیل نے ایک خلا دبا زور سے پنجہ مار کے اپنی ساعد سیمین کو ناحق دکھ پہنچا لیا۔ ہمیں بھی افسوس ہے۔

بہتر ہوتا کہ وکیل اس واقعہ سے سبق حاصل کرتا۔ مگر وہ اپنی نوعمری کے ترنگ میں پند پیر دانا نہیں سنتا۔ ہاں نوٹس دیتا ہے۔ کہ میں تو نہیں مگر خواجہ صاحب کچھ کہہ دیں گے بہتر۔ جب وہ کچھ فرمائینگے۔ ہم بھی سن لینگے۔ مگر بہتر ہو جو خواجہ صاحب اس میدان میں نہ آئے۔ جس کے وہ مرد نہیں۔ ان کے پہلے مضمون پر ہمارے مدرسہ احمدیہ کی ابتدائی جماعتوں کے طلباء ہنستے تھے۔ کہ دلیل اور دعوے میں کچھ فرق نہیں۔ کلید سے دیکھ کر بہت سی آیات لکھ لینا۔ اور پھر ان سے استدلال نہ کر سکنا۔ بلکہ بعض آیتوں کا مضمون زیر بحث سے کچھ بھی تعلق نہ ہونا قابل فخر نہیں۔ بلکہ موجب شرم ہے۔ (اکمل)

افضل اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے کاغذ پر

الفضل کا موجودہ کاغذ بعض احباب کو پسند نہیں۔ مگر اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے مجبوری ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھ پیسے رم کا کاغذ لگایا جائے اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر الفضل چھاپا جا سکتا ہے بشرطیکہ خریدار موجودہ سے دگنی ہو جائیں۔ فی الحال تو جتنے خریدار ہیں انکی آمد اخراجات سے (جو نہایت کفایت سے کیا جاتا ہے) کم ہے۔ چنانچہ اس بجٹ میں تقریباً چودہ سو روپے کی کمی آمد میں رہ گئی ہے جو اس خیال پر پوری سمجھی گئی کہ دو سو خریدار بڑھ جائیگا۔ فی الحال یہ تجویز کی جاتی ہے کہ اگر ہمارے خریدار (خصوصاً ہمبر سالانہ زیادہ دینا قبول کریں یعنی ۱۲ بجائے سات روپیہ کے ہمبر (ساڑھے آٹھ روپے) تو ہم ۴

نبوت مسیح موعودؑ

اے لوگو! خدا کے مرسل کی تکذیب کرو۔ بلکہ اللہ سے صبر اور دعا مانگو۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اگرچہ صبر کرنا اور دعا کرنا دو سخت قلبی کو چاہتا ہے۔ وانہا لکبیرۃ الا علی الخٰشعین۔ متکبرین کو اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔ الذین یظنون انہم ملٰقوا ربہم وانہم الیہ راجعون۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صبر اور دعا سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ ان کو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور ان کو اسی طرف لوٹ جانا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے سمیت نبیا من بعدہ علی الطریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کے معنے کرنے میں احمدی جماعت پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو عربی علم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ہم یہاں یہ سوال قائم کرتے ہیں۔ کہ سمی نبی حقیقی اور مجازی کسے کہتے ہیں جو لفظ واضع نے کس شے کے لئے موضوع کیا ہے۔ اگر بحال اس کا انہیں معنوں میں ہو۔ تو حقیقی کہینگے جیسے ہاتم بولیں اور یہ گا تم تو۔ وہی مراد لیں۔ اس سے جب لفظ نبی کا استعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو گا۔ تو وہ حقیقی معنوں میں ہو گا۔ اور یہی منشاء اور واضع کا ہے اور اس جگہ لفظ حقیقی اسی مطلب کے اظہار کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے معنی پر بوجہ کسی مشابہت یا مناسبت کے بولا جائیگا۔ تو اس دوسرے معنی کو مجازی کہینگے جیسے حاتم بولیں اور مرد سخی مراد لیں۔ اسلئے جب لفظ نبی کا استعمال حضرت مسیح موعود کے لئے ہو گا تو وہ مجازی معنوں میں ہو گا۔ اور اس سے مراد کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو گا۔ اور یہی منشاء واضع کا ہے اور اس جگہ لفظ مجازی اسی مطلب کے اظہار کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔

سوال نبی حقیقی کے پاس کیا انعام ہے نبی حقیقی کو کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہے۔ سو ایسا ہی انعام کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبی مجازی کو بھی حاصل ہے۔ اور کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہی نبوت ہے جسپر قرآن مجید گواہ ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ۲ [illegible]

اور کسی نبی کا شریعت لانا۔ یا براہ راست ہونا یا کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہونا وغیرہ یا اسود غندوے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے شرائط نبوت نہیں۔ ہاں خصائص ہیں۔ بعضی یا تمام سب انبیاء میں متحقق نہیں بلکہ بعض میں پائی جاتی ہیں اور بعض میں ثابت نہیں۔ اور بات پر قوت کتاب پیدائش باب ۱۰ آیت ۲۲ بھی شاہد ہے۔ " تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو۔ تو وہ بات خداوند نے نہیں کی۔ بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر "!!

سوال۔ مانا کہ انعام نبوت ایک ہی قسم کے ہے۔ مگر ایک حقیقی نبی اور دوسرا نبی مجازی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اسمٰعیل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں۔ جن کو انعام نبوت حاصل ہوا ہے اسلئے یہ فرمانے کہ جس کو پہلے انعام نبوت حاصل ہوا ہے۔ وہ تو نبی حقیقی کہلائے۔ اور بعد کا دوسرا شخص انعام نبوت پانے والا نبی مجازی کہلائے۔ کیونکہ جو کچھ پہلے کو حاصل ہوا ہے۔ وہی کچھ بعد میں دوسرے کو حاصل ہوا ہے۔ اور ایسا ہے۔ جو کچھ پہلے کی پیروی میں دوسرے کو حاصل ہوا ہے۔ اور اسی انعام کے اندر ہے۔ جو کچھ کہ پہلے کو حاصل ہو چکا ہے اسلئے بعد کا ایسا دوسرا شخص نبی مجازی ہو گا۔ حال اگر بعد میں دوسرے کو پہلے سے بڑھ چڑھ کر انعام نبوت حاصل ہوتا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ بعد میں کا دوسرا شخص بھی انہی معنوں میں نبی کہلاتا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ " حضرت یحیٰ نے حضرت یوحنا یعنی یحیٰی نبی کو مجازی طور پر یعنی بروزی طور پر ایلیا نبی قرار دیا " خطبہ گولڑویہ صفحہ ۲۱۔

ناظرین! جب ہم حضرت یحیٰی کو حضرت الیاس کا بروز مانتے ہیں۔ تو کیا اہل علم کے نزدیک حضرت یحیٰی محدث تھے یا نبی؟

دوم۔ آخری زمانہ کے موعود کا انتظار تو غیر مسلم اقوام میں بھی ہے۔ ان سے پوچھ دیکھو وہ موعود کو کس منصب پر بٹھاتے ہیں

سوم۔ کیا نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کرنے والا مسیح کچھ چیز نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ محدث۔ فتدبر۔

الراقم

محمد یوسف نذیر احمدی بلانی سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قصور

احمدی مستورات کی انجمنیں

اس سے پیشتر میں نے ایک مضمون لکھا تھا۔ جو کہ اخبار الفضل میں شائع ہو کر ناظرین کی نظر سے گذرا ہو گا جس میں عاجزہ نے ہر جگہ انجمن مستورات احمدیہ قائم کرنے کی التجا کی تھی۔ مگر افسوس اب تک کسی بہن نے اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ مہدی آخر الزمان کی پیروہو کر اس قدر سستی ؎

پائینگے جس کو نفس کی قسمت پہ ہم ہنسیں
وہ چیز ڈھونڈتے ہیں تہ خاک گور میں ہم

یہ عام مقولہ ہے کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ جو کچھ کہ کریں گے۔ اس کا صلہ پائینگے۔ جو عورتیں کہ نیکی (وہ ہی) مزدوری کا اجر خود بخود پائینگی۔

کیا ہمارا دل چاہتا ہے۔ کہ ہمارے وقت کے مرد تو خلد بریں کے وارث بنیں۔ اور ہماری وہی حالت ہے جو کہ بوقت معراج حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی تھی۔

پیاری بہنو! نیک کاموں کی ریس کرو۔ جس طرح کسی کا عمدہ زیور کپڑا دیکھ کر ہمارا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور بڑی مشکل اور تنگی سے ویسا ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہو اسی طرح نیک بیبیوں کے نیک کاموں کی ریس کرو۔

حضور خلیفۃ المسیح صاحب نے اپنے خطبے میں فرمایا ہے کہ ہم احمدیوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے۔ گویا خدا کی فوج میں نام لکھوایا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو خدائی فوج کا سپاہی سمجھنا چاہیئے۔ جب ہم نام کے احمدی بنیں اور کام کے نہ بنیں تو یہ احمدیت ہمیں ہرگز سود مند نہیں ہو سکتی۔ اے احمدیہ مستورات اپنی کوشش خدمت دینی ایثار اور قربانیوں سے خلق خدا کو بتلا دو۔ دکھا دو۔ کہ نبی کے نام لیوا ایسے ہوتے ہیں ؎

احمد نبی کے فیض سے فرزانگی ملی
اک عمر تک پڑے رہے نادانیوں میں ہم

اسی ایثار کی بدولت اسلام کا ایک ایک خادم شہروں اور ملکوں کے لئے رہنما ہوا ہے۔ کس قدر افسوس مقام ہے کہ ولایت میں کل کی مسلمان ہونے والی بہنیں برابر اپنے حلقہ مستورات میں تبلیغ کر رہی ہیں۔ اور اپنے باوا دادا جیسے دے رہی ہیں۔ مگر ہم ابھی غفلت کے لحافوں میں پڑی سوتی ہیں اپنے سلسلہ کی بے انتہا ضروریات پر غور کرو۔ کہ کس قدر مال کی ضرورت ہے۔ غریب جماعت جھنگ گھمیانہ کے قابل تقلید نمونہ پر عمل کر کے دکھلا دو کہ ہمارے دلوں میں قومی ضروریات کا احساس مردوں سے کم نہیں۔ آپ کی تھوڑی سی ہمت اور کوششوں سے جماعتوں میں معقول اضافہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ بعض تو اتنی امیر اور متمول بہنیں ہیں۔ جو کہ بہت سا چندہ دے سکتی ہیں۔ میرا ارادہ ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی۔ تو موسم بہار کے شروع میں نزدیک کے سب شہروں میں دورہ کر کے انجمن ہذا مستورات بنانے کی سب بہنوں کو ترغیب دوں۔ اگر دس دس پیسہ فی مہر تنے لگے۔ تو بیت المال کا خرچ صرف مستورات کے چندے سے ہی چل سکتا ہے۔

میں سراپا نا امیدی کو نہیں جانتے۔ اس جہان کے لئے زر نقد اکٹھی کرنی چاہیئے۔ جہاں سے پھر واپسی نہیں۔ دیکھو والیاں مذہبی میدان میں آگے بڑھی جاتی ہیں ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے

راقمہ بہنوں کی خادمہ
امۃ الملک لرم الٰہی مضطر۔

رپورٹ الفضل ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء

ماہ دسمبر میں ۴۲ خریدار بڑھے۔ افسوس ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر صرف ۱۳ خریدار ہوئے۔ حالانکہ الگ اشتہار تقسیم کیا گیا تھا۔ تب کا خرچ بھی ان خریداروں سے زیادہ ہوا۔

اس مہینے میں تخمیناً ۳۴ اخبار بند ہوئے یا صرف ۸ خریدار بڑھے۔ جو بہت سست رفتار ہے۔ توسیع اشاعت میں کوشش کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) جناب سید شبیر حسین صاحب پشاور ۱۰ خریدار (۲) شیخ چراغ دین صاحب سیالکوٹ ۱ خریدار (۳) مولوی حافظ عبدالعلی صاحب ۳ خریدار (۴) جناب محمد شفیع صاحب انسپکٹر جالندھر ۱۰ (۵) منشی عبدالدین صاحب وڈالہ باگر ۱ خریدار (۶) سید محمد شاہ صاحب گجرات ۱۰ (۷) سید اصغر علی شاہ صاحب گجرات ۱۰ (۸) بابو فضل احمد صاحب راولپنڈی ۱۰ (۹) میاں محمد اسمٰعیل صاحب ماڑی انڈس ۱ خریدار (۱۰) سیٹھ صلاح الدین صاحب حیدرآباد دکن ۱۰ (۱۱) جناب محمد عالم صاحب ۱ خریدار

ان سب دوستوں کا شکریہ ہے خدا جزا بخشے کہ توسیع اشاعت میں کوشاں ہیں۔ (بدر الفضل قادیان)

تعلیمی کانفرنس کے تیسرے سالانہ جلسہ کی رپورٹ

تعلیمی کانفرنس کا تیسرا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۰ء بروز بدھ بوقت نو بجے رات تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں بزیر صدارت حاجی خلیفہ احمد صاحب منعقد ہوا۔ شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب نے بحیثیت نائب ناظر تعلیم و تربیت جلسہ کی کارروائی باقاعدہ شروع کی۔ سب سے پہلے انہوں نے اس ترقی کا ذکر کیا جو صیغہ تعلیم نے سال گذشتہ میں کی۔ نومبر ۱۹۱۹ء کی کارروائی سے مقابلہ کیا نے سال گذشتہ میں اور انسپکٹر صاحب مولوی عبدالعزیز خان صاحب نے معائنہ مدارس میں مختلف مدارس کی تعلیمی حالت میں بتائے اور آئندہ کیلئے ان نقائص کے دور کرنے کی تدابیر کا بھی ذکر کیا۔ اسکے بعد مدارس احمدیہ میں دینی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے چند نہایت ہی مفید تجاویز پیش کیں۔ چنانچہ یہ تجویز بھی تھی کہ موسمی یا فصلی تعطیلات کے دنوں میں جبکہ سکول تقریباً ایک ماہ کے لئے بند ہوتے ہیں۔ بعض مدرسین کو اسبات کا موقع دیا جائے کہ وہ قادیان میں آکر اس عرصہ میں دینی کورس کو پورا کریں جو ان کیلئے مقرر کیا جائے گا۔ اور اسبارے میں سفر خرچ صیغہ تعلیم کی طرف سے دیا جائے۔ اس طرح جب انکو قادیان سال میں دو بار آنے کا موقع ملیگا تو انکے اندر دینی شوق ضرور پیدا ہو گا اور وہ اپنے علم میں اضافہ بھی کر سکینگے۔ (۲) ہر ایک مدرسہ سے یہ تجویز کی گئی کہ ہفتہ میں ایک وقت اپنے اپنے سکول کے احمدی لڑکوں کو دینیات کے گھنٹہ کے لئے الگ کر دے۔ اور غیر احمدی لڑکے بھی اگر چاہیں تو شامل ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی کوئی کتاب جو عام فہم ہو اور جسے ہر طرح سمجھ سکتے ہوں پڑھانی شروع کرے۔ اس تجویز کے متعلق [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ معجزانہ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کا بتایا ہوا

سرمہ تیمیرا اور سرت سلاجیت

اصلی تیمیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں تیمیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا ہے۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور تیمیرا کو ہمیشہ اس نیت سے شتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ:۔

"ترائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ۔ دھتکا۔ جالا۔ پھولا۔ پڑھال۔ سبل اور سرخی۔ اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ تیمیرا قسم اول خالص تولہ اصل تیمیرا عشاقی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مقوی البصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے۔

سرت سلاجیت

حکیم اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر۔ فساد بلغم و خاص کر ہر قسم بلغمت بلک گردہ و مثانہ مسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اول ۱۲ تولہ۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

عزیزو!

اپنی جان کو دھوکہ سے بچاؤ۔ اور کسی لائق طبیب کے علاج سے تندرستی حاصل کرو

نقاہت، پٹھوں کی کمزوری، عورتوں مردوں کے مخفیہ امراض ٹھرا بیض اولاد کا نہ ہونا۔ کھانسی، نزلہ، زکام، ہیضہ، ضعف دماغ، پیشاب کی جلن، سوزش، گنتھیا، بواسیر، پھوڑے، پھنسی، سرخی چشم، نکسے، دھند غبار، پھولا وغیرہ اور تمام کہنہ امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت باقاعدہ طور سے کیا جاتا ہے۔ یعنی متفرق اخراجات کے لئے دو روپے ڈاک خرچ کے ٹکٹ وصول ہونے پر مریضوں کو ان کی حالت کے مطابق مجرب الوقت نسخے بغیر کسی بدل کے لکھ کر مفت روانہ کئے جاتے ہیں۔ یا ان کی فرمائش پر بغیر تبدیل دوائیات تیار کر کے روانہ کی جاتی ہیں۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا دو پیسہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

پنڈت حکیم عطا محمد (احمدی) قادیان دارالامان پنجاب

اسلام میں اختلافات کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ عظیم الشان لیکچر جو گذشتہ سال اسلامیہ کالج لاہور میں ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر چکا ہے اب چھپ کر طیار ہے۔ احباب منگوالیں۔ قیمت ۱۱ر

پتہ

احمدیہ کتاب گھر قادیان

عالمگیر واچ ہاؤس

ہم نے سندرجہ بالا عنوان پر ایک دوکان لودہیانہ میں جاری کی ہے جس میں ہر قسم کے کلاک۔ ہر قسم کی جیبی اور ہاتھ پر باندھنے والی گھڑیاں۔ زنجیریں چوڑیاں ہر قسم کے بلاکٹ اور گھڑیوں کے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور نہایت قلیل منافع پر فروخت کی جاتی ہیں احباب کے لئے خاص رعایت۔ آزمائش شرط ہے۔

المشتہر

ماسٹر قمرالدین۔ نورالٰہی واچ اینڈ کلاک مرچنٹس چوڑا بازار لودہیانہ

ضرورت نکاح

ایک احمدی نوجوان کو جو کہ قوم کے ستری میں پیدا ہوا۔ کے فوت ہو جانے کے باعث دوسرے نکاح کی ضرورت ہے یہ نوجوان شاہ آباد ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں۔ اور تقریباً تین روپے روز کی آمدنی ہے۔ اور نہایت نیک اور خوشیلے احمدی ہیں۔ عمر تقریباً ۲۵ سال ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

حقہ چھڑانے کی گولیاں

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے بتاکید ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری جماعت میں حقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ احباب اسے چھوڑ دیں۔ سو جو صاحب حقہ چھوڑنے میں تکلیف وقت محسوس کرتے ہوں۔ وہ ہم سے چالیس گولیاں منگوالیں۔ حسب ہدایت استعمال کریں۔ حقہ چھوڑنے کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک بذمہ خریدار

محمد اسماعیل کاٹھ گڑھی۔ قادیان ضلع گورداسپور

شباب اردو

دلچسپ قصوں اور اخلاقی افسانوں کا رواج اور مجدد علمی۔ ادبی خیالی۔ تاریخی اور سائنٹفک مضامین کا گنجینہ نیز اول اول قصوں کا مخزنہ تمام ہندوستان میں نہایت مقبول ہے ہر ماہ رسالہ دیں۔ طبقہ نسواں اور بچوں کیلئے یکساں مفید جس میں تمام ہندوستان کے مشہور مصنفوں کے مضامین

اسکے متعلق ۲ر جنوری ۱۹۲۱ء کے وکیل نے دو مختلف عنوانوں سے مفصل کو مخاطب کیا ہے۔ پہلا عنوان "کامیابی چیلنج" رکھا ہے۔ اور اسکے ماتحت ان الفاظ کو نقل کرکے جو میں نے تمام علماء پنجاب سے مدد حاصل کرنے کے لئے کہا گیا تھا یہ جواب دیا ہے کہ جناب عزیز البشیر الدین احمد کا مضمون ایسا نہیں ہے۔ کہ اس کا جواب لکھنے کے لئے کسی خاص کوشش کی ضرورت ہو یا اظہار مطالب کے لئے کسی خاص قابلیت کی ضرورت ہو یعنی ضروری ہو خواجہ صاحب کی قابلیت اس سے بہت بلند اور ارفع ہے کہ وہ ایسے مضمون کے لئے کسی امداد حاصل کریں۔ اور فوراً ہم عنقریب دیکھیں گے۔ کہ یہ چیلنج خواجہ صاحب کو زیبا دیتا ہے یا نہ فضل کرتا ہے!!

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کس کو خواجہ صاحب کے پہلے بے سر و پا مضمون کی حقیقت معلوم ہو چکنے کے بعد ان الفاظ لکھنے کی کیونکر جرأت ہوئی۔ تاہم ہمیں انتظار ہے کہ "خواجہ صاحب کی بہت بلند اور ارفع قابلیت" کا وکیل کی وساطت سے ایکبار پھر نمونہ دیکھیں۔ اور اگر اہل علم اصحاب کے لئے اور قابلیت سچ صحیح اندازہ لگانے میں کچھ کسر رہ گئی ہے تو وکیل کی تائید سے پوری ہو جائے۔

وکیل کی خوش فہمی

وکیل نے دوسرا عنوان "تحقیق حق یا زک پہنچانے" کی کوشش" رکھکر ہمارے اس خیال کا جواب دیا ہے۔ جو ہم نے وکیل کے ایڈیٹوریل نوٹ کے متعلق ظاہر کیا تھا۔ اگرچہ وکیل نے اپنی بجائے خواجہ صاحب کو ہی مخیر کرکے ہمارے خیال کی پورے طور پر تصدیق کر دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی خوش فہمی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ مسٹر دلوی کے معاملہ میں "وکیل" کو جو زک ہوئی اسی سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ "الفضل" میں جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ تحقیق حق کی غرض سے نہیں۔ بلکہ زک پہنچانے کے لئے لکھا جاتا ہے!!

لیکن کیا وکیل اتنا بھی نہیں جانتا کہ تحقیق حق کا لازمی نتیجہ ابطال باطل ہوتا ہے۔ اور حق کے مقابلہ میں باطل کو زک ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ ہماری غرض تحقیق ہی ہے۔ لیکن اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مقابلہ میں جو باطل کے سہارے کھڑا ہوتا ہے اسے زک ہوتی ہے اور اسی کے مطابق وکیل کا بھی انجام معلوم ہوا ہے وکیل کا تو وہ زک ایسی غیر معمولی ہے کہ جب کبھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ اضطراب کے نمایاں اثر ظاہر ہوتے ہیں۔

کابل میں مہر کی حد بندی

کابل کے اخبار اتحاد مشرقی میں "نظام نامہ ازدواج و طلاق" کے عنوان سے کچھ قواعد و احکام شائع ہوئے ہیں۔ جن کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ احسان اللہ خاں کی وہ تجاویز ہیں۔ جو کابل میں بر اصول شریعت پیش ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ مہر

"خاندان شاہی کے لئے ۵۰ ہزار افراد کے لئے ۲۰۰۰ باقی عام لوگوں کے لئے ۴۰ روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔" (انکیں ۳۰ر دسمبر)

لیکن یہ قاعدہ نہ شریعت اسلامیہ کے موافق ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق۔ بلکہ شریعت اسلام نے مہر کا معاملہ مرد کی حیثیت پر رکھا ہے۔ اور اسی لئے مہر کی کمی بیشی کا شہر رواج ہے۔ کہ جب حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مہر کی تحدید کرنی چاہی۔ تو ایک مسلمان خاتون نے کہا۔ جبکہ خود پاک قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ "وآتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا" (سورہ نساء رکوع ۳) تو ہم کون ہے جو ہمارے مہر کی حد بندی کرے یہ سنکر حضرت عمر نے اپنی تجویز کو ترک کر دیا۔

پس یہ کوئی شریعت کا حکم نہیں۔ کہ مہر کی حد بندی کی جائے بلکہ شریعت میں ایک قسم کی دست اندازی ہے۔ اور ایسی دست اندازی ہے جو سخت نقصان دہ اور بُرے نتائج پیدا کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر کابل کا شاہی خاندان ۵۰ ہزار مہر دیتا ہے۔ تو یہ عورتوں کے حقوق کو پورے طور پر ادا کرنا نہیں ہے اور بعض حالتوں میں بعض شاہی خاندان کے لوگوں کے لئے ناقابل برداشت بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ شاہی خاندان کے لوگ ایک حیثیت کے نہیں ہوتے۔ اسی طرح نہ درانی ایک حیثیت کے ہونگے نہ ہو سکتے ہیں اور نہ عوام۔

ہر ایک قوم میں کئی درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض عوام قوم میں شاہی خاندان کے بعض ارکان کے برابر ہونگے اور بعض بالکل مفلس نان شبینہ کے محتاج۔ شریعت نے مہر کے معاملہ میں جو طریق تجویز کیا ہے وہ مناسب اور معقول ہے کہ ہر شخص کی حیثیت کے مطابق مہر ہو۔ اسکی حد بندی کرنا نہ صرف کسی فائدہ کی موجب ہوگی بلکہ لوگوں کی سخت مشکلات میں ڈال دیگی۔

عدم تعاون کا نتیجہ

شروع کے حامیان عدم تعاون اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس بات پر خاص انداز سے زور دے رہے ہیں کہ گو یہ تحریک بالکل امن ہو۔ اور اسکے ذریعہ لوگوں کے جذبات فتنہ و فساد کی طرف منتقل نہیں ہوتے۔ بلکہ انہیں ایسے جذبات بنانے اور دلوں میں رکھنے کا اہل بنایا جاتا ہے۔

اب اس کا اعادہ اور تکرار عدم تعاون کے موجد مسٹر گاندھی اور انکے پیروان اطاعت شعار کی طرف سے متعدد بار ہو چکا ہے۔ لیکن کیا فی الواقع یہ بات درست ہے۔ اور کیا فی الحقیقت عدم تعاون یعنی گورنمنٹ سے تعلقات قطع کرنے کی بابت پیش کیا جا رہا ہے جو ہر عرض کے ضبط نفس کی وہ اور خدا تکلیفیں اٹھاؤ مگر کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ" کیا اس سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ عدم تعاون کا یہ نتیجہ لازماً گورنمنٹ کے مخالف ہوتا۔ اور قصہ کے جذبات کا بھڑکنا ہر عاقل حقیقت کے نزدیک امر محال ہے۔ چنانچہ امام جماعت احمدیہ نے اسوقت دیکھا اور دوسروں کو آگاہ فرمایا تھا۔ جبکہ ابھی اس کا ابتدا ہی تھا۔ چنانچہ خلاف کانفرنس الہ آباد میں جو مضمون حضور نے لکھ کر بھیجا۔ اس میں دیگر امور کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے عدم تعاون کے متعلق لکھا کہ:۔

"تیسری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کیا جاوے۔ اس تجویز کے متعلق بھی میری یہ رائے ہے کہ قطع تعلق بھی ایک قسم مقابلہ کی ہے اور اس کا بھی پر بھی عمل کرکے ہندوستان میں امن قائم نہیں رکھا جا سکتا۔" (الفضل ۲۰ر جون ۲۱ء)

لیکن افسوس کوئی توجہ نہ کی گئی۔ اور بار بار واقعات کے ظاہر ہونے کے بھی کہا جاتا ہے کہ عدم تعاون کی تحریک امن و امان قائم کرنیوالی تحریک ہے۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ جبکہ عدم تعاون کے حامی عوام کے جذبات اس قدر مشتعل ہو چکے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور عدم تعاون کے بڑے بڑے حامی اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ جو امام جماعت احمدیہ نے قبل از وقت بتائی تھی۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے جی نے کانگریس کے ناگپور کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ وہ اپنی رعایا کی بہبودی کا خاص خیال رکھتے اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ مہر کی حد بندی کا رعایا کیلئے کوئی فائدہ نہیں بلکہ تکلیف کا موجب ہوگا۔ اگر اس میں کچھ بھی فائدہ ہوتا تو شریعت اسلام جو کامل شریعت ہے وہ ضرور مہر کی حد بندی کر دیتی۔ مگر چونکہ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب امیر صاحب کابل ضرور اس قاعدہ کو منسوخ کر دینگے۔

خطبہ جمعہ

خدمت خلق کرو تاکہ خدا ملے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ر جنوری ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ اور آیت شریفہ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تسالون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا (سورہ نساء کی پہلی آیت) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بڑی عمر کے انسان

انسان کی زندگی ایک محدود چیز ہے زیادہ سے زیادہ عمر کے آدمی تاریخی طور پر پہلے وہ برس کی عمر تک کے معلوم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بڑی عمر کے انسان کا ذکر ہے۔ مگر اس سے مراد ان کی قوم کی عمر ہے۔ پس آدمی کی بڑی سے بڑی عمر پونے دو سو برس معلوم ہوئی ہے۔ اور یہ بھی خارق عادت ہے۔ ورنہ عام طور پر انسان کی عمر ساٹھ ستر سال معلوم ہوتی ہے۔

دنیا انسان کے لئے ہے یا انسان دنیا کے لئے

اس عمر میں وہ کیا کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے جو ہمیشہ آنکھوں میں پھرتا رہتا ہے بہت ہیں جو دنیا کو کہتے ہیں کہ انسان ستاروں اور سیاروں کے اثرات کے ماتحت ہے۔ جہاں اثر زیادہ پڑتا ہے وہاں زندگی کے آثار زیادہ ہوتے ہیں اور جہاں کم وہاں کم۔ اور جہاں جتنا اثر پڑتا ہے۔ اسکے مطابق اثر ظاہر ہوتا ہے کہیں انسان اور کہیں بنا تا رہتا ہے۔ جمادات۔ اس سے زیادہ زندگی کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ اس کی ہدایت کی کوئی غرض ہے۔ نہ اسے یہ کوئی خیال ہے کہ اپنے آپ کو آپ ہی بڑا سمجھتا ہے۔ اس کی دنیا سے بڑی بڑی اور ہیں۔

جن کے مقابلہ میں دنیا کا یہ بالکل حقیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں کچھ لوگ اور ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا۔ تو کچھ نہ ہوتا۔ تو یہ ایک طرف لے جاتے ہیں تو دوسرے دوسری طرف۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک انسان دیکھتا ہے اس کے لئے ساری دنیا ہے۔ وہ سب کا ہمدرد اور سب کا ہی خواہ ہے۔ اور ساری دنیا اسکی محتاج ہے۔ اور وہ سب دنیا کو خیر خواہی پہنچا رہا ہے۔ تب وہ خیال کرتا ہے کہ ساری دنیا اسی کے لئے ہے۔ وہ نہ صرف انسانوں کا ہمدرد ہے بلکہ حیوانوں تک اس کی ہمدردی کا اثر ہے۔ مگر دوسری طرف وہ دیکھتا ہے۔ کہ ایک انسان ہے وہ لمبی عمر بھی پاتا ہے مگر وہ دنیا سے بے تعلق ہے۔ اس کے وجود سے دنیا کو کوئی نفع نہیں وہ اپنے محلہ والوں حتی کہ اپنی ہمدردی کا ہے نسبتی رشتہ دار بیوی۔ بہن۔ بھائی اور بیوی بچے سے بھی نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس کو صرف اپنے نفس سے ہوتا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے انسان کی غرض پیدائش کچھ بھی نہیں +

بعض کے لئے دنیا ہے اور بعض دنیا کیلئے ہیں

پس یہ ایک اختلافی سوال ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا کہ دنیا میں کئی ہیئت کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ جب ایک شخص ایسے انسان کو دیکھتا ہے۔ جو دنیا کا ہمدرد اور بہی خواہ ہے۔ مثلاً وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری دنیا اسی شخص کے لئے ہے۔ لیکن دوسری طرف جب وہ ایک زمیندار کو دیکھتا ہے۔ کہ اس کی بڑی سے بڑی خواہش کھیت میں کام کرنا اور کھانا اور سو رہنا ہے یا ترقی کی تو کبھی دوسرے زمیندار کی زمین اپنی زمین میں شامل کر لی یا اس سے ترقی کی تو کبھی دوسرے زمیندار پر مقدمہ کر کے لڑا کر دیا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کی پیدائش سے کوئی غرض نہیں تو یہ اختلاف دراصل نظر کا اختلاف ہے۔ جس کو جیسے آدمی نظر آتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ جب ایک شخص کو ہماری بیماری نظر آتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے۔ دنیا بیماروں کی کے لئے ہے۔ اور جب تندرستوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے۔ کہ دنیا ہماری

نہیں۔ لیکن یہ نتیجہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جس طرح بیمار بھی ہوتے ہیں تندرست بھی۔ اور کانے بھی ہوتے ہیں اندھے بھی۔ اسی طرح آدمی بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوتے ہیں۔ کہ چاند سورج اپنی تمام طرحوں کے باوجود ان کے فیض کے کچھ نہیں ہوتے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمانوں بعد والاسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اس میں جو علوم اور برکات ہیں وہ کسی چیز میں بھی نہیں۔ آسمان کہتا ہے ان علوم کے مقابلہ میں کیا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کے لئے اس قدر وسعت ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ دنیا ایسے انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ لیکن جب وہ دوسری طرف ایک اور وجود ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے فائدہ کے مقابلہ میں اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھتا ہے اور اپنے نقصان کو نقصان سمجھتا ہے اور کسی دوسرے کے رنج و غم کو محسوس نہیں کرتا اور اس کی نظر کی حد اس کا وجود ہوتا ہے۔ کسی کو تنگ دیکھتا ہے تو اپنے پاس کچھ رکھنے کے باوجود اس کو نہیں دیتا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ دنیا اس کے لئے نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا مسیح موعود یا جیسے موسیٰ کی آمد اس کے لئے نہ تھی۔ ایسا شخص ٹکھاؤ کا کام دیتا ہے۔ اور زینہ بنایا جاتا ہے۔ رہنے کے لئے دنیا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی پھل کی طرح حفاظت نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کو کھاد کی طرح درخت کی غذا کے لئے اس کی جڑوں میں ڈالا جاتا ہے

تم پھل بنو نہ کہ کھاد

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے وجود کو ایک نافع اور کارآمد وجود بناؤ۔ کہ تمہاری پھل کی طرح حفاظت کیجائے۔ زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کی خدمت میں اسکو لگائے۔ ورنہ اپنی ذات میں زندگی کوئی چیز نہیں ہم اگر آج مر جائیں۔ تو دنیا کے لئے کوئی کمی کی بات نہیں۔ ہاں اگر ہماری زندگی کسی دنیا کو کسی نہ کسی قسم کا فائدہ ہے تب ہماری موت ایک نقصان دہ چیز ہے۔ ورنہ اگر ہم سے نفع نہیں تو خواہ ہم پچاس برس اور جئیں تو بھی کچھ نہیں۔ زندگی سے غرض کھانا پینا نہیں۔ یہ تو زندگی کے بعد نہیں۔ مرنے کے بعد نہیں۔ حقیقی دیکھو۔ کوئی ریل میں سوار ہو اور جہاں اسکو جانا ہے وہاں پہنچ کر گاڑی سے نہ اترے اور کہے میں اسلئے نہیں اترتا کہ مجھ کو اچھی جگہ ملی ہوئی ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے۔ کیونکہ

ہندوستان کی خبریں

مدراس میں خوفناک آتشزدگی مدراس ۲۶ جنوری۔ انڈین نیشنل کانگریس کے مقام اجلاس پنڈال کو جس میں دس ہزار نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ تقریباً دو گھنٹہ کی تگ و دو سے آگ لگ گئی۔ اور تمام عمارت جل کر راکھ ہوگئی۔ آتشزدگی کے وقت بعض قانون اور خیموں کے جل کر راکھ ہوگئی نقصان کا اندازہ پندرہ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ آتشزدگی کے وقت میدان میں تمام عمارتوں میں کوئی بدحواسی نہیں پھیلی۔ اور آگ فوج کرنے والا انجن وقت پر پہنچ گیا جس سے بڑا نقصان نہیں ہونے پایا۔

رائے بریلی میں رائے بریلی ۲۷ جنوری۔ دیہاتی کانگریس **کسانوں کا فساد** کے انتظامات رائے بریلی کے جنوبی اور شمالی علاقہ میں ایک وسیع پیمانہ پر شروع ہیں۔ کسانوں کے جتھے شہر کی طرف آرہے ہیں۔ زمینداروں کے دھان اور فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ۲۵ جنوری کو دو ہزار کسانوں کا ایک گروہ تعلقدار کے مکان میں گھس گیا۔ پولیس افسر نے ان کے تین سرغنوں کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیا۔

ہوم رول کے جھنڈے میں لپٹی (دہلی ۲۹ جنوری) ہوم رول والنٹیر کور کے سارجنٹ پنڈت رام ناتھ کا گذشتہ رات نمونیہ سے انتقال ہوگیا۔ اس کی لاش کو ہوم رول کے جھنڈے میں لپیٹ کر جلایا گیا۔

پنجہ صاحب پر سکھوں کا قبضہ پچھلے دنوں سکھوں نے پنجہ صاحب (حسن ابدال ضلع راولپنڈی) کے گوردوارہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے خلاف گوردوارہ مذکور کے مہنت جو مر چکا ہے کے بھائی مسمی سنگھ نے مقدمہ دائر کیا۔ عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اب گویا اس پر قوم سکھوں کا مستقل قبضہ ہوگیا۔

احمد نگر میں قحط احمد نگر کے قحط زدوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔ دیہاتی گاؤں چھوڑ چھوڑ کر شہر کی طرف آر

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

کارک میں بم لندن ۱۵ر جنوری۔ مدر مقام کے قریب گشتہ رات کارک میں ایک بم پھینکا گیا جس سے پولیس کے چھ آدمی زخمی ہوئے۔ فوج اسی وقت بلند دقیں اور کلدار ٹوپیاں لے کر نکل آئی۔ جو گھاٹیوں اور گردونواح میں چلائی گئیں۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔

گورنمنٹ اور سن فینوں کے درمیان کانفرنس لندن ۱۵ر جنوری۔ آئرلینڈ میں گو بداعتمادی سے ہوتے ہوئے بھی اسباب کے ترقی پذیر قرائن ہیں گورنمنٹ اور سن فین لیڈروں کے درمیان اہم کانفرنس ہونیوالی ہے۔ جس سے بہت کچھ نتیجہ ہونے کی توقع ہے۔

صدر جمہوریہ آئرلینڈ کی آمد آئرلینڈ میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ صدر جمہوریہ آئرلینڈ ڈی ویلرا آئرلینڈ میں آگیا ہے اور یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ڈبلن میں ہے۔ اگرچہ اس کی جائے قیام کو بہت ہی مخفی رکھا گیا ہے۔

ہوم رول ایکٹ کی نظرثانی ڈبلن کی خبر ہے۔ ڈی لیرا نے جو اب تک ہوم رول ایکٹ کی نظرثانی کے متعلق خاموش رہا ہے اس معاملہ میں جماعت کی لیڈری اختیار کی ہے۔ جن کا خیال ہے کہ پرامن تصفیہ ہو چکا ہے۔ اور انتہا پسندوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بظاہر نہ صرف ڈی لیرا کو حفظ امن کی ضمانت دینے۔ بلکہ اس سے براہ راست سلوک کرنے کو تیار ہے۔ یہ قیاس ہے کہ مفت و تنسید ہوم رول ایکٹ کی نظرثانی کے اصول پر ہوگی۔ اس اثنا میں جنوبی آئرلینڈ گورنمنٹ کے پیش کردہ فوائد سے ہوشیار ہوتا جاتا ہے گورنمنٹ کو توقع ہے۔ کہ تین مہینہ کے اندر شمالی پارلیمنٹ بنجائے گی۔ اور امیدواروں کا ابھی انتخاب ہوتا ہے خیال ہے کہ سر جیمز کریگ پہلا وزیر اعظم ہوگا۔ سر ایڈورڈ کارسن السٹر کی حکومت میں کوئی عہدہ نہیں لینگے۔ بلکہ انہوں نے ریٹائر ہو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

بولشویک

سمرقند میں بولشویکی دور دہلی ۱۰ر جنوری۔ سمرقند میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمام مسلمان اپنے اپنے نام درج رجسٹر کرائیں۔ مسلمان خاتونوں کے نقاب زبردستی اتار دیئے جاتے ہیں۔ بولشویک مستورات وہاں کی عورتوں کو یہ کہتی ہیں کہ اپنے شوہروں کو کہدیں۔ کہ اگر وہ انہیں آزاد خیال نہیں بنائینگے تو وہ ان سے طلاق لے لینگی۔ ایک ہندی تاجر جو وہاں سے بچ کر یہاں پہنچا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ کہ افغانوں کو بورژوا قرار دیا۔ تین ازبکوں کا بیان ہے۔ کہ بولشویک وہاں کے باشندوں کو جوش دلا رہے ہیں۔ بعض علاقہ کے مسلم مدارس پر قبضہ کر لیا۔ علماء نے تعلیم چھوڑ دی۔ عام باشندوں کے خیالات ان کے خلاف ہیں۔

متفرق خبریں

ڈیلی میلیگرام اور انڈیا کانگریس لندن ۱۰ر جنوری۔ ڈیلی میلیگرام کا ایک لیڈر میں لکھتا ہے کہ کانگریس کی کامیابی زیادہ تر ہم بھاپا کی مانند تھی۔ حکومت ہند انہیں سیفٹی والو کے اصول پر برداشت کرتی رہی۔ اہل ہند نے ہنوز سیاسی کھیل نہیں سیکھا۔ بعض لوگ ان تقریروں سے زیادہ متاثر ہوئے ہونگے۔ بعض ہندو عاقبت نہیں سمجھ ہونگے۔ کہ حکومت اپنی تذلیل و نافرمانبرداری کیوں گوارا کر رہی ہے۔ جبکہ وہ اہل ہند کو انتظام میں زیادہ حصہ دے رہی ہے۔ مسٹر گاندھی اور لالہ لاجپت رائے تمام تجویز اصلاحات کو ناکام بنانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں مگر ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ شورش پسندوں کو اپنے مقصد میں قطعاً کامیابی نہ ہوگی۔ خود مختاری تو کیا ہندوستان کو ہوم رول بھی نصیب نہ ہوگا۔ ہم اس ملک کی ذمہ دار حکومت ہیں۔ ہم کب اپنے مفوضہ کام کو چھوڑنے کا گناہ لینے ہیں۔ تاوقتیکہ فیصدی ہندوستانی اس قسم کی الیحدگی کا خیر مقدم کریں گے۔ حکومت ہند کو وسیع اختیار حاصل ہیں۔ کہ اس قسم کے معاندانہ مظاہروں کو روکنے کے لئے بلا امتیاز شخصے ان کا استعمال کرے۔

لندن میں بیکاروں پر پولیس کے فائر لندن میں بیکار آدمیوں کی ایک جماعت کو [illegible] پولیس نے لائبریری سے بے دخل کر دیا۔ لائبریری کا بیان ہے کہ یہ لوگ ناقابل ملازمت ہیں۔ دوبارہ ایک گروہ نے لائبریری پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن پولیس نے ان پر گولیاں چلائیں۔ اور انہیں منتشر کر دیا۔

مثنوی اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر نکلسن نے جو علوم مشرقیہ کے ماہر اور اسلامی تصوف کی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال کی کتاب مثنوی اسرار خودی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ولایت کے لوگوں نے اس کے مطالب کو پسند کیا۔

ایک سپانی جہاز کی غرقابی اور بھاری نقصان جان میڈرڈ ۳ر جنوری ایک سپانی جہاز جزیرہ سالورا کے قریب ۲ بجے صبح کے وقت چٹانوں پر ٹکرا کر غرق ہو گیا۔ ۲۴۰ مسافر علاوہ ملاحوں کے سوار تھے۔ ۶۰ کے قریب بچیں اکثر ملاح ہیں۔ باقی مسافر غرق و تباہ ہو گئے۔

برطانی سفارت کابل جلال آباد کا ۲ر جنوری کا پیغام ہے کہ امیر صاحب کے افسر خزانہ اور دیگر افسروں نے سر ہنری ڈوبس اور ممبران کابل مشن کا سرحد پر مکمل فوجی اعزاز یعنی سلامی توپ اور بینڈ کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اسی طرح جلال آباد میں ان کا احترام کے ساتھ استقبال ہوا۔ گورنر اور دیگر افسران نے ممبران سفارت کی پرتکلف مہمان نوازی کی۔ افغان افسر بڑے چاک اور سرگرمی کے ساتھ ممبران سفارت کی آسائش کی خاطر ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ سفارت ۲۰ر جنوری کو جلال آباد سے کابل روانہ ہونیوالی تھی۔ اور ۲۲ر جنوری کو کابل پہنچ گئی ہوگی۔

اتحادیوں کے خفیہ معاہدے ملاک سنورہ امریکہ نے برطانیہ کو ایک نوٹ بھیجا ہے جس میں سابق ترکی علاقوں کے حصے بخرے کرنے کے لئے اتحادیوں کے خفیہ معاہدوں کے خلاف احتجاج بلند کیا گیا ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں ہوتا ہے اور | اب گیا وقت کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھیں | ہر پھل کا پتے دن

دنیا میں ایک نبی آتا ہے اسکو قبول نہیں کرتی لیکن خدا اسے قبول کرتا ہے

اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے (۱۱) مرقاۃ صفحہ ۱۰

بدر

مرکز نظام جماعت احمدیہ

ایڈیٹر۔ غلام رسول

نمبر ۳۰ | مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء | ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت علیل ہے۔ اسی وجہ سے حضور نماز جمعہ نہ پڑھا سکے۔ اور جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائی۔ اب حضور کو آرام ہے۔

۱۴ جنوری کی درمیانی رات کسی قدر بارش ہوئی۔

مرض الفلوکسرا کی شکایت پائی جاتی ہے۔ احباب ہمارے کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

میاں عبداللہ احمد صاحب۔ میاں عبدالرحمن ابن بھتری محمد الدین صاحب اہلیہ صاحبہ میاں رحیم بخش صاحب اور اہلیہ مولوی عطاء محمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

نظم

تو اپنے درد ہی سے درد کا درماں پیدا کر

(از جناب منشی برکت علی صاحب لائق احمدی)

مصائب آشنا روح نیا ہیجان پیدا کر
تو اپنے درد ہی سے درد کا درماں پیدا کر

خمار تلخ کامی وجہ صد آلام ہے غافل
تو اپنے شیشۂ دل میں مئے عرفان پیدا کر

ہوا بیگانگی ہوئی بازار عالم میں ہے اخلاقی
جہاں یہ جنس ہو اچھی کوئی دکان پیدا کر

مہیا ہیں ہزاروں آتیں ترک تعاون میں
مگر اے مدعی اک دوسرا قران پیدا کر

کہیں عائد نہ ہو تجھ پر ہی فتویٰ لاتعاون کا
تللہ ٹوٹوں میں اسطرح عدوان پیدا کر

ادھر تقدیر سیدھی ہو ادھر تدبیر ہو سیدھی
مگر یہ شرط ہے تو مومنوں کی آن پیدا کر

نہ چھوڑو علم کو گو چین میں جانا پڑے تم کو
حدیث مصطفےٰ کی مدرسوں میں شان پیدا کر

جلائے نوخیالوں کو نہ برق خرمن ہستی
حفاظت کے لئے للہ کچھ سامان پیدا کر

عمل فی خیر کرتے ہیں کشت آرزو اپنی
اڑا لیجائے جو ان کو نہ وہ طوفان پیدا کر

اس آنکھیں تری کھل الجوہر ہے حکومت کے
کوئی کرسی سر دربار میری جان پیدا کر

دے مقصود سے کان و اماں بھر دے ترا مالک
کسے یا نفسا نفسا کا پاس و ایمان پیدا کر

رضائے یار پر قربان تا کر لے ہر دم
دل پہ آرزو پر اپنی کروں ارمان پیدا کر

دکھے کے باغ کو شاداب کر اشک ندامت سے
پریشانی کے بسلے دل میں اطمینان پیدا کر

اڑا دے خس و خاشاک کو شعلہ فشاں ہو کر
دل فساق میں ایسی آگ یا رحمٰن پیدا کر

امریکہ میں اشاعت اسلام

جناب مفتی صاحب کی تازہ چٹھی

دواور نومسلم اللہ پاک غفور الرحیم کے فضل سے طبیعت بخیریت ہے۔ اور احباب کرام کیواسطے دعا میں مشغول رہتا ہے۔ جلسہ کیواسطے جو مضمون میں نے بھیجا تھا وہ امید ہے کہ وقت پر پہنچا ہوگا اور دوستوں نے جلسہ میں سنا ہوگا یا اخبار میں پڑھا ہوگا۔ اسکے بعد دو اور عیسائیوں کو اللہ کریم کے فضل سے قبول اسلام کی توفیق ہوئی۔ ایک صاحب کا نام مسٹر رسل تھا۔ اسلامی قلم رسول رکھا گیا۔ اور دوسرے بزرگ کا نام مسٹر ہمن سن ہے۔ انکا اسلامی نام محمد علی تجویز ہوا ✤

ہفتہ وار جلسہ ہر اتوار کو تین بجے عام جلسہ ہوتا ہے۔ جس کا اشتہار پہلے سے روزانہ اخباروں میں کر دیا جاتا ہے۔ ایک اشتہار ایک سا اخبار میں ایک دفعہ کیواسطے دس روپیہ میں شایع ہوتا ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہوتے ہیں:۔ سلسلہ احمدیہ
ہر اتوار کو ۳ بجے مکان نمبر ۳۴۳ ایس اے ویسٹ

میں مفتی محمد صادق صاحب احمدی مشرقی اسلام اور مشرقی مضامین پر لیکچر دیتے ہیں۔ داخلہ بلا ٹکٹ دعوت عام۔ سوالات کی اجازت۔ مضمون آئندہ یک شنبہ۔ اسلامی بائبل القرآن۔

یہاں کے روزانہ اخبار کئی لاکھ روزانہ چھپتے ہیں۔ اور دن میں کئی کئی ایڈیشن چھپتے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کے دن بھر میں ۱۲ ایڈیشن شایع ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر صفحات سب میں وہی ہوتے ہیں۔ صرف خبروں اور تاروں کے صفحات میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

مضامین ۲۱ نومبر کے جلسہ میں صدیقہ انصار (مسز کاربر) نے ایک نظم اور مخلصہ مضمون اسلام اور احمدیت کی تعریف میں لیکچر کے بعد پڑھا۔ یہ مضمون رسالہ ریویو انگریزی میں درج ہونے کے واسطے قادیان بھیجا گیا ہے۔

چند ہفتوں میں مفصلہ ذیل مضامین پر لیکچر ہوئے:
۷ نومبر ۱۹۱۱ء۔ قرآن شریف کی خوبیاں
۱۴ نومبر ۱۹۱۱ء۔ سوانح حضرت احمد نبی اللہ
۲۱ نومبر ۱۹۱۱ء۔ دین اسلام کی خوبیاں
۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء۔ مسلم طریقہ نماز
۵ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ اسلامی بائبل۔ القرآن

دعا کا اثر ۲۸ نومبر کے لیکچر کے بعد جو سوالات ہوئے۔ ان میں سے ایک لیڈی کا سوال یہ تھا کہ کیا آپنے لیکچر کے سامعین کو اپنی کسی دعا میں شامل کیا تھا۔ میں اس کا اثر محسوس کرتی ہوں۔ یہ سچ تھا کہ میں نے قبل جلسہ علیحدگی میں جا کر دعا کی تھی۔ اور اس میں سامعین لیکچر کے واسطے بھی دعا تھی ✤

تبلیغی کارڈ بھیجا گیا اس ملک میں دستور ہے۔ کہ سال نو کی مبارکباد میں کارڈ چھپے ہوئے بھیجتے ہیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے میں نے بھی ایک تبلیغی کارڈ چھپوا کر مشہور آدمیوں کو بھیجا ہے۔ اور کارڈ کے ساتھ کچھ لٹریچر بھی سب کو روانہ کیا گیا ہے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ
۲ دسمبر ۱۹۱۱ء

اخبار احمدیہ

بیعت خلافت بعالیخدمت حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام بعد سلام مسنون نہایت ادب سے گذارش ہے حضور کی آخری ملاقات کے بعد جو سٹیشن بٹالہ پر اس عاجز کو نصیب ہوئی آج تک یہی سوچتا رہا کہ اختلاف دربارہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے کس پہلو کو اختیار کرنا چاہیئے۔ بنا بریں بعض چند مسلمات کی بنا پر پہلے غور طلب یعنی کچھ چند سوالات بلحل طلب پیش کئے۔ جن کا موضوع یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے مرسل من اللہ ہونے والا کیا کوئی قرائن ہیں اور ان کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنا پر المبشرات فی الاسلام بھی ہوئی ہے۔ قرآن کی شخت غلط ثابت کیا اور جیسا کہ ہر ایک اعتراض قرآن کے شخت رد ہوتا جاتا تھا ویسا ہی مسیح موعود کی صداقت کا پرتو میرے دل پر پڑتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ جب ۱۲ سوال وضع کر کے حضور کے حال پر مسیح موعود کی عظمت کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ دل کے پنہاں در پنہاں پیش بھی اس آفتاب صداقت کے ذریعے منور ہو گئے۔ جس سے آپ مجھ پر ایک صداقت کا علم الیقین ہے۔ تعلق محال کے طور پہ کہنے کو تیار ہوں کہ آفتاب نصف النہار کا انکار کرنا ممکن ہے لیکن مسیح موعود کی آفتاب صداقت کا انکار خاکم بدہن پھر جب حضرت مسیح موعود کی تعریف میں آگے بڑھا یعنی چاہا کہ آپ کا دینا کیلئے رحمۃ للعالمین ہونا ثابت کروں تو قرآن کریم کا ہر ایک کلمہ بات بات پر شاہد ہوتا جاتا تھا کہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ وہی زمانہ ہے۔ جو آنحضرت کی بعثت کا تھا یعنی ضلال مبین بلکہ مجموعہ کثرت مذاہب اور کثرت بادہ پرستی اور کثرت بداعمالی کے اس سے بھی زیادہ تاریک تر ہو گویا قرآن کریم دنیا میں از سر نو نازل ہوا ہے اور جس رات سے نازل ہوا۔ وہ آپ کی وحی مبین ہے جس نے قرآن مجید کی حقانیت اور معارف کو از سر نو روشن کیا۔

پھر جو مسئلہ خلافت پر نظر ڈالی۔ تو حضور کی بزرگی و عظمت کا ہر پہلو دل کو کشتی نوح بنا کر دارالامن قادیان میں لے گیا۔ یعنی میرے تئیں آپ کے کمتر سے کمتر خادموں میں تصور کیا۔

عنقریب شرف بارگاہ عالی پا کر وہ باتیں عرض کرونگا جو تار یک تار فاروں کی طرح میری اسد ہا بتیں اور جن کو عبور کرنے کا خیال وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے فوز وحی کی شمع ایمن میرے ہاتھ دیدی تو میں تمام ظلمات اور تاریکیوں کو پھاڑتا ہوا دار السلام میں داخل ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اب آخر حضور کے قیمتی وقت کا پاس ادب کر کے اس سے زیادہ نہیں چاہتا کہ یہ خط ختم ہو کر دوستوں کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۲۱ء

اہلحدیث کا ناپاک الزام

اہلحدیث ۱۷ر دسمبر ۱۹۲۰ء میں امام جماعت احمدیہ کے متعلق یہ افترا پردازی کی گئی تھی۔ کہ آپ نے ایک شخص مرزا محمد جان سمرقندی کو ایک سیالکوٹ کے ذریعہ سے روپیہ دیکر قتل کرنے کے لئے کہا۔ اس کے جواب میں ۳۱ر دسمبر کے "الفضل" میں جب ہم نے اہلحدیث سے مرزا محمد جان کے احمدی ہونے اور امام جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے کا ثبوت مانگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس افترا پردازی کی وجہ بھی پوچھی۔ تو اب ۷ر جنوری ۱۹۲۱ء کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے امام جماعت کو اشتہاری ثابت کرنے کے متعلق تو ہمارے یہ لکھ دینا کافی سمجھا ہے کہ:۔

"اس چیلنج کا جواب دینا تو صاحب حال کا کام ہے"

اور اس ذمہ داری کے متعلق جو اس الزام کو شائع کرنے کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ اور جس سے کئی لاکھ کے واجب الاطاعت امام پر نہایت ناپاک الزام لگا کر جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد کی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ:۔

"اس مضمون کو ہم نے قابل تحقیق لکھا تھا قابل تصدیق نہیں۔ اسلئے خلیفہ قادیان سے بطور سوال اور استفسار کے لکھا تھا کہ میاں محمود جواب دیں کہ کیا صحیح ہے"

اور پھر اپنے سب ذیل الفاظ پیش کرکے کہ یہ ہمیں ایک سیالکوٹی صاحب نے بھیجی ہے۔ جو غرض استفسار درج ذیل ہے۔ یہ لکھا ہے کہ "اس کلام میں استفسار کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ ہم نے اس مراسلت کو نہ تصدیق کرکے لکھا نہ صحیح جان کر۔ بلکہ میاں محمود سے استفہام کیا۔ کہ اس قصے کی اصلیت کیا ہے"

لیکن ہر ایک سمجھدار شخص جانتا ہے کہ کسی الزام اور پھر قتل کے سے خطرناک الزام کی تحقیق کرنے کا یہ طریق نہیں ہے کہ اسے اخبار میں شائع کرکے ہزارہا لوگوں میں پھیلا دیا جائے۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس خبر کا لانیوالا کون ہے۔ اور کیسے پایہ کا ہے۔ پھر اس کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ اگر اسکے بیان میں کوئی حقیقت معلوم ہوتی ہو۔ تو پھر جس شخص پر الزام لگایا گیا ہے اس سے دریافت کر لیا جائے۔ اب جبکہ مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام جماعت احمدیہ سے استفسار کیا ہے۔ اگر ان کی غرض حق جو کہ تھی۔ تو پھر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کہ اس خبر کو کس طرح شروع کیا جاتا ہے وہ اس وقت تک پہنچی ہے یا نہیں۔ اور پھر بھی وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور اس تحقیق کے بعد اگر کوئی شک پیدا ہوتا تھا تو کیوں اسے امام جماعت احمدیہ سے اس کے متعلق دریافت نہ کیا۔ اور جھٹ اخبار میں شائع کر دیا۔ اس کا فرض تھا کہ جب وہ ایک الزام کو تحقیق طلب سمجھتے ہیں۔ تو پہلے اس کی تحقیق کر لیتے۔ اور پھر اخبار میں درج کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اخبار میں شائع کر دیئے۔ کہ تحقیق کے طور پر شائع کیا گیا۔ حالانکہ تحقیق کے لئے اخبار میں شائع کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ تحقیق کا تعلق سوائے امام جماعت احمدیہ کے اہلحدیث کے پڑھنے والوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ذرہ بھی نہیں تھا۔ اور امام جماعت احمدیہ سے اس کے متعلق استفسار کرنے کے ایسے طریق موجود تھے۔ جن سے کام لیتے ہوئے غیر متعلق لوگوں تک اس بات کو پہنچانے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے کسی ایسے طریق سے ہرگز کام نہیں لیا۔ اور جھٹ اس ناپاک الزام کو اپنے اخبار میں درج کرکے مشہور کر دیا۔ اگر وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے اسکے متعلق دریافت کرتے۔ اور انہیں کوئی جواب ملتا۔ یا ایسا جواب ملتا۔ جو ان کی تسلی کا موجب نہ ہوتا۔ تو پھر ان کا حق تھا کہ اس کو اپنے اخبار میں جگہ دیتے۔ لیکن موجودہ صورت میں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کی اصل غرض افترا پردازی کی اشاعت سے صرف یہی تھی کہ کئی لاکھ کی معزز جماعت کے واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے خلاف عوام میں ناپاک خیالات پیدا کریں۔ اور استفسار و تحقیق غرض بتانا محض ایک ایسا بہانہ ہے۔ جو بالکل بیہودہ اور یہودہ ہے اور ان کے سے کیرکٹر والے لوگ اس بہانہ کو ہمیشہ سے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔

پھر ہم کہتے ہیں۔ اگر اخبار میں شائع کرنے کی غرض تحقیق اور استفسار ہی تھی۔ تو کیا مولوی ثناء اللہ نے وہ پرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے پاس براہ راست بھیجا۔ تاکہ آپ اس کا جواب دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پاس اس پرچہ کا بھیجنا تو الگ رہا۔ ہمارے دفتر میں بھی جہاں تبادلہ میں باقاعدہ اہلحدیث آیا کرتا ہے۔ بعد از وقت رسالہ کیا۔ اور ہمیں بھی دوسری جگہ سے یہ پرچہ لیکر پڑھنا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس الزام کو شائع کرنے کی غرض تحقیق اور استفسار بتانا محض بہانہ ہے۔ اصلی غرض صرف یہ تھی۔ کہ یہ افترا لوگوں میں پھیلا دیا جائے۔ اور جو جواب ہماری طرف سے دیا جاویگا۔ جو نکہ وہ اہلحدیث کے خریداروں تک تو پہنچے گا نہیں۔ اسلئے لوگوں میں یہ خیال رائج و جاویگا۔ کہ واقعی مولوی ثناء اللہ صاحب کے قتل کے متعلق امام جماعت احمدیہ نے کوئی سازش کی تھی۔ کیا ہی عجیب بات ہے کہ اس افترا پردازی کو شائع کرنے کی غرض تو مولوی ثناء اللہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ سے اسکے متعلق تحقیق کرانا منظور تھا۔ لیکن اخبار کو شائع کرکے ادھر تو پھیلا دیا جاتا ہے۔ مگر آپ کو اطلاع تک نہیں دی جاتی۔ اور پرچہ کی شکل تک نہیں دکھائی جاتی ہے۔ اس صورت میں کون شخص ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ کی اس بات پر اعتبار کرکے کہ انہوں نے اس گندے الزام کو تحقیق اور استفسار کے طور پر شائع کیا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے وہ پرچہ حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس بذریعہ رجسٹری پہنچایا جاتا نہ کہ دوسرے لوگوں میں تو اسے شائع کر دیا جاتا۔ اور آپ کو اس کی خبر بھی نہ پہنچائی جاتی۔

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ جبکہ مولوی ثناء اللہ نے اس الزام کو شائع کرتے ہوئے اس کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ:۔

"اس قسم کی باتیں عموماً راز میں ہوا کرتی ہیں"

تو پھر انہوں نے بس عقل و فکر کے ذریعہ یہ خیال کیا کہ ایسی راز کی بات کے متعلق اخبار میں استفسار کرنے سے انہیں جواب مل جائیگا۔ رازداری کی باتوں کے متعلق اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو ہے۔ تو رازدارانہ طریق سے ہی پوچھنا ہے۔ اور رازدارانہ رنگ میں ہی اُسے بنایا جاتا ہے نہ کہ ایسے امور کے متعلق اخباروں میں استفسار شائع کئے جاتے ہیں۔

پس اس الزام کو رازدارانہ بات سمجھ کر انہوں نے اس کا ذکر کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس کی غرض تحقیق یا استفسار کرنا نہیں تھی۔ بلکہ اس راز کو افشاء کرنا تھی۔ اور شائع کرنا ہی اس رازافشائی کو بڑا کارنامہ سمجھ رہا تھا۔ اب اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ:۔

"ہم نے اس سراسمہ کو نہ تصدیق کی کے لکھا نہ سمجھ جان کر"

بالکل بے ہودہ بات ہے۔ اگر فی الواقعہ انہوں نے اس کو صحیح جان کر نہیں شائع کیا تھا تو کیوں اس رازدارانہ بات کی تحقیق انہوں نے راز میں ہی نہ کی۔ اور کیوں اسے عوام تک پہنچا دیا۔ ان سب اُمور پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس الزام کو عوام میں پھیلانے اور شہرت دینے کی غرض سے شائع کیا گیا تھا اور گو مولوی ثناء اللہ صاحب غالباً خود بھی جانتے تھے۔ کہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔ مگر ایسا طریق اختیار کیا گیا۔ جس سے لوگ یہ خیال کریں کہ یہ خبر واقعہ میں کچھ حقیقت رکھتی ہے۔

اگرچہ مولوی ثناء اللہ نے ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء کے اہلحدیث میں اس جھوٹے الزام کو شائع کرنے کی ذمہ واری سے بچنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن جہاں انہوں نے یہ سب کوشش فضول ہے۔ وہاں اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ الزام غلط نہیں ہے۔ بلکہ درست ہے چنانچہ اپنے مضمون کے اخیر میں سب ذیل نوٹ لکھتے ہیں:۔

"سید احمد قنوجی توجہ کرکے مرزا احمد جان سے ان کی سابقہ مرزائیت کا ثبوت دلا دیں۔ ورنہ ان کی روایت بے ثبوت رہیگی"

یہاں مولوی ثناء اللہ نے یہ نہیں لکھا کہ اگر سید احمد قنوجی نے احمد جان کی سابقہ مرزائیت کا ثبوت نہ دیا۔ تو اس کی روایت جھوٹی ثابت ہوگی۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ "ان کی روایت بے ثبوت رہیگی"۔ گویا بات تو ٹھیک ہے۔ گو اس کا ثبوت مہیا نہیں ہو سکتا۔

کیا اس قسم کے الفاظ کی موجودگی میں بھی مولوی ثناء اللہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں پر اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کرتا چاہتے۔ کہ یہ روایت درست ہے۔ اور کیا وہ اس کی ذمہ واری سے بری ہو سکتے ہیں۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے اس الزام کو ایسے طریق پر شائع کیا ہے۔ جس سے لوگوں پر یہ اثر ہو۔ کہ یہ روایت درست ہے۔ اور عام جماعت احمدیہ کے خلاف ناپاک خیال پیدا کرنے کے لئے شائع کیا ہے اسکے سوا اس کی اور کوئی غرض نہ تھی۔ اور ان حالات میں جبکہ وہ اسکے خلاف ثبوت نہ پہنچا سکے۔ ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں کہ اس افترا پردازی میں وہ خود بھی شامل ہیں۔ اور وہ قابل مذمت ہیں کیا ان کو یہ حدیث بھلا دی گئی ہے۔ کہ

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اسقدر ہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے دوسروں کو سنا دے۔ پھر جو شخص زبانی بیان کرنے والے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فتویٰ ہے۔ تو اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو ایسے خطرناک الزام کو اخبار میں شائع کرتا ہے۔

کلمہ میں رسول کریم کے نام کی شمولیت

اخبار پرکاش لاہور ۱۷ جنوری میں مہاراجہ کپورتھلہ کو اسلام کی "دعوت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ مہاراج نے اسلام کی دعوت دینے پر جو سوال کئے ان میں سے سب سے بڑا زبردست سوال یہ تھا کہ:

"اگر محمد کو انسان کہتے ہو تو میں مانتا ہوں بیشک انسان تھے اور بڑے عقل مند اور مدبر شخص تھے لیکن مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان کو خدا بنا کے بٹھایا ہوا ہے"

اس کی تردید پرکاش لکھتا ہے:

"اس میں شک نہیں کہ اسلام اصول طور پر تو حضرت محمد کو انسان کا درجہ دیتا ہے۔ لیکن عملی طور پر اصلی اسلام نے خدا کا درجہ رکھا ہے۔ اسلام کے کلمہ میں خدا کے ساتھ حضرت کا نام شامل ہے کوئی انسان توحید پرست نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ وہ حضرت کو خدا کا رسول تسلیم نہ کرے۔ یہ سچا اور درست ہے۔ کہ اسلام اصولی طور پر آنحضرت کو انسان مانتا ہے۔ بلکہ فروعی طور پر بھی۔ مگر یہ غلط اور سراسر غلط ہے۔ کہ عملی طور پر مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا شریک سمجھتے ہیں۔ پرکاش نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کلمہ شہادت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا شامل ہونا بتایا ہے۔ لیکن یہ اسکی جہالت اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ کلمہ کے معنی جانتا۔ تو ہرگز ایسی بے ہودہ بات نہ لکھتا۔ کیونکہ کلمہ سراسر اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی الٰہی صفت منسوب نہیں کی گئی۔ جس سے آپ کا خدائی ظاہر ہوتی ہو۔ بلکہ کلمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ "الٰہ" یعنی معبود جس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ صرف ایک ہی ہے۔ اور "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم اوجود اپنے بے مثل کمالات ذاتیہ و صفاتیہ و اضافیہ کے محض "عبدہٗ" ہی کے بندے ہیں۔ اب ہر ایک شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہے۔ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ میں رسول اللہ کو خدا یا خدا کا شریک نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ نہایت ہی واضح طریق سے اس غلطی کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر دیا گیا ہے۔ کہ کوئی آپ کو اسی طرح معبود نہ قرار دے لے۔ جس طرح اور کئی انسانوں کو بعد میں آنیوالوں نے قرار دے لیا۔ کیونکہ خدا کے ایک ہونے اور رسول کریم کے خدا کا بندہ ہونے کا اقرار ہر ایک مومن کے لئے ضروری رکھا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ جو خدا کو ایک مانتا ہے اور رسول کریم کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے وہ ہرگز اس جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا کہ رسول کریم کو خدا یا خدا کے بیٹے کا درجہ دے کیونکہ اللہ اور بندے کا فرق ظاہر و باہر ہے۔

ان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں عبودیت کے ساتھ ایک اور صفت ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ اور جس طرح کوئی بھی رسول بھیجے ہوئے کو اصل خدا نہیں دے دیتا۔ اسی طرح وہ شخص جو ایک انسان کو خدا کا بھیجا ہوا یعنی رسول مانتا ہے وہ بھی اس رسول کو خدا نہیں سمجھ سکتا۔ اور اسکے متعلق یہ کہنا کہ وہ چونکہ ایک شخص کو خدا کا رسول مانتا ہے اسلئے وہ اسے خدا یا خدا کا شریک سمجھتا ہے۔ سخت نادانی ہے۔ باقی رہا یہ کہ جب تک رسول کریم کی رسالت پر کوئی ایمان نہ لائے۔ اسوقت تک توحید پرست نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ خدا کے حسن و جمال قوت و شوکت

کلام الامام

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے خطبہ نکاح پر حضور نے بعد تلاوت آیات قرآنیہ فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی حجتیں اتنا وسیع حلقہ رکھتی ہیں (بلکہ ان کو حلقہ نہیں کہنا چاہیئے کہ حلقہ حد پر دلالت کرتا ہے) کہ کوئی انسان ان کی حد بندی نہیں کر سکتا۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کی فضل کسی بندے پر ہوتا ہے۔ جب کبھی خدائی حسنوں سے انسان انکار نہیں کرتا۔ خدا اس سلسلہ کو بند نہیں کرتا۔ اسکے انعامات پر اگر نظر کی جائے۔ تو حیرت آتی ہے۔ کہاں کہاں ذرائع سے مدد کرتا ہے۔ انسانی مدد میں انسانی قصر تیں محدود ہیں بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں لوگوں پر خوش ہوتے ہیں لیکن ان کی خوشی کی عملی خیر لوگوں کو نہیں پہنچتی۔ انعامات ایسے محدود ہوتے ہیں اور دنیا کی ایسے خراب کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا فرقوں میں لوگ شامل ہوئے۔ خوشامدیں کیں۔ قربانیاں میں بچا کیا نتیجہ نکلا۔ ہزاروں لاکھوں انسان جو مر گئے گورنمنٹ جانیہ ان کو کیا انعام دے سکتی ہے۔ بہت بڑی قدردانی کی تمغہ منظور کیا۔ مرنے والا مر گیا۔ اب یہ تمغہ اسکے کس کام۔ مگر جو خدا کے ہو جاتے ہیں۔ ان کے اوپر جو خدا کی رحمتیں ہوتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلتی ہیں۔ اور کوئی حد بندی ان کی نہیں ہوتی:۔

ان کہنا ہے کہ محدود اعمال کے نتائج غیر محدود کیوں ہوں حالانکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ محدود کے نتائج غیر محدود نہیں بلکہ غیر محدود ہستی کی طرف سے غیر محدود انعام ملتے ہیں۔ محض انسان کو دیکھتا ہے۔ دینے والے کو نہیں دیکھتا۔ دو آدمیوں کا معاملہ ہو۔ تو بڑے کی جانب نظر کی جاتی ہے۔ پس جب خدا اور بندے کا معاملہ پیش ہو تو نادان یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ بندے کے ساتھ معاملہ کرنیوالا خدا ہے۔ وہ خود بھی غیر محدود اسکے انعامات بھی غیر محدود۔ کوئی نعمت ایسی نہیں۔ جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہو کہ ہم یہ نہیں دیں گے۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے ایسی تقسیم اور حد ہوتی ہے۔ مگر خدا کی طرف سے کوئی حد نہیں۔ صرف یہ ہے کہ ان قابلیت اور اہلیت دیکھو

بادشاہت کی ضرورت ہے۔ بادشاہت دیگا۔ اگر علم کی ضرورت ہے علم دیگا۔ اگر غیب کی ضرورت ہے تو اسے بھی اس موقعہ پر حوالہ کر دیتا ہے۔ جتنے غیب کی ضرورت پیش آئے۔ اتنا اس وقت دے دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں سب نبی موجود ہیں حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کتنے لوگوں نے مخالفت کی۔ مگر مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا۔ حضور کی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی۔ عالم مقابل پر کھڑے ہوئے۔ اور حضرت صاحب کو جاہل کہا۔ خدا نے فرمایا اگر یہ جاہل ہے تو تم اسے اپنے خزانے سے علم دیتے ہیں اب آؤ اور مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضور نے اعلام پر اعلام مقرر کے کتابیں لکھیں۔ اور تحدی کی کہ ان کی مثل لاؤ مگر ان مدعیان علم سے کوئی مقابلہ پر نہ آ سکا۔

کچھ عرصہ ہوا۔ جہاں گرداں ایبٹ آباد میں نے اسے پوچھا کہ مشاہدہ بڑی چیز ہے یا قیاسی بات۔ کہنے لگا۔ مشاہدہ۔ ایبٹ نے کہا۔ معجزات پر آپ کو شک ہے۔ اگر ان کا مشاہدہ آپ کو ہو جائے۔ تو پھر آپ کو ماننا پڑیگا۔ اسپنسر کہنے لگا۔ کیا قرآن میں کچھ ہے۔ اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے کہ یہ کہا ہوا پورا ہوتا ہے۔ تو ان کا معجزہ ہے۔ کہ اسکے مقابلہ میں کوئی کلام نہیں لا سکتا۔ یہ معجزہ اس زمانے میں بھی دکھایا گیا چنانچہ اسی بات پر مسیح موعود نے دعوے کیا۔ اور اعلام پر اعلام شائع کر کے اپنی کتاب کی مثل لانے کا چیلنج دیا۔ چنانچہ وہ کتابیں اب بھی لاجواب پڑی ہیں۔ آپ کو بھی عربی دانی کا دعویٰ ہے۔ آپ بھی ہمت کریں۔ یہ ایک خزانہ تھا۔ کون ان خزانوں کی حد بندی کر سکتا ہے۔ کیا کسی بندے کا کوئی بادشاہ یہ علم دے سکتا ہے وہ تو اپنے لئے بھی نہیں لا سکتا۔ بادشاہ جرنیلوں کو بھیجتے ہیں۔ اور وہ میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں لیکن خدا اپنے بندے کو بھیجتا ہے اور ساتھ ہی اعلان فرماتا ہے کہ بچایا جائیگا۔ پھر وہ بندہ باوجود معاندین کی سخت مخالفتوں اور کوششوں کے ان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے:۔

مولوی عماد الدین صاحب ہماری جماعت کے نہایت جوشیلے اور مبلغ ممبر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے میں مولویوں کا مداح تھا۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی سے تعلق تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور عبدالرحمن مسیاح امرتسری باتیں کر رہے تھے کہ مرزا صاحب کو چیلنج کرنے کی کیا تجویز ہو۔ عبدالرحمن نے کہا میں بتاتا ہوں۔ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ میں مباحثہ نہیں کرونگا اب انہیں مباحثہ کا چیلنج دیدو۔ اگر تو وہ تیار ہو گئے۔ تو انہیں ان کا قول یاد دلا کر نادم کیا جائے۔ کہ ہم پبلک میں یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے قول کا پاس نہیں۔ اور اگر مباحثہ سے انکار کیا تو ہم اعلان کرینگے کہ دیکھو ہمارے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں۔ میں (عماد الدین نے) کہا۔ مجھ کو تو میں نہیں جانے دیتا۔ میں آتا ہوں۔ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ سپرد کہنے لگے۔ تمہیں کیا معلوم۔ ہم یہ سب تدبیریں کر چکے ہیں۔ کوئی بات ایسی نہیں رہی۔ یہ سنتے ہی مولوی عماد الدین کہتے ہیں کہ میرے دل پر خدا (یا رسول کی) صداقت کا اثر ہو گیا۔ کون دنیا کا بادشاہ ہے جو اس کی نسبت تو کیا اپنی نسبت بھی اتنی جرأت کے ساتھ اعلان کر سکے کہ میں بچایا جاؤنگا۔ مگر خدا اپنے بندے کی زبان سے لوگوں کو چیلنج دیتا ہے۔ کہ تم فلاں فلاں اور پھر اکٹھے میرے خلاف منصوبہ بازی کرو۔ میرے گورنمنٹ لوگ بھی میرے خلاف ہو جائیں۔ سب سے بچایا جاؤنگا۔ واللہ یعصمک من الناس (اور اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا) الناس میں سب ہی شامل ہیں۔ اپنے بیگانے گھر کے لوگ۔ گھر کے باہر کے لوگ۔

غرض خدا کی نعمتوں کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ دیکھو انسان کی نابکار یہ بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کی باتیں مانی جائیں اور مقبولیت حاصل ہو۔ مگر یہ کوئی انسان دنیا میں اپنے زور و قوت سے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ظاہری جسم پر قبضہ ہو گا۔ مگر دلوں پر قبضہ نہیں ہو سکتا۔ پس خدا اپنے رسول کو اس انعام سے بھی ممتاز کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔

یہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا۔

کئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو دنیا کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ مگر رسم و رواج کے خلاف ہوتی ہیں۔ اسلئے پہلے انکار ہوتا ہے۔ لیکن آخر لوگ مان جاتے ہیں۔ مثلاً سر سید احمد خان نے کہا کہ انگریزی پڑھنی چاہیئے۔ ابتداء میں بے شک بعض لوگوں نے مخالفت کی۔ لیکن یہ وہ بات تھی جس کی نافعیت زمانے کے حالات نے بتا دی۔ جب ہمارے لوگوں نے دیکھا کہ ہمارے ہمعصر انگریزی پڑھ کر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ملازمت بھی بغیر انگریزی پڑھے کے نہیں مل سکتی تو آخر سر سید کی بات مان لی۔

اب یہ کوئی بات ہوئی۔ معجزہ نہیں۔ ہاں نہیں۔ یہ کوئی ایسی بات ہے جو ہر زیادہ سے زیادہ ایجاد کر سکتا ہے۔ جس نے دنیا کے حالات پہلے پڑھ لیا۔ خدا کی طرف سے وہ بات پھیلا دی جائے گی۔ جو لوگوں کے خیالات اور رسم و رواج کے خلاف ہو۔ وہ جب تک کے لئے لوگ نہ مانیں۔ اور خدا کے حالات کے مطابق ہوں۔ حضرت مسیح (علیہ السلام) نے فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تک کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے نشان بھی قائم نہ تھے۔ اور وہ دوسرے مذاہب والوں نے پہلے ہی کا سلسلہ بند کر چکے تھے۔ پھر پولوس کا یہ دعویٰ کہ نبوت نے پائی کر شیطان کے ساتھ لڑائی کی۔ اور اس کے الہام کی جو جھوٹی آزادی تھیں اور خواب دیکھے۔ سب کو بیان کیا۔ کہ بعض لوگوں کو خواب کے ذریعہ سے دکھایا۔ یا جو ان خیالات کے حضرت صاحب نے تائید کر دیا۔ کہ الہام و رؤیا کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ دماغی خیالات سے بالاتر ہے۔ عوض ماموریں آتی دنیا پھر چلے۔ اس کے مقابل چلتے ہیں۔ وہ مخالف ہوتا ہے حضرت صاحب کا بڑا کام نہیں۔ بلکہ مسیحیت سے ہوا مخالف تھا جو آپ نے کئی لاکھ کی جماعت سے سوائے بعض رفقاء کے کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے کونسا بڑا کام کیا۔ وفات مسیح تو سرسید بھی مانتا تھا۔ اور اس کے ہمنواؤں کی بہت سی تعداد مانتی ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ وفات مسیح تو آپ کی راہ میں رہبانی ہوگی تھی۔ مسیحیت منوانا بڑا کام تھا۔ اور آنحضرت کے بعد نبوت کا اجرا جو آپ نے کیا ہے۔

الغرض خدا تعالےٰ کی رحمتیں بہت وسیع ہوتی ہیں اس کے انعامات کی کوئی حد نہیں۔ اس لئے تمام کاموں میں انسانوں کی نظر خدا پر ہی پڑنی چاہیئے۔ کیونکہ سب چیزیں زوال پذیر ہیں۔ مگر خدا کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بعض لوگوں کو اپنے علم پر غرور ہوتا ہے۔ بعض کو دولت پر۔ مگر کیا معلوم کہ شام کو ایک شخص دولتمند سوئے اور صبح غریب اٹھے۔ ابھی ایک عالم فاضل مختصر سا تقریر کرتا ہو۔ اور دوسرے روز پاگل ہو جائے۔ ۱۹۱۸ء میں میں نے ایک رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک بڑا شخص ہے جس کی شکل مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سے ملتی جلتی ہے۔ اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایسس حملہ کرتا ہے۔ میں بار بار لاحول پڑھتا ہوں۔ وہ رکتا نہیں۔ آخر اعوذ پڑھا۔ تو وہ دور ہوا۔ سو اس وقت کس کو معلوم تھا کہ سید محمد احسن کی یہ حالت ہو جائیگی۔ غرض علم وغیرہ ایک دم جاتے رہتے ہیں۔ البتہ اللہ پر جن کی نظر ہو۔ ان کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ دیکھو ہزاروں ہی گنہ ہے میں کوئی ان میں سے مضبوط الحواس نہیں ہوا۔ کہ سکتا کہ اس کو بھولے گا۔ خدا کے خزانے سے ملا اور وہ ہر وقت خدا کے خزانے سے حصہ پاتے تھے۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ ہر ایک چیز میں برکت ہو سکتی ہے۔ کہ خدا پر نظر ہو۔ یہی ایک چیز ہے محفوظ رکھنے والی ہے۔

تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہیں۔ آپ نے ہر کام سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا ہے اور آخر میں الحمد للہ تا اول و آخر خدا پر نظر ہے۔ دنیا میں سب سے خوف کرنے والی دو چیزیں ہیں۔ ایک قوی کا زور و شہوت۔ دوم نفس۔ دونوں موقعہ پر رسول اللہ نے تعلیم دی۔ کہ خدا کا نام لو۔ اور اس سے طاقت و مقابلہ چاہو۔

یہی شادی و بیاہ کا معاملہ ہے۔ اب کس کو انجام کیا معلوم۔ ممکن ہے۔ انسان جسے رحمت سمجھتا ہو۔ وہ زحمت ہو جائے۔ جسے نعمت سمجھا۔ کیا وہ نقمت بن جائے۔ اس موقعہ پر بھی یہی تعلیم دی کہ خدا پر نظر رکھو۔ اور اسی کی حمد کرتے ہوئے اس سے استقامت و استعانہ چاہو اور اے لوگو تقویٰ کرو۔ کس کا؟ رب کا کیوں؟ وہ ربوبیت کرنے والا ہے۔ رب بھی تمہارا رب جس نے تم کو بھی پیدا کیا۔ اور تمہارے بڑوں کو بھی۔ اور پھر آئندہ بھی وہی خالق ہے۔ نکاح میں تین باتیں ہیں۔

(۱) تمہاری قوتیں اس قابل ہوں کہ نکاح کرو۔ اور اس خاص عورت سے نباہ کر لو۔

(۲) بیوی کی قوتیں نکاح کے قابل ہیں۔ اور وہ تمہارے ساتھ نباہ کر سکتی ہے۔

(۳) دونوں کے ملاپ سے جو نتیجہ نکلے گا۔ وہ بابرکت ہوگا۔

اب یہ تین چیزیں کس کو معلوم ہے۔ کہ اس وقت کیا نتیجہ نکلے گا۔ انسان سمجھتا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ دیکھ بھال لیا ہے۔ مگر نتیجہ کچھ اور نکل آتا ہے۔ بعض اوقات دوسرے کی نسبت خدا بھی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات خود اپنی نسبت یعنی انسان سے ایک کو دوسرا ملا نہیں سکتا ہے اور دراصل نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں اور کر کچھ بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح بعض عورتیں ہوتی ہیں۔ شکل بھی ہے سلیقہ بھی ہے۔ مگر نکاح کے بعد ناموافق ہو جاتی ہیں یا کوئی اور نقص نمایاں ہو جاتا ہے۔ یا آپس میں طبائع نہیں ملتیں۔

اور بعض وقت یوں ہوتا ہے۔ کہ میاں بیوی کا معاشقہ اور بیوی میاں پر فریفتہ۔ مگر اولاد خراب ہو جاتی ہے۔ پس کامیاب ازدواج سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ خدا ہی سے مدد چاہی جائے۔ اور اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اسی کے ارادے پر نظر ہو۔ سب نقصوں کو دور کرے۔ اور نیک نتیجہ نکالے اسی لئے ان آیات میں ہر تعلیم دی۔ کہ جن باتوں کی نسبت تمہیں خدشہ ہو سکتا ہے۔ وہ تینوں خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اس نے تمہیں بھی پیدا کیا۔ (خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا) اور پھر اولاد کو (وبث منہما رجالا کثیرا ونساء) پس اسی خالق کے سامنے جھکو۔ وہی سب کام تمہارے بنا دیگا یہ نہایت اعلےٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ملی۔

یہ آیات بظاہر کس قدر مختصر ہیں۔ مگر ان میں وہ خزانے مخفی ہیں۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ جب میں خطبہ نکاح کیلئے کھڑا ہوں۔ تب یہ آیات سوجھتی ہے۔ اگر کوئی غور کرنیوالا ہو۔ تو یہی معجزہ اسلام کی سچائی کیلئے زبردست ثبوت ہے تین آیتیں رسول کریم نے تجویز فرمائی۔ اور ان تین آیتوں کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔

اسکے بعد حضور نے ایجاب و قبول کرایا۔ (الحکم)

افضل اعلےٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر

افضل کا موجودہ کاغذ بعض احباب کو پسند نہیں۔ مگر اخراجات کی کمی زیادتی کی وجہ سے مجبوری ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ چھ روپے کا کاغذ لگایا جائے۔ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر افضل چھاپا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ خریدار دوگنے ہو جائیں۔ فی الحال تو جو خریدار ہیں ان کی آمد خرچ سے (جو نہایت کفایت کیا جاتا ہے)

نامۂ صادق از امریکہ

[illegible] صادق صاحب نے جو نیل مضمون سلسلہ میں شائع کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ ۲۰ دسمبر تک نہ آ سکا۔ (ایڈیٹر)

خلافت نمود میں صبح کبھی غروب نہیں ہوتا

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دیر کا آنا اللہ پاک کی خاص مراد ہے کہ اس نے مجھے اور میری فیملی کو امریکہ میں رہنے اور زندگی بسر کرنے کا تیسرا سال دیا۔ آج میں دو تین لیکچر دیا ہوں اور بال بچوں سے اتنا دور ہوں کہ اگر موت آپ صاحبان پر وارد ہو جائے تو میں شاید کبھی نہ دیکھ سکوں اور اگر آپ پر وارد ہو جائے۔ تو میں [illegible] ہوں۔ جبکہ سید عبدالرحمٰن علیہ السلام و برکاتہ [illegible] تبلیغ اسلام پر بھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ اگر مسلمانوں کے مبلغین دنیا کے [illegible] پر تبلیغ کرتے ہیں اور جب ہر ایک کے مبلغین اپنا کام ختم کرتے ہیں تب مشرق کے مبلغین لیکچروں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کبھی نہ غروب ہونیوالا سورج بآواز بلند خلافت نمود کی تصدیق کر رہا ہے۔ صداقت کی اشاعت کیواسطے کس کا صادق مغرب پر چمک رہا ہے۔ سوچو اور غور کرو۔ کیا یہ آیتیں کے لئے بہت

والدہ مرحومہ کو یکدفعہ فرمایا کہ ماں کو بیٹا بہت پیارا ہوتا ہے۔ مگر پیارا وہ ہے جو صادق ہے تم کو پیارا ہے۔ اس سے بڑھ کر مجھے پیارا ہے" اللہ اکبر۔ کیا حسن اخلاق کا کمال نمونہ تھا۔ جس کی نظیر انسانوں میں ملنی مشکل ہے۔ یہ تھا وہ اعلیٰ نمونہ۔ ایسی اخلاق کا ظہور اسکے وجود سے تھا۔

میں کیا لکھنے لگا تھا۔ اور ذکر کہاں سے کہاں میں آ گیا۔ میرا مطلب اس ذکر سے صرف یہ ہے کہ مسیح موعود کی پاک صحبتوں کے بعد کسی دنیوی لذت کی کوئی قدر مجھے نہیں رہی۔ آرام یا تکلیف میں باقی کے دن جیسے بھی ہیں گذر جائینگے۔ ان حالات کا ذکر صرف احباب کے تجربہ اور فکر کے بڑھانے کے واسطے ہے۔

امریکہ کا سفر جہاز کی سواری بالخصوص ایسے ایام میں [redacted] کے واسطے ایک مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ [redacted] مجھے جہاز ایسا ملا جس نے بعض سرکاری ضرورتوں کی خاطر ادھر ادھر کے بندرگاہوں میں اتنے چکر لگائے کہ پانچ روز کا سفر اکیس روز میں طے ہوا۔ ہوا تیز تھی۔ اسواسطے جہاز کی حرکت سے سر کا چکرانا۔ جی متلانا۔ قے ہونا اور کئی قسم کی تکالیف ہوئیں۔ کئی دن بستر سے سر اٹھانا مشکل ہو گیا اول تو کچھ کھانے کی خواہش نہ ہوتی۔ اور جو کچھ تھوڑا بہت کھایا جاتا۔ وہ بھی پیٹ میں لیٹے۔ اس سے بڑھ کر دوسری تکلیف [redacted] تھا۔ اس میں سے گوشت اور [redacted] یا شوربا وغیرہ سب چھوڑنی پڑیں۔ کیونکہ وہ مشکوک تھیں۔

احمدیہ جہاز ان سب حالات کو دیکھ کر اور پھر اسکے ساتھ بیماری کی تکالیف کو پا کر مجھے بارہا خیال آیا کہ ہمیں ایک اپنا احمدیہ جہاز بنانا چاہیئے جو ہمارے مشنریوں کو مختصر عرصہ میں امریکہ میں پہنچائے۔ اور احمدیوں کو حج کے واسطے بھی لے جائے۔ اور حسب گنجائش احمدیوں کے علاوہ دوسرے مسافر بھی لے جاویں۔ یہ جہاز بڑے سائز کا ہونا چاہیئے تاکہ اس میں جنبش کم ہو۔ اور آج تک جس قدر ترقیات جہاز سازی میں ہو چکی ہیں۔ وہ سب اس میں شامل ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں کہ ایسا جہاز تیار ہو جائے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام جب سے کہ عاجز انگلستان سے جہاز پر سوار ہوا ہے۔ اسوقت تک چالیس مرد و زن دین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور ان کے علاوہ [redacted] سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو اصلی عیسائیت سے سلام کر چکے ہیں۔ ان کو براہ راست احمدی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے مسلمان۔ اور پھر کسی دوسرے زمانہ میں احمدی۔ ایسا ہی جو اصحاب یہودیت سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کو بھی براہ راست احمدی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے عیسائی۔ پھر مسلمان اور پھر احمدی۔ ان نومسلموں میں سے مندرجہ ذیل اصحاب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

(۱) مسٹر راخ فورڈ۔ یہ صاحب میرے زمانہ رو کاوٹ میں کنارہ سمندر پر ملے تھے۔ کتاب ٹیچنگز آف اسلام پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ اور اسقدر شوق اسلام کا ان کو ہو گیا تھا کہ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ جس شہر میں عاجز تبلیغ کا کام کریگا۔ اسی میں وہ اپنا کاروبار کرینگے۔ اور مجھ کو تبلیغ میں مدد دینگے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض قانونی پیچیدگیوں کے سبب انہیں داخلہ ملک کی اجازت نہ ہوئی۔ مگر ان کے خطوط برابر آتے ہیں۔ اور اب تک ان کی خواہش ہے۔ کہ جب ان کو موقعہ ملیگا۔ اپنے آپ کو اشاعت اسلام کے کام کے واسطے وقف کر دینگے۔

(۲) مسز سوبلیوسکی۔ جس کا اسلامی نام فاطمہ مصطفےٰ عاجز نے اپنی ایک خواب کو پورا کرنے کے واسطے رکھا۔ یہ خاتون اپنی محنت کی کمائی میں سے ہفتہ وار چندہ دیتی ہے۔ اس ملک میں تنخواہیں ہفتہ وار ملتی ہیں۔ ساری نماز عربی میں یاد کر چکی ہے۔ اور باقاعدہ نماز پڑھتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں دو دفعہ پانچ پانچ ڈالر روانہ کر چکی ہے۔ اور حضور کی ایک خواب کے پورا ہونے میں وہ تذبذب بھی شامل تھا۔ یہ بیمار ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس کی شفا کیلئے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ امید ہے۔ اللہ تعالیٰ

لہ جلد میں ملا کی گئی۔

کچھ ہی کی سنتے ہی اور اسکو فوری شفا حاصل ہو۔ ہوشیاری

(۳) مسٹر جیمز صادق۔ یہ نوجوان کچھ عرصہ انگلش کلاس میں پڑھتے رہے۔ ریسٹارانٹ میں ملازم ہیں فرصت کے اوقات میں ہر روز کچھ نہ کچھ خدمت دین کرتے ہیں۔ اور ہر اتوار کے دن جلسہ کا انتظام سب ان کے سپرد ہوتا ہے۔ شوق کے پیچھے عربی اور اردو زبان سیکھ رہے ہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا خود مطالعہ کر سکیں۔

(۴) میڈم صدیقۃ النساء۔ یہ معزز خاتون نماز کا کچھ حصہ یاد کر چکی ہے۔ جو حصہ مکان کاروبار سلسلہ کے واسطے لیا گیا ہے۔ اس کی تمام سجاوٹ اس نے اپنے ہاتھ سے کی ہے۔ اور گلہے تائید اسلام میں لیکچر بھی دیتی ہے۔

(۵) مسٹر موزز جانسن (اسلامی نام موسیٰ) یہ نوجوان لاس اینجلس نامی شہر کیلیفورنیا میں ہے۔ اسے تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ ایک شخص اس کی تبلیغ سے داخل اسلام ہو چکا ہے۔

نومسلموں کے خاص ذکر کو پانچ کے نمبر پر ختم کرتا ہوں۔

اور نومسلموں اور دیگر اصحاب کے خطوط سے چند اقتباسات لکھتا ہوں:۔

(۱) مس ولسٹن زیر تبلیغ "مجھے اس خط و کتابت میں بڑی خوشی ہے۔ کہ آپ بہشت کے عطا کرنے والے خدا کے حضور میں ایسے صادق ہیں"۔

(۲) مسز گرفین نیویارک (زیر تبلیغ) "مجھ کو صدمہ ہے۔ کہ آپ کے نیویارک سے چلا جانے پر میں آپ کے عجیب اور مفید لیکچروں سے محروم ہوں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہندوستان چلی جاؤں"

(۳) مسٹر لوئیس فلائر (اسلامی نام احمد مفتی) "میں آپ کی فکر میں ہوں۔ کہ یہ نور جو مجھے آپ کی معرفت عطا ہوا ہے اس کی خیر اپنے دوستوں کو بھی کروں اور ان کو اپنے ساتھ بلاؤں"

(۴) ابراہیم فلیچر "آپ ایک نور کے روشن ستارے تھے اور آپ کی جدائی کا ہم کو بڑا صدمہ ہے"۔

خط تو اور بھی ہیں۔ مگر دست بستہ اتنے پر کفایت کرتا ہوں اور ہندوستان سے برادران کرام کے کثیر خطوط سے جو ہفتہ وار عاجز کو خوش کرتے ہیں۔ اور موجب روحانی تقویت ہوتے ہیں چند کلمات درج کرتا ہوں:۔

ہندوستان سے برادران کرام کے خطوط

مولوی غلام اکبر جان صاحب حیدرآباد دکن۔ آپ لکھتے ہیں کہ شمالی ہند میں مخلصین رہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں دعا کیلئے لکھا کروں۔ آپ لکھتے ہیں:

(۲) مولوی محمد یعقوب صاحب [illegible] دعا کیلئے لکھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ [illegible] سے ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ [illegible] شمار نہیں۔

(۳) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب لکھنؤ۔ یہ آسمانی آدم ضرور نہ ہوں گے۔ [illegible] ہوں گے۔ کوئی صادق کا رستگار نہیں [illegible] دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر [illegible] دے۔

(۴) حاجی امداد خان صاحب قادیان پہنچ کر آپ نے وہ کام کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کے زمانہ میں نہ ہو سکتا تھا:

(۵) مکرم عبدالمجید خان صاحب کپورتھلہ۔ آپ لکھتے ہیں کہ آدم ثانی کی تعلیم کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلئے [illegible]

(۶) مولوی محمد عثمان صاحب دہلی لکھنؤ۔ یہ ہے کہ آپ نے وہ کام کیا کہ [illegible] دنیا صفحہ ہستی سے اسلام برباد کر دیگا۔

(۷) بابو شیخ فضل احمد صاحب نوشہرہ۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کیلئے آپ کو اور بھی شکر گذار ہونا ضروری ہے۔ بات یہ ہے کسی خاص ذوق اور نہایاں فرق کو مدنظر رکھ کر لکھی ہے۔

(۸) مولوی محمد ابوالحمید صاحب دکن۔ جی تو یہ چاہتا ہے۔ کہ سارا امریکہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ اللھم آمین۔

(۹) خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب شیخ زید۔ آپ کو مبارک ہو۔ کہ امریکہ میں کامیابی کا بیج آپ کے ہاتھوں بویا جا رہا ہے۔

(۱۰) سید عزیز اللہ شاہ صاحب رحیمیہ۔ حضرت آپ کے لئے کون احمدی نہ ہوگا جو دل سے دعائیں نہ کرتا ہوگا اور خصوصیت سے میرے والدین جنکی ہر وقت آپ کے لئے محبت و ہمدردی سے بھری ہوئی دعائیں پورے سوز و گداز سے نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

دعا صادق

خط تو بہت ہیں۔ اور بعض کے اخلاص و محبت کے الفاظ ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ میں ان کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا۔ اب اپنی ایک دعا لکھتا ہوں۔ جو بعض خاص ضرورتوں کے وقت کی گئی۔ شاید کبھی کسی کے واسطے مفید ہو۔ اور کبھی کی آمین میرے لئے مفید ہو۔

اے میرے پروردگار۔ میرے محسن۔ میری مشکلوں کے آسان کرنے والے۔ میری التجا کو سننے والے۔ رب الافواج۔ رب السماوات والارض۔ رب کل شیٔ۔ میرے کارساز۔ میرے مددگار۔ میرے غمخوار۔ سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔ اور تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تو جانتا ہے کہ تو جانتا ہے۔ اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی تجھ سے پوچھنے والا نہیں۔ اور سب تیرے محتاج ہیں۔ تو میرا خالق۔ تو میرا مالک۔ تو میرا مختار۔ تو میرا ملجا و ماوا۔ تو میرا آقا و مولا۔ تو میرا کارساز۔ تو میرا ذخیرہ۔ تجھ پر میرا بھروسہ۔ تجھ پر میرا فخر۔ تجھ پر میرا ناز۔ تجھ سے میری قوت۔ اور تجھ سے میری طاقت۔ تیرے در پر میری حاجت روائی۔ تو ہی ہے جو میرے دکھوں کو دور کرنے والا۔ تیرے حضور میں منت۔ تو ہی داتا۔ بخش دینے والا۔ تو ہی ہے جو میرے گناہوں کو۔ میرے ساری غلطیوں کو۔ اے قدیم سے کرتا رہا ہے۔ بدیوں کو۔ تو نے میری ہر کمزوریوں کو۔ ہر بدنامی سے بچا۔ اور ہر ذلت سے بچایا۔ ہر دکھ سے بچایا۔ اور ہر عیب سے بچا ہر فتنے کو جو میرے خلاف ہو۔ دبا دے۔ اور مٹا دے اور محو کر دے۔ میرے دشمنوں کو ذلیل کر اور فنا کر ؎

اک کر شر اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سچے ہے رب الافواج

تو نے ہمیشہ مجھ پر رحم کیا۔ مجھ پر کرم کیا۔ اور مجھ پر بخشش کی۔ مجھے سکھ دیا اور میری پردہ پوشی فرمائی۔ ہر جگہ ہر میدان میں تو میری مدد کو آیا۔ اے میرے رب الافواج اب بھی تو میری مدد کو آ۔ مجھے اپنی پناہ میں لے۔ مجھ اور میرے محبین کو اور میرے دوستوں کو۔ میرے ساتھیوں کو۔ میرے ناصرین کو۔ میرے لئے دعا کرنیوالوں کو۔ میرے اہل و عیال کو۔ میرے خیر خواہوں کو۔ اور ان کے اہل و عیال کو۔ اے اے رب کریم۔ ہم سب کو اپنی پناہ میں لے۔ ہر حال میں دستگیری فرما کہ تیرے سوا کوئی دستگیری کرنیوالا نہیں۔

اللھم اید نا بنصرک وھب لنا من لدنک رحمۃ وحسن المآب۔ وہنا اغفر لنا ذنوبنا۔ انک انت الغفور الرحیم اللھم یا رب انک السمیع الدعا۔ اللھم امکر بنا ولا تمکر علینا وانصرنا ولا تنصر علینا وانت خیر الناصرین واھدنا ویسر الھدی علینا انت خیر المھدیین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خط و کتابت کا کام

علاوہ لیکچروں اور دیگر تبلیغی کاموں کے صرف خط و کتابت کا کام اسقدر ہے کہ اس میں خطوط کی تعداد قریباً دو سو اور روانگی قریباً چار سو تھی۔ ماہ جون میں آمد خطوط قریباً ۳۰۰ اور روانگی قریباً ۴۰۰۔ ماہ جولائی میں آمد قریباً ۴۰۰ اور روانگی ۵۰۰ تھی۔ روانگی میں رپورٹ بھی شامل ہے۔

اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہاں آنے اور جس قدر ہم سفر ہوتے ہیں۔ ان کے لحاظ سے ہندوستان بہت اور جرمنی بہت اصلاح اور آرام کی حالت میں ہے۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ کہ ایک آدھ قتل گشت و خون اور سینہ زوری کی خبر اخباروں میں نہ چھپتی ہو۔ علی العموم بازار لڑکیاں جبراً اٹھائی جاتیں۔ اور موٹروں میں بھگا لی جاتیں اور پھر سراغ نہیں لگتا۔ کیا ہوئی [illegible] ہو گئیں۔ بنک لوٹے جاتے ہیں۔ نقب زنی سے نہیں۔ بلکہ نوٹ بنک میں گھس کر ملازموں سے زبردستی روپیہ چھین کر لیجاتے ہیں۔ چوریاں تو [illegible] ہوتی ہیں۔ مگر یہ سنا ہوگا جو پچھلے ہفتہ میں اس ملک میں ہوا۔ کہ ایک ٹرین کی ٹرین چوری ہو گئی۔ مال گاڑی تھی۔ جسے جنگل میں چور حملہ آور ہوئے۔ ٹرین کو کھڑا کیا۔ گارڈ اور ڈرائیور کو اتار دیا۔ خود انجن چلا کر ٹرین لے گئے۔ چند میل کے فاصلہ پر جنگل میں کھڑا کر کے جو مال قیمتی تھا۔ موٹروں پر لاد کر لے گئے۔ اور ٹرین کو جنگل میں چھوڑ گئے۔ غرض جس قدر واقعات اور حادثات بے امنی کے یہاں ہوتے ہیں۔ ان کے مقابل اہل ہند کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ حکومت برطانیہ کے [illegible] بہت بہتر حالت میں ہیں۔

میرے کام یہاں بہت ہیں اور بہت سے دوستوں کی ضرورت ہے۔ کاش کہ چند احباب تجارت یا تعلیم کی غرض سے اس ملک کو تشریف لاویں۔

بالآخر جمیع احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ عاجز کو تبلیغی کاموں میں کامیاب کرے۔ اپنی پاک رضا سے نوازے۔ سب مرادیں اسکے لئے ہوں اور سب مرادیں پوری ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۲۰ء

4334 Ellis Avenue
Chicago Ill
U.S. Amrica

ہر ایک مشتہر کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ مدیر الفضل (دیانتداری)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا صحیح علاج مسیحا و حضرت خلیفۃ المسیح کا تجویز کیا ہوا

سرمہ مجلی اور ست سلاجیت

اصل مسیحا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے ساتھ مسجد مبارک میں یہ سرمہ پیش کیا۔ آپ نے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا۔ و خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور منیجر نفع اٹھا رہا ہے۔

میں اس سرمہ اور [redacted] کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسخہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "بڑے بڑے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھنیہ جالا۔ پھولا۔ پھلال۔ بیل اور سرخی اور ابتدائی سوتیا اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ سیر اقسم اول [redacted] سیر [redacted] نمبر ۲ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۳ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۴ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۵ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۶ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۷ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۸ [redacted] سیر [redacted] نمبر ۹ [redacted] سیر [redacted] نمبر

ہندوستان کی خبریں

جدید وائسرائے ہند (دہلی ۹ جنوری) سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے کہ سر روفس اسحٰق ڈنک۔ پی۔ سی۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی۔ ڈی۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ایم۔ اے۔ اٹارنی ایٹ لاء کو ریڈنگ لارڈ چیمسفورڈ کی جگہ وائسرائے گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے ہیں۔

جدید وائسرائے کے حالات زندگی ۶۰ سال کا عرصہ گذرا کہ وہ لنڈن کے ایک تاجر کے گھر پیدا ہوئے۔ یونیورسٹی سکول و کارج میں اور برائم کی دوسری یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی بیرسٹری کی سند حاصل کرنے سے پہلے وہ ہنڈیوں کی دلالی کرتے تھے بیرسٹر کی حیثیت سے ان کی پریکٹس بہت جلد بڑھ گئی اور اپنے زمانہ کے نامور ترین مقننوں کے زمرہ میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۰۶ء میں لبرل ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۱۰ء میں سولیسٹر جنرل مقرر ہو کر اسی سال اٹارنی جنرل کے منصب پر ترقی یاب ہوئے۔ اور ۱۹۱۲ء میں نجس وزراء میں نشست حاصل کی ۱۹۱۳ء میں لارڈ چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ اور لارڈ کا خطاب ملا اس عہدہ پر رہتے ہوئے دو مرتبہ وہ امریکہ کو نہایت اہم سفارتوں پر گئے۔ اول ۱۹۱۷ء میں مالی معاہدہ کے متعلق اور ۱۹۱۸ء میں غیر معمولی سفیر کی حیثیت سے۔ دونوں موقعوں پر جو کامیابی حاصل کی۔ اس کے متعلق کسی کو شک نہ تھا۔ ۱۹۱۶ء میں انہیں وائیکونٹ کا خطاب ملا۔ بعد ازاں اول سفارت کے عہدہ میں بحال کئے گئے۔

پنڈت بشن دت تنکل کا انتقال تنگپور کے مشہور کانگرسی لیڈر پنڈت بشن دت تنکل ۱۱ جنوری کی رات کو انفلوئنزا سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

موسیو کلیمنشو اور اور شیر کا شکار گوالیار ۸ جنوری۔ موسیو کلیمنشو ۳ جنوری کو مہاراجہ ہیکا نیر اور شیر کا شکار کے ہمراہ گوالیار پہنچے۔ اور مہاراجہ سندھیا کے مہمان ہوئے۔ انہوں نے یہاں دو جوان شیروں کا شکار کیا۔ اور تیسرے شیر کا مہاراجہ بیکا نیر نے کیا۔

ڈیڑھ سو گھوڑے چھوٹ گئے (بمبئی ۸ جنوری۔ پرنس گودی سے ڈیڑھ سو گھوڑے شہر کے اصطبلوں کی طرف جا رہے تھے کہ الفنسٹن پل پر ڈیڑھ گھوڑے چھوٹ کر شہر میں گھس گئے۔ چھ گھوڑے چار وکٹوریا گاڑیوں سے ٹکرائے۔ جن سے گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ دو گھوڑے زخمی ہوئے۔ ایک گھوڑا سندھ سرحد سڑک پر مردہ پایا گیا۔ بعض گھوڑے دور دراز حصوں میں گئے۔ بعض ہنوز بے تحاشا بھاگتے پھرتے ہیں۔

مصیبت زدگان کی اعانت بمبئی ۱۰ جنوری۔ سرکاری خلافت کمیٹی نے ۲۹ دسمبر کو ۵ ہزار پونڈ نیشنل بنک سمرنا کی اعانت کی عرفت ایکسنی غالب کاں بے کی خدمت میں بتوسل بینکو ڈی روما روانہ کر دیئے ہیں جن سے سمرنا کے مسلم مصیبت زدگان کی دستگیری کی جائیگی۔

فسادات رائے بریلی اتحاد پنڈنٹ کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ رائے بریلی کے میونسپل بورڈ نے سلون۔ رائے بریلی والوں میں ہر قسم کے جلسوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اس وقت وہاں پہنچے۔ جب پولیس گولیاں چلا رہی تھی پنڈت صاحب نے لوگوں کو منتشر ہونے کے لئے کہا۔ پنڈت موتی لال نہرو نے ہسپتال میں زخمیوں کا معائنہ کیا۔ جو اس ہیں سے کا کاپتا ہے جو ایک بڑا زمیندار ہے۔ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس وقت تک چھ سو آدمی جیل میں بھیجے گئے ہیں۔ ۱۰۰ عورتیں کو بعد سے چھوڑ بھی دیئے گئے۔

سرکاری عمارتوں کو آگ لگ گئی یکشنبہ کو ۸ بجے کلکتہ کی فنانس اور شعبہ تجارت کی سرکاری عمارتوں کی طرف سے شعلہ نمودار ہوئے معلوم ہوا۔ کہ عمارت کو خوفناک آگ لگ گئی ہے۔ اسی وقت آگ بجھانے کا انجن طلب کیا گیا۔ اشتعال کی سرکاری کاغذات اور تیزیں اور کرسیاں دروازے اور کھڑکیاں تک جل گئیں۔ خیال ہے۔ کہ آگ برقی روشنی سے لگ گئی۔

مدراس میں ڈیوک آف کنٹ کی تشریف آوری (مدراس ۱۰ جنوری) صبح کے ساڑھے دس بجے جہاز ملایا بندرگاہ سے نظر آیا۔ اور ایک میل کے فاصلہ پر ٹھیر گیا۔ نیز رائل ہائنس حمایت ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ ۱۳ توپوں کی سلامی ہوئی ساڑھے چار بجے بعد ڈیوک آف کنٹ بندرگاہ پر تشریف لائے۔ جہاں لارڈ ولنگڈن اور ان کی بیدی سنہ اور دیگر ہمدوستانی وزراء ممبران انتظامیہ کونسل و دیگر سول اور فوجی حکام کی معیت میں ہز رائل ہائنس کا استقبال کیا۔ بعد ازاں شاہی جلوس گورنمنٹ ہوس کی طرف گیا۔ راستہ میں لوگوں نے نہایت مسرت سے ہز رائل ہائنس کا خیر مقدم کیا۔ جلوس ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ گیا۔

ایک مصنوعی چیف انجینیر مسٹر جیمس ولیم ایڈن نے بنگلور میونسپلٹی کو اسسٹنٹ انجینری کی جگہ کیلئے درخواست بھیجی تھی۔ اس میں ایک سرٹیفکٹ انگلستان کی سول انجینرنگ انسٹیٹیوٹ کا بھی تھا تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ سرٹیفکٹ جعلی تھا پولیس نے مسٹر ایڈن کو جعل سازی کے الزام میں ماخوذ کیا۔ مسٹر مذکور ڈیڑھ ہزار کی ضمانت پر رہا ہوا۔ مقدمہ زیر سماعت ہے۔

سرمائیکل اڈوائر ٹیلیگراف میں سرمائیکل کا ایک مضمون اور آریہ سماج ہے۔ کہ ۱۹۰۷ء کی جلاوطنی سے واپسی پر لالہ لاجپت رائے نے آریہ سماج کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دی جس کے لئے سے مہاشہ نے پنجاب کی بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔

مسلمان اور انکے علماء قصبہ بدیہ تحصیل چکوال ضلع جہلم کے کچھ لوگ رنگریوں کے نام پر اور گانے پر گیارہ سو روپیہ خان بہادر اں نے متروع کیا۔ اور وہاں کی ایک مسجد کے امام صاحب نے بھی بھری مجلس میں ایک روپیہ رنڈی کو دیا۔

اوسط درجے کے انگریز اور کالے آدمی میں فرق لکھنؤ کے لاٹ پادری نے مزکرائسٹ چرچ لکھنؤ میں وعظ کرتے ہوئے کہا۔ کہ کسی اوسط درجہ کے انگریز کیلئے کالے رنگ کے آدمیوں کو شکل تفریق پیدا ذہانت میں اپنے مساوی سمجھنا سخت ہی مشکل ہے۔ اور پھر کسی انگریز کیلئے کسی ہندوستانی کے ماتحت کام کرنا تو اور

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

سن فین صلح کا پیغام

لنڈن ۱۲ جنوری۔ ڈیلی ایکسپریس کا بیک سٹوٹ فری پریس جرنل پر شیع ہوا ہے جس میں بتلایا ہے کہ سن فین صلح کیلئے پیغام بھیج رہے ہیں۔ بلکہ کھلا کھلا گورنمنٹ کی مخالفت سے باز آنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

فوجی گورنر کے حکم سے مکانوں کی تباہی

لنڈن ۱۵ جنوری۔ گذشتہ رات نیو میرکٹ (کارک) میں دو فوجی لاریوں پر کئی سو آدمیوں نے حملہ کیا جس میں دو سپاہی زخمی ہوئے اور ایک سپاہی لاپتہ ہے۔ اس کے بعد فوجی افسروں نے دو گھروں کو جو کہ حملہ آوروں کے متعلق مشتبہ تھے۔ بموں سے اڑا دیا۔ اور ان کے علاوہ اور بہت سے مکانوں کو آگ لگا دی۔ جو کہ بندوقیں اور بندوقیں استعمال کرتے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ میں ایک سپاہی مارا گیا اور دو زخمی ہوئے۔ ان کا نقصان جانی بہت بھاری ہوا۔ فوج کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میئر فوجی گورنر کے حکم سے سیلن میں بارہ گھر تباہ کر دئے گئے۔ جہاں سے حملہ آور فائر کرتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔

دس آئرلینڈ کی بجٹ وصولی

مسلح سن فین نے ڈبلن کونٹی کونسل کے ربڑ کلرکوں کے مکانوں پر حملہ کر کے اور انہیں مجبور کیا۔ کہ کم از کم دس ہزار پونڈ کے بلوں پر دستخط کر دیں۔ اور جب تک بلوں کا روپیہ وصول نہ کر لیا گیا۔ کلرکوں کو قید کئے رکھا۔

متفرق خبریں

پیرس میں ایک مسجد کی تعمیر

لنڈن ۵ جنوری۔ پیرس سے ٹائمس کے نام ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ خاص پیرس میں ایک بڑی مسجد کی تعمیر کی اسکیم قریب تکمیل ہے پارلیمنٹ نے اسکے ۵ لاکھ فرانک کے مصارف بخوشی گورنمنٹ منظور کئے ہیں۔ الجیریا۔ مراکش اور ٹیونس کے مسلمانوں سے یہ خواہش کی گئی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک ملک کی طرف سے ایک لاکھ پچاس ہزار فرانک اسکے لئے بطور عطیہ دیں۔ یہ مسجد ہوٹل دی ابہ میں کی قریب بھی تعمیر ہوگی۔ اور اس کام کو مسلمان معمار انجام دیں گے۔

فلسطین کیلئے صہیونی کوشش

لنڈن۔ ۲۵ جنوری۔ سر الفریڈ مانڈ فلسطین کے مستقبل کے متعلق بیان کیا کہ عملی طور پر ملک کی جدید تعمیر ہونی چاہیئے۔ انہوں نے فلسطین میں زراعتی آبادی قائم کرنے کے لئے خصوصاً اسکی اور اسکے جدید دیہاتوں کی سرگرمی اور جوش کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان قدیمی سے یہودی اور کریں سے پیادہ چلکر قدیمہ کے راستہ فلسطین پہنچے ہیں۔ جب تک کہ ایک جدید آبادی کے لئے تیار ہوئے۔ تو کاز۔ دلوں کو روکنا مشکل تھا۔ کا سامنا ہے۔ سر الفریڈ نے کہا کہ ہمیں سے منتہی کا لفظ حکومت کا خیال نہیں کیا۔ بیشتر ہمیں سے عربوں اور یہودیوں میں کئی تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ اور یہی ملک ترقی پذیر ہوگا۔ آبادی بڑھتی جائیگی۔ تمام ذمہ دار یہودی لیڈر عربوں سے مساوات کرنے کے خواہشمند ہیں۔

برطانی وفد کابل میں

دہلی ۲۵ جنوری۔ سرکاری خبر ہے کہ کل بعد دوپہر برطانی وفد کابل پہنچ گیا۔

افغانستان کے راستہ ایک جرمن کی آمد پشاور میں

سملہ سٹری گزٹ کا بیان ہے کہ سات جرمنی جنہیں ایک اپاجرمنی ایک اہل سٹریا اور پانچ اہل ہنگری تھے۔ افغانستان کی طرف سے آتے ہوئے ۳۱ دسمبر کو پشاور پہنچے۔ سوائے جرمنی کے باقی جنگی قیدی تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ وہ جہاز پر کام کرتے تھے۔ جہاں وہ جہاز سے بھاگ کابل میں دو ماہ تک رہے۔ اب پشاور میں ہیں۔

موڈریٹ پارٹی اور ڈیلی ٹیلی گراف

کانگرس کے متعلق جو رائے لنڈن کے اس اخبار نے ظاہر کی تھی۔ وہ قبل ازیں درج ہو چکی ہے۔ موڈریٹ پارٹی کے متعلق یہی اخبار لکھتا ہے کہ مدراس کی کانگرس بھی ایسی ہی مرکش تھی۔ جیسی کہ ناگپور کی۔ کیونکہ مدراس کانگرس کے صدر مسٹر چنتا منی اگرچہ جدید کونسل کے ممبر تھے ایک صوبہ کے وزیر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر اینگلو انڈین انتظامی جماعت کا یہ ممبر ناگپور کے سرگرم لیڈروں کی طرف برطانوی اقتدار کو خصوم قرار دیتا ہے۔ اور ان کی طرح وہ بھی امید رکھتا ہے کہ برطانوی اقتدار ختم ہو جائیگا۔

عرب میں اندیشہ جنگ

لنڈن ۲۰ جنوری۔ ابن سعود امیر نجد اور سلطنت حجاز کے مابین ۱۹۱۹ء میں جو تنازعہ ہوا تھا۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ پھر عود کر آیا ہے کہ اطلاعوں سے معلوم ہوا ہے کہ ابن سعود نے سلطان حجاز کے علاقہ میں داخل ہو کر طائف اور مدینہ کے مابین بڑی تعداد میں فوج بھیجی ہے۔ طائف کو ترک اور مدینہ بھیجا گیا ہے۔

پیرس اسمبلی بھاری

لنڈن ۲۰ جنوری۔ پیرس کا ایک پیغام راوٹر کے بموجب لیج اور بیلجیم میں بھی زلزلہ محسوس ہوا ہے کے بہت سے آدمی شکار ہوئے ہیں۔

برلن پارلیمنٹ میں بم

لنڈن ۲۰ جنوری۔ برلن کا ایک پیغام بتلاتا ہے کہ برلن اسمبلی کی جدید دیہاتی پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں کمیونسٹ لوگوں نے ایک گیلری سے بم پھینکا جس سے اجلاس منتشر کر دیا۔

مرض دق کا ٹیکا

لنڈن ۲۰ جنوری۔ پیرس کی خبر ہے کہ ڈاکٹروں اور بچوں پر تجربے کرنے کے بعد ڈاکٹر کیلمن نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے مرض دق کا انسداد کا ٹیکہ دریافت کر لیا ہے۔ جس کی نسبت امکان غالب ہے۔ کہ نوع انسان کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

ایران سے انگریزوں کی واپسی

طہران۔ ۲۰ جنوری۔ چونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ ایرانی سرحد سے تمام انگریز فوجیں ہٹا لی جائیں۔ اسلئے طہران سے فروری ایں تمام یورپین عورتیں اور بچے روانہ کر دئے جائینگے۔

سر مائیکل اڈوائر کی تنبیہ

لنڈن ۲۰ جنوری۔ ڈیلی نیوز گرافک میں ایک اسٹیٹ کے ذریعہ سر مائیکل نے مسٹر گاندھی۔ علی برادران اور لالہ لاجپت رائے کے متعلق گورنمنٹ کی روش پر تخت چینی کی ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ گورنمنٹ کمزوری کی وجہ سے ایسی تحریک کے حقیقی محرکین پر ہاتھ نہیں ڈالتی جو برطانوی گورنمنٹ کو منقلب کرنے کے لئے جاری کی گئی ہے لیکن چھوٹے لوگوں کے خلاف کارروائی اختیار کی ہے سر مائیکل اڈوائر نے آئرلینڈ کی موجودہ حالت کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں غیر منضبط سلک اختیار کرنے سے تباہی بخش صورت پیدا ہو گئی ہے۔

سمرنا کے خلاف کمال پاشا کی تیاریاں

لنڈن ۲۰ جنوری قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ بروسہ کے علاقہ میں

(باقی ۱۵ پر) (زیر نگرانی حضرت مولانا محمد صاحب) (ہفتہ وار پرچہ) (مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان) (بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۲۱ء)

ریویو آف ریلیجنز ۱۹۲۳ء

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر سے ہے — عنقریب اک تجھ کو دیگا رب تیرا مقام محمود

مدینہ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۱۷ر جنوری ۱۹۲۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک مجلس مشاورت منعقد فرمائی جس میں مختلف صیغہ جات کے آفیسر اور بعض دوسرے احباب بھی شریک ہوئے۔

۱۸ر جنوری ۱۹۲۳ء کو جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ولد جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے ہاں فرزند مسعود پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے اور خاندان کے لئے برکات کا موجب بنائے۔

خدا کے فضل سے انفلوئنزا کی شکایت روز بروز کم ہے۔

نظم

خیر مقدم

(از جناب حضرت ابو ظفر نواب محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر مدظلہ العالی سکندرآباد دکن)

وہ نظم جو ۲۶ر دسمبر کے اجلاس میں موجودگی حضرت خلیفۃ المسیح پڑھی گئی

جس کا زباں پہ یارب فرخ یہ نام آیا
کون آج بزم میں فخر انام آیا
محمود میرزائے عالیمقام آیا
تاروں کی انجمن میں ماہ تمام آیا
ابر بہار بنکر۔ مشک تتار بن کر
وہ نوجوان سندر۔ وہ میر اشام آیا

خورشید بنکے چمکا گر ماہتاب بنکر
گر صبحدم نہ نکلا تو وقت شام آیا
خلوت کدہ سے نکلا۔ بیٹھا ہے انجمن میں
تاروں سے ہاتھ اور لینے سلام آیا
آمد سے اس کی گلشن میں کھل رہی ہیں کلیاں
لالہ بھی آج حاضر ہے لیکے جام آیا
سرو سہی نے اٹھ کر خود تالیاں بجائیں
چلکر جو سوئے گلشن وہ خوشخرام آیا
منہ پر گلال چھڑکا۔ صبح مراد بولی
سبز اشتہار والا بنکر امام آیا

ظاہر ہو کے ہیں رہبر بھی اڑے ہیں
مژدہ لیکے قاصد کیا خوش پیام آیا

از ہر دست بوسی حاضر ہوئے ہیں قدسی
محمود آج بہر دیدار عام آیا

پنجاب سے دکن سے بنگال و بمبئی سے
جو کوئی بھی ہے آیا ہو شاد کام آیا

چلتا ہے دور ساقی کیا میکدے میں تیرے
دیکھو جسے وہ بہر شرب مدام آیا

گوہر ترا ثنا گر شیدا ترے ثنا کے
تحفہ یہ نظم لے کر بہر سلام آیا

لہ طائے حضرت اقدس کے مقابلہ پر نہ داں والے کشف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

لہ بھونڈے۔ اذلقی لوگ۔ جو اسلام میں داخل ہوئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کے کشف کی طرف اشارہ ہے۔

اخبار احمدیہ

مردم شماری کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

سرکاری مردم شماری ماہ مارچ میں ہونیوالی ہے۔ ہماری جماعت کے سکرٹری صاحبان کو چاہئے کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد کو مطلع کر دیں کہ وہ مردم شماری کے وقت مذہب کے خانہ میں اپنا مذہب احمدی لکھا دیں۔ اور خیال رکھیں کہ شمار کنندہ غلطی سے کچھ اور اندراج نہ کر دے۔

ناظر امور عامہ قادیان۔

امریکن رسالہ کیلئے امداد

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مفتی صاحب نے جو رسالہ امریکہ میں جاری کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اس کی امداد کے لئے عاجزہ بھی دس روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ کرتی ہے۔ آپ جیب چاہیں وصول فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ اور بھائی بہنوں کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ عاجزہ المبہ سیدہ [illegible] احمد قادیانی۔ مولوی عالم عرف غلام حیدر سپرنٹنڈنٹ آف فارسٹ آفیسر گلگت علاقہ ریاست خیرپور میرس سندھ

تبلیغی ٹریکٹوں کی ضرورت

جناب ماسٹری صاحبان السلام علیکم سے خاکسار گذارش ہے کہ جب تبلیغی ٹریکٹ یا اشتہار رخصت تقسیم کرنے کے لئے تیار فرمائیں۔ تو کافی مناسب تعداد بھیجنے پر تک خادم کو رخصت تقسیم کرنے کے لئے روانہ فرما کر ثواب حاصل کریں۔ محمد شفیع احمدی ساؤتھ ورکی ویسٹری اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

ولادت

میرے گھر اللہ تعالیٰ نے ۱۵ دسمبر ۱۹۲۰ء کو لڑکا دیا ہے۔ حضرت خلیفہ صاحب نے اس کا نام محمد سلیم رکھا ہے۔ سب احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولا و عمر دے۔ اور نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

راقم بندہ محمد شفیع احمدی سب اوورسیر نہر۔ ڈاکخانہ شیخوپورہ

اعلان نکاح

میرے حقیقی برادر اصغر محمد حواد احمدی مدرس اول مڈل سکول ننکانہ ضلع لائل پور کا نکاح میاں سلطان احمد صاحب پنشنر ہیڈ کلرک کی لڑکی بی بی سے دو سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۹ دسمبر کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے موجب برکت کرے۔ آمین

محمد الدین ۳۴۳ مدرس اول۔ انجمن کلاں بھیس گورداسپور

۲ جنوری کو بی۔ محمد صاحب کا نکاح مریم بی بی بنت احمد صاحب احمدی سے ۱۵۱ روپیہ مہر پر مولوی محی الدین صاحب نے پڑھا۔ بندہ عاد احمدی الابار۔

احمدیان ضلع گوجرات کے لئے اطلاع

اکثر دیہات کے احمدیوں کو گوجرات شہر میں رات کو ٹھہرنے کے لئے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جگہ کوئی خاص ان کی رہائش کے لئے انتظام نہیں ہمارے والد کے وقت ضلع گوجرات کے دیہاتوں یا اور جگہ سے جو احمدی آیا کرتے تھے۔ ہمارے پاس ہی مقیم ہوا کرتے تھے۔ اور انکی وفات کے بعد بھی اکثر احباب آتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بعض بھائیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہذا ان احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جو احباب گجرات کے سرگروہ کے دیہاتوں سے آئیں۔ اور انہیں رات کو ٹھہرنا ہو۔ وہ بلا تکلف ہمارے پاس آجایا کریں۔ والسلام شیخ عبد الغفور والد شیخ رحیم بخش تاجر کتب۔ گجرات

درخواست دعا

مسٹر محمد دین ایڈن آف ٹراکھور ریاست جو ایک سال سے بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بیماں ۱۵ جنوری کو آئے ہیں۔ ٹراکھور میں ہیضہ شروع ہے۔ زین الدین صاحب درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ اور مخالفین کے شر سے بچائے۔ (عاد احمدی ڈاکٹر)

مولانا محمد عبد القادر صاحب ایم اے سابق فاضل بھاگلپور میں علیل ہیں۔ انکی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے (محمد حنیف بھاگلپور مقیم بھاگلپور) میرے چھوٹے بھائی کو بخار آتا ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا فرماویں (عبد الغفور والد شیخ رحیم بخش گوجرانوالہ) بندے کے دو بھائی اور ایک فضل بہن کی دوسری محمد یوسف سخت بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا کی درخواست ہے (محمد اسمٰعیل پنجاب موٹر سٹور ڈیرہ دون) میں قریباً ایک سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہوں۔ بعض مشکلات کی وجہ سے ملازمت کا اندیشہ ہے۔ احباب سے دعا کا خواستگار ہوں (محمد صدیق ریلوے گارڈ سیالکوٹ) عاجزہ کے چھوٹے بھائی میاں دین محمد صاحب بیمار ہیں۔ احباب دعا فرماویں (غلام محمد اختر سٹیشن ماسٹر) بندہ بیماری ملیریا سے بیمار ہے۔ احباب کیلئے اظہار درخواست دعا شفا بخش کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ دے۔ (لفٹننٹ کرنل عبد الحمید خان بھٹی موضع کس گڑھ کنیہ سوان پنڈی) میرا بھانجہ منظور علی بیمار ہے نمونیا بیمار ہے۔ اسکی صحت کے لئے دعا کی جائے (سید بشیر احمد ہوشیار پور)

نماز جنازہ

حسین خان صاحب جو حضرت اقدس کے پرانے خادم اور حضور کے ہمراہ سفر میں اکثر جایا کرتے تھے فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (امیر الدین بھاگل پوری الہ آباد) میرا چھوٹا پھوپھی زاد بھائی مسعود عالم احمدی فوت ہو گیا انا للہ۔ درخواست ہے کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے (محمد اسلم احمدی ریاسیاں) میرا لڑکا عبد ربہ دین ساکن موضع [illegible] جلسہ سے گھر واپس آکر بخار میں مبتلا ہوا اور دوسرے دن فوت ہو گیا۔ مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں عرب کی عرائض اور ۱۹۱۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت کی۔ مرتے وقت سب کچھ نیک کی خدمت دین کے لئے وقف کرنے کی وصیت کی (عاجز مذکور حسین الدین ولد ولی داد ضلع گوجرانوالہ) میری ساس صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحومہ نیک دیندار۔ خدا ترس اور مومنہ تھیں (محمد شاہ اللہ نظامی احمدی بھلوال) آنریبل مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر قادیان کی ہمشیرہ صغریٰ بیگم صاحبہ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء

گائے کے ذبح کرنے کو قانوناً روکنے کی کوشش

ریفارم اسکیم کے ماتحت جو کونسل آف سٹیٹ شاہی مجلس بنائی ہے۔ اس میں پیش ہونیوالے ریزولیوشنز میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ صوبجات کی گورنمنٹوں سے کہا جائے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ گائے کے ذبح کرنے کو بذریعہ قانون ممنوع قرار دے دیا جائے۔ اس ریزولیوشن پر دوسرے ریزولیوشنز کے ساتھ ۵ فروری ۱۹۲۱ء کو بحث ہوگی۔ اور جو نتیجہ نکلیگا وہ تو بعد میں معلوم ہوگا۔ لیکن کیا اس ریزولیوشن کے پیش کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہے۔ کہ برادران وطن کی طرف سے ابتداء میں ہی مسلمانوں کو ایک مذہبی اجازت سے فائدہ اٹھانے سے قانوناً روکنے کی سعی شروع کر دی گئی ہے۔ اور ریفارم سکیم کے رو سے بنی ہوئی کونسل آف سٹیٹ میں پہلا وار مسلمانوں کے مذہب پر ہی کیا گیا ہے۔

اس سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر سیلف گورنمنٹ حاصل کر لینے پر انہیں نہ صرف ہر قسم کی آزادی حاصل ہو جائیگی۔ بلکہ اس ذریعہ سے وہ ان علاقوں کو بھی خالی کرا سکینگے۔ جو مسلمانوں کے قبضہ سے نکلکر عیسائی طاقتوں کے پاس چلے گئے ہیں۔ کیونکہ سیلف گورنمنٹ نہیں۔ معمولی اصلاحات ہونے پر ہی جبکہ مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی شروع کر دی گئی ہے۔ اور اسلام کی دی ہوئی ایک اجازت کو قانون کے ذریعہ ممنوع قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ تو جب سیلف گورنمنٹ حاصل ہو جائیگی۔ اسوقت اہل ہنود اپنی کثرت اور طاقت کے بل بوتے پر کیا کچھ نہ کرینگے۔ اور کیا کیا ستم نہ توڑینگے۔

کونسل آف سٹیٹ میں گائے کے ذبح کرنے کو قانوناً ممنوع قرار دینے کا ریزولیوشن پیش کرنے والے ممبر نے کسی امید پر بھروسہ پر ہی اسے پیش کرنے کی جرأت کی ہوگی۔ اور قریب ظاہر ہو جائیگا کہ اس کا بھروسہ کس قدر درست تھا۔ لیکن ہوشیار اور تجربہ کار ہندوؤں نے نزدیک ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جبکہ گائے کے ذبح کرنے کو قانوناً بند کرنے کے لئے آواز اٹھائیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں اگر گورنمنٹ انگریزی کا اتحاد ان کے ساتھ ہے۔ اور گورنمنٹ یہ کبھی گوارا نہیں کریگی۔ کہ قانون کے مقابل معاملات میں دست اندازی کرنے کی انہیں اجازت دے۔ مسلمان بھی گورنمنٹ کی رعایا ہیں۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ ان کے مذہبی امور میں بھی اسی طرح نگہداشت کرے۔ جس طرح ہندوؤں یا دوسرے مذاہب کے لوگوں کی اسے کرنی چاہئے۔ پس اگر ہندو اس وقت مسلمانوں سے قانوناً گائے کے ذبح کرنے کو چھڑانے کی کوشش کرینگے تو ناکامی ہوگی۔ کہ اسکے خلاف مسلمانوں کی صدائے احتجاج پر گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی۔ اور ہندو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکینگے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ ہندو صاحبان جو میدان سیاست کے خوب ماہر اور ہندوؤں کے زبردست لیڈر ہیں۔ موجودہ حالات میں ہندوؤں کو یہی مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ابھی اس سوال کو نہ چھیڑا جائے۔ کیونکہ اس کے حل کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اس وقت تک کے لئے اٹھا رکھا جائے۔ جب تک کہ سیلف گورنمنٹ نہ حاصل ہو جائے چنانچہ ناگپور میں کانگریس کے بہلو بہلو دسمبر کے آخری ایام میں گئو کانفرنس کا جو جلسہ ہوا۔ اسمیں لالہ لاجپت رائے صاحب نے بحیثیت صدر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"جب تک سوراجیہ (سیلف گورنمنٹ) حاصل نہیں ہوتا۔ تب تک گئو رکھشا کا سوال ہمیں سوچنا نہ

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ زیادہ ہوشیار اور زیرک ہندو نہ صرف خود یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی یہی سمجھا رہے ہیں کہ گائے کی حفاظت کا سوال اس وقت تک طے نہیں ہو سکتا۔ جب تک سیلف گورنمنٹ حاصل نہ ہو جائے۔ اور سیلف گورنمنٹ کمیں نہ ہے جو کانگریس شروع سے زیر پایہ گورنمنٹ برطانیہ کو دیتی رہی ہے۔ بلکہ وہ جو ناگپور کے جلسہ میں ہی تجویز کی گئی ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ سے کسی قسم کا تعلق اور واسطہ نہ رہے۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے صاحب نے ہی مندرجہ ذیل کی حسب ذیل قرارداد کی تائید میں کہ

"تمام جائز اور پرامن طریق کے ذریعہ حصول سوراج ہندوستانیوں کا منتہائے مقصد ہے"

تقریر کرتے ہوئے جہاں پرامن طریق کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ:۔

"میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جن کے یقین کے مطابق یہ ہر قوم کا جبلی حق ہے کہ حسب موقع ایک جابر اور مطلق العنان حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کی جائے" (زمیندار یکم جنوری

وہاں سوراج کی ضرورت اور اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"ہندوستان کو کسی برطانوی مدبر پر بھروسہ نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایسی آزاد حکومت ملے جو ہماری خواہشات کے مطابق ہو"

پھر اسی تقریر میں بیان کیا کہ:۔

"ہمیں کامل آزادی دے دی جائے۔ ہم برطانیہ کے زیر نگین رہنا ہرگز پسند نہیں کرتے"

یہ ہے وہ سوراجیہ جو ہندو صاحبان حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جس کے حاصل ہو جانے کے بعد وہ گائے کے ذبح کرنے کے سوال کو حل کر سکینگے۔ کیونکہ اسوقت نہ انہیں کوئی پوچھنے والا ہوگا۔ اور نہ کسی کی مجال ہوگی اور ان کی کثرت کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اس کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اگر جبر و تشدد کریں گے

اُن کی سُننے والا نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سیف گورنمنٹ ملنے پر برادران وطن مُسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا مُسلمان کسی سوراجیہ کے حصول کے لئے ہندوؤں کا ساتھ دے رہے تھے۔

جس وقت تک ہندو مُسلمانوں میں مذہبی رواداری پیدا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے مذہبی احساسات کا خیال نہ رکھیں۔ اس وقت تک سیلف گورنمنٹ کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کی بجائے سخت مشکلات کا باعث ہوگی۔ اور افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مذہبی رواداری کی تاحال بہت کمی ہے جیسا کہ آئندہ دن کے واقعات اور حالات سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

لندن میں مسجد ہو

اس عنوان سے روزنامہ پیسہ اخبار ۱۲ رجنوری ۱۹۲۱ء لکھتا ہے اور لندن میں ہو کہ:۔

"پیرس میں ایک مسجد تعمیر ہونے والی ہے۔ کیونکہ انگلستان کی طرح فرانس کے ماتحت بھی بہت سی مُسلمان رعایا آباد ہے۔ لیکن فرانس کی مُسلمان رعایا کے مقابلہ میں انگلستان کی مُسلمان رعایا بہت زیادہ ہے۔ جو دس کروڑ سے کم نہ ہوگی۔ فرانس کی مُسلمان رعایا تیرہ کروڑ بھی مشکل ہوگی۔ مگر اسپر بھی گورنمنٹ فرانس پانچ لاکھ فرانک اب اس مسجد کی تعمیر پر خرچ کریگی۔ اور ڈیڑھ لاکھ فرانک مسلمانان الجیریا۔ مراکش اور ٹیونس سے لیکر لگائیگی۔ لنڈن میں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے انگلستان کو کم از کم اس سے پانچ گنا زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ"

افسوس ہے کہ مُسلمان مسجد بنانے کے لئے بھی گورنمنٹ کی طرف نظر رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ فرانس اگر مسجد بنانے لگی ہے۔ تو اچھا کام ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ برطانیہ نہیں بناتی۔ تو مجرم نہیں۔ کیونکہ اس کا فرض نہیں۔ فرض تو مُسلمانوں کا ہے۔ لیکن ان میں یہ شوق کہاں؟ جب مُسلمان دوسروں کی مدد پر بھروسہ کئے رہینگے۔ کچھ نہیں کر سکینگے۔ ضرورت ہے۔ کہ وہ خود کچھ کرنا شروع کریں۔ مگر مُسلمانوں کا نشان ہیں خود مسجد بنانا تو الگ رہا۔ جماعت احمدیہ جو بنانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حالانکہ احمدی حکومت تو کیا کسی مُسلمان حکومت والے سے بھی بڑے کے متمنی نہیں ہیں۔ وہ صرف خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسجد بنانا چاہتے ہیں۔

کیا ہم برطانیہ پرست ہیں؟

زمیندار کے سابق ایڈیٹر مسٹر ظفر علی خان نے ہمیشہ بے وجہ سلسلہ حقہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلی کی اور ہمیشہ مُنہ کی کھائی۔ اب ان کے نقش قدم پر چلتا ہوا موجودہ ایڈیٹر زمیندار تمام حلال ہونے کے لئے کبھی کسی عالم کا کمنہ ہو کہ اور کبھی خود امام جماعت احمدیہ کے خلاف بے ہودہ سرائی کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ ۱۴ جنوری کے زمیندار میں "کھاری بولی کا بابو لالہ" کے عنوان سے مولوی بشیر الدین احمد خلف مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی کو بُرا بھلا کہتے ہوئے ان کے ساتھ ہمارے اسم کا ذکر بھی کیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"آپ (مولوی بشیر الدین احمد دہلوی) کا کیا قصور ہے اس نام کے اکثر آدمی برطانیہ پرست واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ دوسری مثال قادیان میں موجود ہے" مولوی بشیر الدین احمد دہلوی۔ کے متعلق زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا جواب وہ خود دے سکتے ہیں۔ ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر نام کی کسی قدر مشابہت کی وجہ سے "زمیندار" کو اس حملہ کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ تو غالباً وہ یہی حق بابو زمیندار کے متعلق ان کے کسی ہم نام کو سامنے رکھ کر استعمال کرنے کے لئے بھی تیار ہے جناب قاضی سراج الدین احمد صاحب کا نام زمیندار کو خوب اچھی طرح معلوم ہے۔ چونکہ ان کو برطانیہ پرست سمجھنے میں بھی زمیندار کو کوئی شک نہیں۔ اسلئے کیا وہ یہ لکھنے کے لئے تیار ہے کہ:۔

یہ آپ (قاضی سراج الدین احمد صاحب) کا ہی قصور ہے۔ جن کے اکثر آدمی برطانیہ پرست واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ دوسری مثال ... میں موجود تھی؟

ہم نام کی مشابہت کی وجہ سے صفات کی مشابہت کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص میں جو بات پائی جائے۔ وہ اس نام کے دوسرے شخص میں ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن زمیندار اس کا قائل ہے۔ اسلئے اسے مذکورہ بالا الفاظ کو درست قرار دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔

اب ہی یہ بات کہ امام جماعت احمدیہ "برطانیہ پرست" ہیں یہ الزام کوئی ایسا شخص آپ پر ہرگز نہیں لگا سکتا جسے صداقت اور راست بازی سے کچھ بھی حصہ ملا ہو۔ اور جس نے آپ کی ان تحریروں کو پڑھا ہو۔ جو گورنمنٹ کے متعلق آپ نے قلم بند فرمائی ہیں۔ یہاں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی اس تقریر سے جو آپ نے جماعت احمدیہ کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر فرمائی چند اقتباسات درج کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم پر تو گورنمنٹ کا کوئی خاص احسان ہے کہ ہم اسکی خوشامد کریں کوئی بھی نہیں۔ دنیا کی کوئی حکومت نہیں جو ہمارا سر اپنی طاقت اور قوت کے زور سے اپنے آگے جھکا سکے۔ ہمارا سر کسی دنیاوی طاقت کے آگے کبھی نہیں جھک سکتا اگر جھکتا ہے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے آگے ہی جھکتا ہے۔ چونکہ ہمیں خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس حکومت میں رہیں۔ اس میں امن قائم رکھیں اور فتنہ نہ پھیلائیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ کی وفاداری کرتے ہیں۔ نہ کہ گورنمنٹ سے کوئی فائدہ اور نفع حاصل کرنے کی غرض سے۔ اگر ہمیں گورنمنٹ دُکھ بھی دیگی۔ تو پھر بھی ہم وفاداری کرینگے۔ اور جب تک اسکے علاقہ میں رہینگے۔ فتنہ و فساد کی طرف قدم نہ اُٹھائینگے۔ خواہ وہ ہم پر ظلم ہی کیوں نہ کرے اور ہمیں دُکھ ہی کیوں نہ دے۔ اگر ایسی حالت ہو جائے۔ کہ ہمارا کسی علاقہ میں رہنا مشکل ہو جائے تو بھی ہم ملک میں فساد نہیں کرینگے بلکہ اسکے ملک کو چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے جائینگے پس ہم خوشامدی نہیں وہ لوگ جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں اور خود بہادر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے زیادہ بڑی ہیں اور ہم نے ہمیشہ عمل سے دکھا دیا ہے۔ کہ جہاں ہمیں دین کے معاملہ میں جانوں اور مالوں کا خطرہ دیکھا ہے۔ وہاں ہم نے کبھی کوئی پروا نہیں کی"

یہ چند اقتباسات ہم نے نقل کئے ہیں۔ ورنہ ہم کہ ہر ایک سمجھدار انسان ...

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کے متعلق سوال اور اس کا جواب

(۱)

ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنی زندگی کے آخری سال ایسی گمنامی اور کس مپرسی کی حالت میں بسر کئے کہ عوام کی یاد سے بالکل اتر گیا۔ لیکن اس کی موت کے اعلان نے بعض لوگوں کو اس کی طرف پھر متوجہ کر دیا ہے۔ اور وہ اس کے متعلق سوال کرنے لگے ہیں۔ جیسے ہی ایک شخص نے دریافت کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت ۳۲۱ و ۳۲۲ میں ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"یہ وہ مقدر ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بالجزم یہ پیشگوئی ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اسکی مدد کریگا"

چونکہ ڈاکٹر مذکور کی پیشگوئی مرزا صاحب کی وفات کے متعلق ہے۔ اور مرزا صاحب اس پیشگوئی کے متعلق اپنی صفوات میں یہ فیصلہ دیتے ہیں:۔

"مگر خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اور خدا اسکو ہلاک کریگا اور میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا"

اسکے متعلق سوال ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب سچے تھے۔ تو انکی وفات ڈاکٹر صاحب کے بعد واقع ہوتی۔ لیکن مرزا صاحب پہلے فوت ہو گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کے بعد میں۔ تو سچا کون ہوا؟

ڈاکٹر کے الہامات

قبل اسکے کہ میں اس سوال کا جواب لکھوں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم اور اسکے الہامات کے متعلق کچھ لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ سو ناظرین کو واضح رہے۔ کہ مرتد ہونے سے پہلے یہ شخص ۱۰ سال تک حضرت مسیح موعود کے مریدین میں شامل رہا۔ اور حضرت مسیح موعود کے صادق و راست باز ہونے پر اپنے الہامات و خوابات بھی بیان کرتا رہا۔

ڈاکٹر کے مرتد ہونے کی وجہ

اسکے مرتد ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے بعض ایسے عقائد اختراع کئے جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف تھے۔ جیسے کہ ان عقائد میں سے ایک اس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ نجات پانے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا جائے بلکہ اسکے بغیر بھی نجات ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ذکر الحکیم کے مقابلہ کے اس خط میں لکھا ہے۔ جو ڈاکٹر نے حضرت مسیح موعود کی طرف لکھا تھا کہ:۔

"تمام قرآن مجید حمد آہی سے گونج رہا ہے۔ اور توحید و تقدیس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ تمہارا یہ ماننے کو کہ پیغمبر اگر کہیں (خدا نے قرآن میں) لکھا ہو۔ تو وہ آیت بتلائی ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا۔ کہ تمام دنیا میں جس قدر موحد خدا پرست اور نیک بندے ہیں۔ وہ سب کے سب جہنمی ہیں۔ جب تک مجھ پر ایمان نہ لائیں"

اس پر حضرت مسیح موعود نے اس کی طرف خط لکھا اور سمجھایا کہ یہ عقیدہ ٹھیک نہیں ہے۔ مگر اس نے اس کا جواب دیا۔

"کہ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اتباع محمدی نجات کا آسان رستہ ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ اس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان (محمد صلعم) کے ہی تابع ہو گئے" (الذکر الحکیم ص ۱۸ حاشیہ)

پھر حاشیہ ص ۹ میں لکھا۔

"یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خدا پرست اور نیک چلن ہیں۔ اگر مجھ کو نہیں مانینگے۔ تو نجات نہیں پائینگے"

جب خدا کے پیارے مسیح نے دیکھا کہ اس کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اور روز بروز شوخی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اور عقائد فاسدہ کو نہیں چھوڑتا تو آپ نے ۳ مئی ۱۹۰۶ء کو اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کرنے کا حسب ذیل اعلان کیا:۔

"میں اپنی جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ عبدالحکیم سے بکلی قطع تعلق کریں۔ اسکے ساتھ ہرگز ملاقات نہ رکھیں"

اس اعلان کو پڑھکر ڈاکٹر مذکور آگ بگولا ہو گیا۔ بجائے اسکے کہ اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرتا۔ اور زیادہ بگڑ گیا۔ اور حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کرنے شروع کئے۔ اور پہلے سے زیادہ بدفعلی اور دشنام دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

عبدالحکیم کا ایک اعتراض اور اس کی مشابہت

سب سے بڑا اعتراض جو اس نے حضرت مسیح موعود پر کیا۔ وہ مال کے متعلق تھا۔ کہ لوگوں سے روپے لیتے ہیں۔ اور جس طرح چاہتے ہیں۔ خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی کتب میں بہت جگہ یہی واویلا کیا ہے۔ جیسے کہ الذکر الحکیم ص ۲ کے صفحہ ۵۳ و ۵۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۵ و ۴۰ و ۴۳ و ۸۳ و ۸۴ وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ اپنی کتابوں کے شایع کرنے کے لئے چندے جمع کرتے ہیں۔ اور جس طرح ہو سکتا ہے۔ مکر و فریب کر کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں۔ اور اسے جس طرح چاہتے ہیں۔ جا و بیجا صرف کرتے ہیں۔ کوئی حساب وغیرہ نہیں۔

ایسا اعتراض نبی کریم پر پہلے ہو چکا ہے۔

ناظرین یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں۔ بلکہ ہمیشہ انبیاء پر ان کے مخالفین ایسے اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نبی کریم پر بھی یہ الزام لگایا گیا تھا۔ کہ آپ مال کو تقسیم کرنے میں عدل نہیں کرتے۔ جیسے حدیث مسلم اور بخاری میں وارد ہے

عن جابر ابن عبداللہ قال اتی رجل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالجعرانۃ منصرفہ من حنین وفی ثوب بلال فضۃ ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقبض منہا یعطی الناس فقال یا محمد اعدل قال ویلک ومن یعدل اذا لم اکن اعدل لقد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل. فقال عمر ابن الخطاب دعنی یا رسول اللہ فاقتل ھذا المنافق فقال معاذ اللہ ان یتحدث الناس انی اقتل اصحابی ان ھذا واصحابہ یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون منہ کما یمرق السھم من الرمیۃ۔

(مسلم جلد ۱ مطبوعہ مصر ص ۲۹۱)

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جبکہ آپ حنین سے واپس آرہے تھے۔ جعرانہ میں ملا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی۔ اور آپ اس کی تقسیم کر رہے تھے۔ تو اس شخص نے کہا اے محمد انصاف کر۔ یہ تقسیم ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر ہلاکت ہو۔ اگر میں عدل نہیں کرتا تو اور کون عدل کریگا اگر میں عدل نہیں کرتا۔ تو میں ضرور خائب و خاسر ہونگا حضرت عمر نے فرمایا۔ اے رسول اللہ آپ اجازت دیں تو میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ مگر آپ نے اجازت اس وجہ سے نہ دی۔ کہ لوگ باتیں کرینگے۔ کہ یہ اپنے ساتھیوں کو مارتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ اور اس کے اصحاب ایسے ہونگے۔ کہ قرآن کو پڑھینگے۔ لیکن وہ ان کی انسلیوں سے نیچے نہیں اتریگا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائینگے۔ جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ مرسلین من اللہ پر اعتراض ہوتے چلے آئے ہیں۔ پس ڈاکٹر عبدالحکیم بھی اس شخص کی طرح جس نے آنحضرت پر اعتراض کیا تھا۔ اعتراض کرکے دین سے علیحدہ ہو گیا۔

ایک شبہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ جب ڈاکٹر صاحب ۱۰ سال تک جماعت احمدیہ کے مخلصین میں شمار ہوتے رہے۔ تو اتنی مدت کے بعد ان کا مرتد ہونا ضرور واقعات صحیحہ پر مبنی ہوگا۔ اور ان کے سوالات بجا ہونگے۔ جن کی بنا پر انہوں نے ارتداد اختیار کیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کی ایک مرتد سے مشابہت واضح رہے۔ کہ یہ قیاس بالکل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص سلسلہ سے ارتداد اختیار کرتے ہیں۔ وہ کسی دنیاوی طمع یا اپنی بڑائی اور عظمت یا اور کسی دنیاوی غرض کے لئے ارتداد اختیار کرتے ہیں اور جن وجوہ کی بنا پر وہ ارتداد اختیار کیا کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ثابت کرتے۔ اس کی ایک مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۶ و تفسیر علامہ ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۶ و روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۴۸

روی الکلبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کان یکتب هذه الآیات لرسول الله فلما انتهی الی قوله تعالی ثم انشأناه خلقا آخر عجب من ذلك فقال فتبارك الله احسن الخالقین. فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم اکتب فهکذا نزلت فشك عبدالله وقال ان کان محمد صادقا فانه یوحی الی کما یوحی الیه وان کان کاذبا فلا خیر فی دینه فهرب الی مکة وارتد

کلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ آیات لکھتا تھا۔ آپ جب ثم انشأناہ خلقا آخر پر پہنچے۔ تو آپ بہت تعجب کیا۔ اللہ تبارک اللہ احسن الخالقین کہا نبی کریم نے حکم دیا کہ اس کو لکھ لو۔ اسی طرح آیت نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ نے شک کیا اور کہا کہ اگر محمد صادق ہو اس چیز میں جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ تو مجھ پر بھی ویسی ہی وحی ہوتی ہے۔ جیسے آپ پر۔ اور اگر کاذب ہے۔ تو اس کے دین میں کوئی بھلائی نہیں۔ یہ خیال کرکے وہ مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور مرتد ہو گیا۔

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والا جو آپ کا کاتب وحی تھا۔ وہ بھی ڈاکٹر عبدالحکیم کی طرح یہ خیال کرکے کہ مجھ پر وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نازل ہوتی ہے۔ مرتد ہو جاتا ہے۔ کیا اس کے ارتداد سے یہ نتیجہ آتا ہے۔ کہ اس کی وجہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ اور نعوذ باللہ آنحضرت کو مفتری قرار دیا جائے۔

مرتد بٹالوی کے الہامات شیطانی ہیں اب میں مرتد بٹالوی کے الہامات کی قلعی کھولتا ہوں کہ وہ واقعہ میں الہام ہیں یا شیطانی وساوس ہیں۔ اور اس کے اپنے دل کے پراگندہ خیالات ہیں۔ پہلے تو میں قرآن مجید سے بتاتا ہوں کہ اسکے الہامات خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ شیطانی وساوس ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین. تنزل علی کل افاك اثیم یلقون السمع واکثرهم کاذبون (الشعراء ع ۱۱)

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن پر اترتے ہیں وہ ہر ایک جھوٹ باندھنے والے گنہگار پر اترتے ہیں۔ وہ اپنے کانوں کو لگاتے ہیں اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہیں

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے شیطانی وساوس کی دو علامتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ منزل علیہ پر عمل اور گنہگار ہوتے ہیں دوسری یہ کہ ان کی اکثر باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ دو علامتیں ڈاکٹر عبدالحکیم میں پائی جاتی ہیں یا نہیں پہلی علامت کو تو ڈاکٹر عبدالحکیم خود تسلیم کرتا ہے۔ کہ میں بدعمل تھا۔ جیسا کہ وہ الذکر الحکیم کے صفحہ پر یوں لکھتا ہے:۔

"جب مجھ سے گنہگار اور بے عمل انسان کو مرزا جیسے رویا۔ صادقہ آنہ اور الہامات صحیحہ ہوتے ہیں پھر مرزا کیسے ان کی بناء پر نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا"

ظاہر ہے۔ کہ مجرم ملزم اظہاری ہے۔ کہ وہ اتیم ہے اور اپنے آپ کو گنہگاروں میں شامل سمجھتا ہے۔ اور اتاک ہونا بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ اس نے مسیح موعود پر جھوٹے الزامات قائم کئے ہیں۔ جیسے کہ مال کے متعلق پہلے بتایا جا چکا ہے اور دوسری علامت یہ کہ اکثر باتیں اس سے جھوٹی ہوتی ہیں۔ اسکے چند ثبوت ہم دیتے ہیں کہ مرتد بٹالوی نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے متعلق پیشگوئی کرنے میں کس طرح جھوٹ کی طرح ڈالی ہے۔ دیکھو فیصلہ غائب و خاسر ہوا۔

خاکسار:۔ جلال الدین (مولوی فاضل) قادیان

ضرورت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تبلیغ کیواسطے چند کتابوں کی ضرورت ہے جو کتابیں ہیں۔ اگر بعض اصحاب ایثار کریں اور ہمیں بھیجدیں تو انشاء اللہ ثواب پائیں گے +

اول:۔ رسالہ انگریزی متعلق ڈاکٹر ڈوئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ہے +

دوم:۔ انگریزی رسالہ The Crucifixion by an Eye Witness.

سوم:۔ رسالہ انگریزی Unknown Life of Jesus Christ.

(ہدایت) پیکٹ مضبوط ہو۔ پتہ اوپر انگریزی میں لکھا جاوے نیز لکھا جاوے کہ پیکٹ کے اندر بھی ڈالا جائے اور پیکٹ پر تار تحریر دانگی لکھ دیا جاوے +

خاکسار:۔ ناظر اعلیٰ قادیان

کیا حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں؟

ایک صاحب نے مولوی سید ممتاز علی صاحب [illegible] کو لکھا کہ میرے بھائی فرماتے ہیں۔ آسمان کچھ نہیں۔ صرف نگاہ کی کمزوری ہے۔ میں آپ سے دریافت کرتی ہوں کہ کیا یہ سچ ہے یا غلط؟ اگر سچ ہے۔ تو پھر انبیاء کہاں رہتے ہیں۔ اور بہشت اور دوزخ کہاں ہیں۔

اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے بہشت اور دوزخ کو چھوڑ کر آسمان کے متعلق تو یہ لکھا کہ "آسمان کوئی چیز اور ٹھوس چیز نہیں۔ ورنہ جو چیز صریحاً سامنے موجود ہو۔ اس کا کون انکار کر سکتا ہے۔" اور خدا کے آسمان پر ہونے کی نسبت ایک نئی بات لکھی۔ کہ "خدا میاں کی ذات ایسی انوکھی ہے کہ اس کے لئے زمان و مکان یعنی وقت اور جگہ کی ضرورت نہیں۔ نہ کبھی کوئی جگہ نہیں رہتا۔ نہ سب جگہ ہے۔ اس نے فرمایا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یعنی ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں۔ کہ اس کی جان بھی اتنی قریب نہیں جس وہ اگر آسمان پر ہوتا۔ تو اس قدر قریب کس طرح ہوتا۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔" یہ سب کو معلوم ہے ہے۔ کہ زمین گول ہے۔ اور اس کے چاروں طرف آسمان گھرا ہوا ہے۔ اور زمین پر ہر طرف آبادی بھی ہے جس پر آسمان ہمارے سر پر ہے۔ وہ امریکہ والوں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور جو آسمان امریکہ والوں کے سر پر ہے۔ وہ ہمارے پاؤں کی طرف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ معاذ اللہ آسمان پر ہو۔ تو وہ یا تو ہمارے پاؤں کے نیچے ہو گا یا امریکہ والوں کے۔"

ان دونوں باتوں سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک خدا تعالیٰ آسمان پر نہیں۔ کیونکہ اگر خدا آسمان پر ہو۔ تو نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی آیت درست نہیں رہتی۔ اور دوسرے چونکہ زمین گول ہے۔ اور آسمان اس کے چاروں طرف گھرا ہوا ہے۔ اور زمین کے ہر طرف آبادی ہے۔ اسلئے اگر اللہ تعالیٰ آسمان پر ہو۔ تو وہ یا تو ہمارے پاؤں کے نیچے ہو گا یا امریکہ والوں کے۔ گویا خدا کے آسمان پر ہونے کی وجہ سے اس کی بے ادبی ہو گی۔

اب میں ان باتوں کو پیش کر کے ان لوگوں سے جو حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر مانتے ہیں۔ یہ پوچھتی ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ سچ مچ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ تو کیا ان کی اس طرح بے ادبی نہیں ہوتی۔ کہ کبھی وہ نعوذ باللہ ہمارے پاؤں کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور کبھی امریکہ والوں کے نیچے۔

جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب نے آسمان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کے متعلق بھی بالکل فیصلہ کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے لکھ دیا ہے کہ خدا تعالیٰ آسمان پر نہیں۔ جب خدا تعالیٰ آسمان پر نہیں۔ اور اس کا آسمان پر ہونا قرآن کریم کی آیت نحن اقرب الیہ من حبل الورید کے خلاف ہے۔ تو پھر حضرت عیسیٰ آسمان پر کیسے چلے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید آسمان خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے لئے ہی بنایا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو تو کبھی حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔

دیکھو اب قرآن شریف میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور قرآن کریم ہی تو ہے جس میں قرآن شریف میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اسمیں آسمان پر اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن غیر احمدی مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ چونکہ خدا نے کہا ہے کہ میں عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھاؤنگا اور خدا آسمان پر ہے۔ اسلئے خدا نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اسکے رد میں اور بہت سی دلیلیں ہیں۔ لیکن میں اس وقت صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ خدا جب خود آسمان پر نہیں۔ جیسا کہ مولوی سید ممتاز علی صاحب نے لکھا ہے۔ تو پھر حضرت عیسیٰ آسمان پر کیسے چلے گئے؟

وہ لوگ جو اپنی باتوں کے مقابلہ میں قرآن شریف کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہہ دینگے۔ کہ ہم مولوی ممتاز علی صاحب کی بات کو نہیں مانتے۔ خدا آسمان پر ہی ہے۔ اور آسمان پر ہی خدا نے حضرت عیسیٰ کو اٹھا لیا ہے۔ مگر کیا وہ اپنی بھی نہیں سوچتے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو ضرور ہی آسمان پر لے جانا تھا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جاتا جو سب نبیوں کے سردار تھے۔ اور سب نبیوں پر جن کو فضیلت حاصل تھی۔ کیا ان سے زیادہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر جانے کا حق تھا۔ افسوس لوگوں کے دلوں میں رسول کریم کی محبت نہیں رہی۔ ورنہ کیا یہ ممکن تھا کہ آپ کی محبت کے ہوتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ تو فوت ہو کر زمین میں دفن ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ ابھی تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہوں۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ وہ ہرگز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوے کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ اسی طرح فوت ہو گئے ہیں جیسے اور نبی فوت ہوتے چلے آئے۔ لیکن غیر احمدی مولوی کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور پھر دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ یہ کیسی بچی بات ہے۔ کیا خدا تعالیٰ زمین و آسمان نہیں بنا سکتا۔ جو اس نے ان کو بنا رکھا ہے۔ کہ جب دنیا میں نبی کی ضرورت پیش آوے گی تو ان کو بھیج دونگا۔ کیونکہ میں اور تو بنا نہیں سکتا۔

پہلا نبی ایک مثال لکھتی ہوں۔ دیکھو جو نبی ہوتا ہے وہ ایک وقت کے لئے ہوتا ہے۔ ایک وقت کے لئے ہی بھیجا جاتا ہے۔ لیکن جو پیر ہوتا ہے وہ ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ وقت کے وقت تازہ تیار کر سکتا ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ آج کل کے مولویوں کی ایسی حالت ہو گئی ہے۔ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو ایک فقیر کی طاقت سے بھی زیادہ حقیر کر رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اور خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولدے۔ اور وہ دیکھ لیں کہ خدا کا نبی جو آیا تھا وہ آگیا اور جنہوں نے اسکو مانا وہ دنیا کی آگ سے بھی اور آخرت کی آگ سے بھی بچ گئے۔ اور ان پر خدا کی برکتیں نازل ہونے لگیں۔ اور جنہوں نے خدا کے نبی کا انکار کیا۔ وہ ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ والسلام

خاکسار

ا ج ---

از قادیان دار الامان

نبی یا محدث

از مولوی محمد علی صاحب (ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ نبی یا محدث میں مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کے مضمون امکان نبوت میں ثبوت تشریحی کا لفظ ۱۹۱۴ء کا ذکر کیا ہے۔ ناظرین مولوی محمد احسن صاحب کے مضمون کو پڑھ جائیں۔ اس میں یہ لکھا ہے ؎

"کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء گذرے وہ تمام اس نبوت بشارت نبوت غیر تشریعی کے ساتھ ممتاز کئے گئے۔ کیونکہ نبوت احکام کی نیل سرکار صلعم پر ختم ہو گئی تھی۔ ۱۹۱۴ء سے نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی کا ہر گز ہر گز مزید سلسلہ نہیں۔ تمام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اس کی مثبت ہیں۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت کے بعد جس قدر انبیاء ہوئے وہ غیر شارع ہی تھے"

یہ خلاصہ ہے سید صاحب کے مضمون کا جو مولوی محمد علی صاحب کے مذہب کو باطل ٹھیراتا ہے۔ نیز مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے بمقام دہلی نبوت غیر تشریعی سے انکار کیا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کس طریق حصول نبوت سے انکار کیا ہے اور کس وہبی نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور یہ بھی خوب معلوم ہے۔ کہ مکفرین نے کن باتوں کو مدنظر رکھ کر فتویٰ کفر دیا تھا۔ فتویٰ مکفرین کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے زیادہ الزام مکفرین نے حضرت مسیح موعودؑ پر لگائے۔ ایک الزام کی نسبت مکفرین لکھتے ہیں:۔

"اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی۔ یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں۔ اول یہ کہ ہر چند قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی لکھدیا ہے۔ کہ اس نبوت کا دوسرا ہم معنی ہے۔ ؎ ؎ ؎ پہلے عذر کا جواب یہ ہے۔ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے۔ کہ میں نبوت کا اس کو دعویٰ ہے۔ اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اسی محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی ہے۔ مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں۔ اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے۔ کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ اس کا اعلان توضیح مرام ۲۷۷ جس سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ آپ کے نزدیک محدث کے وہی معنی اور اس کی وہی حقیقت ہے۔ جو نبی کے معنی اور حقیقت ہے۔ ؎ ؎ ؎ اس دعویٰ ؎ کرنے کا زمانہ آئندہ آپ کی نسبت کوئی گمان نہ کرے۔ تو وہی نبوت تھی اور جزئی (جس کے اب آپ برطانی ہیں۔ آپ کے دجال ہونے کے لئے کافی دلیل ہے۔ نصوص مذکورہ صاف فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرے (خواہ ہی کیوں نہ کہلاتا ہو) وہ دجال وکذاب ہے۔ ص ۷۶ نشان ۱۰ فتویٰ مکفرین"

اس تحریر نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مکفرین کے فتویٰ کی بناء محدثیت کے معنے اور اس کی حقیقت کی تشریح پر ہے۔ سو نہ تو ہم کو ان معنی اور اس کی تشریح سے انکار ہوا ہے۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی انکار کیا ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت غیر تشریعی سے انکار کیا ہے۔ باطل ثابت ہوتا ہے۔

آخر پر میرا یہ مطالبہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ۱۹۰۸ء تک جماعت کے کسی ایک فرد کی تحریر سلسلہ کے اخباروں میں دکھادیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ غیر نبی تھے۔ اور ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ۱۹۰۸ء تک جماعت احمدیہ کا یہ مذہب تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ امتی نبی۔ مجازی نبی۔ ہر دو نبی غیر شریعت مہدیہ کے تھے۔ فقط۔

الراقم محمد سیف الدین المحمدی۔ باقی سکرٹری احمدیہ انجمن

نظم

نہ ہو

(از جناب منشی عبدالخالق صاحب۔ سکرٹری انجمن احمدیہ مظفر نگر)

عقل دی ہے تجھے اللہ نے نادان نہ ہو
ہوش کر پھر خطا جانکے انجان نہ ہو

مان لے بات مری منکر قرآن نہ ہو
کر کے تکذیب کہیں دیکھ پشیمان نہ ہو

کیا مسلمان ہے گر عاشق قرآن نہ ہو
نور و لطف و عطا حضرت رحمان نہ ہو

دل وہ قصبہ ہے کہ جس دل میں ستر دھیان نہ ہو
خانہ ویران ہے وہ جسمیں تو سمان نہ ہو

ہے تمنا اگر پھر بھی ہے تلاش نقیر
دل کے گنجینہ میں گر دولت ایمان نہ ہو

یاد عشق سے لبریز ہو تلب مضطر
سینہ صد چاک ہو پر چاک گریبان نہ ہو

درد دل۔ سوز جگر آہ و بکا جوش جنوں
چشم پرنم ہو مگر شکوۂ ہجران نہ ہو

ریش ہے جبہ و دستار و عمامہ بیش (ران)
مہدیٔ وقت پہ اے شیخ گر ایمان نہ ہو

دیکھ لے گلشن احمدؐ کو اگر تو زاہد
جنت الخلد کی خواہش تجھے آن آن نہ ہو

تیس آیات سے ثابت ہے وفات عیسیٰ
ہم نوا ہو کے مسیحی کا کرشان نہ ہو

سیرے یوسف کو اگر دیکھ لے چشم یعقوب
یاد بھولے سے اے یوسف کنعان نہ ہو

منکر دین خدا ہو کے نہ کیوں خوار و ذلیل
دور از رحمت حق کس لئے شیطان نہ ہو

کیوں نہ محبوب خدا عزت و عظمت پائیں
دشمنوں کے لئے کیوں خانہ ویران نہ ہو

بات یہ ہے کہ بڑے کام کا انجام بُرا
شروع کر کام کو جسمیں پشیمان نہ ہو

خشک باتوں سے نہیں فائدہ عبدالخالق
ساغر قلب میں جب تک مے عرفان نہ ہو

مکتوبات امام

از مرسلہ مکرم جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تائم مقام فسٹرڈاک

نماز نہ پڑھنے پر جرمانہ

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ نماز کی پابندی کرانے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ جو مرد دانستہ نماز باجماعت میں غفلت کرے۔ ایک آنہ جرمانہ ادا کرے۔ اور جو عورت دانستہ نماز میں غفلت کرے وہ دو پیسے ادا کرے۔ جو نماز جمعہ میں دانستہ غفلت کرے۔ اس سے چار آنہ جرمانہ لئے جائیں۔

اسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے لکھوایا ہے۔

"تجویز تو اچھا ہے۔ اور قابل قدر مگر جرمانہ بدعت ہے اس میں مفاسد ہو سکتی ہے۔ جس کے ادا کرنے میں اگر کسی قسم کی سستی ہو جائے۔ تو خود بھی اسپر جرمانہ کرے۔ نماز کی غفلت روح کی قربانی سے دور ہو سکتی ہے۔ پیسوں کی قربانی سے نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تارک نماز باجماعت کے متعلق یہی فرمایا ہے۔ کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ایسے شخص کا گھر جلا دوں۔ کجا یہ کہ کل نماز کا تارک ہو۔ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور ہر ایک نماز اس کی جماعت سے رہ جاتی ہے۔ اور اس کے لئے سخت دکھ اور صدمہ کا باعث نہیں ہوتی۔ اس شخص کے دل میں درحقیقت اسلام داخل ہی نہیں۔ اس کا علاج ظاہری علاج نصیحت ہے اور خط ہے۔ اور باطنی علاج دعا ہے۔ جو اس سے بھی نہ سمجھے۔ خلیفہ وقت سے اجازت لیکر اسے اپنی جماعت سے الگ سمجھنا چاہیئے۔ نماز اسلام کا ایک رکن ہے۔ فوج میں لنگڑے آدمی نہیں رکھے جاتے۔

والسلام

مصائب آنے کا باعث

بلائیں اور مصیبتیں دو ہی وجہ سے آیا کرتی ہیں یا نبیوں کے انکار سے یا شریعت کے انکار سے جبکہ اسکے ساتھ ظلم بھی شامل ہو۔ انکار شریعت سے کبھی عذاب نہیں آتا۔ ان علاقوں کے لوگ احمدی ہوئے۔ احمدی ہو کر انھوں نے آپس میں تفرقہ کیا۔ چھوٹے چھوٹے معاملات میں فساد کو ایسا طول دیا کہ سمجھدار انسان شرما گئے۔ ان کی سمجھ میں بات نہ آئی۔ ابھی کیا ہوا ہے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ابتدائے عشق میں رونا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب تک کہ اس علاقہ کے احمدی کہلانیوالے لوگ جھگڑوں اور لڑائیوں کو ترک نہیں کرینگے۔ ان کے سر سے یہ مصیبتیں بھی نہیں ٹلینگی۔ اس علاقہ کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو کافر کہہ کر اور بڑے بڑے چندے دیکر تمام ذمہ داریوں سے بچ گئے ہیں۔ نہ دوسروں کو کافر کہہ کر وہ خدا کو خوش کر سکینگے۔ اور نہ چندوں میں دوسری جماعتوں سے بڑھکر۔ جب تک وہ اخلاق نہیں سیکھیں گے۔ اور شورش نہیں چھوڑینگے۔ اللہ تعالیٰ کا سلوک ان سے نہیں بدلیگا۔ خدا تعالیٰ درندوں کے ہاتھ میں اختیار نہیں دیتا۔

میرا یہ خط دوسروں کو بھی سنا دیں۔

تزکیۂ روحانی سلسلہ میں داخل ہونے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا ہے۔ کہ میں تا حال احمدیت سے مشرف نہیں ہوا۔ مگر اس فرقہ میں شامل ہونے کی آرزو مدت سے بے چین کر رہی ہے۔ میری اس فرقہ میں تا حال شامل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں مدت سے افعال شنیعہ کا مرتکب واقع ہوں۔ اور ان افعال کی موجودگی میں سلسلہ احمدیہ جیسے پاک مذہب کو اختیار کرنے میں اس کو دھبہ نہیں لگانا چاہتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جواب دیا کہ۔

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی شخص علانیہ احکام شریعت کو توڑتا ہے۔ اور اپنے طریق کو ترک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو بیشک ایسے شخص کا سلسلہ میں داخل ہونا اس کا سلسلہ کو بدنام کرنا ہے۔ لیکن اگر اس میں یہ نیت رکھتا ہو۔ کہ وہ اپنے گناہوں کے چھوڑنے کی پوری کوشش کریگا۔ اور علی الاعلان شریعت کے احکام کی ہتک نہیں کرتا۔ تو پھر اس کو اس دن کی انتظار میں بیعت نہ کرنا جس دن وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جائے۔ ایک وہم ہے کیونکہ اگر روحانی سلسلوں سے بالکل بہرہ کر بھی کوئی شخص کسی طور پر پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے تو پھر ان سلسلوں کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ روحانی سلسلوں کے تین کام ہوتے ہیں۔ ایک تزکیہ۔ اور ایک تقدیس۔ اگر انہیں سے ایک حصہ بہرہ کر بھی حاصل ہو سکتا ہے تو دوسرا بھی ہو سکتا ہے پھر اس صورت میں ان کی ضرورت ہی کیا رہ گئی۔ والسلام

ہر ایک احمدی مبلغ بنے

ایک خط کے جواب میں حضور نے لکھوایا ہے۔

"آپ کا خط آیا۔ جہاں تک ہو سکے۔ اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ کرتے رہیں۔ یہاں سے کسی مبلغ کے بھیجے جانے کی انتظار نہ کریں کیونکہ ہر ایک احمدی مبلغ ہے۔ اسلام اپنے ابتدائی زمانہ میں علماء کے ذریعہ نہیں پھیلا۔ جب دل میں جوش ہو تو زبان میں بھی اللہ تعالیٰ برکت دیدیتا ہے۔ دلائل تو ہر زمانہ میں ہوتے ہیں۔ مگر صداقت ہر زمانہ میں نہیں پھیلتی۔ بلکہ اس زمانہ میں پھیلتی ہے کہ جب ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں سوز و گداز ہو۔ اور جو خدا تعالیٰ کی محبت میں بڑھتے بڑھتے اس حد تک ترقی کر جاتے ہیں کہ اس کی مخلوق کی تباہی ان ایک منٹ کیلئے بھی دیکھی نہیں جاتی۔ تب انکے دلوں سے روحانی شعاعیں نکل کر ان کے ساتھ ملنے والوں کے دلوں میں داخل ہوتی ہیں۔ اور بغیر اسکے کہ وہ ایک لفظ بھی کہیں۔ اثر [illegible] دلوں میں اعمال [illegible] ہو جاتے ہیں۔ پس دل میں نئی روح کی ہی ہمدردی [illegible] ہو۔ [illegible]

کلام الامام

استخارہ کس طرح ہوتا ہے

یہ خطبہ نکاح حضور نے ۲۷ دسمبر کو اس وقت پڑھا۔ جلسہ حضور جلسے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔

خطبۂ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

نکاح کے متعلق جو ہدایات ہوتی ہیں۔ ان کا مختصر ذکر مختلف دنوں میں کرتا رہا ہوں۔ چونکہ اب جمعہ کا وقت ہے۔ دوستوں نے واپس جانا ہے۔ اس لئے میں اپنی نصیحتوں کی طرف ان کو جن کے لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ توجہ دلاتا ہوں۔ اور پھر ایک دفعہ اپنی جماعت کو ادھر توجہ کرتا ہوں۔ کہ تم نکاحوں کے معاملات درست کرو۔ آئندہ درستی کے لئے احتیاط اور دعا اور استخارہ سے کام لو۔ تاکہ آپس میں محبت بڑھے۔ اور ہماری نسلیں نیک ہوں۔ دعا سے پہلے کوئی فیصلہ مت کرو۔ بلکہ دعا اور استخارہ کرنے کے بعد اپنی تمام راؤں اور فیصلوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اگر تم فیصلہ کرنے کے بعد دعا اور استخارہ کرو گے۔ تو وہ بابرکت نہیں ہوگا۔ استخارہ اور دعا وہی بابرکت ہوگی۔ جس میں تمہاری رائے اور فیصلہ کا دخل نہ ہو۔ تم خدا کے معاملہ کو چھوڑ دو۔ اور دل اور دماغ کو خالی کر لو۔ اور اس کے حضور میں عرض کرو۔ کہ خدایا۔ جو تیری طرف سے آئے گا۔ وہی ہمارے لئے بابرکت ہوگا۔ اور ہماری بہتری کا موجب ہوگا۔ یہ نصیحت میں پھر خاص طور پر کر دیتا ہوں۔ اس وقت دو نکاح ہیں۔

(۱) فضل الٰہی بنت مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا نکاح ۲۰۰۰ سو روپیہ مہر پر عبد الحمید احمدی پسر کرم بخش جالندھری سے

(۲) خورشید بیگم بنت محمد الدین صاحب کا نکاح ۵۰۰ سو روپیہ مہر پر ظہور الدین دھرم کوٹی سے۔

مولوی عمر الدین صاحب بہت مخلص ہیں اور تبلیغ میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی لڑکی کیلئے بالخصوص دعا کریں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی اور مسئلہ نبوت

صداقت ہر زمانہ میں صداقت ہے۔ اگرچہ ظاہر پرست دنیا اس کی نہ کو نہ پہنچ سکے۔ خدا کے وعدوں کے مطابق مسیح موعود کا نزول ظہور ہو گیا۔ مگر الفاظ پرست ابھی تک آسمان تک دیکھ رہے ہیں۔ مسیح موعود کی تعلیم حقیقی قرآنی تعلیم ہے۔ لیکن محرومیوں کو اس سے نفرت ہے ؎

تہی دستان قسمت راچہ سود از ہمسر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اس کی وجہ صرف خود بینی اور غفلت ہے۔ جو نادانوں کو گستاخی و بے ادبی سکھا کر ہلاکت میں ڈال دیتی ہے ؎

ہمسری با انبیاء برداشتند۔ اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد ۔ کم کسے زاہداں حق آگاہ شد

مسیح موعود کی تشریح فرمودہ قرآنی صداقتیں جدید یا انوکھی نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی نادان ان سے منہ پھیرے ہوئے بھاگے جاتے ہیں ؛

آج ہم تعلیم مسیح موعود کی صداقت کا ایک زبردست گواہ دنیا کے سامنے لاتے ہیں۔ جس کے آگے عموماً تمام اسلامی دنیا اور بالخصوص اہل تصوف سر تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہیں ؛

حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی معنوی عالم اسلام میں ایک عظیم الشان بزرگ ہیں۔ میں نے آپ کی مثنوی معنوی از اوّل تا آخر مطالعہ کی ہے۔ بلکہ سبقاً سبقاً بھی کچھ پڑھی ہے۔ اس مثنوی میں جس قدر احمدیت کی تائید ہے۔ وہ بڑی تفصیل کو چاہتی ہے۔ میں نمونہ کے طور پر بعض ایسی باتیں یہاں بیان کروں گا۔ جو کھلے کھلے اور واضح طریق سے عقائد احمدیہ کے لفظ بہ لفظ مطابق ہیں ؛

اجرائے نبوت کے متعلق غیر احمدی علماء بڑی بڑی بحثیں کرتے ہیں۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں سے مسئلہ کو بہت پیچیدہ بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن مولانا روم اس کو اس قدر واضح اور اتنا صاف طور پر بیان کر دیتے ہیں۔ جس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔ وہ کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں رہنے دیتے۔ فرماتے ہیں ؎

نظیر حق است ذات پاک او ۔ ز و بجو حق را و از دیگر مجو

یعنی انسان کامل جو نظیر حق ہے۔ اس کے ذریعہ سے خدا کی تلاش کرو۔ نہ اور ذرائع سے۔ ؎

بر خیال و حیلہ کم تن تا رہا ۔ کہ فتی وہ کم دہد مختار را

اپنے خیال اور حیلہ و بہانہ پر تکیہ نہ کر۔ کیونکہ خدائے غنی مختار انسان کو بہت کم ہدایت دیتا ہے ؎

مکر کن تا وارہی از مکر خود ۔ مکر کن تا فرو گردی از حسد

(مکر بمعنی تدبیر) یعنی ایسی تدبیر کر کہ تو اپنے نفس کے حسد سے چھٹ جائے۔ اور ایسی تدبیر کر کہ تو حسد سے بچ کر نکل جائے۔ اوپر کے دو شعروں کے درمیان ایک شعر ہے۔ جو مسئلہ ثبوت کو بنص صریح خوب صاف کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے ؎

مکر کن تا رہ دہی سوئے ثبوت ۔ تا نبوت یابی اندر نیکی

نیکی کی راہ میں ایسی تدبیر کر۔ کہ تو اس میں وہ کر نبوت حاصل کرے۔ یہ شعر بہت صاف ہے۔ اور اس میں کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی۔ مولانا صاف طور پر کہتے ہیں۔ اور دنیا کی چوٹ کہتے ہیں۔ کہ نیکی اختیار کرو۔ تاکہ تم امت میں رہ کر نبوت حاصل کر لو۔ اب اس سے زیادہ صاف مضمون کیا ہوگا ؛

تائید مزید شاید بعض لوگوں کو خیال ہو کہ اس شعر کی تشریح گذشتہ شارحین نے کچھ اور کی ہوگی اس لئے ہم وہ حاشیہ کا نوٹ بھی لکھ دیں۔ جو مثنوی کے ساتھ اس شعر کی تشریح کے لئے شارحین نے لکھا ہے۔ جس سے اور بھی ہمارے مقصد کی تائید ہو جاتی ہے۔ اس میں لکھا ہے "تحقیق دریں مقام آنست" یعنی اس شعر کی تحقیق اور اس کی مراد یہ ہے۔ کہ اولاً اگر انبیاء بامور آخر غیر تشریعیہ استند پس ایں نبوت عامہ است و بایں نبوت عامہ اولیاء امتی و سند و ایشان را الانبیاء و الاولیا گویند۔ و بایں انبیاء و اولیاء را لازم است۔ کہ تابع نبی مشرع باشند۔ یعنی اگر تشریعی نبوت ہو۔ تو اس کو نبوت عامہ کہتے ہیں۔ اور اس نبوت پر اولیا پہنچتے ہیں۔ اور ان کو الانبیاء و الاولیا کہتے ہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود نے امتی نبی کے لفظ

ہندوستان کی خبریں

محاصل ریلوے میں غیر معمولی اضافہ شملہ ۱۹ جنوری۔ یکم اپریل ۱۹۲۰ء سے یکم جنوری ۱۹۲۱ء تک ریلوے کی خالص آمدنی سالگذشتہ ۱۹۱۹ء کے اتنے ہی عرصہ کی نسبت دو کروڑ پچاس لاکھ چھیانوے ہزار چار سو ستانوے روپے زیادہ ہے۔

کلکتہ کے کالجوں کا بائیکاٹ کم و بیش دو ہزار طلباء نے کلکتہ اور مضافات کے کالجوں سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اور طلباء کا بیشتر حصہ عدم تعاون کی تحریک کی وسعت میں مصروف ہے۔ کلکتہ کے جن کالجوں سے قطع تعلق کیا گیا ہے۔ وہ آٹھ ہیں ؛

جنوبی افریقہ سے ڈیڑھ سو ہندوستانیوں کی واپسی بمبئی ۱۹ جنوری۔ ایس ایس کارماینیا تحویز واپسی کے ماتحت جو ہندوستانی واپس ہوئے تھے وہ بمبئی پہنچے ہیں۔ پولیس ان کی نگران ہے۔ یہ لوگ قریب وطن کو جائینگے۔ بامعوم یہ مسافر سکھ صوبہ کے باشندے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ان کو بغیر کرایہ کے سفر کی اجازت ملی۔ اور توقع ہے۔ کہ اندرون ملک کیلئے بھی ریل کا کرایہ نہ لیگا۔ جن لوگوں کے پاس روپیہ تھا۔ انہیں ۵۰ پونڈ لینے کی اجازت ملی۔ جس کا بقایا ادا ہونے والا ہے اور جن کے پاس کچھ روپیہ نہ تھا۔ انہیں دو پونڈ ملے ؛

لالہ لاجپت رائے کا پیغام ۱۶ جنوری کے بندے ترم میں لالہ صاحب کا ایک پنجاب کے طلباء کے نام مفصل پیغام پنجاب کے کالجوں کے طلباء کے نام شائع ہوا ہے۔ جس میں لالہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ڈگریوں کی امیدواری سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور کالج چھوڑ دو۔ یونیورسٹی امتحانات کو بائیکاٹ کر دو۔ اور کالجوں کو سونا کر دو۔ اور ایک سال کے لئے اپنی خدمات قوم کو وقف کر دو۔

کولمبو میں طوفان باد و باراں کولمبو ۱۰ جنوری

شنبہ کی شب کو ایک زبردست طوفان آیا۔ تمام شاہراہوں پر پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے درخت اپنی جڑوں سے اکھڑ کر زمین پر آرہے۔ تار کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کئی مکانات تباہ ہو گئے۔ غریب لوگ بے خانماں ہو گئے۔ کئی بار برداری کے جہاز اور دوخانی کشتیاں بالکل لاپتہ گئیں ؛

نونہال کے نئے نائب اور لاہور ۱۷ جنوری۔ لاہور کے غیر مسلم حلقہ انتخاب **میوہ فروش امیدوار** کی جو نشست مسٹر گنپت رائے کے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے خالی ہو گئی ہے۔ اس کے لئے نقید عام پریس کے رائے بہادر لالہ موہن لال اور میونسپلٹی لاہور کے وائس صدر رائے بہادر لالہ رلی رام کے علاوہ لالہ اوتم چند جوام۔ مسٹر خوشحال چند خوانی۔ مسٹر سراب بھی الہ تھوں میوہ فروش امیدوار ہیں ؛

جدید کونسلوں کے وزراء کی تنخواہوں کا سوال الہ آباد ۱۷ جنوری گورنمنٹ آف انڈیا کے مجوزہ بیکٹ کی تنخواہوں کا سوال کی رو سے جدید کونسلوں کے ہر ایک وزیر کی (جو) تنخواہ ہونی چاہیئے۔ جو لیجسلیٹو کونسل کے انتخابی ممبروں کو ملا کرتی ہے۔ وزیر پنڈت راد ھاکانت ملایا نے پیش کیا ہے۔ کہ وہ ممالک متحدہ کی لیجسلیٹو میں ذیل کی قرارداد پیش کرینگے۔ کہ اس کونسل کے خیال میں جدید کونسلوں کے وزراء کو جو تنخواہ ملنی چاہیئے۔ وہ تین ہزار سے کم نہ ہونا چاہیئے ؛

لالہ لاجپت رائے کا خط بنام لالہ ہنسراج صاحب لالہ لاجپت رائے صاحب نے ۱۵ جنوری کے بدیشمار میں لالہ ہنسراج صاحب کے نام کھلی چٹھی لکھی ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ ہم نے گورنمنٹ اور یونیورسٹی کی پسندیدگی حاصل کرنے کی غرض سے بہت عرصہ تک اپنے اصولوں کو چھوڑ دیا ہے اور شری سوامی جی مہاراج کی سپرٹ کو کچل دیا ہے۔ ہمارا صوبہ آپ کی بے نظیر قربانی کا از حد شکور ہے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ ۱۹۰۷ء کے بعد آپ نے سماج اور کالج کی پالیسی کو دوسروں کیلئے ایسا بدل دیا۔ کہ آج اس سے بے نتائج ہمارے سامنے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا۔ نیک نیتی سے کیا۔ کالج اور سماج کے بھلے کیلئے۔ مگر اس کا الٹا اثر ہوا۔ نہ تو سماج اور کالج ہی اپنے اصولوں پر قائم رہے۔ اور نہ گورنمنٹ ہی خوش ہوئی۔ ایسی صورت میں کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔ کہ آپ اپنے ضمیر کی آواز سن کر یا تو لوگوں پر یہ اعلان کریں۔ کہ آپ نے اپنے اصول بدل دیئے۔ اور یا ان اصولوں کے مطابق اور نیز عام رائے کے مطابق کالج کی وجہ سے دیانند کالج کو فوراً یونیورسٹی کے کنٹرول سے نکال کر ایک آزاد دیانند یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل کریں۔ مگر آپ کو یہ اندیشہ ہو۔ کہ آمدنی فیس کی کمی کی وجہ سے اپنے سٹاف کو کم کرنا پڑیگا۔ تو میں یہ گذشتہ دو سال میں جو اوسط آمدنی فیس سے رہی ہے۔ اس سے جس قدر کمی آئندہ دو سال میں واقع ہو گی۔ اس کو پورا کر دونگا ؛

پانیسر کے خلاف درخواست نامنظور دہلی ۱۳ جنوری۔ مسٹر شلور تھ ایڈیشنل جوڈیشل جج نے توہین عدالت کے مقدمہ کے ملزموں کی درخواست جو انہوں نے پانیسر الہ باد انٹیلیجنس گزٹ علیگڈھ اور شرق گورکھپور کے خلاف فوجداری عدالت کے لئے کی تھی نامنظور کر دی ہے ؛

چیف کمشنر سرحد رخصت پر دہلی ۱۳ جنوری۔ صوبہ سرحد کے چیف کمشنر ہیملٹن گرانٹ ماہ مارچ میں رخصت پر جائینگے۔ سیاسی محکمہ کے مشیر بھی ان کی جگہ کام کریں گے ؛

ریاست پٹیالہ میں فوج کی تنخواہ میں ترقی ہز ہائنس مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے سپاہی کی تنخواہ بھاؤ گیارہ کے ۱۷ روپے ماہوار مقرر کر دی ہے۔ اور تین روپے انعام نیک چلنی اس کے علاوہ ہے ؛

نواب کنٹ کے استقبال کی تیاریاں راولپنڈی میں نواب کنٹ کے استقبال کیلئے زور شور سے راولپنڈی میں تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سر کوٹھوں میں سجیے نصب کئے جا رہے ہیں جہاں نواب کنٹ بعد اپنے عہدے کے فوکش ہونگے۔ بیچ لانسیں اس زائد فوج کے ٹھہرانے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ جو نواب کنٹ کی

ممالک غیر کی خبریں

ہمالہ کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش

لندن ۱۰ر جنوری۔ مسٹر جفرا فیکل سوسائٹی کے ایک جلسہ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ہند کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ ہمالیہ کی تحقیقات مہم بھیج سکے۔ کیونکہ سیاسی رکاوٹ دور ہو گئی۔ پیام مسٹر جفرا فیکل سوسائٹی اور الپائن کلب کے متعلق ہے کہ ہمالیہ پر چڑھنے کا کام مشکل ہے۔ مشکلات کو نظر انداز کر کے یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس بلندی پر انسان کہاں تک قائم رہ سکتا ہے۔ پہلے ان راہوں کی تلاش ہوگی۔ جو بلند چوٹی تک بآسانی لے جائیں۔ جماعت تجسس ۱۹۲۱ء میں ہندوستان آئے گی۔ اور سب انتظام ٹھیک کر کے ۱۹۲۲ء میں تبت کی راہ لیگی۔

۶ ہزار بیکار اشخاص

لندن ۱۰ر جنوری۔ کل ایرڈین میں چھ ہزار بیکار لوگ بیکاری کا وظیفہ پانے کو جمع ہوئے۔ وہاں ان کو دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ کئی عورتیں بھوک کی وجہ سے غش کھا کر گر گئیں۔ ایک بالشویکی مقرر نے مشورہ دیا کہ پولیس پر حملہ کرو۔ مگر مجمع نے تیوری بدلے ہوئے لیکچرر صاحب چلدیئے۔

ایران پر موسم بہار میں حملہ ہوگا

خبر ہے کہ بالشویکوں نے ایک لشکر جرار بادکوبہ کی جانب جمع کیا ہے۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت سے موسم بہار میں حملہ کریں۔ ڈیلی میل لکھتا ہے کہ برطانیہ کے مالیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایران کو بالشویک بننے سے روکنے کے لئے ایک بہت ہی خطرناک قسم کی ذمہ داریوں میں پڑنا انتہا درجہ کا پاگل پن ہوگا ایرانیوں کو آپ ضرور مشورہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں۔ اور بالشویکوں کا حشر زیر نظر رکھیں۔ جہاں بالشویکوں نے تمام مسلمان آبادی کو وحشیانہ طریق پر غلام بنا لیا ہے۔

یونان کے لئے خطرہ جدید

لندن ۱۱ر جنوری۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ یونان میں پھر خطرہ کی تجدید ہو گئی ہے۔ موسیو راس کی حکومت کو مال خسارت کے باعث تباہی کا سامنا ہے۔ کاروبار بالکل بند پڑا ہے۔

نہر سویز کا پل گرا دیا جائیگا

لندن ۱۱ر جنوری۔ ہنریٹو کو عبور کرنے کے لئے دوران جنگ میں پل بنایا گیا تھا اسے عنقریب گرا دیا جائیگا اور اس کی جگہ نہر کے نیچے زمین دوز راہ بنایا جائیگا۔

جاپان کا آئندہ سفیر ہندوستان کا حامی

لندن ۱۱ر جنوری۔ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ جاپان کے آئندہ سفیر مقرر ہونے پر ہندوستان کے لوگوں نے مبارکباد دینے کے جو جلسے کئے ہیں ان میں مسٹر ڈسوصوف نے کہا کہ ان کی سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آتی۔ کہ انہیں کیوں آئندہ سفیر منتخب کیا گیا ہے۔ جبکہ انہیں ہندوستان کا علم بھی نہیں۔ آپ صرف ہندوستان اس غرض سے آ رہے ہیں۔ کہ انصاف کریں۔ اور انہیں یقین ہے۔ کہ وہ اس کام میں ناکام نہیں رہ سکتے۔

برطانی وفد کی بریالی

پشاور ۱۴ر جنوری۔ خبر ہے کہ گفت و شنید سے قبل امیر صاحب نے وفد کو استقبال کے لئے بڑھ کر گلے سے لگایا۔ کیا۔ امیر صاحب روشن ضمیر۔ خوش طبع۔ خوشرو جوان ہیں وفد کو کابل میں دیکھ کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ برطانی وفد کی حکومت کابل نے جو عزت و حرمت کی ہے اہل ملک پر اس کا بہت اثر ہوا ہے

ترکوں اور یونانیوں کی آویزش

لندن ۱۱ر جنوری۔ ایشیائے کوچک کے یونانی جنرل سٹاف کی ایک سرکاری اطلاع ترکان اعراد کے خلاف جارحانہ کارروائی کرنے کے علاوہ دو سو ترکی قیدی اور سامان حرب کی ایک مقدار گرفتار کرنے کا بھی دعویٰ کرتی ہے جبکہ سمرنا کے مشرق میں ایک حملہ ہوا۔ اور دشمن کی پوزیشن سے پسپا ہونے پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اور کمپنی کے سیکشن واقعہ بغداد لان پر قبضہ کر لیا گیا۔

فرانسیسی وزارت کا استعفا

لندن ۱۱ر جنوری۔ چونکہ سینٹ نے کثرت رائے سے وزارت کی مال بالیسی سے بداعتمادی ظاہر کی۔ اسلئے وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔

آسٹریا کی حالت زار

لندن ۱۱ر جنوری۔ اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ آسٹریا کی حالت نہایت ہی ابتر ہو گئی ہے۔ اور اب اسے اپنے وسائل و ذرائع پر منحصر بھروسہ نہیں کرنا۔ ۱۵ر جنوری کو آسٹریا پر سپر ڈال دیگا۔ اور اتحادی آقاؤں کے حوالے کر دیگا۔ تاکہ وہ انتظام و انصرام حوالہ کر دیا جائیگا۔

امریکہ میں نہر کی تجویز

لندن ۱۱ر جنوری۔ واشنگٹن کی خبر ہے کہ زیر بحری مسٹر ٹیکنے ایک نئی نہر کی تعمیر کی تحریک کی ہے۔ جو سمندر کے برابر بنایا جائیگا۔ دیگو سے میں ہو کر موجودہ نہر پناما کے سامنے میں نکالی جائیگی۔ زیر بحر صوف نے اس تحریک کی تائید میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ اس سے پندرہ سال بعد نہر پناما دنیا کی تجارتی آمد و رفت کے لئے ناکافی ہوگی۔ مسٹر ٹیکنے نے یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ امریکہ کے جو جہاز ۱۹۲۱ء میں بنکر تیار ہونگے۔ وہ ایک سو پانچ فٹ چوڑے ہونگے۔ اور نہر پناما صرف ایک سو دس فٹ ہی چوڑی ہے۔

آسٹریا میں گرانی اشیاء

لندن ۱۱ر جنوری۔ واشنگٹن کی خبر ہے۔ کہ آسٹریا میں معاشی زندگی کے گراں ہونے کا ثبوت اس امر سے پایا جاتا ہے کہ وہ ہنگ آج سے اس سال کے متعلق تحقیق شروع کر دی ہے۔ پریذیڈنٹ ہیور نے اس موقعہ پر بیان کیا۔ کہ قومی کونسل کے سامنے پارسل کے لئے ایک قانون بدیں منشاء پیش کیا جائیگا۔ کہ جو لوگ گراں فروشی میں ملوث ہیں۔ ان کو پانچ سال کی قید اور پچاس لاکھ کراؤن جرمانہ کیا جائیگا۔ عوام حد درجہ محنت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اشیاء ضروری اشیاء بھی کافی مقدار میں حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تباہ دنام کیا جائے۔ اور غیر ممالک سے بڑے بڑے قرضوں کے ذریعہ پیداوار کو بڑھایا جائے۔ فروری پیشہ جہاز کے نمائندے نے گراں فروشوں کے متعلق کہا کہ ان کو سخت اور لمبی سزا بھی دی جائے۔

فرانسیسی انتہا پسندوں کی شکست

لندن ۱۰ر جنوری۔ پارلیمنٹ فرانس میں جو ممبران خالی ہوئی تھیں انہیں مجلس وزراء کے پانچ ممبر کامیاب ہو گئے۔ انتہا پسندوں کی طرف سے ۱۱ امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان چھپکر مالکان کمیٹی شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر تجھے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | ابلیدوں تو فزاں آئے ہیں پھل لائیں گے دن

الفضل قادیان

جلد ۸ نمبر ۵۵ مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۹ھ

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا (از حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مضامین صفحہ

متعلق ڈاک و اطلاعات

نام مضمون

ایڈیٹر۔ غلام نبی

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔ اور خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔

مجلس مشاورت جس کا ذکر گذشتہ پرچہ میں ہو چکا ہے ۲۰۔۲۱۔۲۲ کو بھی منعقد ہوئی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی فٹبال ٹیم اور کرکٹ کی ٹیم ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں شامل ہونے کے لئے گورداسپور گئی تھی جہاں اس نے خاطر خواہ قابلیت دکھائی۔

موسم ابر آلود ہے۔ اور کبھی وقت تھوڑا تھوڑا نقاطر بھی ہوتا ہے۔ لیکن ابھی کی بارش نہیں ہوئی۔

فارسی نظم

مولانا مولوی عبدالماجد صاحب احمدی پروفیسر کالج بھاگلپور کی وہ نظم جو سالانہ جلسہ پر پڑھی گئی

اے اولوالعزم چہ اعجاز نمایاں کردی
آنچہ شکل بشہاں بود تو آساں کردی

لاجرم فضل عمر مصلح موعود استی
کہ بدور خود اسلام درخشاں کردی

راست آمد ز دعائت خبر ختم رسل
کہ ز مغرب تے طلوع خور تاباں کردی

در جگر گاہ یورپ یعنی زمین لندن
مسجدے دیدے افصیٰ تو ئی سامان کردی

اے امام و خلف صادق مہدی و مسیح
رحمت حق بتو باد اکہ چہ احسان کردی

منکر آل نبی سیرت محمود مکن
ایں حسد چیست کزاں سینہ تو بریاں کردی

پنبہ و سوسہ از گوش بروں کن خواجہ
بشنو آں ذکر کہ سم گفتی و پنہاں کردی

باز بیعت بکن اے خادم قبر و دکتاں
کاچہ کردی تو خطا کردی و عصیاں کردی

...ست سلام زادہ کو ...
...م کہوں تو چوکڑی ...
احمدی نیز غزل نعرہ کا لکھوں تجھ
...ط خوردہ قہم ...

نامہ لنڈن

(فرمودہ سوامی عبد الرحیم صاحب نیر ۲۳ دسمبر ۱۹۱۲ء)

چار نو مسلم

قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ ہفتہ میں ذیل کی سعید ارواح اسلام قبول کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئی ہیں۔

(۱) مس مے کینیڈی (Miss May Kennedy) اسلامی نام زہرہ۔ آپ خاندان صاحب علم خاتون ہے۔ بچپن سے تائب ہو کر اسلام قبول کرتی ہے۔

(۲) مس مارگریٹ ایڈیسن (Miss Margaret Addison) اسلامی نام صالحہ۔ نہایت ذہین اور دیندار عورت ہے۔ پہلوں ہائڈ پارک کا وعظ سنا اور دو ہفتہ تک بائبل کی آیات پیش کرکے مختلف سوالات کرتی رہی۔ اور پادریوں سے تسلی چاہی۔ مگر آخر شرح اللہ نے اسے توفیق بخشی کہ وہ اسلام میں داخل ہوئی اور اب کہتی ہے کہ میرے قلب کو پورے طور پر اطمینان ہو گیا ہے۔

(۳) مسز لے رائٹ (Mrs. Wright) اسلامی نام امۃ الرحمٰن۔ ایک اعلیٰ طبقہ کی تعلیم یافتہ خاتون ہے۔ راسخ ہونے کے لئے تیار تھی۔ مگر اب اسلام قبول کرکے خیالات میں تبدیلی کر رہی ہے۔ کہتی ہے کہ میرا نام رؤیا میں "احمدان" دکھایا گیا ہے۔ اسی نام سے مجھے پکارا جائے۔

(۴) مسز سی۔ جیمز جی (Mrs. C. James) اسلامی نام خالدہ۔ بنگالی۔ علی خاندان اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ خواتین میں۔ عراق میں ایڈیٹر بیٹوں انگریز سے شادی ہوئی۔ آپ نے ان کا اخلاص کرکے ... اور بہ طیب خاطر اسلام کے ... اور سندھ ستان کی آئندہ ... قبول اسلام میں ... بتلائے ہیں۔

ان کے علاوہ ایک اور ہندو خاتون نے اسلام ... گریجوایٹ احمدی ہونے ہیں سب کی درخواستیں بیعت بہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوا دی گئی ہیں۔

کرم دین

مدرسہ احمدیہ کا سابق طالب علم کرم دین ہمارے امام فیکر ایک جماعت کی طور پر جرمنی ہو لنڈن پہونچ گیا ہے۔ اور وقت بتنے پاس ہو رہا ہے۔ اس بچارے کو انگریزی نہیں آتی ہے۔ ایک ہندوستانی خاتون نے دریافت کیا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اس نے جواب دیا:

To make a christian Muslim. تم سب کو مسلمان کرنے کے لئے۔

احباب خاص دعا فرماویں کہ یہ نوجوان یہاں آگیا ہے خدا اسکے لئے کوئی سامان پیدا کر دے۔ کیونکہ اس طرح آجانا بہت خطرات سے پر ہے۔

پیغام چوہدری مولا بخش صاحب

اخویم چوہدری مولا بخش صاحب سابق سٹیشن ماسٹر لدھیانہ حال وارد لنڈن بخیریت لنڈن پہونچ گئے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کا مدعا تبلیغ اسلام کے علاوہ تعلیم ہے۔ آپ کی اہلیہ بوجہ اس کے جو ایک سال درجہ کی تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کو مدرسہ عالیہ کی بہتری کا درد اور تبلیغ حق کا جوش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے۔ احباب دعا فرماویں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

میرا سفر ناگجیریا

اس عاجز کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم آیا ہے۔ کہ میں مولوی مبارک علی صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی کی جگہ مغربی افریقہ میں تبلیغ حق کے لئے جاؤں۔ اور میں اس حکم کی تعمیل میں اپنا چارج مولوی مبارک علی صاحب کو دے رہا ہوں۔ احباب اس ناتوان نالائق ضعیف خادم مسیح موعود کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ میں انشاء اللہ ۱۷ فروری کو

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

فاکسار۔ (غلام محمد ولد امام الدین صاحب احمدی قوم راجپوت ساکن قادیان) کا نکاح ۲۱ دسمبر ۱۹۱۲ء کو بعوض ... روپیہ بوقت ... بعد نماز ظہر بمکان ... بمقام قادیان بعقد ... صاحب ولد ... صاحب ... بخط خود ...

غلام فاطمہ بنت چوہدری رحیم خان صاحب احمدی راجپوت ساکن قادیان کا نکاح ۲۱ دسمبر ۱۹۱۲ء کو بعوض ... روپیہ بوقت ... بعد نماز ظہر بمکان ... بمقام قادیان بعقد ... صاحب ولد ... صاحب ... بخط خود ...

فاکسار غلام احمد (مولوی فاضل) قادیان۔

(۳) برادر حقیقی اور والدہ صاحبہ اس یوم سے بیمار ہیں احباب خاص دعا فرماویں کہ خداوند کریم جلد ان کو صحت بخشے۔ فقیر خاکسار بخش احمدی

نماز جنازہ

عزیز سردار محمد ... المرحوم ... جنوری ۱۹۱۳ء کو بقضاء الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ ... ہے۔ چراغ الدین احمدی از گکھڑ وال۔ (۲) عبد اللہ الہ دی

سے سلسلہ عالیہ کی طرف ... سے ... سے سیاہ ... کی طرف ... ہیں ... سے کہ ... سے وہ ... سے ... سے اطلاعیں۔ اور اپنی ... کا یقین دلائیں ... کہ جنت کے لئے ابھی ... بدستور ... ہوگا۔

ہندوستان کی خبریں

کونسل آف سٹیٹ کے دہلی ۱۰ جنوری ۔ ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر رائے بھادر نے کونسل سے کارروائی شروع کرنے سے پہلے کونسل آف سٹیٹ کے ۱۰ ممبران کی رخصت کا اعلان کیا ۔ ان ممبران (ایسمبلی) کے نام یہ ہیں ۔ اسلام ۔ ممبار (مدراس) اسٹیٹ ۔ ن (ایسمبلی) خان بہادر ایس اسلام ۔ ممبار (مدراس) ایسمبلی ۔ ن (ایسمبلی) خان بہادر ایس

ممالک غیر کی خبریں

شورش ایرلینڈ

کارک میں شورش ... جنوری ... گذشتہ ... کے
... کے ... ہوا ... شورش ... تک ...
... کے ... کے ... کے ...
... کے ... کے ... کے ...
... ہوئے ... ایک ... ہوا ... دو ... زخمی ...
شہری مجروح ہوئے ... کے علاوہ ... اور ... ہوئیں۔

انڈمان میں کالے قیدیوں سے نئی زیادتی

لندن ۱۵ جنوری ... ڈیلی ... کا ... انڈمان ...
... کے ... کے ... کے ...
... کے ... کے ... کے ...
... کے ... کے ... کے

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر جوش ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیارہ تبلیغی جہاز سے ہیں روانہ ہونے والے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسکو قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (امام حضرت مسیح موعود

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر — کاروباری امور متعلق خط وکتابت بنام مینجر صاحب

ایڈیٹر:- غلام نبی — اسسٹنٹ مینجر محمد خان صاحب

نمبر ۹ جلد ۸ — مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء — سابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ — پیشہ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزانہ ڈائری

حضرت خلیفۃ المسیح کی گفتگو سنسکرت کے ایک مشہور عالم سے

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۱۲ جنوری کو پنڈت راجا رام صاحب سنسکرت پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور نے مسجد اقصیٰ میں درس قرآن کریم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ملاقات کی۔ اور تھوڑی دیر تک گفتگو بھی ہوئی۔

خواجہ کمال الدین صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ چند دن کی رخصت پر گئے ہیں۔ ان کی جگہ مکرم مولانا سید سرور شاہ صاحب محدث جنرل سکرٹری کام کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزانہ ڈائری

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر بھروسہ کرتے ہوئے ارادہ کیا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی روزانہ ڈائری جس میں شمار حقائق اور معارف ہوتے ہیں اور جن سے ساری جماعت بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ باقاعدہ مرتب کرکے اخبار میں شائع کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ چونکہ یہ کام بہت مشکل اور بہت بڑی ذمہ واری کا کام ہے لہٰذا اس وقت تک جبکہ دماغی اور زبانی کمزوری سے ہی اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوگی بھی اسے جس حد تک ہو سکے بہتر ہے کہ خاص طور پر دعا فرمائی کہ خدا تعالیٰ اس کام کے کرنے والوں کو خود اپنی طرف سے بہترین بدلہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوم یہ بھی عرض ہے کہ انسان مرکب من الخطا والنسیان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے بھائیوں اور بزرگ استادوں کو معائب فرمائیں اور اپنی

[illegible] سے ان کی اصلاح کی [illegible] دیں۔

سوم یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ [illegible] جو پرچہ کی آمدنی ہوگی [illegible] اور سوائے اس کے جس کے متعلق [illegible] جا کریگا کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ سے [illegible] ل جانی ہے بغیر نظر ثانی کے شائع کی جائیگی [illegible] کوئی بات ہمارے علم نہیں ہے ایسی [illegible] تاریخ [illegible] ان کی تمام تر ذمہ واری ہم پر ہوگی۔

(ایڈیٹر و اسسٹنٹ ایڈیٹر)

(۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کی گفتگو سنسکرت کے ایک مشہور عالم سے

سنسکرت کے مشہور فاضل پنڈت راجا رام صاحب پروفیسر [illegible] ڈی اے وی کالج لاہور نے [illegible] کی بابت گفتگو کی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الفضل

قادیان دارالامان ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء

مولوی ثناء اللہ کذاب

مولوی ثناء اللہ صاحب کو [illegible] کی چالبازیوں اور [illegible] سے [illegible] دوانے والوں ان کی [illegible] اور نہیں خبر [illegible] ناقی ہیں۔

[illegible] ایک جھوٹ کہہ [illegible] تھے۔ اور [illegible] وہ [illegible] کہلانے کے [illegible] خدا کی شان وہ مولوی ثناء اللہ جس کا وقیرہ ہے کہ جائز بات لینے کے لئے دروغ۔ دہوکہ دغا جیسے ہتھیار استعمال کرنے سے کام لینے والا نہ ہوتا وہ مولوی ثناء اللہ آج کل یہ ہے۔ اس کا ایک دفعہ جھوٹ پکڑے جانے سے ہزارہا لوگوں میں پھیلا ہوا وہ کذاب ثابت ہو گیا۔ اور وہ مولوی ثناء اللہ جس کا عقیدہ ہے کہ قرآن کا کوئی حکم قرآن سے بھی منسوخ ہو سکتا ہے۔ اور درد گو میں اگلے اور وہ صاف شرعیہ ہیں۔ تو وہ ایسا [illegible] ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے متعلق نہایت دیدہ دلیری سے اپنے [illegible] پرچہ میں لکھتا ہے کہ ان کے ہاں جھوٹ کوئی چیز نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور چور کو تو ان کو دنیا کی مثل کی اور کیا تصدیق ہوتی۔ ہم تو جھوٹ کو جھوٹ ہی سمجھتے ہیں۔ اور اس کو استعمال میں لانے والے کو کذاب کہتے ہیں۔ وہاں اس شخص کے نزدیک جھوٹ کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible]

نے بیان دیا تھا۔ نمبر۔ تاریخ اجرا۔ تاریخ فیصلہ نام مجسٹریٹ۔ غرضکہ سب کچھ درج کر۔ بلکہ وہ الفاظ پیش کر دئے۔ جو ہم نے اپنے پہلے مضمون میں درج کئے تھے۔ جب یہ ثبوت دیا گیا۔ تو مولوی صاحب نے اعتراف تو کیا دیا تھا۔ ایسے خاموش ہوئے کہ اس کے متعلق ایک لفظ نہ لکھ سکے۔ اور اس طرح الفضل نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ اور جس کو ثابت کرنے کا مطالبہ انہوں نے بڑے زور شور سے کیا تھا۔ اسے درست اور صحیح تسلیم کر لیا۔ لیکن یہ اعتراف ان کی خاموشی سے ہی ثابت نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے علی الاعلان اقرار کر لیا۔

چنانچہ چند ہی دن ہوئے۔ پیغام کے ایک مضمون میں ان کے متعلق جب وہی الفاظ نقل کئے گئے۔ جو ہم نے درج کئے تھے۔ اور "الفضل" سے نیکر ہی نقل کئے گئے۔ تو مولوی ثناء اللہ نے دردِ نگور اے حافظ نباشد کا پورا پورا مصداق بنکر وہ سب بات کو بھول کر کہ چند ہی دن پہلے وہ کیا لکھ چکے ہیں۔ لکھا کہ۔ "پیغام نے جو میرے الفاظ نقل کئے ہیں۔ وہ بالکل صاف ہیں مگر نتیجہ جو نکالا ہے۔ وہ دیانت و شرم سے بالاتر ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ میں نے شہادت میں کہا ہے اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا جائے اور ہزاروں میں پھیلایا گیا ہے۔ اور دروغگو حجاب ساز بہتان۔ افتراء باندھنے والا ایک معنی سے متقی ہے۔ بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو"

ان الفاظ کی صحت کا میں قائل ہوں۔ مگر قادیانیوں نے چونکہ علم دین کے علاوہ علوم آلیہ کو بھی جواب دے رکھا ہے۔ اسلئے یہ لوگ ان الفاظ کی تحقیق جانتے ہیں ہاں گے" اور اپنے بیان کی تاویل یہ کی کہ

"میں نے علم صرف کے مطابق جواب دیا۔ کیونکہ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور ایک دفعہ فعل کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ ان اگر وہ مجھ سے یہ پوچھتے کہ ایک دفعہ جھوٹ بولنے والا کاذب ہے یا نہیں تو میں جواب دیتا ہے شک ہے" (اہلحدیث ۱۷ دسمبر ۱۹۳۱ء)

اس بات سے قطع نظر کرکے کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے الفاظ کی جو تاویل کی ہے۔ وہ درست ہے یا غلط؟ ہم یہ پوچھتے ہیں۔ کہ اب انہوں نے جن الفاظ کو "میرے الفاظ" کہہ کر درج کیا ہے۔ اور جن کے متعلق انہیں صاف اعتراف ہے کہ "ان الفاظ کی صحت کا میں قائل ہوں" کا یہ عنوان بھی الفاظ "الفضل" نے ۲۰ اگست والے پرچہ کے مضمون میں درج نہیں کئے تھے۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی بیہودہ سرائی کی تھی۔ اور بڑے زور و شور سے ان الفاظ کو ثابت کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ہم الفضل کے ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء کے مضمون کا وہ حصہ جس کے متعلق ہم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ ابتداء میں نقل کر آئے ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے جن الفاظ کو اپنے الفاظ قرار دیا اور ان کی صحت کا اعتراف کیا۔ وہ بھی اوپر لکھ آئے ہیں۔ ان کا الفضل کے مضمون سے مقابلہ کرکے ناظرین کرام دیکھیں۔ کہ جن الفاظ کا اقرار کیا گیا ہے۔ پہلے الفضل کے پیش کرنے پر کس چالبازی سے ان کا انکار کر دیا گیا۔ اور کتنے زور سے ان کو ثابت کرنے کے لئے "الفضل" سے مطالبہ کیا۔

لیکن اب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ الفاظ انہی کے ہیں۔ اور بالکل درست ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ پہلے جب مولوی صاحب نے ان الفاظ کے ثبوت کا مطالبہ کیا تھا۔ اسوقت وہ جانتے نہ تھے۔ کہ کبھی ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ اور بعد میں انہیں معلوم ہو گیا ہرگز نہیں۔ وہ پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ الفضل نے جو الفاظ پیش کئے ہیں۔ وہ انہی کے ہیں۔ لیکن چونکہ ساتھ حوالہ نہ تھا۔ اس لئے انکار کرتے ہوئے ثبوت کا مطالبہ کر دیا۔ اور ساتھ الزام بھی رکھ دیا۔ اس سے بڑھ کر دیانت کی اور دھوکہ ہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک بات کا جانتے بوجھتے انکار کر دیا جائے۔

ناظرین خود فرما دیں۔ یہ اس شخص کی حالت ہے۔ جو اپنی سوانحیت اور دینداری کے گھمنڈ میں احمدیت کا سب سے بڑا دشمن کہلاتا ہے۔ اور بانی سلسلہ احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے متعلق آئے دن بیہودہ سرائی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کیا اگر ہمیں ذرہ بھی دیانتداری کا مادہ ہو تو ہمارے مقابلہ میں اس قسم کے دھوکہ اور فریب سے کام لے۔ کاش لوگ اس مولوی علم فضل کی اس قسم کی کارروائیوں کی بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ احمدیت کا ایسا دشمن جو کسی قسم کا انسان ہے

اہلحدیث کی ایک اور غلط بیانی

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا طرز عمل جس قدر امانت اور دیانت سے گرا ہوا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کوئی خیر خواہ کیسی ہی غلط اور بیہودا جھوٹ کیوں نہ ہو۔ اگر ان تک پہنچ جائے۔ تو وہ اسے صحت شائع کر دیتے ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو بری سمجھتے ہوئے صرف خبر پہنچانے والے پر اس کی ساری ذمہ داری ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ کیا بلحاظ مذہب اور کیا بلحاظ اخلاق ان کا فرض ہے۔ کہ جو اطلاع انہیں ہمارے خلاف پہنچے۔ اسے خود کر کے صحیح ہونے کی تحقیقات کرنے کے بعد شائع کریں۔ نہ کہ ہر ایک خبیث کے غلط جھوٹے اور بیہودہ سے کی خصوصیت کو قابل اعتبار قرار دیتے ہوئے بھی درج کر دیا کریں۔ اور پھر سمجھ لیں۔ کہ اس کی ذمہ داری صرف بھیجنے والے پر ہی پڑیگی۔ انہیں اس سے بالکل بری الذمہ سمجھا جائیگا۔ کیا اگر ہم ان کے بچپن کے ایسے حالات جن سے اوائل عمر کی اوباشانہ زندگی کا ثبوت ملتا ہو۔ کسی کے لکھے ہوئے شائع کر دیں۔ تو حاضر ذمہ دار نہیں نہیں سمجھیں گے۔ اور ہم پر تو ایسی ذمہ داری ہو گی۔ یا اگر ہم کسی کی پہنچائی ہوئی یہ خبر شائع کر دیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ ولد الزنا ہیں۔ ان کے باپ کا کوئی پتہ نہیں چلتا وغیرہ وغیرہ تو وہ ہمیں معذور سمجھیں گے۔ ہم تو ایسی خبروں کا درج کرنا جس سے کسی انسان کی ذات یا کام پر خطرناک حملہ ہوتا ہو۔ بغیر تصدیق اور تحقیق کے ایک ناجائز فعل سمجھتے ہیں۔ اور جو ایسا کرے اسے بھی ناجائز سمجھتے ہیں لیکن مولوی ثناء اللہ جو اس بات کو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ بتائیں۔ کہ انہیں تو اس قسم کی خبروں کے درج کرنے پر جن کا نمونہ ہم نے اوپر پیش کیا ہے۔ کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اگر اعتراض ہوگا۔ تو وہ کیوں آئے دن ہمارے خلاف ایسی خبریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ جن کی صحت کا ذمہ دار صرف بھیجنے والوں کو قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھتے ہیں۔

حال میں انہوں نے "سید احمد فتوحی" کے نام سے امام جماعت احمدیہ کے متعلق جو ناپاک الزام شائع کیا

حضرت منشی گلاب دین صاحب مرحوم کے سوانح حیات

دفتر میں ایک مفصل سوانح عمری حضرت مرحوم کی حالات کے متعلق آپ کے بیٹے منشی محمد دین صاحب حسن نے لکھ کر بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے حالات اور واقعات کے ساتھ ساتھ بعض ضروری ہدایات بھی تحریر فرمائی ہیں۔ ہم انہیں چھوڑ کر اس مضمون کو اپنے الفاظ میں ذیل کرتے ہیں۔ منشی صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے والد مولوی گلاب الدین صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی حضرت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے بارے میں بلکہ یہ کہنے کو آپ ہستوں مانے جاتے تھے۔ آپ کی فارسی دانی اور ادبیت کا اعتراف کیا جاتا تھا۔ مجالس محرم و عاشورہ میں سوز خوانی اور نجی اللفظ شہیر شعراء کے مراثی اور اپنے مصنفات بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام چودھری شرف الدین تھا۔ آپ قوم میں سب سے پہلے آپ نے مڈل اور ٹاپل کے امتحان پاس کر کے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ آپ کو تعلیم و سوال سے خاص دلچسپی تھی۔ اس لئے مدرسہ کی تعلیم کے علاوہ اپنے مکان پر مستورات کو قرآن شریف اور دیگر کتب دینی اردو و فارسی پڑھاتے تھے۔ ایک وقت میں آپ کو رہتاس کے زنانہ مدرسہ میں مدرس مقرر کیا گیا۔ ضلع جہلم میں یہ پہلا سکول تھا جس سے بہت سی پڑھی لکھی لڑکیاں بجا زنانہ مدارس میں معلمات بنائی گئیں۔ ایک زمانہ دراز کے بعد جب زنانہ معلمات کا انتظام ہو گیا۔ تو آپ کی خدمات مردانہ مدارس کی طرف منتقل کی گئیں۔ افسران بالا نے آپ کے کام کو ہمیشہ اچھا لکھا۔ اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ آپ کی ملازمت کا زمانہ قریباً پچاس برس ہے۔ اور ضلع ہذا کا ہر ایک مدرس مرد ہو یا عورت یا تو آپ کا براہ راست شاگرد ہے یا شاگرد در شاگرد۔

آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ شاعری و ادب احادیث و تفاسیر اور تصوف کی کتب اکثر مطالعہ میں رہتی تھیں۔ قرآن کریم کے تراجم حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت شاہ رفیع الدین آپ کے مطالعہ میں ابتداء سے رہے۔ تصوف میں ایک ہدایت اور منطق الطیر اور حضرت امام حسین کی تعزیہ داری و فاقت اور حضرت [illegible] آپ کی عزیز کتابیں تھیں۔ [illegible] کے علاوہ مکمل سیالکوٹی تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقریباً پانسو سے زائد نسخہ موجود ہیں۔ آپ نے [illegible] کے غزلی قصیدے ہر قسم کا کلام لکھا۔ اور [illegible] کا کلام آپکا ذوق جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے زبان پر لکھا۔ یہ تمام کلام "کلیات گلاب" میں جمع شدہ بہت سے مطبوعہ میرے پاس موجود ہے۔ آپ کو لکھنے کے شوق کا اور ہندی کے مقولے لکھنے کا شوق تھا۔ ایک خط آیا ہندی دوہرے میں لکھا ہوا تھا۔ جو اس سے لوگوں نے بات پیت کرنا چاہی مگر خاموش رہا۔ آپ نے جواب میں یوں خطاب کیا:۔

ایک گھڑی یا آدھ گھڑی یا آدھی کا بھی آدھ
اپنی نگت صاحب کی کٹے کوٹ اپرادھ

اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کے مقبول بندے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا بھی گناہ کو دور کرتا ہے اس پر وہ فقیر باتیں کرنے لگا۔ آپ ہر مذہب کے جلسوں خطوں میں جاتے اور سنتے تھے۔ علماء و فضلاء کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ بغرض استفادہ حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح اول رضؓ) کے پاس بھوں حاضر ہوئے۔ آپ نے عربی کی تعلیم کچھ خود شوق سے۔ کچھ مولانا برہان الدین مرحوم جہلمی سے حاصل کی تھی۔ دین کی خدمت بلا معاوضہ ہمیشہ کرتے تھے۔ چنانچہ جہاں کی مسجد میں اذان دیتے اور امامت کرتے تھے۔ مسجد کو ادنیٰ حالت سے درست کرا کر عمدہ بنوایا۔

آپ کے ایک نہایت متقی شاگرد سید غلام حسین شاہ مرحوم نے جو جہلم کی کچہری میں ملازم تھے۔ آپ کو ایک اشتہار اور دو کتابیں حضرت مسیح موعود کی مطالعہ کے لئے بھیجیں کہ غور سے ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ مصنف کس شان کا شخص ہے۔ اثناء مطالعہ میں آپ جب یہاں پہنچے۔ کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح کی آمد ثانی بالنزول سے مسیح ناصری ابن مریم اسرائیلی نبی کا آسمان پر بجسد عنصری جانا اور صدیوں کے بعد حضرت خیر الرسل خاتم النبیین کی خیر امت کی اصلاح کے لئے آنا مراد ہے۔ سراسر غلط اور قرآن شریف کی تعلیم صحیحہ کے سخت خلاف ہے چونکہ آبائی عقیدہ اس کے خلاف رکھتے تھے۔ اور اس کا دفعۃً چھوڑنا مشکل تھا۔ اسلئے آپ اپنے ایک دوست میاں اللہ دتا کے پاس گئے۔ جو ناخواندہ ہونے کے باوجود ذہین دانا اور نیک بخت انسان تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ مقام تعجب نہیں۔ بلکہ اس شخص کے راست بازی کی دلیل ہے۔ جو مورثی غلطیوں کو درست کرنا چاہتا ہے۔ آپ صبر سے کام لیں کہ کہیں جلدی سے باعث صادق کا انکار نہ ہو جائے۔ اسپر آپ کچھ عرصہ خاموش رہے۔ پھر ۱۸۹۳ء میں حضرت اقدسؑ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ آپ کا نمبر کتاب مبایعین میں ۳۵۲ تھا اور آپ کے دوست کا ۳۵۶۔ قبولیت بیعت کے لئے حضرت اقدس نے حسب ذیل خط انہیں لکھا تھا:۔

مضمون خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی منشی گلاب الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ موازی ۴ر [illegible] پہنچ گئے۔ اور آپ کا نام کتاب مبایعین میں درج کیا گیا ہے۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع رکھیں۔ اور حتی الوسع اس کے حکموں کو بجا لاتے رہیں۔ بیعت کنندوں کے [illegible] میں آپ کا نام ہے۔ والسلام

۸ر ستمبر ۱۸۹۳ء خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بیعت کے بعد آپ میں بہت قوت پیدا ہو گئی۔ امر حق کی تبلیغ اپنے احباب کو کرنا شروع کی۔ بعض تو ان سے الگ ہو گئے۔ اور بعض باتیں سنتے رہے۔ ابھی چونکہ ابتداء تھی۔ اسلئے [illegible] آپ کو مجبور کیا کہ شہ [illegible]

میں آپ مرتبہ ان کو سنائیں۔ اسلئے مجبوراً آپ نے اس وقت ایک آدھ دفعہ ان کی مجالس میں مرثیہ پڑھے۔ آخر ان کی فرمائشوں سے بچنے کے لئے محرم میں قادیان کا سفر اختیار کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بڑی خوشی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ان کی آمد پر ظاہر کی۔ قادیان سے واپس آنے کے بعد پھر کبھی شیعوں کی کسی مجلس میں شریک نہ ہوئے۔

اپریل ۱۹۱۹ء میں آپ کو چھ سو روپیہ سرکاری طور پر انعام ملا۔ مدت مدید سے آپ کے جسم میں چینی کا مادہ تھا۔ جون ۱۹۲۰ء میں اس نے شدت پکڑی اور تکلیف بڑھ گئی۔ جس سے نومبر تک بستر پر رہے۔ اور بیماری کی شدت میں شکوہ و شکایت کی بجائے سبحان اللہ۔ الحمد للہ آپ کی زبان پر رہتا تھا۔ حضرت اقدس کے فرمان الوصیت کی تعمیل ہوش و حواس میں خود کی۔ ساتھ جہلم سے اسسٹنٹ سرجن کو لایا۔ انہوں نے جلد ہی پچکاری سے دوائی داخل کی۔ پھر آپ کو جہلم ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ ۱۳ نومبر سے ۲۲ تک حالت اچھی رہی ۲۳ کو دفعتہً حالت نازک ہو گئی۔ اور اسی روز دن کے تین بجے آپ کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ جہاں سے آپ کا جہلم اور ریہاس کے احباب کے ذریعہ جنازہ ریہاس میں آیا۔ اور مولوی عبد المغنی صاحب پسر مولانا برہان الدین صاحب مرحوم نے جنازہ پڑھا۔ قلعہ ریہاس کے دروازہ خواص خانی کے باہر آپ دفن کئے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

احباب کی توجہ کے قابل

دفتر میں غرباء قادیان اور احمدیوں اور تعلق رکھنے والے غیر احمدیوں کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ لیکن ہوتا خانہ کے فنڈ میں اسقدر گنجائش نہیں ہوتی کہ ان کی درخواستوں پر غور کی جا سکے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس فنڈ کو وسیع کیا جائے۔ اس سے پہلے بھی احباب کی توجہ کی گئی تھی۔ اور اس قسم کے اشتہار جاری کئے گئے تھے۔ لیکن چند احباب کے سوا اس طرف توجہ نہیں کی گئی اگر احباب تھوڑی تھوڑی رقم بھیجکر اس فنڈ میں کچھ روپیہ جمع کر دیں تو کئی متلاشیان حق کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور کئی غریب طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اس فنڈ کے متعلق ایک خاص تجویز پیش کیجائی ہے

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۰ء)

سال نو مبارک

برادران! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کی محنتوں میں برکت دے۔ آپ کے ارادوں کو کامیابی کا تاج پہنائے۔ اور آپ کو دینی و دنیوی اموال سے مالا مال کرے۔ آمین۔

میں ۱۹۲۱ء میں آخری خط لکھنے وقت ۱۹۲۰ء کے لئے آپ کو دعاؤں کے ساتھ سلام کہا و عرض کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ جس طرح پچھلے سال گذشتہ میں آپنے نہ صرف لنڈن مسجد کی زمین خرید کی ہے۔ بلکہ امریکہ میں بھی ایک اہم مشن قائم کر دیا ہے۔ اسی طرح سال نو میں آپ نہ صرف براعظم سیاہ یعنی افریقہ میں پیام مسیح کی شمع روشن ہو جائیگی بلکہ دنیا کے اور ممالک کی طرف بھی آپ کی توجہ ہو گی۔ انشاء اللہ

پس احباب کرام! مسافر نیر کی طرف سے سال نو مبارک۔

میرا سفر اور درخواست دعا

میں انشاء اللہ حسب ارشاد امام واجب الاطاعت پیشوائے جماعت احمدیہ مغربی افریقہ کی طرف لورپول سے ۲ فروری ۱۹۲۱ء کو جہاز ایسی (باقی صفحہ ۲ کالم ۲ پر)

سب لوگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ خدا کے لئے غافل نہ ہوں۔ خوب دعا کریں۔ بہت کریں۔ تبھی مقصد و نشان کی خبریں اور قادیان کے اخبارات دو ماہ بعد ملا کریں گے۔ اس لئے روحانی تعلقات کی تار نے برقی کے توسط سے مجھ پیغام پہنچاتے رہیں۔ مجھے یقین رکھنا ہوں کہ دعاؤں میں یہ طاقت ہے۔

معذرت اور التماس

جن احباب کے خطوط بغرض جواب مجھے پہنچے ہیں۔ ان کی خدمت میں بصد معذرت عرض ہے کہ تیاری سفر جواب نہ لکھنے کا عذر پیش کرتا ہوں۔ وہ براہ عنایت قبول فرمائیں۔ اور مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ میرے تمام دوست جو اللہ کے لئے مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے میری غیر حاضری میں میرے عیال کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے۔ مجھے اپنی خیریت سے ضرور مطلع فرمائیں۔ ورنہ بے جواب کا انتظار کئے بغیر ایسا کرتے رہیں۔ میں انشاء اللہ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔ بعض احباب نے ایک سال سے کوئی خط نہیں لکھا۔ جس کا مجھے شکوہ ہے۔

مستقل دارالدعوۃ احمدیہ

مسجد کی زمین میں سلفین کی رہائش کے لئے جو مکان ہے۔ اس کی ضروری مرمت اور اس میں ضروری سامان مہیا کئے جانے کا سامان کرایا گیا ہے۔ اور ۲۹ دسمبر سے مبلغین اس میں تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے۔ کہ اب آئندہ کے لئے جماعت احمدیہ کا مستقل اپنا مکان اور مستقل مرکز دار التبلیغ قائم ہو گیا۔ روزانہ نقل مکان کی تکلیف سے رہائی ہوئی۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی تائید سے ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گا۔

سابقہ دار التبلیغ کو سردست بطور شاخ رکھا ہوا ہے عاجز ابھی اسی جگہ قیام رکھتا ہے۔ میرے چلے جانے کے بعد جبکہ لوگوں کو مرکزی دارالدعوۃ سے آشنائی ہو جائیگی۔ تو اس جگہ کی شاخ کے قیام یا عدم قیام کا فیصلہ کیا جائیگا۔ مرکزی دارالدعوۃ کا پتہ حسب ذیل ہے۔

Ahmadia Movement
The Limes Melrose Rd
Putney
London

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے ۔ نہ الفضل (ایڈیٹر)

جواہرات کوڑیوں کے مول

(ہر ایک احمدی کو یہ اعلان سنا دو)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی علامات میں سے ایک بڑی علامت قرآن و حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے ۔ کہ اس کے زمانہ میں اخبارات و رسالہ جات و کتب تمام دنیا میں پھیلائے جائینگے یعنی اشاعت اسلام کے لئے مسیح موعود کو خدا تعالیٰ اس قدر سامان اشاعت عطا فرمائیگا ۔ کہ ان کی نظیر ابتدائے دنیا سے اب تک کسی زمانہ میں نہ پائی جائیگی اعلیٰ قسم کا کاغذ ۔ اعلیٰ لکھنے والوں کی کثرت ۔ اعلیٰ چھپائی کے لئے پریس اور مشینیں ۔ تار اور ریل اور ڈاک خانہ اس خدمت پر مامور ہوگا ۔ چنانچہ زمانہ ان تمام سامانوں کو مسیح موعود کی بعثت کے وقت مہیا کر کے حاضر ہو گیا ۔ اسوقت جو جو سامان اشاعت دین کے لئے موجود ہیں وہ

خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہیں

دور کیوں جاؤ ۔ اگر قادیان دارالامان کو دیکھو ۔ جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس غیر معروف گاؤں کو کس طرح پریس اور ریل و ڈاک کے ذریعہ سے شہرہ آفاق کر دیا ۔ اسوقت قادیان میں خدا کے فضل سے پانچ پریس ہیں ۔ ایک صدیق الاسلام مشین پریس ۔ ایک انوار احمدیہ پریس ۔ ایک میگزین پریس ۔ ایک فاروق پریس ۔ ایک فخر الاسلام پریس ۔ یہ پانچوں پریس اشاعت سلسلہ کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور صرف احمدی جماعت کے ہی یہ پریس ہیں ۔ ان میں اشاعت اسلام کے لئے انبار چھپتے ۔ رسالے نکلتے ۔ کتابیں شائع ہوتی ہیں ۔ کوئی تجارتی کام یہ نہیں کرتے ناول نہیں چھاپتے ۔ قصہ کہانیوں کی کتابیں نہیں لکھتے تھیٹروں اور بائیسکوپوں اور دیگر لغو اشتہارات کو نہیں شائع کرتے ۔ بجز خدمت اسلام کے اور کوئی کام ان پریسوں میں نہیں چھپتا ۔ یہ خدا کا فضل ہے جو اس سلسلہ پر ہو رہا ہے ۔

اب میں آپ کو ایسے جواہرات کا پتہ بتاتا ہوں ۔ جو ان پریسوں کے ذریعہ دنیا میں اشاعت دین کے لئے چھپ کر تیار ہوئے ۔ یہ وہ جواہرات ہیں ۔ جو جان دیکر بھی اگر لیا جائیں ۔ تو کہیں سے بجز اس پاک مقام کے نہیں مل سکتے ۔

مبارک ہے ۔ وہ قوم اور وہ لوگ جن کے ہاتھوں سے یہ کام سرانجام پا رہے ہیں اور بابرکت ہیں وہ ذرائع جن سے یہ جواہرات دنیا کو حاصل ہو رہے ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ انسان جو ان کو لے کر مخلوق خدا کو پہونچا رہے ہیں ۔ پس اے

احمدی قوم تو ہی وہ جماعت ہے جس کا قدم منار بلند پر

پہونچا ہے ۔ اور سب تجھ سے نیچے ہیں ۔ اٹھ اور ان بے بہا جواہرات کو لیکر خدا کی مخلوق میں پہنچا ۔ اور اشاعت اسلام و خدمت سلسلہ احمدیہ بجا لا ۔ یہ انمول موتی میں تیرے آگے ڈالتا ہوں ۔ ان کو چن لے ۔

تبلیغ رسالت

اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کے وہ تمام اشتہارات جمع کئے گئے ہیں جن کے ذریعہ [illegible] تھا ۔ تمہید و تعیین برہمو ۔ آریہ ۔ سکھ ۔ عیسائی ۔ خاص عام ۔ اعلیٰ ادنیٰ ۔ عورت ۔ مرد ۔ امیر ۔ غریب ۔ ملازم ۔ تاجر غرضکہ ہر فرد بشر کو دی ہے ۔ یہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا بڑا زبردست کارنامہ ہے ۔ جو ہمیشہ تھا کہ زمانہ موجودہ اور آئندہ کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ۔ اگر اس کو اسوقت نہ محفوظ کر لیا جاتا ۔ یہ وہ اشتہارات ہیں ۔ جن کو آج اگر تلاش کرنے لگو ۔ تو سینکڑوں ان میں سے دستیاب ہی نہ ہونگے ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۰ء دم وفات تک کے کل اشتہارات اس مجموعہ میں محفوظ کر لئے ہیں ۔ ان میں سے ایک ایک اشتہار ہزار ہا روپیہ سے بڑھ کر قیمتی ہے ۔ پس خدا کے فضل سے پریس کے ذریعہ چند پیسوں میں آج مل سکتا ہے ۔ اس مجموعہ کا جمع ہو جانا صرف موجودہ احمدی قوم کی خوش نصیبی کا موجب ہے ۔ بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو جامع اشتہارات کا مصنون احسان رکھیگا ۔ یہ مجموعہ دس جلدوں میں مکمل ہوگا اسوقت تک اس کی تین جلدیں طبع ہو چکی ہیں ۔ اور اس گوہر بے بہا و نایاب کے ۲۲۳ مستقل خریدار ہو چکے ہیں ۔ جن کو یہ تین جلدیں بھیجدی ہیں ۔ اور باقی جیسے جیسے چھپتی رہینگی ۔ ویسے ان کو بھیجتی رہیگی ۔ اب صرف ۲۶۹ خریداروں کی گنجائش ہے ۔ کیونکہ یہ مجموعہ بوجہ ضخیم ہونے کے بہت اصرار کے صرف سے طبع ہو سکتا تھا ۔ صرف ۵۰۰ کی تعداد میں طبع ہوا ہے ۔ قیمت مکمل مجموعہ کی ۵ اور فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک ہے ۔ بہت سے احباب کو اس کی خبر نہیں تھی ۔ وہ آج اس اشتہار کے ذریعہ سنکر فوراً ہی مستقل خریداری کا خط لکھ دیں اور موجودہ تین جلدیں بقیمت پہلے موجود ہیں ۔ اگر آپ نے منگانے میں دیر کی تو پھر افسوس کے ساتھ آپ کو اس سے محروم رہنا پڑیگا ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

مرقع ثنائی

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث امرتسری کے نام سے ہمارے احباب بخوبی واقف ہیں کہ یہ شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانی دشمن پرانی یادگار ہو رہا ہے ۔ اس کی خدمت اس کے مناسب حال خدا کے فضل سے خاکسار مشتہر ہذا نے ایسی کی ہے ۔ جس کو دنیا کبھی

بھوٹیلی۔ اس مرتبہ میں اس کا وہ اشتہار نقل کیا جاتا ہے جو ۲۴ اپریل ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس نے بطور سوجہ نقل کر دیا ہے۔ جس میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت مباہلہ سے انکار کر کے جھوٹے کو بھی عمر بننے کا نشان مانگا تھا اور جس پر چودہ برس کے سلسلے پیش کرنے سے اسقدر ڈرتا تھا۔ جس طرح کوئی پھانسی سے ڈرتا ہے۔ پہلی دفعہ گذشتہ سال یہ مرتبہ طبع کیا تھا جو دیر سے ختم ہو گیا۔ اب دوبارہ اشاعت کی درخواستوں پر قلیل تعداد میں چھپوایا ہے۔ جلد منگاؤ۔ قیمت فی نسخہ ۴ر۔ محصول ڈاک ایک سے چار تک ۱ر صرف ہو گا۔ اپنے کئی دوست ملکر لکھ منگائیں تو محصول ڈاک کا فائدہ ہو گا۔ اور میرا تو یہ فائدہ ہے خواہ اس کو آپ میرا فائدہ سمجھیں یا کچھ کوئی احمدی احمدی بلکہ کوئی احمدی گھر اس حربہ سے خالی نہیں ہے سب کے پاس یہ حربہ دشمن کش جو دشمن سے بچاتا ہے کہ ہم کو دیا ہے۔ موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں بھی فی الحال موجود ہیں۔ جن کی تعداد اب صرف ایک ایک سو سے زیادہ نہیں رہی۔ منگانے میں جلدی کریں۔ ان میں سے جو کتاب بعد اطلاع نایاب ہو جائے وہ اس کی قیمت محصول شدہ آپ کو واپس بھیجا دیا جائے گا۔ ورنہ آپ کی مرضی ہو گی۔ وہ دوسری کتاب بھیج دی جائے گی۔

ثنائی ذوالوجہین سے مباہلہ سے انکار۔ قیمت ۲ر

فیصلہ الٰہی بر ثنائی روسیاہی۔ قیمت ۱ر

شہادت القرآن و ثنائی ۲ر۔ چودہویں صدی کا مہدی ۵

صداقت کلمات نجات جواب ثنائی ہفوات ۱۰ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ ۰ر

علماء خلف ر مماثلت یہود ۲ر۔ ثنائی چکر ۲ر

یہ سب کتابیں ثناء اللہ کے رد میں ہیں جو خاکسار ایڈیٹر فاروق کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہو گا۔

التنبوۃ فی خیر الامۃ ۸ر۔ ختم نبوۃ کی حقیقت ۸ر

التنبوۃ فی الالہام مسیح موعود علیہ السلام ۶ر

التنبوۃ فی الاحادیث ۶ر

حق الیقین بحث خاتم النبیین۔ ۴ر

ان پانچوں کتابوں میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے کا ثبوت قرآن و حدیث سے اور منکرین نبوت کے بلا عذر اضافات دو فاضلانہ بحثیں کردہ اور معترضین کے حقیقی اور صحیح عبارت نہایت مفصل اور مدلل اور آیت خاتم النبیین ہی کی زبردست بحث اور اس کے معنی اور تمام اعتراضوں کا حل خوب کھول کھول کر دیا گیا ہے نبوت کی بحث کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ کافی ہے پھر کسی مخالف کی پیش نہیں جا سکتی۔ جو ان کتابوں کے عام کے سامنے ٹھہر سکے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

بلعم ثانی

اس میں ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد حنفی کی ان پیشگوئیوں کی حقیقت بتائی گئی ہے۔ جو مرتد نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی موت کے متعلق کی تھیں۔ قابل دید مصنفہ خاکسار ایڈیٹر فاروق قیمت ۴ر۔ علاوہ محصول ڈاک ۰

بحر حقیقت

مونگیر کی مخالفت سلسلہ کی یاد کوئی دیکھنی ہو تو یہ رسالہ دیکھ لے قیمت ۴ر۔ علاوہ محصول ڈاک ۰

اخبار فاروق

جو ہر جمعہ کو بارہ صفحہ شائع ہوتا ہے۔ اشاعت چھپائی کاغذ قیمت ہر لحاظ سے خاکسار مستعد ہے۔ جس میں مخالفین سلسلہ احمدیہ کے عموماً اور امرتسر کی اہلحدیث کے خصوصاً ترکی بترکی دندان شکن جواب ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ چار روپیہ سہ ماہی محصولڈاک ہے۔ جو کم استطاعت احباب سے تین تین ماہ کا پیشگی ایک ایک روپیہ کر کے وصول کر لیا جاتا ہے تاکہ ہر طبقہ کے دوست خرید سکیں۔ کم از کم سہ ماہی کیواسطے جاری کیا کرتے ہیں۔

ازہاق الباطل

مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر غیر مبایعین کے جدید عقائد و نئے مذہب کا مدلل اور مفصل نقلی اور عقلی رد۔ بجز کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قیمتی ۲ر علاوہ محصول

الواح الہدیٰ

حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ناصحانہ پیغام نوجوانان جماعت کے نام سہ تشریح و اعلیٰ کاغذ پر اعلیٰ چھپائی سے چار رنگ کا قطعہ طبع کیا گیا ہے تاکہ سکاؤٹ نیز نظر کے سامنے لٹکا رہے۔ فی نمونہ ۴ر۔ اور لوح الہدیٰ نمبر ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام تمام احمدیہ جماعت کے ہر فرد کے نام۔ جسپر عمل کئے بغیر کوئی شخص احمدی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اعلیٰ کاغذ رنگین چھپائی سے رنگدار طبع کیا گیا ہے۔ قیمت فی لوح ۴ر۔ محصول ڈاک ایک سے چار تک ۴ر ہے یہ دونوں لوح ہر ایک احمدی کو مستکانی ضروری ہیں۔ تھوڑی تعداد رہ گئی ہے

یاد رکھنے کی بات

احمدیہ پبلشرز کی ہر قسم کی کتابیں خواہ کسی کی تصنیف ہوں۔ خواہ کسی شخص کے پاس ہوں وہ تمام فاروق بک ایجنسی قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب فرمائیں۔ ہر ایک فرمائش کے مطابق جو کہ جب ہو گی۔ تلاش کر کے ہم پہنچائی جائیگی۔

نیز

فاروق پریس

میں خدا کے فضل و کرم سے چھپائی کا کام نہایت اعلیٰ کیا جاتا ہے اپنے پیارے دوستوں کا کام فاروق پریس میں بھیجکر ثواب عظیم حاصل کریں۔ جو اجرت نرخ اور وقت پر کر کے دیا جاتا ہے۔

المشتہر
مینیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

ہے۔ اس کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کا جب ہماری طرف سے مطالبہ ہوا۔ تو انہوں نے کہدیا کہ اس کا جواب دینا صاحب حال کا کام ہے۔ حالانکہ یہ کام صاحب حال کا نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر کس کا ہے۔ جس نے اس دعوی کو شہرت دی ہے۔ کہ وہ اس کا ثبوت بہم پہنچائے۔

انہی دنوں ایک اور خبر جماعت کے خلاف مولوی ثناء اللہ نے کسی بے نام کی طرف سے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں یہ شائع کی کہ:-

"تمام ہائی سکول قادیان کے اعلیٰ طلباء نے ایکا کر کے ہڑتال کر دی ہے۔ جواب تک جاری ہے"

اسکے متعلق چونکہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول خبر بھیجنے والے کا نام معلوم کرنے کے بعد باقاعدہ کارروائی کرنا چاہتے تھے۔ اسلئے ہم نے کچھ لکھا مگر اسکے بعد ہر جمعرات کے اخبار میں بغیر کسی کا نام درج کرنے کے یہ چھپ گیا کہ:-

"میاں محمود خلیفہ قادیان نے کہا تھا کہ مسٹر گاندھی کئی ماہ تک یہاں لیکچر دیں۔ تو بھی قادیان کے مرزائی سکول میں ہڑتال نہ ہو"

ہائی سکول میں ہڑتال ہونے کی خبر کے متعلق سکول کے ذمہ افسر خود کارروائی کر چکے۔ اور اس غلط بیانی اور دروغ بافی سے انہیں جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی وہ آپ کرائینگے۔ اسوقت ہم انجمدیث کو اس امر کے متعلق چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ ثابت کرے۔ کب۔ اور کہاں۔ اور کونسے جلسہ میں حضرت خلیفہ مسیح ثانی نے یہ کہا کہ:-

"مسٹر گاندھی کئی ماہ تک یہاں لیکچر دیں۔ تو بھی قادیان کے مرزائی سکول میں ہڑتال نہ ہو"

یہ بات اگر کہی گئی ہے۔ تو کسی ایسی مخفی مجلس میں نہیں کہی گئی۔ جہاں انجمدیث کو خبر پہنچانے والا "طالب علم" تو پہنچ جائے۔ اور کوئی دوسرا نہ پہنچ سکے۔ اگر "طالب علم" کا نام ظاہر کر دیا جاتا۔ تو ہم اس کی حقیقت اور حالت کا اندازہ لگا سکتے۔ کہ اسے کیونکر کسی خاص مجلس میں داخل ہو کر یہ بات سننے کا موقع ملا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اسلئے ہم انجمدیث سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ بتائے۔ جس نے اس کے پاس مذکورہ بالا خبر بھیجی ہے۔ آیا اس نے خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے سنی ہے یا کسی اور سے سنی ہے۔ اگر خود سنی ہے تو کب اور کن مجلس میں۔ اس مجلس میں اور لوگ تھے۔ ان میں سے کسی کے نام آتے یاد ہوں۔ مثلاً اور اگر اس نے خود نہیں سنی۔ بلکہ کسی اور سے سنی ہے تو اس کا نام ظاہر کرے تاکہ اس کو پیش کیا جائے۔ اور تحقیق کی جائے۔

اگر ان باتوں کا ثبوت نہ دیا گیا۔ تو ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ انہیں دیا جائیگا۔ تو ناظرین کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ بھی بسبب ان بے ہودہ غلط بیانیوں اور غلط بیانیوں کے جو انجمدیث کی طرف سے ہمارے خلاف وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں۔ ایک اور مولوی ثناء اللہ اس جھوٹ کو ہزاروں میں پھیلانے کے مجرم ہیں۔

نیز ہم یہ بھی لکھ دیں کہ مولوی ثناء اللہ آئندہ ہمارے خلاف کوئی خبر درج کرتے ہوئے اس کے صحیح اور درست ہونے کا علم حاصل کر لیا کرینگے۔ اور ہر ایک جھوٹی اور غلط بات کو یونہی درج نہ کر دیا کرینگے۔ کہ یہ انسانیت سے بالکل گرا ہوا طریق ہے۔

کوڑھ کے علاج کا چشمہ

انجیل میں ایک حوض کا قصہ تھا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ اس میں نہانے سے مجذوم اچھے ہو جاتے تھے۔ یسوع مسیح کی حیثیت جو انجیل نے پیش کی ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے میرا خیال تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حوض پر بھی کچھ بحث کی تھی۔ اور بتایا تھا کہ یسوع کی مسیحیت اس حوض سے مکمل ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ کسی نہایت [illegible] اس اعتراض کے بعد جو انجیل [illegible] اس کو خارج کر دیا گیا [illegible] مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے [illegible] کہ [illegible] حضرت مسیح کے معجزات کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وہ ایک حوض کے معجزات تھے۔

مگر یہ عجیب بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے ۱۴ جنوری کے اخبار میں ایک مضمون بعنوان "سیر عراق" [illegible] کے متعلق [illegible] میں ذکر کیا ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] مضمون [illegible] میں ذکر کیا ہے

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

خطبہ جمعہ

مقابلہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مقابلہ کی روح

تمام دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ایک دوڑ ہو رہی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے رنگ میں بڑھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ مدرسہ کے طالب علم بھائی بھائی ہوں۔ لیکن دونوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ میں اچھا پڑھ کر سناؤں۔ اور اچھے نمبر پاؤں۔ اول ہوگا۔ لائق ہوگا۔ مگر اس مقابلہ میں ایک بھائی دوسرے کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ جماعتی فائدہ کا سوال ہوگا۔ وہاں فرمائی کریگا مگر مقابلہ میں ایک۔ اپنے پیچھے نہیں پڑیگا۔

کھیلوں میں مقابلہ

یا بھائی کو چھوڑ کر کھیل میں دیکھئے ہیں۔ اس میں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے۔ ایک وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بچے نہیں بلکہ وحشی ہیں۔ اور ان کے سامنے کھیل کا میدان نہیں موت و حیات کا سوال ہے۔ ایک کو ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ گرتا ہے۔ تو اس کی پارٹی کے لوگ رکتے ہیں۔ کہ پروا نہ کرنا۔ شاباش بڑھے چلو۔ گیند بال کھیلتے ہیں۔ گرتے ہیں۔ بعض کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ہاتھ پھیلتے ہیں۔ دانت اکھڑ جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی کوشش کرتے ہیں۔ وہ پروا نہیں کرتے۔ نہ ادھر گرنے والے پروا کرتے ہیں۔

دو قوموں میں مقابلہ

پھر ہم اقوام کے مقابلہ کو دیکھتے ہیں ان میں بھی عجیب رنگ نظر آتا ہے یہ ارائین انجمن ہے۔ یہ سید والی کی ہے۔ یہ ملکوں کی ہے اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ بڑھ جائیں۔ کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ ہم سب آدمی ہیں۔ بلکہ اس جھوٹے فرق کا خاطر کہ یہ سید ہیں یا مغل آریا ہے یا پٹھان ہیں یہ راجپوت

ہیں یہ فرق ایک قدرتی فرق ہوتا ہے۔ جس کے مٹنے طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اور یہ محض خیالی بات ہوتی ہے۔

ایک ہی اسکول کے لڑکوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ آپس میں بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں۔ مقابلہ میں ان کی دشمنوں کی طرح حالت ہوتی ہے۔ دم اکھڑ جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو شکست دینے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر جب کھیل ختم ہو جاتا ہے تو وہی بڑھ کے آپس میں ہاتھ ڈال کر چل پڑتے ہیں سارا جوش رفع ہو جاتا ہے۔ پھر کیا یہ سب کچھ ایک ناٹک مقابلہ کے لئے تھا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو۔ جس نے پہلے یہ نظارہ نہ دیکھا ہو۔ تو جب وہ انہی لڑکوں کو کھیل کے میدان میں دیکھیگا۔ تو حیران کرے گا۔ کہ یہ آپس میں ایسے دشمن ہیں۔ اور پھر جب کھیل کے بعد ان کو دیکھیگا۔ کہ وہی لڑکے آپس میں بھائیوں کی طرح جا رہے ہیں۔ تو وہ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ جائیگا۔ اسی طرح جب ایک ناواقف شخص سید۔ شیخ۔ مغل۔ پٹھان۔ راجپوت وغیرہ اقوام میں مقابلہ دیکھیگا۔ تو وہ ضرور حیران ہوگا۔ کہ یہ ایک ہوتے ہوئے ہیں۔ ان کے کان آنکھ ناک سب ایک ہیں۔ مگر ان میں یہ تفریق کیوں ہے۔ اور ان کے دائرے محدود کیوں ہیں۔ اور یہ کیوں سب کے فائدہ کا خیال نہیں کرتے۔

یہ مقابلہ کی روح کس لئے ہے

یہ روح مقابلہ کی اللہ تعالیٰ نے اس لئے رکھی تھی۔ کہ جہاں سچا فرق ہے۔ وہاں کیا کرنا چاہیئے ایک خدا پرست ہے۔ وہ سکول میں دیکھے کہ بھائی سے بھائی پڑھائی میں بڑھنا چاہتا ہے۔ اور فٹبال میں ایک ہی سکول کی دو ٹیمیں ہیں۔ مگر وہ ایک دوسرے پر بہادت لے جانے کی لگی ہیں ہیں۔ پھر قوموں کو دیکھے کہ ہر ایک قوم دوسری قوم کے مقابلہ میں اپنے فوائد کو مقدم کر رہی ہے۔ اس وقت اس کو معلوم ہوگا۔ کہ سب سے چھوٹا تیر اسی اس ہے۔ یہ جو کچھ فرق تھا۔ جھوٹا تھا۔ نمائشی تھا۔ مگر اس کے لئے اتنی جد و جہد ہو رہی ہے۔ مگر تجھ میں اور عمر جو خدا پرست نہیں ہیں میں سچا فرق ہے۔ مگر تو آرام سے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور وہ جھوٹے اور نمائشی فرق کے لئے لڑ رہے ہیں۔

یہ روح تو جوش کے لئے پیدا ہوئی تھی۔ کہ اس مقابلہ کی روح سے اصلی مقابلہ میں بڑھیں۔ اور اس میں جوش و خروش اور جد و جہد سے کام لیں۔ جھوٹے مقابلہ میں تو کس جوش سے کام کیا جاتا ہے۔ اور بچے میں ہتھیار ڈال دیئے جاتے ہیں جھوٹی آگ بجھانے ہیں۔ اور حقیقی آگ کے لئے ایک ڈول تک پانی کا نہیں ڈالتے۔ یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے اصل مقابلہ کی بات میں سستی دکھاتے ہیں۔ اور جہاں مقابلہ اصل نہیں وہاں خوب جوش و خروش سے کام کرتے ہیں۔ جہاں اشتہار کی ضرورت ہے۔ وہاں خاموش ہیں۔ جہاں ضرورت نہیں وہاں لڑتے ہیں۔

یہ مقابلہ اصل مقابلہ کے لئے بطور تحریک۔ تحریص اور ترغیب کے تھا۔ مگر اسی کو اصل بنا لیا۔ اور اصل کو چھوڑ دیئے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ مدرسہ میں پڑھاتے ہوئے تصویر ایک جانور کی دکھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کو ہماری زبان میں اونٹ انگریزی میں کیمل اور عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اب طالب علم اس کے کہ تصویر سے اتنا ہی کام لیتا۔ جتنا کہ اس سے مقصود تھا۔ وہ تصویر کے نقش و نگار اور رنگوں میں پڑ جاتا ہے۔ اور یہ بحثوں میں پڑتا ہے کہ یہ اونٹ نظر یا بل۔ یہی حال جھوٹی ترقی اور کامیابی کا ہے۔ کہ یہ اصل میں اس اصل کامیابی کے لئے ہے۔ لیکن اس کے لئے نہ اس کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ حرکت کی۔ اس کے لئے ان میں کوئی جوش نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے دل برف کے ڈلے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کی آنکھ نہیں دیکھتی گویا کہ وہ جمادات کی طرح ہو جاتی ہے۔ مگر مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ وہ ہر ایک بات میں امتیاز کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ کہاں مجھ کو لڑنا چاہیئے۔ کہاں نہیں لڑنا چاہیئے۔ مومن ظالم نہیں ہوتا۔ مومن کے معنے ہی ہوتے ہیں۔ امن میں آیا ہوا۔ اور امن پھیلانے والا۔ پس امن میں آنے والے غور کریں۔ کہ کہاں ان میں حق کی تبلیغ کرنے کی وہ جوش و خروش ہے۔ جس کی ضرورت ہے۔ اور ان کے دل میں کیا تڑپ ہے۔ کہ اس راہ میں جان و مال کو قربان کر دیں۔ کیونکہ اصل کامیابی یہی ہے۔ کہ خدا کے لئے ہم ہوں اور ہماری ہر ایک کوشش خدا کے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح ۔ ہاں بڑی خوشی سے ہم آپ کو حوالے سکتے ہیں۔ اسوقت تو دیر ہو گئی ہے۔ (مغرب کی اذان ہو چکی تھی) صبح آپ کو وہ حوالہ پہنچا دیا جائیگا۔

اس قدر گفتگو کے بعد پروفیسر صاحب رخصت ہونے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح بھی کھڑے ہو گئے پروفیسر صاحب نہایت تعظیم کے ساتھ حضور کے آگے جھک کر آداب بجا لائے۔ اور رخصت ہوئے۔

دوسرے دن حوالہ ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اور احباب کے فائدہ کے لئے ذیل میں بھی اپ درج کیا جاتا ہے۔

حدثنا محمد بن عبد الاعلی قال ثنا محمد بن ثور عن معمر عن قتادہ عن ابی ھریرہ قال اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ تبارک وتعالیٰ ثم الاولین والآخرین فی الفترۃ والمعتوہ والاصم والابکم والشیوخ الذین جاء الاسلام وقد خرفوا ثم ارسل رسولا۔ ان ادخلوا النار فیقولون کیف ولم یاتنا رسول وایم اللہ لو دخلوھا لکانت علیھم بردا وسلاما ثم یرسل الیھم فیطیعہ من کان یرید ان یطیعہ قبل قال ابوھریرۃ اقرؤا ان شئتم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔

(تفسیر ابن جریر صـ ۳۱ پارہ نمبر ۱۵)

ترجمہ آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ جمع کریگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحیں جو مر گئے فترۃ میں اور ان کی جو دیوانے یا بہرے یا گونگے اور ایسے بوڑھے جو بڑھاپے سے خبط ہو گئے تھے۔ اسوقت جبکہ اسلام آیا۔ پھر بھیجیگا ان کی طرف رسول کہ آگ میں داخل ہو جاؤ پس وہ کہیں گے کیوں۔ حالانکہ ہم میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا۔ اور قسم ہے۔ اللہ کی اگر وہ داخل ہو جاتے آگ میں۔ پس وہ ہو جاتی ان پر ٹھنڈی اور سلامتی بخش۔ پھر بھیجیگا ان کی طرف رسول۔ پس اطاعت کریگا۔ اس کی وہ جس نے ارادہ کیا تھا اطاعت کرے پہلے۔ اور ابوہریرہ نے کہا اگر چاہو تو پڑھو۔ وما کنا معذبین الایۃ۔

ہندوستان کی خبریں

آغا خان کی آمد بمبئی بمبئی ۲۱ جنوری۔ سر آغا خان۔ نواب سالار جنگ آج فیصلہ جہاز سے پہنچے ہیں۔

گریجوایٹ خواتین کی آیت علیحدہ مجلس بمبئی ۲۰ جنوری۔ امالہ بمبئی کی گریجوایٹ عورتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں کی تعلیم یافتہ عورتوں کی وہ ایک علیحدہ قومی مجلس قائم کریں۔

وزیر اعظم کے صاحبزادے کا عزم ہند خبر ہے کہ وزیر اعظم برطانیہ کے صاحبزادے مع اپنی لیڈی کے ہندوستان آرہے ہیں۔

کلکتہ کے تمام مدارس بند کلکتہ کے تمام طلباء نے مقاطعہ کر رکھا ہے۔ تمام مدارس بند پڑے ہیں۔ بیرسٹر بپن چندر پال نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے طلباء کو تلقین کی۔ کہ وہ کلکتہ ہی میں رہیں۔ اور اپنے جذبات اور سیاست پر قابو رکھیں۔

عدم تعاون کے مخالفین کی گشتی چٹھی پٹنہ ۲۰ جنوری۔ جو اشخاص کہ عدم تعاون کے مخالف ہیں اور جنہوں نے کانگریس میں یہ کوشش کی تھی کہ عدم تعاون کی قرارداد کسی طرح منظور نہ ہو۔ انہوں نے پٹنہ سے ایک گشتی چٹھی شایع کی ہے۔ جسمیں عدم تعاون کی شدید مخالفت کی ہے۔ یہ چٹھی مسٹر سنہا۔ حسن امام۔ پی کے سین نواب سرفراز حسین خان وغیرہ کی طرف سے ہے۔

فنون لطیفہ کی حفاظت و ترقی بنارس ۲۱ جنوری۔ فنون ہند کی حفاظت و ترقی کے لئے تمام ہندوستان کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کا صدر مقام بنارس ہے۔ اور سر راجندر ناتھ ٹیگور انجمن جماعت فنون ہند اس کے مربی ہیں۔ اس نے علم موسیقی و نقاشی کی تعلیم کے لئے جماعتیں کھولدی ہیں۔ اور قدیم ہندوستانی نقاشی کا ایک عجائب خانہ بھی قائم کیا ہے۔

طلباء اور سیاسیات کلکتہ ۲۱ جنوری۔ کلکتہ کے طلباء کی ہڑتالوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گردونواح کے سکولوں پر بھی اسکا اثر ہو گیا ہے۔ اور عام جوش کی وجہ سے بعض مقامات کے طلباء نے پڑھائی بند کر دی ہے۔

دہلی کا مقدمہ امانت تدفین دہلی ۲۱ جنوری۔ یہ مقدمہ آج پھر مسٹر ٹرنن ورتھ کی عدالت میں پیش ہوا۔ مسٹر ذکر الرحمن وکیل مدعی اسٹاف نے دوسرا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کیا۔ کہ وہ ایک اور ہفتہ تک عدالت میں حاضر ہونے کے ناقابل ہے۔ اسکے بعد عدالت نے خرچے اور ضمانتوں کے متعلق حکم دیا کہ ضمانتوں کی رقم وہی رہے۔ لیکن دونوں ملزم علیحدہ علیحدہ ضمانتیں دیں۔ خرچہ گواہان صفائی کے متعلق عدالت نے حکم دیا کہ چونکہ ملزم عبد اللہ نے ۱۸ تاریخ کو ۲ بجے تک گواہان کا خرچہ جمع نہیں کیا۔ اور صاف کہدیا تھا کہ میں خرچہ ادا نہیں کروں گا۔ اس لئے اپنے حقوق دیوار۔ طلبی گواہان زائل کر چکا ہے لہذا اب عدالت صرف انہی گواہان کو طلب کریگی۔ جن کو عدالت انصاف کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ ایسپرسٹر رؤف علی نے اعتراض کیا۔ لیکن عدالت نے حکم بحال رکھا آئندہ پیشی ۲۸ تاریخ کو ہوگی۔

فسادات بہار کلکتہ ۲۱ جنوری۔ یورپین ایسوسی ایشن کی بہار برانچ کے سالانہ اجلاس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔ یہ ایسوسی ایشن عدم تعاون کی تحریک کو اندیشہ ناک سمجھتی ہے۔ جو شمالی بہار میں شروع ہے۔ اور جو نام نہاد طور پر غیر متشددانہ ہے۔ تاہم چونکہ یہ روز بروز وسعت اختیار کر رہی ہے۔ اسلئے وہ یورپین جو اپنے بال بچوں کے ساتھ ضلع گا مدونی حصہ میں رہتے ہیں۔ اس سے بہت خائف ہیں۔ اور آثار و قرائن سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ گورنمنٹ کوئی کارروائی کرنے والی ہے۔ لہذا یہ ایسوسی ایشن گورنمنٹ کو مطلع کرتی ہے کہ اگر اس بدامنی کا سدباب نہ کیا گیا۔ تو خطرناک نتائج رونما ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز ہز ایکسلنسی گورنر بہار و اڑیسہ سے درخواست کی جائے۔ کہ ایسوسی ایشن مذکور کے وفد کو شرف باریابی کا مرحمت فرمایا جائے۔ تاکہ وہ ہز ایکسلنسی کے روبرو ان امور کی نازک حالت بیان کر سکیں۔

دیانند کالج کے طلباء اور عدم تعاون ڈی اے۔ وی کالج لاہور کے ۲ طلباء ترک موالات کے سلسلہ میں کالج چھوڑ چکے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش اٹلی

مسلح افسروں کے حملے

لنڈن ۱۸ جنوری۔ اٹلی کے پولیس کی خبر ہے کہ ان صوبوں میں غارتگری کی کارروائی شروع کر دی ہے چنانچہ مسلح افسروں نے گذشتہ شب لنڈن میں متعدد حملے کئے لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ مگر چند دکانیں تباہ ہو گئی ہیں ایک ڈسٹرکٹ انسپکٹر کسٹوم کیری میں گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ فوجی پولیس نے مسلح موٹر گاڑیوں میں سوار ہو کر شہر کا رک کے راستہ بند کر لئے۔ وہ مکانات شناخت کر لئے گئے جن سے پولیس نے غلہ جنوری کو گولیاں چلائی تھیں جہاز سر پر منڈلا رہے ہے۔

متفرق خبریں

زار روس کی لڑکی کی لاش

لنڈن ۱۸ جنوری۔ فنلینڈ رائٹر دیا انہ نامی جہاز میں جو اس ہفتہ مصر پہنچنے والا ہے۔ وہ لاش لیا۔ جو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک گرینڈ ڈچس اولگا کی اور وہ دسمبر اس کی خادمہ کی ہے۔ جو ایکٹرنبرگ میں سے نکلا کر لے گئے چوری بھیجی گئیں۔ کہ فلسطین میں انہیں دوبارہ دفن کیا جائے

سات مشکوک آدمیوں کی گرفتاری

لنڈن ۱۸ جنوری۔ پیرس کی خبر ہے کہ وہاں ایک نہایت سرگرم کے خلاف ایک نہایت سرگرم تیاری کی جا رہی ہے۔ مختلف جگہوں میں شب خون فوج پذیر ہو رہے ہیں۔ اور مشکوک اشخاص کی گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔ جن کی تعداد ۷۰۰ ہے۔ ان کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ایک بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کے لئے بالشویکی پروپیگنڈا (اشاعت مقاصد) مرتب کر رہے تھے۔ صوبجات میں پولیس سرگرم کار ہے۔

وزارت فرانس کا کھلاڑی کی زیر کی خبر ہے

لنڈن ۱۹ جنوری۔ پیرس کابینہ میں جہانی تعلیم اور کھیل کے متعلق ایک نیا وزیر شامل ہے۔ سابق فٹ بال کے مشہور کھلاڑی اور فرانس کی کھیل کود کی انجمن کے صدر ایم دوائل عزیزہ منصب وزارت پر متمکن کئے گئے ہیں۔

میکسیکو میں طغیانی

لنڈن ۱۹ فروری۔ میکسیکو شہر کے ایک تازہ تار میں مرقوم ہے کہ پاشوکو میں پانی کے روکنے کا بند ٹوٹ گیا۔ اور تمام شہر میں طغیانی آ گئی۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں چاندی کی کانیں ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ایک سو آدمی غرق ہو گئے اور دو سو زخمی ہوئے۔ اور ایک ہزار بے خانماں ہو گئے ہیں۔

ہندوستان پر حملے کی تیاریاں

اس امر کے روز افزوں ثبوت ہو رہے ہیں کہ ماسکو میں وہی پرانی روح جنگ موجود ہے۔ فوجیں ہمسایہ ملکوں کی سرحدوں پر جمع ہو رہی ہیں۔ محاذ ترکستان کے سفیر نے اعلان شائع کیا۔ جس سے ثابت ہے کہ ہندوستان کے متعلق سازش کا طریق ترک نہیں کیا۔ اس اعلان میں سرخ پوش فوجوں کو مخاطب کیا ہے۔ کہ جاؤ شمالی ہند کی حریت خواہ اقوام میں انقلاب پھیلاؤ۔ اور برطانی امراء اور حمایتوں کے کارندوں کی خلط ملط بائیوں اور بہبود سرائیوں کا جو طومار باندھ رکھا ہے۔ اس کی تردید کرو۔

مسٹر بونر لا اور عہد نامہ ترکی

لنڈن ۲۲ جنوری۔ مسٹر بونر لا نے بیان کیا کہ ترکی عہد نامہ صلح کے تغیر میں اسلئے تعویق ہو رہی ہے۔ کہ امریکہ اس سے پہلوتہی کرنا چاہتا ہے۔ اور اس بوجھ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جو یورپ کی بین الاقوامی حالت پر آ پڑا ہے۔ اسلئے حالت بہت ہی خراب ہو گئی ہے۔

جرمنی کی قلعوں کے متعلق صدائے احتجاج

لنڈن ۱۹ جنوری۔ برلن کی تیم سرکاری خبر ہے۔ کہ حکومت جرمن نے اتحادی وزراء کے اس طرز عمل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ جو کونسل کے سفراء نے جرمنی کے قلعوں۔ بندرگاہوں کے متعلق اختیار کیا ہے۔ اور اسے روکنا چاہتے ہے۔ جرمنی نے امبات پر روزہ ہے۔ کہ اتحادی افواج کی نگرانی سے اسے حق حاصل ہے۔ کہ قلعوں۔ بندرگاہوں پر دو ہزار افسر تعینات کر دیں۔

ضروریات زندگی کی قیمتوں میں تخفیف

لنڈن ۱۸ جنوری۔ سرکاری اعلان میں جو ضروریات زندگی موجودہ اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ دو ماہ میں گیارہ صد بنک اشیاء کی قیمتوں میں تخفیف ہوئی ہے۔ اور آئندہ بھی مزید تخفیف کی امید کی جاتی ہے۔

مہاراجہ بڑودہ کی معاودت

لنڈن ۱۸ جنوری۔ مہاراجہ گائکواڑ اور مہارانی بڑودہ ۲۸ جنوری کو مارسیلز سے جہاز مالوہ پر ہندوستان واپس ہونے کے لئے سوار ہو گئے۔

افغانستان میں غلاموں کی آزادی

امیر امان اللہ خان صاحب نے کابل سے خاص فرمان جاری کیا ہے۔ کہ غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا جائے اور تاریخ معینہ کے بعد جو شخص غلام یا لونڈی فروخت کریگا اسپر دو ہزار روپیہ تک جرمانہ کیا جائے گا۔ کابل میں اسکی تعمیل کے لئے ایک ماہ اور بیرونی علاقہ میں تین ماہ کی مہلت دیگئی ہے۔

قوم پرست ترکوں کو آرمینیا کا الٹی میٹم

لنڈن۔ ۱۸ جنوری۔ بولشویکوں کے مشرق کی طرف قوم پرستوں کی پیشقدمی سے جو خطرات تھے وہ طفلس کی اس خبر سے ظاہر ہوتے ہیں کہ آرمینیا کی بالشویک گورنمنٹ نے ترکوں کو الٹی میٹم دیدیا تھا۔ جس کی وجہ سے ترکوں کو الگزینڈرپول خالی کرنا پڑا۔

مردوں اور عورتوں کی عدالت

لنڈن۔ ۱۸ جنوری۔ مردوں اور عورتوں کی مشترکہ عدالت نے کل پہلا فیصلہ صادر کیا اور ایک شخص کو جس پر اس کی بیوی کو زہر دیکر مار ڈالنے کا الزام تھا۔ موت کی سزا دیگئی۔ کہ اس نے اپنی بیوی کو زہر دیکر مار ڈالا۔

ترکوں اور یونانیوں کی جنگ

ایتھنز۔ ۱۹ جنوری۔ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کی شکست کے متعلق ایک سرکاری اعلان ہے کہ یونانی فوج کی نقل و حرکت کا مقصد پورا ہو گیا

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

ایڈیٹر۔ غلام نبی (مصری) ۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد خان

نمبر ۵ جلد ۸ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۲۰ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیمار

معلوم ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ) کو دماغی بیماری پر جو آپ کو عرصہ سے لاحق ہے۔ خاندان صاحب رعیۃ کے ماں تیسرا دن تھا کہ آپ کو بخار ہو گیا۔

نامہ ناظر صاحب تعلیم و اشاعت دینیہ نے ۱۰ جنوری کو بعد نماز مغرب ایک کانفرنس مقامی منعقد کی جس میں خاص خاص دیان اور اس کے متعلقات میں شیخ کرنے کے متعلق احباب نے تجاویز پیش کیں۔ یہ مجلس نماز عشاء کے وقت سے رات کے ۱۰ بجے تک منعقد رہی۔ ارشاد ان اخبار کے میں بہت سا بلدہ علی کام شروع کر دیا ہے۔ ناظر صاحب کانفرنس موصوف کی ایما پر [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید کے متعلق تجویز

احباب کو معلوم ہے کہ الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے درس قرآن مجید کے نوٹ چھاپنے کے لئے ابتدا سے کوشش ہوتی رہی ہے۔ مگر کبھی کسی وجوہات سے یہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکا۔

اب پھر یہ پختہ ارادہ کیا گیا ہے کہ حضور کے درس قرآن مجید سے بیرونجات کے اصحاب بھی مستفید ہوں۔

اس کے لئے میں اپنے حالات کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں الفضل کا یہ ۸ صفحے ہے۔ اس میں سے پہلے دو صفحے تو خلیفۃ المسیح۔ اخبار احمدیہ۔ نظر۔ آمد اور لندن کی چٹھی کے لئے مخصوص ہیں۔ اور صفحہ ۱۱ و ۱۲ خبروں کے لئے اور صفحہ ۹ و ۱۰ اشتہارات کے لئے باقی ۴ صفحے رہ گئے۔ لیڈنگ آرٹیکل۔ اخباری نوٹ۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب۔ مراسلات۔ متفرقات باقی ہیں۔ جن کے لئے ۲ ہی صفحات ہیں۔ پھر ہفتہ میں ایک بار خطبہ جمعہ بھی چھاپنا ہوتا ہے۔ جو عموماً تین اور بعض اوقات ۴ صفحوں پر آتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اخبار کے موجودہ حجم میں کس قدر کام کی گنجائش ہے۔ خریداروں کا مذاق جدا جدا ہے۔ ہو سکتا ہے بعض احباب کے نزدیک ایک بات بالکل غیر ضروری ہو۔ اور دوسرے دوستوں کے خیال میں وہی نہایت ضروری ہو۔ اسلئے اخبار والوں کو ہر مذاق کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ گنجائش رکھنی چاہیئے اور رکھنی پڑتی ہے مثلاً خبروں ہی کے صفحات ہیں۔ بعض ایسے دوست ہیں جو ان کی کچھ ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ وہ [illegible]

ہیں۔ اور روزانہ اخبار دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن اکثر حصہ ایسے مجبور چاہتے ہیں۔ کہ ان کی بڑی اشد ضرورت کے لیے اخبار سے ادھی ہو۔ خصوصاً اس لئے کہ بعض اخباروں میں بعض اوقات سلسلہ احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف بہتان آمیز مضامین بلکہ کھلی کھلی گالیاں چھپ جاتی ہیں۔ جن کو ایک مخلص احمدی برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ پچھلے دنوں سادات منصوری کو ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ بااینہمہ درس قرآن مجید سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس کے لئے اخبار میں کافی حصہ ہونا چاہیئے۔

اسکے لئے ایک تو یہ صورت ہے۔ کہ موجودہ صورت کو زیادہ اہتمام سے قائم رکھا جائے۔ یعنی جس اخبار میں خطبہ چھپتا ہو۔ اسمیں دو صفحے درس کے ہوں۔ اور دو خلاصۃً نظر پڑ ہوں۔ جیسا کہ آج کل دستور ہے۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ حضور کا درس لفظ بہ لفظ زیادہ تفصیل کے ساتھ چھپے۔ اور اخبار کا حجم بڑھا کر ۱۶ صفحہ کر دیا جائے اور ہر اخبار میں ۴ صفحے درس کے ہوں۔ تاکہ اس صورت میں محفوظ کیا جا سکے۔ جیسا کیا جائے۔ تو مفصلہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ ایک درس لکھنے والے کی تقرری حاصل کی جائے جو درس لکھ کر پھر صاف کرے۔ اور نظر ثانی کے بعد شائع ہو۔

۲۔ اس کا تب التفضل ہی (اندر رکھا جائے۔ کیونکہ موجودہ کاتب ہفتہ میں ۱۷ کاپیاں نہیں لکھ سکتا۔

۳۔ مطبع میں ایک انجن منگوایا جائے۔ کیونکہ اب مشین پریس صرف دو آدمی کام کرتے ہیں۔ اور وہ اخبار بھی مشکل سے نکالتے ہیں۔

۴۔ کاغذ خاص قسم کا سفید منگوایا جائے۔

۵۔ منیجر کے اخراجات میں کچھ زیادتی ہو۔ کیونکہ کام بڑھ جائیگا۔ نہ صرف اخبار کے نوٹ کرنے کا۔ بلکہ درس کے خریداروں کا حساب کتاب الگ رکھنا پڑے گا۔ ان کو اخبار الگ بھیجنا ہوگا۔

اس تمام خرچ کا اندازہ یہ ہے۔ لکھوائی ۔۔۔ ۳۰۰
چھپوائی ۔۔۔ ۵۰۰ ۔ کاغذ ۔۔۔ ۲۰ ۷ ۲۰
خرچ عملہ وغیرہ ۔۔۔ ۳۰ ۔۔۔ کل میزان ۲۸۲۰ روپے

یہ تین ہزار روپے کا خرچ ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ موجودہ خریداران التفضل میں سے ایک ہزار خریدار سلسلہ التفضل کا چندہ دیا کرے۔ اس صورت میں اخبار کا حجم ان احباب کے لئے جو درس قرآن مجید کے ضمیمہ کے خریدار ہوں۔ ۱۶ صفحے ہوگا۔ باقی دوستوں کو ۱۲ صفحے بغیر ضمیمہ درس ملا کریگا۔ نمونہ کے پرچے تیار کئے جا رہے ہیں۔ جو عنقریب خریداران التفضل اپنی اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ بصورت ایک ہزار درخواست طبع ہو جانیکی۔ اور یہ سلسلہ جاری ہوگا۔ یا ایک ہزار کے ماسوا دوسرے خریداروں میں وہ لوگ بھیجیں کہ انہیں ضمیمہ درس کی خریداری منظور نہیں۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ موجودہ صورت میں سلسلہ درس زیادہ اہتمام کے ساتھ قائم رہے۔ اور اسی حجم میں جتنا اسکے لایا جائے۔ اور خلاصہ ہی چھپے۔ جیسے موجودہ ایڈیشن میں شائع تیار کرتا ہے۔ اب معاملہ خریداران التفضل کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں سے جو صاحب ایسی فرمایا کرتے ہیں کہ آپ درس تفصیل اور باقاعدہ نہیں چھاپتے۔ وہ ایک ہزار خریدار کا انتظام فرما دیں۔ اور تین ہزار روپیہ بھجوا دیں ہم فوراً یہ سلسلہ شروع کر دینگے۔

اب یہ موقعہ ہے۔ بعد میں پھر ہم پر کوئی افسوس نہ کیا جائے۔ اور اگر کثرت رائے یہ ہو۔ کہ فی الحال اخباری مضمون چھوڑ کر صرف درس قرآن مجید ہی چھاپا جایا کرے تو یہ امر بھی ہماری سعادت دارین کا موجب ہے۔ اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں۔ مگر دوسری اخباری ضرورتوں کے سرانجام کا بندوبست بھی ہونا چاہیئے۔

جواب کا امیدوار
منیجر التفضل قادیان

اخبار احمدیہ

امریکن رسالہ کیلئے امداد

جو رسالہ اس نئی دنیا (امریکہ) میں حضرت مفتی صاحب نے اپنے سچے اسلام کی روشنی ڈالنے کے لئے جاری کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ بہت سے برادران اسلام اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ مجھ سے بروز جمعہ کو شدہ گیا کہ لوگ آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ اور میں پیچھے کا رہا جاتا ہوں۔ مگر ہو سکتا ہے کہ اتنا کافی روپیہ نہیں ملتا کہ جس سے اخراجات کی پوری طرح چھپا سکوں۔ مگر جتنے روپیہ کی اخبار تم کرے۔ اتنے کا سودا ضرور خرید کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق عطا کرے۔ تاکہ میں اپنے تئیں اس کام میں اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لیا کروں۔ آمین ثم آمین۔ میں ایک روپیہ ماہوار سنہ ۱۹۱۲ء کے آخر تک بھیجنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ آپ اخبار جاری فرما دیں جیسے چاہیں۔ وصول کر لیں۔ والسلام۔

خادم دین۔ محمد احسان صدیقی۔ سوداگر پنجاب نیز زمیندار کالج لاہور

افریقہ میں جانے والوں کیلئے اطلاع

ایسے احباب کو جو یہاں کی ملازمت یا کسی اور کام کاج کے لئے افریقہ جانا چاہتے ہوں۔ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اس کام کے لئے آنا چاہتے ہوں۔ اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے لئے انتظام کیا جائے۔ دوست جہاں آپس میں مشورہ کریں۔ تجویز ملازمت جہاں کہیں اور روزگار وغیرہ کی ہو۔ جو صاحب آنا چاہیں۔ دو پیسے خط و کتابت کریں۔ والسلام

مالک احمد حسین احمدی۔ اڑیسہ ولی۔ افریقہ

تلاش عزیز

مذہبا احمدی ولد مستری ابراہیم معمار ساکن نابھہ محلہ پاندوسر۔ عمر قریباً دس گیارہ سال۔ رنگ گندم گوں نکلتا ہوا۔ آنکھ سیاہ۔ دہانہ قدرے قریباً تین سوا تین فٹ۔ سر بڑا۔ بال سر سیاہ۔ گز قد کرتہ لٹھہ سلوار لٹھہ ڈوری دار اتھ کی سلی ہوئی۔ واسکٹ سیاہ صوف بیٹھہ لٹھہ۔ جوتا دیسی ڈکھار نری کی۔ ایڑی بھٹی ہوئی پرانی اگر کسی صاحب کو اس لڑکے کی کچھ خبر ہو یا دیکھا ہو۔ تو خاکسار کو اطلاع دیں۔ اور اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو بذریعہ تار مجھے خبر دیں یا اس کو میرے پاس پہنچا دیں۔ میں آنے جانے کا خرچ دونگا۔ اور نہایت ہی ممنون ہوں گا۔ والسلام

خاکسار بشیر احمد۔ مولوی فاضل ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بشیر آباد

سوا گیارہ چندہ کی بجائے محمد امین

سب بھائیوں کو معلوم ہو کہ چند سال ہوئے۔ جب میں نے لندن میں اسلام قبول کیا تو نام ہمدو ہی رکھا گیا تھا۔ لیکن اب میں ہمدو نام سوا گیارہ چندہ کو قطعاً ترک کر دیا ہے۔ اور اسکی بجائے اپنا نام محمد امین رکھا ہے اور یہی اب میرے بورڈ پر بھی لکھا جائیگا۔ کیونکہ میں باقاعدہ اجازت لے چکا ہوں۔ پس آئندہ میرا ڈاک کا پتہ یہ ہوگا "مسٹر محمد امین بیرسٹر ایٹ لاء معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب لاہور" اور تلیغ کا پتہ "مسٹر محمد امین مینیجر انجمن بوٹ ہاؤس۔ نزد بانس منڈی۔ نیو گنبد۔ انارکلی لاہور"

الفضل

قادیان دارالامان ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء

مجلس مشاورت

جماعت احمدیہ اپنے دعوی اور عمل کو دیکھے

خدام دین کہاں ہیں؟

دین کے لئے زندگی وقف کرنیوالے کب اٹھینگے؟

وہ مجلس مشاورت جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔ ۴ دن کئی کئی گھنٹے اجلاس کرنے کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۲۱ء کو ختم ہوئی۔

اس مجلس میں اہل الرائے دوستوں نے ایک سلسلہ عالیہ کی بڑھتی ہوئی مالی ضروریات کا پورا کرنا اور دوسرے کارکن آدمیوں کا مہیا کرنا۔ لیکن ان سوالات کی تفصیلات اسقدر وسیع تھیں کہ بیسیوں باتیں زیر بحث آئیں۔ اور ان کے حل کے متعلق غور اور تدبر کرنے میں کئی کئی گھنٹے صرف ہوئے۔

پہلے دن (۷ جنوری) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین کو جنہیں مختلف صیغہ جات کے افسر اور سلسلہ کے معزز علماء بھی تھے۔ ارشاد فرمایا کہ ہمیں مالی ضروریات کے متعلق جس میں افطاروں کے اخراجات کے نواب۔ فضل عمر۔ انجمن کارکنان دفاتر اور مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر شامل ہیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو صرف قابلیت رکھتے ہوں اور عمدگی کے ساتھ اپنے کام کو چلا سکیں بلکہ مغز اسلام سے واقف ہوں اور جماعت کو غلط رستے پر چلنے سے بچا سکیں۔ کیونکہ ان کے ذمہ جماعت کے عقائد و اعمال کی نگرانی ہے۔

پھر اسکے علاوہ مبلغین ایسے لوگ ہونے ضروری ہیں جو خدا داد روحانی قوت رکھتے ہوں۔ اور لوگوں کو صرف اسلام سے واقف کرکے ان کے اندر روحانیت پیدا کر سکیں اور مشورہ طلب کیا کہ ایسے لوگ کس طرح مہیا کئے جائیں اور برابر بڑھتے ہوئے اخراجات کو کس طرح پورا کیا جائے۔

اسکے بعد حاضرین کی درخواست پر غور و فکر کے لئے تین دن کی مہلت دیگئی۔

دوسرا اجلاس ۱۰ جنوری کو ہوا۔ اس روز باوجود قریباً سارا دن اجلاس ہونے کے سب احباب اپنی اپنی آراء پیش نہ کر سکے۔ اور جو باقی رہ گئے۔ انہوں نے ۱۱ جنوری کے اجلاس میں پیش کیں۔ اسکے بعد حضور نے افتتاحی تقریر کا مختصر طور پر اعادہ فرمایا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ہمارے پیش جانے کے فکروں بلکہ چپڑاسیوں میں بھی جب تک عرفان الٰہی نہ پیدا ہو گا۔ ہمارا کام عمدگی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہمارا ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا آدمی بھی دین سے واقف ہو۔ اور عرفان رکھتا ہو۔ چونکہ ہمیں ہر ایک صیغہ میں کام کرنے کے لئے ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے اسلئے جوں جوں ہمارے کام بڑھتے ہیں۔ ہمارے لئے آدمیوں کے مہیا کرنے کا سوال مشکل ہوتا جاتا ہے۔

مالی سوال کے متعلق حضور نے اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ اسپیچ جو سائیں دی گئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بالعموم ایسے لوگ ہیں۔ جو خواہ کتنی ہی ادنیٰ حالت میں ہوں لیکن اگر انہیں سمجھا دیا جائے۔ تو مفید باتیں نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ مالی سوال کے حل کے متعلق بہت سی مفید باتیں بیان کی ہیں۔ اور یوں اسکے لئے مجلس اپنی غرض کو پہنچ گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلسہ کامیاب رہا۔

اسکے بعد حضور نے ان تجاویز پر جو احباب کی طرف سے کارکن آدمیوں کے مہیا کرنے اور مالی مشکلات کے حل کرنے کے متعلق پیش کی گئی تھیں۔ نہایت تفصیل کے ساتھ ریویو فرمایا۔ اور ہر ایک تجویز کے حسن و قبح کو ظاہر کیا۔ اور آخر میں ان اصحاب کے نام بتلائے۔ جنہوں نے اس مشاورت کے سلسلہ میں خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔

اسکے بعد نماز جمعہ کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا۔ کہ جمعہ کے معاً بعد کام کرنا مناسب نہیں۔ اسلئے عصر کے بعد پھر کارروائی شروع ہوگی۔

عصر کے بعد جو اجلاس شروع ہوا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان مشوروں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ جو پیش شدہ سوالات سے تو تعلق نہ رکھتے تھے۔ لیکن بذات خود مفید تھے۔ اسکے بعد مالی سوال کے متعلق فرمایا کہ ایک کمیٹی بیٹھے گی۔ جو سب تجاویز پر غور کرکے ان کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کریگی۔

ارکان آدمیوں کے متعلق فرمایا کہ ایک تو فوری ضرورت ہے کہ کچھ ایسے آدمی ہوں۔ جنہیں اسی وقت کام پر لگایا جا سکے۔ اور ایک ایسی ضرورت ہے۔ جو دو تین سال کے بعد آنیوالی ہے۔ اس کے لئے آدمی تیار کئے جائیں

فوری انتظام کے لئے حضور نے ۹ آدمیوں کی ضرورت بیان فرمائی۔ اور بتایا کہ کس کام کے لئے ان کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ اور ارکان مجلس سے دریافت فرمایا کہ ان کاموں کے لئے کس کس کو موزوں سمجھتے ہیں۔

اسپر بہت غور و فکر کے ساتھ مختلف اصحاب پیش کرتے رہے۔ اور جسے جس کام کا اہل سمجھا گیا اسے اس کام کے لئے نامزد کیا گیا۔

جس شکر۔ تردد۔ اور بحث کے بعد ان ۹ آدمیوں کا انتخاب ہوا۔ اس کا پورا پورا اندازہ تو وہی اصحاب لگا سکتے ہیں۔ جو اس مجلس میں موجود تھے۔ لیکن اس امر کو دیگر احباب بھی کسی قدر سمجھ سکتے ہیں کہ عصر سے لے کر عشاء کی نماز تک جو معمول سے بہت زیادہ دیر سے ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مع دوسرے احباب کے صرف ۹ آدمیوں کے انتخاب میں ایک لمحہ بھی کسی اور طرف خیال کے نہیں گئے۔ اور سب جا کر بڑی مشکلوں اور دقتوں سے انتظام ہو سکا۔ ایک ایسی جماعت کے لئے جس کا دعویٰ

ہے کہ وہ ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے
دیکھے۔ اور جو ہونا ہے۔ اس بات کا کہ تمام دنیا پر اسلام
کی صداقت ظاہر کر دی جائے۔ یہ بات نہایت ہی شرم اور ندامت
کا موجب ہے۔ کہ اس کا مقدر خلیفہ اور اس کے چیدہ افراد
فوری اور ناگزیر کاموں کے لئے جب اپنی جماعت پر نظر
ڈالتے ہیں۔ آدمیوں کے لئے نظر انتخاب ڈالتے ہیں تو فکر و تردد
میں پڑ جاتے ہیں۔ اور بڑی مشکلوں سے ۱۰ آدمیوں کو
چھانٹ چھانٹ کر نکالتے ہیں۔ کیا ساری دنیا کو صداقت کے
ذریعہ فتح کرنے والی اور سارے جہان پر اسلام کا پرچم
لہرانے کا دعویٰ رکھنے والی جماعت کی یہی حالت ہونی
چاہیئے۔ یہی حقیقت ہونی چاہیئے۔ یہی اوقات ہونی
چاہیئے۔

برادران! اپنے اپنے دل میں غور کرو اور سوچو کہ
تمہارے دعوے کیا ہیں۔ اور ان دعووں کے مقابلہ
میں تمہارے اندر عملی طور پر کام کرنے کی طاقت کس قدر
ہے۔ اگر تم میں سے ہر ایک دین کی راہ میں اپنے آپ کو
لگا دے۔ خدمت دین اپنا سب سے بڑا فرض سمجھ لے اور
دین کے مقابلہ میں دنیا اس کی نظر میں بالکل ہیچ ہو جائے
تو سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ تمہارا دعوے سچا ہے۔ اور تم
اس کو ضرور پورا کر کے دکھا دو گے۔ لیکن جب تک یہ حالت
پیدا نہیں ہوتی۔ اور جب تک خدمات دین کے لئے آدمی
مہیا کرنے میں اسقدر مشکلات درپیش ہیں۔ اسوقت تک
جو کچھ تم کہتے ہو۔ وہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔

ساری دنیا پر۔ کیا مشرق اور کیا مغرب۔ کیا
افریقہ اور کیا امریکہ کیا جزائر اور کیا اندرونی ممالک
ہر ایک جگہ حق کی بجائے باطل نے قبضہ کر رکھا ہے۔ نور
کی بجائے ظلمت جاگزین ہے۔ صداقت کی بجائے بطلان
قابض ہے۔ اس بات کو اپنے ذہنوں میں لاؤ۔ اور پھر دیکھو
کہ اس باطل اس ظلمت اور اس بطلان کو دور کرنے کے
ذمہ دار بلکہ تم نے کیا کیا ہے۔ اس کے لئے تم نے کس قدر
سامان مہیا کئے ہیں۔ اس کے لئے تم میں سے کس قدر آدمی
تیار ہوتے ہیں۔ اس کے لئے تم میں سے کتنوں نے
اپنے آرام و آسایش کو چھوڑ کر دین کے لئے اپنی جانوں کو
[illegible] کا جواب دینے کے لئے تیار ہو۔ خود سوچو۔
اور بتاؤ۔ کیا ۱۰ آدمی اور صرف ۱۰ آدمی بھی ایسے بڑے
کام کے لئے بہت بڑی مہم یا اتنے بڑے عقائد۔ اور
اتنے بڑے جنگ میں کچھ حقیقت اور جان رکھتے ہیں
جو ہمارے لئے درپیش ہی نہیں۔ بلکہ جس میں ہم داخل
ہو چکے ہیں۔ پھر کیا یہ فوج بھی آسانی اور سہولت سے
مل سکتے۔ ان کی تلاش میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ ان کے
انتخاب کے لئے کوئی کد و کاوش نہ کرنی پڑی۔ نہیں ہرگز
نہیں۔ اس انتخاب کے لئے اس پاک وجود کو جو گھنٹوں اور
گھنٹوں میں بڑے بڑے اہم اور پیچیدہ سوالات کو حل
کر کے رکھ دیتا ہے۔ منٹوں نہیں گھنٹوں غور و فکر کرنا
پڑا۔ اور اکیلے نہیں بلکہ کے مدبر اور صاحب علم
اصحاب کو ساتھ لے کر غور کرنا پڑا۔ کیوں؟ اسلئے کہ
کام بہت ہیں اور کام کرنے والوں کی قلت ہے اور
جن کا ذمہ اس فرض ہے۔ کہ کام کریں۔ انہوں نے اپنے
آپ کو بار بار یہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا دعویٰ کرنے
کے ابھی تک پیش نہیں کیا۔ جب ایسی حالت ہو۔ تو
کیوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو کارکن آدمیوں
کے انتخاب میں مشکلات نہ پیش آئیں۔ اور کیوں نہیں
گھنٹوں سوچنے اور انتخاب کرنے میں مصروف نہ
رہنا پڑے۔ لیکن جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یہ اس
جماعت کے لئے نہایت ہی شرم کا مقام ہے۔ جو ساری
دنیا پر حق کو پھیلانے کی دعویدار ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اور اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے
کہ اگر ہماری یہی حالت رہی۔ ہمارے لئے دین کی خدمت
کرنیوالوں کا ایسا ہی کال رہا۔ تو ساری دنیا کیا صرف
ہندوستان اور ہندوستان کیا صرف پنجاب میں ہم پوری
طرح تبلیغ نہ کر سکیں گے۔ جیسا کہ اسوقت تک کے حالات سے
ظاہر ہے۔ اسی پنجاب میں ایسے گاؤں ہیں۔ جہاں اس
وقت تک ہمارا کوئی مبلغ نہیں پہونچا اور نہ ہی ابتدائی
طور تبلیغ کی ہے۔

بے شک ساری دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہ ہوگی اور
اگر ہوگی۔ تو شاذ ہی ہوگی۔ جہاں حضرت مسیح موعود کا
نام نہ پہنچا ہو۔ لیکن سچ بتاؤ۔ اس میں ہماری کوشش اور
سعی کا بھی کوئی دخل ہے؟ یا خدا تعالیٰ نے بغیر
ہماری کوشش کے خود ہی
ابھی تک [illegible] ہے کہ ہماری سستی اور کوتاہی کی وجہ سے
اسقدر تک کہ سلسلہ احمدیہ کو قائم ہوئے تہائی صدی کے قریب
ہو چکا ہے۔ صرف پنجاب میں بھی پورے طور پر تبلیغ نہیں
ہو سکی۔ پھر کس طرح کہا جائے۔ کہ اسی جمود و ضعف میں پڑے
پڑے ہم ساری دنیا کو تبلیغ اسلام کر سکیں گے۔ اور اپنے دعویٰ
کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیں گے۔

برادران! اس غرض کو دیکھو جس کے لئے تم کھڑے
کئے گئے ہو۔ اور پھر اپنی حالت پر غور کرو۔ کہ کیا وہ اس
غرض کو پورا کرنے کے قابل ہے۔ اگر نہیں اور فی الواقع
نہیں۔ تو اس کے قابل بنانے کی کوشش میں لگ جاؤ۔ اور
ایسی حالت پیدا کرو کہ نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح خود بلکہ
سلسلہ کے لئے پناہ میں ہوں بلکہ [illegible] اٹھائیں بلکہ
ایسا ہو۔ کہ تمہاری درخواستیں اس کثرت سے حضور کے پاس
جمع رہیں۔ کہ انہیں کام پر لگانے کی باری نہ آئے۔ اور تم
ہر وقت منتظر ہو کہ کب وہ مبارک گھڑی آئے گی جب
ہمیں کسی خدمت دین پر لگایا جائیگا۔ اور اس طرح ہر اپنی
زندگی کی اصل غرض کو پورا کر سکیں گے۔

برادران! بہت دن غفلت میں گذر چکے۔ اور
بہت وقت بے فائدہ ضائع ہو چکا۔ اب بھی وقت ہے کہ
آنکھیں کھولو۔ اور اپنے فرض کو پہچانو۔ دنیا کے دھندوں
کو چھوڑو۔ اور خدا کے دین کی اشاعت کے لئے تیار
کھڑے ہو۔ اور اپنی اس چند روزہ زندگی کو خدمت دین
کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور وقف کر کے
ہمیشہ کی زندگی حاصل کرو۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اپنی
زندگیوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور خدمت دین
کے لئے پیش کر دیا ہے۔ اور حضور کو اختیار دیدیا ہے
کہ جس طرح حضور دنیا میں ہم سے کام لیں۔ اور مبارک ہو گی
وہ جماعت بھی جس کے اس عزت قدم نہیں بڑھایا مبارک بڑھائیگی

میں لکھ رہا تھا مجلس مشاورت کی روئداد۔ مگر اس مجلس
میں اس فکر اور بوجھ سے جو کہ کن آدمیوں کے آسانی کے ساتھ
مہیا نہ ہونے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ تعالیٰ پر تھا۔ احباب کو آگاہ کرنے کے لئے
ضروری سمجھا گیا کہ ذیل تفصیل [illegible] کے متعلق کر دی

جماعت سے خطاب کیا جائے۔ تاکہ اس کا ہر ایک فرد جس قدر بھی خدمت کی قابلیت رکھتا ہے۔ اس کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اور اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر دے امید ہے کہ ہماری جماعت بہت جلد اس طرف توجہ کریگی۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جوانمرد میدان میں نکل آئینگے

۲۳ر جنوری کو بعد نماز ظہر مجلس مشورہ منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے آخری تقریر فرمائی۔ حضور نے فرمایا کل میں نے بیان کیا تھا۔ کہ ہماری موجودہ اور فوری ضروریات کے لئے ۹ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ نو کا انتظام سوچا گیا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ یہ ۹ آدمی نہیں۔ ان کے بغیر ہمارا کام رُک جاتا ہے۔ اور نہ موجودہ ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سفر آلو ٹیوں کی ضرورت ہے۔ اب اگر ہمیں فی الحال کام چلانے کے لئے ۹ آدمی مل گئے ہیں۔ تو اس پر تسلی سے بیٹھ نہیں رہنا چاہیئے۔ کچھ سوچ اگر بیٹھ جائیں۔ تو کل دوستوں نے دیکھ ہی لیا ہے دسویں کا مہیا کرنا کس قدر مشکل تھا۔ چار گھنٹہ کی گفتگو اور سوچ و فکر کے بعد ۹ آدمی ملے ہیں۔ اسلئے ہمیں مستقل انتظام کرنا چاہیئے۔ تاکہ کام کرنیوالے آدمی پیدا ہوتے رہیں ایسے آدمی پیدا کرنے کے لئے سب سے اوّل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ قادیان کے رہنے والوں کو نمونہ بننا چاہیئے اپنے اندر پوری اصلاح کرنی اور اپنے قلوب کو بالکل صاف کر لینا چاہیئے۔ تاکہ قادیان میں ایک ایسا جوش پیدا ہو جائے کہ جو بھی اس میں داخل ہو۔ اس پر ایسا اثر پڑے کہ وہ اپنی جان تک بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور کسی بات کی بھی دین کے مقابلہ میں پرواہ نہ کرے۔

اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے لڑکوں کو دین کے لئے وقف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے کئی دوستوں نے متعلق تحریک کی ہے۔ اس کے متعلق کو وہ یہ شبہ ہے کہ میں دوسروں کے بچوں کو ایسی وقف کیلئے چاہتا ہوں۔ اپنے بچوں کو دے جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ اپنے بچوں کی تربیت اسی رنگ میں کر رہا ہوں کہ وہ دین کے لئے تیار ہوں۔ بڑے لڑکے کو قرآن حفظ کرا رہا ہوں۔ اور چھوٹا بچہ جو ابھی بہت چھوٹا ہے۔ یوں قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں کس رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کر رہا ہوں اور کس کام کے لئے انہیں تیار کر رہا ہوں۔

تو دین کے لئے زندگی وقف کرنا کوئی ایسی بات نہیں جو دوسروں سے کرانا چاہتا ہوں۔ اور خود کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں تو ایسی اولاد کو دین کی خادم نہیں بلکہ لعنت سمجھتا ہوں۔ اور خدا کی لعنت سے پناہ مانگتا ہوں۔

مجھے تو اسوقت جگہ کوئی ایسی بات نہیں آتی ہے۔ کہ فلاں جگہ مشن قائم ہو۔ اور فلاں جگہ نہیں۔ وہاں کوئی مبلغ جانیوالا نہیں ملتا۔ تو یہ خیال آیا کرتا ہے۔ کاش! میرا کوئی جوان بچہ ہوتا۔ اور میں اسے وہاں بھیجتا۔ پھر اگر اسکے خدا کی راہ میں مارے جانے کی خبر آتی۔ تو دوسرے کو بھیجتا۔ اسی طرح سب کو بھیج دیتا۔

پس میں دوسروں کے لئے وہ تحریک نہیں کرتا۔ جو خود اپنی اولاد کے لئے پسند نہیں کرتا۔ اسلئے زندگی وقف کرنیوالوں کا حوصلہ بڑھانا چاہیئے۔ اور دوسروں کو اس تحریک کی طرف توجہ دلانی چاہیئے۔

اسکے بعد حضور نے احباب کو اسی نصائح فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے دین کے خادم پیدا ہونے میں مدد مل سکتی ہے۔ اور بالآخر دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

جن اصحاب کو اس مجلس میں حصہ لینے کا موقع ملا ہے۔ انہوں نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دین کی اشاعت کا کس قدر فکر ہے۔ اور آپ دن رات اسکے لئے کیسی مصروفیت اور مشغولیت سے بجز اور سوچنے اور نہیں کام میں لانے میں لگ رہتے ہیں۔

حضور کی مشغولیت کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید آپ کے ساتھ ہے۔ کہ آپ نے اس قدر بوجھ اُٹھا رکھا ہے۔ ورنہ مجرد انسانی طاقت اور قوت قطعاً اس بوجھ کے اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔

جن اصحاب نے اپنی زندگیاں وقف کیں انہیں سے بعض کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بلا تنگی تجویز فرمائی۔ بعض کو انتظار کرنے کا ارشاد فرمایا امید ہے کہ اب اس مضمون کو سرسری نظر سے پڑھکر چھوڑ نہ دیگا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزانہ ڈائری

(۲۳ر جنوری ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر)

نماز عصر سے فارغ ہو کر بیت مبارک حضرت خلیفۃ المسیح مسجد میں بیٹھ گئے۔ اور احباب گرد و پیش جمع ہو گئے۔ تو حضور نے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اس جگہ کو ترقی ہے۔ آپ کے ذہن میں سستی ہے۔ مبلغ نہیں بھیجتے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور جب میں وہاں رہتا تھا۔ دیہات میں پھرا کرتا تھا۔ لوگ مخالفت کرتے تھے۔ گالیوں کا سامنا بھی ہوتا تھا۔ اسوقت یہ حالت نہ تھی اور میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جہاں تبلیغ ہو۔ وہاں مخالفت بھی ہوتی ہے۔ اور جہاں مخالفت ہو۔ وہاں جماعت میں جوش بھی ہوتا ہے۔ اثر میں اتفاق بھی رہتا ہے۔ لیکن جہاں تبلیغ نہ ہو۔ وہاں مخالفت نہیں رہتی۔ اور جماعت کے اتفاق و محبت میں بھی کمی آجاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اصل میں وہ محبت جو دشمن کی مخالفت کے وقت آپس میں ہو۔ جھوٹی محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ دشمن سے لڑائی کے وقت تو ہر جگہ اور ہر قوم و مذہب کے لوگ جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اپنی خداؤں اور مذہبوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اصل محبت وہ ہوتی ہے۔ جو امن میں بھی رہے۔ گذشتہ سال سیالکوٹ میں میں نے اس کے متعلق ایک تقریر بھی کی تھی اور بتایا تھا کہ سچی محبت کونسی ہوتی ہے اور جھوٹی کونسی۔ یہ تقریر الفضل میں چھپ گئی تھی۔

مولوی غلام رسول صاحب نے عرض کی کہ حضور کی یہ تقریر ایسی ضروری اور اہم ہے۔ کہ اسے چھپوا کر ہر ایک احمدی کو دی جائے۔ اور اپنی جماعت میں کثرت سے تقسیم کی جائے

اسی ضمن میں سیالکوٹ کا بھی ذکر آیا اور فرمایا کہ وہاں شہر میں اب کوئی ذی اثر آدمی نہیں۔ جو سب کو جمع رکھے۔ اسوجہ سے وہاں بڑی گمزوری آگئی ہے۔ ارادہ تھا کہ وہاں کوئی مبلغ رکھا جائے۔ البتہ وہاں ایسے ذی اثر آدمی ہیں۔ جو گاؤں کی جماعتوں کو اچھی طرح سنبھالے ہوئے ہیں۔ غلط حریت اور مساوات بھی بُرے نتیجے پیدا کرتا

ہے۔ اگر ہم ایک شخص یہ کہے۔ کہ میں کسی کی بات کیوں مانوں مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں تو ایک بہتری پیدا نہیں جا سکتی جب تک کوئی ایسا آدمی نہ ہو۔ جس کی سب مانیں۔ اتفاق رہ ہی نہیں سکتا۔

پھر ضلع سیالکوٹ کے دیہات میں سے ایک کے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ وہاں کے احمدیوں میں لڑائی رہتی تھی۔ پہلے سیالکوٹ میں ان کو نوٹس دیا تھا کہ اگر وہ صلح نہیں کرینگے۔ تو میں جماعت سے خارج کر دوں گا۔ اب انہیں اتفاق ہو گیا ہے۔

جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے ڈاک کے جواب طلب خطوط سنانے شروع کئے۔ ایک خط کے جواب میں جسمیں اولاد ہونے کے دعا کی درخواست کی گئی تھی لکھوایا کہ میں دعا کروں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے متعلق وحی نہیں کہہ سکتا کہ اس سے سوال ہوں گا تمہارا وشاد کا کام ہے اور غلاموں کا کام عرض کرنا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے آپ بھی دعا کریں۔ میں بھی کروں گا۔ اور یہ سمجھ لیں کہ جو کچھ آپ کچھ نہیں ہوا۔ اسلئے دعا چھوڑ دی جائے۔ کیونکہ بہت سے انسان ایسے وقت میں دعا چھوڑتا ہے۔ جب قبول ہونے کے قریب ہوتی ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ کوئی شخص کنواں کھودنے لگے۔ اور اسوقت ہمت ہار کر چھوڑ دے جب پانی قریب ہو۔ بعض دعائیں جس رنگ میں کی جاتی ہیں۔ اس رنگ میں ان کا قبول کرنا اس شخص کے لئے خیر نہیں سمجھتا۔ اور دوست کے رنگ میں قبول فرما لیتا ہے۔ جو انسان کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اسلئے وہ دعائیں بھی ضائع نہیں جاتیں۔ اور یہ بھی بات ہے۔ کہ دعا کبھی منظور نہیں ہوتی۔ مگر اس کی قبولیت کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

ایک شخص کے متعلق خط پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے۔ میں نے کسی اور کی بیعت کی ہوئی ہے۔ اب آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ میرے گذارہ کا بندوبست ہو جائے۔ فرمایا۔ ایسی شرط پر بیعت کرنے والے کی ہمیں ضرورت نہیں۔

ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ ان کی قادیان میں ہجرت کرنے کی نیت ہے۔ ان کی کچھ زمین ہے۔ جسے فروخت کر کے گذارہ کرینگے۔ کیونکہ ان کو اور کوئی کام نہیں آتا۔

حضور نے فرمایا۔ تین دن کر اگر یہاں مکان بنوا لیں تو کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ مکان بھی جائداد ہی ہے۔ مگر یہ بیچ کر اس سے گذارہ کرنا درست نہیں۔ وہ پہلے قادیان میں چند دن رہکر دیکھ لیں۔ کہ ان کے مناسب کوئی کام مل سکتا ہے یا نہیں۔ اگر گذارہ کی صورت ہو جائے۔ تو ہجرت کریں۔

ڈاکٹر محمد علی خان صاحب رب اسسٹنٹ سرجن کا خط پیش ہوا۔ کہ ان کا کچھ روپیہ بنک میں جمع ہے۔ اس کا کیا کرنا چاہیے۔ کہا گیا جائے۔

فرمایا کہ اگر واپس کر سکتے ہیں تو کر دیں۔ ورنہ اگر لینا ہی پڑتا ہے۔ تو لیکر اشاعت اسلام کی مد میں دیدیں۔

ایک احمدی بھائی کا خط پیش ہوا کہ میں (عرب کے) جس علاقہ میں ہوں۔ وہاں میلاد ہوتا ہے۔ جسمیں جلسے وغیرہ بھی بجائے جاتے ہیں۔ کیا میں ان میں شامل ہو سکتا ہوں۔

فرمایا۔ ایسی مجالس میں شامل نہ ہوں۔

ایک موقعہ پر اس قسم کے لوگوں کے ذکر کے دوران میں جو لوگوں کی ہیبتوں کے متعلق جھوٹی باتیں اڑاتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ بڑی کمینگی ہے۔ ایسی بات میں شریر بھی ڈر جاتا ہے۔ مگر بعض لوگ نہیں ڈرتے۔ فرمایا۔ انسانی دماغ کے اس حصہ پر غور کرتے ہوئے حیرت ہوتی ہے۔ کہ حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب ملازم افریقہ جنہوں نے حال ہی میں دار الامان میں مکان بنایا ہے حضور نے پوچھا۔ کیا افریقہ میں پرکیش اچھی ہوتی ہے۔ اور کن لوگوں میں۔

ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ وحشیوں میں تو ہوتی ہیں ان کا تو علاج سفت کیا جاتا ہے۔ البتہ دوسرے لوگوں میں اچھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں کی وہاں کمی ہے۔ کمپونڈر جائے۔ تو ابتدائی تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار پاتا ہے۔

وحشی لوگوں کے متعلق حضور نے سوال فرمایا کہ ان میں چوری کی عادت تو نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہے مگر گائے بیل اور کھانے کی چیزیں چراتے ہیں۔ زیور وغیرہ نہیں چراتے۔ فرمایا کہ تعجب ہے پہلے وحشی ان عیوب سے پاک ہوتے تھے۔

لندن کا ذکر آیا۔ فرمایا۔ پہلا مکان بدل لیا گیا ہے اور دوست سمجھ والے مکان میں آ گئے ہیں۔ پھر مولوی رحیم بخش صاحب سے دریافت فرمایا۔ کہ مسجد لندن کے متعلق کہاں سے نقشہ آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے چند نام بتائے۔

آریوں کا ذکر چلا۔ اور جناب پنڈت راجا رام صاحب پروفیسر سنسکرت دیانند کالج لاہور کے جو مختصر گفتگو حضور کی ۲۲ جنوری کو ہوئی تھی۔ اور جو درج ہو چکی ہے۔ اس کا تذکرہ ہوا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں تحریک ہوئی ہے۔ کہ ایک اشتہار کے ذریعہ اعلان کروں کہ چونکہ اتفاق و اتحاد کی ہوا چل رہی ہے۔ اور صحیح اتفاق اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ایک دوسرے کے مذہب سے صحیح واقفیت حاصل نہ ہو۔ اسلئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ آریہ صاحبان اپنے میں طالب علم یا جنہیں وہ مناسب سمجھیں۔ ہمارے پاس بھیجدیں۔ ان کا خرچ بھی ہم برداشت کرینگے۔ اور ان کو قرآن شریف بھی پڑھائینگے۔ اسکے مقابلہ میں آریہ صاحبان اپنے سے صرف دو آدمیوں کو ویدی سنسکرت پڑھا دیں۔ اور ویدوں کا ماہر بنا دیں۔ ان کا خرچ بھی ہم خود دینگے اور یہ اعلان لیکچروں میں ہو گا۔ جسمیں آریہ لیڈروں سے درخواست کی جائے گی۔ کہ وہ اس پر غور کریں۔ اور یہ ممبران غیر احمدی اخباروں میں بھی بھیجا جائے۔ جس کو امید ہے کہ وہ لے لینگے۔ کیونکہ اس تجویز کی غرض ہندو مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق ہو گی۔ جس کو وہ بھی پسند کرتے ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر رام دیو صاحب کے اعتراضات کا ذکر آیا۔ فرمایا۔ آج میں نے جواب لکھنے کے لئے پرکاش وغیرہ پرچے منگوائے ہیں۔ سید امیر علی صاحب کے ایک حوالہ کے متعلق فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے۔ وہ غلط ہے۔ وہ سید صاحب کا قول نہیں۔ بلکہ انہوں نے معترضوں کا قول نقل کیا ہے۔

کفر و اسلام کے مسئلہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ حقیقۃ الوحی کا ذکر آیا۔

فرمایا کہ بابو عبد الحق صاحب شہور سے میں نے پوچھا تھا کہ تم نے جو شرائط حضرت اقدس نے لگائی ہیں۔ وہ کونسی غیر احمدی پوری کر سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ اب تو نہیں لیکن

ممکن ہے۔ آئندہ پوری کرلے۔ میں نے کہا آئندہ کی سوال نہیں۔ یہ بتاؤ۔ کہ کیا ممکن ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ کیا جائے جس میں یہ شرائط پوری ہوں۔ آخر اس کو ماننا پڑا کہ ہیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت اقدس نے جو لکھا ہے کہ میں نے پہلے کافر نہیں کہا۔ یہ بھی بات صحیح ہے۔ اور ہمارے مخالف بھی یہ نہیں کہتے۔ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے انہوں نے مجھے کافر قرار دیا۔ پھر وہ بنے۔ جہاں پہلے اور پیچھے ہوں۔ یہ نہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ خواہ وہ ہمارے کہنے سے ہوں۔ وہ ہیں تو کافر ہی۔

فرمایا۔ کہ یہ لوگ غیروں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ان کو کہا کرتے ہیں کہ یہ (یعنی ہم) احمدی نہیں، تو تمہیں احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور ہم نہیں کہتے کوئی احمدی افسر کے سامنے احمدی کو مخاطب کرکے کہے کیوں جی! تم ان کو کیا کہتے ہو۔ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ یا تو مرعوب ہو کر حق چھپائے۔ ورنہ افسر کی دشمنی خریدے۔

اسی ضمن میں مولانا جمیلی نے عرض کیا کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور میں مقیم تھے تو دو مولوی آئے۔ اور حضور سے انہوں نے سوال کیا کہ آپ کا انکار کیسا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنے والے مسیح کا انکار آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنے والے کا منکر کافر ہے۔ آپ نے فرمایا میرا بھی دعویٰ ہے کہ آنے والا میں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سمجھ گئے۔

اسکے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔

۲۴ جنوری ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز عصر
مسجد مبارک

بعد از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر فرمایا کہ آج میں نے پروفیسر رام دیو کے متعلق مضمون لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے بعد تو وہ مضامین دیکھے جائیں گے۔

فرمایا کہ خدا نے مجھ میں کیا طاقت رکھی ہے کہ جو کام کرتا ہے بھاگنے لگتا ہے۔ خواجہ حسن نظامی، ملا مرزا دیوبند۔ ان سب کی یہی کیفیت ہوئی۔ دیوبندیوں کو بار بار یاد دلایا کرائی گئی۔ مگر وہ خاموش ہی رہے۔ حالانکہ یہ لوگ بڑے دعوؤں سے اٹھے تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حق کے مقابلہ میں کیسے کچے دلائل ہوتے ہیں یا تو بنیاد ہی ان کی صحیح نہیں ہوتی یا جن دلائل سے وہ کوئی بات ثابت کرنا چاہتے وہ خود ثابت شدہ نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا کہ حق پر ہونے سے کیا بشاشت ہوتی ہے کہ کبھی مخالف کے مقابلہ میں دل نہیں گھبراتا۔

پروفیسر رام دیو صاحب کے مضمون کے متعلق فرمایا کہ پہلے میرے مضمون کا خلاصہ اپنے مضمون میں دیا ہے یا نہیں یا قاعدہ ہے کہ مخالف کے مضمون کا صحیح خلاصہ دیدیتا ہوں پھر جواب لکھتا ہوں۔

پھر لالہ جیت رائے کے موجودہ رویہ کا ذکر کیا۔ جو انہوں نے دیانند کالج کے بارہ میں وعدہ کے نام پر پوری سے الحاق توڑنے کے متعلق شروع کیا ہے۔ اسی ضمن میں

میاں (نائب ایڈیٹر) نے عرض کیا کہ پرکاش نے ۱۲ جنوری کے پرچہ میں "دیانند کالج پر دھاوا" کے عنوان سے مفصل مضمون لکھا ہے۔ اور آخر میں تجویز پیش کی ہے کہ:۔

"یہ آریوں کی پرتی نیدھی) یا کانفرنس ہونی چاہیئے جس میں ان سوالات پر غور کرکے آئندہ فیصلہ کرنا چاہیئے"

اس سوال کے دونوں پہلو ہیں کہ کیا آریہ سماج ہر ایک یونیورسٹی کے لئے ہمیشہ کیلئے آج دہ تعاون کا وعدہ ہے تو کل تعاون کی باری آسکتی ہے۔ کیا آریہ سماج فٹبال ہی بنا رہیگا۔ دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ اگر آریہ سماج نے اس دیش میں رہنا اور اس دیش کے باشندوں پر حکام کرنا ہے۔ تو وہ موجودہ لہروں سے متاثر ہوئے بنا کب رہ سکتا ہے۔ (۲۲ جنوری پرکاش)

اسکے متعلق فرمایا کہ ہم پر کیا اللہ کا فضل ہے کہ اسوقت جب لوگوں کو اپنی حالت پر غصہ آرہا ہے۔ ہمارے لئے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ ہر دفعہ اور ہر حالت میں نئی پالیسی بنانے کی فکر میں ہیں۔ اور ہمارے لئے ہر حالت اور ہر وقت کے مطابق پالیسی مقرر شدہ ہے۔ اور پھر ہم زمانہ سے پیچھے نہیں رہتے۔ بلکہ آگے ہی رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو فکر ہوتی ہے کہ کس کے پیچھے چلیں۔ ہمیں یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ ہمارے پیچھے کون کون ہیں۔ وہ آگے کی طرف دیکھتے ہیں کہ آگے کوئی ہو۔ تو اس کے پیچھے چلیں۔ اور ہم پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے پیچھے کون کون آرہا ہے۔ وہ آگے چلنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور ہم پیچھے چلنے والوں کی تلاش کرتے ہیں۔

پھر گالبوں نے مدرسہ تعاون کے باب میں جو جوش دکھایا ہے۔ اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ وہ سب سے پہلے ہیں کئی کالج خالی ہیں۔ وہاں کالج کے طلباء نے ہڑتال کی۔ اور دوسروں کے پیچھے جاکر بیٹھ گئے۔ بعض لوگ جوش میں آن پہنچے گذر گئے۔ اور بعض مستحق وظیفہ ان کو اس طرح کھلا جاتا دیکھ کر روتے ہوئے واپس گئے۔ اور جو بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے بعض کو زخم بھی لگے۔

فرمایا۔ کہ اسوقت جوش ہے۔ مگر یہ دھیما ہو جائیگا۔ چنانچہ علی گڈھ کے بعض طلباء نیشنل یونیورسٹی میں داخل ہو گئے تھے۔ ان میں سے کئی اب پہلے کالج میں داخل ہونے کے لئے درخواستیں دے رہے ہیں۔ فرمایا کہ اسوقت تو جوش میں یہ کہتے ہیں۔ کہ قربان ہو گئے۔ مگر ضروری دیر کے بعد یہ بات نہیں رہیگی۔ کیونکہ کوئی قربانی دو طرح ہی ہوا کرتی ہے یا تو اخلاص سے یا کسی ضرورت سے۔ جب کوئی واقعی نقصان ہو۔ اسوقت انسان قربانی کرنے پر تیار ہوتا ہے۔ مگر ابھی کوئی نقصان ان کا نہیں ہوا۔ اسلئے سچی قربانی نہیں ہو سکتی۔ دوسرا پہلو بچاؤ کا ایمان ہوتا ہے۔ اس میں انسان ایمان کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کر گذرتا ہے۔

فرمایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستانیوں کا کثیر حصہ جو ملازمت میں جاتا ہے۔ ان کالجوں کی تعلیم چھوڑ کر ان کو ملازمت نہیں مل سکیگی۔ عجیب بات ہے۔ کہ میڈیکل تعلیم کو انہوں نے اپنے پروگرام سے خارج کیا ہوا ہے حالانکہ یہی ایک شعبہ تھا۔ جس کو یہ اپنے قابو میں کرکے اپنی ترقی چلا سکتے تھے۔ جس طرح طبیب ہیں کہ بغیر سرکاری امداد کے پبلک کا علاج کرتے ہیں۔ اور پبلک علاج کماتی ہے۔ اسی طرح یہ لوگ تعلیم دیتے۔ اور سرکاری امداد کی پرواہ نہ کرتے۔ اور کہتے کہ ہاں جس طرح طبیب علاج کرتے ہیں۔ تم بھی کرو۔ لیکن اسی کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔

۲۵ر جنوری ۱۹۲۱ء مسجد مبارک

(بعد نماز ظہر)

ظہر کے فرضوں کے بعد حضور سے عرض کیا گیا کہ گاڈر کا رستہ ہے۔ جب دروازہ کے پاس آئے۔ تو وہاں ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یونہی کہدیا گیا کہ رستہ ہے۔ جب تک وہ صاحب نماز پڑھتے رہے حضور وہیں کھڑے رہے۔ ان صاحب کے فارغ ہونے کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔

قبل اس کے کہ حضور اندر تشریف لے جائیں ایک شخص نے عرض کیا کہ میں سرگودہا سے بیعت ہونے کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا کہ عصر کے بعد بیعت کرنا۔

(بعد نماز عصر)

عصر کی نماز کے بعد جب حضور بیٹھے۔ تو مولوی عبدالسلام صاحب سنوری سے دریافت فرمایا کہ کیسی بیعت ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ الحمد للہ اچھا ہوا۔

اسکے بعد تین مہمانوں نے ملاقات کی۔ اور جو ذیل پانچ شخصوں نے بیعت کی۔

(۱) علم دین ساکن چک ۳۔ جنوبی سرگودہا (۲) مراد (۳) اللہ دتا (۴) حسین (۵) محمد دین ساکنان چنیاں کھا ضلع گوجرانوالہ۔

بیعت کے بعد حضور نے دعا کی اور پھر پنجابی میں ان اصحاب کو مندرجہ ذیل نصیحت فرمائی۔

تقریر سے پہلے حضور نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے وطن بتلائے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ۔

بیعت جو ہوتی ہے۔ اس کے معنے ہیں بیچ دینا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہمارا تھا وہ خدا کا ہے جیسے ہم اپنی بولی میں کہتے ہیں۔ فلاں شخص نے اپنی فلاں چیز یا فلاں چیز بیع کر دی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے۔ بہت سے بندے ایسے ہوتے ہیں۔ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ چونکہ وہ نظر نہیں آتا۔ اسلئے اس کو یاد نہیں رکھتے۔ ان بھولے ہوئے بندوں کو خدا کی یاد دلانے کے لئے خدا کی طرف سے اسکے پاک بندے آتے ہیں۔ اور جو لوگ ان بندوں کے ذریعہ خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اسی یاد کرنے کو بیعت کہتے ہیں۔ بیعت کوئی رسم نہیں۔ جیسا کہ آج کل کے پیر کرتے ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر جو چاہو کرتے پھرو۔ بلکہ جب بیعت کرلی۔ تو گویا کہ دوبارہ وہ سب خدا کا ہو گیا اور اب چاہیئے کہ جس طرح خدا کہے۔ بس اسی طرح کرے۔ اس طرح جس طرح ہمارا دل چاہے۔ خواہ اس سے خدا ناراض ہو۔

خدا کو یاد کرنے کا اقرار بیعت ہے۔ جب انسان خدا کو بھولتا ہے۔ خدا کی طرف سے اس کو یاد کرایا جاتا ہے اور وہ دو طرح ہوتا ہے۔ ایک تو جب انسان پیدا ہوتا ہے اسکے دل میں یہ بات ڈالدی جاتی ہے کہ خدا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب وہ بڑا ہو جاتا ہے۔ تو خدا کے نبی اور مامور کے ذریعہ اسکو یاد کراتے ہیں۔ اور ہر کہ ومہ تیار کرتے رہتے ہیں۔

جب کوئی شخص ایک دفعہ اقرار کرلیتا ہے اور اسکو توڑ دیتا ہے۔ تو اس کو معذور بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ جو دوسری دفعہ اقرار کر کے بھلا دے وہ بہت سزا کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور دوسری دفعہ اقرار کرنے سے بہت ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اگر دوسری دفعہ اقرار کرنے کے باوجود بھی اس میں فرق پیدا نہ ہو۔ اور پہلے کی طرح ہی رہے۔ تو گویا اس نے اقرار کو توڑ دیا۔ اور بیعت کوئی نہیں کی۔ اگر تم پہلے نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے یا نہیں رکھتے تھے لوگوں کے ساتھ بصلح و صفائی رہتے تھے یا نہیں رہتے تھے۔ حسن معاملہ کرتے تھے یا نہیں کرتے تھے۔ تو اب بیعت کرنے کے بعد اس میں تغیر کرو۔ اور پہلے کو پہلے کی نسبت نمایاں کر کے دکھاؤ۔ اور اپنی ہر ایک حالت کو درست کرو۔ اگر پہلی حالت میں اور اب کی حالت میں کوئی فرق نہ آیا تو جانا جائیگا کہ تم نے بیعت نہیں کی۔ یا فرضی بیعت کی ہے اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسے بڑے لوگ سرکار کے قانون سے بچنے کے لئے اپنی جائداد اپنی بیوی یا بچوں یا کسی اور رشتہ دار کے نام کر دیتے ہیں اور حیل کے لحاظ سے اسپر پہلے کی طرح ہی متصرف اور قابض رہتے ہیں۔ پس یہ بیعت تمہاری فرضی بیعت اور نام کی بیعت نہ ہو۔ بلکہ کام کی اور اصلی ہو

اور جب تم ان لوگوں میں جا کر رہو۔ جنہوں نے تم سے بیعت کی ہے۔ تو وہ تم میں نمایاں تغیر پائیں اور جان لیں کہ واقعی تم نے بیعت کی ہے۔ اگر تم پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یا پڑھتے تھے مگر ناقص کرکے اور بے توجہی سے۔ تو اب باقاعدہ اور صحت کے ساتھ پڑھو۔ اور اگر روزے ناقص ہوتے تھے۔ تو ان کو پورے اور کامل کرو۔ کیونکہ نمازیں اور روزے خدا کے فائدہ کے لئے نہیں بندے ہی کے فائدہ کے ہیں۔ ہم جتنا نماز کو درست کرکے پڑھینگے اور صحیح طریق پر پڑھینگے۔ اتنا ہی ہمارا ہی فائدہ ہوگا۔ دیکھو شخص کچھ بیع کرتا ہے۔ وہ کچھ دیتا ہے اور کچھ لیتا ہے۔ اگر تم نے نماز تو پڑھی اور کچھ ایسی نماز نہ پڑھی تمہاری بیع فاسد نہیں ہے مگر ناقص ہے جس طرح اچھی بیع ہوتی ہے کہ بغیر نقص کے چیز بیچ دی۔ تو خریدنے والا بھی اچھا سمجھتا ہے۔ لیکن اگر تم اپنی کوئی چیز دیتے وقت اس میں کوئی نقص نہ بتلاؤ تو خریدار سے بھی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ تم کو کچھ دیگا۔

پس جب تم جاؤ تو اس حالت میں جاؤ کہ لوگ دیکھیں کہ انہوں نے اپنی بیع میں دھوکا نہیں دیا۔ بلکہ فائدہ کمایا۔ اپنی زندگی میں تغیر کرو۔ اور اپنے حال پر کو درست کرو۔ اور اپنے معاملات کو ٹھیک بناؤ۔ اگر تم تغیر نہیں ہوگا تو دوسروں کے لئے روک بنجاؤ گے۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ تم نے اپنی بیع میں گھاٹا نہیں پایا۔ تو وہ بھی یہ سودا کرینگے کیونکہ ہر ایک سودا روحانی ہو یا جسمانی۔ نفع کے لئے کیا جاتا ہے۔

پس اب اپنے وطن میں جاؤ۔ اور اپنے کاموں کو شریعت کے مطابق بناؤ۔ لڑائی دنگے سے بچو۔ خیانت نہ کرو۔ گالی گلوچ سے پرہیز کرو۔ ناجائز قبضہ نہ رکھو۔ چوری چکاری سے بچو۔ فسق و فجور کے پاس نہ جاؤ۔ لوگوں کے کھیتوں اور فصلوں کا نقصان نہ کرو۔ غریبوں کا خیال رکھو۔ ان سے ہمدردی کرو۔ اور ہمسائیوں کا بھلا چاہو۔ لوگوں سے محبت سے ملو ناحق مقدمہ بازی سے پرہیز کرو۔ جھوٹ کی عادت کو چھوڑ دو۔ جب تم یہ کرو گے۔ تو پھر تم اپنی اس بیعت سے فائدہ اٹھاؤ گے

۲۶ر جنوری ۱۹۲۱ء ۔ بعد نماز ظہر

ایک صاحب نے بیعت کیلئے عرض کیا۔ فرمایا۔ عصر کے بعد کرلیں اسوقت حضور کی تقریر مدرسہ احمدیہ کے دارالاقامہ میں تھی جسمیں مبلغین جماعت جو یہاں موجود تھے۔ مبلغین کی کلاس کے طلباء۔ مدرسہ احمدیہ کی

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود شتہر ہے مدیر الفضل قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا ایک خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا
سعدہ تجویز اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کا بتایا ہوا

سُرمہ تجویز اور سنت سلاجیت

اصل میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں میرا پیش کیا۔ آپ نے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک و میں اس سُرمہ اور میرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ اور اصل سُرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سُرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سُرمہ کے متعلق فرمایا کہ۔ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سُرمہ ٹھنڈا۔ جالا۔ پھولا۔ پردہ لال اور سُرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ میرا قسم اول عمدہ فی تولہ۔ اصل میرا منہ فی تولہ۔ یہ سُرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء دافع ضعف مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و دافع بواسیر ہاضم طعام و قاتل کرم شکم بہنت تنگ کردہ و شانہ۔ مسلسل البول و سیلان منی و بیوست معدہ مفاصل و عجز کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ خوبہ بسیر کیفیت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عمدہ فی تولہ

المشتہر:- احمد نور تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی ماہر اکس ریز انگلینڈ

صدر سپتال کانپور

دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی ہے طبیبانہ نیز طبیب ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے خاص طور پر تعریف فرمائی اشاعت کا حق ضرور ہو۔ مجلد قیمت فی جلد ۱۲ محصول علیحدہ ۱۰ آنہ ضرورت ہے۔ کتاب وی پی ہو گی۔ کتاب مصنف سے مل سکتی ہے۔

عالمگیر واچ ہاؤس

ہمارے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دکان لودھیانہ میں جاری کی ہے جس میں ہر قسم کے کلاک۔ واچ۔ جیبی اور ہاتھ پر باندھنے والی گھڑیاں۔ زنجیریں۔ چوڑیاں۔ ہر سم کے لاکٹ اور گھڑیوں کے پرزے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور نہایت تسلی بخش طور پر مرمت کی جاتی ہیں۔ احمدیوں کے لئے خاص رعایت۔ آزمایش شرط ہے۔

المشتہر

ماسٹر قمر الدین نور الٰہی واچ اینڈ کلاک مینٹس چوڑ بازار لودھیانہ

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے (زنانہ مردانہ) ساڑیاں۔ عمامے۔ کمخواب۔ تھان۔ کاسی۔ سلک سوزنے۔ سلک۔ گوٹہ۔ لچکے۔ پنری۔ بنارسی پاؤڈر فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمایش کی ضرورت ہے۔ فہرست کارخانہ طلب فرمایئے اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

ضرورت نکاح

ایک احمدی نوجوان کو جو قوم کے متقی ہیں۔ پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کے باعث دوسرے نکاح کی ضرورت ہے یہ نوجوان ستارہ آباد ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں۔ اور تقریباً تین سو روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے اور بہت نیک اور جوشیلے احمدی ہیں۔ عمر تقریباً ۲۵ سال ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

کانپور احمدیہ ایجنسی

جس صاحب کو کوئی کام کاج درکار ہو۔ سیکرٹری یا اسسٹنٹ آرٹیکل یا کیشیر یا منیجری کی جو۔ غرض جس چیز کی بھی ضرورت ہو۔ رجسٹرڈ بوٹ ایڈریس میری معرفت منگا سکتے ہیں اور آرڈر دینے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لیں تنخواہ کمیشن پر اپیل کیا جائیگا۔

سلیمان احمدی

دو نئی کتابیں

گلزار معرفت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی نئی نظموں کا مجموعہ۔ اس میں حضرت صاحب کی "نونہالان جماعت" والی نظم بھی ہے۔ قیمت ۵ر

اسلام میں اختلافات

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دو معرکۃ الآراء تقریر جو گذشتہ سال اسلامیہ کالج لاہور میں ہو کر مقبول عام و خاص ہوئی۔ قیمت ۱۱ر

اسکے علاوہ دارالامان میں تمام ذخیرہ کتب ہاری معرفت مل سکتی ہیں ایک مجلہ آرڈر دینے سے محصول میں رعایت رہیگی۔

کتاب گھر قادیان

ہماری ادویات کا استعمال

سینکڑوں انسانوں کو ہلاکت سے بچا رہا ہے

بے نظیر سرمہ نور ثانی

اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کو سفید اور دیگر تمام شکایات دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ نظر کا کھا جانا وغیرہ دور کر کے آئندہ اچانک پیدا ہو جانیوالی امراض سے شرطیہ محفوظ رکھتا ہے قیمت فی تولہ

اصلی نمک سلیمانی خوشگوار

نہایت شدہ

یہ خوشگوار چورن نہایت اعلیٰ اجزاء سے مرکب ہے۔ ہاضم طعام۔ مقوی معدہ اور دردِ معدہ دیرینہ وغیرہ کو دور کرنے کے قلب کو فرحت بخشتا ہے۔ اور انتشار کو بے انتہا پیدا کرتا ہے۔ لطف یہ کہ دافع قبض بھی ہے۔ قیمت صرف ۴ر

مجرب اور مقوی العضاء گولیاں سریع الاثر

یہ پٹھوں کو بفضلہ تعالیٰ دوبارہ زندگی بخشتی ہیں۔ اور کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ واپس لے آتی ہیں۔ اس کے اور تمام مقویات بیچ ہیں۔ قیمت دو ہفتہ کی خوراک صرف ایک روپیہ (۱ر)

آزمائش شرط ہے روغن اکسیر ضرور استعمال فرمادیں

پٹھوں کو طاقت اور اعصاب کو یقیناً فوری طور پر زندہ کر دیتا ہے قیمت فی تولہ

استعمال دافع تمام کہنہ امراض کے علاج بذریعہ خط و کتابت قاعدہ طور سے کیا جاتا ہے۔

(جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ۲ پیسہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے)

آرڈر بھیجنے کا پتہ:- حکیم عطاء محمد پروپرائیٹر شفاخانہ و دواخانہ حیات قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چند مختصر سرٹیفکیٹ

ہمنے آپ کا سفوف استعمال کرنا شروع کرایا۔ اس کو اب آرام ہے۔ عبدالرحمن

حب اکسیر اور روغن اکسیر جو منگوایا تھا۔ اس کے استعمال سے ایک مُردہ کو چند دن میں ہی اس فائدہ ہو گیا۔ اب یا دوائیات بھیجدیں۔

فضل الرحمن سکرٹری سامانہ

حب اکسیر و نمک سلیمانی جو منگایا تھا۔ خاکسار کی چند یوم میں ہی شکایت رفع ہو گئی۔ دائمی قبض کی وجہ سے صرف ایک وقت کھانا کھایا کرتا تھا۔ اب کھانا دو وقت بخوبی کھا لیتا ہوں اور اب طبیعت اچھی رہتی ہے۔ دوائیں واقعی بے نظیر ہیں

لطیف فتح محمد سامانہ

روغن کا ڈبہ ہوا ہے۔

آیہ۔ ملک لاہور

سرمہ نور مفید ثابت ہوا ہے برائے مہربانی ایک تولہ اور ارسال فرمادیں۔ احمد اللہ بلوچستان

بفضلہ تعالیٰ آپ کی دوائی دوا سے کوئی دس بیمار کہ کچھ آرام سخت نظر آتے ہے۔ براہ مہربانی چار اور شفاخانہ نباتی دوا ارسال فرمادیں۔

محمد عبداللہ وزیرآباد

جس قصد سے کتابوں کا پیکٹ جو نسخہ ملیریا بخار دریافت کیا تھا۔ بخار کے لئے نہایت مفید کارآمد ہے۔

عبدالغنی اخبار۔

آپ نے جو نسخہ برائے دفعیہ امراض معدہ ارسال کیا تھا۔ بفضل اللہ اُسے سے بڑھکر فائدہ ہوا۔ اکسیر ثابت ہوا۔

گوہر۔ پونچھ

سُرمہ نور مفید ثابت ہوا ہے برائے مہربانی ایک تولہ اور ارسال فرمادیں۔ احمد اللہ بلوچستان

بخار سے آج اللہ کے فضل سے کل صحت ہے۔ آپکے شربت سے بہت فائدہ ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا کرے۔

نور محمد خان

ہندوستان کی خبریں

ہندو ثقافتی نمائش دلی کا ایک شاندار

ہندو ثقافتی نمائش اور ہندوستان دیوی غدر کی مصوری

دو ہزار عورتوں نے کام ترک کر دیا

اگرہ کا قاتل گورہ سارجنٹ برطرف کر دیا گیا

الٰہ آباد۔ ہائیکورٹ الٰہ آباد میں آرڈننس

عراق عرب سے ہندوستانی فوجوں کی واپسی

دہلی ۲۴ جنوری۔ حسب ذیل سرکاری اطلاع شایع ہوئی ہے

برطانوی بعیل فوجوں کا پہلا بیش عراق عرب سے ہندوستان پہنچ کر روانہ کا پہنچ ہو گیا ہے۔

ہندوستانی پلٹنوں کو برطرف کرنے کے احکام جاری کئے گئے ہیں۔ یہ دوسرا جنگ میں قائم کی گئی تھی۔

۲۴ ویں ۱۵۲ پنجابی پلٹن۔ ۲۴ ویں ۱۵۴ پلٹن۔ ۲۴ ویں گورکھا پلٹن۔ ۲۴ ویں ۲۴ ویں فوج۔ ۲۴ ویں ۲ پنجابی اور ۲۴ ویں ۱۵۱ سکھ پلٹن

اخبار ٹریبیون کی معافی

لفٹننٹ ہیوٹ کی طرف سے ایڈیٹر ٹریبیون پر جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس میں ایڈیٹر ٹریبیون نے غیر مشروط معافی مانگ لی۔ اور دو ہزار روپیہ مقدمہ کے اخراجات اور دو ہزار روپیہ بطور ہرجانہ کے پیش کئے

ڈیوک آف کناٹ

۲۵ فروری کو جہاز سے دلی پہنچیں گے۔

مرکزی حفاظت کمیٹی بمبئی نے ایک جلسہ کر کے ریزولیوشن پاس کیا ہے جس میں لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ڈیوک کی آمد کا بائیکاٹ کریں۔

گورنر پنجاب کا دورہ

گورنر پنجاب کے دورہ کے بارے میں ایک چوٹی اخبار نے لکھا کہ ۱۵ مارچ تک ان کی تنخواہیں اضافہ کیا جائے۔ ورنہ وہ کام موقوف کر دینگے۔

پنجاب

یونیورسٹی سپورٹس گورنمنٹ کے تقسیم انعام کے موقعہ پر جنیر لیڈی میکلیگن تقسیم کر رہی تھی۔ طلباء کی فوج نے مسٹر گاندھی کی جے کے نعرے بار بار بلند کئے۔ اور کبھی تسلیم کی آواز سننے میں آتی تھی۔ جب انعامات تقسیم ہو چکے تو ایک صاحب نے لیڈی صاحب کے نام پر چیرز دینے کی تجویز بلند آواز سے پیش کی۔ مگر کسی طالب علم نے چیرز نہیں دیا۔

اخبار ٹریبیون کی معافی

کمالگڑھی کے واقعہ کے متعلق لفٹننٹ ہیوٹ کی طرف سے ایڈیٹر ٹریبیون پر جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس میں ایڈیٹر ٹریبیون نے غیر مشروط معافی مانگ لی۔ اور دو ہزار روپیہ مقدمہ کے اخراجات اور دو ہزار روپیہ بطور ہرجانہ کے پیش کئے

کلکتہ میں طوفان

کلکتہ ۲۴ جنوری۔ سمندر میں طوفان سے بہت سی کشتیاں الٹ گئیں۔

فارورڈ بلاک والوں کو قتل

پٹنہ ۲۴ جنوری۔ مظفر پور کے ایڈیشن کے ہفتے میں کہا جواب دیتے ہوئے فارورڈ بلاک والے نے ظاہر کیا کہ ان کی جماعت ان خطرات سے آگاہ ہے۔ ترک موالات کی تحریک سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ اس تحریک کو بالکل بند کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ فساد اور شر کو دور کرنے۔ قانون نافذ کرنے اور جان و مال کی حفاظت کے لئے تمام جائز ذرائع استعمال کرنے میں تامل نہ کرینگے۔ مزید برآں جلسہ نے یہ بھی طے کیا۔ کہ انہیں یقین ہے۔ کہ گورنمنٹ اور ان کی ایسوسی ایشن اس زبردست جوش و خروش سے متفقہ پر کامل طور پر قابو پانے کی ضرورت کو تسلیم کرینگے۔

اچھوتوں کا تبدیلی مذہب کے سوال سے

بروچ ۲۵ جنوری۔ اچھوتوں کی ایک کانفرنس بمقام ونید ہوئی۔ جس میں استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین نے ظاہر کیا کہ اچھوت ذاتوں کے ہندوؤں سے علیحدگی اختیار نہیں کرینگے۔ اگر ہندوؤں نے انھیں اچھوت رکھا۔

رائے بہادر موہن لال کا انتقال

صحابہ خانہ زاد صاحب منشی کلاب سنگھ کے مالک رائے بہادر موہن لال کا ۲۲ کے روز انتقال ہو گیا۔ لاہور کے غیر مسلم حلقہ کی نشست کے لئے پنجاب کونسل کے امیدوار بھی ہوئے تھے۔ مگر اوتم راجہ (جام) کے مقابلہ میں انکو ناکامی ہوئی۔

مشن کالج

کے طلباء نے ہڑتال کر دی ہے۔ اور پرنسپل کو باقاعدہ نوٹس دیدیا گیا ہے۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یونیورسٹی سے اپنا الحاق توڑ لیں۔

دیانند کالج میں ہڑتال

شانتی دھرم کالج کے طلباء کی ہمدردی میں آخر دیانند کالج کے طلباء نے بھی ہڑتال کر دی۔ خبر ہے۔ کہ تقریباً پندرہ سو لڑکے آج صبح ۲۴ جنوری کو کالج میں حاضر ہوئے۔

دیال سنگھ کالج میں ہڑتال

خبر ملی ہے۔ دیال سنگھ کالج کی نشست اور تھرڈ ایر باغبیر بھی ہڑتال کئے

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

آئرلینڈ میں پولیس تھانہ کا شدید بمباگ

لندن ۲۰ر جنوری ۔ آج صبح ۳ بجے سو مسلح پولیس اور فوج کے ایک دستہ نے بینڈن ویر حملہ کیا لیکن چونکہ گھنٹہ کی شدید بمباری کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا۔ مدافعین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ البتہ ایک [illegible]

متفرق خبریں

مسٹر چرچل وزیر نوآبادی

لندن ۱۲ر جنوری ۔ بمقام ڈوور [illegible] اعلان کر دیا ہے کہ مسٹر چرچل لارڈ ملنر کی جگہ وزیر نوآبادی ہو گئے۔

کانفرنس کا آغاز

لندن ۱۳ر جنوری ۔ بمقام جنیوا کانفرنس کا آغاز ہو چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس نے پانچ سالہ [illegible] کل یہ ان [illegible] پر ڈالا ہے۔

لارڈ ریڈنگ

لندن ۱۴ر جنوری ۔ مارکوئس آف ریڈنگ وائسرائے ہند [illegible] ۱۹ر مارچ کو بمبئی سے روانہ ہونگے۔

ایک سائیکوئی حلوائی کی موت

برلن ۲۲ر جنوری ۔ سائیکوئی کا ایک ہندو حلوائی سنگھ جو ۱۹۱۵ء سے یہاں مقیم تھا۔ وہ اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ بظاہر اس کی موت گلا گھونٹنے سے ہوئی ہے۔

مداخل و مصارف کا انتظام

قسطنطنیہ ۲۴ر جنوری ۔ حکومت نے ایک معاہدہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ جس کی رو سے مداخل و مصارف پر دول متحدہ کی رضامندی حاصل ہو گئی ہے۔

ترکی کا نیا قرضہ

قرضہ حاصل کرنے کی مجلس نے اس طلب کی کفالت پر جو عثمانی بینک میں امانت ہے ۱۰ لاکھ ترکی پونڈ قرض دے دئے ہیں۔ خزانہ عثمانیہ کی طرف سے [illegible] دئے جاری کیا ہے۔

انگلستان میں بیکاری

لندن ۔ ۲۲ر جنوری ۔ تجارتی اخبار [illegible] روز بروز ابتر ہوتا جاتا ہے اور بیکاری بڑھتی جاتی ہے۔

جرمنی میں شاہی حکومت قائم کرنے کی تیاریاں

لندن ۲۰ر جنوری ۔ مسٹر ہیرلڈ [illegible] ہفتہ وار [illegible] کے نامہ نگار مقیم ہیرلڈ کے قول کے مطابق انگلینڈ کی جرمنی پولیس نے ولی عہد جرمنی کے خاص خادم کو گرفتار کیا ہے جو [illegible] دستاویزات لے کر ہالینڈ کے راستہ جرمنی آ رہا تھا۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جرمنی شاہی خاندان پھر جرمنی میں اپنی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ بازیاں کر رہا ہے۔

بالشویک سپاہ میں [illegible]

لندن ۲۴ر جنوری ۔ ٹائمز کو [illegible] معلوم ہوا ہے کہ [illegible] نے اپنے [illegible] کو بڑھا کر ... بنا کر لیا ہے۔ لیکن ان میں سے [illegible] ایرانی آدمی ہیں۔ جن کو فوجی تربیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ [illegible] کام کر سکتے ہیں۔

برطانیہ صرف بصرہ پر قابض رہے

لندن ۲۴ر جنوری ۔ مسٹر [illegible] چرچل نے عرصہ ہوا کہا تھا کہ ہمیں [illegible] ہے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ہمیں عراق عرب میں بھی جانا چاہئے۔ اور صرف ایسا [illegible] بصرہ کے قرب و جوار میں قابض رہے۔

ترکی اور یونانی نمائندے لندن میں

لندن ۔ ۲۶ر جنوری ۔ استنبول کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ترکی اور یونانی نمائندے بہت جلد لندن بلائے جائیں۔ تاکہ مشرق کے تمام امور کے متعلق فیصلہ ہو جائے۔

قصبہ استیفنہ میں آتش زدگی

نیویارک ۲۵ر جنوری ۔ قصبہ استیفنہ میں واقعہ جارجیا کے کاروباری حصہ کے تین محلے آگ کی نذر ہو گئے۔ ۱۰ لاکھ پونڈ کا نقصان بتایا جاتا ہے۔ خدا جانے یہ آگ کہاں سے آئی۔

بدنصیب آرمینیا کیلئے اسقف اعظم کی اپیل

روما ۲۵ر جنوری ۔ اسقف اعظم نے سکرٹری آف سٹیٹ کارڈینل گیسپری کے نام ایک خط بھیجا ہے جس میں اظہار افسوس کیا ہے کہ آرمینیا کی قوم، سوئٹ بالکل بیکسی کی حالت میں ہے۔ خالق نے انسانی ہستی کے لئے جو سامان پیدا کئے ہیں اس کے [illegible] ہلاکت کے [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

نمبر ۵۹ | مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۱ء | مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۳ فروری جمعہ نماز ظہر پر ڈنگہ مدرسہ احمدیہ میں جناب ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب نے قصاب عصبی کی بناوٹ اور اس کے کام پر مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت کے طلباء۔ طلباء سابقین کلاس۔ سابقین اور دیگر معزز احباب کے سامنے جو لکچر دیا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے پسند فرمایا۔ جو نماز عصر تک جاری رہا۔

جناب میر صاحب نے نہایت آسان اور شستہ طریق سے تصاویر کے ذریعہ اعضاء انسانی کی بناوٹ اور انکی حرکت سمجھائی چونکہ یہ مضمون بہت وسیع ہے اسلئے کئی لکچروں میں ختم ہوگا۔

۴ فروری کو نائب صاحب علام محمد صاحب نے اپنے مکان پر قریباً ایک سو دوستوں کو چائے کی دعوت دی۔ جزاہ اللہ۔

ایک نہایت ضروری اعلان

جب کوئی شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے تو اسی لئے کہ وہ اس حق کو پہچانتا ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر کیا ہے۔ اس حق کے مقابلے میں رسم و رواج کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ پہلی سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو جاتی ہے انسان اپنے اندر ایک نئی زندگی محسوس کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اب میں وہ نہیں جو پہلے تھا۔ فوراً وہ خوش ہوتا ہے کہ اس نے ایک لعل بے بدل حاصل کر لیا۔ گو دنیا اسکے اس فیصلے پر ہنستی ہے۔ اور اسے طرح طرح سے ستاتی ہے۔ لیکن وہ دنیا کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اور فضلت پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرتی۔ جو آج دنیا میں نازل ہو رہے ہے وہ کوشش کرتا ہے۔ کہ ہر ایک آدمی کو اس نور سے منور کرے۔ اسی کا نام تبلیغ ہے۔ پس تبلیغ ایک ایسا کام ہے۔ جس کے بغیر ایک مومن اپنے اخلاص اور جوش ایمان کی رو سے ایک لمحہ بھی گذارہ نہیں کر سکتا۔ لیکن پچھلے سالوں میں ہماری تبلیغی رفتار بہت سست رہی ہے۔ اسلئے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اور سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ کہ اس سال اسقدر سرگرمی سے کام کیا جائے کہ تمام ہندوستان میں شور پڑ جائے اور احمد کا نام اکناف ہند تک پہنچا دیا جائے۔ کوئی بستی ایسی نہ رہے۔ جہاں ہمارے مبلغ نہ پہنچیں۔ کوئی فرد بشر چھوٹی قوم کا ہو یا بڑی قوم کا ہر ایک کو اس نور سے واقف کر دیا جائے۔ جو اس ہمارے زمانے میں نازل ہوا۔

پس تمام احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی جگہ تبلیغی جلسے کریں۔ اور اپنے شہر گاؤں میں گرد و نواح کے ملنے

میں اپنے دوستوں اور دیگر لوگوں کو جو ان کے تبلیغی کارڈ میں
اور واقف کرائیں۔ اس کے بعد ان کو علی العموم بھیجنے کے لئے ضروری
ہے۔ کہ مختلف جماعتوں سے سکرٹری صاحبان دفتر تالیف و
اشاعت کو یکم اپریل ۱۹۲۱ء تک مطلع فرما دیں
کے یہاں جلسہ کرانے کا انتظام کر سکتے ہیں
کن سے اطلاع آجائیگی۔ تو ایک
احمدیہ کے مختلف جلسوں کو مختلف
سے ہم اس فرض سے جو ہم پر
گبارہ ہو سکیں گے۔ پس جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو خصوصاً اس طرف توجہ کرنی
مقرر کرکے دفتر ہذا کو جلسہ اطلاع عدد
نہیں یہ کہنے سے بھی
جلسوں پر بھی
فیصلہ کرے۔ کہ اس
دوسرے نام بھی
اور
ہدایات آپ لوگوں کے سپرد کی گئی ہے۔ اگر دوسرے
پہنچاؤ۔ اور پیشتر اس کے کہ وہ ملک آئے۔ کہ تم یہاں سے چل
اپنا معاملہ خدا سے صاف کرو۔ تاکہ تم اس کے آنے
کہہ سکو۔ کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا۔ اور جو مہلت
نے ہمیں دی تھی۔ اس کو ہم نے نہ ضائع خود فضول بیکار
دوسروں تک بھی پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہمراہ ہو
اور اپنے فرض کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ والسلام

خاکسار ابو رحیم بخش۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اخبار احمدیہ

ایک فتویٰ اور اس کا جواب

کیا ایک شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے۔ کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔

غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی خدا تعالیٰ سے اجازت چاہی۔ لیکن نہ ملی۔ پس جو دعا عورت کے لئے طور پر سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئی۔ اس کے متعلق مغفرت کی دعا سلسلے کی توہین ہے۔ پس جس شخص نے ایسا کہا اسے استغفار سے توبہ کرنی چاہیئے۔ روفن علی۔ محمد سرور۔ قادیان

ناظر تعلیم و تربیت

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کو ایک سال کے لئے نظارت تعلیم و تربیت کا چارج حاصل کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اسلئے ان کو نظارت تعلیم کے کام سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اب ان کی جگہ ناظر تعلیم و تربیت ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب ہونگے۔ ناظر امور عامہ قادیان

سالانہ جلسہ کے انتظامی امور کے متعلق اعلان

انتظام جلسہ کے متعلق اگر کسی بھائی کو کوئی نقص معلوم ہوا ہو۔ یا اس انتظامی نقص کی وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو۔ تو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی شکایت یا انتظامی نقص جو انہیں معلوم ہوں۔ دفتر امور عامہ میں بھیج کر بھیجدیا۔ اور ساتھ ہی ان نقائص کا تدارک جو ان کے خیال میں آیا ہو۔ وہ بھی مشورے کے طور پر لکھ بھیجیں تاکہ غور کرکے آئندہ ان نقائص کی اصلاح کی جائے۔

اس قسم کے مشورے اور نقائص جو احباب بھیجینگے وہ کی نظر ثانی کرکے ان کا فیصلہ کر دیا جاویگا ان شاء اللہ اسلئے احباب کو چاہیئے کہ اس قسم کے مشورے جو بھیجنے ہوں جلد بھیجیں تا کہ نظر ثانی پیش کئے جائیں۔ ناظر امور عامہ

مونیوں کے متعلق اعلان

عموماً وصیت کنندگان کو یہ غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ وہ وصیت کرنے کے بعد سپرد ڈاک کر دیتے ہیں کہ جب ان کے پاس سارٹیفکیٹ پہنچ جائے جو درست نہیں ہے وصیت پر اس تاریخ سے عمل ہونا چاہیئے۔ جس تاریخ سے کہ وصیت کی جائے۔ سارٹیفکیٹ کا انتظار کرنا سخت غلطی ہے۔ سارٹیفکیٹ کے اجرا میں دیر ہو جاتی ہے۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہذا ان موصیان کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جنہوں نے عشر آمد داخل کرانے کی وصیت کی ہے کہ وہ تاریخ وصیت سے اپنی آمد کا عشر اگر سابق داخل نہ کرایا ہو۔ فوراً داخل کرا دیویں۔ علیحدہ علیحدہ خطوط لکھنے میں باوجود دقت ہوگی۔ اور صرف جو ہوگا وہ علاوہ ہوگا۔ افسر بہشتی مقبرہ۔ قادیان

ان کا مالک کون؟

جلسہ میں سندر جو ذیل گم شدہ اشیاء دفتر امور عامہ میں آئی ہیں۔ جس صاحب کی ہوں۔ دفتر امور عامہ سے طلب کریں۔

چادر کھدر مستعمل ایک۔ تولیہ مستعمل ایک۔ گلوبند اونی بزنگ خاکی مستعمل ایک۔ بچے کے پاؤں کا نقرئی زیور جس کا نام گھنگرو ہے۔ حمائل شریف مترجم۔ اس پر حمائل والے کا نام کریم بخش لکھا ہے۔ لیکن پتہ نہیں ہے۔ والسلام

ناظر امور عامہ۔ قادیان دار الامان

کم از کم پانچ پانچ شخص احمدی بناؤ

خادم نے گذشتہ دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت بابرکت میں ایک عریضہ لکھا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کے ایک تجویز پیش کی تھی کہ ہر احمدی جماعت کا ہر فرد اگر کم سے کم پانچ دوستوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش کرے تو وہ جو کہ حضور نے عائد فرمایا ہے خادم نے اس تجویز کے بعد دل میں سوچ لیا۔ کہ اس کا اول مصداق خادم اپنی کارگذاری دکھلائے۔ اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے ایک سو دوست جن کو میں تقریباً اچھا سمجھتا تھا۔ سلسلہ میں آکر داخل ہوئے۔ اور خدا سے امید ہے کہ حضور کی دعاؤں کے طفیل عاجز اپنی کارگذاری پھر دکھلائیگا۔

اخبار تفضل دوستوں کی ترغیب کے لئے شائع کر دے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے دوسرے بھائی اس سے متاثر ہو کر راہ خدا میں لگیں اور حسنات دارین حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں۔

عاجز درخواست دعا کرتا ہے۔ والسلام

خاکسار۔ حضور کا جان نثار خادم فدا حسن بھاگل پوری

نماز جنازہ

چودھری اللہ دتا صاحب نمبردار خانوالی ضلع سیالکوٹ کے حقیقی بھائی چودھری فتح محمد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھکر ضد اللہ اجر ہوں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد سوہدری فاضل بدوملہی

خاکسار کی دختر مسماۃ رمضان بی بی بعمر ۲ ماہ کل بروز ہفتہ بتاریخ ۲۹/۱ وفات پا گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

خاکسار محمد یامین از موضع دیوا سنگھ تحصیل کیمبلپور ضلع ڈیرہ غازیخان میں ایک احمدیوں کا گاؤں بستی رمضان ہے۔ وہاں

قادیان ۱۲ امان ۱۲ فروری ۱۹۲۱ء

الفضل

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

کونسا مذہب دنیا کی تسلی کا موجب ہو سکتا ہے؟

پروفیسر رام دیو صاحب کے مضمون کا جواب

(از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ)

احباب کرام کو یاد ہوگا۔ کہ پروفیسر رام دیو صاحب کے ایک لیکچر کے متعلق جو انہوں نے آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا تھا۔ اور جس میں انہوں نے دیدک دھرم کی فضیلت دوسرے مذاہب پر ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے ایک مضمون لکھا تھا جو ۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔

پروفیسر صاحب کے مضمون کا خلاصہ پروفیسر رام دیو صاحب نے اس مضمون کا جواب پرکاش کے ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں شائع کرایا ہے۔ جس میں انہوں نے اوّل تو اس بات پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے کہ ان کے مضمون پر سنجیدگی اور متانت سے نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پھر ہندو مسلم اتحاد پر میرے خیالات کی تائید کی ہے۔ آگے چل کر وہ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے غلط فہمی سے پروفیسر صاحب کی طرف یہ بات منسوب کر دی ہے کہ انہوں نے اسلام کے خلاف یہ دلیل دی ہے کہ مسلمانوں کا رنگ کالا ہے۔ اسلئے وہ یورپ کی تسلی نہیں کر سکتے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات انہوں نے عیسائیوں کے متعلق بطور مذاق کہی تھی۔ اور اپنے مطبوعہ لائرم میں شائع شدہ خلاصہ تقریر سے اس قسم کی غلط فہمی کا ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ پھر وہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسٹر سید امیر علی صاحب اور مسٹر خدا بخش کی کتابوں سے اقتباسات جس غرض سے پروفیسر صاحب نے پیش کئے تھے۔ اس کا مطلب بھی میں غلط سمجھا ہوں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ کسی مذہب کے پیرو کا اس مذہب سے منکر ہو جانا لازمی طور پر اس مذہب کے غلط ہونے کی دلیل نہیں۔ لیکن اگر کسی مذہب کا پرجوش واعظ اور مبلغ اس کتاب میں جو اس نے اس مذہب کی حمایت میں لکھی ہو۔ اس کے کئی مسائل کو زمانہ کے لحاظ سے ناقابل حمایت تسلیم کرے تو یہ ان مسائل کی کمزوری کا ثبوت ضرور ہے۔ اگر ایک مقدمہ میں ایک فریق کا وکیل ہی خاص امر پر زور نہ دے یا اپنی کمزوری مان لے اور موکل اس کے نمائندہ ہونے سے انکار کرے۔ تو عدالت کے لئے ناممکن ہے کہ ان امور کے متعلق اس فریق کے حق میں فیصلہ کرے۔ سید امیر علی نہ مرتد ہیں نہ معمولی مسلمان بلکہ انہوں نے یہ کتاب ہی اس غرض سے لکھی تھی۔ کہ یورپ میں اشاعت اسلام ہو پس جب ایک مسلمان عالم دنیا کو اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے ایک کتاب لکھتا ہے اور اسمیں یہ بتاتا ہے۔ کہ اس کے بعض مسائل وحشیوں کے لئے تو مناسب تھے۔ لیکن اب غیر ضروری ہیں تو اگر کوئی غیر مذہب کا واعظ اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ کوئی مسلمان کسی بھی اس زمانہ میں اسلام کے چند مسائل کی حمایت نہیں کر سکتے۔ تو اس کا کیا تصور ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔ اسکے دو جواب ہو سکتے تھے یا یہ کہ سید امیر علی مرتد ہیں یا یہ کہ حوالہ غلط دیا۔ مگر سید صاحب کو کسی نے کافر نہیں قرار دیا۔ اور نہ حوالوں کو کسی نے غلط ثابت نہیں کیا۔ پس ان مسائل کا اسلام کی کمزوری کی دلیل

پیش کیا بالکل درست تھا۔ یہ میری دلیل تھی اور ہے۔ [illegible] باوجود غش کے اس۔ کہ بعض مسائل کی بنا پر [illegible] اس مذہب کی کلی تردید کی جائے۔

پھر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ہندو صاحبان کے جو حوالجات میں نے پیش کئے تھے دعوے کو ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔ مثلاً لالہ لاجپت رائے صاحب کے اقوال اول تو کچھ ثابت ہی نہیں کرتے۔ اور اگر ثابت کریں۔ تو وہ آریہ سماجی نہیں ہیں۔ پھر اگر انھوں نے یہ کہدیا کہ پندرہ سو برس سے بعض عقائد کی وجہ سے ہندو مذہب ہماری تباہی کا موجب ہو رہا ہے۔ تو اس میں کیا ہرج ہے۔ اسکے [illegible] مند دعائی ہیں۔ لالہ مولراج صاحب بھی آریہ سماج کے مذہبی نمائندہ نہیں ہیں۔ اور ان کے خیالات سے آریہ سماج کے دونوں فریق اختلاف ظاہر کر چکے۔ انھوں نے [illegible] سماج کی حمایت میں کبھی کوئی کتاب لکھی ہے۔ آریہ گزٹ نے [illegible] کے لئے دھوا بیاہ کی اجازت دیدی ہے۔ تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ [illegible] مذہبی نمائندہ صاحب نے بھی شودروں کے لئے دھوا بیاہ جائز قرار دیا ہے۔ [illegible] کا کوئی نمائندہ آریہ لوگوں سے منحرف نہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ ہندو مذہب میں اختلاف کی موجودگی ویدک دھرم کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ ویدک دھرم ہندو دھرم نہیں۔ بلکہ ایک عالمگیر دھرم ہے۔ جو لوگ ویدوں کو نہیں مانتے۔ اور جن کو [illegible] نے اپنا نمائندہ تسلیم نہیں کیا۔ اور جنھوں نے ویدک دھرم کی تائید میں کوئی کتاب [illegible] ان کا دید کے خلاف لکھنا ویدک دھرم پر کوئی حرف نہیں لاتا۔

آخر میں لکھتے ہیں کہ میں نے جو چیلنج ان کو دیا ہے کہ سید امیر علی صاحب نے اسلام کے جن مسائل کو ترک کر دیا ہے ان کے متعلق وہ مجھ سے بحث کر سکتے ہیں۔ وہ اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ اور اگر مجھے اعتراض نہ ہو تو [illegible] سے پہلے قرآن کریم کے الہامی ہونے کے خلاف دلائل پیش کرنے کے لئے وہ تیار ہیں وہ مضامین پہلے اخبارات میں شائع ہو جاویں پھر کتابی صورت میں شائع ہو جاویں۔

رنگت کا سوال مذاق تھا

پروفیسر صاحب کے اس لیکچر کا خلاصہ جو انھوں نے آریہ سماج کے جلسہ پر دیا تھا۔ اخبارات میں یہ دیا گیا تھا کہ اسلام آئندہ دنیا کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک تو مسلمانوں کا رنگ سفید نہیں۔ دوسرے خود بعض مسلمان مصنف اسلام کے بعض مسائل کو غلط اور ناقابل تسلیم تصور کرتے ہیں۔ ان دونوں سوالات میں سے پہلے سوال کے متعلق اپنے تازہ مضمون میں پروفیسر صاحب نے چونکہ تحریر فرما دیا ہے کہ وہ غلط فہمی سے پیدا ہوا ہے۔ اسلئے اسکے متعلق مزید بحث فضول ہے۔ دوسرا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ جسے انھوں نے پھر پیش کیا ہے۔ اور اسکی صحت پر زور دیا ہے۔ پس میں اسی کے متعلق مزید روشنی ڈالوں گا۔ مگر پیشتر اسکے کہ میں ان باتوں کا جواب دوں۔ جو پروفیسر صاحب نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بطور تشریح یا بطور دلیل پیش کی ہیں۔ میں یہ امر کہدینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ پروفیسر صاحب نے سوال اول کو [illegible] غلط فہمی کو میری [illegible] کس طرح منسوب کیا ہے۔ غلط فہمی کے تو پیدا ہونے

میں [illegible] عبارت کا جو اصل مطلب ہو۔ اسکے خلاف دوسرا مطلب سمجھ لیا جائے۔ اور یہ بات [illegible] اس وجہ درست نہیں۔ کیونکہ میں نے جو مفہوم "بندے ماترم" کا سمجھا ہے۔ اسکے سوا اور کوئی مطلب اس کا نکل ہی نہیں سکتا۔ پس اگر غلط فہمی تھی تو اس کا مرتکب "بندے ماترم" ہے نہ کہ میں۔ "بندے ماترم" بنکم چندر چٹرجی کی تقریر کا خلاصہ ان الفاظ میں لکھتا ہے "مگر یہی سب کچھ نہیں کہ مسلمانوں کا رنگ سفید نہیں۔ اسلئے یورپ کی مشکلات کا حل ان سے نہیں ہو سکتا"۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ انھوں نے یہ بات مسیحیوں کے متعلق مذاق کے طور پر کہی تھی۔ میرا سوال یہ ہے۔ کہ اگر مسیحیوں سے مذاق کرنا تھا تو وہ اس حصہ لیکچر میں ہونا چاہئے تھا۔ جو مسیحیوں کے متعلق تھا نہ کہ اس حصہ میں جو مسلمانوں کے متعلق تھا۔ اور پھر اگر مذاق ہی کرنا تھا۔ تو انھوں نے کیوں یہ نہ کہا کہ ویدک دھرم سے بھی اس مشکل کا حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسکے پیروؤں کا رنگ سفید نہیں۔ یا تیسری قوم کو کھینچ بیچ میں لے آئے۔ مگر چونکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ مذاق تھا۔ اسلئے میں ان کا مذاق ہی تسلیم کرتا ہوں۔

اب رہا دوسرا سوال جو ہے۔ کہ چونکہ اسلام کے بعض پیرو اسکے بعض مسائل کو ضرورت زمانہ کے مطابق نہیں پاتے۔ یا غلط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اسلام اس زمانہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اسکے متعلق اپنے تازہ مضمون میں پروفیسر صاحب نے کچھ تشریحات کی ہیں اور کچھ شرائط لکھی ہیں۔ اور اس پر مصر ہیں کہ یہ دلیل میری درست تھی۔ پروفیسر صاحب کے تازہ بیان کے مطابق اگر کسی مذہب کا مصنف پیرو جو اس مذہب کی حمایت کے لئے کھڑا ہو۔ اور وہ اس مذہب کے بعض مسائل کو ناقابل حمایت ظاہر کرے۔ اور دوسرے لوگ اسکو مرتد قرار دیں۔ تو اس شخص کا یہ اقرار ضرور اس مذہب کے ان مسائل کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور دو صورتوں میں سے ایک ضرور اختیار کرنی ہوگی۔ یا اس شخص کو مرتد ثابت کرنا ہوگا یا حوالہ جات کو غلط ثابت کرنا ہوگا۔

تصنیف کسی کو راہ نما یا نمائندہ نہیں بنا دیتی

میرے نزدیک پروفیسر صاحب نے جو تشریح اپنی دلیل کی اب کی ہے۔ اس سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اور جو حوالہ انھوں نے دئے ہیں وہ بھی درست نہیں ہیں۔

پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ تصنیف کسی کو رہنما اور مسلمہ لیڈر نہیں بنا دیتی ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے رہنمائے دنیا میں گذرے ہیں۔ لیکن انھوں نے خود کوئی تصنیف نہیں کی۔ اور بعض ایسے لوگوں نے جو اہل قلم تھے۔ تصانیف کر دی ہیں۔ تصنیف قوت قلمی مذاق یا جوش قلب پر دلالت کرتی ہے۔ یا شہرت و نمود کی خواہش کی علامت ہے۔ پس سید امیر علی صاحب کا یا اور کسی کا کوئی کتاب لکھ دینا اسبات کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ مسلمہ لیڈر تو وہ تبھی ہو سکتے ہیں۔ جب کوئی جماعت مسلمانوں کی ایسی موجود ہو جو اپنے آپ کو ان کی رائے سے متفق ظاہر کرتی ہو۔ اور ان کی اتباع کی مدعی ہو یا کم سے کم ان کو مذہبی طور پر کوئی رتبہ دیتی ہو۔ مثلاً مذہبی مسائل میں ان کی رائے کو وقعت دیتی ہو۔ ان سے مذہبی امور میں مشورہ لیتی ہو۔ مگر یہ بات ہرگز ثابت نہیں نہ سید امیر علی صاحب۔ نہ مسٹر خدا بخش صاحب نہ مسٹر [illegible] صاحب۔ جن لوگوں کے اقوال یا تحریریں پروفیسر صاحب نے نقل کئے ہیں [illegible] سے ایک شخص کا بھی ایسا نہیں۔

خلاف ضرور متصور ہو سکتے ہیں ۔

پروفیسر صاحب کا پیش کردہ قاعدہ غلط ہے

سو وقت تک تو مَیں یہ بتا چکا ہوں کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جو اصل پر مبنی ہو اس پر پروفیسر صاحب نے قائم کیا ہے وہ درست ہے۔ تب بھی جن لوگوں کے اقوال سے پروفیسر صاحب نے استدلال کیا ہے۔ انکے اقوال خود انہی کے قائم کردہ اصل کے مطابق اسلام کے خلاف حجت نہیں۔ مگر اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قاعدہ جو پروفیسر صاحب نے بتایا ہے وہی غلط ہے۔ اوّل دلیل اسکے غلط ہونے کی یہ ہے کہ یہ بات ہی ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایک تعلیم کو خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بھی مانے۔ اور پھر اسکے بعض حصوں کو رد بھی کر دے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کو مانتا ہے۔ اور ہر امر پر بھی ایمان لاتا ہے کہ وہ بندوں کی ہدایت کے لئے کلام بھی کرتا ہے۔ اور بعض خاص بندوں کو اپنا مرسل بنانے کے لئے چُن لیتا ہے۔ اور پھر ایک خاص تعلیم پر یقین رکھتا ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اس نے نازل فرمائی ہے۔ اور جس زمانہ کے لئے واجب العمل ہے۔ تو یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کے بعض حصوں کو وہ رد کر دے اور کہے۔ یہ قابل عمل ہیں کیونکہ اسکے یہ معنے ہونگے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو مانتے ہوئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے زیادہ جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون سے بہتر قانون تجویز کر سکتا ہے۔ اور اس قسم کا آدمی تجویز کرنا عقل کے خلاف ہے۔ کوئی عقلمند آدمی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو صدق دل کے ساتھ ایسا دعویٰ کر سکے۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا ہے۔ تو وہ سفید جھوٹ بولتا ہے۔ یا پاگل ہے کہ وہ اپنے دعوے کے بالبداہت باطل ہونے کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ یا فریبی ہوگا۔ کہ ظاہر میں اپنے آپ کو ایک مذہب کا پیرو قرار دیگا۔ لیکن باطن میں اس کی تنقیص کرنے کے درپے ہوگا۔ اور درپردہ چاہیگا اس سے دشمنی کرنا چاہیگا۔ اور ان دونوں صورتوں میں اسکے قول کو دوسروں پر حجت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ پاگل ہے۔ تب بھی اس کی بات کسی پر حجت نہیں۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے۔ تب بھی اس کی بات کسی کے خلاف دلیل نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نمائندہ نہیں۔ بلکہ دشمن ہے۔ اور دشمن کا قول کسی پر حجت نہیں ہوا کرتا۔ پس ان شرائط کا آدمی فرض کرنا جو پروفیسر صاحب نے پیش کیا ہے۔ محال ہے اور ناممکن ہے۔ اور جب ایسا آدمی ہو ہی نہیں سکتا۔ تو پھر اس قسم کے آدمی کا وجود فرض کر کے اسکے قول کو حجت قرار دینا ایک غلط راہ ہے۔ کیونکہ جب بنیاد ہی مفقود ہے تو اس پر عمارت کیونکر کھڑی کی جا سکتی ہے۔

عدالتی وکیل اور مذہبی نمائندہ میں فرق

پروفیسر صاحب نے عدالتی مقدمات پر قیاس کر کے فرض کر لیا ہے۔ کہ مذاہب کی جنگ میں بھی ایسے آدمی کا وجود ممکن ہے۔ حالانکہ مقدمات میں وکیل خود فریق مقدمہ نہیں ہوتا بلکہ ایک تیسرا شخص ہوتا ہے۔ جو وکالت کسی اپنے یقین اور وثوق پر نہیں کرتا۔ بلکہ روپیہ لیکر بطور مزدور کے کام کرتا ہے اور مذاہب کے وکیل ایسے نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی مذہب کے وکیل ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ سب سے زیادہ اس مذہب پر یقین رکھتا ہے۔ اور وہ یقین رکھتا ہے۔ تو اس کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بعض مسائل کو غلط قرار دیتا ہے۔ اور اگر وہ بعض مسائل کو غلط قرار دیتا ہے۔ تو پھر وہ اس مذہب کا وکیل نہیں کہلا سکتا۔ ہاں یہ بیشک ہو سکتا ہے کہ ایک مباحثہ ہو۔ اور اسمیں ایک شخص کسی مذہب کی طرف سے وکیل ہو کر پیش ہو۔ اور دوران بحث میں اسکو اپنی دعوٰی کا بطلان ثابت ہو جائے۔ اور وہ اقرار کرے کہ جس مذہب پر میں تھا وہ باطل تھا۔ مگر یہاں کسی بحث کے بعد اقرار کر لینے کا سوال نہیں۔ بلکہ یہ سوال ہے کہ ایک شخص اپنے طور پر کتاب لکھنے لگا ہے اور اسمیں لکھتا ہے۔ کہ جس مذہب پر میں ہوں۔ اسکے بعض مسائل کمزور ہیں۔ پس جب یہ شخص پہلے سے ہی اس مذہب کی کمزوری کا یقین رکھتا تھا۔ تو پھر اسکی طرف سے وکالت کرنے کے لئے کس طرح کھڑا ہو سکتا تھا۔ اور ایسے شخص کو کونسا عقلمند اس مذہب کا وکیل کہہ سکتا ہے۔

مذہب کے کسی حصہ سے انکار اس مذہب سے نکلنا ہے

دوسرا فرق مقدمات کے وکلاء اور مذہبی وکلاء کے درمیان یہ ہوتا ہے کہ مقدمات کے فریق انسان ہوتے ہیں۔ اور انکی نسبت امکان ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ بولدیں یا غلطی کر دیں اور یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ کچھ حصہ ان کے بیان کا غلط یا جھوٹ ہو اور کچھ حصہ درست اور سچا ہو اور یہ ممکن ہے کہ ایک وکیل پر دوران مقدمہ میں اپنے مؤکل کے بیان کے کسی حصہ کی کمزوری ثابت ہو [illegible] اس کا اقرار کر لے۔ لیکن جس تعلیم کی بنیاد اس پر ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے کسی حصہ کے رد کر دینے کے معنے یہ ہیں کہ وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹا ہے۔ پس جو شخص کسی مذہب کے بعض حصوں کو رد کرتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس سارے مذہب کو رد کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مذہب کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے وکیل کیونکر کہلا سکتا ہے۔ پس مقدمات پر مذہبی وکالت کا قیاس کرنا بالکل غلط اور خلاف ہے۔

مذہب کے بعض حصوں کو رد کرنا اور بعض حصوں کو تسلیم کرنا

کسی تعلیم کے بعض حصوں کو رد اور بعض حصوں کو تسلیم اسی حالت میں کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کو انسانی قرار دیا جائے۔ جیسا کہ فلسفیانہ خیالات کے پیرو ہوتے ہیں کہ وہ بعض [illegible] جماعت فلاسفہ میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن انکے بعض خیالات کے متعلق ہم اس اعتراض سے اُنہیں خلاف عقل کام کرنے کا الزام نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہ ان خیالات کو انسانی سمجھتے ہیں اور اکثر کو مان کر کچھ حصہ کا انکار کر کے بھی اس حلقہ میں داخل رہ سکتے ہیں۔ لیکن مذہب میں یہ بات ناممکن ہے۔ مذہب کے ایک شوشہ کو بھی اگر کوئی شخص یہ کہکر رد کرتا ہے کہ یہ مذہبی جزو لیکن غلط ہے۔ عقلاً اسی وقت اس مذہب سے خارج ہو جاتا ہے اور اس مذہب کا وکیل نہیں کہلا سکتا اور عقل اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ وہ اس مذہب کی مدافعت یا اسکی تائید کے لئے تصانیف کریگا۔

مذہب کو بطور تمدن ماننے والے

ہاں ایک اور صورت بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض لوگ اس مذہب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ لیکن اس تمدن کے عادی بننے کے سبب سے جو اس مذہب کے ماننے والوں میں جمع ہو گیا ہے یا بعض اور دنیاوی اغراض کے ماتحت ظاہر میں اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس تمدن کے عادی ہونے کے سبب سے جو اس مذہب کے پیروان میں داخل ہو چکا ہے اس نظام کا ٹوٹنا بھی پسند نہیں کرتے اور دیکھ کر کہ اگر اس مذہب کو کوئی نقصان پہنچا تو یہ تمدن بھی ٹوٹ جائیگا جو اس کا جزو اور حصہ ہو چکا ہے وہ مذہب پر حملہ ہوتے ہوئے دیکھ کر اس مذہب کی حمایت بھی شروع کر دیتے ہیں۔

لیکن اس سے اگلی غرض مذہب کا بچانا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس تمدن کا بچانا ہوتا ہے جو اسکی اصل شکل میں یا ایک قلیل تغیر کے ساتھ وہ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حمایت بیشک چونکہ اصولی طور پر سب سے زیادہ قوی ہے۔ اگلی باتوں میں اختلاف، اور کمزوری پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس مذہب کو خدا کی طرف سے یقین نہ کرکے اس کی اصل شکل کا قیام ان کے نزدیک ضروری نہیں ہوتا۔ وہ اس کو صرف ایک نام سمجھتے ہیں جس نے ایک خاص جماعت کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ کرکے ان کی ہستی کو ایک خاص تمدن کے ساتھ قائم رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگ کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ مذاہب تعلیمیہ بھی ہوتے ہیں اور مسیحیت پر حملہ کیونکہ پادریوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو مٹانے میں ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کو مسیحیت سے کوئی پیار نہیں ہوتا نہ وہ اسکو سچا یقین کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ جانتے ہیں کہ صدیوں کے اتباع سے یورپین میں ایک خاص تمدن پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ اگر مسیحیت تباہ ہوئی اور اس کی جگہ کوئی دوسرا مذہب قائم ہوا۔ تو وہ اپنا تمدن ساتھ لائیگا۔ اور اس سے انکی زندگی پر بھی اثر پڑیگا یا اس سبب سے نہیں۔ بعض اوقات بنیادی کے سبب سے [illegible] کا تو شاید زیر کرتے۔ پس وہ باوجود اس مذہب سے متنفر ہونے کے سوسائٹی کو بچانے کے لئے مسیحیت کی مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسی سبب سے نہ کہ کبھی مذہبی تعصب کے سبب سے۔ ایسے لوگ ترکوں کے خلاف پادریوں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ ان کو مسیحیت سے محبت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسلام کا جو اثر تمدن پر ان کے نزدیک پڑ سکتا ہے وہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ میں اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ مسلمانوں میں بھی ہیں اور ہندوؤں میں بھی ہیں۔ صرف ایک ہی جماعت ایسی ہے کہ جسمیں ایسے لوگ یا تو بالکل نہیں یا بالکل شاذ ہیں۔ اور وہ بھی ایسے نہیں کہ جو علمی یا عملی حصہ میں کوئی وقار رکھتے ہوں ؛

ایک مثال

مجھے اس قسم کی ایک مثال یاد آگئی ۱۹۱۴ء میں میں مصر گیا تھا۔ راستہ میں میرے ہم سفر ہندوستانیوں میں سے ایک ہندو صاحب لاہور کے باشندہ تھے۔ جو آجکل ہے ایک کامیاب بیرسٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ یہ صاحب اسوقت بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اور چند ماہ کے لئے گھر آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ دو مسلمان طالب علم بھی تھے۔ کہ وہ بھی ہندوستان رشتہ داروں سے ملنے کے لئے گئے تھے۔ اور کچھ ماہ میں تعلیم سے فارغ ہونیوالے تھے۔ ہمارے جہاز میں ایک پادری صاحب بھی تھے۔ ان کے ساتھ ان ہندو صاحب کی ایک ان بحث ہو گئی۔ اور ان صاحب نے خوب زور سے پادری صاحب پر یہ بات ثابت کرنی چاہی کہ ہندو مذہب ہی مکمل مذہب ہے۔ اور مسیحیت اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے ایک یا دو دن کے بعد آپ سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا نہایت لطیف طریق پر انکار کیا۔ میں ان کو وہ گفتگو یاد دلائی جو انہوں نے پادری سے کی تھی۔ تو وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ وہ تو ایک مقابلہ کی صورت تھی۔ پادری اس مذہب پر حملہ کرتا تھا جس کے ماننے والے کروڑوں آباؤ اجداد تھے اور جس کی طرف میں منسوب ہوں۔ اسلئے میرا اس سے بحث کرنا تھا۔ مسیحیت اس کے لئے تیار نہ تھی مگر اسوقت جو میں گفتگو ہے۔ میں تو خدا تعالیٰ کو ہرگز نہیں مانتا۔ میرا مذہب صرف مسیحیت

ان مذاہب نے ہماری ترقی کو روک دیا ہے۔ بعد میں مجھ معلوم ہوا۔ کہ مسلمان صاحبان بھی اسی خیال کے آدمی تھے گو جہاز سے میرے اترنے سے پہلے پہلے میں سمجھتا ہوں۔ یہ جانکہ انہیں سے بعض نے ذکر بھی کیا۔ انکے خیالات میں ایک عرصہ تک اصلاح ہو چکی تھی۔

غرض اس قسم کے آدمی ہوتے ہیں اور وہ ظاہر میں مقابلہ میں بھی بڑے تیز ہوتے ہیں لیکن وہ نمائندہ ہرگز نہیں کہلا سکتے اور یہ بات غلط ہے کہ کوئی شخص محض قول سے اپنا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا اور اس کے بعض حصوں کو ناقابل عمل یا ناقص یا باطل سمجھے۔

صرف کہنے کے بعد ہٹنے سے کوئی مسئلہ کمزور نہیں ہو جاتا

دوسری دلیل ہمارے [illegible] کے بعد ہٹنے سے [illegible] غلط ہونے کی ہے۔ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ [illegible] نمائندہ یعنی ایک شخص ہو گیا ہے۔ جو اس کے بعض حصوں کو غلط بتا رہا ہے۔ اور عارضی طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ یہ بات [illegible] یہ شخص [illegible] خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی آیا ہو۔ اور پھر اسکے بعض حصہ [illegible] جانا ہو تو بھی ایسے فرضی آدمی کے بعض مسائل کو رد کر دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ مسائل کمزور ہیں اور ہوئے ہیں۔ کیونکہ دوسرے کا قول اس جگہ کسی امر کو ثابت کیا کرتا ہے۔ بہاں وہ چیز نظروں سے پوشیدہ ہو۔ مثلاً کچھ تاجر کسی جگہ سے جوتی لادیں۔ اور یہ ظاہر کریں کہ ہمارا لادا ہوا جوتی ان کو دو دو سو روپیہ پر پڑا ہے۔ لیکن انہیں سے کوئی شخص یا ان کی دوکان کا نیچہ خریدار سے کہہ دے کہ اصل خرید تو سو روپیہ کی ہوئی ہے۔ لیکن ہم نے کسی مخفی مصلحت سے اپنے ساتھیوں یا اپنے مالکوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ بولا ہو۔ لیکن ہمارا گاہک پڑھا ہے کہ شاید بات سچ ہی ہو۔ لیکن وہ حصہ دار یا منیجر اگر مثلاً ایک پیسہ کی نسبت یہ کہدے کہ میاں یہ پیسہ نہیں ہے۔ بلکہ سچ مچ تو یہ گدھا ہے۔ تو کیا پھر بھی خریدار کو ترک پڑ جائیگا۔ اور وہ کہیگا۔ کہ یہ ایک حصہ دار کی لالچ ہے یا منیجر کی بنائی ہوئی بات ہے ضرور کوئی بات ہوگی۔ اس شخص کا ایسی بات کہنا دو حال سے خالی نہ ہوگا یا کہنے والا پاگل ہوگا یا دوسرے کو پاگل سمجھتا ہوگا۔ پس شہادت اس امر کے متعلق ہوا کرتی ہے جو بات نظروں سے اوجھل ہو۔ نمائندہ ہو یا غیر نمائندہ۔ اسکی بات تبھی قابل سماعت ہوگی جب کسی ایسے امر کے متعلق کہے۔ جو نظروں سے اوجھل ہو۔ لیکن جو بات عقل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور دلائل کے ساتھ ثابت کی جاتی ہے اسکے متعلق کہنا کہ فلاں شخص یوں کہتا ہے کس قدر عجیب بات ہے۔ ایسی باتیں جو معقولات میں سے ہیں۔ اور جن کی صداقت یا بطلان دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جاتا ہے نہ کہ روایت سے انکے متعلق تو دس کروڑ انسان بھی اٹھ کھڑے ہوں کہ وہ غلط ہیں تو ان کے کہنے کا کچھ اثر انکی صداقت پر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی شخص ان کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے تو اس کا یہ کام ہے کہ وہ دلائل و براہین کے ساتھ ان کو غلط ثابت کرے۔ ایسے امور میں دوسروں کے اقوال پر اپنی دلیل کا انحصار رکھنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے بیوہ ہونے پر اسلئے یقین کر لیا تھا کہ قاضی کا ہرکارہ ہوا خط اسکے پاس پہنچا تھا کہ انکی بیوی بیوہ ہو گئی ہے۔ جبکہ وہ مسائل جنہیں اعتراض کیا گیا ہے۔ عقلی ہیں۔ ان کے غلط ثابت کرنے کا یہ طریق ہے کہ دلائل کے ساتھ

الجھ غلط ثابت کیا جائے نہ کہ زید و بکر کے قول سے اُن خلاف تحقیق پکڑا جائے۔ صداقت ساری دنیا کے انکار سے صداقت ہی رہتی ہے اور جھوٹ ساری دنیا کی تصدیق سے بھی جھوٹ ہی رہتا ہے پس کسی بات کے جھوٹا ثابت کرنے کا ایک ہی حقیقی ذریعہ ہو کہ دلائل سے اسکے جھوٹ ہونے کو ثابت کر دیا جائے۔

پروفیسر صاحب کے پیش کردہ حوالے

غیر جواب پروفیسر رام دیو صاحب کے مضمون کا ہے کہ انہوں نے چار سوانحوں کے اقوال پیش کئے ہیں سید امیر علی صاحب۔ خدا بخش صاحب۔ یوسف علی صاحب اور مسٹر مظہر الحق صاحب۔ یوسف علی صاحب تو کوئی ایسے فیزیشن آدمی نہیں اور ان کا فقرہ ایسا مہمل ہے کہ اس سے تو کوئی نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔ مسٹر مظہر الحق صاحب نے گوشت کو خوب قدرتی غذا کہا ہے اور یہ خود ایک مبہم فقرہ ہے۔ کیونکہ انسان کی کوئی خاص غذا نہیں ہے اور نہ یہ کہہ سکتے کہ انہوں نے کن معنوں میں یہ فقرہ استعمال کیا تھا۔ اور اگر ان کے فقرہ کے سخت سے سخت معنے بھی کر لئے جاویں تو بھی ایک مثال سے زیادہ اسکو وقعت نہیں دی جا سکتی اور اسکے ہی مقابلہ میں بہت سے ایسے ڈاکٹر پیش کئے جا سکتے ہیں جو گوشت کو [illegible] غذا نہیں اور اسے اسلام کے زیادہ حال کے ماننے والوں نے گوشت کو ترک نہیں کیا۔

اب دو شخص باقی رہ جاتے ہیں ایک سید امیر علی صاحب اور دوسرے مسٹر خدا بخش صاحب۔ مسٹر خدا بخش صاحب کی جس کتاب میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈائری قرار دیا گیا ہے وہ اس کا تو چونکہ پروفیسر رام دیو صاحب نے ذکر نہیں کیا اس لئے میں اسکے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ آف اسلام کے جن تین حوالوں کو انہوں نے پیش کیا ہے ان کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ درست نہیں ہیں۔

رسول کریم کے متعلق سید امیر علی صاحب نے نہیں لکھا کہ آپ نے بتوں کو مان لیا

ایک جرنل ریویو آف اسلام کے پروفیسر رام دیو صاحب نے دیا ہے یہ ہے کہ سید امیر علی صاحب نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے کہا کہ وہ انکے تین بتوں کو مان لیں تو وہ بھی انکے خدا کو مان لینگے۔ تو آپ نے کچھ دن کے لئے بتوں کو مان لیا۔

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ امیر علی صاحب پر یہ اتہام ہے۔ ان پر اور ہزار الزام لگ سکتے ہوں۔ مگر یہ الزام انپر نہیں لگتا۔ انہوں نے ہرگز اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے کہنے پر بتوں کو مان لیا تھا۔ بلکہ اس مضمون پر انہوں نے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہی نہیں۔ یہ واقعہ جس کی طرف پروفیسر رام دیو صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ سپرٹ آف اسلام کے پہلے باب میں مندرج ہے۔ سید امیر علی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان کرتے کرتے بیان کرتے ہیں کہ "اس دوران میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جسے پیغمبر صاحب کے سب سوانح نویس اور مسلمان مورخ مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں۔" اس کے آگے انہوں نے پہلے تو اسلامی مورخین کی روایت نقل کی ہے اور بعد میں مسیحی مورخوں کا وہ بیان نقل کیا ہے جس کی طرف پروفیسر رام دیو صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ اور جسے انہوں نے سید امیر علی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔ اپنی طرف سے سید صاحب نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ چنانچہ سید صاحب لکھتے ہیں کہ "مسیحی مورخین کے نزدیک اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم کے دل میں ایک قبیلہ کو عیسائی بنانے کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ کہ وہ قریش کے ساتھ ہو جاتا ہو رہی تھی۔ کسی سمجھوتہ کے ذریعہ خاتمہ کر دیں۔" اور آگے انہوں نے مسیحی مورخین کے دونوں گروہوں کے خیالات نقل کئے ہیں۔ ان کے بھی جو مناسب ہیں اور نہ بھی جو غیر مناسب ہیں۔ جیسے لین پول وغیرہ۔ یہ مسیحی مورخین کے خیالات کو سید امیر علی صاحب کی طرف منسوب کرنا ایک ظلم عظیم ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ایک قابل آدمی کی زبان سے اس قسم کی تحریف کی اشاعت ہوئی۔ اور اپنے اس مضمون کے بیان کرتے وقت جسمیں وہ ایک اہم اور وسیع تاثر مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہو۔

فرشتوں کے متعلق حوالہ بھی غلط پیش کیا گیا

دوسرا حوالہ فرشتوں کے متعلق ہے۔ پروفیسر رام دیو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سید امیر علی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن میں فرشتوں کا جو ذکر ہے۔ وہ صرف محمد صاحب کا وہم اور شاعرانہ نازک خیالی تھی۔ ورنہ فرشتہ درحقیقت کوئی چیز نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس حوالہ کے بیان کرنے میں بھی پروفیسر صاحب نے غلطی کی ہے۔ اور جلد بازی سے کام لیا ہے سید امیر علی صاحب نے اپنی کتاب سپرٹ آف اسلام میں ہرگز نہیں لکھا کہ فرشتوں کے متعلق جو کچھ قرآن میں ہے وہ صرف محمد صاحب کا وہم تھا۔ اور نہ یہ لکھا ہے کہ فرشتہ درحقیقت کوئی چیز نہیں ہیں۔ خود پروفیسر صاحب نے جو فقرہ سید امیر علی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے وہ اپنی طرف سے کا اضافہ ہے۔ پروفیسر صاحب سید امیر علی صاحب کی طرف یہ فقرہ منسوب کرتے ہیں۔ کہ فرشتہ محمد صاحب کا وہم اور شاعرانہ نازک خیالی کا نتیجہ ہیں۔ اب یہ غلط ہے انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہم اور شاعرانہ نازک خیالی دو مخالف باتیں ہیں۔ کیونکہ وہم کسی ایسی چیز کے خیال کو کہتے ہیں جس کا وجود نہ پایا جائے۔ لیکن کوئی شخص غلطی سے اس کے وجود کا قائل ہو۔ اور شاعرانہ نازک خیالی اُسے کہتے ہیں کہ ایک چیز تو موجود ہو۔ لیکن اس کا ذکر استعارہ اور مجاز میں نظم یا کلام کو خوبصورت بنانے کے لئے کر دیا جائے۔ اور یہ دونوں باتیں ایسی متضاد ہیں۔ کہ جس چیز کو ہم وہم کہیں اُسے شاعرانہ نازک خیالی نہیں کہہ سکتے۔ اور جس کو شاعرانہ نازک خیالی کہیں اُسے وہم نہیں کہہ سکتے۔ وہم یہ ہے کہ ایک چیز موجود نہیں۔ اور ہم اس کو موجود خیال کرتے ہیں۔ اور شاعرانہ نازک خیالی یہ ہے کہ ہمیں علم تو ہے۔ کہ فلاں بات کس طرح ہے۔ لیکن کلام کو پُر تاثر بنانے کے لئے ہم ایک خاص رنگ میں اُسے بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ جیسے ایک شخص چھلاوہ کے وجود کا قائل ہو۔ جسکی نسبت بیان کرتے ہیں۔ کہ کبھی وہ بن جاتا ہے کبھی کبوتر۔ کبھی بگولا۔ کبھی بگولا۔ کبھی کوئی بے جان شے۔ غرض منٹ منٹ میں وہ کئی شکلیں بدل لیتا ہے۔ اس شخص کے اس خیال کو وہم ہم نہیں کہیں گے کیونکہ جو شے واقعہ میں موجود نہیں ہے۔ اسکے بارہ میں بغیر کسی ثبوت کے یہ خیال کرنا کہ وہ اسی طرح ہے۔ لیکن ایک شاعر جب شمع کی نسبت بیان کرتا ہے کہ وہ ساری رات روتی ہے تو اسے ہرگز وہم نہیں کہینگے۔ کیونکہ شاعر یہ یقین نہیں رکھتا۔ کہ شمع واقعہ میں روتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے قلبیہ کے لئے لفظوں کا ایسا رنگ پیدا کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ میرا عشق استعارہ کے رنگ میں کہہ رہا ہے کہ جو آنسو تجھ سے بہہ رہے ہیں۔ یہ بھی یونہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا میری طرح محبوب کے عشق میں رو رہی ہے اور یہ تخیل عارضی ہے۔ اگر کوئی

شخص واقعہ میں یہ سمجھے کہ اسمیں روح ہی ہے تو پھر یہ شاعرانہ نازک خیالی نہ رہیگی۔ بلکہ وہم ہو جائیگا۔

پس شاعرانہ نازک خیالی اور وہم دو مخالف چیزیں ہیں۔ اور ایک شخص کا وہم اسی شخص کی شاعرانہ نازک خیالی نہیں کہلا سکتا۔ یہ کسی کی نازک خیالی وہم کہلا سکتی ہے۔ پس پروفیسر رام دیو صاحب کا یہ فقرہ کہ سید امیر علی صاحب کے نزدیک فرشتوں کا وجود محمد صاحب کا وہم نما شاعرانہ نازک خیالی ہے۔ اپنی آپ ہی تردید کر دیتا ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ سید امیر صاحب ہرگز یہ نہیں لکھا کہ فرشتوں کا ذکر جو قرآن میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہم تھا۔ انھوں نے صرف یہ لکھا ہے کہ بدر کی جنگ میں فرشتوں کے اترنے کا جو واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اسکی عبارت شاعرانہ رنگ کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "یہ قرآن کریم کے وہ چند سادہ بیان جو اس شاعرانہ رنگینی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو فرشتوں کے خدا کی طرف سے [redacted] کے خیال میں پیدا ہے۔ اپنی شان اور دل آویزی میں زبور کے فصیح ترین فقروں سے بھی کم نہیں ہیں۔ بیشک ان دونو بیانوں میں شاعرانہ رنگ نظر آتا ہے" ان فقرات سے ایک تو یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ مسٹر سید امیر علی صاحب فرشتوں کے وجود کے متعلق نہیں بلکہ ان کے لڑائی میں شامل ہونے کے متعلق یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اس میں شاعرانہ رنگینی پائی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ فرشتوں کے وجود کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہم نہیں بتاتے۔ بلکہ فرشتوں کے لڑائی میں شامل ہونے کا ذکر کو شاعرانہ رنگ کا کلام ظاہر کرتے ہیں۔ جسکے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ وہ فرشتوں کے لڑائی میں شامل ہونے کے منکر نہیں بلکہ اس عبارت کی رنگینی اور فصاحت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور زبور کے بیسیوں کو نازہ اس کا مقابلہ کر کے اس کی خوبی بیسیوں پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسجگہ فرشتوں کے لڑنے سے قرآن کریم کی مراد واقعہ میں لڑنا نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نصرت کو اس شاعرانہ کلام کے ذریعہ سے بیان کیا گیا ہے اور مجاز اور استعارہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ اور کیا پروفیسر صاحب اس امر کے قائل نہیں کہ خود ان کی اپنی مذہبی کتب میں مجاز اور استعارہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور کیا کوئی شخص اگر اہل ہنود کے اس کلام کے کہ ان کی مذہبی کتب میں مجاز اور استعارہ کا جو حسن کلام کی اعلیٰ صفتوں میں سے ہیں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ معنے کرے کہ اہل ہنود کے نزدیک انکی مذہبی کتب میں بہت سی وہمی باتیں بیان ہو گئی ہیں تو اہل ہنود اس کی عقل پر ہنسینگے یا نہیں۔ اسی طرح اہل انشن پروفیسر صاحب کے اس بیان پر کہ مسٹر امیر علی صاحب کے نزدیک قرآن کریم میں جو فرشتوں کا ذکر آیا ہے وہ محمد صاحب کا وہم ہے۔ زیر لب تبسم ہیں۔ اور پروفیسر صاحب کی اس جلد بازی پر حیران ہیں۔ جس سے انہوں نے اس حوالہ کے درج کرنے میں کام لیا ہے۔

اگر پروفیسر صاحب اس فقرہ کے ساتھ کے اگلے فقرات پڑھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ مسٹر امیر علی صاحب صرف یہ کہ فرشتوں کے ذکر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہم اور خیال نہیں بتاتے۔ بلکہ ان کو اس امر میں بھی شک ہے کہ فرشتوں کا ذکر مجازی ہے یا واقعہ میں بھی کوئی ایسا وجود ہے۔ غرض وہ فرشتوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہم نہیں بتاتے۔ بلکہ انکے متعلق جو اس امر کے خیالات ہیں کہ ان کے غیر یقینی ہونے کا خیال ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اس فقرہ کے بعد جس سے پروفیسر صاحب نے غلط نتیجہ اخذ کیا ہے۔ تحریر کرتے ہیں۔ "فالبتہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مسیح اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کی طرح ایسی روحانی ارواح کے جو خدا اور بندے کے درمیان پیغام رسان ہوں۔ قائل تھے۔ اس زمانہ میں فرشتوں کا انکار کیا جاتا ہے وہ کوئی اصل نہیں ہے کہ اسکی وجہ سے ہمارے آباء کے جو خیالات فرشتوں کے متعلق تھے۔ انکی ہنسی اڑائی جائے۔ ہمارا انکا اسی طرح وہم کہلا سکتا ہے جس طرح ان کا یقین۔ فرق صرف یہ ہے ایک میں نفی کا پہلو ہے تو دوسرے میں اثبات کا۔ جس چیز کو ہم اس زمانہ میں اصول طبعی خیال کرتے ہیں وہ ان کو فرشتہ اور آسمانی کارپردازان خیال کرتے تھے۔ آیا جس طرح پاک کا خیال ہے خدا اور بندے کے درمیان کوئی اور وجود بھی ہیں۔ جس طرح انسان اور ادنیٰ حیوانات کے درمیان اور وجود ہیں؟ یہ ایک ایسا باریک سوال ہے۔ کہ انسانی عقل اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی"۔

ان فقرات سے صاف ثابت ہے کہ مسٹر امیر علی صاحب فرشتوں کے وجود کو محض استعارہ قرار دینے کو بھی جائز نہیں سمجھتے اسمان کا خیال ہے کہ فرشتوں کا انکار کرنیوالے اگر فرشتوں کے وجود کو ماننے کا نام وہم رکھتے ہیں تو ان کے فرشتوں کو نہ ماننے کا نام بھی وہم رکھا جا سکتا ہے اور یہ کہ فرشتوں کے وجود کا مسئلہ ایسا باریک مسئلہ ہے کہ انسانی عقل اسکی تہ تک نہیں پہنچ سکتی جسکے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہیں کہ ان کے متعلق ہم بحث نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق بحث کرنا آسمانی کتب کا کام ہے۔ پس باوجود مسٹر امیر علی صاحب کے ایسے صریح بیان کے پروفیسر رام دیو صاحب کا یہ بیان فرمانا کہ مسٹر امیر علی صاحب قرآن میں جو فرشتوں کا ذکر ہے اسے محمد صاحب کا وہم قرار دیتے ہیں ایک نہایت ہی حیرت انگیز بات ہے۔

سید امیر علی صاحب اور کثرت ازدواج۔

تیسری بات جو پروفیسر رام دیو صاحب نے سید امیر علی صاحب کی طرف منسوب کی ہے یہ ہے۔ کہ کثرت ازدواج زنا کاری ہے مجھے انہیں سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ جو الہی ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ پچھلے دو حوالہ۔ سید امیر علی صاحب نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ کثرت ازدواج زنا کاری ہے۔ اور یہ کہ اس امر کے متعلق اسلام کی تعلیم ناقص ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سید امیر علی صاحب کی کتاب میں ایسے فقرات ملتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کثرت ازدواج مہذب ممالک کے لوگوں کے لئے درست نہیں۔ اور قابل قدر نہیں ہے۔ مگر انکی کتاب پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساتھ ہی یہ یقین بھی رکھتے ہیں کہ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔ پس انھوں نے جو کچھ بھی کثرت ازدواج کے خلاف لکھا ہے وہ گو غلط ہے مگر اسلام پر حملہ نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ اسے اسلام کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔ سید امیر علی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک تعدد ازدواج کے متعلق اسلام کی دو تعلیمیں ہیں ایک تعلیم تو غیر تعلیم یافتہ زمانوں اور ملکوں کے لئے یا بعض مجبوریوں کو جو انسان کو پیش آجاتی ہیں۔ مدنظر رکھکر دیگئی ہے اور ایک تعلیم تہذیب کے زمانہ کے لئے اور مہذب ممالک کے لئے ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس باب کو جسمیں عورتوں کے متعلق اسلام کی تعلیم بیان کی ہے۔ شروع ہی اس فقرہ سے کیا ہے۔ "تمدنی ترقی کے بعض درجات

جس کو تمام فرقہائے اسلام تو الگ رہے۔ کسی ایک فرقہ نے بھی کبھی ایک مذہبی عالم واقف شریعت اور ماہر تسلیم کیا ہو۔ مثلاً سید امیر علی صاحب ہیں۔ انکی تمام تر عزت و شہرت انکی قانونی قابلیت کی وجہ سے ہے یا سیاسی کی وجہ سے۔ اور اب تو مسلمان ان کو سیاسی لیڈر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اور مسٹر خدا بخش صاحب کو کبھی کسی رنگ میں بھی مسلمانوں میں کوئی عظمت حاصل نہیں ہوئی۔ اور رہے صاحبان جن کے آپنے نام لکھے ہیں۔ وہ خود آپکے معیار کے مطابق بھی پورے نہیں اترتے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کی تائید میں کوئی کتاب نہیں لکھی پس اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ کسی مذہب کے کسی معتقد عالم کا قول اس مذہب کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے تو بھی ان لوگوں کے اقوال اسلام کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ لوگ مذہبی عالم کبھی بھی تسلیم نہیں کئے گئے۔ اور کبھی بھی مذہبی امور کے تصفیہ میں ان سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ اگر انہیں سے بعض نے اسلام کے متعلق کتب بھی لکھی ہیں۔ تو اس سے بھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ یہ اسلام کے علماء میں سے ہیں اور اس کے نمائندہ ہیں۔ نمائندہ تو وہ سمجھے جاتے ہیں جو کہ کتاب لکھ دینے سے۔ اگر کوئی شخص آریہ مذہب کے متعلق کوئی کتاب لکھ دے۔ تو کیا وہ اس کا نمائندہ کہلانے لگ جائیگا۔ کسی قوم کا نمائندہ تو وہی ہے۔ جس کو وہ قوم خود اپنا نمائندہ مقرر کرے۔ یا تسلیم کرے۔ ان لوگوں کو کتب سماوی نے اپنا مذہبی نمائندہ تسلیم کیا کہ ان کا قول اسلام کے خلاف حجت ہو۔

یہ بات بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ ان صاحبان کو اسلام کی تائید میں کتب لکھنے کے لئے اہل اسلام نے نہیں کہا کہ یہ کتب اہل اسلام کی طرف سے سمجھی جاویں نہ ان کی کتب کے شائع ہونے پر ان کو اسلام کی صحیح ترجمانی کرنے والا قرار دیا گیا ہے پس صرف اسوجہ سے کہ کسی شخص نے اسلام کی تائید میں کتاب لکھی ہے۔ اس شخص کو اسلام کا نمائندہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور نہ اس کی کتاب کو اسلام کی صحیح ترجمانی کہا جا سکتا ہے جو آریہ سماج میں بیسیوں مصنف ہیں۔ پروفیسر صاحب کبھی جائز نہیں رکھینگے کہ ان میں سے ہر ایک کو آریہ سماج کا نمائندہ قرار دیا جائے یا ان کی ذاتی رائے کو مدنظر رکھ کر آریہ سماج پر حملہ کیا جائے۔ رائے اسی شخص کی حجت ہو سکتی ہے۔ جو کسی مذہب کا بانی ہو۔ یا کسی جماعت نے خود اسکو اپنا نمائندہ منتخب کیا ہو یا اسکے رائے ظاہر کرنے کے بعد اس نے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی ہو۔

کسی بات کی تردید نہ کرنا اسکو صحیح تسلیم کرنا نہیں ہوتا

پروفیسر صاحب کا یہ (بات) بھی کہ لوگوں نے اسکی تردید کیوں نہ کی۔ پس تردید نہ کرنا اور اس شخص کو مرتد نہ قرار دینا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اسکو صحیح تسلیم کر لیا گیا۔ درست نہیں ہر مخالف رائے کا رد کرنا ضروری نہیں ہوتا نہ ہر بات جس کو رد نہ کیا جائے صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اگر ہر ایک مخالف رائے کا رد کرنا ضروری ہو تو دنیا میں اندھیر پڑ جائے۔ اور اسقدر فضول تصنیف کرنی پڑے کہ جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیا پروفیسر صاحب کہہ سکتے ہیں کہ آریہ سماج میں ہر اس بات کا جو ان کا کوئی ممبر غلطی سے کہہ بیٹھے۔ رد کیا جاتا ہے اور اخبارات کے ایک ایک مضمون کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یہ دعویٰ دنیا کا کوئی مذہب بھی نہیں کر سکتا کہ اسکے افراد میں سے ہر ایک نے جو خیالات ظاہر کئے ہوں۔ بالاستیعاب رد کیا جاتا ہے۔ بیسیوں باتیں کئی وجوہ سے ناقابل التفات خیال کی جاتی ہیں۔ اور بیسیوں تحریریں ان لوگوں کی نظر سے جو جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہیں۔ پس انکار نہ کرنے کو ان کے مسلم ہونے کی دلیل قرار دینا بالکل غلط بات ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس دلیل کی تائید میں ایک مثال دی ہے کہ اگر کسی شخص کی کسی عدالت میں کوئی بات پیش کرے۔ اور اس کا وکیل اسکا انکار نہ کرے۔ تو عدالت کے نزدیک وہ بات موکل کی طرف سے سمجھی جائیگی۔ لیکن یہ مثال غلط ہے۔ کیونکہ وکیل تو اس خاص کام کے لئے موکل مقرر کرتا ہے۔ اور خود اسے اپنا کیس سمجھتا ہے۔ پھر اپنی پیروی کے لئے کسی معتبر کی سوچ کر میں اس سے کام لیتا ہے۔ یہاں انہیں سے کونسی بات پائی جاتی ہے۔ اگر مسلمانان عالم نے سید امیر علی صاحب یا کسی دوسرے مصنف کو اپنی طرف سے باقاعدہ مقرر کیا ہوتا۔ تو تب بیشک بشرط علم ان پر لازم آتا کہ ان کی ہر ایک بات کو جو ان کے منشاء کے خلاف کہیں رد کریں۔ لیکن جب یہ بات ہی نہیں تو پھر اس مثال سے پروفیسر صاحب کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سید امیر علی صاحب کی کتاب کی تردید کیوں نہ ہوئی

پروفیسر صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کتاب انگریزی میں لکھی گئی ہے۔ اور جس وقت یہ کتاب لکھی گئی ہے اس زمانہ میں مختلف فرقوں کے وہ لوگ جو مذہب سے واقف تھے۔ اس زبان سے ناواقف تھے۔ اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب ان تک پہنچی تھی پس ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کتاب یا اسی قسم کی اور کتب جو انگریزی میں لکھی گئی ہیں کی تردید نہ ہونا یا ان کے لکھنے والوں کے اسلام کے نمائندہ ہونے سے انکار نہ کیا جانا اس امر کا ثبوت نہیں قرار پا سکتا کہ ان کا مضمون درست ہے یا یہ کہ وہ شخص ان لوگوں کا نمائندہ ہے۔

پروفیسر صاحب کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ مسلمان ہمیشہ سے ان عقائد کے مخالف ہیں۔ اور اس قسم کی کتب کے چھپنے کے بعد بھی مخالف رہے ہیں۔ پس جب وہ مخالف خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ تو پھر کسی اور تردید کی انکو کیا ضرورت تھی۔ ہر ایک عقل مند انسان خیال کر سکتا ہے کہ جب اسمیں اسقدر اختلاف رائے ہے۔ تو ایک دوسرے کا نمائندہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ خود مصنف کتابہائے نے اپنے نمائندہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ تو پھر باوجود مسلمانوں میں مخالف خیال کی موجودگی کے اسکی نمائندگی کا انکار کرنا ایک حماقت نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص ان کی نمائندگی کا انکار کرتا تو کیا سید امیر علی صاحب اس امر پر ہنستے یا نہ ہنستے۔ اور کیا جواب میں یہ نہ کہتے کہ میں کب تمہارا نمائندہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

مسلمانوں کا نمائندہ ہونے سے سید امیر علی صاحب کا انکار

مجھے تعجب ہے کہ پروفیسر صاحب سید امیر علی صاحب کو مسلمانوں کا نمائندہ قرار دے رہے ہیں۔ اور سید امیر علی صاحب اپنی کتاب میں اس عہدہ سے انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ متعدد جگہ لکھتے ہیں کہ اسوقت مسلمان اسلام چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور صحیح اسلام ان میں نہیں پایا جاتا اور یہ کتاب جیسا کہ وہ خود اسکے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو بزعم خود حقیقی اسلام سمجھانے کے لئے لکھی ہے نہ کہ ان کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے۔ چنانچہ وہ

لکھتے ہیں "یہ کتاب ہماری پہلی کتاب کا دوسرا ایڈیشن کہلاتا ہے۔ مگر یہ ایڈیشن بہت سے فرق رکھتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے لکھی گئی ہے" پھر لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب انہوں نے اس امید سے لکھی ہے کہ یہ ہندوستان کے مسلمان اس بڑی بھاری طاقت کے زیر نگرانی دوبارہ عقلی اور اخلاقی زندگی حاصل کریں" یہ عجیب قسم کا وکیل ہے۔ جو اپنی نظر برداشت مخاطب منہج کی بجائے موکل کو بناتا ہے۔ سید صاحب یہ فقرات بتاتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خود تراشیدہ منہج خیال کرتے ہیں۔ نہ کہ مسلمانوں کا وکیل ۔

سید صاحب کی نمائندگی کا انکار کیا گیا۔

یہ بات بھی درست نہیں کہ سید صاحب کی نمائندگی سے انکار نہیں کیا گیا ہو بلکہ جن کا نام لیکر ان کو مخاطب کیا گیا ہو۔ مگر ان کے جن مضامین کی طرف پروفیسر صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ ان کا رد واقعات ان اسلام کی طرف سے کچھ عرصہ تین سال کے عرصہ میں ہوتا رہا ہے۔ پس جب ان مضامین کو رد کیا جاتا رہا ہے تو یہی سید صاحب کے مذہبی نمائندہ ہونے کا رد ہے۔ ان مضامین سے ایک بھی مضمون نہیں جس کا رد نہ کیا گیا ہو۔

مگر میں پروفیسر صاحب کے اس مطالبہ کو بھی کہ خاص اس کتاب کو مدنظر رکھ کر سید صاحب کی مخالفت کی گئی ہو۔ پورا کئے بغیر آگے نہیں جانا چاہتا۔ اور سید صاحب کی اپنی شہادت اس بارہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور یہ ان کا وہ فقرہ ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں انہوں نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "وہ مخالفت جو اس کتاب کی ہوئی ہے۔ اس نے یہ فائدہ بھی دیا ہے۔ کہ وہ خیالات جو اسکے ذریعہ سے اگلی نسلوں میں پیدا کرنے مدنظر تھے ان کا اثر اور بھی بڑھ گیا ہے" اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید صاحب کی اس کتاب پر مخالفت کی گئی تھی۔ پس پروفیسر صاحب کا یہ خیال بھی غلط ثابت ہوا۔ کہ سید صاحب کی نمائندگی کا انکار کیوں نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ سید صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔ ان کی کتاب کے شایع ہونے ہی سے غلط خیالات کو رد کر دیا گیا تھا۔ پس ان کی نمائندگی کا انکار ہو چکا ہے۔ سید صاحب کے اس فقرہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب بحیثیت نمائندہ اہل اسلام نہیں لکھی تھی۔ بلکہ اپنے چند خیالات کو پھیلانے کے لیے یہ کتاب لکھی تھی۔ اگر پروفیسر صاحب کہیں کہ تمام اہل اسلام نے باتفاق ان کے نمائندہ ہونے سے انکار نہیں کیا تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا مولوی صاحب کے اقوال کا رد دیدک دہرم کے ہر ایک ماننے والے نے بلا استثناء کر دیا ہے۔ انکار کیلئے اسی قدر کافی ہوتا ہے کہ بعض لوگ اپنے اصل عقائد کا اظہار کر دیں۔ اور سب نے خیال سے اپنی برأت کر دیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر فرد ان کا انکار کرے۔ اور یہ بات سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ آف اسلام کے متعلق خود ان کے اپنے بیان کے مطابق ہو چکی ہے ۔

پروفیسر صاحب ایک اور دھوکے میں

پروفیسر صاحب ایک اور بہت بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہ وہ ایک شخص کی غلطی سے تمام لوگوں پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ خواہ کوئی شخص کسی قوم کا نمائندہ بھی ہو اسکی بات کا اثر اس کے مخالف خیال کے لوگوں پر نہیں ہو سکتا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ جو شرائط پروفیسر صاحب نے بتائی ہیں وہ جمیں پائی جائیں۔ تو اسکی بات اسکے ہم مذہبوں پر حجت ہوتی ہے تو بھی پروفیسر صاحب کی دلیل بالکل بے وزن ہے۔ کیونکہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اسوقت بیسیوں فرقہ ہیں۔ جس طرح ویدک کی طرف منسوب ہونے والے بیسیوں فرقہ ہیں۔ پس اگر کوئی شخص ایک قوم کا نمائندہ بھی ہو۔ تب بھی اس شخص کا قول زیادہ سے زیادہ اس کی قوم پر حجت ہوگا۔ ذکر اس مذہب کے تمام پیروان پر خواہ وہ اس سے اختلاف ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ چنانچہ پروفیسر صاحب اپنے مضمون میں اس امر پر زور دیتے ہیں کہ گو آریہ سماج کا نمائندہ آریہ اصول سے منحرف نہیں ہے۔ اور ہندو مذہب میں اختلاف ویدک ہر حصے کے خلاف دلیل نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج کے سوا دوسرے ہندوؤں کے اقوال کو ویدک دہرم کے خلاف حجت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ وہ لوگ بھی وید کو مانتے ہیں۔ پس اگر وید کے ماننے والے مختلف فرقوں میں سے بعض لوگوں کا یہ تسلیم کرنا کہ وید سے بڑھکر اور علوم بھی ہیں۔ جن کو انسان حاصل کر سکتا ہے۔ ویدک دہرم کے خلاف اسلئے دلیل نہیں کہ ان کا کہنے والا پروفیسر رام دیو صاحب کا ہمخیال نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر کس سبب سے ایک ایسے شخص کا خیال جو زیادہ سے زیادہ اسلام کے کسی ایک فرقہ کا لیڈر کہلا سکتا ہے اسلام کے خلاف حجت قرار دیا جائے۔ اگر اس کا قول حجت ہوگا۔ تو پھر ویدوں کے ماننے والے فرقوں میں سے کسی ایک برآوردہ شخص کا قول بھی ویدک دہرم اور ویدک دہرم کے تمام ماننے والوں کے خلاف حجت ہوگا۔ اگر پروفیسر رام دیو صاحب کے نزدیک مسٹر تلک۔ پنڈت درگا دتا جوشی اور راؤ بہادر ویدرتنم ایک صاحبان جیسے ویدک دہرم کے پیروؤں کے اقوال جو ویدک دہرم کے بعض اصولوں کی کمزوری پر دلالت کرتے ہیں۔ صرف اسوجہ سے قابل سند نہیں ہیں کہ یہ لوگ آریہ سماجی نہیں تھے۔ تو میں پروفیسر صاحب سے سوال کرتا ہوں۔ کہ کیوں سید امیر علی صاحب اور مسٹر خدا بخش صاحب کے ایسے اقوال جو اسلام کے خلاف ہوں۔ اسلام کے خلاف استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں بھی ویدک دہرم کے ماننے والوں کی طرح کئی فرقہ ہیں۔ کیا ہم بھی پروفیسر صاحب کی طرح نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسلام کا کوئی شخص اسلامی اصول سے اختلاف نہیں رکھتا۔ کیونکہ احمدی اسلامی اصول سے کوئی اختلاف ظاہر نہیں کرتا۔ پروفیسر صاحب کے مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج اور ویدک دہرم میں امتیاز نہیں کر سکے۔ اور اسی طرح اسلامی فرق اور اسلام میں امتیاز نہیں کر سکے۔

غرض اگر پروفیسر صاحب کی بیان کردہ دلیل کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو بھی وہ اسلام کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ لوگ جن کے حوالہ جات پروفیسر صاحب نے نقل کئے ہیں اسلام کے مذہبی نمائندہ نہیں۔ اور نہ ان کو مسلمانوں نے کبھی مذہبی علماء میں شامل کیا ہے نہ ان لوگوں نے مسلمانوں کی طرف سے مذہبی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ان کے مذہبی خیالات کو مسلمانوں نے کبھی صحیح تسلیم کیا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ان کے خلاف عقیدہ رکھتے رہے ہیں۔ اور انکے خیالات کی عام طور پر بھی اور انکی کتب کو مدنظر رکھ کر بھی تردید ہوتی رہی ہے پس ان لوگوں کا بیان انہی کے خلاف تو دلیل ہو سکتا ہے باقی مسلمانوں یا اسلام کے خلاف کسی صورت میں بھی حجت نہیں ہو سکتا اور اگر ان کا قول باوجود تمام مذکورہ بالا وجوہ کے اسلام کے خلاف حجت ہو سکتا ہے تو پھر بعض ہندو صاحبان کے وہ اقوال بھی جو انہوں نے اپنے مضمون میں لکھے ہیں۔ ویدک دہرم کے

میں ایک مرد کا بہت سی عورتوں سے تعلق ایک ایسا فعل ہے جس سے بچا نہیں جا سکتا۔" اسی باب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں "ہمیں اس امر کو ہمیشہ زیر نظر رکھنا چاہیئے کہ کثرت ازدواج حالات پر منحصر ہے بعض زمانوں اور سوسائٹی کی بعض حالتوں میں عورتوں کو فاقہ کشی اور تباہی سے بچانے کے لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے۔" پھر وہ لکھتے ہیں کہ "یہ جس جگہ ایسے ذرائع جن سے عورتیں اپنا گذارہ آپ کر سکتی ہیں مفقود ہوں۔ وہاں کثرت ازدواج ضرور قائم رہیگی۔" ان فقروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سید امیر علی صاحب اگر ایک طرف بعض ممالک اور بعض زمانوں کے لئے کثرت ازدواج کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف بعض ممالک اور بعض حالات میں اسکو ضروری بھی قرار دیتے ہیں پس ایسی صورت میں یہ کہنا کہ وہ کثرت ازدواج کو زنا کاری قرار دیتے ہیں ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

اسجگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ گو سید امیر علی صاحب نے کثرت ازدواج کو بعض حالتوں میں جائز رکھا ہو۔ مگر جبکہ ان کے نزدیک بعض حالتوں میں یہ تعلیم ناپسندیدہ ہے تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک اسلام کی تعلیم ناقص ہے کیونکہ وہ صرف بعض زمانوں کے لئے اور بعض ممالک کے لئے محدود ہو گئی یہ سوال سید امیر علی صاحب پر ضرور پڑ جاتا اگر یہ ثابت ہو سکتا کہ ان کے نزدیک اسلام کا صرف یہی حکم ہے کہ کثرت ازدواج جائز رکھا ہو یا یہ کہ انکے نزدیک اسلام کے رو سے ہر حالت میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنی ہی پسندیدہ ہوں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ نہیں وہ اگر بعض ممالک میں ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اس کا یہ باعث نہیں کہ وہ اسلام کی تعلیم کو اپنی عقل کے ترازو سے درست سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کی تعلیم میں نقص نکالتے ہیں بلکہ اس کا باعث جیسا کہ خود انکی تحریر سے ظاہر ہے یہ ہے کہ انکے نزدیک اسلام ہی یہ تعلیم دیتا ہے کہ کثرت ازدواج کا حکم وقتی ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہر حالت اور ہر زمانہ کے مطابق ہے۔ اور اسی کی تائید میں وہ ایک کثرت ازدواج کا مسئلہ بھی پیش کرتے ہیں جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام نے ہر زمانہ اور ہر قوم کے مناسب حال تعلیم دی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احکام کی وسعت ان کے مفید اور نفع رسان ہونے کا بہترین ثبوت ہوتی ہے۔ اور یہ قرآن کریم کے احکام کی خصوصیت ہے۔ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ سوسائٹی کے مناسب حال حکم بھی دیتا ہے۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ قوم کے مناسب حال حکم بھی دیتا ہے۔" چنانچہ وہ ایک بیوی پر اکتفاء کرنے کو قرآن کریم سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "چونکہ احساسات کے معاملہ میں کامل عدل ناممکن ہے اسلئے قرآن کریم کا فتویٰ کثرت ازدواج کے متعلق قریباً حرمت کا ہی حکم رکھتا ہے۔" ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک اگر ایک بیوی پر اکتفا کرنا بعض حالتوں میں ضروری ہے تو اسے بھی وہ قرآن کریم کا ہی حکم ثابت کرتے ہیں

مذکورہ بالا خیال کی تائید میں ان کے یہ حوالہ جات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں وہ کثرت ازدواج کی رسم کے قانوناً روکے جانے کی خواہش کرتے ہوئے لکھتے ہیں "لیکن یہ منسوخی صرف حقیقت پر آگاہ ہونے اور رسول کریم کی تعلیم کے صحیح معنے سمجھنے کا ہی نتیجہ ہو سکتی ہے۔" اسی طرح وہ لکھتے ہیں کہ۔ "یہ اسبات کی امید کی جاتی ہے کہ جلد ہی ایک عام مجلس علماء اسلام کی فیصلہ کر دیگی کہ غلامی کی طرح کثرت ازدواج بھی اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔" ان حوالہ جات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید امیر علی صاحب (۱) کثرت ازدواج کو بلا شرط برا نہیں کہتے۔ بلکہ بعض حالتوں میں اسکو ضروری قرار دیتے ہیں (۲) اگر وہ ایک بیوی پر اکتفاء کرنیکو مہذب سوسائٹی میں ضروری سمجھتے ہیں

کثرت ازدواج سے اس لحاظ سے جو سمجھتے ہیں تو اس سے اسلام کی کسی تعلیم کو ناقص نہیں قرار دیتے۔ بلکہ انکے نزدیک یہ بھی اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ کثرت ازدواج اصل میں بری ہے فقط خاص حالات میں جائز ہے۔ پس ان حوالہ جات کی موجودگی میں پروفیسر صاحب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ سید امیر علی صاحب کے نزدیک اسلام کی تعلیم کے خلاف کثرت ازدواج زناکاری ہے۔ وہ نہ تو کثرت ازدواج کو ہر حالت میں برا کہتے ہیں اور نہ ایک بیوی پر اکتفاء کرنیکو قرآن کریم کی تعلیم سے جدا ہو کر محسن قرار دیتے ہیں۔ انکی تحریر کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم ناقص ہے۔ اور ہر زمانہ کے لئے نہیں بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے ہر زمانہ کے مطابق حال تعلیم دی ہے۔ اور یہ دونوں مضمون ایک دوسرے کے ایسے ہی مخالف ہیں جیسا کہ نور اور ظلمت۔ پھر معلوم نہیں کہ پروفیسر صاحب نے دونوں باتوں کو ایک کیونکر سمجھ لیا۔

تعجب ہے کہ پروفیسر صاحب کو سید امیر علی صاحب کی اس تحریر میں کہ اسلام نے مختلف حالات کے مناسب مختلف احکام دئے ہیں۔ یہ بات تو نظر آ گئی کہ وہ اسلام کے بعض احکام کو ناقص سمجھتے ہیں لیکن ان کا خیال ادھر نہیں گیا۔ انہوں نے خود ایسی ہی بات آریہ سماج کی نسبت اپنے مضمون میں لکھی ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ آریہ گرنتھ نے اگر یہ کہدیا کہ گرے ہوئے لوگ دو ہواہ یاہ کر سکتے ہیں تو اس کو آریہ سماج کے کسی عقیدہ کی کمزوری ظاہر نہیں ہوتی۔ بھگوان دیانند نے بھی شودروں کے لئے دو ہواہ دواہ جائز قرار دیا ہے۔ اب وہ بتائیں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اگر پنڈت دیانند صاحب لکھ دیں کہ دو ہواہ دواہ بعض قوموں کے لئے جائز ہے۔ اور بعض کیلئے نہیں۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پنڈت دیانند وہ حق کے نزدیک تعلیم میں نقص ہے لیکن اگر سید امیر علی صاحب یہ تحریر کریں کہ اسلام نے مختلف حالات کے مناسب حال تعلیم دی اپنی تعلیم کو ہر حالت اور ہر زمانہ کے مائل کر دیا ہے تو سید امیر علی صاحب کی یہ تحریر اسلام پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے اور کس یہ معنے ہیں کہ وہ اسلام کے بعض احکام کو ناقص قرار دیتے ہیں۔ جیسی تفاوت ہے ان کی سمجھ تا کیا

ناواقف کون ہے؟

اب میں پروفیسر صاحب کے اصل مضمون کا جواب دیتا ہوں لیکن پہلے میں اپنے مضمون کو ختم کرکے پروفیسر صاحب کے ایک اور اعتراض کا بھی جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ لکھتے ہیں کہ "میں لالہ لاجپت رائے صاحب کے اس قول سے کہ بعض ہندو اصول بیسویں سو برس سے ہندوؤں کی تباہی کا موجب ہیں جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ہندو مذہب کے اصول سے انکو مخالفت ہے۔ یہ اسبات کی علامت ہے کہ بھی ہندو مذہب سے ناواقفیت ہے کیونکہ لالہ لاجپت رائے ہی نہیں تمام آریہ سماج اس امر کا قائل ہے کہ ہندو مذہب کی موجودہ حالت قابل قدر نہیں۔" پروفیسر رام دیو صاحب کے اس اعتراض کے متعلق میرے لئے اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ میرے تحریر سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بھی ہندو مذہب سے واقفیت نہیں۔ لیکن پروفیسر صاحب کی تحریر سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ پروفیسر صاحب کو اس تحریر سے بھی ناواقفیت ہے جس کا وہ جواب لکھنے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ نہ لالہ لاجپت رائے صاحب کا وہ قول ہے جو پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں اور نہ میرا وہ استدلال ہے جسپر پروفیسر صاحب اعتراض کرتے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے صاحب کا یہ قول نہیں کہ ہندو مذہب کے بعض خیال پندرہ سو سال سے ہماری تباہی کا موجب ہو رہے ہیں۔ بلکہ یہ قول ہے۔ کہ خواہ پرانے زمانہ کی نسبت یہ اعتراض درست نہ ہو کہ ہندو ستانی قدرت کی طاقتوں سے مرعوب ہیں مگر پندرہ سو سال سے تو ضرور یہ خیال ہماری تباہی کا موجب ہو رہا ہے اور میرا یہ

استدلال دعا کا ہے۔ آپ صاحب ان دلائل کی موجودہ حالت کو ناقابل تسلی سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ بتلا کہ وہ موجودہ حالت میں کہ ناقابل تسلی نہیں سمجھتے۔ بلکہ پچھلی حالت کی نسبت بھی ان کو مشکوک ہے۔

الہ آباد جیت کے صاحب نے اس فقرہ میں خواہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور خواہ کا لفظ ہمیشہ دو ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب دعویٰ مخالف ہو۔ اور اس کے قول کی تردید کرنی ہو تو اسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس بحث میں ہمیں پڑنا نہیں چاہتا اور جب اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے یہ لفظ استعمال کیا جائے اور کسی قول کی تردید نہیں۔ بلکہ تصدیق مراد ہو۔ تو اس جگہ اس لفظ کے معنے ثابت کے ہوتے ہیں۔ الہ آباد جیت کے صاحب نے اس فقرہ میں پچھلی صورت میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ پس کے معنے یہ ہیں کہ انکے نزدیک یہ بات ثابت شدہ نہیں ہے کہ کسی پچھلے زمانہ میں ہندو لوگ قوانین قدرت کے استعمال کرنیوالے اور سائنس کے موجد تھے اور یہ کہ جدید تمام علوم کا سرچشمہ ہیں۔

قرآن کریم پر اعتراض کرنے کی اجازت اور بعض ضروری امور

پروفیسر رام دیو صاحب نے اپنے مضمون کے آخر میں اس بات کی بھی اجازت چاہی ہے کہ وہ قرآن کریم کے الہامی ہونے کے متعلق کچھ اعتراضات شائع کریں۔ جن کا جواب میں نے کردوں پھر وہ مضامین کتابی صورت میں شائع کئے جاویں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ پروفیسر صاحب نے میری تحریر کے مطابق اس طریق کو اختیار کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور سچی بات یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی تحقیق اسی طریق پر ہو سکتی ہے کہ اس کے صدق و کذب کو مشاہدہ یا دلائل کے ذریعہ سے دیکھا جائے نہ اس طرح کہ زید و بکر کے اقوال کو سند لیا جائے۔ زید و بکر کے اقوال سند نہیں ہوتے۔ ہاں کبھی بطور تائیدی دلائل کے استعمال ہو سکتے ہیں۔ لیکن پیشتر اسکے کہ وہ اس کام کو شروع کریں جس لئے امور کا تصفیہ ضروری ہے۔ تاکہ بات شروع ہو کر ضائع نہ ہو جائے۔ اور وہ امور سوال و جواب اور اسکی اشاعت کے طریق کے متعلق ہیں۔ میں اسجگہ اپنی رائے ظاہر کر دیتا ہوں۔ اگر میں کوئی ایسی بات ہو جو ناواجب ہو یا مثلاً ایک فریق کو اس سے کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہو تو وہ اسکی نسبت تحریر فرما دیں۔ اسکی اصلاح ہو سکتی ہے۔ میری رائے میں

۱۔ چونکہ اعتراضات کا سلسلہ ایسا وسیع ہوتا ہے کہ ان کا ختم ہونا ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ اعتراض ہر ایک شے پر ہو سکتا ہے۔ اسلئے اس سلسلہ کو ناواجب طوالت سے بچانے کے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے کہ پروفیسر صاحب قرآن کریم کے الہامی ہونے کے خلاف جو اعتراض رکھتے ہوں۔ انمیں سے تین اعتراض جو انکے نزدیک سب سے مضبوط اور لاینحل ہوں۔ چن لیں اور انہی کو پیش کریں۔ یہ نہیں کہ سوال کے بعد سوال کا سلسلہ شروع ہو جائے۔

۲۔ بعض سوال بھی وسیع ہوتے ہیں۔ اور انکی جزئیات سینکڑوں ہوتی ہیں۔ اسکے متعلق بھی یہ قاعدہ رہنا چاہیئے۔ کہ جزئیات بھی تین سے زیادہ نہ چنی جاویں۔ مثلاً یہ کہ قرآن کریم پر یہ اعتراض ہو کہ اسمیں بعض باتیں خلاف قانون قدرت کے ہیں۔ تو اس اعتراض کی مثالیں انتخاب کرتے وقت بھی یہ بات مدنظر رکھی جائے کہ سب سے صاف اور واضح تین مثالیں چن لی جائیں۔ نہ یہ کہ ایک ختم ہو تو دوسرا سلسلہ اعتراضات کا شروع ہو جائے۔ کیونکہ جب زیادہ واضح اعتراضات کا جواب ہو گیا۔ تو دوسری مثالوں کا جواب بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ موجود ہی ہوگا۔ اور یہ تین وقت کے بچانے کے لئے ایسے سلسلہ تحریرات میں مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے جیسے ایک فریق کا کام صرف اعتراض کرنا اور دوسرے کا کام صرف جواب دینا ہو۔

۳۔ اگر یہ طریق آپ کو منظور نہ ہو۔ تو پھر چون کی جائے کہ ایک ہی دفعہ میں تین دلائل کے الہامی ہونے پر اعتراضات ہوں۔ اور آپ کی طرف سے قرآن کریم کے الہامی ہونے پر ہر ایک فریق پر یہ برابر کی ذمہ واری ہے۔

۴۔ سوال و جواب کا طریق یہ ہو کہ معترض اپنا اعتراض بیان و وضاحت اور تشریح کے شائع کرے پھر اس کا جواب شائع کرائے پھر معترض اس جواب پر اپنی رائے شائع کر دے۔ اس کے بعد مجیب اس رائے کا جواب شائع کرے۔ اور اس مسئلہ کو ختم سمجھا جائے۔

۵۔ تین اعتراضات جو کئے جائیں۔ انکی نسبت فیصلہ کر لیا جائے کہ ان ایک ہی مضمون سے تعلق رکھتے ہیں یا علیحدہ علیحدہ۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہوگا کہ پیش کئے جاویں۔ آگے جواب کے لئے باری باری دئے جاویں۔ پہلے ایک کا الف جواب دوسرا تنقید۔ اور پھر اس کا جواب۔ یہ سلسلہ ہو جائے پھر دوسرے کو لیا جائے یہ طریق کہ

۶۔ یا انتظام کیا جائے کہ دونوں فریق کے مضامین ایک ہی اخبار میں شائع ہوں اور ایڈیٹر مسلمان ہو اخبار میں اپنی طرف سے "الفضل" پیش کرتا ہوں۔ "الفضل" میرے مضامین کے علاوہ پروفیسر صاحب کے الہامی مضامین کو جو اس سلسلہ میں لکھیں گے۔ مکمل طور پر شائع کر دیگا۔ اور پروفیسر صاحب بھی آریہ اخبار میں اپنے مضامین شائع کرائیں۔ اسکے ساتھ یہ انتظام بھی کر دیں کہ وہ میرے مضامین کو بھی جو اس سلسلہ میں لکھیں پورا پورا شائع کر دیا کرے۔ اگر اخبارات کو دونوں سے کرانے کے صفحات میں اس سلسلہ مضامین کے شائع ہونے کی گنجائش نہ دیکھی اپنے اخبار میں یہ انتظام کیا جائے کہ ایک ضمیمہ طبع کرا کے اخبار میں شائع کرایا جائے۔ آپ کے مضامین بھی بیمہ طور پر شائع ہوں۔ اور میرے بھی ضمیمہ کا خرچ [illegible] ذاکر یا کوئی ایسی جماعت جسے اس مذہبی تحقیق سے دلچسپی ہو۔

۷۔ اگر کتابی صورت میں مضامین شائع کئے جاویں تو کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ مضامین کے متعلق اپنی طرف سے کچھ لکھے یا مضامین میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرے۔ اس صورت میں بھی بہتر ہوگا کہ دونوں فریق کے مقدمہ انتظام کے ماتحت مضامین شائع کئے جاویں اور دونوں فریق خرچ میں برابر کے حصہ دار ہوں۔ اور بعد میں کتب کو تقسیم کر لیا جائے۔

۸۔ مضامین کی تحقیق کا یہ طریق ہوگا کہ کسی کلام کے معنے کرتے وقت یا خود اسی کلام کا سیاق حجت ہوگا یا اس کتاب کا محاورہ یا لغت یا قواعد صرف و نحو اور معانی یا محاورۂ زبان یا ایسے علوم جو تمام دنیا میں تسلیم ہوتے ہیں۔ مثلاً تاریخ و جغرافیہ ہندسہ وغیرہ۔ اور ان علوم کی بات اسی طریق پر قابل سند ہوگی جس طریق پر کہ علوم متعلقہ کی باتیں سند ہوتی ہیں۔

۹۔ کسی مضمون کا جواب تین ہفتے کے اندر اندر کے شائع ہو۔ اگر اس کے زائد دیر لگے تو وہ سلسلہ ختم سمجھا جائیگا

میرے نزدیک تو یہ امور ایسے بدیہی اور ظاہر ہیں کہ ان پر پروفیسر صاحب کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر ان میں کوئی ایسی بات ہے جو ان کے نزدیک قابل اعتراض ہے تو وہ اسے پیش کر دیں۔ اور اگر کوئی بات قابل اعتراض نہیں تو پھر کسی اخبار سے انتظام کر کے اپنے اعتراضات قرآن کریم کے الہامی ہونے کے متعلق شائع کرا دیں۔ پھر میں ان کا جواب شائع کرا دوں گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ہذا ما یتعلق بحمد الرحمٰن مما اجاب بہ عبدہ وصفیہ [illegible] وکان ذلک فی یوم [illegible] وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

رجسٹرڈ نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

وَاِذَا بَلَّغْتُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اب جبکہ وقت خود اپنے میں پھیل لینے دن

دنیا میں ایک نبی آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

البدر

مضامین بنام ایڈیٹر

متعلق خط و کتابت بنام

منیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۶ | مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

مبارک ہو مبارک ہو مبارک!!!

۷۔ فروری ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

مدینۃ المسیح

۷۔ فروری بروز دوشنبہ بعد نماز فجر مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ مبارک ہوا۔ خطبہ نکاح مکرم مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے نہایت لطیف اور دلکش انداز میں پڑھا۔ مہر ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا۔ خطبہ نکاح کے بعد حاضرین میں خرما تقسیم کئے گئے۔ اور جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے دعائیں کے وہ اشتہار پڑھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد کے حق میں فرمائیں ہیں۔ دس بجے تک یہ مجلس مسرت رہی۔

اس موقعہ پر اخبار الحکم۔ فاروق اور الفضل کی طرف سے مبارکباد کے اعلان شائع ہوئے۔

بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں باوجود بارش حضرت خلیفۃ المسیح مختلف احباب نے

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

۷۔ فروری ۱۹۲۱ء وہ مبارک دن ہے۔ جسمیں ہمارے مخدوم و مطاع حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور پرانے صحابی جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی کی دختر نیک اختر جنابہ مریم سلمہا صاحبہ کو اپنی زوجیت کا فخر بخشا۔ اور اس طرح ایک مخلص گھرانہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے ایسا تعلق پیدا ہو گیا۔ کہ اسپر وہ جسقدر بھی خدا تعالیٰ کا شکر کرے کم ہے۔

اس خوشی اور مسرت کے موقع پر ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام خاندان مسیح موعود کی خدمت میں دلی اخلاص اور مسرت آمیز جذبات کے ساتھ

مبارکباد پیش کرتے ہیں

جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور ان کے
تمام خاندان کو ساری جماعت کی طرف سے

پیغامِ تہنیت

پیش کرتے ہیں۔

اس مناسبت سے متعلق نائب ایڈیٹر الفضل نے
حسب ذیل نغمہ موزون کیا۔

نغمۂ شادی

بوقتِ صبح ہاتف نے ندا دی
کہا ابنِ مسیحا کی ہے شادی

مبارک باد اسے ابنِ مسیحا
مبارک باد اے دنیا کے ہادی

محمد مصطفیٰ کی پاک سنت
جو مُردہ تھی وہ اب تُو نے جلادی

بکھیلے شادی یہ شادی منانے دن
حرافیوں کے لئے ہے روسیاہی

میں کہہ سکتا ہوں کیا اسکے سوا اُو
مسیحا کر گئے جس کی منادی

"انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

دُعا ہے

کہ خدا تعالیٰ اس تعلق کو دونوں خاندانوں کے لئے تمام
جماعت کے لئے اور ساری دنیا کے لئے مبارک کرے اور

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے۔

"تری نسلاً بعیداً"

اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہو۔ آمین

دعا کریں

کارکنان "الفضل" قادیان دارالامان

نامہ لندن

رپورٹ ایکم تا ۱۵ر جنوری ۱۹۲۱ء

(از شیخ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا کام بدستور جاری ہے
مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر تاریخچہ پڑھا جانے کی تیاری میں لگے
ہوئے ہیں۔ اسلئے سیکرٹری کا کام اب مولوی مبارک علی صاحب
بی اے۔ بی۔ ٹی کر رہے ہیں۔ پبلک اور پرائیویٹ لیکچر جاری
ہیں۔ حبیبی بھائی عزیز الدین احمد اور مولوی مبارک علی
صاحب زیادہ تر حصہ لے رہے ہیں۔ بدھ، ہفتہ اور اتوار
مولوی مبارک علی صاحب نے پبلک میں تین لیکچر دئے جو
لوگوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ سُنے۔ لیکچروں کے بعد
جو سوال و جواب ہوئے وہ بھی تبلیغ کو اللہ تعالیٰ
بہت کامیابی دیتا ہے۔

آئندہ ۱۵ دن کے سٹرگورڈن جو ایک حق کے متلاشی
انگریز ہیں نے سود خواری پر ایک تقریر کی۔ جس کا خلاصہ
یہ تھا کہ سود یورپ کو تباہ کر رہا ہے۔ اور اگر اسلامی اصول
پر عمل کیا جائے۔ تو نجات ہو سکتی ہے۔ لیکن صاحب موصوف
نے سود کے ساتھ مکانوں کے کرایہ اور زمین کے مالیہ کے
خلاف بھی کہا۔ اور ثابت پر زور دیا کہ اسلام کی تعلیم میں
یہ نقص ہے۔ کرایہ اور مالیہ کو نہیں روکا۔ حالانکہ سود خواری
اور زمین کے مالیہ اور مکان کے کرایہ میں کوئی فرق نہیں
ہے۔ اسپر خاکسار نے بیان کیا کہ سود اور مکان کے کرایہ میں
فرق ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت کریمہ ذالک بانھم
قالوا انما البیع مثل الربوا پڑھ کر بتایا کہ دنیا کو یہی
بات دھوکہ دے رہی ہے کہ بیع یعنی خرید و فروخت کے
منافع اور سود کو ایک چیز خیال کرتے ہیں۔ اسکے لئے
اسلام نے دو اصول قائم کئے ہیں تاکہ دھوکہ نہ لگے۔
اوّل تبادلہ جنس بجنس نہ ہو۔ دوسرا نفع اور نقصان دونو
کا احتمال ہو۔ ایک شخص جو سو روپیہ سود پر دیتا ہے بشرح
دس فیصدی۔ گویا وہ ایک سو روپیہ بیچتا ہے۔ ایک سو دس روپیہ

کے عوض میں۔ اور یہ ایک صریح لغو بات ہے۔ ایک دوسرا شخص
ایک سو روپے کا مکان بنا کر کرایہ پر دیتا ہے۔ دس روپیہ سالانہ
کے حساب پر۔ اس دوسری صورت میں روپیہ کا تبادلہ مکان کے
ساتھ ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ ممکن ہے کہ مکان کی مرمت
کرانی پڑے یا مکان بالکل گر جائے۔ اسلئے مالک کو نقصان کا بھی
خطرہ ہے۔ اسی طرح زمینوں کا منافع بھی ملتوی ہے وہ نہیں
ہیں خود زمیندار ہوں۔ اور خطرات اور مصائب کو جانتا ہوں۔ جو
مالکان زمین کو ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک قوم کا ہوشیار
نرم حصہ تجارت کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور محنت اور خطرات کو
برداشت کرنیوالا حصہ زمین کی طرف توجہ کرتا ہے۔

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ قریباً چار ماہ ہوئے لندن
میں ایک مکان اور مسجد کیلئے مجوزہ خرید کر لی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے اس مکان کی مرمت ہو چکی ہے۔ اور اب
تبلیغ کا مرکز یہ مکان ہوگا۔ اس لئے آئندہ تمام خطوط کتابت مندرجہ ذیل
پتہ پر ہونی چاہئے۔

63. Melrose Road.
London S. W. 18

میلروز روڈ نمبر ۶۳ - لندن ایس ڈبلیو ۱۸

مکان کی مرمت و تبدیلی اور نیا سامان خریدنے میں بہت سا
وقت اور روپیہ خرچ ہوا ہے۔ تمام احباب اللہ تعالیٰ سے
بالحاح التجا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نئے مرکز کو اسلام اور اسلامیوں
کے لئے برکت کرے۔

شارسٹریٹ نمبر ۴ کو بطور ریڈنگ روم مشن کے قائم رکھا گیا ہے
اس میں کوئی زائد خرچ نہیں ہوگا۔ کیونکہ تبلیغ کے کام کے
لئے صرف ایک کمرہ رکھا گیا ہے۔ اور باقی کمرے کرایہ پر
بعض دوستوں کو دیدیتے ہیں۔ اس کرایہ سے تمام خرچ ادا
ہو جاتا ہے۔

نئے مرکزی شہر سٹ کے لئے لوگوں کو خط لکھے جا رہے ہیں
اور ۱۵ اخباروں میں اشتہار دیا ہے۔ جو تین ہفتہ متواتر
نکلتا رہے گا۔ اس کے علاوہ دوستوں کو واقفوں کو خط
بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اور ایک افتتاحی جلسہ کرنے کا بھی ارادہ
ہے۔ جس کی تاریخ ۱۵ر فروری مقرر کی گئی ہے۔ احباب خاص
طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان تاریک دلوں
ملک میں حقیقی اسلام کی روشنی کو پھیلائے۔ والسلام

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان ۱۰ فروری ۱۹۲۱ء

مولوی محمد علی صاحب اور ہم

(۱)

بھلا تا لاکھ ہوں لیکن وہ اکثر یاد آتے ہیں
الٰہی ترکِ الفت پر وہ کیونکر یاد آتے ہیں

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے جلسہ منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۰ء میں بعنوان "جماعت کا مقام" ایک تقریر فرمائی جو ۹ جنوری ۱۹۲۱ء کے پیغام میں شائع ہوئی ہے۔ جناب مولوی صاحب کی اس تقریر کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں انہوں نے اپنے مخاطبین کو مال کی محبت چھوڑ دینے کی تلقین کی ہے دوسرا حصہ وہ ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپ کے پیروؤں کے عقائد کے متعلق عضب آمیز لہجہ اور دو کروڑ طریق سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسی کے متعلق ہمیں کچھ عرض کرنا ہے۔ تیسرا حصہ میں مولوی صاحب نے ان لوگوں کے اسماء گرامی پیش کئے ہیں۔ جنہوں نے ان کی ایک لاکھ کی تحریک پر انہیں روپیہ دیا ہے۔

جس حصہ مضمون کے متعلق ہمیں اظہار خیالات منظور ہے وہ ہم اقتباس کر کے جناب مولوی صاحب ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ تمہیں جو دعا سکھائی گئی ہے۔ اس میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سکھایا گیا ہے۔ یعنی ہم کو ان لوگوں کا رستہ دکھا اور اس صراط مستقیم پر چلا۔ جو منعم علیہم لوگوں کا رستہ ہے"

(۲) کیا یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ ہمیں اچھا اچھا کھانے پینا اور عمدہ عمدہ لباس عطا کر اور آرام و آسائش کے سامان عطا کر۔ ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں تو دہریوں اور کفار کو بھی حاصل ہیں۔ تو پھر کیا ان کی راہ پر چلنے کی دعا کرتے۔ ؟

(۳) قرآن کریم نے اس کی تشریح دوسری جگہ اور کر دی ہے چنانچہ فرمایا۔ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔

ان لوگوں کی راہ پر چلنے کی دعا سکھائی گئی ہے کہ جو نبی صدیق شہید اور صالح لوگوں کی راہ ہے۔

دعا تو ہماری یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کر۔ (۴) دین کی اشاعت میں اس وقت کیا مشکلات ہیں۔ اس کا ذکر خود حضرت صاحب کا ایک گروہ غلو پر اتر آیا اور دین اسلام جس کی خوبصورتی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اسلام میں ایک خطرناک تفریق اس گروہ نے پیدا کر دی کہ جو سوء ظن سے کام لینے والا مسلمان اور ان سب کو کافر اس گروہ کے غلو سے ساری جماعت بدنام ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ اور عام لوگ امتیاز نہیں کر سکتے۔ اور سلسلہ کی مخالفت ترقی کر رہی ہے۔

میاں صاحب نے اپنا یہ عقیدہ بھی جماعت کو سنا دیا میں ڈوبا اور ساتھ ہی سلسلہ کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔ پہلے تین فقروں میں سورہ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم کو پیش کرتے مولوی صاحب نے بتایا ہے۔ کہ اس میں عمدہ کھانے اور اچھے لباس کے لئے دعا نہیں سکھائی گئی۔ بلکہ ان لوگوں میں شامل ہونے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ جو نبی صدیق شہید ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ جب ہم ان میں شامل ہونے کی دعا کرینگے۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ کیا ہم ان میں شامل ہونگے یا نہیں۔ اگر ہونگے۔ یعنی ہم میں نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح ہونگے۔ تو پھر مولوی صاحب کا یہ خیال باطل ہو جاتا ہے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اگر ہمیں ان مدارج اربعہ میں سے کوئی درجہ نہیں ملیگا۔ یعنی ہماری تربیت بطور ایک نما شائی کے ہو گی۔ بطور صاحب حال کے تو خدا بالفرض یہ دعا فضول ٹھہرتی ہے۔ مگر مولوی صاحب نے دولتمندی اور دیگر دنیاوی عیش و آرام کے سامان کو اس دعا سے خارج کر کے بتایا ہے۔ کہ اس میں یہی روحانی مدارج حاصل کرنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اور جب اس دعا کی یہ نوعیت ہے تو نہ درست ہے۔ اور جب مسلمانوں کو یہ بھی ہوں۔ ہم کہتے ہیں۔ دعا کرنے اگر دولتمندی اور عمدہ لباس کی دعا مانگی۔ تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا کہ یہ نہ ہوتا کہ ہم بھی دولتمند بنتے۔ پس جب دولتمندوں کے ساتھ ہونے کی دعا کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہم اپنی ہمت کے مطابق دولت سے حصہ پاتے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہمیں نبوت کی تحریک اور دعا سکھائی گئی مدارج اربعہ میں سے ادنیٰ مدارج ہو میں۔ ان سے رد کر دیا جائے۔

فقرہ نمبر ۴ میں جناب مولوی صاحب نے میاں فاروق کے اسلام میں تفریق اندازی ضرور کی ہے۔ مگر وہ یہ ہے کہ جناب والا وہ کونسا اسلام تھا جسے ہم نے تفرقہ کر کے شیرازہ دار بنا دیا۔ اگر آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر اعتماد نہیں۔ جن میں مسلمانوں کو ان کے اسلام کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اور ان کی حالت بیان کی گئی ہے۔ تو ان مسلمانوں نے اپنے اندر وہ الٰہی [illegible] کیا ہوا ہے۔ کہ اس زمانہ کے مسلمان اسلام کے بالکل دور ہو چکے ہیں۔

پھر مسیح موعود کی آمد سے قبل مسلمان بھی کس طرح بندر بنے ہوئے تھے۔ اور ان کی آواز کیا آواز تھی۔ ان میں فرقہ بندی اور کفر بازی کا دور دورہ نہیں تھا ان میں مخالفوں سے زیادہ اپنے آپ میں روز تلواریں نہیں چلا کرتی تھیں۔ کیا ان تفرقوں کے باعث ان کے گھر بار عزت ناموس اور سلطنت و حکومت تک غیروں کے ہاتھ نہیں چلی گئی تھی۔ کیا علماء کے فتوی لعنت کی بنا پر آئے دن پر روزانہ نہیں پڑتے تھے۔ اگر یہ سب کچھ تھا اور فی الواقعہ تھا۔ تو پھر وہ کونسا اسلام تھا جسے آپ اتحاد بتاتے ہیں اور وہ کونسا اسلام تھا۔ جو ایک سطح پر کھڑا تھا جسے ہم نے تفرقہ ڈال دیا۔ جب کہیں ایسا اسلام ہی نہ تھا بلکہ مسلمانوں کا تفرقہ اور فساد ہی باعث تھا کہ خدا کی طرف سے کوئی مامور آئے۔ اور وہ خدا کا مامور آیا۔ اور اس نے اسی طرح پر جس طرح کفار عرب میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور بنی اسرائیل میں سے حضرت عیسیٰ نے

ایک ایک جماعت بنائی۔ اسی طرح اس نے مسلمان کہلانے والوں میں سے ایک جماعت بنائی۔ اور جس طرح آنحضرت کے ان مشہور پریشان لوگوں کو جمع کرنے کا یہ صاف فوٹو کی طرف تصور بھی اگر ہم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ملا تھا کہ ان ظالموں نے جو خود پریشان اور خانہ جنگیوں میں مبتلا اور ہر قسم کا شر بھگت رہا کرتے تھے کہ یا الٰہی محمد نے قوم میں فتنہ ڈال دیا۔ اسی طرح آج وہ لوگ جو کہ ہر قسم کے ہم خانہ جنگی سے پٹتے ہیں۔ جب ان کو جمع کرنیوالا ایک مرد خدا آیا۔ تو ان لڑنے والوں نے کہدیا کہ آنے والے نے تفرقہ ڈال دیا۔ اور ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جو انگلستان یا یورپ جا سکتے ہیں مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہوئے اب اسی اعتراض کو ہمارے خلاف دہرا رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بہتا چلا آیا ہے۔

مولوی صاحب کا ارشاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے عقائد نے سلسلہ کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس سے آپ کیوں گھبرائے جا رہے ہیں۔ اگر لوگ ناراض ہیں تو آپ کی بلا سے۔ اگر جماعت انگلستان سے گذر رہی ہے۔ تو آپ خوش ہوں۔ کیونکہ نہ آپ سے لوگ ناراض ہیں نہ آپ کے لئے لڑتے ہوئے اٹھے ہیں۔ آپ تو اپنے عقائد کی بنا پر کہہ رہے ہیں کہ "لوگ مرزا صاحب کو ماننے کے لئے تیار ہیں" پھر آپ کو کسی کی مخالفت سے کیا تعلق آپ اپنا کام کیجئے۔ اور جو لوگ "مرزا صاحب" کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ انہیں سنوایئے۔ ان اگر باوجود ان تبدیلیوں کے جو آپ نے غیروں کی مخالفت کے خوف۔ اور ان کو ساتھ ملا لینے کی امید پر کی ہیں۔ لوگوں کی مخالفت برداشت کرنا پڑی ہے۔ تو یہ آپ کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ مسیح موعود کو بھی چھوڑا۔ اور لوگ بھی خوش نہ ہوئے۔ اس کشمکش سے نکلنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسیح موعود کا جو اصلی درجہ ہے وہ آپ انہیں اور لوگوں پر ظاہر کریں۔ اس صورت میں اگر آپ کو تکالیف پہنچیں تو آپ خوش ہو کر ان کو برداشت کریں اور کہیں ؎

بہ جرم عشق تو ما را کشند غوغا نیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشا نیست

لیکن اگر بزدلی نے آپکی ہمت کو توڑ دیا ہے اور ایمان کی پونجی کو ضائع کر دیا ہے۔ تو یہ رسوا سا نعرہ بھی چھوڑ دیں۔ کیونکہ جب آپ اپنی زبان سے مسیح موعود کے متعلق ایک توہین کا لفظ بھی کہیں گے۔ اپنی نسلوں پر اثر ڈالتے ہیں تو لوگ آپ سے خوش نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ آپ کو منافق سمجھتے ہیں۔ مجبوریں۔ ان کے ہم مذہب ہیں۔ ہندو آکر کہ ایک شخص کسی کتاب "جس کو مسلمان مسلمہ کی وحی سمجھتے ہیں" آنیوالے مسیح کی ہتک کا مرتکب ہے۔ ایک مسلمان بھی رہا ہو۔

غرض یہ دو راہیں آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں سے جو راہ آپ کو مرغوب ہو۔ منتخب کر لیں۔ قبول کیجئے۔ اور مردانہ وار قبول کیجئے۔ ان دو راہوں میں ایک میں دنیا کا فائدہ ہے اور دوسری میں دنیا کا موہوم فائدہ۔

دیوانہ پن یا اثر الہام

لندن ٹائمز کے مشہور نامہ نگار سر ویلنٹائن چرول نے ہندوستان کی موجودہ حالت کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جسمیں انہوں نے عدم تعاون کے علمبردار مسٹر گاندھی اور مسٹر ٹلک کا بھی ذکر کیا ہے۔ مسٹر گاندھی کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ مگر اس رنگ میں جس سے وہ خوبیاں خوبیاں نہ رہیں۔ مگر ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس ایک فقرہ جو مسٹر گاندھی کے متعلق نامہ نگار موصوف نے لکھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے متعلق چند الفاظ کہیں۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ:۔

"شاید مغرب کا کند ذہن باشندہ مسٹر گاندھی کو دیوانہ سمجھکر خاطر میں نہ لائے۔ لیکن مشرق میں دیوانہ پن کے اثر کو الہام الٰہی کی ایک مزید نشانی سمجھے جانے کا اندیشہ ہے" (بمبئی ۲۹ جنوری)

ان الفاظ میں جہاں اہل مشرق کے عقل و فہم پر حملہ کیا گیا ہے وہاں ان مقدس ہستیوں کی بھی ہتک کی گئی ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے سرزمین مشرق سے منتخب کر کے اپنے امام سے مشرف کرتا رہا ہے اور موجودہ زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشرق سے ہی خدا نے برپا کیا ہے پھر لطف یہ کہ اہل مغرب جس برگزیدہ خدا کو خدا مان رہے ہیں اسکی پیدائش کا شرف بھی مشرق کو ہی حاصل ہے۔

کیا حضرت مسیح اور انکے حواری مشرق ہی کی سرزمین میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کیا ان کا گوشت پوست مشرق میں ہی تیار نہیں ہوا تھا ان کے مشرق میں پیدا ہونے۔ مشرق میں ہی رہنے اور مشرق میں ہی ساری عمر گذار دینے کی ناقابل انکار حقیقت کو پیش کر کے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ مشرق میں دیوانہ پن کے اثر کو الہام الٰہی کی ایک مزید نشانی سمجھے جانے کا اندیشہ ہے۔ مشرقی لوگوں کی عادات اور خصائل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ تو مشرقی لوگوں میں مسیح اور ان کے حواری بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اور ان کے متعلق کیا خیال جاتا ہے۔

ہمیں مغرب کے "کند ذہن" کا مشرق میں الہام دین کو الہام کی نشانی قرار دینے سے کوئی تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اہل مغرب روحانیات میں اس قدر "کند ذہن" نہ ہوتے۔ تو ممکن تھا کہ ایک انسان کو خدا کا بیٹا اور رفع یا بیت میں اپنے گناہوں کے بوجھ اسکے سر ڈال دینے کا خیال کر کے اپنے تئیں نجات یافتہ سمجھ لیتے۔

نبی کے آنے پر ماننے اور نہ ماننے والوں کی علیحدگی

مخالفین کی طرف سے ہمارے خلاف جو باتیں بڑے زور کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں جن کے ذریعہ عوام کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے۔ انہیں سے ایک یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آکر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اخبار وکیل نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا تھا۔ کہ انہوں نے "شیرازہ قومی کی پراگندگی میں خاص طور پر مدد دی"۔ اسکے متعلق "وکیل" کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ چونکہ کسی نبی کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاک اور ناپاک الگ الگ ہو جائیں۔ اور ہر نبی کے وقت ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اسلئے یہ کوئی نیا اعتراض نہیں۔ بلکہ ماضی اور حال سے پہلے انبیاء پر بھی کیا جاتا رہا ہے۔

اب ۳۰ فروری کے "وکیل" میں ایک جلسہ کی جو روئداد شائع ہوئی ہے اسمیں درج ہے کہ صاحب صدر نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ:

"تو تمہارے اسلاف نے جب اس ندا کو سنا تو دل و جان سے لبیک کہا اتباع شریعت میں باپ نے بیٹے کی اور بیٹے نے باپ کی پروا نہ کی۔ اعلاء کلمۃ الصدق میں جانیں لڑا دیں"

کیا ان الفاظ سے وہی بات ظاہر نہیں ہوتی۔ جو بطور اعتراض حضرت مرزا صاحب کے خلاف پیش کی جاتی ہے۔ باپ کا بیٹے کی اور بیٹے کا باپ کی پروا نہ کرنا بتاتے ہے کہ ان میں تفرقہ پڑ گیا تھا اور

مگر مجھے رؤیا میں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں شہر کے فلاں آدمی کو لاکر اس کی گدی پر چھڑی پھیر کر اسپر مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھی جائیگی۔ اور جس وقت وہ یہ رؤیا سنائے ساتھ ہی اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس نظارہ کی نقل بھی کرتا ہے۔ میں نے اسکو کہا کہ کہاں بعض حالات میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور وہ تہجد کا وقت تھا۔ اسوقت میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگایا۔ انھوں نے کہا کہ میں اسوقت خواب دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ انھوں نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ پلنگ پر بیٹھے ہیں۔ اتنے میں آپ پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور آپ لیٹ گئے ہیں اور ایک عورت میرے پاس بیٹھی ہے۔ اور اس نے مجھے کہا کہ اسوقت ان کو آواز نہ دینا۔ یہ خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ گویا اس خواب کی تصدیق بھی ہو گئی۔

فرمایا۔ میں اس شہر اور اس شخص کو جانتا ہوں۔ جس کا اس میں ذکر ہے۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ وہ بیعانی ہے۔

۲۔ فروری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز عصر)

ایک گاؤں سے ایک نام نہاد مولوی کا رقعہ پیش ہوا جسمیں مباحثہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ اس کے جواب کے لئے حضور نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ لکھ دیں ہمارا آدمی پہنچ جائیگا۔ آپ چلے نہ جائیں کہ ہمارے آدمی کو آپ کی تلاش کرنی پڑے۔ اور یہ بھی کہ اگر آپ چلے گئے تو جہاں جائینگے۔ وہیں ہمارا آدمی پہنچ جائیگا۔

فرمایا یہ شخص جو رقعہ لایا ہے۔ اس سے دستخط لے لئے جائیں کہ میں نے اس مضمون کا رقعہ وصول کیا۔ کیونکہ عموماً یہ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ باوجود جواب دینے کے مشہور کر دیا کرتے ہیں کہ ہمیں جواب ہی نہیں دیا گیا۔

فرمایا۔ مباحثہ کے لئے ہماری طرف سے فلاسفر امیاں اللہ دین صاحب المعروف فلاسفر جائے اور لوگ بھی ساتھ چلے جائیں۔ ہماری طرف سے جو صدر ہو وہ اعلان کرے کہ بھائیو جیسا عالم تم نے پیش کیا ہم اسکے مقابلہ میں فلاسفر کو پیش کرتے ہیں کیونکہ

خطبۂ جمعہ

احمدیوں سے چندہ مانگنے میں ہمت ہارنی چاہیئے

از حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ر فروری ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ اور آیت شریفہ یبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (سورہ یوسف رکوع ۱۰) کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ۔

یوسف ابن یعقوب

حضرت یعقوب کے بیٹے جو خود بھی نبی تھے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ہے۔ کس طرح ان کے بھائیوں نے گھر سے نکالا۔ اور ان کو کنوئیں میں ڈالا۔ اور کنوئیں سے جب وہ نکالے گئے۔ تو قافلہ والوں کے ہاتھوں ان کو بھائیوں نے بیچا اور پھر قافلہ والوں نے ان کو مصر میں جاکر بیچ دیا۔ پھر اسی میں بتایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی دی۔ اور عزت کے عہدہ پر ان کو سرفراز کیا۔ اور حکومت کا ان کو وزیر بنا دیا۔ اور پھر کس طرح ان کے دل کی تڑپ پر نظر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے بھائیوں کو ان کے پاس پہنچا دیا۔ پھر یہ ظاہر کیا کہ کس طرح بھائیوں نے جھوٹ موٹ باپ کو ان کی موت کا یقین دلانے کے لئے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ لیکن یعقوب علیہ السلام خدا کی دی ہوئی اطلاع کی بناء پر جانتے تھے۔ کہ یہ ان کا بیان غلط ہے۔ اور اس واقعہ پر سالہا سال کا عرصہ گذر گیا تھا۔ مگر یعقوب پھر بھی انکو گویا مردہ بچہ کے لئے کہتا ہے۔ کہ جاؤ اسکو تلاش کرو۔

یہ انتہا درجہ کی مدت ہے۔ کہ اس میں انسان گمان کر سکتا ہے کہ ممکن ہے۔ وہ مر گیا ہو۔ یا خدا جانے اس عرصہ میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہو۔ لیکن یعقوب بیٹوں کو کہتا ہے۔ کہ اگرچہ بیس پچیس سال کا عرصہ ہی گذر گیا ہے۔ تم

رجوع موتی کیوں ناممکن ہے

مردوں کے زندہ کرنے کے متعلق خدا نے عہد کیا ہے کہ مردوں کو اس جہاں میں دوبارہ زندہ نہ کرے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ خدا یہاں مردہ زندہ نہیں کرتا تو اس کے محض یہ معنے ہیں کہ خدا کہتا ہے۔ کہ وہ یہاں مردہ زندہ نہیں کرتا۔ ورنہ اگر اس کا عہد نہ ہوتا۔ اور یہی بات نہ کہتا۔ تو ہم کبھی نہ کہتے کہ وہ مردے زندہ نہیں کرتا۔ پس خدا کو ملتے ہوئے کسی بات کی نسبت کہنا کہ ناممکن ہے۔ درست نہیں۔ یعقوب علیہ السلام کا قول نقل فرمایا۔ کہ انھوں نے کہا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔ مگر کافر۔ جب تک سنت اللہ کے خلاف نہ ہو کسی بات کو ناممکن کہنا سراسر غلطی ہے۔

قرآن کا لفظ لفظ ہدایت ہے

یہ واقعہ تھا جو گذر گیا۔ لیکن خدا کی کتاب قصہ کی کتاب نہیں۔ بلکہ انسانوں کی ہدایت کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ یوسف کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جس طرح یہ تمام قرآن مجموعی صورت میں انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اسی طرح یہ آیت جو اس تمام سورۃ کا ایک ٹکڑا ہے۔ ایک ہدایت ہے جس طرح تمام قرآن بھی ہدایت ہے۔ اسی طرح اس کی ہر سورۃ بھی ہدایت ہے۔ اور ہر ایک سورۃ کا ہر ایک رکوع اور ہر ایک رکوع کی ہر ایک آیت اور ہر ایک آیت کا ہر ایک لفظ بھی ہدایت ہے۔ اور یہ مختلف سلسلہ ہوتے ہیں ان سب میں سے ہر ایک سلسلہ ہدایت ہے۔

یوسف کا واقعہ آنحضرتؐ کے لئے بطور پیشگوئی ہے

یہ آیت جو میں نے اب پڑھی ہے۔ یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی ایک شاخ ہے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ اور یہ تمام واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور پیشگوئی کے ہے۔ اور بنو اسمٰعیل کو ان کے چچا کی اولاد کا ایک واقعہ یاد دلایا ہے۔ کہ تمہارا بھی ایک یوسف ہے جس کو تم کھو رہے ہو۔ اور وطن سے نکال رہے ہو۔ اسلئے

اُن کو اُن کے چچا یعقوب کی نصیحت یاد دلائی کہ جاؤ اور تم بھی اس یوسف کی تلاش کرو۔ اگرچہ تمہاری نظر سے یوسف گم ہو گیا۔ مگر جب تم اس کو تلاش کرو گے۔ تو اس کو پالو گے۔ چنانچہ مکہ والوں نے جب اس یوسف کو تلاش کیا۔ تو اس کو پالیا۔

ہر ایک شخص کا ایک یوسف ہوتا ہے

پس یہ یوسف کا تمام واقعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتا ہے۔ مگر یہ آیت اپنی ذات میں حکمت سے لبالب ہدایت ہے۔ یعقوب کا یوسف گم ہو گیا تھا یعقوب بیٹوں کو کہتا ہے۔ کہ تم اس کی تلاش میں قبر است جانا۔ ایسے ہی ہر انسان کا بھی ایک یوسف ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کا جو مدعا ہوتا ہے۔ وہی اس کا یوسف ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص کا پیارا اس کا یوسف ہوتا ہے۔ یوسف کیا تھا یعقوب کا پیارا تھا۔ ہر کام جو انسان کرتا ہے۔ وہ اس کا یوسف ہوتا ہے۔ جب اس کام میں مشکلات آجاتے ہیں۔ اور مقصد دور ہو جاتا ہے۔ تو گویا وہ یوسف گم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص ان مشکلات سے گھبرا کر کام چھوڑتا ہے۔ تو وہ یوسف کو پانے سے محروم رہتا ہے۔ اور اگر وہ گھبراتا نہیں۔ تلاش و جستجو اور کوشش جاری رکھتا ہے۔ تو اس کا یوسف مل جاتا ہے۔ اور اس کا وہ کام ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مدعا کو پالیتا ہے ؛

یعقوب اور برادران یوسف صفت بھائی

کام کرنے میں بہت سے شخص یوسف کے بھائیوں کی طرح مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ وہ اپنے مقصد کو نہیں پا سکتے۔ مگر جو یعقوب صفت لوگ ہوتے ہیں۔ وہ آخر دم تک کوشش جاری رکھتے ہیں۔ اور ہمت نہیں ہارتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مقصد کو ضرور پا لیتے ہیں۔ کئی ہوتے ہیں۔ جو اپنے مقصد اور مدعا کے حصول میں یوسف کے بھائیوں کی طرح مشکلات سے گھبرا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کئی ہوتے ہیں۔ جو یعقوب کی طرح مایوسی سے بچ کر کام کرتے ہیں۔ اور مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں اور آخر کامیاب ہو جاتے ہیں ؛

اثر پذیری کے لحاظ سے لوگوں کے درجے

میں یہ نظارہ روز دیکھتا ہوں کہ لوگ تھوڑی ناکامی پر مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ کسی کو نصیحت کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں مانتا۔ تو مایوس ہو کر اسکو نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے بہت کو دیکھا ہے کہ اگر کامیابی کے رستہ میں ذرا سی بھی مشکل آجائے۔ تو وہ ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان پر کسی نصیحت کا اثر دیر میں ہوتا ہے جرأت ہی کو دیکھو۔ بعض لوگ مخالف ہوتے ہیں۔ اور شدید مخالف۔ مگر آخر، مان لیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عمرو ابن العاص کا واقعہ جو بہت بڑے اسلامی جرنیل تھے۔ وہ اتنے سال تک آنحضرت کے سخت مخالف رہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مخالفت کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قابل نفرت انسان مجھے اور کوئی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب میں مسلمان ہوا تو میری یہ حالت ہوئی۔ اور آپ کی محبت میرے دل میں اتنی پیدا ہوئی۔ اور آپ کو جو خدا داد حسن ملا تھا۔ اس کا مجھ پر اتنا رعب پڑا۔ کہ میں مسلمان ہونے کے بعد کبھی آنکھ اٹھا کر آپ کو نہیں دیکھ سکا۔ اب اگر آپ کا حلیہ کوئی شخص مجھ سے دریافت کرے۔ تو میں نہیں بیان کر سکتا۔

اگر ہم لوگوں میں تلاش کیا جائے۔ تو کم لوگ موجود ہونگے۔ جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس کی بیعت کی ہوگی۔ پھر ان سے زیادہ وہ ہونگے۔ جنہوں نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی ہوگی۔ پھر اسی طرح اور وہ بہت ہونگے۔ جنہوں نے خلیفۂ اوّل رضؓ کے وقت میں بیعت کی۔ اور اسی طرح میرے وقت میں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے۔ تو بہت سے نہ ملینگے۔ کہ وہ بیعت کرنے سے پہلے احمدیت کے سخت دشمن تھے۔ اور احمدیت کے مٹانے کے درپے رہتے تھے۔

اب اگر وہ لوگ جو ایسے لوگوں کو سمجھانے کے پیچھے پڑے رہے۔ ان کی اس مخالفت کو دیکھتے اور ہمت ہار بیٹھتے۔ تو کیا یہ لوگ سلسلہ میں داخل ہو جاتے۔ مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ ان کے پیچھے لگے رہے آخر انھوں نے ہدایت پائی ؛

اسی طرح دوسرے کاموں میں بھی ہوتا ہے۔ ایک زمانہ ہندوستان میں مسلمانوں پر یہ تھا۔ کہ انگریزی پڑھنا کفر خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن پھر ایسا زمانہ آیا کہ جو انگریزی نہ پڑھتے تھے۔ ان کو "قل اعوذ سے" "دتیا نوسی" اور "دو ہتڑ سالا پہلے کے" وغیرہ۔ اسی قسم کے ہمیوں نام دیئے جاتے تھے۔ لیکن اب پھر اس کے خلاف ایک رو چلی ہے۔ اور اب انگریزی پڑھنے کو قابل نفرت اور یونیورسٹیوں کو لعنت قرار دیا جا رہا ہے۔

پس ہر ایک کام کے ساتھ یہ بات لگی ہوئی ہے۔ کہ جو کوشش کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ جب تم نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو آخر تمہاری فتح ہوگی۔ اور اگر چھوڑ بیٹھو گے۔ تو اپنی کمزوری ثابت کرو گے۔ جو شخص اپنی کمزوری کو دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ یعنی نصیحت کرتا ہے یا کوئی اور کام کرتا ہے۔ مگر لوگ اس کی نصیحت کو نہیں مانتے یا اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ تو یہ ان کو کہتا ہے۔ یہ انکی غلطی ہے۔ اصل میں یہ اس کی کمزوری ہے۔ کہ اس نے نصیحت اور وہ اچھا کام چھوڑ دیا۔ ایسی باتوں سے انتظام کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں۔ جو ایک آدھ دن میں مانتے ہیں۔ اور ایک وہ جو ایک آدھ مہینہ میں۔ بعض دو مہینہ میں۔ بعض سال میں دو سال میں۔ بعض دس۔ بیس۔ تیس سال میں۔ بعض اس سے بھی زیادہ مدت میں مانتے ہیں پس جو کسی شخص کو نصیحت اسلئے چھوڑتا ہے۔ کہ اس کی مانتا نہیں۔ وہ غلطی کرتا ہے کیونکہ جس وقت اس شخص نے مانتا تھا۔ اسوقت تک اس نے نصیحت نہیں کی۔ جب اتنی نصیحت نہیں کی تو وہ کیسے مان لیتا ؛

حضرت خلیفہ اوّل ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی سنا ہے۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے ایک شاگرد جو بعد میں ان کے خلیفہ بھی ہوئے۔ اپنی پہلی زندگی میں وہ ایک جگہ شراب پی رہے تھے۔ اتفاق سے حضرت نظام الدین بھی اُدھر سے گذرے۔ دیکھا تو فرمایا کہ چراغ! یہ کیا وہ مسکرائے۔ اور ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے فسق نے آپ کے زہد سے کمی نہ کی۔ یعنی یہ حالت فسق ابھی بڑی ہوئی ہے آپکے زہد کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہمت کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ جتنی اُدھر سے سختی

ہو۔ اتنا ہی ادھر سے چستی اور ہمت ہو۔ تب وہ مانتا ہے۔ اگر کوئی ایک شخص کی سستی کی وجہ سے کام چھوڑتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ بہت ناز ہے۔ اور یہ سُستی کرتا ہے۔

چندہ کے محصل

میں نے ابھی جو پہلے دنوں مشورہ کیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا۔ اور جو باہر سے رپورٹیں آتی ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ چندہ میں بہت سے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ اگر پورا چندہ آئے۔ تو ہمیں زائد چندے کرنے پڑیں اور ہماری مالی مشکلات دُور ہو جائیں۔ اگر ان لوگوں کے جو چندہ نہیں دیتے۔ چندہ نہ دینے کے اسباب معلوم کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چندہ کا محصل کوشش کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص کچھ نہیں دیتا۔ تو اس کو سُست اور بے پروا یا کچھ اور کہکر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس طرح یہ لوگ بجائے ان لوگوں کو جو ان کے دوچار دفعہ بلانے سے چندہ نہیں دیتے سُست ثابت کرنے کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خود سُست ہیں۔ کیا وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ کہ انہیں سے کئی سالہا سال تک حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف رہے تھے۔ اور بہت عرصہ کے بعد ان کو بیعت حاصل ہوئی تھی۔

پس چاہیئے کہ جب تک کوئی شخص احمدیت کا دعویٰ کرتا ہے مرتے دم تک ہر ماہ بغیر ناغہ چندہ کے لئے اس کے پاس جانا چاہیئے۔ اور سلسلہ کی ضروریات سے اُسکو آگاہ کرنا چاہیئے۔ قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تم نے کتنے لوگوں کو سنوایا۔ بلکہ تم سے محض یہ سوال ہوگا کہ تم نے کتنے لوگوں کو حق سُنایا۔ پس ہمارا کام محض حق سُنانا ہے اور ہمیں اس سے باز نہیں آنا چاہیئے۔

ایک اور بزرگ کا قصہ حضرت خلیفۃ اول رضؓ سُنایا کرتے تھے کہ ان کا ایک مُرید ان کو ملنے کو آیا۔ اور انکے پاس ٹھیرا۔ ان بزرگ نے رات کو دعا کی۔ کہ تو جواب ملا کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی اس شخص نے بھی یہ آواز سُنی پہلے دن تو ادب سے خاموش رہا دوسرے دن بھی ان بزرگ سے یہی معاملہ ہوا۔ انہوں نے دعا کی مگر جواب ملا کہ تیری دعا نامنظور ہے۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ تب وہ شخص نہ رہ سکا۔ اور اس نے کہا کہ جب آپکو تین دن سے یہ جواب مل رہا ہے۔ پھر آپ کیوں دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ناداں تو نہیں جانتا کہ میرا کام صرف مانگنا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ چاہے تو دے چاہے نہ دے۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ وہ اپنا کام کرتا ہے۔ تو تین دن میں گھبرا گیا۔ میں بیس برس سے یہ جواب سُن رہا ہوں۔ جب ان بزرگ نے یہ جواب پایا تو ان کو الہام ہوا۔ کہ ہمیں تیرا یہ جواب پسند آیا۔ اسلئے تو نے اس بیس برس کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی ہیں۔ وہ سب منظور ہیں۔

اپنا فرض آخر دم تک ادا کرو۔

ناداں ہے۔ جو کوشش کو چھوڑتا ہے۔ کوشش کرنا اس کا کام ہے۔ منوانا اس کا کام نہیں۔ پس میں تمام قادیان والوں اور باہر کے احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ چندہ مانگنے سے باز نہ آئیں۔ جب تک کہ ایک شخص احمدی ہونے کا مدعی ہے خواہ وہ پندرہ سال تک چندہ نہ دے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کی برکت سے اس شخص پر بھی رحم کرے اور یہ اپنے مقصد میں بھی کامیاب ہو۔ اس کی کامیابی بھی اسمیں ہے کہ وہ شخص چندہ دینے لگے۔

چندہ کیلئے انتظام

جس طرح میں نے پہلے جمعہ میں تبلیغ کے لئے کہا تھا۔ کہ انجمنیں بنائی جائیں اور نظام قائم کریں۔ اسی طرح میں مالی حالت کے متعلق کہتا ہوں کہ باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہونی چاہیئے۔ اور چندہ لینے والوں کو ہر ایک شخص کے پاس پہنچنا چاہیئے۔ اور ساری عمر فوت ہونے تک پہنچنا چاہیئے۔ اگر وہ تمہاری بات نہیں مانیگا تو خدا کے حضور جواب دہ ہوگا۔ اور اگر تم سُستی کرو گے اور ہمت ہار دو گے۔ تو اس ہمت ہارنے کا تم سے سوال کیا جائیگا۔ پس مایوس مت ہو۔ کہ مایوسی دین کے کام میں کفر تک پہنچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ واری ادا کریں اور اپنی ذمہ واری ادا کرنے میں دوسرے کے سُستی کرنے سے سُست نہ ہو جائیں۔ ہمارے ہر گھڑی خدا کی رضا مدنظر رہے۔ اور ہمارا ہر قدم اسکو خوش کرنے کے لئے ہو۔ اور ہمارا ہر قدم آگے بڑھے۔

جب یہ خطبہ شروع ہوا تھا۔ بارش کسی قدر ہو رہی تھی مگر آخری حصہ میں زور ہو گیا تھا۔ جب حضور دوسرے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا:۔

"اگر آج مسجد کے منتظمین سائبانوں کا انتظام کر دیتے تو لوگوں کو اتنی تکلیف نہ ہوتی" یہ فرما کر حضور بڑی دیر تک کھڑے رہے۔ جب تک کہ تمام لوگ مسجد کے چھتاؤ میں نہ داخل ہو گئے۔ اور کچھ دروازہ کے پاس کے حصہ میں نہ چلے گئے۔ اور صفیں بہت تنگ بنائی گئیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کی پیٹھوں پر سجدہ کیا۔

۱۷ر جنوری کا اخبار نور

پروفیسر رام دیو صاحب نے آریہ سماج لاہور کے گذشتہ جلسہ پر دیگر مذاہب کے ساتھ اسلام پر جو اعتراض کئے تھے ان کے جواب میں مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے اپنے اخبار مورخہ ۱۷ر جنوری میں ایک مفصل مضمون لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ اعتراض کرنے کا جو رنگ پروفیسر صاحب نے اختیار کیا ہے اسکے رو سے سب سے زیادہ قابل اعتراض مذہب ویدک دھرم ہی قرار پاتا ہے۔ اسکے ثبوت میں آریوں کی کتب اور ان کے مانے ہوئے لیڈروں کے خیالات پیش کئے گئے ہیں۔ ہر ایک اعتراض پر الگ الگ روشنی ڈالی گئی ہے۔ احباب ۲ر فی کاپی کے حساب سے اس پرچہ کو منگوا کر مستفیض ہوں اور آریوں میں تقسیم کریں۔

صیغہ تعلیم و تربیت کا اعلان

دفتر ناظر تعلیم و تربیت قادیان کے ساتھ خط و کتابت کرتے وقت ناظر یا نائب ناظر یا کارکن کا نام نہ لکھا جائے۔ بلکہ صرف ناظر تعلیم و تربیت لکھ دینا کافی ہے ورنہ جواب میں دیر ہو کر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

خاکسار

ناظر تعلیم و تربیت قادیان دارالامان

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

بیاض نورالدین رضؓ

میرے والد ماجد حضرت خلیفہ اوّلؓ کی طبی معلومات ایک دفعہ مجربات نورالدین کے نام سے شایع ہو چکی ہیں۔ لیکن یہ بیاض جو اس وقت پیش کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد کی لکھی ہوئی اور حضرت قبلہ کے آخری سالوں کی محنت ہے۔ اور اب تک کئی دفعہ اس کے چھپوانے کا ارادہ ہوا۔ لیکن کچھ حالات ایسے پیش آتے رہے کہ کام پورا نہ ہو سکا۔ اب خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے۔ اس کام کو باقاعدہ شروع کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ "رفیق حیات" میں باقاعدہ آٹھ صفحات پر شایع ہوتی رہے گی۔ چونکہ حضرت والد ماجد کی بیاض میں بعض جگہ خاص طبی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ اس لئے فائدہ عام کے لئے حکیم غلام محمد صاحب شاگرد خاص حضرت والد ماجدؓ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کے مختصر نوٹ بھی شامل کئے گئے ہیں۔ میں حکیم صاحب اور مولوی صاحب دونوں کا مشکور رہوں گا۔

عبدالسلام ابن نورالدین اعظم

رسالہ رفیق حیات

قیمت سالانہ پیشگی صرف ۱

ماہ فروری سے یہ رسالہ خاص شان سے نکلے گا۔ علاوہ بیاض مذکورہ بالا کے علمی اور ادبی مضامین نہایت دلچسپ اور بہترین شایع ہونگے۔ مکرم فاضل اجل میر محمد اسحاق صاحب کے مضمون اسرار حدیث کا ایک سلسلہ بھی اس میں شروع کیا گیا ہے۔ جس میں کلام نبوی صلعم کی حکمت اور فلسفہ بیان ہوگا احباب کو چاہیئے۔ کہ دس فروری سے پہلے درخواستیں خریداری بمع قیمت رسالہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ ورنہ بعد میں نامکمل جلد کی تکمیل مشکل ہوگی

محمد فخرالدین ملتانی مینجر رسالہ رفیق حیات۔ قادیان

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی ہارکس بزاز بچار

صدر ہسپتال کانپور

دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر تعریف فرمائی اخبار کا حوالہ ضرور ہے۔ مجلد بلجلد غیر مجلد للعموم محصول لم رسنی آرڈر آنا ضروری ہے۔ کتاب وی پی نہ ہوگی۔ کتاب مصنف سے ملتی ہے۔

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے زنانہ مردانہ ساڑھیاں۔ عمامے۔ کمخواب۔ تھان۔ کامدانی سلک سوزنے۔ سلک۔ گوٹہ۔ لچکے۔ پتری بنارسی پائیدار۔ فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کارخانہ ہذا طلب فرمایئے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

بھاگلپوری تسری کپڑا

یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ تسری کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں ہماری کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بعضد تولے۔ وازن کے جاتے ہیں۔ بالخصوص تکیوں اور صافوں یعنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے بشرط ناپسند ہونیکے ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں۔ جسمیں محصول آمد رفت ذمہ خریدار ہوتا ہے۔ اشتہاری لفاظیوں سے اس اشتہار میں کام نہیں لیا گیا ہے۔ صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے جو ایک مسلمان کا کام ہے۔ فقط

المشتہر:۔ عبدالحکیم احمدی تاجر خانہ تاجر نگر بھاگلپور

مجربات امام فن طب

یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولانا نورالدین صاحب

حب اکسیر البدن۔ یہ گولیاں ہر قسم کے، ضعف کمزوری ضعف درد کمر و تانیو۔ وجع مفاصل وغیرہ کو دور کرتی ہیں۔

تاریخ شہادت میاں صفدر علی صاحب قادیان میری عمر اسی سال کی ہے۔ مجھ کو اکثر درد کمر و تانیو رہا کرتا تھا۔ حب اکسیر البدن کے کھانے سے میں اچھا ہوں کہ از روئے واقعہ ہوا قیمت خوراک دو ہفتہ ۸ آنہ

سرمہ نور نظر۔ جالا بھولا۔ دھند۔ پٹھال۔ سرخی چشم۔ ابتدار نزول الماء۔ ضعف ابصر کیلئے مفید ہے۔ تولہ ۸

اکسیر لو اسیر خونی۔ لو اسیر خون کے دور کرنے میں یہ گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ دو چار ہی دن کے استعمال سے خون بند ہو جاتا ہے۔ اور رسولی کی شدید تکلیف رفع ہو جاتی ہے سالہا سال کا تجربہ ہے۔ قیمت ۸

ملنے کا پتہ

سید حسن شاہ محمد حسین دواخانہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزنامچہ ڈائری

۳۰ر جنوری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز عصر)

بیعت

دو افغان جائیوں نے بیعت کی۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) دوست محمد صاحب عاقبت محمود (۲) سید بہادر شاہ چونکہ یہ دونوں اردو زبان نہیں جانتے تھے۔ اسلئے بیعت کے الفاظ کا ترجمہ کہنے کے ساتھ ساتھ مولوی غلام محمد صاحب افغان کہتے گئے۔

۳۱ر جنوری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز ظہر)

ہندوؤں میں تبلیغ

ہندوؤں میں تبلیغ کے ذکر پر فرمایا اب ان میں سلسلہ تبلیغ شروع ہو گیا ہے۔ محمد امین صاحب اسلامی سادھو (جنہوں نے بیرسٹری کے بعد دو تین سال میں مسلمان ہوئے۔ مدراس میں دو ہندو مسلمان ہوئے۔ ایک ایف اے کا طالب علم اور ایک کارخانہ دار۔ طالب علم نے اپنا نام خود ہی خلیل احمد رکھا ہے۔ کیونکہ حکیم خلیل احمد صاحب کے ذریعہ سامان ہوا ہے۔ مگر ابھی تک اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ دوسرے کے والد عیسائی ہو گئے تھے۔ یہ معزز خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

(بعد نماز عصر)

احمدی بچوں کی بیعت

شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی اے بی۔ ٹی نے بعض لڑکوں کو جن کے والدین احمدی ہیں۔ بیعت کرنے کے لئے پیش کیا کیونکہ انہوں نے خود بیعت نہیں کی تھی۔

فرمایا:۔ احمدیوں کے بچے آپ ہی بیعت میں ہوتے ہیں۔ جب وہ احمدی کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی وقت ان کی بیعت ہو جاتی ہے۔

یکم فروری ۱۹۲۱ء مسجد مبارک

(بعد نماز عصر)

جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے افسر ڈاک نے جواب طلب خطوط سنانے شروع کئے۔ جنمیں سے پہلا خط ایک صاحب کا تھا۔ جسمیں انہوں نے اپنا ایک خواب لکھ کر دریافت کیا تھا کہ میری یہ خواب رحمانی ہے یا شیطانی۔

اسکے جواب میں حضور نے لکھوایا:۔

رحمانی اور شیطانی خواب کی پہچان

خواب شیطانی ہے یا رحمانی؟

اس کی پہچان دو طرح ہوتی ہے۔ ایک کی پہچان ایسے شواہد سے ہوتی ہے جو ظاہر میں ہوتے ہیں۔ یعنی اسمیں آئندہ کی خبر بتائی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے وقت پر پوری ہوتی ہے یا کوئی علم بتایا جاتا ہے جو انسانی کوشش سے باہر ہوتا ہے۔ دوسرا ذریعہ رحمانی خواب کے پہچاننے کا وہ ملکہ ہوتا ہے جو ان لوگوں کے قلب کو حاصل ہوتا ہے۔ جو روحانیت کے رستہ پر چلنے والے ہوتے ہیں اپنی ابتدائی حالت میں بھی وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ خواب رحمانی ہے یا شیطانی۔ اس سے اوپر ترقی کرتے ہیں۔ تو ان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب انکی رحمانی ہے یا نفسی۔ اس سے اوپر ترقی کرتے ہیں تو انکو معلوم ہوتا ہے کہ انکی رویا رحمانی ہے یا طبعی۔ پھر اور ترقی کرتے ہیں تو انکی رویا رحمانی رہ جاتی ہے گو ممکن ہے بعض حالات میں طبعی بھی ہو۔ یہی دو ذریعہ ہیں جن سے رؤیا کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ آپکی رؤیا میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جس سے پہچانا جائے کہ رحمانی یا شیطانی یا نفسی ہے یا طبعی۔ مجھو آپ کے قلب کا حال بھی معلوم نہیں۔ جس سے پتہ لگے کہ آپ کی رؤیا کیسی ہے۔ اسکو آپ اپنے قلب کی حالت سے سمجھ سکتے ہیں۔ پس اس سوال کا جواب میرے علم و طاقت سے بالا ہے۔

اصحاب کہف کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

ایک صاحب کا سوال پیش ہوا کہ اصحاب کہف غار میں زندہ ہیں یا مُردہ؟ فرمایا وہ زندہ تھے اور وہاں رہنے کی مدت چار سال سے زیادہ نہ تھی۔

ایک شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ آپنے فلاں شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے بعض لوگ اتفاقات پر مجھ سے ناراض ہیں کہ یہ میری شکایات کی وجہ سے ہوا اور [illegible] اسکے جواب میں لکھوایا کہ ... کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ تو وہ آپ کی کسی شکایت کی بناء پر نہیں بلکہ اس خط کی بناء پر ہے جو انہوں نے قادیان میں خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کی طرف لکھا تھا اسکے بعض فقرات یہ ہیں کہ

"قادیان شریف کی مرکزی خلافت روز بروز ترقی پر ہے گی اور حضرت صاحب کو ظلی نبی سے مستقل اور مجازی نبی سے حقیقی نبی منوا کر اسی قرن کو دوسرا صدر نبی بنا دیا جائیگا اور پھر بھی ڈٹ کر کہ مسجد اقصیٰ اور قادیان شریف مسجد حرام اور کعبہ کی جگہ نہ لیویں کیونکہ یہ [illegible] لکھ چکے ہر کہ حج کو مطلب یہاں ہو جاتا ہے اور تعریف آگئی موجودہ زمین قادیان اب محترم ہے ۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اس جلسہ پر اگر یہاں صاحب اعلان کر دیویں کہ قادیان کو قبلہ اور دنیا کلمہ لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ نہیں بنایا جاویگا۔ تو یہ والی نسلوں کیلئے غلو کے میں سدباب کا کافی ذریعہ ہوگا۔"

ان فقرات سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے نزدیک ہم لوگ حضرت صاحب کے مستقل اور حقیقی نبی بنا رہے ہیں اور ۲۵-۳۰ سال تک تیار نہیں بنا دینگے اور مسجد اقصیٰ اور قادیان کو کعبہ کی جگہ دیدی جائیگی اور یہ کہ ان کے نزدیک اس امر کی ضرورت ہے کہ میں یہ اعلان کروں کہ قادیان کو قبلہ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ نہیں بنایا جائیگا۔

کوئی شخص کسی ایسے شخص کی بیعت میں نہیں رہ سکتا جبکہ اسکی دیانت کی نسبت اسکے ایسے خیالات ہوں۔ ان فقرات کی وجہ سے اس بات کے مختص نہیں ہے کہ ہماری جماعت کے مستقل امام ہوں۔ جب تک وہ اگر اور کچھ نہیں تو اس شخص کو جس کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی ہے ایک معمولی دیانتدار شخص کا رتبہ دینے لگیں۔

خدمت دین کے لئے وقف

کپتان عبدالکریم خانصاحب کا خط پیش ہوا جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ میرا ایک لڑکے کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتا ہے۔ حضور نے لکھوایا آپکے ارادہ سے خوشی ہوئی۔ لڑکا تربیت وقف ہوگا۔ بیعت بالغ ہوگا۔ ہاں آپ اسکو تربیت کریں کہ وہ بڑا ہو کر دین کی خدمت کے قابل ہو اور اگر اس کا ارادہ آپکے ارادہ کے موافق ہو جائے تو اسکو خدمت دین کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئیگی۔

دارالامان میں ہجرت کر کے آنا

ایک صاحب کا خط جو کپورتھلہ کے رہنے والے ہیں پیش ہوا کہ قادیان آکر آباد ہونا چاہتے ہیں۔ اسکے جواب میں حضور نے لکھوایا پہلے استخارہ کریں اور پھر دیکھیں کہ انکی موافق یہاں قادیان کوئی کام ہے یا نہیں۔ کام کی صورت ہو جائے اور استخارہ کو بھی شرح صدر ہو تو ہجرت کر سکتے ہیں۔

مباہلہ کھیل نہیں

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ ان کا فریق رشتہ دار مخالف ہے اور احمدیت کے متعلق مباہلہ کرنا چاہتا ہے۔ اسکے جواب میں لکھوایا کہ مباہلہ معمولی چیز نہیں۔ اسکو کھیل کر خدا کے حضور دعا کرنی۔ مباہلہ بڑی چیز ہے اور اسکی بڑی اغراض ہوتی ہیں یہ کہ جس سے بحث ہوئی اس سے مباہلہ کر لیا۔ اگر اسی طرح پر ہر شخص کرنے لگے اور اللہ کا غضب نازل ہونے لگے تو دنیا تباہ ہو جائے۔ مباہلہ تب ہوتا ہے جب دنیا کو کسی قسم کا اس سے فائدہ پہنچنے کی امید ہو۔

بیقراری دل کا علاج

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ دل بیقرار رہتا ہے اور ربط دائم کا آرام جاتا رہتا ہے اس کا کوئی نسخہ بتایا جائے فرمایا:۔ کہ علاج کرائیں یہ کمزوری کا نتیجہ ہے۔

جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی۔ حال مقیم دہلی کا خط پیش ہوا جس میں انہوں نے ایک پادری سے مباحثہ کا حال لکھا تھا۔ حضور نے لکھوایا۔ کہ آپ نے اس کا جواب تو اچھا لکھا۔ اگر وہ خاموش رہا۔ تو خیر اور اگر جواب دیا۔ تو میں آپ کو بتاؤنگا کہ کس طرح اس کو پکڑنا چاہیئے۔

ایک پادری سے مباحثہ

ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ ان کی سوتیلی ماں تعویذ کرنے کی عادی ہے جن سے تکلیف ہوتی ہے۔

تعویذ گنڈے کا دلدادہ

حضور نے لکھوایا۔ کہ سوتے وقت سورۃ قل ھو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر جسم پر مل لیا کریں۔ اور البتہ اگر سی اگر شروع میں پڑھ لیں۔ تو اور بھی اچھا ہے۔

اس پر خانصاحب مفتی فرزند علی صاحب نے عرض کیا۔ کہ آیا یہ سورتیں پڑھ کر کپڑوں کے اوپر سے جسم پر ہاتھ پھیرنا چاہیئے یا کپڑوں کے نیچے سے فرمایا نہیں کپڑوں کے اوپر ہی۔

ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ مصائب ہیں اور گھبراہٹ ہے دعا فرمایئے۔

کرب و ہم

حضور نے لکھوایا۔ کہ میں دعا کرونگا۔ آپ اپنے دل میں بھی یقین پیدا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ دور کردیگا۔ گھبراہٹ اور کرب کے نتیجہ میں کبھی امن نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ خشوع کو پسند کرتا ہے۔ کرب کو نہیں کیونکہ کرب اپنے اندر مایوسی رکھتا ہے۔

پھر لکھوایا۔ کہ کرب سے میری مراد ایسی گھبراہٹ ہے جس سے انسان کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ (۱) کیا دستوں کو (اپنا کشف سنانا جائز ہے؟) اور کیا غیر احمدیوں میں تبلیغ کے وقت اگر کوئی ان کے متعلق اندازی بات معلوم ہو بتانی درست ہے (معلوم)

کشف سنانا

(۱) فرمایا کہ (۱) پسندیدہ نہیں۔ اس طرح بعض علم انسان کے دل میں عجب پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ کام ان کے لائق ہے۔ جو اخلاق رذیلہ کے حملوں سے بچے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا ایسے مقامات پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ دنیا ان کو اور کچھ نہیں دے سکتی۔ (۲) خواب جس میں اندازہ ہو۔ عام طور پر سنائی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس پر زور نہ دیا جائے۔

ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ جو سنے قرآن کریم کے دل میں آئیں۔ اور وہ دل کو صحیح بھی معلوم ہوں

سماوی قرآن کی صحت معلوم کرنے کے طریق

ہوں۔ ان کی صحت معلوم کرنے کا کیا طریق ہے۔ حضور نے لکھوایا کہ صحت کے معلوم کرنے کے تین ذرائع ہوتے ہیں۔ (۱) ان علوم سے پرکھا جاتا ہے جن کے ذریعہ سے کلام کی صحت یا غلطی معلوم کی جاتی ہے۔ (۲) یا عالم سے پوچھا جاتا ہے۔ (۳) یا قلب سلیم ملا ہوا ہوتا ہے۔ جو خود آگاہ کر دیتا ہے۔ اگر کسی اور نے وہ معنے کر دیئے ہیں۔ اور وہی قلب کے اندر ہیں۔ تو وہ صحیح ہیں۔

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ حضور نے جمعہ کی جلسہ کی تقریر کے بعد حقہ چھوڑنے والی گولیاں

ترک حقہ اور حقہ چھڑانے والی گولیاں

دیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ کئی لوگوں نے چھوڑا ہے۔ میں نائب ایڈیٹر نے عرض کیا۔ کہ حضور اب تو حقہ چھوڑانے کی گولیاں بھی اشتہاروں میں نظر آتی ہیں۔ فرمایا۔ کہ ہاں میں نے بھی وہ اشتہار دیکھا ہے۔ یہ نامناسب ہے۔ ایسی دوائیاں فضول ہوتی ہیں۔ ہزار میں ایک آدھ ایسا شخص ہوتا ہوگا۔ جو بیماری کی وجہ سے پیئے۔ ورنہ عموماً لوگ یہ عادت یونہی ڈالتے ہیں۔

پھر مولوی رحیم بخش صاحب سے فرمایا۔ کہ سید خیر النفس کو ہدایت کر دی جائے۔ کہ ایسے اشتہار نہیں چھپنے چاہئیں

حضور نے اپنی ایک رویا (سنائی) جو

ایک عجیب رویا

حضور کی نظر ثانی کے بعد درج ذیل کیا جاتا ہے۔ فرمایا:۔

پرسوں ایک عجیب رویا دیکھی۔ کہ گویا میں باہر سے آیا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں کہ شملہ سے آیا ہوں۔ یہ نہیں معلوم کہ ریل کی سواری ہے یا کس چیز کی۔ مگر وہ گاڑی گذر رہی ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ قادیان کی سڑک دیکھی ہے۔ پھر اس پر یہ گاڑی کیسے چل رہی ہے۔ میں نے جو نیچے نظر کی تو معلوم ہوا۔ کہ بڑی چوڑی اور پختہ سڑک بنی ہے۔ میں حیران ہوا کہ کب یہ سڑک بن گئی جب آگے بڑھے تو دیکھا۔ کہ بہت سی دکانیں جو کئی قسم کی ہیں چلی آ رہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا شملے ایام ہیں۔ جس گاڑی میں میں سوار ہوں وہ موٹر ہے یا کیا ہے۔ جب میں آگے آیا۔ تو بہت سی دوکانیں نظر آئیں۔ اور آگے شہر میں آیا تو بہت سے آدمی نظر آئے۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ بڑا چوڑا بازار ہے اور لوگ دوکانوں سے نکل نکل کر کھڑے ہو رہے ہیں۔ میری گاڑی پاس سے چلتی جاتی ہے۔ اس کو روکتا ہوں۔ کہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ شہر بھی پختہ ہے۔ اور ہجوم بہت آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں سب کو سلام علیکم علیکم علیکم کہتا جاتا ہوں۔ اور پھر بڑھتے بڑھتے ہم اس اپنے چوک میں آ گئے۔ لیکن اس کی موجودہ شکل نہیں۔ بلکہ بہت بدل گئی ہوئی ہے۔ اس جگہ ایک مکان کو ٹھی کی شکل کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کے آگے عمدہ اور خوبصورت صحن ہے۔ اور مکان کے سامنے ایک وسیع برآمدہ ہے۔ وہاں والدہ صاحبہ (حضرت ام المومنین) اور ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بھی ہیں۔ میں نے وہاں پانی منگایا۔ کہ وضو کروں کیونکہ عصر کا وقت معلوم ہوتا ہے۔ پھر ذرا انتظار کے بعد ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہیں ایک شخص مخالفین کی نسبت سخت لفظ کہتا ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں۔ کہ نرمی مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور پھر اس کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ دیکھو میرا تو ان لوگوں سے یہ سلوک ہے۔ کہ میں نے ایک دفعہ دو مخالفوں کو دیکھا۔ کہ وہ ایک ایسی جگہ پر پڑے ہیں جو بہت ڈھلوان ہے اور خطرہ ہے۔ کہ وہ ذرہ سی حرکت سے ایک عمیق غار میں جا گریں گے۔ اور ان تک پہنچنے کا راستہ بھی خطرناک ہے۔ اور گویا وہاں تک جانے میں نوے فیصدی ہلاکت کا احتمال ہے۔ مگر میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر وہاں گیا۔ اور ان دونوں کو بچا لایا۔ (رویا میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں آدمی ہندو ہیں۔) جس وقت میں یہ واقعہ اس شخص کو سنا رہا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس جگہ کا میں نقشہ کھینچ رہا ہوں۔ اس کا نظارہ اس کوٹھی کے سامنے برآمدہ کے نیچے پیدا ہو گیا ہے۔

اس نے مجھ کو کہا۔ کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ وہی طریق ہوگا

ہندوستان کی خبریں

دہلی میں چار مسلمانوں کی افسوسناک موت

دہلی ۲۸ جنوری کو جمعہ مسجد کے قریب ایک خوفناک فساد وقوع پذیر ہوا جس میں چار آدمی ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے اس تنازعہ کا یہ سبب ہے کہ مسلمانوں کے دو فرقوں کے درمیان غیر معمول طریقہ پر نماز ۳ بجے کے متعلق بحث وتمحیص شروع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ فریقین نے ایک دوسرے کے عقائد پر بدکلامی کی۔ پہلے تو یہ بحث زبانی ہی رد وکد ہوتی رہی۔ لیکن جلدی دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اسکے بعد بڑے بڑے چاقو استعمال کئے گئے۔

مسٹر گوپال کرشن گاندھی کے پیرو

مسٹر گوپال اور پانچ دوسرے آدمی بعدالت سشن جج جھانسی ایک ڈاکہ کے مقدمہ میں ماخوذ ہوئے تھے۔ اور انہیں جس دلام بھپور دریائے شور کی سزا دی گئی تھی۔ اب الہ آباد ہائی کورٹ نے ان کا مرافعہ منظور کر دیا ہے۔ ملزمین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ وہ مسٹر گاندھی کے پیرو ہیں۔ اور ان کی خواہش تھی۔ کہ حکومت کو خوفزدہ کر کے اپنے ملک کی خدمت کریں۔ چنانچہ انہوں نے پہاڑ یا میں ٹیلیگراف اور تار کے ٹیلیفون کا تار کاٹ دیا۔ ارادہ تو یہ بھی کیا گیا تھا۔ کہ یورپین فوج کی سپیشل ٹرین کو پٹڑی سے اتار دیں اور خزانہ لوٹ لیں۔ لیکن اس ارادے میں کامیابی نہ ہوئی۔ لہذا انہوں نے ڈاکے ڈالنے شروع کر دیئے۔

کنانور پولیس نے ایک مسجد سے چند موپلوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی

(کالیدار) سے خبر ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ایک مسجد سے چند موپلوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ مسجد میں جوا کھیل رہے تھے۔ ایک جواری نے سپرنٹنڈنٹ کو مارڈالنے کا قصد کیا۔ جس پر صاحب بہادر نے تپنچہ سے فائر کیا۔ موپلہ زخمی ہو کر ہسپتال بھیجا گیا۔

مسٹر ہادی کو ایک سال کی سزا

مسٹر محمد ہادی سیکرٹری خلافت کمیٹی جھانسی کا مقدمہ ۲۰ فروری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھانسی کے سامنے پیش ہوا۔ عدالت نے مسٹر محمد ہادی کو ایک سال قید سخت کی سزا کا حکم دیا ہے۔

غلط نوٹس ڈپٹی مجسٹریٹ

حال میں سرگرم وڈمیریں چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ کے دوران میں فرمایا۔ کہ اس مقدمہ میں ڈپٹی مجسٹریٹ کا جو فیصلہ داخل کیا گیا ہے۔ اس میں ۱۳۴ انگریزی الفاظ کی غلطیاں ہیں۔ اور ۱۲ لمبے جملے ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔

لارڈ سنہا کا پہلا دورہ

پٹنہ اکسلنسی لارڈ سنہا گورنر صوبہ بہار اوڑیسہ اپنے صوبہ کے دورہ پر ۱۶ فروری کو روانہ ہونگے۔ مونگیر اور بھاگلپور تشریف لے جائیں گے۔ ان مقامات میں ہز اکسلنسی کا ورود پبلک ہوگا۔

ترنتارن میں ہنگامہ

گورودوارہ ترنتارن میں خطائی کمیٹی اور وہاں کے پجاریوں کے درمیان ایک شدید ہنگامہ ہوا جس میں کئی آدمی مقتول و مجروح ہوئے تھے۔ لیکن اب وثوق سرکاری عدالت میں استغاثہ کرنے سے انکار کرتے ہیں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سرکاری حکام بھی اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر کچلو۔ مسٹر بھولا ناتھ اور اگروہاری اہل صاحبان بھی معاملہ کی تحقیقات کے لئے موقع واردات پر پہنچے تھے۔ انہوں نے اس حادثہ کے متعلق مفصل بیان شائع کیا ہے۔

پورپین فوجی سپاہیوں کی بے حیائی

لکھنؤ یکم فروری۔ ہمعصر اخبار انڈی پنڈنٹ کا خاص نامہ نگار لکھنؤ سے رقمطراز ہے۔ کہ ۲۷ ماہ جنوری کو ایک نہایت ہی عزت ہندو پردہ نشین خاتون صبح کے گیارہ بجے یکہ سے اتر کر جناب گھر کے اندر جانے لگی۔ تو اس وقت کچہری کے عین بالمقابل ۱۰ الانسر کے دو یورپین فوجی سپاہیوں نے بیچاری کو خواہ مخواہ زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ سول انجینیر کے دفتر کا ایک چپراسی عورت کی امداد کے لئے بھاگا۔ فوجی اسے آتا دیکھ کر فرار ہوگئے۔ سٹرپی۔ سی بھاٹیہ چارجی بھی بار ایسوسی ایشن سے اس عورت کو دن دہاڑے سر عام ظلم سے بچانے کیلئے بھاگے ان سپاہیوں کا تعاقب کر کے ایک کا پکڑ لیا گیا۔ ان کا نام و پتہ معلوم کر لیا گیا ہے۔ اس حادثہ سے تمام شہر میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

اخبار حق بند ہوگیا

۲۰ فروری۔ صوبہ سرکاری اخبار گیا۔ گورنمنٹ نئے انتظام کے ماتحت گورنمنٹ اس اخبار کے جاری رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔

مین پوری ڈاکہ کا مقدمہ

الہ آباد ۲۰ فروری۔ مین پوری کے سشن جج نے ڈاکہ کے مقدمہ کے ایک ملزم پیارے کو اسال قید بامشقت کی سزا دی تھی۔ اس ڈاکہ کے باقی ملزمین کو عمر بھر کی قید کی سزائیں ملی تھیں گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے سشن جج کے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ جس نے ۱۰ سال کی سزا کو بڑھا کر عمر قید کر دی۔

کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس

دہلی ۲۳ فروری۔ کونسل آف سٹیٹ کا آج پہلا دن تھا۔ ہوا۔ پبلک کے آدمی بہ کثرت دیکھنے کو گئے تھے۔ وائسرائے موجود نہیں تھے۔ ہر ایک ممبر وفاداری کا حلف اٹھانے کے بعد صدر کی کرسی کے پاس جا کر جھک کر اس سے مصافحہ کرتا تھا۔ اور پھر اپنا نام رجسٹر میں لکھ دیتا تھا۔ نواب سر بہرام جنگ نے حلف اردو زبان میں لیا تھا۔

بنگالی اخبار کے دفتر میں آتشزدگی

کلکتہ ۲۰ فروری۔ بنگالی اخبار کے دفتر میں آج بعد دوپہر آتشزدگی کی واردات ہوئی۔ آگ پہلے کاغذ کے گودام سے شروع ہوئی۔ مگر زیادہ پھیلنے سے روک دی گئی۔ نقصان کا اندازہ چار ہزار کیا جاتا ہے۔

کراچی کے طلبا کی ہڑتال

کراچی ۲۰ فروری۔ میڈیکل سکول حیدرآباد سندھ کے تمام طلباء نے پورپین سرجن کے اہانت انگیز رویہ

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

آئرلینڈ میں مارشل لاء کے شہادات

(۱) ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے مکان کے بیرونی دروازے کے اندرونی حصہ پر اس مکان میں رہنے والوں کے نام جنس عمر اور پیشہ درج کرکے ایک فہرست لگا رکھے۔ ہوٹل والوں پر بھی یہی پابندی عائد کی گئی ہے۔

(۲) جس شخص کے پاس ہتھیار ہوں۔ وہ فوراً اس کی اطلاع دے ورنہ اسپر مقدمہ چلایا جائے گا۔ (۳) کوئی شخص کسی باغی کو کسی طریق پر مدد نہ دے۔ بلکہ اگر کسی باغی کی نسبت علم ہو۔ تو اس کی خبر بلا تاخیر حکام کو پہنچائے۔ ورنہ اسپر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائیگا۔ (۴) جو شخص غیر جانب دار رہنگا وہ مستوجب سزا سمجھا جائے (۵) مقامی انسپکٹر پولیس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص خفیہ یا کوڈ کے طریق سے تار نہ بھیجے۔ اور نہ بے تار برقی اور کبوتروں سے کام لے۔ ان کے چلانے ممنوع ہیں۔ جہاں ۴ آدمی نظر آئینگے۔ وہ جلسہ سمجھا جائیگا

شمالی آئرلینڈ کا پہلا وزیر اعظم

لندن ۲۷ جنوری۔ سر جیمز کریگ نے السٹر پارلیمنٹ کی رہنمائی منظور کرلی ہے۔ اسلئے بہت اغلب ہے۔ کہ شمالی آئرلینڈ کا وہ پہلا وزیر اعظم ہوگا ٭

سن فینوں نے بارود کی سرنگ استعمال کی

لندن ۲۸ فروری۔ پہلی مرتبہ ہیلی فیکس (علاقہ وانکنورڈ) میں سن فینوں نے شاہی فوجوں پر بارود کی سرنگ اڑائی جس سے دو سپاہی ہلاک اور نو زخمی ہوئے۔ ایک اور سپاہی اس آتشزدگی میں ہلاک اور سات مجروح ہوئے۔

انگریزی سفیر امریکہ کی بیوی کو دھمکی

(لندن ۲۸ فروری) مسٹر لیگڈس کی غیر حاضری میں سن فین روزانہ غلطی سے مسز لیگڈس کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ وہ ان کے بچوں کو زخمی کردینگے یا اڑا کر بھا دینگے پولیس خاص انتظام کر رہی ہے ٭

متفرق خبریں

ٹرکی کی شرکت

لندن۔ ۲۸ جنوری۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی رضامند ہوگیا ہے۔ اور مشرق قریب کی کانفرنس میں بعد ام الخ شریک ہوگا۔ اس فیصلہ کا قسطنطنیہ پر نہایت اچھا اثر پڑا ہے۔

یونان کی شرکت

اینتھنز کا تار مظہر ہے کہ مسیو ریس یونان کی طرف سے اس کانفرنس میں شریک ہونگے ٭

مقدمہ بدکاری کی سماعت میں عورتوں کی موجودگی۔

لندن ۲۵ جنوری۔ شاہی عدالت میں عدالت طلاق نے عورتوں کو جیوری میں حصہ لینے کی اجازت دینے کی شرف اولیت حاصل کیا ہے۔ چنانچہ آج کی جیوری میں چھ مرد تھے اور چھ عورتیں۔ ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں ایک عورت اور اس کے عزیز بھائی پر جرم بدکاری عائد تھا۔ سر مارشل ہال نے کہا کہ بدقسمتی سے آج منسٹر کہ جیوری کے سامنے ایسا مقدمہ پیش ہوا ہے۔ لیکن جج صاحب نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں۔ خواتین اس مقدمہ کی سماعت میں حصہ لیں ٭

اٹلی میں بدامنی

لندن ۲۷ جنوری۔ اٹلی کے صوبہ نیپلز میں عام ہڑتال ہے نہ روشنی ہے نہ گیس نہ گاڑی چلتی ہے نہ کوئی اخبار بکتا ہے۔ اور نہ کوئی سکول کھلا ہے۔ کیونکہ قوم پسندوں نے سوشلسٹوں کے ایک روزانہ اخبار کے دفتر کو جلا دیا ہے۔ خبر ہے کہ جو ساوڈیا سینیما پر قوم پسندوں کے ایک گروہ نے حملہ کیا۔ مجمع نے فائر کیا۔ گیارہ جانوں کا نقصان ہوا۔ روما کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ قوم پسندوں اور ان کے بعض ہم جلسوں کے درمیان پولیس نے مداخلت کی۔ جس پر جھگڑا ہوا۔ دارالسلطنت کے ڈاک اور تار کے کام کرنے والوں نے ہڑتال کردی ہے

اہل امرتسر سے جنرل ڈائر کی ہمدردی

لندن ۲۷ جنوری۔ ڈیلی نیوز کا بیان ہے کہ جدول ڈائر ۲ فروری کو اپنی ایرانی مہم بابت ۱۹۱۸ء کے متعلق تقریر کرنیوالا ہے یہ اس سلسلہ کی پہلی تقریر ہے

مصطفےٰ کمال پاشا کا طرز عمل

لندن ۲ فروری۔ مصطفےٰ کمال پاشا کا طرز عمل بیشک ہی قابل تعریف ہے۔ لیکن ہم بھی ان کے مطالبے کے بعض نکات میں اور چوتھ کی شق میں صلح آئیگا۔ اسکے صدر عزت پاشا ہونگے۔ جو حال ہی میں قسطنطنیہ کی ترکی گورنمنٹ کی طرف سے انکو رہا کیے گئے تھے تاکہ مصطفےٰ کمال پاشا سے گفتگو کے مصالحت کریں۔ برٹش گورنمنٹ کو ترکوں کے پولیٹیکل اختلافات سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ اسکو یقین ہے۔ کہ ترک سمجھ سے کام لے کر لندن میں متفقہ طور سے اپنے مطالبات کو پیش کرینگے۔ تازہ ترین اطلاعات کے بموجب مصطفےٰ کمال پاشا کی فوج اسوقت پچاس ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کی بھی تصدیق ہوگئی ہے۔ کہ حال میں ۲ ہزار ترکی قوم پرست فوج نے یونانیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔

ولنا کا مسئلہ کشمکش میں

لندن ۲۰ فروری۔ پولینڈ اور لتھونیا میں مسئلہ ولنا کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ اب منقطع ہوگئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لتھونیا نے استصواب عامہ پر کار بند ہونے سے انکار کردیا ہے۔ اس انکار کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ ولنا میں ابھی تک وزیلاکوسکی کی فوجیں موجود ہیں۔ جس کا دو ٹانگ پر برا اثر پڑیگا

شرائط تاوان اور امریکن اخبارات

لندن یکم فروری۔ نیویارک کا تار مظہر ہے کہ امریکہ کے اخبارات اور مشہور ارباب سیاست عام طور پر جرمنی سے تاوان لینے کی شرائط پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تاوان جنگی کی حیثیت سے زیادہ ہے۔ اور غالباً امریکہ میں اس کا بُری طرح ردعمل کیا جائے۔

جرمنی تاوان ادا کرسکتا ہے

نیچ بادی نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ جرمنی تاوان ادا کرسکتا ہے۔ اور اسکے تاوان ادا کرنے سے دنیا کی تجارتی حالت کو بہت نفع پہنچیگا۔

انگریزوں پر بالشوک حملہ

لندن ۲۸ فروری۔ تہران کے ایک تار میں مرقوم ہے۔ کہ ۲۰ جنوری کو شمال مغربی ایران میں بالشویکوں نے ایک [illegible]

اس سے جو آمدنی ہوگی وہ ان ہندوستانیوں کے رشتہ داروں اور عزیزوں میں تقسیم کی جائیگی۔ جو امرتسر میں انکے ہاتھوں قتل ہوئے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب مدیر ایڈیٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کمپنی شائع ہوا)

ایڈیٹر :- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ ایڈیٹر :- محمد خان

قیمت فی پرچہ ۱ پیسہ ۔ سالانہ ۵۲ پیسے

مضامین خطبہ

متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

الفضل دیتا

کاروباری امور

ہدایات متعلق مردم شماری

احمدی مستورات کھیانہ کا چندہ

اخبار احمدیہ

مدینۃ المسیح

نمبر ۶۳ | مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء | دوشنبہ | مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹ فروری کو پھر قادیان سے تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کی صحت کے لئے احباب دعا فرماویں۔ ابھی تک انہی طبیعت ناساز ہی ہے۔

۱۸ فروری خطبہ جمعہ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

مکرم ماسٹر علی محمد صاحب بی اے نائب ناظر تالیف و اشاعت ہز رائل ڈیوک آف کناٹ کے دربار راولپنڈی میں جو ۱۰ تا ۱۸ حال رہا۔ بطور قائم مقام الفضل شریک ہونے کے لئے گئے۔

اخبار احمدیہ

ہدایات متعلق مردم شماری

مردم شماری کے متعلق ہدایات دی جا چکی ہیں۔ اب مزید ایک امر کے متعلق جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جس صوبے کے فارم مردم شماری میں فرقہ کا خانہ الگ رکھا گیا ہو۔ وہاں فرقہ کے خانہ میں فرقہ "احمدی" لکھوا دیا جائے۔ اور جس جگہ فرقہ کا خانہ الگ نہ ہو یا الگ اندراج نہ کیا جاتا ہو۔ وہاں مذہب کے خانہ میں احمدی لکھوا دیا جائے۔ یعنی اصطلاح اسلامی

ہم نے مردم شمار سے لکھا ہے کہ فرقہ لکھنے کی اجازت دی جائے۔ پس سوا پنجاب و صوبہ سرحدی دیگر ہر صوبے کے لوگ ہر ضلع سے یہ جہاں جہاں ہوں۔ افسر مردم شماری صوبہ کی خدمت میں اپنی اپنی درخواستیں اندراج کرنے اجازت و ہدایت کے لئے بھجوا دیں۔ سکرٹری صاحبان دستخط کروا کر درخواستیں بھجوائیں۔ یہ خاص کام ہے۔ والسلام

ناظر امور عامہ قادیان۔

احمدی مستورات کھیانہ کا چندہ

محترمہ راحلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی مستورات میں دینی جوش پیدا کرنے اور خدمت دین میں لگانے کے لئے خاص کوشش کرتی رہتی ہیں۔ کھیانہ میں ان کی سعی اور کوشش سے احمدی مستورات کی ایک انجمن قائم ہے۔ جو وعظ و تبلیغ کے علاوہ تبلیغ ولایت کے لئے ماہوار چندہ بھی جمع کرتی ہے۔ ماہ فروری کا بارہ روپیہ چندہ اس انجمن نے بھیجا ہے۔ ہر جگہ کی احمدی مستورات کو اس قابل تعریف مثال کی پیروی کرنی چاہیئے۔ افسوس ہے۔ کہ ہماری مرکزی بہنوں نے جن پر بیرونی بہنوں کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسوقت تک اپنی کوئی انجمن نہیں بنائی

اور مستورات میں تبلیغ کرنے کی اشاعت کی کوشش نہیں کی گئی
محترمہ سکینۃ النساء اور دوسری تبلیغی خواتین خود کریں گی اور
اپنی تبلیغی کوششوں سے مستورات کے دینی جوش
میں تحریک پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں گی۔

الہیہ صاحبہ خاکسار کی ہمشیرہ سے اپنی صحت کے لئے
دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

بیاض نورالدین کے متعلق اطلاع

صاحبزادہ میاں عبدالسلام خلف الصدق
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ
بیاض جس کی اشاعت کے لئے ماہانہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں
چھاپنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ اب وہ رسالہ مذکور میں تو
نہیں مگر بصورت کتاب علیحدہ انشاء اللہ چھپے گی۔ وباللہ التوفیق
اللہ۔ راقم خاکسار غلام محمد۔ قادیان

افریقہ میں جانیوالے بھائیوں کے لئے اطلاع

احمدی احباب کی اطلاع
کیلئے لکھا جاتا ہے کہ جو صاحب برائے
ملازمت برٹش ایسٹ افریقہ تشریف
لانا چاہیں۔ وہ یہاں سے کم از کم ۱۰۰ روپیہ زاد راہ
ضرور ساتھ لے جائیں اور ۱۰۰ روپیہ
ضرور بینک میں رکھوا لیں۔ ایسی صورت میں ان کو ملازمت کا اچھا
مل جانیکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ورنہ موجودہ حالات میں امیدواروں
کی کثرت اور ملازمت کی قلت کی وجہ سے مشکلات کا
سامنا کرنا پڑے گا۔ والسلام

عاجز عبدالکریم احمدی۔ کلرک سپرنٹنڈنگ برٹش ایسٹ افریقہ

اعلان نکاح

مورخہ ۲ر فروری ۱۹۲۱ء بروز نہایت خیر
مسمی قمرالدین قوم کشمیری احمدی ساکن گوجرہ
کی لڑکی مسماۃ مکینہ بی بی کا نکاح مسمی محمد دین وارثم دین
قوم کشمیری ساکن رنگپورہ ضلع سیالکوٹ کے ساتھ
مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر شیخ غلام احمد صاحب مختار گوجرہ
پڑھا۔ راقم عبدالعزیز سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرہ

ولادت

شیخ غلام محمد صاحب احمدی ٹھیکیدار کے
ہاں دو لڑکے توام پیدا ہوئے ہیں۔
ناظرین اخبار ان کی درازی عمر و خادم دین ہونے کے لئے
دعا فرمائیں۔ اور اس خوشی میں مبلغ ۴ روپیہ ہے۔ جو خاکسار
بھاہ رقم ہفتہ ناظر بیت المال صاحب کے پاس روانہ کرتا ہے

محمد حسین نائب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔

(۲) مسماۃ محمد حسین صاحب بیڈ ماسٹر مڈل سکول کے
گھر دختر نیک اختر کا پیدائش کا پہلا سعید مسئولہ ہوا۔ احباب
فرمائیں کہ خداوند کریم درازی عمر کے ساتھ خادم دین متین
بنائے۔ والسلام۔ عبدالحکیم سکنہ معلم مدرسہ احمدیہ قادیان

الفضل

وفات اور نکاح کا اعلان کرانے والے
احباب کو مطلع کیا گیا تھا کہ اس کے ساتھ
کچھ رقم بھیجا کریں۔ جس سے خرچ کے نام الفضل
جاری کیا جاسکے۔ افسوس کہ آج تک نہیں معلوم کہ آئندہ اس
بات کو ضرور یاد رکھیں۔

درخواست دعا

میں سخت بیمار تھا یہاں تک کہ ڈاکٹر علی محمد
صاحب جہاز پر سوار ہونے کو
ڈاکیارڈ پر آیا ہوا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ میرے
لئے یہ سفر بابرکت ہو۔ شیخ احمد اللہ احمدی (۲) (زدوی)
(۳) میں نے رجمنٹل منشی کا امتحان مارچ ۱۹۲۱ء میں
دینا ہے۔ میری درخواست ہے کہ میری کامیابی کیواسطے
دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالحکیم خان احمدی۔ بیچھاد (۳)
(۴) ابن خاکسار کو دو چار روز سے تکلیف دہ پیش ہیں۔ احباب
دعا فرمائیں۔ نور حسین ٹھیکیدار از جہلم
(۴) میں امسال انٹرنس کے امتحان میں داخل ہونیوالا ہوں
احمدی احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار
محمد اسحٰق احمدی کلاس نہم مدرسہ احمدیہ قادیان
(۵) احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھ پر اپنے فضل سے
میری مشکلات کو دور کرے۔ اور مخالفین کے شر اور تکلیف
سے بچائے۔ خاکسار غلام محی الدین از بوبک۔ گلگت۔
(۶) حاجی عبداللہ صاحب تاجر شاہجہانپور عرصہ سے بیمار
احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔
حبیب احمد۔ احمدی شاہجہانپوری۔

نماز جنازہ

بندہ کا بھائی احمدی مخلص تھا۔
قضاء الٰہی سے فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ احمدی بھائی اس کا جنازہ غائب پڑھیں
محمد عبداللہ احمدی از فرید کوٹ ریاست۔
(۲) ۱۸ر جنوری کو شیخ گلزار احمد احمدی تاجر چرم کی بیوی صاحبہ
فوت ہو گئی ہے۔ مرحومہ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں
اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے فضل سے مغفرت عطا فرمائے۔
احمدی احباب ان مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔
ظلم محمد شیخ نثار محمد گلزار محمد احمدی۔ آگرہ۔
(۳) میرے بھائی فضل بخش مرحوم کا اجل نامہ السلام فاطر بقضاء الٰہی
فوت ہو گئی ہے۔ الفضل میں اس کے جنازہ پڑھنے کی تحریک
کی جائے۔ عبداللہ احمدی۔ سیالکوٹ۔
(۴) فتح الدین ستری عرف گامو کا پرانے سلسلے کے پرانے
احمدی بتقدیر الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
احباب ستری صاحب کے لئے دعائے مغفرت کریں اور ان کا
جنازہ غائب پڑھیں۔ عبدالغنی از بالاوالی ضلع بھمبر
(۵) جناب ڈاکٹر شیخ نعمت علی صاحب احمدی سلطانپوری
پنشنر پلٹن نمبر ۴ برہمن بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ احباب
جنازہ غائب پڑھیں۔ محمد نورالدین لنگاہ پور
(۶) پسر الہ کا فوت ہو گیا ہے۔ نماز جنازہ کی درخواست
قبل از کوٹلی کی۔ (۷) میاں مہرالدین صاحب ضلعدار
سفلان تحصیل رعیہ کے داماد احمدی فوت ہو گئے ہیں۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔
خاکسار فقیر علی مولف مشنہ احمدی ریٹائرڈ ماسٹر سوہل۔
(۸) مسماۃ حسین بی بی زوجہ حسن محمد ترکھان ساکن سعداللہ پور
ضلع گجرات فوت ہو گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب
پڑھنے کے لئے التجا ہے۔
خاکسار غلام علی مدرس مدرسہ سعداللہ پور۔ ضلع گجرات
(۹) میری اہلیہ بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ ضیاء الحق از لاہور
(۱۰) میرے ماموں محمد خان مرحوم جمعرات اس دار فانی سے
دار بقا کو رحلت فرما گئے۔ متوکل اور نماز روزہ کے پابند
تھے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں اور نماز جنازہ
غائب پڑھیں۔ والسلام۔ خاکسار علی احمد۔ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔
(۱۱) مورخہ ۳ر فروری ۱۹۲۱ء بوقت صبح مستری بدرالدین
احمدی قوم ترکھان وفات پا گیا ہے۔ مرحوم بڑا مخلص اور
جوشیلا احمدی تھا۔ احباب سے نماز جنازہ غائب کا خواستگار
ہے۔ محمد عبداللہ نائب سکرٹری انجمن احمدیہ بھینی فاکخانہ شہ قوم
(۱۲) برادرم برخوردار کالرا کا فوت ہو گیا ہے۔ التماس ہے کہ جملہ
برادران دعا کا جنازہ غائب پڑھیں۔ بندہ پہلوان بیلا، از بہاولنگر

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء

تم مبلغ بنو خدا کے لئے

گذشتہ سالانہ جلسہ پر جو احباب آئے تھے ۔ انھوں نے براہ راست اور جو نہیں آئے تھے ۔ انھوں نے بذریعہ اخبار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس مانوس سے آگاہی حاصل کرلی ہوگی ۔ جو حضور نے گذشتہ سال کی تبلیغی کوشش کے نتائج سال سابق کی نسبت کے کھلنے پر ظاہر فرمایا تھا ۔ فی الواقعہ یہ بات نہایت ۔ رنج اور اندوہ کا باعث ہونا چاہیئے تھی ۔ کیونکہ ایک ایسی جماعت جو ساری دنیا کو نور اور ہدایت دینے کے لئے کھڑی کی گئی ہے ۔ اور جس کا کام گمراہ اور راہ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھے راستہ پر لانا ہے ۔ اس کا پچھلا سال پہلے سال کی نسبت نتائج کے لحاظ سے پیچھے رہے ۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہیں ۔ کہ ہمارا قدم پہلے کی نسبت زیادہ زور اور قوت کے ساتھ نہیں اٹھ رہا ۔ بلکہ اس میں سستی اور کمزوری پیدا ہو رہی ہے ۔ جو کہ ہمارے مدعا ۔ مقصد اور مطلوبہ درجے کے لحاظ سے نہایت ہی رنج دہ امر کی بات ہے ۔ ہمارا مدعی ساری دنیا کو ہدایت دینا ۔ ہمارا مقصد تمام جہان میں صداقت اسلام کا ڈنکا بجانا ۔ ہمارا دعویٰ ہر ملک اور ہر دیار میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود کا نام پہنچانا ہے ۔ لیکن اگر ہم ابھی سے تھک کے بیٹھ رہیں یا ابھی سے اپنی رفتار کو بجائے تیز کرنے کے سست کر دیں ۔ جبکہ ہماری منزل مقصود بہت ہی دور ہے ۔ تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ۔ کہ ہم نے بدقسمتی سے اس غرض کو بھلا دیا ۔ جس کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے اور جس کا سرانجام دینا ہمارا فرض تھا ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے ۔ وہ جب کے دو دن برابر ہوں وہ نقصان میں ہوتا ہے ۔ گویا مومن کا دوسرا دن پہلے کی نسبت اسے کامیابی اور کامرانی کے زیادہ قریب لانیوالا ہونا چاہیئے ۔ لیکن جس کا دوسرا دن پہلے دن کے برابر ہو بلکہ اس سے پیچھے ہے ۔ وہ کس قدر نقصان میں ہوگا ظاہر ہے ۔

ہمیں خدا تعالیٰ سے توفیق اور نصرت چاہتے ہوئے اپنی کوشش اور سعی سے ہر روز اس بات کا ثبوت دینا چاہیئے ۔ کہ ہمارا قدم ہر گھڑی اور ہر آن آگے بڑھ رہا ہے ۔ اور اس بات کا ثبوت دینا بعض افراد کا ہی فرض نہیں ۔ بلکہ ہر ایک اس شخص کا فرض ہے ۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کر کے حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہونے کا عہد کرتا ہے ۔ کیونکہ جب تک جماعت کے تمام افراد ایسا نہ کریں ۔ اسوقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا ۔ کہ جماعت کا قدم آگے کی طرف اٹھ رہا ہے ۔ بلکہ یہی کہا جائیگا کہ بعض افراد آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ اور یہ پوری کامیابی کے لئے کافی نہیں ہو سکتا ۔

اسوقت تک ہماری ترقی کیوں اس قدر نہیں ہو رہی جسقدر کہ ہونی چاہیئے ۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہماری جماعت ساری کی ساری مجموعی طور پر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہی ۔ صرف چند لوگ ہیں ۔ جو دوسروں میں تبلیغ کرتے اور ان کو سلسلہ میں شامل کرنے کی سعی میں مشغول رہتے ہیں ۔ اگر ہر ایک احمدی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھے ۔ تو اس میں کوشاں رہے ۔ تو نتائج نہایت عظیم الشان نکلیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حقانیت اسلام کے اور آپ کی صداقت کے ایسے زبردست دلائل اور براہین مہیا کئے گئے ہیں ۔ کہ ان کو دیکھ کر جو شخص کھلا ہو جائے اسے کسی جگہ نیچا نہیں دیکھنا پڑتا ہے ۔ اعتراض کے ذریعہ پیچھے ہٹنے والے بھی موم ہو جاتے ہیں ۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود کی غلامی میں ایسے لوگ داخل ہیں جو کسی وقت سخت مخالف اور کینہ ور دشمن کی حیثیت رکھتے تھے ۔ لیکن آخر انہیں قوت صداقت کے آگے جھکنا اور حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہونا ہی پڑا ۔ پس جو ہتھیار حضرت مسیح موعود نے ہمارے ہاتھ میں دئے ہیں ۔ ان کے کارآمد ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔ جو کوئی ان کو استعمال کریگا وہ ضرور کامیابی کا منہ دیکھیگا ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنی استعداد اور قوت کے مطابق کوئی جلد ان کا اثر دیکھ لیگا ۔ اور کوئی ذرا دیر میں ۔ اسلئے اگر کوئی شخص اپنی تبلیغی کوشش کے نتائج جلدی نکلتے نہیں دیکھتا ۔ اسے اپنی باتوں کا اثر ہوتا معلوم نہیں ہوتا ۔ تو وہ اس سے یہ نہ خیال کرلے کہ صداقت احمدیت کے دلائل کمزور ہیں ۔ اور ان میں لوگوں پر اثر کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔ بلکہ وہ یہ سمجھے ۔ کہ اثر نہ ہونے کی وجہ میری اپنی کمزوری ہے ۔ پس جہاں وہ اپنی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرے ۔ وہاں تبلیغ کو بھی جاری رکھے ۔ کہ ایک کدورہا تھ بھی لگاتار جس چیز کو کاٹنے میں مصروف رہتا ہے اسے کاٹ لیتا ہے ۔

پس ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ جہانتک اس سے ہو سکے احمدیت کی تبلیغ میں لگا رہے ۔ اپنے رشتہ داروں اور اپنے ملنے والوں کو صداقت احمدیت کے دلائل سناتا اور سمجھاتا رہے ۔ جب ہر ایک احمدی اس کوشش میں لگ جائیگا تو انشاء اللہ حسب خواہش نتائج پیدا ہونگے ۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق دے ۔

اسکے ساتھ ہی یہ بھی احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عام مجمعوں میں تبلیغی لیکچر کرانے کا جو بھائی انتظام کرسکیں وہ دفتر تالیف و اشاعت کو یکم اپریل تک مطلع کردیں جب مختلف مقامات سے اس کے متعلق اطلاعیں آجائینگی تو ایک پروگرام مرتب کر کے مبلغین کو بھیجا جائیگا ۔ تاکہ وہ تقریریں کریں ۔

مبلغین کی تقریروں سے ایک ہلچل سی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور عام لوگوں کی توجہ سلسلہ کی طرف پھر جاتی ہے ۔ اسوقت مقامی لوگوں کے لئے تبلیغ کرنے میں آسانی اور کئی مواقع نکل آتے ہیں ۔ پس احباب اپنے ہاں مبلغین کے لیکچر کرانے کا ضرور انتظام کریں ۔ اس کے متعلق دفتر تالیف و اشاعت کو اطلاع دیں ۔

خاکسار

رحیم بخش ۔ ناظر تالیف و اشاعت

بھائی کو بھائی سے جُدا کرنے کا اعتراض

ہم نے "وکیل" کا اس مسئلہ حال ہی میں شائع کردہ الفاظ کی بنا پر بتایا تھا کہ اس نے ہم پر جو یہ اعتراض کیا تھا کہ قادیانی تحریک نے بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا ہے۔ یہی اعتراض اب اس کے الفاظ سے خود اسلام پر پڑتا ہے۔ اس کے جواب میں "وکیل" نے اپنے ۱۴ر فروری ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں اول تو عجیب قسم کی دیانتداری سے کام لیتے ہوئے پہلے الجواب کو جو ہم نے اسی وقت دیدیا تھا۔ جبکہ "وکیل" نے یہ لغو اعتراض شائع کیا تھا۔ کئی مہینے کی بات کا جواب ۱۴ر فروری ۱۹۳۱ء کے الفضل میں قرار دیا ہے۔ اور پھر یہ دُر افشانی کی ہے کہ

"قادیانی تحریک نے ایک ہی مذہب میں رہنے والے اور ایک ہی مذہب رکھنے والے بھائیوں کو ایک دوسرے سے جُدا کیا ہے۔ بخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ باطل سے حق کو اور ضلالت سے روشنی کو جُدا کیا اور کافروں اور ملحدوں سے موحدوں اور خدا پرستوں کو الگ کیا"

ان الفاظ میں "وکیل" نے اس بات کا تو اعتراف کر لیا ہے کہ جب کوئی نبی آتا ہے تو وہ کافروں اور موحدوں کو خواہ بھائی بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ الگ الگ جُدا کر دیتا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔ شکر ہے کہ وکیل نے خود اس بات کا اعتراف کر لیا ہے۔

مسیح موعودؑ اور پہلے انبیاء کے متعلق بے ہودہ فرق

اب رہی یہ بات کہ قادیانی تحریک نے ایک ہی مذہب میں رہنے والے بھائیوں کو جُدا کر دیا ہے۔ لیکن انبیاء باطل سے حق کو اور ضلالت سے روشنی کو جُدا کرتے رہے ہیں۔ معلوم نہیں یہ فرق کس علم و عقل کی بنا پر قرار دیا ہے۔ کیا انبیاء علیہم السلام جن لوگوں کے پاس آتے رہے ان کا پہلے ایک ہی مذہب نہ ہوتا تھا۔ اور الکفر ملۃ واحدۃ کے مطابق سب کے سب ایک ہی مذہب کے پابند نہ ہوتے تھے۔ اگر تھے اور یقیناً تھے۔ تو پھر جب بھی کوئی نبی آیا۔ اس کے متعلق یہی کہا جائیگا۔ کہ اس نے ایک ہی ملت و مشرب کے لوگوں کو جُدا جُدا کیا۔ اور یہی انبیاء کا باطل سے حق کو اور ضلالت سے روشنی کو جُدا کرنا ہوتا ہے۔ پھر کیا کفار مکہ رسول کریمؐ کے متعلق وہی بات نہیں کہہ سکتے تھے جو "وکیل" حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کہہ رہا ہے کہ ہمارا سب کا ایک ہی مذہب تھا۔ مگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے آکر ہمیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ اور اسلام نے بھائی کو بھائی سے جُدا کر دیا۔ اس کے متعلق وکیل جو جواب رکھتا ہے وہی ہماری طرف سے سمجھ لے۔

لیجئے مثال

ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ "کیا الفضل کوئی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے۔ کہ کسی نبی نے ایک ہی مذہب کے پیروؤں میں جدائی ڈالی ہو"

یہ مطالبہ جسقدر لغو ہے۔ اسی قدر قابل افسوس بھی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے "وکیل" اور مدعی اخبار کو انبیائے کرام کی نسبت اتنا بھی معلوم نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل ہر ایک نبی انہی لوگوں کی طرف بھیجا جاتا رہا ہے۔ جو سارے کے سارے ایک ہی مذہب و مشرب کے پیرو ہوتے تھے۔ اور پھر انہی میں ہر ایک نبی نے جدائی ڈال کر حق کے ماننے والوں کو باطل پرستوں سے جدا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مذاہب کے لئے آئے تھے۔ مگر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ الکفر ملت واحدہ کے ماتحت آپ کے سامنے بھی ایک ہی مشرب کے لوگ تھے۔ اور ان میں آپ نے باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے جدا کر دیا

پس جو حالت پہلے انبیاء کے وقت ہوئی۔ بعینہٖ وہی حضرت مرزا صاحب کے وقت ہوئی ہے۔

پھر اگر اس فقرہ سے وکیل کا یہ مطلب ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا۔ کہ جو خود ہی مذہب کا پیرو اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ اسی کے ماننے کے دعویداروں کو ایک دوسرے سے جُدا کر دے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہی کافی ہے وہ اسی مذہب کی تجدید کے لئے آئے۔ جو حضرت موسیٰ لائے تھے۔ اور جس کے ماننے والے بنی اسرائیل تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی الگ جماعت بنائی۔ اور اپنے ماننے والوں کو ان سے الگ کر دیا

وکیل کی دیانتداری

"وکیل" نے اپنے اسی پرچہ میں ہمارے ایک نوٹ پر جو ہم نے اس کے ایک ماہوار رسالہ کو "قرآن" اور اسکے ایڈیٹر کو "بشیر" قرار دینے کے متعلق لکھا تھا۔ چیں بجبیں ہو کر لکھا ہے۔ کہ اس غلطی کا جب ایڈیٹر وکیل نے اصلاح کر دی۔ تو الفضل نے کیوں اس کا اعلان نہیں کیا۔

ہماری بڑی غرض اس نوٹ کے لکھنے سے وکیل کو اسکی غلطی پر متنبہ کرنا اور اس سے اصلاح کرانا تھی۔ اور جب اس نے اصلاح کر دی۔ تو ہمیں ضرورت نہ تھی۔ کہ اس کے متعلق کچھ لکھتے۔ لیکن "وکیل" نے اپنی غلطی کے اعتراف کا اعلان الفضل میں نہ دیکھ کر اس کو راست بازی صداقت شعاری دیانت و ایمانداری کے خلاف قرار دیا ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کیا "وکیل" کو اسی اس دیانت داری پر فخر ہے۔ جس کا تازہ نمونہ ہم گذشتہ پرچہ کے ایک نوٹ میں پیش کر چکے ہیں کہ رپورٹ کی خبر کا ایک خاص حصہ جس میں ہماری جماعت کا ذکر تھا اُڑا دیا گیا۔ اگر یہی اخبار نویسانہ دیانتداری ہے۔ تو "وکیل" کو مبارک ہے۔

پھر تھوڑا ہی عرصہ ہوا "وکیل" نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کی بھیجی ہوئی ایک مراسلت بنام اخبارات میں سے دوسرے کوائف کو چھوڑ کر صرف بیوی کو طلاق دیکر ساس کے ساتھ شادی کرنے والی بات شائع کی تھی۔ اب بھی اس کے نزدیک اخبار نویسانہ دیانتداری میں داخل ہوگی۔

دوسروں کی دیانت پر اعتراض کرنے سے قبل "وکیل" کو اپنے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزانہ ڈائری

۱۰ فروری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز ظہر)

خطبہ مسنونہ پڑھ کر فرمایا

خطبہ نکاح نکاحوں کے معاملہ میں ہمارے ملک میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ بہت فتنہ پیدا ہوتے ہیں۔ وجہ یہ کہ شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی۔ اگر لوگ شریعت کے احکام کی پابندی کریں تو فتنہ نہوں۔ ہماری جماعت جو بہت قلیل ہے۔ اس کو بہت ہی اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ایک قوم نہیں۔ بلکہ متفرق لوگ ہیں۔ دوسرے لوگوں میں آپس میں رشتہ داری ہوتی ہے۔ ایک دوسرے پر سابقہ رشتہ داری اور ایک قوم و خاندان ہونے کی وجہ سے جو زور اور دباؤ ہوتا ہے وہ یہاں نہیں ہوتا کیونکہ یہ لوگ ایک قوم سے نہیں۔ بلکہ مختلف قوموں سے آئے ہیں اسلئے ہمارے لئے اتفاق رکھنا مشکل ہے۔ ہر ایک شخص دوسرے سے اجنبی ہے۔ ان سب لوگوں کو جمع کرنے والی ایک احمدیت ہی ہے۔ یہ عموماً ایسی مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہ اخلاص کو چاہتی ہے۔ اور قربانی مانگتی ہیں۔ سابقہ رشتہ داریوں میں عموماً لوگ قربانی کرتے ہیں۔ جو مجبوری سے ہوتی ہے۔ مگر یہاں ایمان و اخلاص سے قربانی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات لوگوں میں اس کی کمی ہوتی ہے۔ اس لئے اتحاد کا قیام مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اگر غلطی ہو جائے تو پھر سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگ نیک نظر آتے ہیں۔ مگر جب شادیوں وغیرہ کے معاملہ میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ تو کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ ہم احمدیت چھوڑتے ہیں جب تک شادی کا سوال نہ تھا سب پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ مگر اس میں آکر پردہ اٹھتا ہے۔ اور ان کے اخلاص کا پتہ لگ جاتا ہے اور لوگوں کو ہنسی کا موقعہ ملتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے لئے رشتہ داری کے معاملہ میں غور و فکر کی بہت ضرورت ہے۔ تاکہ اس میں فتنہ نہ پڑیں۔ ہمارے ملک میں رشتہ داری کو ایک دوسرے کے خلاف بطور گالی کے استعمال کیا جاتا ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے لڑکے کو سمجھایا جاتا ہے۔ کہ آتے ہی اس پر رعب ڈالنا۔ اور لڑکی والے سمجھاتے ہیں۔ کہ پہلے ہی تمہارا اثر قایم ہو۔ اس طرح دونوں طرف سے فتنہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

اس نے اسلام تعلیم دیتا ہے۔ کہ رشتہ داری میں تقویٰ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ آپس میں فساد ہونے سے رشتہ اگر ٹوٹ جائیں۔ تو بڑا مشکل ہوتا ہے۔ یہ معاملہ تو ایسا ہے۔ کہ اس میں پرانی رشتہ داریاں تک ٹوٹ جاتی ہیں۔ ایسے موقعہ پر اگر جانبین شریعت کی پابندی کریں۔ تو فتنہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس خطبہ کے بعد میاں چراغ پسر امدو نائی صاحب کے نکاح کا سید بی بی بنت محمد دین صاحب ۵ روپیہ مہر پر اعلان فرمایا۔

(بعد عصر)

ایک افغان سید فقیر محمد خاں نے بیعت کی

اس کے بعد حضور نے خطوط کے جواب لکھائے

ترک رسوم ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ ان کے گاؤں کے لوگ رسمیں نہیں چھوڑتے۔

حضور نے لکھوایا۔ کہ سمجھاؤ۔ اصلاح کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ سمجھاؤ اور بار بار سمجھاؤ۔

الہام کی حقیقت ایک صاحب کے متعلق خط پیش ہوا۔ کہ وہ حضرت اقدس کی صداقت کیلئے الہام چاہتے ہیں۔ لکھوایا کہ ان کو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدایا جو حق ہے۔ اس کیلئے شرح صدر ہو جائے۔ الہام کی شرط ٹھیک نہیں۔ یہ آقا کا امتحان ہے۔ اور امتحان غلام نہیں لیا کرتے۔

دعا میں شرط نہ ہو ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ انہوں نے دعا کی کہ خدایا مسیح موعود کا دامن نہ چھٹے۔ چاہے المدت چھٹ جائے یا اولاد چھٹے یا کوئی تکلیف ہو۔ اب میں مصائب میں ہوں دعا فرمایئے۔

اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا۔ کہ خدا کے حضور شرط نہ کرنی چاہیئے۔ آپ یہ دعا مانگتے۔ کہ خدایا مسیح موعود کا دامن بھی نہ چھوٹے۔ اور تیری دوسری رحمتیں بھی نہ چھوٹیں۔

۱۱ر فروری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز مغرب)

تعویذ ایک صاحب نے عرض کیا۔ کہ تعویذ جو لوگ کراتے ہیں۔ ان کا اثر ہوتا یا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ میرے نزدیک تعویذ تحریری دعا ہے۔ اور دعا کا اثر مضر نہیں ہو سکتا۔ باقی مسمریزم وغیرہ کے ذریعہ جو کسی کے خلاف اثر ڈالے جاتے ہیں۔ ان سے محفوظ رہنے کے لئے ان دعاؤں پڑھ کے سو رہے۔ تو کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ اور اگر انسان یہ توجہ کرلے۔ میں ایسا اثر قبول نہیں کرونگا۔ تو اس پر اثر نہیں ہوگا کیونکہ وہ انسانی اثر ہوتا ہے۔ اور انسانی اثر کو انسان روک سکتا ہے اور چونکہ دفاعی طاقت زیادہ ہے۔ اس لئے اثر نہیں ہو سکتا جن لوگوں میں روحانی طاقت ہوتی ہے۔ ان پر مسمریزم وغیرہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

درس قرآن کریم کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ درس قرآن کریم کو مفصل شائع کرنے کے لئے ۳۱ جنوری ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں جو تجویز شائع ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق احباب جلدی اپنی اپنی رائے سے مطلع کریں۔ کیا ہر اخبار میں بطور ضمیمہ چار صفحے درس کے شائع کئے جائیں۔ اور معہ ضمیمہ اخبار کی قیمت ۵ روپے رکھی جائے۔

اگر اس کی تائید میں کافی آرا نہ آئیں۔ تو پھر درس کے مفصل شائع نہ ہونے کا الزام ہم پر نہیں آئے گا۔ بلکہ احباب پر آئیگا۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق بہت جلد اپنی رائے سے اطلاع دیں۔ تاکہ کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔

مرتد پٹیالوی کی حضرت مسیح موعودؑ

کے متعلق پیشگوئی

اور

اُس کی حقیقت

(نمبر ۳)

اب میں اس سوال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے متعلق مرتد پٹیالوی کو شیطان نے کس کس طرح بہکایا۔ اور کس کس طرح اس کے دماغ کو چکر دیا۔ اور کس طرح نئے سے نئے وساوس ڈال کر اسے سرگرداں پھرایا۔

جب مرتد پٹیالوی جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہو گیا۔ اور مسیح موعودؑ کی مخالفت شروع کی۔ اور ادھر حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۵ء میں الوصیت شائع کی۔ جس میں اپنی وفات کے متعلق خبر دی کہ اب میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے چنانچہ حضور الوصیت صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میرا زمانہ اب قریب ہے۔ اور بہت سی قبریں ہیں جو اس درمیان میں کھودی جائیں گی۔ اور بہت سے گھر ہیں جن میں رونا پڑے گا۔ اور میں اس قدر نواحد سے ہوں کہ میری ہستی کو بیچ سے اٹھا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر ختم کر دیا۔ سو میں اس مقدس وحی کے موافق جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ جو میری موت کی خبر دیتا ہوں۔ جس نے مجھے میری موت کی خبر دی ہے کہ یہ تو یک بید کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی۔ قرب اجلک المقدر۔ قل بعادد باب۔ جاء وقتک قوم ما وعدتہم تیرا اجل معہد قریب آگیا ہے۔ تیری نسبت خدا کی پیشگوئی تھوڑی رہ گئی ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا تو پورا ہے۔ ..... پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت وحی بیان میں فرمایا جو یہ ہے

تین سال والی پیشگوئی منسوخ

اس کے بعد مرتد پٹیالوی نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مخاطب کر کے فرمایا۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس وقت سب پردہ اٹھ جائیگا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا خاتمہ ہوگا۔"

علاوہ ازیں حضور نے اپنی وفات کے متعلق اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک رؤیا دیکھا۔ جو انہی دنوں ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔

"ایک کوری ٹھنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفا اور مقطر پانی ہے۔ اس کیساتھ الہام ہوا۔ آب زندگی"

اب یہ رؤیا بھی صاف ظاہر کر رہی تھی۔ کہ آپ کی عمر دو تین سال رہ گئی ہے۔ چنانچہ پورے اڑھائی سال کے بعد اپنے وقت پر پوری ہوئی۔

جب مرتد پٹیالوی نے دیکھا۔ کہ امام تو انہوں نے اپنی وفات کے متعلق شائع کر دیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ تین سال کے عرصہ تک فوت ہو جائینگے۔ اس نے اس سے سوچ سمجھ کر اور ایک خاص قسم کی بدباطنی شق کر کے ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف یہ پیشگوئی شائع کی۔ کہ

"مرزا مسرف ہے۔ کذاب اور دجال ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے" (کتاب دجال صفحہ ۵)

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۶ اگست ۱۹۰۷ء کو "خدا میرے کام میں ہے" کے عنوان سے ایک اشتہار دیا۔ جس میں آپ نے عبدالحکیم کے متعلق لکھا۔

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ اور ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا دشمنوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔ اور لیکھرام بیشک صادق دکاذب تھا تو کل مصلح وصادق

اس کے بعد مرتد پٹیالوی نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل اعلانات رسائل و اخبارات میں شائع کئے۔

(۱) ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔ "کذاب غیر آتی ہے۔ اور انتقال ذہن لاہور کی طرف ہوا۔ (چنانچہ آپ کی وفات لاہور میں ہوئی)

(۲) انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ ہے تو بیماری مگر خدائی استحان کو قبول کر

(۳) انت منی وانا منک انت الذی طار الی ربہ الجبہم ان تموتوا۔ ان کی لاش کفن بند پیٹ کر لائے نہیں۔ (ایڈیٹر آف ایڈیٹر جلد ۶ صفحہ)

جب یہ الہامات شائع ہوئے۔ اور دو تین گھونٹ آب زندگی کا الہام تو پہلے ہو چکا تھا۔ تو مرتد پٹیالوی کو یہ فکر پڑی۔ کہ معلوم تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی وفات کی میعاد ان پیشگوئیوں کے لحاظ سے اکتوبر ۱۹۰۷ء تک پوری ہو جاتی ہے۔ اور میری تین سالہ پیشگوئی کی میعاد جولائی ۱۹۰۷ء تک ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے۔ کہ ایسی پیشگوئی کیجائے۔ جو الہامات کے لگ بھگ رہے۔ اس لئے مرتد پٹیالوی نے دوسری پیشگوئی شائع کی اور لکھا۔

"اللہ تعالیٰ نے مرزا کی (شوخیوں) اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو گیارہ جولائی ۱۹۰۵ء کو پوری ہوتی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن کم کر دیئے ہیں۔ اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو الہاماً فرمایا۔ کہ مرزا آج سے پورے ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا۔ (اعلان الحق صفحہ)

یہ پیشگوئی اس نے آپ کے ان الہامات کی بنیاد پر کی جو پہلے ریویو مارچ ۱۹۰۶ء میں شائع ہو چکے تھے۔ اور اس کی آخری میعاد ۱۵ اگست ۱۹۰۸ء تک تھی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو تبصرہ کے نام سے اشتہار دیا۔ اور اس میں لکھا۔

"اپنے دشمن سے کہدے۔ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا اور میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھاؤنگا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں

اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے (تذکرہ) اس سے ظاہر ہے کہ وہ بشارات جو حضرت مسیح موعود کو دی گئی ہیں۔ یہ امر کی چودہ ماہ والی پیشگوئی کی بناء پر ہیں۔ کہ اگر چودہ ماہ والی پیشگوئی پر قائم رہا۔ تو خدا تعالیٰ آپ کی عمر کو بڑھا دیگا۔ تا جھوٹے اور سچے میں فرق ہو۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کی عمر بڑھائی گئی۔ اور اگر نہیں بڑھائی گئی تو کیوں؟

چودہ ماہ کی پیشگوئی کی تنسیخ

سو جاننا چاہیئے۔ کہ پیشگوئی کی غرض تو یہی تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے میں یوں امتیاز کیا۔ کہ مرتد پٹیالوی اپنی چودہ ماہ والی پیشگوئی پر بھی قائم نہ رہا۔ اور اسکو بھی منسوخ قرار دیدیا۔ جبکہ اس نے مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الہامات کو پڑھا۔

(۱) ۷ر نومبر ۱۹۰۷ء۔ موت قریب ہے۔ ان اللہ یعمل کل حسن۔

(۲) ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۷ء۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک ہے عید۔

۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ مناسبت کو ایک واقعہ۔ ہمارے متعلق۔ اللہ خیر وابقی۔ خوشیاں منائینگے۔ وقت رسید۔"

اسپر مرتد پٹیالوی کو پھر شیطان نے استراق سمع کرکے خبر دی۔ کہ چودہ مہینے کی پیشگوئی بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے کچھ کم کرنا چاہیئے۔ اسلئے اس نے ۱۲ر فروری ۱۹۰۸ء کو الہام شایع کیا۔ کہ مرزا ۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہو جائیگا۔"

اس الہام کو مرتد پٹیالوی نے اخباروں میں طبع نہیں کرایا بلکہ قلمی لکھ کر لوگوں کی طرف بھیجا۔ جیسا کہ اس کے ایک خط سے ظاہر ہے۔ جو اس نے ایڈیٹر چشمہ اخبار کے نام بھیجا۔ جو چشمہ اخبار مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۸ء میں شایع ہوا۔ اس میں لکھا ہے۔

"۱۲ر فروری ۱۹۰۸ء کو جو مجھے الہام ہوا تھا۔ اس کے الفاظ یہ تھے۔ ۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ تک مرزا ہلاک ہو جائیگا اسی طرح پر یہ الہام مولوی قلم سے لکھا ہوا میرے پاس الہامات پر موجود ہے۔ اور اسی طرح پر ان تمام رسائل پر قلمی لکھوا دیا گیا تھا۔ جو ۱۲ر فروری کے بعد مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔

چنانچہ جو رسائل شروع مئی میں دوبارہ بجوبہ حضرت حضرت

مولوی حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب۔ و شیخ یعقوب علی و حکیم فضل الدین صاحب بھیجے گئے تھے۔ ان پر اسی طرح درج تھا۔"

چنانچہ اس کا وہ الہام جو ۱۲ر فروری ۱۹۰۸ء کو تک کے لفظ کے ساتھ تھا۔ حضرت مسیح موعود نے چشمہ معرفت میں نقل کیا اور لکھا۔

"یہ ہاں آخری دشمن ہے جو پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ میں اسی زندگی میں ہی ۲۱۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤنگا اور یہ اس کی پیشگوئی کے لئے نشان ہو گا .....

لیکن خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اور خدا اسکو ہلاک کریگا۔ اور میں اسکے شر سے محفوظ رہوں گا۔"

اس عبارت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق ۲۱۔ اگست کے اندر اندر فوت ہو جائیں تو آپ جھوٹے ہیں۔ اور اگر اس کی پیشگوئی کے مطابق ۲۱ر اگست تک فوت نہ ہوں۔ تو سچے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اسمیں یہ نہیں لکھا کہ یہ میرے سامنے ہلاک ہو جائیگا۔ بلکہ آپنے اس کے متعلق یہی فرمایا ہے۔ کہ وہ ہلاک اور تباہ ہو گا۔ اور اس کا کوئی سلسلہ نہیں چلیگا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا۔ (سو ایسا ہی ہوا)۔ اور مصیبتیں اور تکالیف اٹھا کر ہلاک ہوا۔ پس جو حضرت مسیح موعود نے اس کی ہلاکت کے متعلق لکھا تھا وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی کی بناء پر لکھا تھا۔ لیکن جب اس نے وہ پیشگوئی منسوخ کر دی۔ تو وہ بات بھی اضافات الشروط فات المشروط کے ماتحت منسوخ ہو گئی۔

۲۱ر اگست تک والی پیشگوئی کا منسوخ ہونا

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود اس کی ۲۱۔ اگست تک والی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ یا وہ اسکو بھی منسوخ قرار دیتا ہے۔ غور سے سنئے۔ کہ اس کا شیطان اس کے دماغ کو کس طرح چکر دیتا ہے اور کس طرح اس کی اس پیشگوئی کو بدلواتا ہے

حضرت مسیح موعود کو دینی وفات کے متعلق مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔

(۱) ۲۶ر مارچ ۱۹۰۸ء۔ ماتم کدہ۔ اسکے بعد دیکھا کہ جنازہ آتا ہے

(۲) ۲۶ر اپریل ۱۹۰۸ء۔ معاش ابن آزر۔ بازی روزگار۔

(۳) ۲۵ر مئی ۱۹۰۸ء۔ ربی قدم (قدم و هلاک لک)

ان الہامات کے شائع کرنے کے بعد پھر مرتد کے استاد نے اسے دغا دیا۔ اور اس سے ۸ر مئی ۱۹۰۸ء کو اخباروں میں یہ الہام شایع کرایا۔ کہ مرزا ۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ر اگست کو مرض ہلاک میں مبتلا ہو کر خاک پر جائیگا۔"

جیسا کہ ایڈیٹر چشمہ نور مرتد پٹیالوی لکھتا ہے۔

"مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے الہامات جدیدہ جو مرزا (خدا) کے متعلق ہیں اپنے اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرماویں۔

(۱) مرزا ۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ کو مرض ہلاک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ (۲) مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکۃ الآراء عورت مر جائیگی۔ والسلام

خاکسار عبدالحکیم خان۔ ایم بی پٹیالہ۔ ۸ر مئی ۱۹۰۸ء

(روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳ کالم ۲)

پھر اسی طرح اس پیشگوئی کو الحدیث میں بھی شایع کرایا جیسا کہ ثناء اللہ کہتا ہے۔

"ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے متعلق میرے مندرجہ ذیل الہامات شایع فرما دیں۔

۱ر مرزا ۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ر اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض ہلاک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا (۲) مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکۃ الآراء عورت مر جائیگی۔ (الحدیث مورخہ ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء)

پس اس کی اس پیشگوئی میں جو ۸ر مئی ۱۹۰۸ء کو اس نے لکھی۔ لفظ "کو" ہے تک نہیں ہے۔ جیسا کہ ایڈیٹر الحدیث نے بھی اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ۔

"ہم خدا تعالیٰ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے۔ یعنی چودہ ماہ پیشگوئی کر کے مرزا کی تاریخ موت مقرر نہ کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا چنانچہ ۱۵ر مئی کے الحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ر ساون یعنی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو مرزا مر گیا۔ تو ایسا وہ اعتراض نہ ہوتا۔ جو سعز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ کے روزنامہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چسپاں ہوا لکھا ہے۔ کہ ۲۱ر ساون کو کی بجائے

۲۱ ساون [illegible] ہوتا تو خوب ہوتا"۔

پس ان تمام اخبارات سے عالم پر بجلی واضح ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اخبار مورخہ [illegible] کے الہام کو جو تاریک کے لفظ کے ساتھ تھا۔ منسوخ قرار دیا ہے۔ اور ۲۷ مئی ۱۹۰۷ء کا الہام جو تاریک کے لفظ کے ساتھ ہے۔ اس کا ناسخ ہے۔ کیونکہ یہ الہام اور ہے۔ اس میں مرض لعلہ کے ساتھ ہونے کا ذکر ہے اور فروری کے الہام میں مرض کا ذکر نہیں اور یہ اس کے بعد کا ہے۔

پس پیشگوئی معرفت میں جو حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ درست ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس کو منسوخ قرار دیا ہے۔ لیکن مرتد لدھیانوی نے اسکو بھی منسوخ قرار دیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود (نعوذ باللہ) تین جھوٹے قرار دیئے جاتے۔ اگر آپ ۲۷ اگست ۱۹۰۷ء کو فوت ہوتے لیکن آپ تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنی پیشگوئیوں کے مطابق فوت ہوئے جیسا کہ افسوسناک خبر آئی اور انتقال فرمانا لاہور کے مطابق آپ ۲۶ مئی کو لاہور میں فوت ہوئے۔ اور الہام ۲۷ کو ایک واقعہ کے مطابق ۲۷ مئی کو قادیان لے گئے۔ یوں دیکھو خدا تعالیٰ نے کیسا سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق ظاہر کر دکھایا اور کیسا مرتد لدھیانوی کو رسوائی اور رسوائی کا مزہ چکھایا اور کیسا اسکے شیطان نے اسے اوندھے منہ سرگردان پھرایا۔ پس یہ تھا اس ماکا، جو حضرت مسیح موعود نے خدا کے کاحامی ہو۔ اشتہار میں لکھی تھی۔ (ریویو فروری ۱۹۰۸ء)

وکاذب ابت توعی کل معلم وصادق۔

مذکورہ بالا تحریر سے یہ کہنا کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ سوال کہ۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی مقررکردہ میعاد کے گذشتہ اور آئندہ کی موت قرار دیا اور پھر اسی میعاد میں اپنے دعویٰ اور رسوائی کو اپنی موت کے خواب نتیجہ دیکھتے مرگئے"۔

جو الحدیث مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔ درست ہو گیا۔ نیز مولوی ثناء اللہ صاحب کا سوال جو انہوں نے اس پیشگوئی۔ اہلحدیث مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں کیا ہے بہت تعجب انگیز ہے کیونکہ باوجود اس بات کے جانتے ہوئے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی جو [illegible] ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو پوری ہوئی۔ اسمیں لفظ کو ہے تک نہیں۔ اور وہ اسکو خود اہلحدیث مورخہ [illegible] ۱۹۰۸ء میں شائع کر چکے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے جو چشمہ معرفت میں لکھا ہے وہ اسکے فروری ۱۹۰۸ء کے الہام کے مطابق لکھا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کی وفات کو مولانا موصوف اپنی اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے خلاف لکھ چکے ہیں پھر نہ معلوم کہ اب کیوں اسکی پیشگوئی کے مطابق وفات دیکھکر

دلچسپ نوٹ

(از مسٹر محمد [illegible] بیرسٹر ایٹ لا لاہور)

ہندوؤں کی چالاکی

چند سال ہوئے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوؤں کی سوشل بیکاری پر ایک لیکچر دیا تھا۔ جسمیں انہوں نے فرمایا تھا کہ بہت سے بھولے خیال ہندو مسلمانوں کا پانی یہ کہکر پینے سے انکار کرتے ہیں۔ کہ نالیوں میں ربڑ کا چھلا لگا ہوا ہے۔ اور ربڑ چونکہ چمڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اسلئے ہمارے لئے نلکے کا پانی پینا جائز نہیں۔ لیکن اگر ان کو شراب (شراب) پینی کی بجائے تو خوشی سے پی جاتے ہیں۔

لیکن ہندوؤں کی پولیٹیکل چالاکی ان کی سوشل چالاکی سے کہیں زیادہ ہے۔ حال میں جب میں لاہور میں بار ایسوسی ایشن (وکیلوں کی انجمن) کا ممبر بننے کی کوشش کی تو ہندو وکلاء نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مجھے ایسا کرنے سے روکا۔ چنانچہ وہیں ایک مشہور ہندو وکیل کے مکان پر اسلئے ملنے گیا۔ کہ وہ میرے مسلمانوں کے سامنے بالکل بے تعصب ظاہر کرتا ہے۔ لیکن میں نے سامنے اس نے مسلمانوں اور ان کے پاک رسول کو بے نکی گالیاں دیں۔ اور کہا تمام مذاہب میں سے خراب مذہب اسلام ہے۔ اور مجھے لاکھ دی مگر اگر میں دل سے اسلام نہیں چھوڑ سکتا۔ تو کم از کم ظاہری طور پر ہندوؤں کے حلقے میں رہوں۔ اور یہ بات تو مجھے کئی تعلیم یافتہ ہندوؤں نے کہی۔ کہ تم بیشک گھر میں چھپ کر نماز پڑھو یا روزہ رکھو یا قرآن شریف کا مطالعہ کرو۔ لیکن ظاہرا ہندو بنے رہو) وکیل صاحب نے فرمایا کہ لاکھوں ہندو ہر سال قحط یا پلیگ سے مر جاتے ہیں۔ پھر ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے سے ہم میں بہت بڑی کمی نہیں ہو جائیگی۔ لیکن بدنامی یہ ہے کہ ایک معمولی ہندو کے مسلمان ہو جانے سے اس قدر ہرج نہ ہوتا۔ لیکن ایک تعلیم یافتہ خاندانی بیرسٹر ہندو کے مسلمان ہو جانے سے ہندوؤں کی سخت بدنامی ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ جب تک تم ہندو نہ ہو جاؤ گے تمہارے برخلاف تعصب کم نہیں ہوگا۔

ایک ہندو

میں نے کرنل ویجوڈ کو ایک سونے کا تمغہ دیا۔ ایک دن اسے میں ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے کہا۔ کیا تم ابھی تک مسلمان ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں پر سنکر اس نے اسلام کو بہت گالیاں دیں۔ اور یہ خیال کرکے کہ خواجہ کمال الدین نے مجھے مسلمان بنایا ہوگا۔ خواجہ کمال الدین اور دوسرے مسلمانوں پر بہت سے الزام لگائے۔ میں نے کہا آپ اپنے خیالات کو اگر اس طرح ظاہر کرتے پھر پبلک تو مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہونچاتا اور مسلمان سودا بھیجنا وصول کرنے میں شاید تمہاری مدد نہ کریں۔ ہندو لیڈر نے جواب دیا۔ کہ میں مسلمانوں کی خاطر اپنا دھرم نہیں چھوڑ سکتا۔

چند دن کے بعد میری ملاقات اس سے آنریبل فضل حسین بیرسٹر کی کوٹھی میں ہوئی۔ جہاں وہ مسلمانوں کو اپنی نیشنل یونیورسٹی میں شامل کرنے کے لئے نہایت ذلیل طور پر چاپلوسی کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ آپ یہاں! کیا آپ اسلام سے نفرت نہیں کرتے؟ فرمایا۔ بالکل نہیں۔ میں نماز روزہ دائم اور ہر روز قرآن پڑھتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر پولیٹیکل چالبازی اور کیا ہو سکتی ہے۔

لاہور میں ایک بہادر کا مکان میں نے کرایہ پر لیا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو فوراً مکان خالی کرا لیا۔ اور کہا ہم مسلمان کو تو ایک لاکھ روپیہ پر بھی کرایہ نہیں دینگے۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ہندوستان میں ہندوؤں کا راج ہو گیا۔ تو کیا بدقسمت مسلمان ہجرت کر جائینگے۔

تبلیغ اسلام

یہ زمانہ کفر اور اسلام کے سخت مقابلے کا ہے۔ اب یا تو خدا تعالیٰ کفر اسلام کو کھا جائے گا یا اسلام کفر کو مٹا دیگا اسلئے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اسلام کی روحانی فوج کو میان سے باہر نکال کر کافروں پر پل پڑے۔

دنیا میں اسلام کو پھیلانے کے لئے اسلام کو کھول کر دکھا دینا کافی ہے۔ کہ یہ خود بخود لوگوں

کے دلوں کو فتح کر لیتا۔ زبردستی یا زور شمشیر اسلام پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تلوار کی ضرورت تو باطل مذاہب کو ہوا کرتی ہے۔ مثلاً عیسائی مت یورپ میں بذریعہ تلوار پھیلا۔ اور بدھ مذہب کو ہندوستان سے ہندوؤں نے ایک بڑی حد تک بذریعہ شمشیر ملک بدر کیا۔ لیکن حضرت رسول کریم نے تلوار کو تو صرف سیف ڈیفنس یعنی اپنے بچاؤ میں استعمال کرنے کی اجازت دی تھی جب کہ مسلمان تھوڑے تھے۔ اور کافر بہت اور وہ کافر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ کیا آج کل کے مسلمان اپنے فرض کو پہچانینگے۔ اور جو روحانی جہاد آج کل اسلام اور کفر میں ہو رہا ہے۔ اس میں دل کھول کر حصہ لینگے؟ آج کل روحانی جہاد تو یہی ہے۔ کہ یورپ۔ ایشیا امریکہ ہر جگہ اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اسلام کی خوبیاں لوگوں کو بتائی جائیں۔ اور مسلمان خود اسلام کا کامل نمونہ بنیں۔ کیا عیسائیوں اور ہندوؤں کے سامنے مدد کا ہاتھ پسارنا ہمارے لئے شرم کا باعث نہیں ہے۔ آؤ ہم ان سب کو مسلمان بنالیں۔ پھر نہ تو ہم پر بھوکے کا خوف طاری ہوگا۔ اور نہ ہم آزردہ خاطر ہونگے۔"

مسٹر ہوز کی غلط بیانیوں کی تردید

۳ جولائی ۱۹۱۱ء کو راقم الحروف اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ایک احمدی جلسہ کی تقریب پر موضع سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں وارد ہوئے تھے۔ اور اس وجہ پر مسٹر ہوز معہ اپنے اتقیا اور معاونین کے کے تمبو لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس جلسہ پر ریویو کرتے ہوئے چند بے سروپا باتوں کو اپنے رسالے کرسچن انڈیا بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲۳ درج کیا ہے۔ افسوس کہ بوجہ نہ ملنے وقت پر رسالہ ہذا کے جواب میں دیر ہو گئی ہے۔ مسٹر موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ ایک رسالہ میرے نام ارسال کر دیتے۔ تا جواب خود کر دیا جاتا۔

مسٹر ہوز نے اور غلط بیانیوں کے ساتھ میرے متعلق لکھا ہے۔ منشی چراغ الدین صاحب جو ہمارے ماتحت بطور معلم بائبل کے ہیں بائبل دوسری جماعت کو پڑھایا کرتے تھے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ زمانہ عیسائیت میں راقم سکاچ مشن کی طرف سے واعظ تھا جس کی میرے پاس سندات بھی ہیں کہ اسٹیشنوں کے پاس بھی میرے مدرس ہونیکا کوئی ثبوت پیش کیا گیا ہے تو پیش کریں۔ میں نے کبھی مائی سکول میں مسٹر ہوز کے ماتحت کام نہیں کیا۔ بلکہ ایک طریق سے مسٹر ہوز میرے ماتحت تھے۔ یعنی کرسچن انڈیور ٹریکٹ سوسائٹی کا میں پریذیڈنٹ اور سکرٹری رہ چکا ہوں اور مسٹر ہوز اسکے صرف ایک معمولی ممبر تھے۔

تیسرا جھوٹ میرے متعلق یہ بولا گیا ہے۔ کہ جب میری اہلیہ چل بسیں تو میں نے قادیان شریف کا رخ کیا۔ حالانکہ خاکسار جس وقت مشرف باسلام ہوا۔ اس وقت میری بیوی زندہ تھی۔ ۱۹۰۰ء کو ہم سب مشرف باسلام ہوئے اور اکتوبر ۱۹۰۱ء کو وارد قادیان ہوئے۔ اور میری اہلیہ ۱۹۰۲ء کے آخر میں فوت ہوئی۔

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نکاح ثانی کی خوشی میں

مندرجہ ذیل رعایت صرف ایک ماہ کیلئے

	اصل	رعایتی
درمکنون نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۴ر	۱۰ر
درثمین مکمل اردو جو حال میں طبع ہوئی۔ مجلد کپڑا	۱۰ر	۸ر
ملفوظات احمد۔ حضرت مسیح موعود کی ڈائری ۱۹۰۱ء	۵ر	۴ر
بدر البیین حضرت مسیح کا آخری لیکچر	۱ر	۸ر
بحر العرفان۔ قبولیت دعا پر حضرت صاحب کی تقریریں	۶ر	۵ر
رہنمائے خاتون۔ حضرت صاحب کا عورتوں کو دلچسپ مفید وعظ۔	۱۲ر	۱۰ر
تصدیق النبی۔ حضرت صاحب کا ایک پرانا دلچسپ عیسائیوں کی تردید میں	۵ر	۴ر
پیغام احمد حضرت مسیح موعود کا لیکچر لاہور ۱۹۰۷ء	۵ر	۴ر
احمدی تبلیغی جنتری	۱۲ر	فی پیسہ ۱ پیسہ
خطبہ عید الفطر حضرت مسیح موعود	۱۰ر	۸ر
احمدی حمائل شریف مجلد	للعہ	۱۲ر
اسلام میں اختلاف کا آغاز۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر لاہور	۱۱ر	۹ر
گلزار معرفت حضرت خلیفۃ المسیح کی تازہ نظموں کا مجموعہ	۵	۴ر
گلدستہ حقانی۔ لطیف نظمیں	۱۵	۱۲ر
طریق النجات۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا مجموعہ مترجم	۱۵ر	۱۲ر
چیلنج درباره امام الزمان	۱۵ر	۱۲ر
پنج بیان حصہ اول پنجابی نظمیں	۱۲ر	۱۰ر
گلزار احمدی۔ لطیف پنجابی نظمیں	۱۲ر	۱۰ر
چرخہ احمدی	۱۲ر	۱۰ر
مسدس در وفات مسیح	۱۰ر	۱ر
شہادت مولوی عبد اللطیف	۱۵ر	۱۲ر
معارف القرآن خلیفۃ المسیح کے دس قرآن مجید کے نوٹ	۱۰ر	۷ر
براہین العقائد	۱۰ر	۷ر

مندرجہ بالا کتب کے صرف روپے کے خریدار کو محصول ڈاک بھی معاف کیا جاوے گا۔

ان کے علاوہ سلسلہ عالیہ کی تمام کتب اس پتہ سے مل سکتی ہیں۔

احمدیہ کتاب گھر قادیان

ہر ایک تجارت کے مضبوط کاروبار کے لئے اشتہار کا ہونا ضروری ہے (فضل ایڈیٹر)

میں میرے کے سرمہ کی قیمت ۱/۴ بڑھانا چاہتا ہوں

کیوں؟

اس لئے کہ سرمہ میرے کی قیمتی دواؤں سے علاوہ تیرہ کے مرکب ہے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت میں میرا جو خرچ آتا تھا۔ اس کے مطابق میں نے یہ قیمت دو روپے تولہ رکھی تھی۔ اب وہ دوائیاں چوگنی مہنگی قیمت سے ملتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہو گیا۔ کہ میں کم از کم سرمہ

دو روپے کی بجائے تین روپے تولہ

کر دوں۔ پس جو صاحب دو روپے کے حساب سے لینا چاہیں۔ وہ فروری کے مہینہ میں خرید لیں۔ پھر قیمت بڑھا دوں گا۔ خالص میرا کی قیمت نصف کرنا یعنی دس روپے تولہ کی بجائے پانچ روپے تولہ۔ یہ رعایت صرف دو ماہ کیلئے ہے جو صاحب چاہیں۔ خرید لیں۔ میرے بالکل خالص ہے۔ اور وہی ہے۔ جس کی تصدیق حضرت مسیح موعود خلیفہ اوّل نے فرمائی ہے۔

ست سلاجیت

یہ خالص سلاجیت ۱/۴ تولہ قسم اول اور جو نرم ہے۔ وہ ۱/۲ تولہ ہو گی۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں شہدی و پشاوری اور کلاہ میری معرفت مل سکتی ہیں

المشتہر

سید احمد نور کابلی مہاجر قادیان (پنجاب)

آٹا پیسنے کی چکی

بالو ہے کا خراس آٹا نہایت باریک پیسنے والا اور سیلنڈ ہائے ہر قسم کا کارخانہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر ڈھالائی کا کام ہر قسم عمدہ مہیا ہوتا ہے۔ ذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں۔ صلے کار محمد

مستری غلام حسین محمد شفیع ایران فیکٹری بٹالہ گورداسپور

دواخانہ احمدی بھاگا کلاں ضلع امرتسر

یادگار حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ مقوی دماغ کی گولیاں ۱۸۸۸ء عطر کزور دماغ۔ تولہ غالب علم اور واعظ کیلئے مجرب ہیں۔ چکر و درد سر۔ بخار تولہ درد سر ہر قسم پر مجرب ۱۸۸۸ء بیمار زندگی۔ ایک ہی دوائی ۳۰ بیماریوں پر مجرب ۱۸۸۸ء

المشتہر حضرت اللہ احمدی حکیم

دار الامان میں مکان بنانے والوں کو ترغیب

حکومت ۷ مارچ ۱۹۲۱ء تک روپیہ دیدیگی۔ وہ بیع سلم کے عقد ہیں۔ جس میں خاص رعایت ہے ڈرا بیٹھے سے جو کچھ لگے گا ۸۱۵ روپے ہزار۔ دس فیصدی ناص میں تو ۱۶ روپے ہزار۔ خالص اینٹ ۱۷ روپے ہزار اینٹ طول ۹ انچ عرض ۴ انچ موٹی ۲ انچ قالب کی ہو گی ریتلی اینٹ کا نرخ اس وقت ۱۴ روپے ہزار ہے میں دیدوں گا

المشتہر محمد عبدالرحمن بھکنداری بھٹہ احمدیہ قادیان (پنجاب)

نصیر بک ایجنسی قادیان ہے منگوائیں

قرآن کریم مترجم شاہ رفیع الدین صاحب مجلد بے جلد ۱۶ نصائح متقین از حضرت خلیفۃ المسیح ۱۰ ایک روپیہ کا سات نوٹ ان جماعت والا تعلقہ لے ۱۸۸۸ء کے ۱۶

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ۱۸۸۸ء کے ۱۶

رسالہ عظمۃ القرآن از مسیح موعود ۱۸۸۸ء کے ۱۶

انجینیرنگ سکول لدھیانہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو۔ اپریل ۱۹۱۸ء میں صرف ایک کلاس کھولی گئی تھی جس میں اسی سال اسّی طلباء داخل ہو گئے دوسرے سال تو دو طبقہ ایک ہی پہلے ہو گئی اکتوبر ۱۹۱۹ء سے اوورسیر کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس میں اس وقت تک ستر طلباء داخل ہو کر جنوری ۱۹۲۱ء میں فائنل کلاس بھی کھول دیگی جس کے داخلے کیلئے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں۔ اکثر معزز مہاجران نے ہمارے سکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارکس لکھے سکول میں اس وقت نہایت قابل اور تجربہ کار انجینیر کام کر رہے ہیں ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ سروینگ اور ورکشاپ وغیرہ کا کام موجود ہے انجینیرنگ ڈپارٹمنٹ کے قائم ہونے تک طلباء کو ملازمت کیلئے بھی ہم سفارش فرمایا کرتے ہیں۔ غرض یہ اسکول بیک وقت ڈپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسکول بیک کے متعلق تواعد و تفاصیل مفت منگوا سکتے ہیں۔ المشتہر

سید احمد حسن پنجہ والا سکھوال انجینیر پرنسپل

نسخہ مقوی ۱/۴

شنگرف ۱ روپی ایک تولہ کو دو بیر تک پانی بخشہ میں مسلسل کھرل کر کے تمام دوا کا ایک قرص کف دست جوان آدمی کے برابر چوڑا بنائیں۔ جب قرص اچھی طرح خشک ہو جاوے۔ تو قرص کو پرسات تولہ سوت دیسی لپیٹ کر محفوظ اپلوا جگہ میں اس پر ایک کوئلہ اکھدیں۔ بہت عمدہ اور مفید قابض اور بے درد گشتہ ہو جائیگا۔ گشتہ بذا ایک تولہ مومیائی درجہ اوّل ۱/۲ تولہ دونوں کو سیر آب اورک میں کھرل کر کے سیاہ کے برابر گولیاں بنائیں۔ بوقت ضرورت ۲ گولی آب اورک ۱۰ تولہ میں حل کر کے پلا دیں۔ ۱۰ روز میں اثر ظاہر ہو گا۔ ۱۰ روز پرہیز ضرور کرے۔ ۱۰ روز پرہیز کے لئے کافی ہیں۔ راقم کا آزمودہ اور مجرب ہے۔ قیمت (۱۲) خوراک ۱ روپیہ جو ایک آدمی کیلئے سال کافی ہیں۔

المشتہر

فقیر منشی محمد عبداللہ سنیاسی سرٹیفکیٹ جیل سنگلہ

ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان کی خبریں

ڈیوک آف کنٹاٹ کو راولپنڈی میں ایڈریس

ڈیوک آف کنٹاٹ کے راولپنڈی کے دورہ (۱۲ فروری بمقام فضل الہ راولپنڈی) پر قصبہ غلام کے باشندوں کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا حضور والا

ہم باشندگان قصبہ راولپنڈی کی طرف سے حضور کا دلی اور والہانہ خیر مقدم کرتے ہیں۔

حضور ہندوستان یا خاص راولپنڈی میں ایک رعایا کی حیثیت سے نہیں آرہے۔ بلکہ ہمیں وہ وقت یاد ہے جب حضور راولپنڈی میں کمانڈ رہتے تھے۔ اور ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے۔

ہمیں اس یقین پر ناز ہے۔ کہ حضور اس وقت سے لے کر اب تک اس ملک کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں اور ہماری نمایت ہی خوشی قسمتی ہے کہ حضور کی معزز و معظم بیوی صاحبہ پنجاب کو ہندوستان بھر کا خطاب دلانے میں ہم باشندگان راولپنڈی کو اپنی وفاداری اور اخلاص کے اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔ جو ہمیں حضور کے ملک معظم سے ہے۔ دوران جنگ میں کسی نے ہماری وفاداری میں شک نہیں کیا۔ اور اب امن و امان کی حالت میں بھی ہماری وفاداری پر کوئی شک نہیں کر سکتا۔

ہماری عاجزانہ خواہش ہے۔ کہ حضور ازراہ کرم ہماری اس دلی عقیدت کا جو ہمیں تاج برطانیہ اور حضور ملک معظم کی ذات خاص سے ہے۔ بادشاہ سلامت کے حضور اظہار فرماویں۔ خاندان باشندگان قصبہ راولپنڈی

(الہ آباد ۱۲ فروری) پاور سپلائی کی خرابی

بھینس کی وجہ سے ریل پٹڑی سے اتر گئی

کو اطلاع ملی ہے کہ ۱۱ تاریخ کو نمبر ایک اپ کلاسڈ ٹرین ایک بھینس پر سے گذری۔ اور پٹڑی سے اتر گئی۔ یہ واقعہ بریلی کنٹونمنٹ سٹیشن پر ہوا۔ اس حادثہ کے تحریری کلاس مسافر مر گئے۔ اور ۱۲ زخمی ہوئے

نواب خیرپور سندھ کا انتقال ہز ہائینس سر میر علی مراد خان تالپور جی۔ سی۔ آئی۔ والیٔ ریاست خیرپور کا ۷۰ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس

سوالات و جوابات۔ دہلی ۱۱ فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس زیر صدارت سر ڈیسن پیٹ پریزیڈنٹ کونسل منعقد ہوا۔ ایک گھنٹہ میں کوئی ۷ سوالات کے جواب دیا گیا۔ اس کے بعد پریزیڈنٹ کونسل نے باقی سوالات اگلے اجلاس پر ملتوی کئے۔ اور وائسرائے کا پیغام پڑھا جس میں گورنمنٹ کو ہدایت تھی۔ کہ سالانہ بجٹ کم از کم خرچ کوشش کیا جائے۔

جان محمد

جان محمد جیسے بیرسٹر ایٹ لا

صاحب جو نیجو بیرسٹر کا صوبہ سرحدی کے اخراج ایٹ لا کو جو آج کل پشاور میں متعین ہیں قانون تحفظ ہند کے روسے حاکم صوبہ سرحد نے حکم دیا ہے۔ کہ وہ امن عامہ میں مخل ہیں۔ اس لئے صوبہ سے نکل جائیں۔

لندن ۱۵ فروری۔ ذیل کی سرکاری خبر ہے

فوجی قیدی رہا کر دیئے گئے

کہ جو ہدایات ہز میجسٹی ہائینس وائسرائے ہند کی تعمیل میں ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ فوجی ایکٹ دفعہ ۱۷ کی رو سے مجھے یہ حق حاصل ہے۔ کہ میں ان ہندوستانی فوجی سپاہیوں کو جن کو ورٹ مارشل کیا گیا تھا۔ اور دوران جنگ میں انہیں سزا دی گئی تھی ساتھ نرمی کروں۔ چنانچہ اس قانون کو پیش نظر رکھ کر ۲۰۴ فوجی قیدی سپاہیوں کو رہا کیا جاتا ہے۔ اور ۲۵ کی سزاؤں میں تخفیف کی جاتی ہے۔

لنڈن کانفرنس میں

سیٹھ حاجی میاں جان محمد چھوٹانی صاحب صدر مرکزی

صدر خلافت کمیٹی کی شرکت

خلافت کمیٹی بمبئی کو آئندہ اتحادی کانفرنس مقررہ لنڈن کی شرکت کے لئے لکھا گیا ہے۔ اور سیٹھ صاحب ممدوح آئندہ ہفتہ کو ولایتی ڈاک کے جہاز سے انگلستان روانہ ہونے والے ہیں۔ امید ہے۔ کہ سیٹھ یعقوب حسن صاحب بی۔ اے (علیگ) بحیثیت سیکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری صاحب بطور رشیر [illegible] سفر میں سیٹھ صاحب کی رفاقت کریں گے۔

انبالہ ڈویژن کا ہندوستانی کمشنر

دیوان چمن لال صاحب ایم اے ایل ایل بی کمشنر انبالہ ڈویژن مقرر کئے گئے ہیں۔ جو نہایت قابل افسر ہیں۔

مسٹر حسن امام ولایت کو روانہ ہو گئے

مسٹر حسن امام چہارشنبہ کے روز مسز حسن امام سمیت بمبئی سے انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔ ناکردہ مشرقی قریب کی کانفرنس میں شامل ہوں۔ ایشیٹن پرلمان کے بہت سے رفقاء جنہیں مسلمانوں کی ایک تعداد شامل تھی۔ انہیں رخصت کرنے کے لئے آئے تھے۔

ڈیوک آف کنٹاٹ کا جواب

باشندگان قصبہ راولپنڈی کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے

جناب ڈیوک نے ان کے دلی خیر مقدم کا شکریہ ادا کیا انہوں نے راولپنڈی سے اپنے قدیم تعلقات کا ذکر کیا۔ اور ان کے لئے نوارج تحسین ادا کیا۔

جناب ڈیوک نے کہا کہ بحیثیت مجموعی پنجاب کی ترقی حیرت انگیز ہے دوران جنگ میں پنجابی کا نام مشہور عالم جہاد ہوا۔ پنجاب کے آدمیوں کی تعداد کی وجہ سے ہندوستان جو لڑائی میں شامل ہوئے۔ بلکہ ان عالی شان جنگی صفات کی وجہ سے بھی مشہور ہوا۔ جو ان سے بہت سی زبردست لڑائیوں میں ظاہر ہوئیں۔

مسٹر گاندھی اور سوامی عبدالکلام آزاد لاہور میں

۱۷ فروری کو بروز جمعرات بمبئی سے مسٹر گاندھی اور مولوی ابوالکلام آزاد صاحب فرنٹیر مشرقی کے راستے سٹیشن پر اتریں گے۔ اور موٹروں پر سوار ہو کر لاہور آئیں گے اور چودھری رام بھجیت صاحب کے مکان پر مقیم ہوں گے۔

کتنے آدمیوں نے خطابات ترک کئے ہیں

لیجسلیٹو اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۷ فروری کو بوقت ۱۱ بجے صبح منعقد ہوا۔ سوالات کی فہرست میں ۲۹۰ اہم سوالات درج تھے۔ ایک سوال کا گورنمنٹ نے جو جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گذشتہ ماہ اگست سے اب تک ۵ ہزار خطاب باشندگان میں سے صرف ۱۲ نے خطابات واپس کئے ہیں گورنمنٹ نے خلافت یا عدم تعاون کی ایجی ٹیشن کے متعلق نرمی کا کوئی اظہار جبراً بند نہیں کیا۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

فوجی سپاہیوں پر قاتلانہ آتشبازی

لندن ۱۲ فروری (جونہی کہ میلو شیونہ سے ٹرین جس میں علاوہ سافروں کے ۱۲ فوجی سپاہی بھی تھے۔ کلارنی کو روانہ ہو رہی تھی — دو آدمی پستول لے کر انجن پر چڑھے ڈرائیور وغیرہ کو دھمکایا۔ جب ٹرین اسٹیشن سے نکلی تو اس گاڑی کو جس میں سپاہی تھے۔ دونوں طرف سے دو آدمیوں نے گولیوں کا نشانہ بنایا۔ آدھ گھنٹے تک مقابلہ رہا۔ ایک سارجنٹ مارا گیا۔ اور ایک افسر معہ ۵ سپاہیوں کے زخمی ہوا۔ ان حملہ آوروں نے رائفلیں اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

ٹرینوں کی بندش کا اعلان

ڈبلن کا اعلان ہے۔ کہ اس قسم کے واقعات کے دوبارہ ہونے پر ان زمینوں سے ٹرینوں کی بندش کی جائیگی۔ جہاں یہ واقعہ لانا قفہ ہے۔

سن فین لیڈر گرفتار

لندن ۱۲ فروری (اسسٹنٹ کمشنر جیرالڈ جو سن فینیوں کے محکمہ اسناعت کا سرگروہ ہے ڈبلن میں گرفتار کر لیا گیا۔

سن فائنروں کے ہاتھوں نقصان جان

لندن۔ ۱۱ فروری۔ جنوری ۱۹۲۰ء سے لے کر ۵ فروری ۱۹۲۱ء تک سن فائنروں نے ۷۰ کچہریاں تباہ کیں۔ اور ۴۸۱ پولیس بارکیں۔ ۲۴ پولیس مارے گئے اور ۲۹۶ زخمی ہوئے۔ ۵۷ فوجی مارے گئے اور ۳۴۳ زخمی ہوئے۔

مانچسٹر میں آتشزدگیاں

لندن ۱۳ فروری۔ مانچسٹر کے علاقہ میں چند آتشزدگیاں وقوع میں آئی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سن فینیوں کی کارروائی ہے۔ چار مقامات پر آگ ایک ہی وقت لگی۔ ملبرن کے کارخانہ کی کھڑکیوں سے آگ نمودار ہوئی۔ اندر میں تیل کے کارخانے کو بھی آگ لگ گئی۔ جس سے ایک بڑے زور کا دھماکا ہوا۔ وقت پر آگ بجھانے والا انجن بھی پہنچ گیا۔ آگ کو زیادہ بھڑکنے نہیں دیا گیا دو آتشزدگیاں اولڈہم اور راک بیڈل میں وقوع میں آئیں۔ اور روئی کے کارخانہ کو بہت نقصان پہنچا۔ اولڈہم میں دو گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ دوسرے واقعوں کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں۔

عراق عرب

عراق عرب میں امن

لندن ۱۱ فروری (انڈر سیکرٹری جنگ کا اعلان ہے۔ کہ جو مہمات عراق میں شورش کی وجہ سے اختیار کی گئی تھیں۔ ان کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔ اسلح کی فراہمی تسلی بخش طریقہ سے ہو رہی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ تمامیہ عراق کی حال کی بورٹوں میں صرف ان فوجوں کے ہٹانے کا ذکر ہے۔ جو گذشتہ سال ہندوستان سے بطور کمک روانہ کی گئی تھیں۔

متفرق خبریں

پیرس میں بیکاروں کی تعداد

پیرس ۱۲ فروری۔ ایوان میں بیکاری کے متعلق سوالات کا جواب دیتے ہوئے وزیر عمال نے کہا۔ کہ بیکاروں کی تعداد جنہیں امداد کی ضرورت ہے۔۔۔ ہم ہے جن میں سے ۳۰۰۰۰ پیرس میں ہیں۔ وزیر نے ظاہر کیا کہ مزدوری کے گھنٹوں میں تخفیف غیر ضروری اور غیر ملکی مزدوروں کی واپسی اور صنعتی حلقوں میں مزدوروں کا اجتماع امدادی تدابیر ہوں گی۔

امریکن اخبار نویسوں کا اظہار افسوس

لندن۔ ۱۱ فروری۔ امریکن اخبارات میں سر آکلینڈ گیڈس کے بیان کی بنا پر اس مطلب کی جو خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کہ امریکہ اور برطانیہ کے درمیان جنگ کا خطرہ ہے۔ ان کے متعلق یونائٹڈ پریس نے جس کی معرفت امریکہ کو یہ خبریں گئی تھیں سر آکلینڈ گیڈس سے معافی مانگی ہے۔ لندن کے امریکن نامہ نگاروں نے سر آکلینڈ گیڈس کو اظہار افسوس کی چٹھی لکھی ہے۔

جاپان میں طوفان

ٹوکیو ۱۱ فروری۔ ساکوں ۱۰ فروری۔ جاپان سے آمدہ ایک تار ظاہر ہے۔ کہ اوکوں کے قریب پانی کا طوفان آیا۔ ۱۰ گھر ڈوب اور نیس جنتی ہلاک ہوئے۔ اور ۲۰ زخمی۔ بہت سی املاک تباہ ہو گئیں۔

مصطفےٰ کمال پاشا کو بولشویکوں کی طرف سے دھمکیاں

قسطنطنیہ ۱۱ فروری بولشویکوں نے مصطفےٰ کمال پاشا کو بہت سی [illegible] کہ اگر [illegible] ۱۰ فروری [illegible] کے بعد لندن میں کوئی ہنگامہ نہیں کرو گے۔

یونانیوں کو شکست فاش

قسطنطنیہ سے ایک تار ظاہر ہے۔ کہ پیکا گوشہ یونان اپنی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ یونانی فوجیں جو بروسہ کے محاذ پر تھیں بروسہ سے پسپا ہو گئیں۔ ان کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ اس کی فصہ کے بعد ان میں یونانی فوجوں اور مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجوں کی تین دن تک نہایت خونریز لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر یونانیوں کو میدان کارزار سے صاف بھاگنا پڑا۔ اور فتح مصطفےٰ کمال پاشا کو ہوئی۔

شرف باریابی

لندن ۱۲ فروری۔ آج ملک معظم نے سر مائیکل کو شرف باریابی بخشا۔ آج ملک معظم نے سر علی امام کو بھی شرف باریابی بخشا۔ اور ایک گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔

روس میں کوئلہ کی چوری

ماسکو کا ایک تار ظاہر ہے۔ کہ روسی ریلوے پر کوئلہ کی چوری کے باعث بہت خراب ہو رہی ہے۔ کوئلہ کی کانوں سے کافی مقدار میں کوئلہ بھیجا جاتا ہے۔ لیکن راستے میں ٹرین کی ٹرین غائب ہو جاتی ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ حتیٰ کہ بولشویک کمشنر بھی رہزنی میں شریک ہوتے ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیان پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | ابتدا دنیا سے یوں آئے ہیں چل انتہا ان

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ حضرت مسیح موعود

مضامین نظم ایڈیٹر

ایڈیٹر:- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء | دوشنبہ | مطابق ۳ - رجب سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست

مدینۃ المسیح ۱

تہنیت نامہ ۱

بشارت ہیں سب اہل دل سرور ہے تمہارے ۱

تقریب ہے کیا جو سنت ابراہیم ہے ۱

اس شاہ کا ولیمہ ہے جو دین حق کا شاہ ہے ۱

جس کے مرید ہادی ہیں جس کا عدو گمراہ ہے ۱

جو حسن اور احسان میں مسیح کی نظیر ہے ۱

فقیر ہے امیر ہے۔ نذیر ہے بشیر ہے ۱

فرزند ہے دلبند ہے ارجمند ہے ۱

وہ مظہر حق و علا۔ اللہ کو پسند ہے ۱

وہ راز دان حمد ہے محمود خاص و خام کا ۱

یہ نام ہے اور کام بھی مقام بھی انجام بھی ۱

خود فضل ہیں فضل عمر اور مظہر قدرتیں ۱

معین ہیں نصیر ہیں۔ علمی کے دستگیر ہیں ۱

محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بروز جمعہ (۱۱ مارچ) امرتسر تشریف لائے۔ جبکہ احباب نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جمع ہو چکے تھے۔ حضور آتے ہی مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔

ازاں بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں مکرم میر محمد اسحٰق صاحب وفات مسیح پر لیکچر دیا۔

قادیان کے مضافات میں تبلیغ کا باقاعدہ انتظام ہو رہا ہے ضلع کے گاؤں کی فہرست بنا کر علیحدہ علیحدہ آدمی مقرر کر دئے گئے ہیں جو ہر گاؤں میں جا کر تبلیغ کریں ❖

مکرم خانصاحب منشی فرزند علی صاحب جو رخصت لیکر دارالامان آئے اور دینی کاموں میں حصہ لے رہے تھے جگہ کی طرف سے ضروری تار پر واپس [illegible]

تہنیت نامہ

بخدمت حضور سید خلیفۃ المسیح ثانی کے دلپذیر میں آج تاریخ ذیل کی نظم پڑھی گئی:-

بادل مچل رہے ہیں کہ امڈ امڈ کر آئے ہیں
خوشی کے ٹھنڈے پانی کی وہ مشکیں بھر کر لائے ہیں
مسرتوں کی بوندیاں برسینگی اب چمن چمن
ہو جائینگے حقیقۃً ابھی یہ سب چمن چمن
بادل کا سینہ کھل گیا۔ جلے بہنے لگ گئے
پنجاب رحمت بول اٹھا "فضلاں دے نالے لگ گئے"
سبزے نے فرش مخملی دل کھول کر بچھا دیا
پھر جا بجا گلاب کا اک خط داں لکھا دیا
کلیاں وفور جوش سے چٹکتی ہیں مہکتی ہیں
پپیہے شور کرتے ہیں تو بلبلیں چہکتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر مالیر کوٹلہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے لاہور سے مالیر کوٹلہ جاتے ہوئے سٹیشن لدھیانہ پر بعض احباب نے ملاقات کی۔ لدھیانہ کی جماعت سٹیشن پر موجود تھی۔ اور اسی نے شام کی دعوت کا انتظام کیا۔ کھانا ویٹنگ روم میں کھلایا گیا جو پونے نو بجے مالیر کوٹلہ کے سٹیشن پر جناب نواب محمد علی خان صاحب اور ان کے صاحبزادہ اور مولانا ناقب صاحب اور دیگر اعزہ اور منصب علی خان صاحب اور دیگر احباب جماعت موجود تھے۔ حضور بذریعہ موٹر شیروانی کوٹ پہنچے۔

۹ مارچ ۱۹۲۱ء کو سکریٹری انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لیکچر کا اعلان ہوا۔ جلسہ گاہ جناب نواب محمد علی خان صاحب کا شہر والا مکان تجویز ہوا تھا۔ تین آدمیوں کا ایک وفد افغانان مالیر کوٹلہ بھیجا گیا کہ وہ لیکچر میں شامل ہوں۔ مخالف مولوی صاحبان کی طرف سے پوری کوشش کی گئی۔ کہ کوئی شخص جلسہ وعظ میں شامل نہ ہو۔ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ اور مسجد بمسجد مولوی صاحبان کے کارندے گئے۔ کہ اس وعظ میں مت آئیں۔ تاہم جمع امید توقعات سے زیادہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ مالیر کوٹلہ مختلف وجوہات سے ایک مردہ شہر ہے اور وہاں کی سوسائٹی نہایت ہی ادنیٰ حالت میں ہے پٹیالہ۔ نابھہ۔ سنگرور۔ لدھیانہ اور ارد گرد کے اور مقامات کے اچھی ڈیڑھ سو کی تعداد میں آئے تھے۔ مالیر کوٹلہ کے لوگوں میں جو جلسہ میں تھے انہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندو زیادہ تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز بھی مسجد احمدیہ میں ہی پڑھائی۔ اور اس کے بعد جلسہ شروع ہوا جلسہ کی کارروائی کو باقاعدہ بنانے کے لئے جناب نواب محمد علی خان صاحب نے خان صاحب احسان علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو صدر تجویز کیا۔ جس کی تائید مولانا محمد نواب خان صاحب نے ناقب نے کی۔ صدر جلسہ نے کہا کہ:۔

صاحبان! جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے اسوقت حضرت نواب مرزا صاحب سربراہ جماعت احمدیہ آپ کے سامنے تقریر فرمائینگے۔ جس کا موضوع صداقت اسلام ہوگا پہلے تلاوت کلام پاک ہوگی۔ پھر ایک نظم پڑھی جائیگی پھر تقریر ہوگی۔ جن صاحبان کو اس کے متعلق کچھ پوچھنا ہو وہ صبح شیروانی کوٹ جاکر دریافت کر سکتے ہیں۔

جناب صدر کے بیٹھنے کے بعد جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔ اور کہا کہ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ جن صاحبوں نے کچھ پوچھنا ہو وہ صبح شیروانی کوٹ تشریف لاکر پوچھ لیں۔ لیکن ممکن ہے بہت سے لوگ دوری کے عذر سے وہاں نہ جا سکیں۔ اسلئے میں حضرت صاحب کی اجازت سے جناب صدر صاحب کے بیان پر اتنا اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو صاحب وہاں جائیں وہ وہاں ملاقات کریں۔ لیکن جو صاحب وہاں نہ جا سکیں ان کی آسانی کے لئے حضرت نے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت اور اس طرح عطا فرمایا ہے کہ حضور ایک بجے یہاں تشریف لے آئینگے۔ اور ڈھائی بجے تک یہاں ملاقات کرینگے۔

اسکے بعد بابا فضل کریم صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نظم

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا

پڑھی۔ اور پونے آٹھ بجے حضرت اقدس کی تقریر شروع ہوئی سورہ نور کا پانچواں رکوع از ابتدا تا انتہا تلاوت فرمایا اور بتایا کہ جس طرح تمام مذاہب میں اختلاف ہے خدا کے وجود سے لیکر دیگر تمام امور ایمانیہ اور اعمالیہ میں کتنا تفرقہ ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کہتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ لوگوں نے مذہب پر غور نہیں کیا۔ ہر ایک شخص اسلئے کسی مذہب کا پیرو ہے۔ کہ وہ ماں باپ سے سنتا آیا ہے۔ کہ وہ ہندو یا مسلمان ہے۔ اور اسی لئے لوگ بڑے بڑے مگر اپنے مذہب کو نہیں جانتے۔

پھر فرمایا۔ اسلام بھی سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا ثبوت دیتا ہے۔ اس میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے بیان کئے۔ اور اسی ضمن میں مسٹر گاندھی اور آنحضرت ؐ کا مقابلہ کیا۔ پھر مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچا۔ پھر سوال کیا کہ کیا قرآن کے اصول کے مطابق مسلمان سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور اس مقام پر آپ نے حضرت اقدس کی صداقت کو پیش کیا اور کہا کہ قرآن کے بتائے ہوئے اصول سے مسلمانوں کے لئے وہی راہ ہیں ہیں۔ یا تو آپ کو وہ راہ اور قرآن کو سچا ثابت کیجئے ورنہ حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر صداقت اسلام کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ تقریر کا آخری حصہ پڑھ رہے تھے کہ گھنٹے تک یہ تقریر ہوئی۔ آخر میں حضور نے دعا فرمائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرے دن جب حضور ایک بجے کے بعد تشریف لائے تو دو صاحب آئے۔ ایک صاحب کے ہی سوال کے جواب میں کہ ابن مریم کا کیا مطلب ہے۔ حضور نے مختصر تقریر فرمائی جو پھر درج ہوگی۔ وہاں سے حضور سٹیشن پر پہنچے۔ آج جس گاڑی میں حضور نے لدھیانہ آنا تھا۔ وہ گھنٹہ سوا گھنٹہ لیٹ ہو گئی

عاجز (مہر محمد خان) کے والد فضل محمد خان صاحب مرحوم اور عاجز کے نانا جناب خان صاحب قادر بخش خان صاحب (جناب مولانا ناقب صاحب کے والد ماجد) نے سٹیشن پر ملاقات کی۔ سٹیشن پر حضرت نواب محمد علی خانصاحب اور ان کے صاحبزادے اور دیگر احمدی احباب بھی حاضر تھے۔ لدھیانہ کی جماعت نے استقبال کیا۔ شب کی دعوت جناب ماسٹر قادر بخش صاحب کے مکان پر تھی۔ وہاں پر مستورات نے بیعت بھی کی۔ قیام حضور کا ہمارے ہی مکان پر رہا۔ صبح پانچ بجے لدھیانہ سے ٹاک میں سوار ہو کر امرتسر پہنچے۔ دو گھنٹہ تک سٹیشن پر قیام رہا۔ جماعت کے احباب نے بعد میں حاضر ہو کر ملاقات کی اور بارہ بجے بٹالہ سے سوار ہو کر سب سے پہلے حضور کا ٹانگہ قادیان میں پہونچا۔ اور حضور نے خطبہ جمعہ پڑھ کر نماز پڑھائی۔ فالحمد للہ ؛

سیدوالہ میں احمدیہ جلسہ۔

ہمارا جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ مارچ کو منعقد ہوگا۔ احباب احمدیہ تحصیل جڑانوالہ و تحصیل اکاہڑ کے خصوصاً اور باقی صاحبان عموماً جلسہ ہذا میں تشریف لا کر جلسہ کو بارونق بنانے کی کوشش فرماویں۔

الراقم نیاز مند نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ سیدوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور

اچھے اخلاق بناؤ

آخر میں ایسہ دریافت کیا جاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ساری دنیا میں کام آنے والی چیز اخلاق ہے۔ اچھے عادات اور اخلاق کا انسان ہر جگہ عزت اور قابلیت حاصل کر لیتا ہے ہندو دوکانداروں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ گاہک دور سے ہی آتا دیکھ کر کہنے لگ جاتے ہیں۔ آیئے جی۔ آیئے جی۔ مگر مسلمان دوکاندار گاہک کے ساتھ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں سے تجارت نکل کر دن بدن ہندو کے ہاتھ جا رہی ہے۔ کیونکہ گاہک انہی دوکانداروں کے پاس جاتے ہیں۔ جو اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ اسی طرح وکیلوں اور دیگر پیشہ وروں کا حال ہے۔ انہی کے پاس زیادہ لوگ جاتے ہیں۔ جو بے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ تم بھی اخلاق بناؤ۔ تاکہ تمہارے اپنے دل میں اطمینان پیدا ہو۔ اور لوگوں کے دلوں میں تمہاری قدر اور عزت ہو۔

پھر دنیاوی ترقیات بھی اخلاق پر ہی منحصر ہوتی ہیں۔ لڑنا۔ جھگڑنا۔ جھوٹ بولنا۔ چوری اور بدیانتی کرنا یہ سب بری باتیں ہیں۔ ان سے انسان بدنام ہو جاتا ہے۔ اور بدنام انسان کوئی مفید اور اعلیٰ درجہ کا کام نہیں کر سکتا۔ تم تمام بری باتوں سے بچو اور اچھی باتیں حاصل کرو ؛

پھر اپنی طبیعتیں خوش بناؤ۔ رنجیدہ اور پژمردہ مت بناؤ۔ خود خوش رہو۔ اور دوسروں کے ساتھ خوشی اور اخلاق سے پیش آؤ۔ اگر تم ان باتوں کو یاد رکھو گے۔ تو بہت فائدہ اٹھاؤ گے ؛

ذکر فان الذکری تنفع المومنین

الفضل کے گذشتہ پرچہ میں احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہوں کہ مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو بڑھانے کی جس قدر ضرورت ہے اب پھر بطور یاددہانی یہ چند الفاظ معروض خدمت ہیں۔

اس درخواست کی طرف احباب کی فوری توجہ درکار ہے یکم اپریل کو مدرسہ کا نیا سال شروع ہوگا۔ جن دوستوں نے بچوں کو بھیجنا ہو وہ براہ مہربانی یکم اپریل تک بھیج دیں اور اگر بعض مدارس میں چہارم پرائمری کا امتحان پاس کرنے کا انتظار ہو تو ہمیں اطلاع دیں تاکہ ہم کچھ دن اور بڑھا دیں۔ والسلام۔ خاکسار عبدالرحمن مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان ؛

حقہ نوشی

ایک صاحب منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حقہ ترک کرنے کی کوشش میں ہوں مگر جسمانی تکالیف بہت ہوتی ہیں۔ اور نیز طبیعت یہ ہے کہ حقہ چھوڑ کر ذرا بیمار ہوتا ہوں تو تمام لوگ ہوا دیتے ہیں۔ دودھ پینے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ حقہ لاکر آگے رکھ دیتے ہیں۔

ان صاحب اور ایسے دیگر صاحبان کے جواب میں عرض ہے کہ:۔

(۱) یہ تمام جسمانی تکالیف عارضی ہیں۔ پندرہ دن صبر سے کام لیں۔ انشاء اللہ سب جاتی رہیں گی۔

(۲) دوسرے یہ کہ کچھ عزم کی بھی ضرورت ہے خصوصاً جوان آدمی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے کہ صبح عزم کرے اور شام کو یا دو تین دن کے بعد پھر فسخ کر دے۔ آپ لوگ اولوالعزم انبیاء کے پیرو اور اولوالعزم خلیفہ کے مرید ہیں۔ اگر آپ نے ہی ذرا ذرا سی بات پر عزم توڑ دیا۔ تو بہت ہی رنج و افسوس کی بات ہوگی

(۳) تیسرے وہ لوگ جو عمر رسیدہ ہیں۔ اور حقہ کم کرنا چاہتے ہیں یا جو جوان مگر ضعیف ہمت ہیں وہ یہ عہد کریں کہ ہم حقہ مجلس یا کسی شخص کے ساتھ بلکہ نہیں پئیں گے۔ اگر بہت خواہش ہوئی۔ تو گھر میں جا کر خود اپنے ہاتھ سے بھر کر تنہائی میں پئیں گے۔ اس طرح امید ہے کہ حقہ کی عادت بہت کم ہو جائیگی۔ مجلس میں جب پیش کیا جائے۔ تو صاف کہدیں کہ ہم نے عہد کیا ہے کہ کسی کے ہمراہ یا کسی کے سامنے نہ پئیں گے اور جب ضرورت ہوگی۔ تو گھر میں تنہائی میں پی لینگے ؛

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگرچہ بوقت ضرورت وہ کچھ حقہ نوشی کر لینگے مگر زیادہ نہیں پی سکیں گے۔ کیونکہ حقہ کیلئے لازمی شرط ہے اور بعض آدمی تو پی ہی نہیں سکتے۔ جب تک کوئی اور دوست اگر ساتھ شریک نہ ہو۔ اس طرح صرف اشد ضروری حصہ تمباکو نوشی کا رہ جائیگا اور باقی سب افراط نکل جائیگی۔ پھر امید کیجاتی ہے کہ چند دن اس طرح پیتے پیتے کسی دن نفرت سے تنگ آکر اتنی عادت بھی جاتی رہیگی۔ ان دو شرطوں کو یاد رکھو کہ اگر پینا بھی ہو تو ایک تو کسی سے حتی کہ ملازم سے بھی ہرگز نہ بھروایا جاوے۔ دوسرے ہمیشہ تنہائی میں پیا جاوے اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ المعلن خاکسار ناظر تعلیم و تربیت قادیان ؛

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ ایڈیٹر

چاندی کے عجیب موتی

خالص چاندی کے یہ نہایت ہی خوشنما موتی پانی پت کی قدیمی صنعت اور دیسی دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ اصلی موتیوں کی مانند گول اور صاف اور نہایت چمکدار ہیں۔ دلفریبی۔ خوشنمائی اور زینت انہیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ پائداری اور چمک اور خوبصورتی میں اصلی موتیوں کو شرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی یہ ہے کہ بد احتیاطی سے خراب یا میلے ہو جانے پر دوبارہ آسانی کے ساتھ چمکدار اور بھلا ہو سکتے ہیں۔ نیز ہر وقت ایک مالی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہار بنانے۔ گنتھا پرونے۔ بالیوں میں ڈالنے اور تھوں وغیرہ میں پہننے کے لئے معمولی موتیوں کی طرح ان کے درمیان سوراخ ہیں نفیس سبک اور خوبصورت نظر بطور ایک بیش بہا تحفے کے مستورات کو دینے کے لئے اس سے بہتر چیز نہیں ملسکتی۔ قیمت تین روپیہ فیصد جن۔ ہماری صداقت آزمانے اور اپنے زیورات کی شان بڑھانے کیلئے بطور نمونہ کم از کم ایک درجن تو ضرور ہی طلب فرمادیں۔ ملنے کا پتہ:۔ شیخ محمد انوار الدین پانی پت

خوبصورت مورنما مقراض

ایک نئی عجیب اور انوکھی ایجاد ہے۔ اس سے پہلے ایسی مقراض جو زندہ ہو کر خوبصورت مور بنجائے۔ اور کھلی ہوئی فرفر کام دے آپ نے نہ دیکھی ہوگی۔ لہذا اگر آپ جدید ہندوستانی کاریگری کا اعلیٰ نمونہ دیکھنا چاہیں تو ایک ضرور منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت نہایت واجبی ہے۔

المشتہر۔ شیخ محمد محی الدین محلہ انصار پانی پت

بنیں مرے زمین و خت موتی ہی ۲

دور الضعفاء (یعنی وہ مکانات جو حضرت میر ناصر نواب صاحب مقبرہ بہشتی کے پاس غرباء کے لئے بنوائے ہیں) کے ملحق جانب جنوب ایک زمین مالکی قابل فروخت ہے۔ (اہل حاجت احباب کے لئے اچھا موقعہ ہے۔ مجھ سے جلد خط و کتابت کریں۔ اسی زمین کے ساتھ ایک حصہ ملکیت حافظ روشن علی صاحب و مولوی شادی خان صاحب کی ہے۔ رجسٹری انہی کے پاس ہے۔

سید احمد نور کابلی۔ قادیان

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ میرا اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کا بنایا ہوا۔

سرمہ میرا اور ست سلاجیت

اصل میرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے سرمہ مبارک میں میرا پیش کیا۔ آپ نے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ یعنے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہتیرے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور میرا کو ہمیشہ اس نسبت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کا استعمال کریں حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ:۔ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ صندل۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوالی اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لیے بہت مفید ہے قیمت سرمہ میرا قسم اوّل ۱۰ روپے تولہ۔ اصل میرا ۱۰ روپے تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع یشفی الطعام قاطع بلغم و یارج و دافع یواسیر فساد بلغم و قاتل کرم حکم منفعت سنگ گردہ و مثانہ۔ مسہل ہول و سیلان منی و بیوست و دردِ مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ خود بیر کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اوّل ۱۰ روپے تولہ

المشتہر:۔ احمد نور تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

مجرب المجرب ادویات

(مکمل فہرست کارڈ لکھکر طلب فرماویں)

سرمہ نور

برسوں کی دھند۔ غبار۔ جالا۔ کنکر۔ ریتوں کے استعمال سے پرانی سرخی چند دفعہ کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ غرض اس کا استعمال آنکھوں کو روشن اور دیگر تمام شکایات دور کر کے آئندہ اچانک پیدا ہونے والی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف ایک روپیہ

حب اکسیر

یہ بفضل تعالےٰ کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لے آتی ہے۔ اس کے سامنے تمام مقویات ہیچ ہیں غرض یہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی بخشتی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔

روغن اکسیر

یہ پٹھوں کو درست اور اعصاب کو شریر حیرت انگیز طور پر زندہ کر دیتا ہے۔

قیمت صرف دو روپیہ

سفوف چار

یعنی مدد کرنے والا۔ اگر بدن نحیف آنکھیں اندر کو گڑی ہوئی ہوں۔ جب ذرا دوڑے تو دم پھول گیا۔ دائمی نبض کی شکایت۔ معدہ میں فتور۔ مادے کا اخراج۔ تمام اعضاء رئیسہ کمزور جسم میں سستی۔ کمر میں درد وغیرہ وغیرہ ہو تو یہ سفوف انشاء اللہ ضرور تندرستی کا منہ دکھا دیگا۔ قیمت صرف دو روپیہ

ملنے کا پتہ

حکیم عطا محمد قادیان پنجاب

انجینرنگ سکول لدھیانہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو

اپریل ۱۹۱۰ء میں صرف سب اوورسیر کلاس کھولی گئی تھی جس میں اسی سال اسی ۸۰ طلباء داخل ہو گئے۔ دوسرے سال تعداد طلباء ایک سو پچیس ہو گئی۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء سے اوورسیر کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس میں اسوقت تک ستر طلباء داخل ہو چکے جنوری ۱۹۱۳ء سے ڈرافٹسمین کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس کے داخلہ کیلئے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں۔ اکثر انجینر صاحبان نے اسکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارک لکھے اسکول میں اسوقت نہایت قابل اور تجربہ کار پروفیسر کام کرتے ہیں۔ ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ سروے نگ اور ورکشاپ وغیرہ کا کام موجود ہے۔ انجینرنگ ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ وقتاً فوقتاً طلباء کو سلائڈ رول کے لئے بھی ہم سے طلب فرمایا کرتے ہیں۔ غرض یہ سکول پنجاب اور ڈیپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسکول کے مفصل قواعد معہ نقشہ سرٹیفکیٹ آدھ آنہ پر مل سکتے ہیں۔

المشتہر: سید احمد حسن مینجر و لائسنسڈ سکول انجینرنگ لدھیانہ

نسخہ مقوی

خشخاش روغنی ایک تولہ دودھ آپاؤ پانچ میں مسلسل کھرل کر کے تمام دوا کا ایک قرص کف دست جوان آدمی کے برابر چوڑا بنائیں جب قرص اچھی طرح خشک ہو جائے قرص مذکور کو سات تولہ سوت دیسی میں لپیٹ کے محفوظ الہوا جگہ میں اس پر ایک کوئلہ کہیں۔ بہت عمدہ اور مفید قوام اور بے دود کشتہ ہو جائے گا۔ کشتہ ہذا ایک تولہ سویا کی دودھ اوّل ۱½ تولہ دونوں کو پھر ایک میں کھرل کر کے سرخ سیاہ کے برابر گولیاں بنالیں۔ بوڑھے اعصاب ضعف اعصاب دماغ کمر۔ درد پشت ضعف کے لئے اکسیر ہے۔ راقم کا معمول اور مجرب ہے۔ قیمت (۱۰) خوراک ۱۰ جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہیں۔

المشتہر

فقیر منشی محمد عبداللہ سنیاسی نروٹ جمیل سنگھ ضلع گورداسپور (پنجاب)

بات یہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ کہتا ہے اگر ہو تو میں اس طرح کروں ۔ طالب علموں کے پاس بھی چونکہ کچھ نہیں ہوتا اسلئے وہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کچھ ہو گا تو ہم سب کچھ قربان کر دینگے ۔ لیکن جب وقت آتا ہے ۔ تو کچھ بھی نہیں کرتے سوائے طالب علم جس فرد اور جس قوم سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس کے متعلق کہتا ہے کہ قوم اس کے لئے کیوں سب کچھ قربان نہیں کرتی ۔ مگر جب اسے کچھ دیا جاتا ہے تو وہ ان سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے ۔ جن پر ہنسا کرتا تھا

خیالی پلاؤ پکانیوالے

تم مکتبوں سے نکلنے والے ہو ۔ تمہارے دل میں بھی کئی خیال ہونگے ۔ اور تم نے بھی بڑے بڑے ارادے کئے ہونگے ۔ مگر یہ سب خیالی باتیں ہیں ۔ اصل اسی وقت کی جائیگی جب تم عملی زندگی میں ان کو اختیار کرو گے ۔ اور ان کو پورا کر کے دکھا دو گے ۔ ورنہ یاد رکھو ۔ جو شخص خیالی پلاؤ زیادہ پکاتے کا عادی ہوتا ہے ۔ وہ زیادہ ناکام ہوتا ہے ۔ وجہ یہ کہ ایسے شخص دماغ سے زیادہ کام لیتے ہیں اور جو ایسا کرتے ہیں ۔ وہ عملی طور پر بہت کم کام کرتے ہیں ۔

خیالی پلاؤ نہ پکاؤ

پس پہلی نصیحت میں تم کو یہ کرنا چاہتا ہوں کہ خیالی پلاؤ تمہارے لئے موت اور زندگی آنے والی ہے ۔ موت تو اس حالت سے نکلنا ہے جس میں اب تک تم رہے ہو ۔ اور زندگی دوسری حالت ہے جس میں تم خواہ ملازمت کرو یا کالج میں داخل ہو جاؤ ۔ یا کوئی اور کاروبار کرو ۔ اس کے لئے تم خیالی پلاؤ نہ پکاؤ اگر تم ایسا کرو گے ۔ تو اس سے یا تو ایسا زنگ لگ جائیگا کہ تمہیں عملی طور پر کام کرنے کی توفیق نہ ملیگی ۔ یا پھر تم مایوس ہو کر ناکام ہو جاؤ گے ۔ ہم دیکھتے ہیں ۔ آج کل چونکہ اکثر طالب علم خیالی پلاؤ پکاتے ہیں اور بڑے بڑے منصوبے باندھتے ہیں ۔ جنہیں گورنمنٹ پورا نہیں کر سکتی ۔ اور اگر ان کی اپنی گورنمنٹ ہوتی ۔ تو وہ بھی پورا نہ کر سکتی ۔ اسلئے وہ اپنے منصوبوں سے مایوس ہو کر سمجھتے ہیں ۔ کہ گورنمنٹ ہماری دشمن ہے ۔ اور ہماری ترقی کو روکنا چاہتی ہے ۔ اگر طالب علم خیالی پلاؤ نہ پکائیں ۔ تو انہیں عملی زندگی میں آکر مایوسی نہ ہو ۔ اور نہ وہ گورنمنٹ کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کے خلاف ہو جائیں ۔

اپنے لئے آپ انعام تجویز نہ کرو ۔

تمہیں آئندہ زندگی کے لئے تیاری کرنی چاہیئے ۔ اور خوب زور کے ساتھ اور پوری محنت کے ساتھ کرنی چاہیئے ۔ لیکن اپنے لئے انعام تجویز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جس طرح روحانی زندگی کا انعام دینے والا خدا ہی ہے اسی طرح اس زندگی کا انعام دینے والے دوسرے ہیں ۔ انسان کا اپنا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو نثار کرے ۔ نہ کہ اپنے لئے انعام بھی خود تجویز کرے ۔

پس میری ایک نصیحت یہ ہے کہ اپنے ذہنوں سے ایسے خیالات نکال دو ۔ اور پھر آئندہ زندگی کے لئے تیاری کرو اور موجودہ حالت کی فکر رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ ٹھیک ہے یا نہیں ؟

مرکز سے تعلق قائم رکھو

دوسری نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں تم نے جو تعلیم حاصل کی ہے ۔ تمہیں آئندہ زندگی میں اسے خرچ کرنے کا موقع ہو گا ۔ تم نے یہاں تعلیم کے دوران میں روحانی تعلیم بھی حاصل کی ہے ۔ اس کے متعلق بھی تمہارا استحان ہو گا ۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں ۔ جو اس امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں ۔ جب تک یہاں رہتے ہیں ۔ نمازیں پڑھتے ہیں ۔ مگر باہر جا کر چھوڑ دیتے ہیں ۔ یہاں رہ کر سلسلہ سے بڑا تعلق ظاہر کرتے ہیں ۔ لیکن باہر جا کر اس تعلق کو توڑ دیتے ہیں ۔ اور جس طرح حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا تھا کہ جہاں کے لوگ تمہاری بات نہ سنیں ۔ وہاں کی گرد بھی اپنے پاؤں سے جھاڑ آنا ۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں ۔ تم بھی یہ غور کرو کہ یہاں کی زندگی تمہارے لئے بیج کی طرح ہے ۔ جو آگے بڑھتی بڑھے گی اور اس کے شگوفے نکلتے رہینگے ۔ یا گرد کی طرح ہے ۔ جسے تم جب چاہو وقت جھاڑ کر جا ؤ گے ۔ اگر بیج کی طرح ہے ۔ تو بیج کی طرح ہی اس کی حفاظت کرنے سے تمہیں فائدہ حاصل ہو سکیگا ۔ ورنہ نہیں ۔ اور بیج کے رکھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ اسے انسان تر و تازہ رکھے ۔ اور گھن نہ لگنے دے ۔ تمہارے لئے اس بیج کو محفوظ رکھنے کا یہ طریق ہے کہ مرکز سے تعلق رکھو ۔ اس وقت تمہاری حالت اس کونپل کی طرح ہے ۔ جو باڑ کے اندر ہو ۔ اور جسے کوئی جانور نہ کھا سکتا ہو ۔ اگر تم باڑ کے اندر رہو گے ۔ تو محفوظ رہو گے ۔ اور اگر تم فیصلہ کر لو کہ جو چیز تمہیں یہاں سے ملی ہے ۔ وہ تمہارے لئے مفید ہے ۔ تو تمہیں اس کی حفاظت کرنے کا بھی فیصلہ کر لینا چاہیئے ۔ اور حفاظت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ مرکز سے تعلق مضبوط رکھو ۔ اور اس میں کبھی کمزوری نہ آنے دو ۔ اگر تم اس طرح کرو گے ۔ تو جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے وہ نہ صرف محفوظ رہیگا ۔ بلکہ اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جائیگا ۔ اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو ۔

دل صاف کر کے جاؤ

اسکے بعد میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں ۔ اور وہ یہ کہ جہاں انسان رہتا ہے ۔ وہاں کے لوگوں سے جو کچھ اسے تعلق پیدا ہو جاتا ہے اسلئے کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے ۔ کہ ان سے تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں ۔ فائدے اور آرام بھی پہنچتے ہیں ۔ لیکن لوگوں کا قاعدہ ہے کہ آرام کو بھول جاتے ہیں اور تکالیف کو تازہ رکھتے ہیں ۔

یہاں جو تم دو تین چار یا سات آٹھ سال رہے ہو ۔ ان میں جن لوگوں کے ساتھ تمہارا تعلق رہا ہے ۔ ان کی نسبت ممکن ہے ۔ تمہارا یہ خیال ہو ۔ کہ فلاں وقت یہ تکلیف پہنچی تھی ۔ اور فلاں وقت یہ ۔ اور اس قسم کی باتیں تمہیں یاد ہوں گی ۔ یاد رکھو ۔ جہاں کے متعلق ایسی باتیں جو لوگ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ۔ وہاں سے ان کا تعلق قطع ہو جاتا ہے ۔ اور وہ باہم علیحدہ ہو جاتے ہیں ۔ شریف انسانوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی باتوں کو یاد رکھتے ۔ اور تکلیف دہ باتوں کو بھول جاتے ہیں ۔ تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ لوگ ایسے سلوک زیادہ کرتے ہیں ۔ اور تکالیف کم لوگوں کی طرف سے پہنچتی ہیں ۔ مگر لوگ پہنچائی ہوئی تکالیف زیادہ یاد رکھتے ہیں اور اچھے سلوک کو بہت جلد بھول جاتے ہیں ۔ اسلئے تکلیف زیادہ معلوم ہوتی ہیں ۔ ایک شخص کسی جگہ رہتا ہے ۔ اور روزانہ بیٹ لیکر کھاتا ہے ۔ وہ آج ایک دن بھوکا رہے ۔ تو اسے یہ بات یاد رہے گی ۔ اور ہر روز کا کھانا بھول جائے گا ۔ تو تکالیف کو یاد رکھنا چاہیئے ۔ اور یہ یاد رکھنا بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ اس تکلیف دینے والی بات میں یہ اثر ہوتا ہے کہ زیادہ یاد رہتی ہے ۔ اگر انسان اس کے خلاف طبیعت بنائے ۔ یعنی نیک سلوک کو یاد رکھے ۔ اور تکلیف کو بھلا دے تو اسے اچھی باتیں ہی یاد رہینگی اور ایسے لوگ ہوتے ہیں ۔ جنہیں اچھی باتیں ہی یاد رہتی ہیں ۔

اور ایسی باتیں جن سے انہیں تکلیف پہنچی ہو۔ بھولی باتیں ہیں تو تکلیف دہ باتوں کو یاد رکھنے سے قلب اور دماغ پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت خراب نکلتا ہے۔ علاوہ اس کے سخت ناشکری کی بات ہے کہ تکلیفوں کو جو کم ہوتی ہیں۔ یاد رکھا جائے۔ اور آراموں کو جو زیادہ ہوتے ہیں بھلا دیا جائے کئی لوگ معمولی معمولی باتوں سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ تکلیف تو یاد رکھتے اور آرام کو بھول جاتے ہیں۔ اور کسی سے ذاتی کی وجہ سے مرکز سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر کسی آدمی سے ان کی لڑائی ہو تو اس سے نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ جس سے اس کا تعلق تھا وہ بھی بُرا ہے مگر لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ جس سے لڑائی ہو۔ اس کی قوم اسکے مذہب تک کو گالیاں دے دیتے ہیں۔ حالانکہ کوئی قوم ایسی نہیں جو ساری کی ساری بُری ہو۔ مغل، پٹھان، ہندو قوم میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ اسی طرح کوئی مذہب ایسا نہیں جو سارے کا سارا بُرا ہو۔ ہاں ایک مذہب ایسا ہے جو سارے کا سارا اچھا ہے اور وہ اسلام ہے۔ مگر سارے کا سارا کوئی مذہب بُرا نہیں ہے

پس اگر کسی انسان سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس ایک کی وجہ سے ساری قوم مذہب اور سلسلہ پر حرف نہیں کر سکتا۔ خواہ کوئی انسان کتنا بڑا ہو تو بھی وہ بُرائی اسی سے تعلق رکھے گی سلسلہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ تمہارے دلوں میں اگر شاید ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ تو اسکو یہاں سے جانے سے پہلے نکال دو۔ تاکہ وہ ایک خراش کی طرح تمہارے ساتھ نہ جائے۔ تم اچھی باتوں کو یاد رکھو اور سب بُری باتوں کو بھلا دو ۔

قادیان آنے کی کوشش کرو

اسکے بعد میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تمہیں بار بار قادیان آنے کی کوشش کرتی چاہیئے۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گھر سے مال لیکر ڈاکوؤں میں جائے۔ تم گھر سے اسی طرح جا رہے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم اپنے مال کی حفاظت کرو۔ اور اس عہدگی سے کر وکہ ڈاکو بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں اور بجائے تم سے مال چھیننے کے تمہیں تندرست کرنے کے لئے مدد گار بنجائیں اور ہو سکتا ہے کہ تم اس کی حفاظت نہ کرو اور گھر سے

بچل کر دوسری قدم بڑھنے پر تم سے چھین لیں۔ اگر تم یہ خیال کرو گے۔ کہ تمہیں ایسے مخالفین میں جانا ہے۔ جو تم سے تمہارا مال چھیننے کی کوشش کرینگے۔ اور تمہیں احتیاط کرنے کی ضرورت ہے تو ۹۹ فیصدی امید ہے کہ تم حفاظت کر سکو گے۔ اور اگر اسکے خلاف کرو گے تو ۹۹ فیصدی خطرہ ہے کہ تم لوٹ لئے جاؤ گے۔ کیونکہ جو چوکس رہتا ہے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے اور جو غافل ہو جاتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ تم اگر خطرہ کو محسوس کرو گے تو چوکس رہو گے۔ اور جب چوکس ہو گے۔ تو دشمن کے وار سے محفوظ رہو گے۔ لیکن اگر غافل ہو جاؤ گے تو نقصان اٹھاؤ گے ۔

ہم کیوں سیاست میں حصہ نہیں لیتے

پھر ایک بات یاد رکھو کہ ہم نہ تو گورنمنٹ کو اور نہ کسی اور گورنمنٹ کو بے عیب سمجھتے ہیں عیب ہر گورنمنٹ میں ہوتے ہیں۔ آدمیوں میں بھی ہیں۔ وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ میں کوئی عیب نہیں۔ ان کے سامنے جو نقائص پیش کئے جاتے ہیں تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس گورنمنٹ میں کوئی عیب نہیں۔ اسلئے ہم اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ بلکہ ہمیں گورنمنٹ کے عیب دوسروں کی نسبت بہت زیادہ معلوم ہیں۔ اور ہم بہت زیادہ زور کے ساتھ ان کے خلاف آواز اٹھا سکتے ہیں مگر گورنمنٹ کے عیب کی نسبت ساری دنیا میں جو عیب ہے وہ چونکہ بہت بڑا ہے اسلئے ہم اپنی ساری طاقت اس کے دور کرنے میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری جماعت تھوڑی ہے اور ہمارے کام کرنیوالے کم ہیں۔ اگر ہمارے آدمی گورنمنٹ کے پیچھے پڑ جائیں۔ تو اصل کام کرنے سے رہ جائینگے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان عاجل یعنی جلدی حاصل ہونیوالے نفع کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور یہ صاف بات ہے۔ کہ سیاسیات کے متعلق چونکہ انسان سمجھتا ہے کہ مجھ کو کوئی عہدہ مل جائیگا۔ اس لئے اپنی ساری کوشش اسی میں صرف کر دیتا ہے۔ اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ یہ درست ہے۔ کہ سیاسیات میں پڑنے والے سب لوگوں کو عہدے نہیں مل جاتے۔ لیکن سینکڑوں امیدوں پر ہی لوگ خوش ہوتے۔ اور اس میں مصروف رہتے ہیں اور ایسے لوگ دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتے۔

ہمارے سیاسیات سے علیحدہ رہنے کی اور بھی وجوہ ہیں مگر یہ بڑی وجہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔ ہماری ساری کی ساری جماعت اپنی ساری قوت اور سارا زور اشاعت اسلام میں لگائے۔ کوئی پیشہ ور ہے تو اپنے پیشہ میں۔ اگر کوئی تاجر ہے تو اپنی تجارت میں۔ اگر کوئی ملازم ہے تو اپنی ملازمت میں اسی بات کو مدنظر رکھو۔ اور اس کے لئے کوشش کرتا رہے۔ ہمیں سیاسیات میں حصہ لینے سے روکنے کی وجہ ہماری یہ کمزوری ہے۔ کیونکہ اگر ہماری جماعت سیاسیات میں پڑ گئی۔ تو اصل کام کو بھول جائے گی۔

تمہیں اگر کوئی گورنمنٹ کے نقص اور عیب بتائے۔ تو تم کہو۔ ہم پہلے ہی ان باتوں کو جانتے ہیں۔ مگر چونکہ ان سے بڑا کام ہمیں درپیش ہے اس لئے ان میں دخل نہیں دیتے۔ ہم ان لوگوں سے زیادہ گورنمنٹ کے عیبوں سے واقف ہیں۔ جو شور مچا رہے ہیں۔ مگر ہمیں چونکہ فرصت نہیں۔ اسلئے ادھر توجہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو اگر کسی کا بیٹا مر رہا ہو تو کیا اسے یہ فکر ہو سکتا ہے۔ کہ گھر کا پلستر اکھڑ گیا ہے۔ اسے درست کراؤں۔ اسے تو بیٹے کی بیماری کا اور اس کے علاج کا ہی فکر ہو گا۔ اسوقت اسلام کے خلاف یورش ہو رہی ہے۔ اسلام کو بُرے سے بُرے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام سے لوگوں کو متنفر کیا جا رہا ہے اور اسلام کے مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسوقت ہمیں اگر کوئی فکر ہے۔ تو یہی کہ اسلام کی صداقت دنیا پر ثابت کریں۔ اسلام کی عزت اور وقعت لوگوں کے دلوں میں قائم کریں۔ اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کریں۔ اور اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔ پس ہم اس کام کو چھوڑ کر اور کسی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔

تمہارے سامنے گورنمنٹ کے نقص پیش ہونگے اگر تمہارا یہ خیال ہو گا۔ کہ اس میں کوئی نقص نہیں تو جب تم کو لوگ نقائص سنائینگے۔ تم حیران رہ جاؤ گے۔ لیکن اگر تمہارا یہ خیال ہو گا۔ کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں مگر چونکہ فرصت نہیں اسلئے ان باتوں میں نہیں پڑتے۔ تو تم پر کسی کی بات کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ تمہیں دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کرنی ہے۔ تم اگر سیاست میں پڑ جاؤ گے تو ادھر سے بالکل رُک جاؤ گے ۔

ہے۔ پس دنیا کی تدوین بتاتی ہے کہ اس کا پیدا کرنیوالا کوئی ہے۔ اور پیدا کرنے میں اس کی کوئی غرض ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے پیدا کر کے یونہی چھوڑ دیا۔ اتفاق کے معنے ہوتے ہیں جس کام میں سلسلہ نہ ہو۔ لیکن جس میں سلسلہ ہو وہ اتفاق نہیں کہلاتا ؛

مذہب کی ضرورت کا احساس کس طرح ہو سکتا ہے

غرض انسان کی پیدائش کی غرض ہے۔ اور مذہب انسان کے فائدے کے لئے ہے مگر پھر بھی فوائد محسوس نہیں ہوتے۔ مثلاً جب ریل نہ تھی تو ہمیں اسکی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن آج جب ریل ہو گئی ہے تو جس گورنمنٹ میں نہ ہو۔ اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ضرورت کی چیز اسمیں نہیں یا ڈاک کا جب ایسا انتظام نہ تھا تو اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی تھی مگر جب ہوا تو جہاں نہ ہو وہاں اعتراض ہوتا ہے۔ اسی طرح جب تک خدا نہیں ملتا۔ اسوقت تک اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن جب ملجائے۔ تو پھر انکار نہیں ہو سکتا اور انسان اس کے بغیر اپنی زندگی کو اچھی طرح نہیں گذار سکتا پس۔ مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کی ہستی سے وابستہ ہے۔ اگر خدا ہے تو مذہب کی بھی ضرورت ہے ؛

خدا کی ہستی کا ثبوت

اب سوال ہوتا ہے کہ خدا کا کیا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ بات تسلیم ہے کہ ہر چیز کا ثبوت ہونا چاہیئے۔ اور خدا بھی ثابت ہونا چاہیئے۔ حالانکہ ایک امریکن سائنس دان نے لکھا ہے اگر خدا ہے تو سائنس باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ ہم پر سائنس باپ سے زیادہ مہربانی کا اظہار کرتا ہے۔ ہم نے اس کے بیٹے فطرتی مطالبہ کئے۔ پس اگر خدا ہے اور ہم نے اس کا پتہ لگا لیا ہے۔ تو ہمیں اس کا ثبوت بھی مہیا کرنا چاہیئے۔ ہم نے تو نہیں خدا کی عبادت کے لئے کہا۔ وہ خود کہتا ہے کہ میں پہلے تیار بیٹھا ہوں۔ تلاش رکھنے والوں کو انعام دیتا ہوں۔ تو ہمیں ان کو ثبوت دینا چاہیئے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کے ثبوت سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اگر خدا ہے تو مذہب کی ضرورت ہے۔ اور اگر خدا نہیں تو مذہب کی ضرورت نہیں۔ پس پہلے ہمیں مذہب کی ضرورت پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اگر مذہب کی ضرورت ثابت ہو جائے تو پھر خدا کے ثبوت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؛

اسلام کی فضیلت دیگر مذاہب پر

سب مذاہب کے پیرو اپنے اپنے مذہب کی تائید میں انسان کو خدا کلام کرتا تھا۔ اور اب اس سے انکار کرتا بتاتے ہیں۔ کہ وہ مذاہب اپنی اصل حالت پر نہیں ہے۔ لیکن اسلام اب بھی وہ بات پیش کرتا ہے جو مذہب کا مغز اور تمام مذاہب کا طغرائے امتیاز رہا ہے یعنے مکالمہ الٰہیہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ خدا نے اپنا کلام دنیا میں پیش کیا۔ اور آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کے فضل سے جاری ہے ؛

ایک مثال

میں اپنا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر مظفر خان جو کالج سے عراق میں بھیجے گئے تھے۔ ان کے متعلق ان کے سالیوں کی طرف سے اور سرکاری طور پر خبر آئی۔ کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ ان کے والد اس خبر سے تھوڑا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے جو بہت بوڑھے تھے۔ مجھے خیال تھا۔ کہ مظفر خان اپنے باپ کا اکیلا بیٹا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ دو لڑکیاں بھائی ہیں۔ ماں باپ کا ایک بیٹا ہونے کے خیال سے اور اسکے باپ کے بوڑھا ہونے سے مجھے قلق ہوا۔ ادھر ہمارے میڈیکل سکول کے لڑکوں کو جب اسکی موت کا حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے کہا وہ ملٹری خدمات کرنے سے انکار دیتے۔ مجھے خواب میں بے حد ہیبت ہوئے خیال سے بھی قلق ہوا اسی میں [illegible] میں نے صبح کے وقت اپنے بھائی کو یہ بتایا۔ اور انہوں نے اس کے رشتہ دار کو بتایا اور یہ خبر عام ہو گئی۔ اس سے کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ زندہ ہے دشمن کے قبضہ میں آ گیا تھا [illegible] مُردہ سمجھ لیا گیا۔

کیا انسانی دماغ اس خبر کو وضع کر سکتا تھا۔ اگر دماغی اختراعات کے ماتحت اس خبر کو رکھا جائے۔ تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ دماغ خیالات کے الٹ نہیں دکھایا کرتا۔ حالات اور خیالات کے خلاف کبھی امر کا رؤیا میں معلوم ہونا اور پھر اس کا پورا ہو جانا یہ ثبوت ہے مناسبات کا کہ جن بندوں کا خدا سے تعلق ہوتا ہے تو خدا خود باتیں بتاتا ہے اور غم و فکر سے انہیں نجات دیتا ہے میرے دل کو جو اس خبر سے صدمہ ہوا تھا وہ میرے خدا نے اس طرح دور کر دیا۔ اور ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے آدمی ہیں جن سے خدا باتیں کرتا ہے اور اور عزت دیتا ہے اور ان کے مخالفوں کو ذلت پہنچاتا ہے اور پہلے مدد کا وعدہ کر کے پھر الہاماً کرتا ہے ایسے لوگوں کی اگر ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو ناکام رہتی ہے اور وہ کامیاب ہوتے ہیں ؛

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں خدا کی ہستی کا ثبوت ہے

حضرت مسیح موعود نے جب دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ تو اپنے بیگانے سب آپکے مخالف ہو گئے اسی لاہور میں آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ امرتسر میں ایک موقعہ پر عوام نے آپ پر پتھر برسائے پھر پادریوں نے آپ پر اقدام قتل کے مقدمے کرائے اور سرکار کے خلاف زور لگایا۔ لیکن خدا نے آپ کو ان فتنوں کے متعلق قبل از وقت اطلاع دے دی تھی کہ یہ سب فتنے دور ہو جائینگے۔ اور کوئی نقصان نہ پہنچا سکینگے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایسا ہی ظہور ہوا۔ دنیا آپ کی جماعت کو مٹانا چاہتی تھی۔ مگر کچھ نہ کر سکی۔ اور آپ کی جماعت ان بندوں پر مشتمل ہوئی جنہوں نے کہا کہ ہم ایک معمولی آدمی ہوں کوئی بنیادی عزت و جاہ نہیں رکھتا۔ طاقت و شوکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے عزت دیگی اور تمام دنیا میں میرے ماننے والے پھیل جائینگے۔ اب دیکھ لو یہ بات کس طرح پوری ہو رہی ہے۔

اسی طرح یہ خبریں ملاعون ہیگی اور ملک میں پھیلیگی اور قادیان بھی ہیگی مگر میرا مکان محفوظ رہیگا چنانچہ اس مکان کے ارد گرد طاعون پڑی مگر اس مکان کو ہمیشہ خدا نے محفوظ رکھا۔ یہ تو اس دنیا کے فوائد ہیں جو مذہب کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اور فوائد بیشمار اور آئندہ زمانہ میں اور اس دنیا کے بعد کی طرح حاصل ہوتے ہیں جیسے آپ لوگ اب اسلام پڑھنے لگے ہیں کہ آئندہ زندگی اٹھائیں یہ نہیں کہ آپکو اب پڑھنا وقت کا ضائع کرنا ہے پس ظاہر ہے کہ مذہب کی ضرورت ہے اور اگر صحیح طریق سے جو اسلام بتاتا ہے اس پر عمل کیا جائے تو خدا ملتا ہے اور اس دنیا میں بھی جو فوائد بتاتا ہے وہ حاصل ہوتے ہیں اور آئندہ بھی انکا انعام ملیگا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء

ضرورتِ مذہب

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

۱۰ مارچ کی صبح کو لاہور میں جن طلباء کالج نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ملاقات کی۔ ان کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا۔ کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ ہاں لوگ اگر اسکو بعض ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کریں تو بُرا نہیں۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ضرورت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) بالکل چیزیں ذاتی فوائد انسان کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ مجھے اس کے قبول کرنے میں کچھ فائدہ ہوگا (۲) اپنے نفع کا خیال نہیں ہوتا۔ محض اس چیز کی ذاتی خوبی ہوتی ہے۔ جیسے ماں باپ کا تعلق۔ جوان ہو کر انسان ان کی خدمت کسی فائدہ کے خیال سے نہیں کرتا۔ جو کچھ اسے لینا ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی لے چکتا ہے۔ اسوقت ان کی خدمت کسی فائدہ کے لئے نہیں کی جاتی۔ بلکہ محض ان کے ماں باپ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بعض باتوں میں اخلاق کا خیال ہوتا ہے۔

اب ہم مذہب کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اول اس سے ہمیں کیا فائدہ ہے۔ دوم یہ کہ اسکے لئے ہمیں کوئی ذاتی کشش ہے؟ جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو مذہب میں یہ دونوں باتیں پاتے ہیں۔ یعنی ایک تو اس میں ہمارے لئے موجودہ اور آئندہ کے فوائد ہیں۔ اور دوسرے اس میں ذاتی دلکشی اور خوبیاں بھی ہیں۔ جن کی وجہ سے مذہب سے محبت ہونی چاہیئے۔

مذہب سے لاپروائی کی وجہ

میرے نزدیک مذہب سے لاپروائی کی وجہ یہ ہے کہ مذہب پر غور کرتے ہوئے محدود نظر سے کام لیا جاتا ہے۔ لوگ ایسے کام تو کرتے ہیں۔ جو ظاہر ان کے لئے مال حاصل ہونے کا ذریعہ نظر آتے ہیں لیکن مذہب میں چونکہ یہ بات نظر نہیں آتی۔ اسلئے گو اس کو مانتے ہیں۔ مگر محض اسلئے کہ وہ ماں باپ سے سنتے ہیں پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مذہب کے لئے بہت دفعہ ان کو مال قربان کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے اس زمانہ میں کہ لوگوں کی طبیعتیں مادیت کی طرف مائل ہیں مذہب سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہب میں فائدہ نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ مذہب کو استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ یا اگر استعمال کیا ہے تو غلط طریق سے۔ پس جب مذہب کے استعمال ہی نہ کریں۔ اور اپنی ناواقفیت اور نادانی سے اسے چھوڑ بیٹھیں۔ تو اس کا فائدہ کیا ہو۔ عقلمند ہی یہ ہے کہ جس چیز کا فائدہ ثابت ہو اسے ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ دیکھو بہت سی اشیاء تھیں۔ جن کا استعمال کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر جب سائنس نے ان کا فائدہ ثابت کر دیا تو ان کو قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ ہم طب میں ہی دیکھتے ہیں کہ اسپغول یونانی اطباء مدتوں سے استعمال کرتے تھے۔ اور پیچش میں مفید بتاتے تھے۔ مگر ڈاکٹروں نے اس کے ان فوائد کا انکار کر دیا۔ لیکن جب ان کو فوائد معلوم ہوئے۔ تو انہوں نے دوبارہ استعمال شروع کر دیا۔

جو لوگ مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ مگر ان کے عمل کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ ان کا طریق عمل غلط ہوتا ہے۔ تاہم وہ اگر چھوڑتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اپنی طرف سے کوشش کرنے کے بعد انہوں نے چھوڑا ہے۔ لیکن جو لوگ مذہب کو غلط جان کر اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ وہ قابل عزت نہیں ہو سکتے۔ اور اگر دیکھا جائے۔ تو ایسے ہی لوگ بکثرت اہل مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔

طریق استعمال کو دیکھنا چاہیئے

پس کسی چیز کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کا طریق استعمال تو غلط نہیں۔ اگر صحیح طریق کے باوجود نتیجہ برا نکلے تو وہ چیز خراب ہے۔ اور اگر غلط طریق استعمال سے برا نتیجہ ہو تو وہ چیز بری نہیں۔ گو کہ [illegible] لیکن اگر محققانہ تجاربہ میں دیگر اس کی خوبی کا کوئی انکار کرے تو وہ [illegible] کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت سی چیزیں فضول اور ردی سمجھ کر ضائع کیا جاتا تھا۔ مگر یورپ نے ان سے فوائد اٹھائے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں ہڈیوں کے متعلق ہوتے ہیں۔ جو کہ ضائع ہی جاتے تھے۔ لیکن یورپ نے ہڈیوں سے کاغذ بنایا اور عمدہ طریق سے استعمال کر کے فائدہ اٹھایا۔

کارخانہ عالم انتظام منتظم کو چاہتا ہے

اب ہم انسان کی حالت پر غور کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ ایسا ہے۔ جیسا سمندر میں حباب (بلبلے) ہوتے ہیں۔ جو مختلف رنگ جو نور آتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اور عالم ہیں دیگر ستاروں کے متعلق تو یقینی تحقیق نہیں مگر [illegible] کے متعلق خیال ہے کہ وہاں آبادی ہے۔ انسان متعلق جو خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کی پیدائش لغو معلوم نہیں ہوتی۔ اور پھر اسکے لئے جو سامان ہیں وہ کیسے اکمل اور ابلغ ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا۔ دُمدار ستارے کے متعلق ایک امریکن ہیئت دان نے شائع کیا تھا کہ وہ زمین سے ٹکرائے گا۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اس خیال سے بہت سے لوگوں نے تو بہت ملکوں میں خود کشیاں کر لی تھیں بعض نے کہا کہ ٹکرائیگا نہیں مگر ایسی گیس پیدا ہوگی جس سے دم گھٹ جائینگے۔ لیکن وہ دن آیا اور گذر گیا معلوم ہوا وہ ایسے خفیف قسم کے تھے۔ کہ زمین پر ان کا کچھ اثر نہ تھا۔ دیگر ستاروں کے متعلق بھی مانا جاتا ہے کہ جسامت زمین کے برابر آتے ہیں۔ تو فوراً اپنا رستہ بدل لیتے ہیں۔ پس یہ تغیرات بتاتے ہیں کہ اتفاقی نہیں بلکہ کوئی ہستی ہے۔ جو اپنے ارادے کے ماتحت تغیرات کرتی ہے۔ فرض کرو۔ کوئی ایسٹ گری پڑی ہو۔ اس نے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ اتفاقاً گر گئی ہے۔ ہوا نے گرا دی۔ مگر عمارت کے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا کہ اتفاقاً تیار ہو گئی ہے۔ یا انہیں سیاہی گر جائے۔ تو ممکن ہے کہ اس سے آنکھ کی کوئی شکل بنجائے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ آنکھ بنے۔ ناک چہرہ اور انسان کی مکمل صورت ہی گرنے سے بن جائے اور پھر انسان کے [illegible] خوشی و علامات بھی اس سے ظاہر ہوں [illegible] ہوگی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ [illegible] ہے۔ اسی [illegible] ہے۔ اور یہ اتفاق نہیں [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طلباء کو نصائح

۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء بعد نماز فجر طلباء و فقتہ ہائی کلاس ہائی سکول قادیان جو امتحان دینے کیلئے جانیوالے تھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں معہ ہیڈ ماسٹر صاحب حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو مخاطب کر کے حسب ذیل نصائح فرمائیں۔

تم میں دو قسم کے لڑکے ہیں۔ ایک وہ جو آئندہ پڑھائی جاری رکھینگے۔ اور ایک وہ جو پڑھائی بند کر کے کسی بازار میں لگ جائیں گے میں دونوں کو نصیحت کرنا چاہوں۔

موت تغیر عظیم کا باعث ہوتی ہے

دنیا میں کوئی عظیم تغیر موت کے بغیر نہیں ہو سکتا عام لوگ موت سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ انہیں آئندہ کے حالات نظر نہیں آتے۔ اگر انہیں وہ حالات نظر آجائیں۔ تو اس طرح نہ گھبرائیں دراصل موت اسی زندگی کو دوسری شکل میں منتقل کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ ایک عظیم الشان تغیر واقع ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی وہی لوگ نئی حالتیں عظیم تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ جو ایک حالت پر موت وارد کر کے دوسری حالت پیدا کرتے ہیں۔

لوگوں کی حالتیں

دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بہت کچھ پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں لیکن ان کی ساری عمر ملازمت کے لئے عرضیاں دینے میں ہی گذر جاتی ہے۔ لیکن ایک وہ ہوتے ہیں جن کی عمر کا بیشتر حصہ کھیل کود میں صرف ہوتا ہے۔ اور وہ بہت معمولی تعلیم حاصل کئے ہوتے ہیں۔ لیکن اعلیٰ درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو انٹرنس پاس کر کے کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور تعلیمی زندگی بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ لکھ پڑھ تو لینگے۔ کیونکہ اس قدر علم کا مٹانا اور فراموش کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ کہ سب کچھ فراموش کر دیں۔ مگر جو تعلیم اونہوں نے حاصل کی ہوتی ہے۔ اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ تعلیم چھوڑ کر اسی جگہ سے جا ملتے ہیں۔ جس سے کاٹ کر انہیں الگ کیا گیا تھا۔

ایک اور لوگ ہوتے ہیں۔ جو ابتدائی کلاسوں میں لگ جاتے ہیں۔ مگر علم میں بھی ترقی کرتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اچھے عالم ہو جاتے ہیں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو انٹرنس تک پڑھے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی قابلیت بی۔ اے اور ایم۔ اے کے پاس شدہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ۔

یہ سب اقسام کے لوگ اپنے دل میں نقشے کھینچتے ہیں۔ جن میں سے بعض کے نقشے بہترین ہوتے ہیں۔ بعض کے بدترین اور بعض کے درمیانہ درجے کے بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جتنے آدمی ہوتے ہیں اتنے ہی درجوں کے نقشے کھینچتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا نصب العین الگ الگ ہوتا ہے۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں آئندہ زمانہ کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ وہ پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ لیکن ان میں سے کچھ بعض بہترین انسان نکل آتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو دن رات پڑھتے ہیں لگے رہتے ہیں۔ اپنی آئندہ زندگی کے متعلق بڑے بڑے منصوبے باندھتے ہیں۔ مگر جب وقت آتا ہے۔ تو کچھ بھی نہیں نکلتے۔ ان کی مثال شیخ چلی کی کہانی کی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شیخ چلی کو کہیں سے چند پیسے مل گئے۔ اس نے ان کے انڈے خرید لئے۔ اور خیال کرنے لگا کہ ان سے بچے نکلواؤنگا پھر ان کو بیچ کر اور خرید ونگا۔ حتیٰ کہ اسی طرح بڑا دولت مند بن جاؤں گا۔ اور وزیر کی لڑکی سے شادی کرونگا۔ جب وہ آئیگی تو اس پر رعب جمانے کیلئے اس سے بات نہیں کرونگا۔ اور جب وہ منائے لگے گی۔ تو یوں اسے لات ماروں گا۔ یہ خیالی پلاؤ پکانے

طالب علموں کی حالت

طالب علم یہ قصہ سنتے اور سن کر ہنستے ہیں۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت اسی قصہ کی مانند ہوتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم یوں کرینگے۔ پھر کیوں کرینگے اور یہ ہو جائیگا۔ عجیب عجیب خیالی پلاؤ پکاتے ہیں۔ لیکن جب عملی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو صبح سے شام تک بیوی بچوں کے فکر میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ پہلے تو طالب علم سمجھتا ہے۔ کہ میں کسی کا محتاج نہیں ہوں سب میرے محتاج ہیں۔ لیکن جب طالب علمانہ حالت سے نکلتا ہے۔ تو اپنے آپ کو سب کا محتاج پاتا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جس کو کوئی احتیاج نہ ہو۔ لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور جب اسی کو احتیاج پیدا ہو جائے۔ تو کچھ نہیں کرتے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت طالب علمی کی حالت میں چونکہ طالب علم کو لوگوں سے کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ اس لئے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ لیکن جب وہ اس حالت سے نکلتا ہے۔ اور اسے ملازمت حاصل کرنے یا اور کوئی ذریعہ معاش پیدا کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تو اس کی ویسی عزت نہیں کرتے جیسی پہلے کرتے تھے۔ جس کے پاس جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ مطلب کہنے ہی آیا ہے۔ اس وقت اسے اپنی اصل حالت کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج پاتا ہے۔ اور طالب علمی کی زندگی میں جتنے منصوبے اس نے باندھے ہوتے ہیں۔ عملی زندگی میں آکر ان سب پر اوس پڑ جاتا ہے۔ پس اکثر طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو تعلیم پانے کے زمانہ میں بڑے بڑے ارادے کرتے ہیں۔ لیکن جب ان ارادوں کے پورا کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو بالکل بھول جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اشارتاً ایک شخص کا ذکر آتا ہے۔ کہ کوئی شخص تھا جو کہا کرتا تھا۔ کہ وہ لوگ جن کے پاس مال ہے۔ وہ کیوں اسلام کے لئے نہیں دیتے۔ اگر میرے پاس ہو۔ تو میں دیدوں مگر جب خدا نے اسے مال دیا۔ تو اس نے زکوٰۃ دینا بھی چھوڑ دی۔

دوسری بات کسی چیز کے متعلق اس کی ذاتی خوبیاں ہیں۔ سو پہلا دعوے ہے۔ کہ اسلام میں ذاتی خوبیاں بھی اتنی اور ایسی ہیں۔ جو اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ اس وقت مسلمان کہلانے والوں کے اعمال کے جو بُرے نتائج نکل رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے اسلام پر الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف چلنے سے ایسا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد حسب ذیل سوالات ہوئے۔

اول یہ کہ دیگر مذاہب میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ پھر اسلام کی یہ خصوصیت نہ رہی۔

دوم حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور دوسرے لوگوں کی پیشگوئیوں میں فرق

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ بعض مذاہب کے لوگ پیشگوئی کے منکر ہیں مگر کبھی کبھی لوگ پیشگوئیاں شائع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتے۔ کہ یہ ہمارے مذہب کی تعلیم اور خصوصیت ہے بلکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا علم یہ کہتا ہے۔ نجومی نجومی کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے علم کی بنا پر پیشگوئی کرتے ہیں۔ خدا کی طرف سے نہیں کہتے۔ یورپ کے جو لوگ اس علم کے ماہر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا قائم مقام نہیں بتاتے۔ بلکہ پیشگوئی کرنے کو نتیجہ علم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ جو اس طرح تحقیق کرے گا اور اس علم کو جان لے گا۔ وہ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی مذہب کا ہو پیشگوئی کر سکیگا۔

پھر ایسے لوگ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اور جو پوری ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے حالات پیدا شدہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم روز پڑھتا ہے۔ بہت ہی ہشیار ہے۔ اس کا واقف آکر کہتا ہے کہ یہ پاس ہو جائیگا اور وہ پاس ہو بھی جائے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں یہ قیاس ہے۔ اور قیاس بھی بعض اوقات درست ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسی بات جس کے حالات پیدا شدہ نہ ہوں سابقہ مخالف ہوں۔ مثلاً ایک بیمار لڑکا جو اسکول نہ جاتا ہو۔ اس کے متعلق کہا جائے کہ پاس ہوگا۔ اور وہ پاس ہو جائے۔ تو یہ پیشگوئی ہوگی پھر ایک خبر کے دو یا تین یا چار پہلو ہوں۔ مگر اس کا ایک پہلو معین کر دیا جائے۔ اور وہی پورا ہو۔ تو یہ پیشگوئی ہوگی۔ اور بعض پیشگوئیوں میں سینکڑوں پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سو آدمی دوڑیں۔ اور ایک کے متعلق کہا جائے۔ کہ وہ سب سے آگے نکلیگا۔ اور وہ نکل بھی جائے۔ تو یہ ایسی پیشگوئی پوری ہوگی۔ جس کے سو پہلو تھے۔ نجومی جو پیشگوئی کرتے ہیں۔ اس کے پہلو نہیں ہوتے۔ اور وہ اپنے متعلق بھی نہیں بتا سکتے کہ اس خبر کے پورا ہونے کا ان پر کیا اثر ہوگا بسا اوقات وہ زلزلہ کی خبر دیتے ہیں۔ یا بیماری کی خبر دیتے ہیں۔ مگر خود بھی اسی کے ذریعہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن نبیہ کی پیشگوئی میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ مخالف حالات میں ہوتی ہے۔ اور اس کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ اور اس میں ایک شوکت پائی جاتی ہے۔ اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح موعود کی بنگال کے متعلق پیشگوئی دیکھ لیں۔ تقسیم بنگال کے متعلق جب پارلیمنٹ فیصلہ کر چکی تھی کہ بحال رہیگی اور بنگالی مایوس ہو چکے تھے۔ تب اس وقت حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر خبر دی کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی" اس خبر کو بنگالیوں نے اس قدر حیرت اور تعجب سے سنا۔ کہ ایک بنگالی اخبار نے لکھا گورنمنٹ تو بار بار کہہ رہی ہے۔ کہ جو حکم جاری کیا گیا ہے۔ وہ فیصلہ شدہ ہے۔ اور اب کسی قسم کی ترمیم نہیں ہو سکتی لیکن پنجاب سے ایک پاگل کی آواز آتی ہے۔ کہ اس کے متعلق بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی مگر باوجود ان فیصلوں کے خدا کا جو منشا تھا وہ پورا ہوا۔ اور بنگالیوں کی دلجوئی کیلئے اس حکم میں ترمیم کی گئی۔ پھر بعض دفعہ پیشگوئی میں کئی مرکب پہلو ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب کا جب ایک لڑکا فوت ہوا۔ تو مخالفوں نے اس پر ہنسی اڑائی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر پیشگوئی کی۔ کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو تیرہ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچیگا۔ چنانچہ غلام کا لفظ اس کے لئے آیا تھا پھر وہ موٹا ہوگا۔ آنکھیں اس کی بڑی بڑی ہونگی۔ خوشرنگ ہوگا۔ اس کی ٹانگوں پر پھوڑوں کے نشان ہونگے۔ اس وقت مولوی صاحب کی عمر قریباً ساٹھ سال کی تھی۔ اس صلصلہ تو اس میں مولوی صاحب کی عمر کی پیشگوئی تھی۔ دوسرے بچے نہیں بچتے تھے اور کمزور ہوتے تھے۔ اس کے خلاف بتایا گیا کہ وہ زندہ رہیگا اور برخلاف دوسروں کے مضبوط ہوگا چنانچہ وہ بچ ہوا۔ اور جس قدر علامات بتائی گئی تھیں۔ وہ ساری اس میں پائی گئیں۔ پھر آپ نے زلزلہ کی پیشگوئی کی۔ اور فرمایا کہ میری جماعت کی اس سے تنبیہ ہوگی۔ اس زلزلہ سے دھرم سالہ میں تباہی پڑی۔ وہاں ایک احمدی پر جھوٹا مقدمہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے لکھا کرتا تھا۔ اور آپ اس کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جب زلزلہ آیا۔ تو مجسٹریٹ۔ وکیل۔ مدعی سب دبکر مر گئے۔ مگر احمدی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ کیا یہ خدا کا تصرف نہیں تھا۔ یہ کہنا کہ فلاں نے بھی چونکہ ترقی کی ہے تو اس کا قبل از وقت دعویٰ نہ تھا۔ کہ کیسے کیا حاصل ہوگی۔ اگر وہ کامیاب نہ ہوتا تو اس کی ذات پر کوئی اثر نہ پڑتا لیکن حضرت مرزا صاحب کا تو قبل از وقت دعویٰ موجود ہے۔ اور اس کے مطابق آپ کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے چند لڑکے دوڑیں۔ ان میں سے کسی نے تو آگے نکلنا ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کی مثال ایسی ہے۔ جیسے دوڑنے والوں میں ایک کہے میں سب سے آگے بڑھ جاؤنگا۔ اور اس مخالف حالات ہونے کے باوجود وہ آگے بڑھ جائے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب کی لاہور کے جلسہ میں تقریر پڑھی گئی جس کے متعلق قبل از وقت آپ نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ یہ مضمون سب سے بالا رہیگا چنانچہ جس قدر مضمون اس جلسہ میں پڑھے گئے ان سے بالا رہا۔ اور مخالفین نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ کسی سے

ہندوستان کی خبریں

مسٹر ظفر علی ایڈیٹر کی رہائی یکم مارچ۔ مسٹر ظفر علی ایڈیٹر اخبار "زمیندار" کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اور مجسٹریٹ نے ان کو باکل رہا کر دیا۔

تریچور میں ترک موالات کے شکوفے مدراس۔ ۳ مارچ۔ اخبار ہندو نے اپنے نامہ نگار کالی کٹ کے بیانات شائع کئے ہیں۔ جس میں مسلمہ خلافت اور ترک موالات تریچور کے ہندو مسلمانوں کے ایک طرف اور عیسائیوں کے دوسری طرف قبضہ کے باعث مشکل درپیش ہے۔ اس کی ضرور تفصیل دی گئی ہے۔ تمام سرکاری دفاتر اور انشی ٹیوشن بند ہیں۔ پرائیویٹ مکانات خالی ہو گئے ہیں۔ لوٹ اور غارتگری کے نشانات ہر جگہ دیکھے جاتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے۔ کہ یہ خبریں ان دو صاحبان سے حاصل کی گئی ہیں۔ جنہیں کالی کٹ کی خلافت اور کانگرس کمیٹیوں نے حالات کے دیکھنے کے لئے تریچور بھیجا ہے۔

انسداد گاؤکشی کا ریزولیوشن مسترد کونسل آف سٹیٹ کے جلسہ میں آنریبل لالہ سکھبیر سنگھ کا پیش کردہ انسداد گاؤکشی کے متعلق ۵ امرتسر اور ۷ مخالف رائیوں سے مسترد ہو گیا۔

ایک عورت کو تقریر کرنے کی ممانعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیتا پور نے مسز سیتا دیوی کو سیتا پور میں کسی جلسہ میں تقریر کرنے کی ممانعت کی ہے۔

کوکوں کی پابندیاں ہٹا دی گئیں حکومت پنجاب کا سرکاری اعلان نظر ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے کوکوں کے فسادات کے بعد ضلع میں اس فرقہ کے لیڈروں کی حرکات و سکنات پر جو پابندیاں عائد کی تھیں۔ اور جلاوطنی کا بھی جو حکم صادر فرمایا تھا۔ ان کو منسوخ کر دیا ہے۔ ایک یہ بھی شامل تھی۔ کہ لیڈر اپنی نقل و حرکت کی رپورٹ دیں۔ ڈائری پر نگرانی اور افسروں کی منظوری کے بغیر جلسوں کو انعقاد کی ممانعت اب حکومت پنجاب نے ان تمام پابندیوں کو دور کر دیا ہے اور کوکوں کے ہمت کو باقاعدہ اطلاع دی ہے۔ پولیس چوکی کے بھی اٹھائے جانے کا سوال زیر غور ہے۔

مسٹر گاندھی اور شکایت مسٹر گاندھی نے اپنے ایک تازہ مضمون میں جس کا نام "صاحب کے قاتل" سکھوں کے نام پیغام رکھا ہے لکھا ہے کہ میں اپنے سکھ بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے آئندہ طرز عمل کو ضروریات کے مطابق تشکل و صورت دیں۔ قانون کے خلاف انصاف حاصل کرنے کے لئے موجودہ طریقہ یہ ہے۔ کہ انصاف حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ خواہ وہ سکھ ہوں یا پٹھان یا ہندو وہ ہمارے ہموطن ہیں۔ ان کو سزا دلانے سے شہید دوبارہ زندہ نہ ہو سکے۔ میں ان لوگوں سے جن کے دل رحمی ہو رہے ہیں۔ درخواست کروں گا کہ وہ قاتلوں کو معاف کر دیں۔

کلکتہ میں ڈکیتیاں کل کلکتہ میں تین اور ڈکیتیاں ہوئیں۔ ایک بنگالی انسپکٹر پولیس کو چھرا دکھا کر اس سے کل نقد رقم لے لی گئی۔ ایک ہندوستانی بیرسٹر کے مکان پر حملہ کر کے اس سے تیس ہزار روپیہ چھین لئے۔ اور ایک کلرک کو رستہ میں پکڑ کر اس سے ایک سو روپیہ چھین لیا۔

جنوبی ہند میں فساد مدراس ۴ مارچ زبردست سے جودپور کا علاقہ ۵ میل کے حلقہ پر واقع ہے۔ مذہبی جلوس کے منانے پر سخت فساد ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ دو آدمی ہلاک اور تقریباً تیس سخت مجروح ہوئے ہیں۔

عازمان حج کے لئے اطلاع حکومت پنجاب نے عازمان حج کو مشورہ دیا ہے۔ کہ جتنا کم ہو سکے سونا اپنے ساتھ لے جائیں۔ کیونکہ اس ملک سے اس کی برآمد کی اجازت نہیں۔ اور انہیں ناحق [illegible] ہندوستانی کرنسی نوٹ [illegible]

پنجاب پراونشل کانفرنس کا اجلاس راولپنڈی کانفرنس کمیٹی کی دعوت پر پراونشل کانفرنس نے اپنا آئندہ اجلاس راولپنڈی میں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو اپریل کے آخری ہفتہ انوار کو منعقد ہو گی۔

کانگرس خلاف ورزی قانون کا حکم دے کلکتہ ۳ مارچ۔ سیمن کمیشن کے مسٹر سی آر داس کو جو نظر بندی کا حکم دیا ہے اس کے متعلق مسٹر سی آر داس کہتے ہیں۔ کہ کوئی مجسٹریٹ جس کو قانون سے تھوڑی بہت واقفیت بھی ہے۔ اس قسم کا حکم نافذ نہیں کر سکتا۔ اس حکم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے نزدیک ہر قسم کے نامنصفانہ احکام جاری کر دینا ایک معمولی سی بات ہے۔ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم محض غلام ہیں۔ تاوقتیکہ ہندوستان کو کامل سوراج نہ ملے۔ ایک ہندوستانی کی زندگی اس کے لئے سوراج نہ ملے۔ ایک ہندوستانی کی زندگی اس کے لئے سوہان روح ہے۔ علاوہ بریں اس حکم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جدید کونسلیں محض لغو ہیں۔ اور ہمیں کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ جیسی حالت ہماری پہلے تھی۔ ویسی ہی ہے۔ کیونکہ ان کونسلوں کے ہوتے ہوئے ایک مجسٹریٹ اپنی من مانی کاروائی کر سکتا ہے چونکہ کانگرس نے ابھی ملکی احکام کے خلاف ورزی کا حکم نہیں دیا۔ اس لئے میں اس نامنصفانہ حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ اس قسم کے احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کانگرس کو چاہیئے کہ فوراً قانون خلاف ورزی کا حکم دے دے۔

مسٹر سی آر۔ داس کے سمن سنگھ کے خلاف حکم کی تعمیل مسٹر سی آر داس کو جو امتناعی واخذ کا حکم دیا تھا۔ وہ آج شام کو موقوف کر دیا۔ مہاراجہ کشمیر کے کپ وائسرائے جون ۵ مارچ۔ **اختیارات کی بحالی** آج جموں میں ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر کے پورے اختیارات کی بحالی کے موقع پر ایک پروقار دربار منعقد کیا گیا۔ حضور وائسرائے نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اپنی تقریر کے اختتام پر ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر کو حکمرانی کے پورے اختیارات عنایت کئے۔

ممالک غیر کی خبریں

جرمنی سے چھیڑ چھاڑ

جرمنی کا دم خم

برلن ۱۵ مارچ۔ مسٹر لائڈ جارج نے جرمنی کی جوابی تجاویز کے جواب میں جو تقریر کی تھی۔ جرمنی پارلیمنٹ میں اسے ہضم کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر حاضرین کے جوش کا یہ عالم تھا کہ کسی نے اسے سننا گوارا نہ کیا سابق چانسلر ہرمان نے اس سے اتفاق کیا کہ پیرس میں جو قرارداد پاس کی گئی ہے۔ اس کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ چانسلر نے ظاہر کیا کہ حکومت تمام حالات میں مضبوط رہیگی۔ اور کہ مسٹر لائڈ جارج نے جو مطالبہ کیا ہے کہ پیرس کے فیصلوں کے مطابق تجاویز پیش کی جائیں۔ اسپر بحث نہیں ہو سکتی چانسلر نے پارلیمنٹ کے اندر کہا کہ ہم سائنہ لوا ایسٹ کر دینگی ہے۔ کہ کسی ایسی قرارداد پر دستخط نہ کرے۔ جو پوری نہیں ہو سکتی۔

جرمنی کا جواب اتحادیوں کو

لندن ۲ مارچ۔ چانسلر نے کانفرنس کے روبرو اپنے بیان میں جو الٹی میٹم کو پیش کرتے ہوئے اتحادیوں کو فہمائش کی۔ کہ جرمنوں سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ ان کی دھمکی معاہدہ صلح کی رُو سے درست نہیں ہے

اتحادیوں کی توپیں تیار ہیں

لندن ۱۲ مارچ۔ ڈیلی نیوز کا بیان ہے۔ کہ فرانسیسی نے بعض مقبوضہ سپاہیوں کو تہدیدی نوٹس بھیجے ہیں کہ اپنی اپنی ڈیوٹی کو جانے کے لئے تیار رہیں

اتحادی فوج کی روانگی جرمنی کو

لندن ۱۲ مارچ۔ مقبوضہ ڈسلڈورف سے جو خبر مطلع کیا ہے کہ سزا کی الفور نافذ کی جائیگی۔ فوج کا بعد دو پہر روانہ ہو گی

برطانی و فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت

لندن ۱۲ مارچ پیرس کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ فرانسیسی سپاہ ڈسلڈورف کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے۔ اس خالی کے مرحلہ پر پہنچ گئی ہے۔ جسے قبضہ کرنا مقصود ہے۔

برلن کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ دونوں برطانی فوج اور فرانسیسی مدد دے کو بڑھ رہی ہیں

جرمن شہروں پر قبضہ

پیرس ۱۲ مارچ۔ فرانسیسی اور بلجیئی سپاہ نے آج صبح ہرکو ڈیسبرگ دریائے رائن کے کنارے اور روہر روٹ پر قبضہ کر لیا ہے

ڈوسلڈورف پر قبضہ کی کیفیت

پیرس ۱۲ مارچ علی الصبح اتحادی افواج نے ڈوسلڈورف پر قبضہ کر لیا ہے۔ رات کو فوج موٹر لاریوں اور دریائی کشتیوں میں لائی گئی تھی۔ برطانی جمعیت میں پیادہ اور زرہ پوش موٹروں پر مشتمل تھی۔ بلجیئی جمعیت میں صرف ایک پیادہ پلٹن تھی۔ فرانسیسی فوج رسالہ پیدل سپاہ۔ انجینیروں۔ پنجوں اور مسلح موٹروں پر مشتمل تھی۔

جونہی بلجیئوں نے ڈیسبرگ رائن کا پل عبور کیا تو برطانی اور فرانسیسی فوجیں کروں کے مورچہ بندیل سے دریائے رائن کے دائیں کنارے قدم بہ قدم آئیں اور جنوب مشرق کی طرف سے ڈوسلڈورف میں داخل ہو گئیں +

جرمن پارلیمنٹ میں پُرجوش تقریر

برلن ۱۲ مارچ۔ ہرزبرگ نے آج جرمن پارلیمنٹ میں پُرجوش تقریر کی جسپر فرنٹالیاں پیٹتی رہیں پارلیمنٹ کا اجلاس کئی گھنٹہ رہی پوری تھی۔ مقرر نے تقریر کی کارروائیوں کو جبر و تشدد قرار دیا اور کہا کہ اتحادیوں کی شرائط جبری طور پر عاید کی جا رہی ہیں۔ اسلئے حق و صداقت کے اصول کو اسمیں کوئی دخل نہیں

جرمنی کو دم لینے کی فرصت بھی نہیں دی جاتی

لندن ۱۲ مارچ۔ مانچسٹر گارڈین ویسٹ منسٹر گزٹ اور سٹار نے ڈیلی نیوز کے ساتھ ہم آواز ہو کر اتحادیوں کے اس فیصلہ کی مذمت کی ہے کہ جرمنی کو دم لینے کی بھی فرصت نہ دی جائے۔

جرمن نمائندے کی واپسی

آج جرمن نمائندے برلن کو واپس لوٹ گئے۔

جرمن سفیر کی روانگی

جرمن سفیر کو بھی آج برلن بلایا گیا ہے کہ وہ حقیقت حال سے آگاہ کریں۔

ناقابل تکمیل شرائط

جرمن مدبر کہتے ہیں کہ ہم پر ایسی شرائط عائد کی گئی ہیں جنکی پشتہا پشت تک بھی ادا نہیں کیا جا سکتا +

متفرق خبریں

مصطفےٰ کمال کا قبضہ باطوم پر

لندن ۱۲ مارچ۔ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ مصطفےٰ کمال نے باطوم پر قبضہ کر لیا ہے۔

پیٹروگراڈ پر گولہ باری

ہیلسنگفورس کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ بغیوں نے پیٹروگراڈ پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ پیٹروگراڈ خاموش ہے۔ لیکن فن لینڈ کی خلیج پر وہ قلعے کے مورچے روسے کا جواب دے رہے ہیں

پیٹروگریڈ میں ہر جگہ غضبناک آتش زدگی کے شعلے بھڑک رہے ہیں

نئے پریذیڈنٹ امریکہ کی مسند نشینی

واشنگٹن ۴ مارچ۔ آج مسٹر ہارڈنگ کو جمہوریہ امریکہ کی صدارت پر متمکن کیا گیا۔ مسٹر ہارڈنگ بہت کمزور تھے۔ خفیہ پولیس کے کارندوں کو مسٹر ہارڈنگ کے بازوؤں پکڑ پکڑ کر زینوں پر رکھنے پڑے۔ ۳ بجے کے بعد مسٹر ہارڈنگ نے حلف لیا۔ اور ایک تقریر کی +

مسٹر ولسن کی علیحدگی

واشنگٹن ۵ مارچ۔ مسٹر ولسن اپنے مکان واقع ضلع واشنگٹن میں پہنچ گئے ہیں ہزارہا اشخاص نے ایک مظاہرہ کے ان کا خیر مقدم کیا اور انہوں نے تقریر کی۔ درخواست کی۔ مسٹر ولسن شمکان کی کھڑکی میں سے نمودار ہوئے۔

ولیعہد جاپان کا سفر یورپ

لندن ۱۲ مارچ۔ ٹوکیو کا نامہ نگار مظہر ہے کہ شاہزادہ ولی عہد جاپان براہ کو لمبو یورپ کو روانہ ہو گئے ہیں +

ہسپانی وزیر اعظم کا قتل

میڈرڈ۔ ۹ مارچ۔ ہینارڈو وزیر اعظم کل پارلیمنٹ سے موٹر میں واپس آتے ہوئے قتل کر دیئے گئے۔ ان کے جسم سے گولیاں نکلیں +

سلسلہ آمد و رفت قطع کر دیا جانے کے باعث اہل شہر سامان نہیں منگا سکتے۔ یہ کاذب و مفتری ہے جو کہتا ہے

سڑک اُڑا کر فوج تباہ کی اور سڑک کو ٹینک لگا کر اڑا دیا جس سے پانچ میں سے دو موٹر گاڑیاں کام نہ کر سکیں +

۵۰۰ جمہوریوں نے چھپ کر حملہ

(باقیہ اہم) شیخ عبد الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ہمارا سلسلہ قادیان میں چھپکر ناکان کے لئے مطابع ہوا ہے

ہفت روزہ بدر جلد ۸ نمبر ۷ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۱ء دوشنبہ مطابق ۱۷ رجب ۱۳۳۹ھ

البدر

کارو باری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر بدر

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔
بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

خطبہ الہامیہ ۔ امریکہ میں تبلیغ اسلام ۔
معراج نبوی اور سولہ شاخ
بادصول ابھارونیکا
مشکرات کا اثر اخلاق
لڑکوں کے عیسائی ہونے
حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری
پلیسنڈن
کیا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کلیجہ چبا رہے ہیں
قادیان جرات و تحدی مسیح ابن مریم
چند سوالات صفحہ ۸
اشتہارات صفحہ ۱
خبریں صفحہ ۱۱-۱۲

خطبہ الہامیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت پہنچ گئے۔ جس دن سے حضور احمدیوں کا خطبہ ہوا ہے۔ قریباً ہر روز کئی آدمیوں کی بیعت لیتے ہیں ۔

مکرم پیر قاسم علی صاحب نے غیر احمدیوں کے بعض اعتراضوں کے جواب دیئے اور ان مولویوں کی جو اس جلسہ پر آئے تھے حقیقت بتلانے کے لئے چوک میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ لیکچر نہایت دلچسپی سے سنے جاتے ہیں ۔

طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام سکول کا امتحان ختم ہو گیا ہے۔ جو صاحب اپنے بچوں کو سکول میں داخل کرنا چاہیں وہ اپریل تک بھیج دیں تاکہ ابتداء سے ہی پڑھائی میں شریک ہو جائیں ۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

رپورٹ نمبر ۹

قبول اسلام خدائے پاک کا شکریہ ادا کیا جائے کہ امریکہ صاحب بنام مسٹر [illegible] کے فضل سے پورے انشراح کے ساتھ دین حق قبول کرنے کے فوراً بعد ان کے نومسلموں میں ایک اور قابل قدر اضافہ کر دیا ہے۔ ایک بردار بیشہ کے ماتحت جو خاکسار رقم کو دیا گیا تھا۔ صاحب موصوف کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے اور دوسروں کو اسلام موجب ہدایت ہوں۔ ان کی نوجوان اولاد جو سب برسر روزگار ہے۔ زیر تبلیغ ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو دین اسلام میں حق اور صداقت کے ساتھ داخل ہونے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

ان کے علاوہ چند اور معزز اصحاب بھی زیر تبلیغ ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین ۔

کام کی مختصر رپورٹ ماہ دسمبر اور جنوری میں ۱۶ لیکچر ہوئے ۱۷ ایل ایڈ پریچ میں۔ ۹ ایڈیٹ سلم لیکچر ہال میں۔ ایک سپر جوائنٹ سرمانیشی میں۔ اسکے علاوہ ایک عیسائی واعظ بنام مسٹر پرڈل سے نبوت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر مباحثہ ہوا۔ اس نے بائبل سے چار ثبوت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں پیش کئے۔ جنہیں اس نے اپنے لفظ محمد کو بائبل میں موجود ہونا تھا۔ عیسائی واعظ لاجواب ہوئے۔ اور حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اس ملک کے مختلف

شہروں کو تبلیغی رسائل بھیجنے اور خط و کتابت سے تبلیغ کی جاتی ہے۔ گذشتہ دو ماہ میں پونا چونکی مردم شماری ۱۹۲۱ء اور راندھ ۱۹۲۱ء سے اسیس ہندو مسلمان رپورٹ بھی شامل ہے۔ مگر اکثر تعداد اس ملک کی ہندو ہی کی ہے۔

نومسلموں کی مذہبی حالت (مسٹر فاطر مصطفےٰ انصاری) پڑھتی ہے۔ شیخ عبداللہ (مسٹر) اللہ صدیقہ النساء (مسز) بر) نصف عربی کا تار پڑھ چکے ہیں۔ ماسٹر نظام رسول (مسٹر رسل) اور محمد یعقوب (مسٹر) کو بھی عربی پڑھنے پر توجہ دلائی ہیں۔ لیکچروں کے علاوہ درس قرآن شریف شروع کیا گیا ہے۔ جو ہر جمعہ کو ہوتا ہے ۔

اخراجات لیکچروں اور درس کے بعد حاضرین کو سوال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ باہر پھر کر بھی بذریعہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ تمام مختلف کام بہت فروع چاہتے ہیں اس ملک میں ہر سپیشلسٹ کا کام بہت کم ہے۔ جمعہ اور عید کے دن بھی ایسا ہی حال ہے۔ جس کی وجہ سے بہت دقت پیش آتی ہے۔ ہمارا بجٹ بنا ہے وہ سولہ تین سو روپیہ تک آتی ہے۔ دوستوں کا سوال اہم ہے۔ ہمدردان اسلام کو اشاعت دین کے کام کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ تمام اسلامی ترقی ظاہری اور باطنی دراصل اسی پر منحصر ہے کہ ہم خود بھی مسلمان بنیں اور دوسروں کو مسلمان بنائیں۔ اگر یہ کام ہو جائے تو سب جھگڑے یکدم طے ہو سکتے ہیں ۔

موسم آجکل یہاں برف کا دور دورہ ہے۔ چاروں طرف زمین اور چھتیں سفید برفانی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ سردی خوب ہے۔ مگر ایسی نہیں جیسی عموماً یہاں خیال کرتی ہے۔ کہتے ہیں گذشتہ چالیس سال میں کبھی ایسا نرم جاڑا نہیں میں نہیں ہوا۔ جب عاجز افغانستان پہنچا تھا، تو وہاں بھی پہلے سال اول میں جاڑا بہت نرم ہوا تھا۔ واللہ ذوالفضل العظیم ۔

ڈاکٹری ڈگری لکھنؤ کرسچین یونیورسٹی نے عاجز کی خدمات برائے بہبودی خلق اللہ

علی دیانت کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر آف لٹریچر (D. Litt.) کی ڈگری اعزازی عطا کی ہے۔

اپنے رسالہ کی ضرورت ہمارے اخباروں میں جو مضامین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شائع ہوتے ہیں، ان کے جواب کیلئے اپنے ایک رسالہ کی اشد ضرورت ہے۔ جس کے لئے کم از کم ایک سال کیلئے دو سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ پھر مختار اللہ رسالہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکیگا۔ لیکن جس قدر رقم ہو سکے اور جلد سے جلد بھیجی جانی چاہیئے تاکہ تیاری فوراً شروع ہو جائے۔

شاہ جہیم پہلے تبلیغی خط اور لٹریچر کے جواب میں شاہ جہیم سے شکریہ کا خط آیا ہے۔ اور پریذیڈنٹ برانچ نے شکریہ کا کارڈ بھیجا ہے اور پریذیڈنٹ نے شکریہ میں اپنا سہ ماہی کیلنڈر کا کارڈ بھیجا ہے۔

خادم اسلام ۔ کیم فروری ۱۹۲۱ء ۔ شکاگو ۔ امریکہ

محمد اسماعیل غفا اللہ عنہ

اخبار احمدیہ

وصولی چندہ کیلئے دورہ کرنیوالے حسب ذیل اصحاب مستقل فنڈ اور قرضہ کی ادائگی کے لئے روپیہ وصول کرنے کے واسطے دورہ کر رہے ہیں۔ احباب ان کے کام میں ہر طرح سہولت پیدا کریں۔ اور حتی المقدور انہیں دورہ سے آسان کے دورہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں ۔

چوہدری نصر اللہ خان صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب	ضلع سیالکوٹ میں
چوہدری حاکم علی صاحب مولوی محمد علی صاحب	ضلع شاہ پور اور لائل پور میں
سید محمد اشرف صاحب۔ بٹالہ سے پشاور تک ریلوے لائن کے شہروں کی احمدیہ انجمنوں کے لئے۔	
قبلہ میر محمد اسحٰق صاحب یا محمد حسن صاحب	ضلع منٹگمری ڈیرہ غازیخان

حافظ عبدالوحید صاحب ۔ ہندوستان میں۔

مدرسہ کی ضرورت ایک آلہ ... کی ضرورت ہے ... ضلع یا الگ ملنے کے لئے ہے ۔ دوستوں کو اس ... ناظر تعلیم و تربیت ... ان ... ناظر آنی چاہیئں ۔ ... غیر احمدی یا غیر مذہب ... ان ...

الفضل نمبر ۷۱ جلد ۸ مورخہ ۲۶ اپریل ... اسکی کچھ کاپیاں زائد چھپوا لی ہیں ... لکھنے کا ارادہ ہے ... سنگوا سکتے ہیں ۔

امرتسر کے احباب کی خدمت میں مفتی امرتسر کے اشتہار حضرت مفتی محمد صادق صاحب بلغ اللہ تعالیٰ

جناب مولوی امام علی صاحب نے مبلغ تین روپیہ نقد بھیجا۔ اور حکیم رحمت اللہ صاحب نے مبلغ ایک روپیہ بھیجا وہ گیا ہے۔

خاکسار محمد حسین ...

جلسہ ... ساکنان جماعت احمدیہ ... اعلان ... عید ... احمدیوں کے جلسہ کی روداد اور ... عجیب و غریب حالات ... اللہ ... ہیں مفصل درج کئے جائینگے ... احباب ... کو بعوض ... روپیہ عبدالصمد ... مولوی ... ساکن ... ہے ... (۲) سال چاند احمدی ... جگہ کی دفتر آمد ... کا مجموعہ ... مہر ربیان محمد عبداللہ ... حکیم ... ۲۵ فروری کو پڑھا۔

الراقم ۔ خاکسار رحمت اللہ بانفاذ احمدی ... جگہ۔

وی پی آتے ہیں

جن احباب کی قیمت الفضل ماہ مارچ میں ختم ہوتی ہے ان کے تمام اپریل کے پہلے ہفتے میں وی پی کئے جائینگے جو صاحب بذریعہ منی آرڈر قیمت دینا چاہیں۔ وہ بھجوا دیں ورنہ وی پی پہنچیگا۔ اور واپسی کی صورت میں اخبار نارمل قیمت بڑھ سے گا ۔

مینیجر الفضل قادیان

الفضل (بفضل اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دارالامان ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء ۶

معراج نبوی اور مولوی ثناء اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا کہ یہ جسمانی معراج نہ تھا۔ بلکہ رؤیا عالی تھا۔ یعنی یہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک اٹھایا گیا تھا بلکہ کشفی رنگ میں آپ کو وہ تمام واقعات دکھائے گئے تھے۔ جن کا معراج سے تعلق ہے تو مخالفین نے اس عقیدہ کو بھی اسلام کے خلاف بتا کر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ لیکن خدا کی شان ہے اب حضرت مسیح موعود کی پیش کردہ اس صداقت و حقیقت کو دنیا میں وہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ جو آپ کے اشد ترین مخالف اور دشمن ہیں۔ چنانچہ ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء کے "اہل حدیث" میں زیر عنوان "فتوٰی" جو باتیں درج ہیں۔ ان میں سے ایک سوال و جواب معراج کے متعلق ہے جو دلچسپ ہے۔ سائل دریافت کرتا ہے کہ کیا یہ ٹھیک ہے کہ:

"اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج نہیں ہوا۔ بلکہ رؤیا ہوا"

اسکے جواب میں اہلحدیث کے ایڈیٹر "اللہ امرتسری" ارقام فرماتے ہیں:۔

"مسئلہ معراج قریب زمانہ رسالت سے اختلافی چلا آیا ہے حضرت عائشہ اور ان کے زیر اثر بعض دیگر لوگ بھی معراج جسمانی کے منکر تھے۔ اہلحدیث کی طرف یہ نسبت غلط ہے۔ اہل حدیث کا مذہب تو وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے۔"

اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ:۔

(۱) مسئلہ معراج نبوی زمانہ رسالت سے ہی اختلافی مسئلہ ہے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کے زیر اثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کے منکر تھے۔

(۳) اہلحدیث کا مذہب وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے۔

امر اول کے متعلق گذارش ہے کہ جب یہ مسئلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے ہی اختلافی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور ان کے زیر اثر لوگ بھی اسی وقت جسمانی معراج کے منکر تھے۔ تو پھر جب حضرت مسیح موعود نے جسمانی معراج کا انکار کیا تو مولوی صاحب پر کیوں آسمان گر پڑا۔ اور کیوں یہ کہکر دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب معراج کے منکر ہیں۔ حالانکہ معراج کے متعلق آپ کا اور آپ کے پیروؤں کا وہی عقیدہ ہے۔ جو حضرت عائشہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کا تھا۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے جواب میں خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

پھر لطف وہ مخالف جو حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ آپ نے جسمانی معراج کا انکار کر دیا اور اسوجہ سے آپ کو (نعوذ باللہ) دائرہ اسلام سے خارج بتاتے ہیں۔ غور کریں کہ اگر آپ کے جسمانی معراج کا انکار کرنے پر آپ پر کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ تو پھر حضرت عائشہ جن کا شرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونے کے لحاظ سے بلکہ تفقہ فی الدین کے لحاظ سے اسلام میں بہت بڑا درجہ ہے۔ ان پر اور دوسرے جلیل القدر صحابہ پر بھی وہی فتوی لگائیں گے اور پھر محدثین اور ان مفسرین قرآن پر جن کی باتوں کو تمام مقابلہ میں یہ لوگ خدا اور رسول کے ارشاد پر ترجیح دینے سے بھی باز نہیں رہتے۔ انہیں بھی اسی زد کے نیچے لائے بغیر نہیں رہیں گے۔ کیونکہ وہ بھی جسمانی معراج کے منکر ہیں۔

ذیل میں ہم معراج کے متعلق احادیث اور تفاسیر کی کتب سے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج اس جسم خاکی کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ رؤیا عالی تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تفسیر [illegible] جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ اور تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ زیر آیت [illegible]

درج ہے کہ:۔

قال ابن اسحٰق حدثنی یعنی آل ابی بکر ان عائشہ زوج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کانت تقول ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ۔ کہ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے آل ابی بکر میں سے کسی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ رضؓ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم پوشیدہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ آپ کو اسری صرف روح کے ساتھ ہوا تھا۔

پھر معاویہ بن ابو سفیان کے متعلق آتا ہے۔ ان معاویۃ ابن ابی سفیان انہ کان اذا سئل عن مسری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال کانت رؤیا من اللہ صادقہ۔ کہ ان سے جب کوئی معراج کے اسراء کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رؤیا صادقہ تھی۔

ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ معراج جسمانی نہیں تھا۔ بلکہ رؤیا تھی۔ اس کی تائید بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو کتاب التوحید میں ہے۔ اور جس میں یہ بتاتے ہوئے کہ معراج کس طرح ہوا۔ آپ کو طبقات دکھائے گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ فاستیقظ وہو فی المسجد الحرام۔ یہ دیکھکر آپ بیدار ہو گئے اور آپ ابھی مسجد الحرام میں ہی تھے۔ یہ حوالہ الکلام [illegible] ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھا گیا رؤیا میں دیکھا گیا۔ کیونکہ [illegible] دیکھنے کے بعد آپ جاگ اٹھے۔

جسمانی معراج کے خلاف ایسے واضح ثبوت کے ہوتے ہوئے سمجھ میں نہیں آتا کہ مخالف کیوں اس پر اڑا جاتا ہے۔ اور [illegible] سے کس علم و عقل کی بنا پر حضرت مسیح موعود کے متعلق کفر کا فتوی دیتا ہے

مسیح موعود کی اور بھی پیشگوئیاں ہیں جن سے حضرت [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] معراج جسمانی [illegible] ہے [illegible] ہے جس سے مولوی [illegible] مخالف [illegible] کرنے پر [illegible]

اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ بظاہر اصول سے ہٹنے کے اس کا خائل ہے۔ کیونکہ اہل حدیث کہلانے والے اس امت کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ "اہلحدیث" کے نام سے ہی دہلی سے ایک رسالہ جاری ہوا ہے اور رسالہ شائع ہوتا ہے اس کے ٹائٹل پر چھپا ہوا ہے کہ "اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج نہیں ہوا۔ بلکہ روحانی ہوا" چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"اہلحدیث کا یہ اعتقاد ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ وہ معراج جسمانی کے خواہ مخواہ منکر ہوں۔ بلکہ اہلحدیث کا یہ مسلک اعتقادی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی حالت بیداری میں قبل از ہجرت بلاشک اور ضرور ہوا ہے"

ان الفاظ سے معراج کے متعلق اہل حدیث کا عقیدہ ظاہر ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے اہل حدیث ہو کر اس کا انکار کرتے ہوئے اس صداقت اور حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے جو حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہے۔

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس حقیقت اور فیصلہ کو جو حضرت مسیح موعود نے ایک ایسے مسئلہ (معراج) میں دیا۔ جو الفاظ مولوی ثناء اللہ نے زمانہ رسالت سے اختلافی چلا آیا ہے" اسے مولوی ثناء اللہ جیسے دشمن نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کو مان کر "اہلحدیث" کے مسلک اعتقادی کو اس نے ٹھکرا دیا ہے۔

باصول اخبار نویسی کا نمونہ

اخبار "وکیل" امرتسر کو باصول اخبار نویسی کا بڑا دعویٰ ہے لیکن اس دعویٰ کو پرکھنے والوں کے لئے یہ نمونہ نہایت حیرت انگیز ہوگا کہ یہی "وکیل" جس نے گذشتہ ایام میں امام جماعت احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف بالکل بے سروپا اور جھوٹی باتیں اپنے کالموں میں درج کی تھیں۔ اور ان کی تردید چھاپنے سے انکار کر دیا تھا اسی نے موجب امر تسر میونسپلٹی کے ایک ممبر کو مدنظر رکھ کر حسب ذیل الفاظ لکھے کہ:۔

"ارباب نشاط اور خوش رو اور خوش آواز عورتوں سے

جی ہاں شیطانی اخلاق کے اظہار سے تو کسی کو کوئی سروکار ہونا ہی نہیں چاہیئے"

تو پھر "کیسری" لاہور کے مطالبہ پر بھی اس بیہودگی کا نام بتانے کی جرأت نہیں کر سکا۔ حالانکہ کیسری نے حسب ذیل موثر اور جذبات شرافت کو ہلانے والے الفاظ میں مطالبہ کیا ہے کہ:۔

"وکیل قوم اور ملک کی واقعی بڑی خدمت کریگا اگر وہ اس شخص کا نام اور پتہ بھی لوگوں کو بتا دے جس کی طرف اس کا اشارہ ہے"

اگر وکیل نے جو کچھ لکھا وہ درست ہے۔ اور اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ "امرتسر میں کون ہے جو اس نامور شخصیت کو نہیں جانتا" تو پھر کیوں وہ اس ممبر کا نام ظاہر کر کے کانگرس اور قوم کی "بڑی خدمت" نہیں کرتا۔ اور کیسے اخبار نویسی کے اصل کے مخالف اس مطالبہ سے پہلو تہی کرتا ہے۔

کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ "وکیل" کو جہاں گرفت کا ڈر ہو۔ وہاں اسے سچی بات ظاہر کرنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی۔ اور جہاں یہ ڈر نہ ہو وہاں جھوٹی باتوں کو شائع کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہے۔ یہ باصول اخبار نویسی "وکیل" کو مبارک ہو۔

مسکرات کا اثر اخلاق پر

قرآن کریم نے مسکرات سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے مختصر مگر جامع مانع الفاظ میں ان کے جن نقصانات کو بیان کیا ہے۔ آج دنیا اور دنیا جو بے ہوشی بیہودگی اور فتنہ کا شغل سمجھتی اور پانی کی طرح استعمال کرتی ہے کھلے طور پر اعتراف کرنے کے لئے مجبور ہو رہی ہے۔ ایک جگہ قرآن کریم فرماتا ہے فیہما اثم کبیر۔ شراب وغیرہ میں بہت کثرت سے گناہ پائے جاتے ہیں یعنی اس کا استعمال کرنے والے بڑی بڑی بدکاریوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ۔ یہ ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو۔

اس آیت میں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ مسکرات وغیرہ

کی ناپاکی [illegible] کا حکم [illegible]

صفحہ [illegible]

[illegible] ایک مسلمان نے [illegible] کے متعلق [illegible] کے آنریبل مسٹر [illegible] سے دریافت کیا تھا کہ کیا گورنمنٹ اس امر سے آگاہ ہے کہ ضلع میانوالی میں کئی مسلمان عورتوں نے عیسائی ہو کر اپنے خاوند فسخ کرائے اور پھر مسلمان ہو کر دوسروں سے نکاح کر لئے۔ اور ایسا کرنے سے انہوں نے پنجاب ایکسکورٹ کے ایک قاعدہ کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا گورنمنٹ اس ناجائز فسخ نکاح کو روکنے کے لئے کوئی قانون پاس کریگی۔

سکاری ممبر نے اس کے جواب میں کہا کہ گورنمنٹ اس معاملہ کے متعلق تحقیقات کریگی۔ مگر قانون بنانے کے سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتی۔ ممبروں کو غور کرنا چاہیئے۔

فسخ نکاح کے جس طریق کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے وہ فی الواقع نہایت لطیف اور شرمناک ہے۔ مسلمان ممبروں کو چاہیئے کہ اس کے انسداد کا قانون [illegible]

(میونسپل گزٹ ۱۰ مئی ۱۹۲۳ء)

یہ ہیں وہ ناپاک [illegible] جن کا ارتکاب کرنے والے عورتوں کے [illegible] قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

فسخ نکاح کیلئے عیسائی ہونا

لیجسلیٹو کونسل پنجاب میں ایک ہندو ممبر نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا گورنمنٹ اس امر سے آگاہ ہے کہ ضلع میانوالی میں کئی مسلمان عورتوں نے عیسائی ہو کر اپنے خاوند فسخ کرائے اور پھر مسلمان ہو کر دوسروں سے نکاح کر لئے۔ اور ایسا کرنے سے انہوں نے پنجاب ایکسکورٹ کے ایک قاعدہ کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا گورنمنٹ اس ناجائز فسخ نکاح کو روکنے کے لئے کوئی قانون پاس کریگی۔

سکاری ممبر نے اس کے جواب میں کہا کہ گورنمنٹ اس معاملہ کے متعلق تحقیقات کریگی۔ مگر قانون بنانے کے سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتی۔ ممبروں کو غور کرنا چاہیئے۔

فسخ نکاح کے جس طریق کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے وہ فی الواقع نہایت لطیف اور شرمناک ہے۔ مسلمان ممبروں کو چاہیئے کہ اس کے انسداد کا قانون [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد

(۴ مارچ ۱۹۲۱ء ۔ بعد عصر)

خطبہ نکاح خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ۔ چونکہ اسوقت درس کا وقت ہے اسلئے میں فریقین کو صرف اسی قدر نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ ہے جسمیں تمام دنیا کی نظر ہماری جماعت پر لگی ہوئی ہے۔ لوگ ہمارے ایک ایک عمل کو دیکھتے ہیں کہ ہم میں اور ہمارے غیروں میں کیا فرق ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اگر ہمارا کوئی عمل ایسا ہو کہ ہم خدا کے ایک نبی کے پیرو ہیں مگر لیکن اسکے قدم پر ہمارا قدم نہ ہو تو ہم پر الزام آسکتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اور مدعی ہو اور وہ سچا بھی ہو مگر جو لوگ اسکو ماننے والے ہوں انکی عملی حالت اچھی نہ ہو تو کیا فائدہ اگر نہ ہمارے کسی عمل کا اسلام سے تعلق ہے نہیں اس کی طرف منسوب کئے جاوے۔ ورنہ ظاہر حالت ہم انکی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ پس ایسی حالت اور ایسا تعلق ہے۔ جب تک لوگ ہم میں اور ہمارے غیروں میں عملی فرق نہ دیکھ لیں۔ اسوقت تک ادھر نہ جا نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ آج تک ہماری ترقی نہیں ہوئی۔ لوگوں کو عموماً ہم میں اور اپنے سے غیروں میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔ وہ ہمیں غیروں سے ممتاز نہیں دیکھتے۔ اسلئے جب تک ہمارے ہر ایک کام میں خاص رنگ نہ ہو۔ ہم ترقی نہیں پا سکتے یہی حال نکاح کے معاملہ کا ہے۔ اگر لوگ دیکھیں کہ احمدی لڑکے کے رشتہ داروں سے بچی کے رشتہ داروں اور احمدی بچی کے رشتہ دار لڑکے کے رشتہ داروں سے کیسا سلوک کرتے ہیں اور ان کے آپس میں کیسے اچھے تعلقات ہوتے ہیں تو لوگوں کو ادھر توجہ ہو سکتی ہے۔ ورنہ اگر اس معاملہ میں ہم میں اور غیر میں کچھ فرق نہ ہو تو لوگ ہم میں اور غیروں میں کوئی تمیز نہ کرینگے۔ اگر ہمارے آپس میں تعلقات اچھے ہونگے۔ تو ہم بھی امن میں زندگی بسر کرینگے۔ اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور اس طرح وہی مثال راست آئیگی کہ "ایک پنتھ دو کاج"۔

اسکے بعد حضور نے محمد اسمٰعیل صاحب ولد نظام الدین کے نکاح کا مریم بنت محمد عبداللہ صاحب سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر پر اعلان فرمایا۔

نامہ لنڈن

انگلستان میں تبلیغ اسلام

دارالتبلیغ کا افتتاح

(از شہ چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے)

ایام زیر رپورٹ (۵ تا ۱۲ فروری) کا اہم واقعہ ہمارے نئے مقام تبلیغ کا افتتاحی جلسہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے کامیاب ہوا۔ یہ جلسہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ ۱۰ فروری کو تھا۔ قریباً دو ہفتہ پہلے سے اس کے لئے تیاری شروع تھی۔ اور لنڈن اور انگلستان کے اسلام اور اسلامی امور میں دلچسپی لینے والے لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ اور انگلستان کے معزز ہندوستانی ہندو اور مسلمان اصحاب کو بھی دعوت دی گئی۔ شروع اور انتہی کے درمیان مہمان تشریف لائے۔ بعض مشہور اخباروں کے نمائندے۔ بعض سوسائٹیوں کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ۔ پروفیسر لیون جو ایک بوڑھے اور پرانے مسلمان ہیں۔ سر ولیم میور کا لڈ جو مشہور کتاب پریچنگ آف اسلام کے مصنف ہیں۔ اور اسلامی امور میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہیں۔ مسٹر خالد شیلڈریک نو احمدی مسلمان تھے۔ ان تمام اصحاب کے علاوہ چیف الوا آف لیگاس کی تشریف آوری خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ چونکہ یہ جلسہ برادرم نیر صاحب کے لئے الوداعی جلسہ بھی تھا۔ اسلئے چیف مذکور نے اپنی تقریر میں ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آپ میرے آگے چلیں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ میں وہاں آپکی مدد کرونگا۔ ان اصحاب کے علاوہ پروفیسر براؤن آف کیمبرج جن کی تحقیقات اور تصنیف بابی مذہب کی رفتار یورپ اور امریکہ میں تیز کر دی ہے۔ اور لارڈ الفارق ہیڈلے صاحب کی طرف سے معذرت کے خطوط آئے کہ کثرت شغل کی وجہ سے نہیں آسکے۔

صدر نشین کی تقریر پروفیسر ہارون مصطفےٰ لیون نے جو صدر نشین تھے اپنی تقریر میں کہا کہ اگرچہ میں احمدی جماعت کا باقاعدہ ممبر نہیں ہوں۔ تاہم اسبات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اسوقت جس انتظام اور اہتمام سے احمدی جماعت کام کر رہی ہے۔ اس کی نظیر اسلامی بلاد میں مشکل سے ملتی ہے۔ اور یہ کہ میں مدت سے اس سلسلہ سے واقف ہوں۔ اور میں اس سلسلہ کے بانی کو ایک بہت بڑا ولی اللہ اور خادم اسلام جانتا ہوں۔

احمدی مبلغ کی تقریر اسکے بعد میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام بنی نوع انسان کا حقیقی مذہب ہے اور صلح اور امن اور سلامتی کی راہیں اسلام سے ہی کھلتی ہیں اسلئے اسلام باقی تمام مذاہب کا نمائندہ اور ان کی اغراض کا پورا کرنیوالا ہے۔ اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم باقی تمام انبیاء کے نمائندے اور ان کی اغراض و مقاصد کو دنیا میں پورے کرنیوالے ہیں اور آجکل احمد علیہ السلام اسلام کا زندہ نمونہ ہیں اور آپکے ذریعہ مذکوروں پر حجت پوری ہوئی۔ اور اس کا عملی نمونہ احمدیہ جماعت ہیں نظر آتا ہے ہندوستان۔ انگلستان اور دیگر تمام اقوام دنیا کی مشکلات آجکل اسلامی اصول پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کے ذریعہ سے حل ہونگی۔ جیسا کہ عربوں کے اختلافات اور مشکلات اخوت اسلامی کی وجہ سے دور ہوئے تھے۔

اسکے بعد احمدی جماعت کے انتظام کا ذکر کیا کہ کس طرح یہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایک خلیفہ کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

مولوی نیر صاحب کی تقریر اسکے بعد نیر صاحب نے اپنی الوداعی تقریر فرمائی۔ اور ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا۔ جو ان کے پہلی لنڈن کے زمانہ میں مہربانی سے پیش آئے اور کہا کہ میرا اس ملک میں آنا میرے لئے خوشی کا موجب تھا۔ میرے لئے یہاں کی رہائش بھی خوشی کا موجب ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا خوب موقع ملا۔ اسی طرح میں اس ملک کو اور یہاں کے احباب کو خوشی سے الوداع کہتا ہوں۔ تاکہ دیگر ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کر سکوں۔

اسکے بعد برادرم خالد شیلڈریک کی

تقریر کی۔ اور برادرم محمد الاول اگنو چینو الوا نے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب کے لئے۔ لیکس کے مسلمانوں کی طرف سے خوش آمدید کی تقریر کی۔ اور اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

اس جلسہ میں قریباً اٹھائیس جماعت کے لوگ شامل تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر لے کر واپس گئے۔

اور ان میں سے بعض نے اس بات کا بھی اظہار کیا۔ کہ ان کی رائے اب اسلام کے متعلق بالکل بدل گئی ہے۔ اور آئندہ مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔

اخبارات کی رائیں

مندرجہ ذیل الفاظ میں لندن کے مشہور اخباروں میں اس جلسہ کا ذکر چھپا ہے۔

اخبار ڈیلی ورلڈ نے ۲۰ فروری کو لکھتا ہے۔ ایک مسجد کے افتتاح سے ہاکنی میں۔ اتوار کے دن نمبر ۳۴ میلر وز روڈ میں ایک مسجد کے لئے افتتاحی جلسہ ہوا۔ جس میں ہندوستانی۔ فارسی۔ ناجیریں۔ اور دوسرے مسلمانوں نے حصہ لیا جو سب اپنے قومی لباس پہنے ہوئے تھے جگہ اور مکان جو اب اسلامی اغراض کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ احمدیہ جماعت نے خریدا ہے۔ جس کا صدر مقام قادیان ہندوستان میں ہے۔ مکان کے ساتھ ایک ایکڑ زمین ہے جس میں اصل مسجد تعمیر کی جائیگی۔ اتوار کے روز جلسہ کے موقع پر علاوہ دوسرے لوگوں کے مندرجہ ذیل اصحاب حاضر تھے۔ سر فی ڈبلیو ارنالڈ مصنف پریچنگ آف اسلام۔ چیف الیوا آف نائجیریا۔ پروفیسر لیوان خالد شیلڈ ریک۔ مولوی فتح محمد سیال۔ مولوی عبدالرحیم نیر۔ اور مولوی محمد کمال سیکرٹری جماعت احمدیہ لنڈن۔

ڈیلی ٹیلیگراف نے ۲۰ فروری لکھتا ہے۔ لنڈن کی احمدیہ جماعت کے امام مشنریوں اور ممبروں نے کل ایک مکان کے افتتاح کی غرض سے لوگوں کو دعوت دی۔ ایک پرانا مکان جو لے سے بائیس جماعت احمدیہ نے ابھی بھی خریدا ہے۔ یہ جگہ ہاکنی کی ایک بائیس ایک مسجد بنائی جائیگی۔ مسٹر الحاج نذیر احمد نے ایک سادہ سی تقریر میں مغربی اقوام کو دعوت دی۔ ایک اور تقریر [illegible] محمد سیال [illegible]

لیوان اور دوسرے لیڈر موجود تھے۔

روزنامہ ڈیلی ایکسپریس نے ۷ فروری کے پرچہ میں بعنوان لندن کے مضافات میں اسلام لکھتا ہے۔ کل برفانی اتوار ایک نئے اسلامی مشن کے افتتاحی جلسہ پر افریقہ اور ہندوستان کے لوگ اپنے رنگ برنگ لباس میں موجود تھے۔ ان کے علاوہ ۵۰ اور لوگ درمیان انگریز مرد و عورت بھی موجود تھے۔ لندن کی جماعت نے ایک مکان اور وسیع جگہ تبلیغ اسلام کے لئے خریدے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ جلد ہی یہاں ایک اسلامی معبد کھڑا کریں۔ جس میں اسلامی طرز پر نمازیں پڑھینگے۔ اسلام کے مشہور پیرو لوگ جو اس ملک میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک لارڈ ہیڈلے ہے۔ کل کے تقریر کرنے والوں میں سے مولوی فتح محمد سیال ایم۔ اے۔ نے کہا۔ کہ احمدیہ جماعت ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔

ہارنگ پوسٹ۔ مذاہب اسلام انگلستان میں کے عنوان سے لکھتا ہے۔ احمدیہ اسلامیہ کے افتتاحی موقع پر نمبر ۳۴ میلر وز میں کل ایک جلسہ کیا گیا۔ احمدیہ سلسلہ کی بنیاد قریباً چالیس سال ہوتے ہیں۔ کہ قادیان۔ پنجاب ہندوستان میں ڈالی گئی تھی۔ احمدیہ سلسلہ کے بانی احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آف قادیان نے مسیح اور مجدد ہونے کا دعوے کیا تھا۔ مکان کے ساتھ جو زمین ہے۔ اس میں تجویز ہے۔ کہ ایک مسجد کی بنیاد رکھی جائے۔

مہمانوں کے استقبال کے بعد پروفیسر ہاروں مصنف نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ قریباً چالیس سال گذرتے ہیں۔ کہ پہلے انگلستان میں تبلیغ اسلام کی گئی۔ اس کی ابتدا اور پولی میں ہوئی۔ اسلام میں کوئی پروہت نہیں ہوتے۔ بعض آدمی صرف اس کام کے لئے انتخاب کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ایک آدمی اپنی نجات حاصل کرنے کا خود ذمہ وار ہوتا ہے۔ مولوی فتح محمد سیال نے کہا کہ وہ اس لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ لوگوں کو اسلام اور احمدیہ اسلام کی طرف بلائیں۔ ان کا ایمان ہے۔ کہ اسلام تمام مذہبوں کا جامع ہے۔ اور احمدیت اسلام کا جامع اس کے علاوہ کوئی چیز جو ایک قصور ہی ہوتا ہے۔

اس میں فوٹو شائع ہوئے ہیں۔

اس جلسہ اور اخباروں میں ذکر ہونے سے ہمارا دارالتبلیغ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام لندن اور انگلستان میں مشہور ہو گیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک خط

اس جلسہ پر غیر احمدی ہندوستانی مسلمان بھی موجود تھے۔ ان میں ایک صاحب جو لنڈن یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں جلسہ سے واپس جا کر مندرجہ ذیل خط لکھا۔

پیارے بھائی صاحب۔ بیشتر اس کے کہ میں اور تحریر کروں۔ میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ میں کے شب گذشتہ کے لکچر سے بہت متاثر ہوا۔ یہ میرا پہلا موقعہ نہیں تھا۔ کہ مجھے آپ کا لیکچر سننے کا اعزاز حاصل ہوا ہے قریباً تمام لیکچروں میں جو ہائیڈ پارک میں ہوئے ہیں حاضر ہوتا ہوں۔ مگر بدقسمتی سے مجھے آپ کے ساتھ اس طرح ملاقات کرنے کا موقعہ پہلے نہیں ملا تھا۔

بھائی صاحب! آپ میرے ہمدرد ہیں۔ اس لئے میرے ستارہ شناسی ہیں۔ اور میں بلا تامل آپ کے سامنے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ اگرچہ میں پیدائش کی وجہ سے مسلمان ہوں مگر بوجہ لمبی جلاوطنی کے میں اپنے آپ کو کسی معنوں میں مسلمان خیال نہیں کرتا۔ متواتر کی تکالیف اور مایوسیوں نے جو میری زندگی میں ہوئیں میرے ایمان کو پاش پاش کر دیا ہے۔ لیکن بہ تو ہے اپنے خالق سے اخلاص کا خواستگار رہوں۔ اور تمنا ہے۔ کہ اللہ میری زاری کو قبول فرماوے۔

کیا آپ مہربانی کر کے اس ہفتہ میں مجھے ملاقات کا موقعہ دینگے۔ جس میں مختلف مضامین کے بارہ میں آپ کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی وقت خود مقرر کریں۔ میں محمد خاں (ایل۔ ایل۔ بی) صاحب کو جو آپ سے ملنے کے بہت خواہشمند ہیں ساتھ لاؤنگا مکرر اکہتا ہوں کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ اگر آپ مجھے ملاقات کا موقعہ دیں۔ میں انگلینڈ میں اور افریقہ میں تبلیغ کرنے کیلئے مندرجہ ذیل قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں کم از کم پانچ یا چھ مشنری ہونے ضروری ہیں۔ میں [illegible]

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کے لئے تیار ہیں؟

حسب ذیل اشتہار ہماری طرف سے شائع کیا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو اس کے لئے قیام پر جا کر مکرم میر قاسم علی صاحب ذریعہ اشتہار یا بذریعہ تار دعوت دی گئی۔ اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا

(ایڈیٹر)

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ اس سوال کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ جون ۱۹۰۸ء میں یہ دیتے ہیں کہ۔

"آیت (مباہلہ) پر عمل کرنے کے لئے ہم طیار ہیں ماقدا بھی ایسے مباہلہ کیلئے جو آیت مرقومہ (مباہلہ والی) سے ثابت ہو تا ہے۔ طیار ہیں"۔ (صفحہ ۴ کالم اول)

لہذا سوال مندرجہ عنوان تو فیصلہ شدہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اب ہم عوام کی آگاہی کیلئے آیت مباہلہ سمیت اپنے ترجمہ تفسیری کے مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کی تفسیر سے نیچے نقل کر دیتے ہیں۔

"فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين۔ یعنی تو ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سمجھیں۔ کہدے کہ آؤ ہم اپنے اور تمہارے بیٹے، اپنی اور تمہاری بیٹیاں، اپنے اور تمہارے بھائی بند بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دیگا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہو گا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہو گا۔ (تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۹۹۱ء)

یہ ہے وہ آیت "مرقومہ" جس کے ماتحت مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ فریق کاذب پر دنیا میں ہی بربادی اور تباہی ہوتا ہے اور کسی خاص عذاب کی وہ تعیین بھی نہیں کرتے۔ اور نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ خدا کا کام ہے کہ جو عذاب چاہے نازل کرے لیکن وہ ہمیشہ مباہلہ سے قبل مباحثہ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص بے سمجھے بوجھے اور بغیر اتمام حجت ہو جانے کے مباہلہ نہ کر بیٹھے۔ اور درحقیقت ایسی صورت میں جبکہ فریقین ایک دوسرے کے دعاوی اور دلائل سے پوری واقفیت رکھتے ہوں۔ ایک دوسرے کو واقف کر کے بخوبی سمجھا دینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے مولوی ثناء اللہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ۔

"مباہلہ سے پہلے مباحثہ کا ہونا ضروری ہے۔ پس میں ایسے مباہلہ کیلئے بالکل طیار ہوں۔ جو آیت مرقومہ (بالا) سے ثابت ہوتا ہے"۔

سو ہم مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بشارت دیتے ہیں کہ ہم آپ کے مسلمہ و منظور کردہ مباہلہ کے مطابق ہی آپ سے مباہلہ کرنے کو تیار میدان میں کھڑے ہیں۔ اب آپ انھیں ماورائی طرح بغیر کسی قیل و قال کے ہم سے مباہلہ کر لیں البتہ استدعا گذارش ہے۔ کہ مباہلہ سے قبل جس غرض کیلئے مباہلہ ہوتا ہے۔ وہ ہمارے خیال میں بوجہ اتم پوری ہو چکی ہے فریقین عرصہ دراز کی گفت و شنود کے بعد علی وجہ البصیرت ایک دوسرے کے کاذب ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ جیسا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنے ایمان و ایقان کا بالفاظ ذیل بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ۔

"میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہوں۔ خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتا اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں۔ وہ بڑا کذاب۔ بڑا دجال۔ بڑا بے حیا۔ بڑا فریبی۔ بڑا مکار۔ بڑا ابلہ فریب۔ بڑا غدار۔ بڑا مفتری علی اللہ۔ غرض سب اوصاف قبیحہ میں بڑا ہے۔ اسکو اسلام کیا خدا پر بھی ایمان نہ تھا"۔

(اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء و ۱۲ جون ۱۹۰۸ء و مرقاۃ ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

یہ تو وہ بصیرت ہے۔ جو آپ کو سالہا سال کے بحث و مباحثہ سے حاصل ہو چکی ہے۔ اسکے خلاف ہم علی وجہ البصیرت ان سب الفاظ کا حقیقی مصداق آپ کو جانتے و مانتے ہیں ایسی بصیرت کے ہوتے ہوئے جو علی وجہ الکمال فریقین کو حاصل ہے۔ مباہلہ سے قبل مباحثہ کرنا بے سود اور تحصیل حاصل ہے اب تو صرف مباہلہ ہی باقی ہے۔ جس سے آج تک آپ پہلو تہی کرتے رہے۔ لہذا اب مباہلہ ہی ہونا چاہیئے۔ اور اگر آپ باہمہ بصیرت و یقین پھر بھی مباہلہ سے پہلے مباحثہ ہی ضروری خیال کرتے ہیں۔ تو ہم کو اس سے بھی انکار نہیں۔ تاکہ میں آپ اسی حیلہ کو آڑ بنا کر مباہلہ مسلمہ خود سے بھی نہ گریز کر جائیں ہم بھی منظور کرتے ہیں۔ کہ دو گھنٹہ تین گھنٹہ۔ چار گھنٹہ جب آپ ہمیں اپنے وہ دلائل جو مکذب مرزا صاحب ہیں ایسے ہوں کہ اس سے پہلے آپ ہم کو یہ مجموعہ تحریر و تقریر نہیں سنا کر تو بے شک سنا لیں۔ اور ہم بھی اگر ضرورت ہو گی تو اسی قدر وقت میں جس قدر آپ لینگے۔ مرزا صاحب کی صداقت کے دلائل آپ کے سامنے پیش کر دینگے۔ اس کے بعد جب آیت مرقومہ بالا آپ کا مسلمہ اور منظور کردہ مباہلہ ہو گا۔ مگر ایسا نہ ہو گا کہ بعد مباحثہ آپ مباہلہ سے ہٹ جائیں۔ کیونکہ مباحثہ محض آپ کی حجت توڑنے کی نیت سے اسلئے منظور کیا جائیگا کہ آپ اس کے بعد مباہلہ کریں۔ ورنہ مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ اور مباہلہ ان الفاظ میں ہو گا۔

"اے خدائے قادر ذوالجلال ہم سب جو تیرے حضور کھڑے ہیں۔ تیری ذات وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تیرا برگزیدہ رسول اور مسیح موعود اور مامور من اللہ ہے۔ اور اس کی تمام پیشگوئیاں اور جملہ الہامات تیری طرف سے اور تیرا کلام ہیں۔ اور ہم اس پر کامل ایمان رکھتے ہیں مگر مولوی ثناء اللہ مرزا صاحب کو مفتری علی اللہ اور کاذب و دجال کہتا ہے۔ پس اگر ہم ایسا کہنے میں جھوٹے ہیں۔ تو ہم کو اور اگر مولوی ثناء اللہ اس کہنے میں جھوٹا ہے۔ تو اسکو لعنت اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت لاکر مورد عذاب بنا۔ آمین"!

اس دعا پر آپ سب لوگ آمین کہیں اور اس کے بعد آپ یہ دعا کریں کہ۔

"اے ذوالجلال والاکرام عزیز ذوانتقام میں تیری ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مرزا غلام احمد مفتری علی اللہ کذاب اور دجال تھا۔ اس کا دعویٰ مسیح موعود اور مامور من اللہ ہونے کا انسانی اور نفسانی افترا تھا۔ اس کی تمام پیشگوئیاں اور الہامات محض شیطانی وساوس اور تقول علی اللہ ہیں نہ اسکو اے خدا تجھ پر ایمان تھا۔ نہ اسلام سے تعلق۔ اور میں اس پر علی وجہ البصیرت

یقین رکھتا ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مقابل اسکو ماسوا من اللہ اور رسول اللہ اور دین سے موصوف سمجھتے ہیں۔ پس اگر میں خلاف واقعہ بنکر حقیقت کو چھپاتا ہوں۔ اور اب کہنے میں جھوٹا ہوں تو مجھ۔ اور اگر فریق مقابل جھوٹا ہے تو اسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت مار مورد غضب بنا۔ آمین ؛

اسپر ہم سب میں ہیبت اور بابلہ ختم ہوگا۔ آپ کو بھی اختیار ہے۔ کہ آپ اگر چاہیں تو اپنے بھائی بند موجود جو لوگ صاحبان کو اور جو شخص بھی اس کار و اب میں آپ کا ساتھ دینا چاہیں۔ ان کو بھی اپنے ساتھ ملالیں۔ اور یہ ہماری عین خواہش ہے کہ یہ معاملہ جو آئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ مباہلہ پر ایمان اور مرزا صاحب کے کذب پر یقین رکھتے ہیں۔ تو آپکے شریک حال ہو کر اپنا ایمان نمونہ دکھائیں۔

اب ہم امید کرتے ہیں کہ ایسے مباہلہ سے بچ کر بقول خود اب ہیبت سے تیار رہے ہیں۔ اور آپ کے مسلمات کے خلاف ہم نے ایک انچ بھی ادھر اُدھر کرنا نہیں چاہا۔ کوئی نیا مسئلہ بنا کر کے گریز کی راہ نہ اختیار کرینگے۔ اور فوراً میدان مباہلہ میں جو اسی جگہ اسی مقام پر ہوگا۔ نکل آئینگے۔ اب آخری بار بھی فرار پر فرار کر بدنما دفع بہانہ سے اپنی پیشانی پر ننگ کا داغ ہمیشہ کیلئے اور کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کے وعید خوف کھائینگے۔

پس گواہ رہ تو اے زمین اور سن لے تو اے آسمان اور شاہد ہو تو اے یہاں کے رہنے والے ہندو اور مسلمانو! اور یاد رکھو تم سے باہر سے آئے ہوئے مخالف مولویو اور غیر مولویو! اور جو شخص اب اس قرآنی مباہلہ سے انکار کرے اور تکذیب و تخفیف سے بھی باز نہ آئے۔ تو اسپر خدا تعالیٰ اور رسل اور ملائکہ اور کل جہان کے لوگوں کی لعنتیں ہوں۔ اور تم سب لوگ کہو۔ آمین ؛

المنظـــ

قائلین حیات و نزول مسیح ابن مریم سے چند سوالات کئے

سنجاوس اشتہاروں کے ایک حسب ذیل اشتہار غیر احمدیوں کے جلسہ پر کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ اور علماء کو خاص طور پر بھیجا گیا۔ گمان سوالات میں سے کسی ایک کا جواب بھی "جمعیۃ العلماء" میں سے کسی سے نہ بن پڑا۔ اور کوئی ایک بھی ان کے جواب میں کہنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اب بھی ہم دعوت دیتے ہیں کہ اگر ہمارے مخالفین میں کسی میں ہمت ہے تو ان سوالات کا جواب دے۔ (ایڈیٹر)

تمام ہندوستان اور پنجاب کے غیر احمدی علماء اور سجادہ نشین صوفیائے و مقلدین و غیر مقلدین دیوبندی اہلحدیث گولڑوی۔ بریلوی۔ سہارنپوری۔ امرتسری یا کوئی سے اعدان کے ہمخیال تعلیم یافتہ خواندہ ہمخیالوں سے عموماً مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہل حدیث خصوصاً اور حاضر الوقت غیر احمدی علماء سے مخصوص ان سوالوں کا جواب طلب کیا جاتا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی جواب ان سوالات کا نہ دیا تو دنیا جان لیگی۔ کہ ان کا عقیدہ نزول مسیح صرف زبانی ہے جس کی کوئی دلیل و برہان ان کے پاس نہیں ؛

(۱) لفظ نزول جو احادیث میں مسیح موعود کی نسبت وارد ہے اس لفظ سے کیا معنے اور مراد لی گئی ہے ؟

(۲) لفظ رجوع اور نزول میں کیا فرق ہے ؟

(۳) کوئی شخص گیا ہوا اگر لوٹ کر آوے۔ تو اس کیلئے عربی۔ فارسی اور اردو میں کونسا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رجوع اور واپسی اور بازگشت یا نزول۔ جواب مع نظیر اور مثال محاورہ زبان لکھنا چاہیئے ؛

(۴) لفظ بعثت اور خروج اور نزول میں فرق باہمی کیا ہے ؟

(۵) مسیح ابن مریم کیواسطے بعثت اور دجال کیواسطے لفظ نزول بھی احادیث میں آیا ہے یا نہیں ؟

(۶) مسیح ابن مریم کا نزول کہاں سے ہوگا زمین سے یا آسمان سے ؟

(۷) اگر زمین سے ہوگا تو اسکے کیا معنے ہیں۔ اور اگر آسمان سے ہوگا۔ تو آسمان کی قید کس لفظ سے ثابت ہے ؟

(۸) اور یہ نزول جسم خاکی ہوگا یا محض روحانی۔ اگر قالب خاکی ہوگا تو یہ کس لفظ سے مفہوم ہوتا ہے ؟

(۹) کس ہیئت اور ہیئت سے ان کا نزول ہوگا۔ یعنی کسی سواری کے ذریعہ اتریں گے یا اڑ کر تشریف لائینگے یا کسی اور طرز سے۔ جواب مفصل ہو۔

(۱۰) کس وقت یہ نزول رات یا دن میں ہوگا ؟

(۱۱) کس مقام پر نازل ہونگے آیا کسی مکان خاص پر یا فرش میں

(۱۲) یہ شان نزول کوئی شخص جسم خود بھی دیکھیگا یا نہیں ؟

(۱۳) اہل زمین کو ان کے اترنے وقت نزول کا پتہ قبل از نزول ہو سکیگا یا نہیں تاکہ وہ استقبال کیلئے جائے نزول پہنچ جائیں

(۱۴) اگر ہو سکیگا تو کیا ہند و پنجاب۔ ایران و جاپان۔ روم اصفہان چین و افغانستان۔ یورپ۔ ترکستان وغیرہ سے سب مسلمان جائے نزول پر جمع ہو جائینگے یا کسی خاص شہر یا مقام کے لوگ ہی وہاں پہنچیں گے۔

(۱۵) اگر نہیں ہو سکیگا تو پھر جن لوگوں نے اس طرح ان کا نزول نہیں دیکھا۔ وہ کس طرح ان کی تصدیق کر کے کہ آسمان سے اترا ہوا تسلیم کرینگے۔ خصوصاً علی گڈھ وغیرہ کے کالجیٹ اور مرتسر کا سوادی فاضل ؟

(۱۶) جن دو فرشتوں کے ذریعہ وہ اتریں گے وہ فرشتے دوسرے لوگوں کو بھی نظر آئینگے یا نہیں ؟

(۱۷) وہ فرشتے اپنی اصلی شکل میں ہونگے یا متمثل بشکل دیگر اور دیگر شکل کیا ہوگی ؟

(۱۸) اگر اصلی شکل میں ہونگے تو کیا سوائے انبیاء کے فرشتوں کی اصلی شکل بھی ہر ایک انسان کو نظر آ سکتی اور آتی ہے یا نہیں ؟

(۱۹) اگر متمثل بشکل دیگر ہونگے تو ان کے فرشتے ہونے کا ناظرین کو کیونکر یقین ہوگا ؟

(۲۰) وہ ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہینگے یا صرف زمین پر پہنچا کر واپس چلے جائینگے ؟

(۲۱) وہ زرد چادریں جو مسیح اوڑھ کر آئے گا وہ چادریں مسیح ابن مریم یوقت صعود زمین سے اوڑھے ہوئے آسمان پر گئے تھے یا

آسمان سے جدید لیکر آئینگے یا وقت نزول زمین والوں کیلئے رحمۃ اللعالمین ہونگے یا نذر کرینگے۔

(۲۲) بعد نزول تا وفات دفن کا ہی آسمانی چادریں لباس رہیگا یا دوسرا لباس تبدیل کرینگے؟

(۲۳) ایک اسم کا اطلاق دو مسمّے شخص پر جو کہ شراکت فی الاوصاف کے جائز ہے یا نہیں؟

(۲۴) کیا مشابہت اور مماثلت تامہ کیلئے الفاظ مثل یا مانند یا مثابہ یا کاف تشبیہ یا کان وغیرہ کا بیان بھی ضروری ہے؟

(۲۵) کوئی مثیل اصل سے افضل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۶) نبی اور رسول کس کو کہتے ہیں۔ لغوی اور اصطلاحی معنے کیا ہیں۔ (اصطلاح شرعی ہونی چاہیئے جو سابق سے منقول ہو)

(۲۷) نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے یا ہر دو ایک ہی ہیں یعنی ہر نبی کو رسول اور ہر رسول کو نبی کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اور نبوت کیلئے رسالت لازمی ہے یا رسالت کیلئے نبوت؟

(۲۸) امام اور نبی اور محدث اور ولی میں کیا مابہ الامتیاز ہے؟ آیا ہر نبی، امام اور محدث اور ولی ہوتا ہے یا ہر محدث نبی اور ولی اور امام ہوتا ہے یا ہر ولی محدث اور امام ہوتا ہے۔

(۲۹) نبوت کے لوازمات کیا کیا ہیں۔ جن سے تحقق نبوت ہو ایسا ہی بصورت تفریق نبوت و رسالت۔ رسالت کے لوازمات کیا کیا ہیں؟

(۳۰) وہ لوازمات کسی حالت یا زمانہ میں انبیاء و رسل سے منفک بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہو سکتے ہیں تو کن حالتوں میں؟

(۳۱) وحی غیر نبی کی طرف بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو وہ کس قسم کی وحی کہلاتی ہے۔ یعنی وحی نبوت و رسالت یا وحی ولایت یا کچھ اور نام اس وحی کا اصطلاح میں رکھا گیا ہے؟

(۳۲) وحی نبوت اور وحی ولایت (یا جو کچھ اس دوسری وحی کا نام ہو) میں بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے کیا فرق ہے اور بوجہ غیر نبی کی طرف وحی ہونے کے کیا فرق ہے؟

(۳۳) انبیاء اور خدا تعالیٰ کے درمیان پیغام رسانی کیلئے جبرئیل ہی واسطہ ہے یا کوئی اور بھی۔ اور بھی غیر نبی کو بھی جبرئیل پیغام الٰہی پہنچاتا ہے یا کوئی دیگر طریق ان کیلئے ہے۔

(۳۴) بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی نبوت تا قیامت بواسطہ جبرئیل منقطع ہو چکی ہے یا ممکن ہے کہ پھر جاری ہو جائے اور جس پر وحی نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ باوجود نزول وحی نبوت ختم نبوت کا خارج ہے یا نہیں؟

(۳۵) آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر اُمتیں گذری ہیں کسی نبی کی اُمت یا اخی اُمت کا کوئی فرد کسی نبی سے افضل ہوا ہے یا ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو وہ فضیلت کلی ہے یا جزوی؟

(۳۶) اور کوئی ایسا بھی گذرا ہے۔ جس کی نبوت کا درجہ اُمت محمدیہ کے عارف سے باوجود نبی اللہ ہونے کے کم ہو۔ اور اگر کوئی خواہش ہو کہ وہ اُمت محمدیہ کا ایک امتی بنایا جائے تاکہ وہ نبوت سے افضل درجہ حاصل کرے۔ الطاعۃ

(۳۷) ایک ہی وقت اور جگہ اور ایک ہی زمانہ میں دو امام مفترض الطاعۃ اُمت محمدیہ کے لئے ہوتے ہیں یا نہیں؟

(۳۸) مہدی اور مسیح ابن مریم کے فرائض یکساں ہونگے یا کہ دو شخص؟

(۳۹) ہر دو کی موجودگی میں امت محمدیہ کس کی اطاعت مستقل کی مکلف ہوگی۔ اور ان میں سے حاکم کون ہوگا اور محکوم کون؟ یا مہدی و مسیح ایک ہی شخص ہوگا؟

(۴۰) دونوں کے بعث و نزول کا ایک ہی وقت ہوگا یا آگے پیچھے ظاہر ہونگے۔ اگر آگے پیچھے ہونگے تو کتنے عرصہ کا ایک دوسرے کا فاصلہ ہوگا۔

(۴۱) ان دونوں میں سے افضل کون ہوگا اور مفضول کون؟ اور نبی انہیں سے کون ہوگا اور امتی کون؟

(۴۲) مسیح ابن مریم کی نبوت بوقت نزول سابقہ نبوت (جو انہی کی تھی) ہوگی۔ یا جدید نبوت الی کافۃ الناس سے مشرف ہونگے یا نبوت سے معطل ہو کر آئینگے۔

(۴۳) ان میں سے پہلے کس کا انتقال ہوگا۔

(۴۴) ہر دو کی وفات تک کوئی مذاہب غیر اسلام روئے زمین پر نہ رہیگا یا کچھ لوگ غیر مذاہب کے مرد بھی باقی موجود رہینگے۔

(۴۵) تمام مذاہب غیر کو مہدی و مسیح بذریعہ تلوار و جہاد مٹا کر بجبر داخل اسلام کرینگے یا محض بذریعہ تبلیغ وغیرہ سے۔

(۴۶) مسیح کی بابت جو لکھا ہے۔ کہ وہ فوت ہونگے۔ اور مسلمان انکی جنازہ کی نماز پڑھینگے اس سے کیا مراد ہے۔ کیا عام مسلمانوں کا جنازہ مسلمان ہی نہیں پڑھا کرتے۔ یا ہندو یا عیسائی پڑھا کرتے ہیں جو یہ عجیب خبر دی گئی ہے۔ آخر اس میں مہدی یا مسیح کی کیا خصوصیت اور کونسی فضیلت ہوئی کہ مسلمان ان کا جنازہ پڑھینگے؟

(۴۷) اور یہ جو لکھا ہے کہ مسیح کو بعد وفات آنحضرت کی قبر میں دفن کرینگے۔ کیا مسیح کیلئے حضور انور کا قبہ مبارک گرا کر اور معاذ اللہ قبر کھود کر دو نعشیں ایک قبر میں دفن ہونگی یا باہر کی جانب سے سُرنگ لگا کر مسیح کی نعش کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ڈالینگے یا ایک قبر کی جگہ روضہ مبارک میں پہلے سے رکھی ہوئی ہے جیسا کہ بعض عوام الناس اور جہلا کا خیال خام ہے۔ جسوں نے روضہ مبارک دیکھا نہیں کہ وہاں کسی قبر کی جگہ نہیں ہے یا قبر سے مراد مقبرہ ہے جو کسی لغت سے ثابت نہیں مفصل جواب دیں

(۴۸) مہدی و مسیح کسی حکم قرآنی یا مسئلہ شرعی کو منسوخ کرینگے یا نہیں؟

(۴۹) مسیح ابن مریم کا دعویٰ بعد نزول اپنی نسبت کیا ہوگا۔ نبوت و رسالت کا یا اُمتی ہونے کا۔

(۵۰) کوئی نبی اپنی نبوت سے کسی حالت یا زمانہ میں معزول ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۵۱) ہر نبی اور امام اور خلیفہ اور مامور من اللہ پر اپنے منصب کا اعلان فرض ہے یا اختفاء منصب ضروری ہے۔

(۵۲) قرآن مجید اور احادیث کا علم مسیح کو کس طرح حاصل ہوگا۔ کیونکہ بہ عربی زبان ہے اور مسیح کی ادری و اصلی زبان عبرانی یا سُریانی ہے۔ اسلئے یا تو وہ علماء زمانہ سے سبقاً سبقاً پڑھینگے یا آسمان سے ہی پڑھکر تشریف لائینگے یا دوبارہ نزول قرآن بذریعہ وحی ان کی زبان میں ہوگا۔ پس دو ذریعہ بتانا چاہیئے

(۵۳) مسیح کے نزول کے بعد اور وفات سے قبل اور وفات کے بعد قیامت تک آیات و میل (وجیات اور نزول مسیح کیلئے آپ کے زعم میں نصوص صریحہ ہیں) کے کیا معنے لوگ کرینگے اور خود مسیح بوقت تلاوت کیا معنے کرینگے۔ (ا) یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک (ب) بل رفعہ اللہ الیہ (ج) وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (د) یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدیہ من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (ھ) والمراد بخلق جبار اشقیاً۔

(۵۴) مسیح کس عمر میں مامور اور رسول بنی اسرائیل کیطرف ہوئے تھے اور کتنے سال انہیں رسالت کرتے رہے اور کس عمر میں آسمان پر چلے گئے اور کس عمر میں نازل ہونگے؟

(۵۵) بعد نزول مسیح اگر کوئی وحی منجانب اللہ مسیح پر نازل ہوگی غیر وحی پر مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہوگا یا نہیں؟ اور وہ وحی

(اشتہارات)
ہر ایک اشتہار کے متعلق اخبار ہذا خط و کتابت میں ذکر الفضل (بدر) ضرور ہے

سلسلہ احمدیہ کا پہلا اور مکمل
قرآن کریم مترجم مع تفسیر احمدی

جس میں حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی نے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے درس کے نوٹ نہایت عمدگی سے مرتب فرمائے ہیں۔ ترجمہ بامحاورہ ہے جو تمام مخالفین اسلام و مختلف فرقہائے اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ملحوظ رکھ کر کیا گیا ہے علاوہ تفسیری نوٹوں کے مشکل مقامات کا لغوی طور پر بھی حل حاشیہ پر لکھا گیا ہے۔ غرضکہ قرآن کریم کا علم اور فہم حاصل کرنے کے لئے

یہ تفسیر نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ ذریعہ ہے

جلد نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے۔ باوجود اس قدر خوبیوں کے قیمت صرف سوا چار روپے (للعصر) احباب جلد منگالیں۔

احمدیہ کتاب گھر۔ قادیان

علمی ادبی طبی اور خواتین کا دلچسپ رسالہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے
طبی تجربات

جو

گذشتہ ماہ سے رسالہ رفیق حیات میں شائع ہونے شروع ہوئے ہیں۔ یہ ایک نہایت

مفید اور کارآمد ذخیرہ ہے

جواب صرف رفیق حیات کے ذریعہ ہی میسر ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں مستند اہل قلم علماء و بزرگان و خواتین سلسلہ کے لطیف مضامین درج ہوتے ہیں۔ بلحاظ لکھائی و چھپائی وغیرہ کے بھی نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔

قیمت سالانہ ۴

خریداری کے لئے جلد درخواستیں آنی چاہئیں

المشتہر

مینیجر رفیق حیات قادیان

خوبصورت مورنما تقاضہ

ایک نئی عجیب اور انوکھی ایجاد ہے۔ اس سے پہلے ایسی سہولت جو بند ہو کر خوبصورت مورنما بن جائے۔ اور کھل ہوئی فرفر کام دے آپ نے نہ دیکھی ہوگی۔ لہٰذا اگر آپ جدید سہولت کاریگری کا اعلیٰ نمونہ دیکھنا چاہیں۔ تو ایک ضرور منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت نہایت واجبی ہے۔

المشتہر۔ شیخ محمد محی الدین محلہ انصار پانی پت۔

انجینئرنگ سکول لدھیانہ

صرف ۳ سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو اپریل ۱۹۱۰ء میں صرف سب اوورسیر کلاس کھولی گئی تھی جس میں ۸۰ طلباء داخل ہوئے۔ دوسرے سال تعداد طلباء ایک سو چھبیس ہوئی اکتوبر ۱۹۱۱ء سے اوورسیر کلاس بھی کھولی گئی ہے جس میں اس وقت تک ستر طلباء داخل ہوئے۔ جنوری ۱۹۱۲ء سے ڈرافٹسمین کلاس بھی کھولی گئی ہے۔ جس کے داخلہ کیلئے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں۔ سکول انجینئرنگ صاحبان نے سکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارک لکھے۔ سکول میں اس وقت نہایت قابل اور تجربہ کار ٹیچرز کام کرتے ہیں۔ ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ سروینگ اور ورکشاپ وغیرہ کا کام موجود ہے۔ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر وقتاً فوقتاً طلباء کو ملازمت کے لئے بھی ہم سے طلب فرمایا کرتے ہیں۔ غرض یہ اسکول پبلک اور ڈیپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسکول کے مفصل قواعد منگوا سرٹیفکیٹ آدھ آنہ پر سکتے ہیں۔

المشتہر۔ سید احمد حسن منیجر والا اسکول یال انجینئرنگ پرنسپل

آٹا پیسنے والی چکی

یہ ہے کا خراس آہنی ہلکا چلنے والا اور بیلنہ لئے ہر قسم کا رخانہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر ڈھلائی کا کام ہر قسم عمدہ صفائی سے ہوتا ہے۔ نرخ کا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں

ملنے کا پتہ:۔

مستری غلام حسین محمد شفیع آئرن فیکٹری۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

ضروری اطلاع

ہمارے ملک سے ایلچا کا مادہ تو قریباً اٹھ گیا ہے۔ مال قلیل بہت موجود ہیں۔ چنانچہ عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ اللہ کے فضل سے اس عاجز نے ایلچا نمبر سوایاں ایجاد کی تھی جس کی مقبولیت کو دیکھ کر اب نقالوں کو حسد کیا ہے۔ جو کہ اپنے فائدہ کیلئے پبلک کا نقصان کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ اعلیٰ کاریگر کسی کی نقل نہیں کیا کرتے کیونکہ نخوا ایسی کاریگری سے فرصت نہیں ہوتی۔ ہمارے کارخانہ کی مشین کے ہینڈل پر یہ پتہ ہوتا ہے "ایم نصر اللہ کریم عبدالکریم قادیان"

المطبع۔ مستری نصر اللہ کریم موجد مشین سیویاں قادیان

نصیر بک ایجنسی

مفت

آجکل جبکہ قرآن بلکہ حائل شریف معرکۂ آراء ہو رہا ہے۔ ایسے وقت اگر قرآن کریم مترجم شاہ رفیع الدین صاحب کا مل جائے۔ جو پسندیدہ حضرت خلیفہ اول کا ہے۔ اور جس کو جلسہ پر احباب بہت مانگتے تھے۔ اگر وہ کاپی جلد اور ہار کو مجلد بھیجائے۔ مفت نہیں تو ارزاں کیا ہے۔ ہر قسم کے قاعدے و پارے و قرآن کریم و سلسلہ عالیہ کی کل کتب کے ملنے کا پتہ:۔

محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان۔

ہندوستان کی خبریں

۱۷ ستمبر کے اجلاس پنجاب کونسل میں راجہ نریندر ناتھ نے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ قانونی کونسل یہ سفارش کرے کہ گورنمنٹ ان وجوہات پر بحث کرنے کی غرض سے جو طے کئے جائیں وہ گورنر صاحب کے حکم سے قانون مجالس باغیانہ کی مدد سے باہر بھیجے جائیں۔ پنجابی کونسل کے ۳ ممبروں نے اس کے خلاف ووٹ دے کر اسے گرا دیا۔

لکھنؤ ۱۹ مارچ آج سر ہارکورٹ بٹلر گورنر صوبجات متحدہ نے لکھنؤ یونیورسٹی کانگ بنیاد رکھا

پنجاب کونسل کے اجلاس ۱۸ مارچ گورنمنٹ نے پنجاب میں سٹرلی۔ آئی۔ جیمن مال کو ڈپٹی کمشنر پٹی کو بند کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اور ۱۹ مارچ کو گورنمنٹ کونسل کے روبرو پبلک کمیٹی کے حساب کتاب کو بیباق کرنے کے لئے ۲۵ ہزار کا ایک ضمنی مطالبہ پیش کرے گی

سرکاری اطلاع ہے۔ ضلع گورداسپور کرپان سے قتل میں کرپان سے ایک شخص نے اپنی بھتیجی اور اس کی ماں کو قتل کر دیا ہے۔ یہ پہلا مقدمہ ہے۔ جس میں کرپان کو بطور آلہ قتل استعمال کرنے کی خبر ملی ہے۔

الہ آباد یونیورسٹی کے جاری امتحان میں عمر کی قید گھٹا دی گئی

میں پنڈت ہردے ناتھ کنزرو کی یہ تحریک پاس ہو گئی کہ استانات میٹریکولیشن، انٹرمیڈیٹ اور بی۔ اے کے امیدواروں کی قید میں ایک سال کی کمی کر دی جائے۔

جدید ہاورڈ ہال کی تعمیر کیا گیا ہے۔ میں ۲ کروڑ روپیہ صرف

لاہور میں سکھوں کا مچلکہ دینے سے انکار

۲۱ مارچ کو سی بجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں ۔ ہر قبضہ کرنے کے الزام میں سردار گوربخش سنگھ اور آٹھ اور سکھوں کے خلاف مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت نے ملزموں سے کہا کہ مقدمہ کسی اور تاریخ کو سماعت ہوگا۔ آپ مچلکہ نیک چال حاضری کے لئے ضمانتیں دے دیں۔ لیکن ملزموں نے ضمانتیں دینے سے انکار کیا۔ عدالت نے کہا۔ کہ اچھا آپ مچلکے دیدیں۔ سردار گوربخش سنگھ نے کہا۔ کہ مچلکہ بھی نہیں دے سکتے۔

خلافت کانفرنس پنجاب کا پنجاب خلافت کانفرنس پہلا اجلاس بمقام راولپنڈی

کا اجلاس راولپنڈی منعقد ہوا۔ پنڈال میں تقریباً ۱۵-۲۰ ہزار اصحاب کی نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ ۹ قراردادیں پاس کی گئیں۔

لارڈ ریڈنگ ۵ اپریل کو دہلی جدید وائسرائے کی آمد پہونچینگے ۷ اپریل کو وہاں سے دورہ دورہ تشریف لیجائینگے۔ اور ۲۰ اپریل کو پھر پہونچینگے۔

تازہ بیل سٹر ہرنواس شاستری مسٹر شاستری کو وائسرائے نے دعوت امپیریل کانفرنس میں دی ہے۔ کہ وہ آئندہ جون میں ولایت جاکر امپیریل وزارت کے جلسہ میں شریک ہوں۔ مسٹر شاستری نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ اور وہ ہندوستان کے نمائندے کی حیثیت سے ولایت تشریف لے جائیں گے۔

ضلع فیض آباد میں تقریباً ایک ہزار فیض آباد میں اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور ایک ہزار گرفتاریاں ان میں سے اکثر فیض آباد جیل میں رکھے گئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے۔ جو مقامی تھانوں میں زیر حراست ہیں۔ بہت سے لوگ بوجہ سماعت مقدمات بری کئے گئے ہیں۔

پنجاب قومی کالج کا افتتاح پنجاب قومی کالج لاہور میں کھل جائیگا۔ جسمیں قضادیات۔ سیاسیات دیسی زبانوں۔ جیوفرافیا۔ تاریخ ہندوستان اور وکالت کا کام کیا جائے گا۔

شیعہ مجتہد کا فتویٰ مولوی سید یوسف حسن جو مشہور شیعہ عالم ہیں نے یہ فتویٰ دیا عدم تعاون کے حق میں ہے۔ کہ موجودہ حالات میں معاملات کا مقابلہ کرنے کے لئے واحد ہتھیار عدم تعاون ہے۔ اور یہ کہ بیمار سلطنتوں کی خود فرمانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے تمام شیعہ لوگوں کو عدم تعاون پر عمل کرنا چاہیئے۔

خالصہ کالج امرتسر کا الٹی میٹم ۲۰ مارچ کو پنجاب کے کمشنر دورہ پر ایک دیوان اکال یونیورسٹی امرتسر کا ۱۰ اپریل تک میں سردار سندر سنگھ صاحب رام گڑھیا کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ دیگر قراردادوں کے حکومت کو یہ الٹی میٹم دے دیا گیا ہے۔ کہ اگر دس اپریل تک ہمارے تمام اکالی بھائی جو گردواروں پر قبضہ کرنے کے جرم میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ رہا نہ کر دیئے گئے۔ اور ہمارے گردواروں کی متعلقہ جاگیروں کا قبضہ ہمیں نہ دے دیا گیا۔ تو ہم گرو گرنتھ صاحب کے سایہ تلے ہو کر اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم ستیاگرہ کرینگے۔ اور جیل خانوں کو بھر دیں گے۔

پنجاب سیل کے ہوڑہ سٹیشن پر بارہ چار ہزار روپیہ کی کے دن نیچے پر پولیس نے ایک افیون پکڑی گئی پٹھان کو گرفتار کیا۔ اس کے ٹرنک کھولا۔ تو اس میں ایک من افیون نکلی۔ جس کی قیمت ۴ ہزار روپیہ ہے مگر پٹھان موقع پا کر نکل گیا۔

ماڈریٹوں کی کانفرنس ۱۰ اپریل کو ہوگی

۱۰ اپریل کے اجلاس میں ملیریا۔ بخار۔ ہیضہ۔ چیچک شیر خوار بچوں کی موت کے علاجوں اور انسدادی تدابیر پر بحث کی جائے گی۔ اس دن کا اجلاس حفظ صحت عامہ کی کانفرنس کہلائے گی۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

لندن کے قریب آتشزدگیاں لندن ۱۸ مارچ۔ لندن کے قریب دیہات میں سات جگہ ایک ہی وقت میں آگ لگ گئی۔ اور بیش بہا مال بڑی مقدار میں جل گیا۔ یہ فسادیوں کی کارروائی بتائی جاتی ہے

السٹر کا وزیر اعظم لندن ۱۹ مارچ۔ مسٹر کیرسن نے السٹر کے عہدۂ وزیر اعظم کا چارج لینے سے قبل پارلیمنٹ بھوری کے پارلیمنٹری سیکرٹری شپ سے استعفا دیدیا ہے ؛

متفرق خبریں

مسٹر بونر لا کا استعفا لندن کا ایک تار مضمون ہے کہ مسٹر بونر لا نے نواتی مت کی رو سے استعفا دیدیا کر دیا ہے ؛

ہندوستان کے چیدہ چیدہ افسروں کی لندن سے روانگی لندن ۱۷ مارچ۔ سارہ ریڈنگ یہ لندن سے ہندوستان کو روانہ ہو رہے ہیں۔ یہاں پہنچ کر وائسرائے کا چارج لینگے ؛

روسی بغاوت کا خاتمہ لندن ۱۸ مارچ۔ بلغاریہ کی ایک تار میں مرقوم ہے کہ کرانسٹاٹ کی انقلابی کمیٹی مع آٹھ سو فنی سپاہیوں کے فن لینڈ پہنچ گئی ہے یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کرانسٹاٹ نے بالشویکوں کی حکومت قبول کر لی ؛

جرمنی اور روس کی تجارت لندن ۱۸ مارچ۔ برلن کے ایک تار میں مرقوم ہے کہ جرمن تجارتی انجمنوں کی گرفت سے بچنے کے لئے مشرق کی جانب روس میں اپنے مال کیلئے نئی بازاریں تلاش کر رہے ہیں ؛

روس اور ترکستان میں قبضہ لندن ۱۸ مارچ۔ بلغم کے ایک تار میں مرقوم ہے۔ کہ فرانسیسی اور بلجین فوجوں نے شمر اسلڈرلان کے مغربی حصہ ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ دوبرگ سے ایک تار میں مرقوم ہے کہ اتحادی فوجوں نے اوبرائن کے ریلوے اسٹیشن پر بھی قبضہ کر لیا ہے ؛

معاہدہ روس و پولینڈ پر دستخط ہو گئے وارسا ۱۸ مارچ۔ کل شام ریگا میں روس و پولینڈ کے مابین آخری معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ یہ ان مذاکرات کا نتیجہ ہے جو ۱۲ نومبر سے پیہم مرتب کئے جا رہے تھے ؛

امیر الله خان کی دادی کا انتقال کابل میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ امیر حبیب الله خان کی والدہ اور موجودہ امیر صاحب کی دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے ؛

جرمنی اور پولینڈ لندن ۱۹ مارچ۔ بالائی سلیشیا میں کل استصواب عام ہونیوالا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس موقع پر پول اور جرمنوں میں سخت فساد ہو گا۔ علاقہ زیر استصواب کا رقبہ پچاس ہزار مربع میل اور اس کی آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ فریقین آخری شاختی کام سخت جد و جہد کے ساتھ کر رہے ہیں ؛

طلعت بے کا قاتل لندن ۱۸ مارچ۔ ٹائمز کا نامہ نگار برن سے رقمطراز ہے کہ ایک شخص مسمی تہلیریان ارمنی نے طلعت بے کو قتل کرنے کے جرم کا اقبال کر لیا ہے ؛

یونان فوجی تیاریاں کر رہا ہے ایتھنز ۱۸ مارچ۔ یونان نے اپنی سنہ ۱۹۱۳ء و سنہ ۱۹۱۴ء اور سنہ ۱۹۱۵ء والی فوج کی بھرتی شروع کر دی ہے۔ تاکہ اناطولیہ بھیجی جائے۔ عوام سڑکوں پر کھڑے یونان کو ترکان احرار کے خلاف جنگ کرنے کے لئے للکار رہے تھے۔ شاہ یونان نے اپنی رعایا کے نام پیام۔ اعلان شائع کیا ہے ؛

افغانستان اور بالشویکوں کے تعلقات لندن ۱۸ مارچ۔ خاور کو اطلاع ملی ہے کہ افغانستان اور بالشویکوں کے درمیان معاہدہ صلح ہو گیا ہے۔ حکومت افغانستان نے اس معاہدہ میں اس امر کا اقرار کیا ہے کہ وہ انگلستان سے سیاسی اور فوجی کسی قسم کا تعلق نہ رکھے گی ؛

بالشویک حکومت امیر الله خان کو دس لاکھ روپیہ سالانہ دیگی ۔ اور اس امر کا معاہدہ ہوا ہے کہ ایک ایلچی مقرر کئے جائیں۔ اور ان میں کا معاہدہ ہوا ہے کہ ایک ایلچی مقرر کئے جائیں۔ اور ان کے درمیان تار کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ علاوہ بریں یہ تار کا سلسلہ امارت اور کشات کے درمیان بھی قائم کیا جائیگا۔

روسی قونصل خانے روسی قونصل خانے تمام افغانستان میں قائم کئے جائینگے اور افغانی قونصل خانے روس اور وسط ایشیا میں قائم کئے جائینگے

عراق میں ہندوستانی ملازم لندن ۱۸ مارچ۔ پارلیمنٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عراق میں جو ہندوستانی گذشتہ نومبر میں ملازم تھے ان کی تعداد ۱۰ ہزار تھی۔ اور ریلوے میں ۱۹ ہزار تھی ہندوستانی گذشتہ سال اگست میں سول محکموں میں ملازم تھے مگر اسکے بعد ان کی تعداد میں تخفیف ہو گئی ہے ؛

صلح کانفرنس

برطانیہ اور سلطنت آل عثمان کے تعلقات لندن ۱۸ مارچ۔ سفارتی وفد پیر سرکاری بحریہ سے انگورہ کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ ترکی شرائط صلح کے متعلق تمام معاملات ترکان احرار کی پارلیمنٹ میں پیش کرتے جائیں۔ یہ وفد وسط اپریل میں انگورہ پہنچے گا۔ کچھ تو سفر کا کچھ حصہ انہیں ریلوے گاڑیوں کے ذریعہ سے طے کرنا ہو گا۔ وسط اپریل میں ترکان احرار کی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہو گا۔ اور معاہدہ ترکی کی ترمیم کے متعلق کل امور اس اجلاس میں پیش کئے جائینگے مگر سمیع بے ایک نہایت روشن خیال اور ہر دلعزیز ترک ہیں۔ یہ امید ہے نے معاہدہ ترکیہ میں جو ترمیم کی ہے۔ اس سے بحریہ بے خوش ہیں ؛

بحریہ بے نے ڈیلی کرسپر کے نمائندے سے دوران ملاقات میں کہا کہ ہمیں امید ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا اس ترمیم کو بدرجہ منظور کرینگے۔ ہماری جو خاطر و مدارات یہاں پر کی گئی ہے۔ اسکے لئے ہم برطانیہ کے ممنون ہیں۔ مسلمانان عالم کی یہ خواہش ہے کہ کسی طرح سے برطانیہ اور سلطنت آل عثمان کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کی خوشی کی حد نہ رہیگی ؛

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب پروپرائٹر ہندوستان لاہور پریس میں چھپکر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ

حضرت مسیح موعود کی زبان پر جاری ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ارکیا وقت ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین نا مکمل

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بلیم منیجر ہو

بدر ۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جزو ۱۱ و ۱۲

۷۴ | ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۔

مولوی محفوظ الحق صاحب مولوی فاضل علاقہ بنگال میں تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ ہو گا۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے سالانہ امتحان شروع ہیں۔ فصلہ ہائی کے طلباء امتحان دینے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان کے اور جماعت کے دوسرے امتحان دینے والے طلباء کے پاس ہونے کی دعا کی جائے۔

احمدیہ مشن امریکہ

نامہ صادق نمبر ۱۲

دلچسپ حالات

حضرت مسیح کے صلیب پر فوت نہ ہونے کے متعلق پادریوں سے مباحثہ

تین لاکھ اشتہار شہر نیویارک سے ایک مشہور سالانہ جنتری چھپتی ہے۔ جو کہ تمام امریکہ میں کثرت سے فروخت ہوتی ہے۔ اور سب کتب خانوں۔ مدرسوں اور دفتروں میں رکھی جاتی ہے۔ اس میں سلسلہ حقہ احمدیہ کا اشتہار شائع کرایا گیا ہے۔ یہ جنتری ۲۰ جنوری کو تین لاکھ کی تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب نوٹ مفت کی ہے۔ ہزار کے معاوضات الگ درج ہوتے ہیں۔ [illegible] کے قیمت ادا فقط ڈالر ہے اشتہاروں کے ذریعہ سے اس کا نام ہے۔ The [illegible] Encyclopedia 1921 دی ورلڈ الماناک اینڈ انسائیکلوپیڈیا۔

شکاگو میں سخت [illegible] کے افسر نے [illegible] رپورٹ میں لکھا ہے۔ اور اخبار [illegible] چھاپا ہے کہ شکاگو [illegible] ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ محافظ [illegible] کے مال [illegible] افغانستان۔ بخارا اور چیچنیا وغیرہ [illegible] ہیں۔ اور موٹر کاروں کے پیچھے آدمی رہنے والے بھی اور [illegible] کی نسبت یہاں کم ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے [illegible] ۱۹۲۰ء میں [illegible] کاروں سے [illegible]

اخبار ریاست دستار ہفتہ پر کاس دشمن کی زبان سے معجزہ شق القمر کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کامیابی کا اعتراف

للا لاجپت رائے اور آریہ سماج گاؤکشی کے انسداد کا ریزولیوشن نامنظور

خطبہ جمعہ (جمعہ کے لئے ایک ہی اذان دینا کہاں سے ثابت ہے)

غیر احمدی کی نماز جنازہ

مسیحی عورت اور غیر مسیحی مرد

فہرست خریداران و اشتہارات ضائع

۲ اخبار احمدیہ ۔ ۔ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۷ مارچ ۱۹۲۱ء

اخبار "سیاست" اور "ستیارتھ پرکاش"

ہمارے مسلمان بھائی ہندوؤں کی رفاقت اور تائید حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں، اس سلسلہ میں ہم نے بہت نہایت حیرت اور افسوس کے ساتھ سُنی کہ ایک مسلمان اخبار کے "سید" ایڈیٹر صاحب نے تحریک کی ہے کہ ہندو مسلمان سکھ اپنے علیحدہ علیحدہ سکول توڑ کر ایک آزاد قومی سکول بنالیں۔ جس میں ہندو، سکھ اور مسلمان لڑکے تعلیم پائیں۔ اور ان کی مذہبی تعلیم کے لئے قرآن شریف وید، گرنتھ صاحب اور ستیارتھ پرکاش رکھی جائے۔

[illegible] ہمیں کسی قدر دیر ہوگئی ہے۔ لیکن چونکہ خطرناک ہے۔ کہ مسلمان ہمیں نادانستہ کی وجہ سے اس تحریک کے شکار نہ ہو جائیں۔ اور ہندوؤں کو خوش کرنے کی خاطر یہ ستیارتھ پرکاش کا سکولوں میں پڑھانا منظور کر لیں۔ اسلئے درج کیا جاتا ہے۔

اس موقعہ پر ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش میں اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ انہیں سے چند ایک بطور نمونہ درج کر دیں۔

سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمسخر۔ بدنیت۔ سطحی۔ ہزار۔ جھوٹا۔ غیر معتبر۔ عورتوں مردوں کو لالچ دینے والا۔ لوگوں کو جال میں پھنسانے والا۔ خونی۔ بے حیا۔ شہوت پرست۔ جنگلی آدمی۔ چالاک۔ ایذا رسان۔ بدچلن وغیرہ الفاظ نہایت بری جرأت اور دلیری سے استعمال کئے ہیں۔ اسی پر قرآن کریم اور دیگر اسلامی اصول پر نہ صرف سب و شتم کیا گیا ہے۔ بلکہ نہایت سخت گالیاں اور فحش الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

اس قسم کا ستیارتھ پرکاش کا ایک پورا باب ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس طرح ایک مسلمان ایڈیٹر ایسی کتاب ایک ایسے قومی سکول میں پڑھانے کے قابل سمجھتا ہے۔ جس میں مسلمان طلباء بھی تعلیم پاویں۔ شاید ایڈیٹر صاحب کا یہ خیال ہو۔ کہ اسوقت جب ستیارتھ پرکاش کا سبق شروع ہو۔ مسلمان طلباء سے کہدیا جاویگا کہ وہ ذرا فاصلہ پر تشریف لیجائیں۔ کیونکہ ان کے خدا، رسُول اور قرآن شریف کو خلیظ گالیاں دی جاوینگی۔ جن کے سُننے سے ان کو جوش آویگا۔ لیکن کیا کوئی باغیرت مسلمان طالب علم اپنے ہندو بھائی کی اس درخواست کو خوشی سے قبول کریگا۔ اور پھر منتظر ہوگا کب میرا بھائی میرے خدا، رسول اور ان کے پاک کلام کی توہین کر کے فارغ ہو۔ اور پھر میں اس کے پاس جاؤں۔ کیا یہ صریح بے غیرتی نہیں، فسوس!

ہم منتظر تھے کہ ایڈیٹر صاحب سیاست جہاں اپنی دھواں دھار تقریروں میں گاؤکشی کے خلاف مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں وہاں اس کے صلہ میں ہندو برادران وطن سے ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کو جس میں اسلام کے خلاف زہر اُگلا گیا ہے خارج کرنے کی درخواست کریں گے لیکن بجائے اس کے اس کو وہ قدم قومی سکول میں پڑھائے جانے کی تحریک کرتے ہیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ ترک قوم اور خلیفۃ المسلمین کی ہمدردی صرف ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اور انہی کی خاطر گورنمنٹ سے قطع تعلق کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ لیکن جس کی وجہ سے ترکوں اور خلیفۃ المسلمین سے تعلق ہے یعنی اسلام اور وجہ پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر ان کے مستقل استہزاء پر بے پروائی مقام حیرت ہے۔

اس موقع پر میں چند اور باتیں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں امید کہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاویگا۔

اپنے خلیفہ کی عزت اور وقار کیلئے مسلمانوں میں کس قدر جوش و خروش ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی جان و مال تک فدا کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن ایسے وقت میں جب قوم کو ہے۔ تو بیان ہوتا ہے۔ کہ عملی طور پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اسوقت ہندوستان میں لاکھوں لاکھ روپیہ خلافت فنڈ اور دیگر قومی کاموں کے لئے وصول ہوا اور وصول کیا جا رہا ہے خلافت نوٹ بھی جاری ہوئے۔ لیکن کیا یہ تمام روپیہ صرف لیڈران کے سفر خرچ اور اخراجات ہوٹل کے لئے ہی وقف ہے۔ مالی پہلو سے سلطان ٹرکی کی حالت اسوقت سخت نازک ہے۔ چار ماہ کی تنخواہ فوج اور سول کے ملازمین کی پڑی ہوئی ہے۔ فوجی افسر مظاہرہ کر رہے ہیں اور بھوکے مر رہے ہیں۔ خلیفۃ المسلمین اور ان کی اہلیت کے خزانہ میں ایک پیسہ نہیں۔ جو تنخواہ دے بل اور کئے جاویں۔ کیا ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اور ان کے بیس کروڑ ہندو بھائی ایسے نازک وقت میں صرف ایک کروڑ روپیہ بھی ایڈ خلیفۃ المسلمین کو بطور امداد پیش نہیں کر سکتے۔ جب کہ ہندوستان نے ۱۰ کروڑ روپیہ جنگ میں گورنمنٹ برطانیہ کو دیا۔ [illegible] سے ان کے خلیفہ کی حالت بہت بہتر

ہو سکتی ہے۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس بارے میں مسلمان کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان گذشتہ پانچ سال کی جنگ میں خلیفۃ المسلمین سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار عملی طور پر جس طرح کر چکے ہیں۔ وہ ان کے خلیفہ صاحب کو عرصہ دراز تک یاد رہیگا۔ اور شاید یہی وجہ ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی نے ہندوستان کے مسلمانوں کی پچھلی محبت کا نمونہ دیکھ کر عالم اسلام سے مالی امداد کی کوئی اُمید رکھنے کی بجائے امریکہ والوں سے ہی کچھ روپیہ قرض لینے کا انتظام کیا ہے۔ حالانکہ یہی وہ امریکہ ہے جس کو ٹرکی کا دشمن ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ تو مسلمانوں کا حال ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ ہمارے ہندو برادران وطن جو بہت عقلمند اور دور اندیش ہیں۔ وہ بھی جلیانوالے باغ کے واقعہ کو بار بار دُھرا کر اور اس کو انسانیت اور شائستگی کے خلاف اور سنگین ظلم ظاہر کر کے خود اپنے مذہب کی روایات اور حضرت رام چندر علیہ السلام کی توہین کر رہے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب راون ہندستا کو راون بھگا کر لے گیا۔ اور حضرت رام چندر جی نے اس پر حملہ کر کے لنکا کو فتح کیا۔ تو صرف اکیلے راون کے قصور پر جو اس سے سرزد ہوا تھا۔ تمام لنکا کو سنگین ترین سزا دی۔ اور اس کو تباہ کر دیا اور کہا جاتا ہے کہ اسکو آگ لگا دی۔

ہم حضرت رام چندر کو بزرگ انسان سمجھتے ہوئے ان کے کسی فعل پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو بھی اسوقت کی مصلحت کے موافق جائز ہی کہتے ہیں۔ لیکن جلیانوالے باغ کا واقعہ بار بار دُہرانے والے ذرا غور کریں۔ کہ گورنمنٹ کے بعض افسر جو مسلمہ طور پر روحانیت میں حضرت رام چندر کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے۔ ان سے اگر ایسا فعل سرزد ہو گیا تو وہ اسقدر کیوں مورد لعنت و ملامت کئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ در پردہ حضرت رام چندر پر حملہ تو نہیں ہو رہا۔

یہ سطور درد دل سے لکھی گئی ہیں۔ اُمید کہ بجائے بُرا منانے کے ان پر غور کیا جاویگا۔ اور ٹھنڈے دل سے فیصلہ کیا جائیگا کہ جن واقعات اور حالات کی بناء پر گورنمنٹ کے خلاف آواز اُٹھائی جاتی ہے۔ اسی رنگ کے دوسرے واقعات کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے ؎

دشمن کی زبان سے معجزہ شق القمر کی کامیابی کا اعتراف

حکیم ابو تراب عبد الحق صاحب امیر انجمن اہلسنت

کے متعلق حضرت مسیح موعود اور تسلیم ایک ہندو کے اس اعتراض کا کہ "حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا معجزے دکھائے ہیں" حسب ذیل جواب دیتے ہیں:۔

"حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسے قرآن مجید خود معجزہ عطا کیا۔ ویسے دیگر معجزات بھی عطا فرمائے تھے جیسے معجزہ شق القمر جس کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مناظرہ پنڈت مرلیدھر سے ہوا تھا جسکی تفصیل "سرمہ چشم آریہ" میں موجود ہے۔ اور پنڈت جی لاجواب ہو گئے تھے۔ اور بحث اٹھائی تھی"

(اہلسنت ۱۱ فروری و یکم مارچ ۱۹۲۱ء)

ابو تراب صاحب کی اس عداوت اور دشمنی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انہیں حضرت مرزا صاحب اور آپ کے سلسلہ سے ہے جو انہوں نے شق القمر کے معجزہ کے متعلق مناظرہ میں آپکی کامیابی اور دشمن کی ناکامی کا اعتراف کرنا ایسا امر ہے۔ جو الفضل ما شہدت بہ الاعداء کا پورا پورا ثبوت ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ دشمن کو بھی حضرت مرزا صاحب کے ان دلائل اور براہین کی سچائی اور مضبوطی کا اقرار ہے۔ جو دشمنان اسلام کے مقابلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے۔ اور آپ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات اور نشانات کو ثابت کرنے کی قوت اور استعداد تھی۔ جن کا دُنیا انکار کر چکی تھی۔ اور جن کا ثبوت دینے سے مسلمان کہلانیوالے عاجز اور درماندہ تھے۔

ہم پوچھتے ہیں کیا یہ حضرت مرزا صاحب کا ایسا کارنامہ نہیں ہے جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اگر ہے اور جیسا کہ خود اعتراف کیا گیا ہے۔ ایسا ہی ہے۔ تو کیوں مسلمان کہلانیوالے اس کی قدر نہیں کرتے اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اقرار نہیں کر لیتے۔ اگر ہمارے مخالفین عناد تعصب سے علیحدہ ہو کر غور و فکر سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے مقابلہ میں اسلام کی بے نظیر طریق سے صداقت ثابت کر دی ہے ؎

لالہ لاجپت رائے اور آریہ سماج

اخبار ہندو درم [illegible] میں [illegible] صاحب آریہ سماج کی موجودہ حالت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"موجودہ آریہ سماج جو پارٹی سپرٹ کے خیال سے بہت کام کر رہا ہے۔ وہ سوامی دیانند کی آریہ سماج بھی نہیں۔ جس سماج نے سوامی دیانند کے بنائے ہوئے دھرم کو پیچھے ڈالکر سکولوں اور کالجوں کا بیڑا اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ وہ آریہ سماج سوامی دیانند کی آریہ سماج نہیں ہے"

پروفیسر رام دیو صاحب اور ان کے ساتھیوں کو چاہیئے کہ بجائے لالہ صاحب کی مذکورہ بالا رائے کو درست اور غلط تسلیم کرنے کے "موجودہ آریہ سماج" نے "سوامی دیانند کے بنائے ہوئے دھرم" کو پیچھے ڈال دیا ہے یا ان کو تقریر یا تحریر کے ذریعہ فیصلہ کر لیں کہ ان کا خیال درست نہیں ہے۔ ورنہ اسی اصل کے ماتحت جو پروفیسر صاحب نے اسلام کے متعلق گھڑا ہے۔ انہیں لالہ لاجپت رائے کی مذکورہ بالا رائے کو بھی ماننا پڑیگا کہ اصل آریہ سماج اب موجود نہیں ہے اور جو کچھ موجود ہے وہ کچھ اور ہی ہے ؎

گاؤکشی کے ریزولیوشن

ہم پہلے خیالات مفصل

انگریز ممبران کونسل کے اخلاف سے مسترد ہو گیا۔ اگرچہ ریزولیوشن کثرت رائے کے خلاف ہونے کی وجہ سے نامنظور ہو گیا ہے لیکن مسلمان ممبروں کے اپنی تقریروں میں کہنے پر کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جو ہندو مسلمانوں کے باہمی مشورہ اور مصالحت سے طے ہونا چاہیئے اور اس کیلئے قانون بنوانے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے۔ لالہ صاحب کا ریزولیوشن کو واپس نہ لینا ظاہر کرتا ہے کہ ہندو لیڈر کہاں تک مسلمانوں کے ساتھ باہمی مصالحت اور مشورہ سے کسی امر کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؎

ہندو اخبارات نے جو خاص رسوخ اور اثر رکھتے ہیں۔ اس ریزولیوشن کے مسترد ہونے پر نارضامندی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ اسپر بھی ہم افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہندو اخبارات مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کی پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے ؎

ساتھ دیا۔ تو ہم بھی اپنے ایمان کے ساتھ ہونگے۔ اس سے بڑھکر مدینہ والوں کے لئے اور کیا خوشخبری ہو سکتی تھی۔

اسوقت دنیا بڑے بڑے صفحوں پر لکھ رہی ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں ہم یہ کرینگے اور وہ کرینگے۔ ہم کہتے ہیں اگر تم کامیاب بھی ہو گئے۔ تو دنیا کا مال و دولت ہی حاصل کرو گے جو اس جس طریق پر چل رہے ہو یہ بھی نہیں ملیگی اور تباہی کا سامنا ہوگا ہم کہتے ہیں کہ اگر تم اس میں کامیاب بھی ہو جاؤ۔ تو بھی تمام ہمارے مقابلہ کے لئے چاروں طرف سے ہر دروازے سے ہر ذرے سے ہمیں اسی کی طرف لیجا رہے ہو۔ جس کے سوا کوئی اور نہیں ہم

ہماری جماعت سے فائدہ اٹھائیے

(اسوقت میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں) کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور جو حالات پیدا ہو رہے ہیں ان کا بغور کئے اور اپنے ایمان کو جس کی وجہ سے فضل نازل ہوتے ہیں اور بڑھائے۔

یاد رکھو دنیا کی چیزیں اگر کافی طور پر نہ بھی ملیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر خدا نہ ملے۔ تو پھر کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ ہیچ ہے۔ جب خدا مل جائے۔ تو پھر سب چیزیں مل جاتی ہیں۔ ایمان کا نور [illegible] اگر کوئی شخص کہے [illegible] کرنا چاہیئے کہ دنیاوی چیزیں حاصل ہوں۔ غلط ہے۔ اور مومن کبھی کمینہ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں بھی ادنیٰ چیزوں کا خیال نہ چاہیئے۔ ہاں یہ تمہیں ملینگی ضرور۔ اگر دنیا تلوار کے زور سے ہمارا مقابلہ کریگی۔ تو چاہیے خدا تعالیٰ حکومتوں کو ہمارے ساتھ کر دے۔ چاہے ہمیں طاقت دے دے۔ ہم تلوار اور زور سے مقابلہ کرینگے۔ اور اگر دنیا دلائل سے مقابلہ کریگی۔ تو ہم دلائل سے مقابلہ کرینگے اور کامیابی خدا تعالیٰ ہمیں دیگا۔ درمیانی مشکلات اور تکلیفیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں یہ سب انبیاء کی جماعتوں کو آتی رہی ہیں۔ اگر ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط رکھیگی اور اس عہد پر قائم رہیگی۔ جو مسیح موعود سے اس نے کیا تو یقیناً ہمیشہ کامیابی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل کرے۔

غیر احمدی کی نماز جنازہ

۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء کے ایام میں ایک کارڈ کا مضمون جسے ہے جو ہمیں یوں لکھا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مکرمی سلمہ۔ السلام علیکم خط آیا۔ غیر احمدی کا جنازہ [illegible] تفصیل اور تحقیق درست ہے۔ اس کے اتفاق کا ذہن [illegible] درست ہے۔ حضرت [illegible] لکھتے ہیں۔ والسلام

از قادیان ۱۵ اپریل۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ

بخدمت میاں محمد اسمٰعیل صاحب احمدی موضع بھیرہ ضلع سرگودہا ڈاک خانہ کوٹ [illegible] دکھایا گیا ہے کہ یہ مضمون کا ہے۔

اس کارڈ کو غور سے پڑھو۔ جو مضمون ظاہر کیا گیا ہے اور جو چھپا گیا ہے کہ تم ہو گا۔ دونوں اخباروں کی نماز جنازہ ناجائز بتاتے ہو۔ تو اس فتویٰ کی موجودگی میں کہاں تک درست ہے۔ میں یہ مضمون قابل اعتنا نہیں سمجھا تھا۔ کیونکہ جہاں تک جھگڑا ہے اور جواب دیا جا چکا ہے۔ مگر دو تین خطوط مجھ موصول ہوئے ہیں۔ ان کی بنا ایک خط صادق محمد [illegible] اسلئے مجھے کچھ عرض کرنا پڑا۔

اوّل تو ہمنے۔ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ گوؤں کی نسبت کیا ارشاد تھا جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں تھے۔ سو ان لوگوں کے لئے جو کافر اور مکذب ہوں۔ فریقین (سبائیین و غیر سبائیین) کا اتفاق ہے کہ وہ کافر ہیں اور کافر کا جنازہ کسی مسلمان کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

پس اگر اس کارڈ میں غیر احمدی کا جنازہ درست ہے۔ اگر عام ہے اور جنازہ سے مراد نماز جنازہ ہے تو یہ فتویٰ صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ غیر مبایعین کے بھی خلاف ہے۔ پس جو جواب وہ اس کا دینگے۔ وہی یا ویسا ہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

دوم۔ جب حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں بصراحت تمام فرماتے ہیں کہ۔

(ا) نہ ماننے والے اور کافر کہنے والے ایک ہی ہیں۔

(ب) ایک کفر تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اور ایک کفر یہ کہ مسیح موعود کا انکار۔ اور درحقیقت یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم ہے۔

(ج) جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور مجھے نہیں مانا وہ مسلمان نہیں

(د) دوسرے لوگ (جو کفر نہیں) اگر کفر کا فتویٰ دینے والوں کو نام بنام کافر نہیں اور اشتہار دیدیں اور اپنے اندر کوئی شائبہ نفاق نہ رکھتے ہوں۔ اور خدا کے سچے بھیجے ہوئے نشانوں کے منکر نہ ہوں۔ تب میں انہیں مسلمان سمجھونگا۔

تو ان حوالوں کی موجودگی میں نماز جنازہ کی نسبت سیاشک و شبہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ شریعت محمدیہ کا یہ مسئلہ تو مسلمہ فریقین ہے کہ کافر کا جنازہ جائز نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود کا ایسا فتویٰ الگ دکھانے کی ضرورت نہیں جس میں لکھا ہو۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ جب آپ سلسلہ احمدیہ سے باہر رہنے والوں کو کافر قرار دے چکے تو وہ تمام احکام ان پر جاری ہونگے۔ جو کفر کے لوازمات میں سے ہیں۔

سوم۔ حضور نے غیر احمدی کے جنازے سے منع فرمایا ہے یہ امر ڈاکٹروں سے بھی ثابت ہے اور خطوط سے [illegible] نصوص قرآن مجید و احادیث نبوی و تصریحات مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف۔ اگر کوئی [illegible] کھائی جائیگی۔ تو ہم اس کی غلط فہمی کھینچکے یا اس کی [illegible] کرینگے جس سے وہ اصل فتویٰ کے خلاف نہ ہے

پس ہم اس کارڈ پر نظر کرتے ہیں۔ تو کہاں وہ مضمون جو غیر مبایعین کی طرف سے بیان کیا گیا ہے حضرت [illegible] کی تعلیم کے خلاف بتاتے ہیں۔ اسکے ضرور ہے۔ کہ [illegible] معنے نہیں اور اس خط کے لکھنے والے کی پوزیشن [illegible] ہے

(ا) یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ خط "مفتی محمد صادق صاحب کا ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۱ء کا میاں جی محمد اسمٰعیل صاحب کے نام لکھا ہوا" بالکل غلط ہے۔ یہ خط حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں۔ بلکہ پیر افتخار احمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور حضرت مفتی صاحب کے صرف دستخط ہیں۔

(ب) اس خط میں یہ نہیں لکھا گیا کہ "حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ غیر احمدی کا جنازہ درست ہے" بلکہ اپنے طور پر یہ خط لکھا گیا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ ہر خط کا جواب پوچھ [illegible] لکھا جاتا تھا۔

(ج) حضرت مسیح موعود کا یہ فتویٰ اور حکم شائع فرما کر غیر احمدی کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ پس یہ کہنا کہ من فما کہ اس کے صریح خلاف ایک فتوے کا ہر کیا جاتا ہے

اصل مطلب بات صاف ہے۔ مدافع خدا کی مراد یہ ہے کہ غیر احمدی جب فوت ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین جائز ہے یعنی اس کی توحید کی پر اس کے لئے فیر کھدوانا۔ نہلانا۔ کفن پہنانا۔ قبر تک پہنچانا اور ایسے امور جن کو عام طور پر جنازہ کرنا سمجھتے ہیں منع نہیں۔

چونکہ نماز جنازہ کی ممانعت سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمیات پیدا ہو گئے تھے۔ کہ جب نماز جنازہ غیر احمدی کی نہیں پڑھی جائیگی۔ تو اب اسے غسل دینا۔ کفن پہنانا۔ قبر تک پہنچانا بھی جائز نہیں۔ اسلئے یہ بتایا گیا۔ کہ یہ باتیں ممنوع نہیں بلکہ غیر احمدی اگر احمدی امام کی اقتدا میں کسی احمدی کا جنازہ پڑھے یا کسی احمدی کو غسل دے۔ کفن پہنائے۔ قبر تک پہنچائے۔ تو یہ بھی منع نہیں۔ اور اس کا ذبح کیا ہوا جانور بھی احمدی کے لئے حلال ہے۔ جیسا کہ دیگر اہل کتاب۔ اس فقرے کے ایک معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ "یہ جنازہ درست ہے" میں سے "نماز" کو مستثنیٰ دوسرا فتویٰ کر کہے محرر اگر تجہیز کا لفظ استعمال کرتا۔ تو یہ غلط فہمی نہ ہوتی۔ مگر اسوقت چونکہ اس قسم کے مباحثات نہ تھے۔ اسلئے زیادہ احتیاط نہ کی گئی۔ اور ایسے الفاظ نہ لکھے گئے۔ جن سے دوسرا مطلب نکالنے کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔ (الحکم)

متبرک انگوٹھی

روعجیب تحفے کے عنوان سے جن انگوٹھیوں کا اشتہار الفضل میں چھپ رہا ہے۔ ان میں سے نمبر اول انگوٹھی ہم نے لی ہے۔ سرخ فاکہ نہایت باریک حروف میں لکھ کر شیشہ کی بگہ رکھ کے اوپر سفید شیشہ جڑ دیا گیا ہے۔ جسکے نیچے سے الفاظ بخوبی پڑھے جا سکتے ہیں۔ انگوٹھی پر انگوٹھی کی منقش ہے۔ باریک نفیس قابل قدر اور لائق داد ہے قیمت عاردپے۔ اور اس قسم کی انگوٹھی کی قیمت جبکہ حضرت مسیح موعود کا اسم مبارک اس پر کندہ کیا گیا ہو۔ صرف روپیہ ہے ملنے کا پتہ:۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب احمدی پانی پت

مسیحی عورت اور غیر مسیحی مرد

کیا ان دنوں کتاب مقدس کی مسیحی عورت غیر مسیحی مرد کے ساتھ رشتہ مناکحت رکھ سکتی ہے؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب کتاب مقدس یہ دیتی ہے

"میں کہتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کی جورو بے ایمان ہو اور وہ اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو۔ تو وہ اسکو نہ چھوڑے۔ اور جس عورت کا شوہر بے ایمان ہو۔ اور وہ اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ اسکو نہ چھوڑے کیونکہ جو شوہر بے ایمان نہیں۔ وہ بیوی کے سبب سے پاک ٹھہرتا ہے"

(پاک رسول کا خط بنام اہل کرنتھس باب ۷)

اسکی تفسیر میں ریورنڈ جے لوکس صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اس امر کی نسبت کبھی کچھ تعلیم یا حکم نہیں دیا۔ اور نہ اس نے اپنے شاگردوں کو باہر والوں یا بے ایمانوں کے ساتھ بیاہ کرنے کی نسبت کچھ کہا۔ بلکہ پولوس ایسے بیاہ کے حق میں رسول ہو کر اور خدا سے اختیار پا کر فرماتا ہے یہ حکم دیتا ہے۔ ان دنوں میں بہتیرے لوگ جو مسیح پر ایمان لانے سے پہلے بیاہ کر چکے تھے۔ جب مسیحی ہوئے۔ تو انکی عورتیں ان کے ساتھ مسیحی نہ ہوئیں۔ سو پولوس ان کو سمجھاتا ہے۔ کہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ یہ طلاق دینے اور جورو کے چھوڑنے کی کافی وجہ نہیں۔ اگر غیر مسیحی عورت اپنے مسیحی شوہر کے ساتھ یا غیر مسیحی مرد اپنی مسیحی عورت کے ساتھ رہنے پر راضی ہو۔ تو وے جدا نہ ہوں۔ بلکہ پیار کے ساتھ جیسا خاوند اور عورت کو مناسب ہے انہیں میں رہیں۔

اگر خاوند مسیحی ہو۔ تو اس کے سبب اسکی غیر مسیحی جورو پاک ہے۔ یعنی اگر جورو خاوند میں سے ایک بھی مسیح کے ساتھ زندگی رکھے۔ تو اس کی وجہ سے اس دوسرے کو جو مسیحی نہیں ہے۔ فائدہ پہنچتا ہے اور صرف غیر مسیحی جورو اپنے مسیحی شوہر سے یا غیر مسیحی شوہر اپنی مسیحی جورو سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ انکی اولاد بھی ان سے فائدہ اٹھاتی ہے"

اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بیاہ جو کہ ایک پختہ رشتہ ہے اسکو بہت جلد بغیر کسی وجہ کافی کے توڑنا مناسب نہیں۔ غیر مسیحی کے ساتھ کسی مسیحی کا رشتہ رکھنا یا کسی کام میں اس کے ساتھ شریک ہونا بہت ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ مسیح کے شاگرد دنیا کے نور اور نمک ہیں" (دیکھو تفسیر خط مذکورہ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

اب جبکہ مقدس رسول پولوس اور مسٹر ڈوئی مشہور مفسر نے بتلا دیا۔ کہ اگر کوئی مسیحی مرد غیر مسیحی ہو جائے۔ اور اسکی عورت مسیحی رہے۔ تو وہ آپس میں نباہ و نشوی کے تعلقات بطریق سابق بدستور رکھ سکتے ہیں کیونکہ مقبول پولوس نے یہ حکم دیا جائے کہ تو اپنے خصم کو بچائے اور اے مرد کیا جانئے کہ تو اپنی جورو کو بچائے" (آیت ۱۶) اور "کہ خدا نے ہمیں ملاپ کے لئے بلایا ہے" (آیت ۱۵) تو مناسب ہے۔ کہ جس طرح مسیحی کلیسیا اپنے نو مرید مسیحیوں کی بیویوں کو مشن کے احاطہ میں لانا اور مسیحی خاوند کے ہمراہ رکھنا نہایت ضروری خیال کرتی ہے۔ اسی طرح مسیحی زن یا مرد جب کسی دوسرے

تو عورت کی حالت میں

اس کے خا

مذہب

ایک مسیحی

یہ کرنتھیوں کے خط ! "دوزخ باب میں یہ نہیں لکھا کہ جو مسیحی مذہب ترک کر کے مرتد ہو جاویں۔ ان کا نکاح بھی رہ سکتا ہے۔ بلکہ صرف یہ لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شادی شدہ غیر مسیحی عیسائی ہو جائے۔ تو غیر مسیحی زوجہ کو رکھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی شادی شدہ غیر مسیحی عورت مسیحی ہو جائے۔ تو وہ غیر مسیحی سابقہ خاوند کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ کیونکہ اس سے امید ہو سکتی ہے۔ کہ شاید دوسرا بھی مسیحی ہو جائے۔ پر مرتد کے ساتھ رہنا مسیحیت کی رو سے ناجائز ہے۔ اور نکاح نہیں رہ سکتا" (تفسیر جوزف صاحب)

یہ خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ کوئی معمولی خواندہ بھی آپ مذکورہ بالا کو پڑھ کر اس نتیجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن ہم اور کیا کی زبردستی کو قبول کر کے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ پر فرض ہے۔ کہ اقل آپ انجیل کا کوئی ایسا حوالہ دکھلائیں

جس لکھا موجود ہو کہ مرتد کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا مرتد زوجہ کا نکاح مسیحی مرد کے ساتھ نہیں رہتا ۔

دوم۔ یہ کہ جب پطرس رسول نے جو آپ کے نزدیک اعظم الحواریین ہیں مسیح سے انکار کر دیا تھا۔ اور ایک بار انکار نہیں کیا تھا بلکہ ثالوث مقدس کے اعداد کو مدنظر رکھ کر سہ بار انکار کیا تھا۔ (متی ۲۶ باب ۷۴) تو پھر اس کی زوجہ کا نکاح قائم رہا تھا یا نہیں۔ اور یہ ثبوت بھی آپ کے ذمہ ہے۔ کہ پطرس نے کس کلیسیا میں کون سے پاسبان یا خادم الدین کے روبرو پھر مسیح کا اقرار کیا تھا۔

مقدس تواریخ ہمکو بتلاتی ہے کہ پطرس رسول کی زوجہ تھی۔ جیسا کہ متی ۸ باب ۱۴ میں انکی بیوی کے گھرانے کا ذکر موجود ہے۔

کیا ہم امید رکھوں کہ مسیحی اخبار نورافشاں کے ایڈیٹر اور اخبار سی۔ ای چمچاب کپور تھلہ کے نوجوان ایڈیٹر مسٹر نور پیٹر اس بارے میں ہمارے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے ایک سچی اور کھری بات پر لوگوں کو پہنچا کر سبکدوش ہونے کی کوشش فرمائینگے ۔

عام الخلق فی مسلم ۔ از قادیان۔

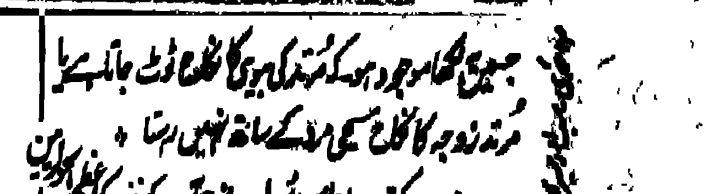

(۲۱)

جن صاحبان نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت حقہ پینا چھوڑ دیا ہے۔ ان کے نام الفضل نمبر ۲۴ میں درج ہو چکے ہیں۔ اب بقیہ فہرست ذیل میں دی جاتی ہے۔ امید ہے دوسرے احباب بھی اطلاع دینگے ان اصحاب سے چھ ماہ کے بعد یہ خطوط کے ذریعہ دریافت کیا جائیگا کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہیں۔ (ناظر تربیت)

(۸) محمد گلاب صاحب منیجر جنگار سپننگ کمپنی سیالکوٹ (۹) بہادر علی خان صاحب احمدی۔ قصور کوٹ پیاں۔ (۱۰) عزیز اللہ ولد بہادر علی احمدی شاہدرہ حلقہ دھرمکوٹ تحصیل پنڈ دادنخاں (۱۱) عبدالرحیم صاحب ۵۵ محمود پور ڈاکخانہ اکاڑہ (۱۲) بشارت حق صاحب ۔ دوالمیال (۱۳) حوالا بخش صاحب چھبیاں ۔ ڈاکخانہ نندا چور۔ ہوشیارپور (۱۴) اللہ دتا صاحب حوضع پیرکوٹ تحصیل حافظ آباد۔ گوجرانوالہ (۱۵) محمد یٰسین صاحب تاجر برادر ٹکانہ (۱۶) علی محمد صاحب خوجیانوالی ضلع گوجرات (۱۷) عبدالغنی صاحب

فہرست نومبایعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۲۱ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسکو بالکل فل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض وفود بیعت کرنے والوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی وجہ سے رہ جاتے ہیں۔ مدرسۃ الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

ماہ جنوری ۱۹۲۱ء

۱۔ فضل کریم صاحب گجرانوالہ
۲۔ شیخ برکت علی صاحب ضلع فرید
۳۔ اہلیہ " "
۴۔ سبحان علی ایبہ " "
۵۔ امۃ بنت علم الدین " "
۶۔ ایم اے سینٹ کالج کیمبرج
۷۔ حیات بی بی ۔ ضلع گجرانوالہ
۸۔ خواجہ الدین صاحب گوجرہ
۹۔ صابرہ " "
۱۰۔ ماہن کولمبو
۱۱۔ خان صاحب چوہدری محمد خان گجرات
۱۲۔ خدا بخش صاحب ضلع جہلم
۱۳۔ عبداللہ خان صاحب " "
۱۴۔ سید راحت حسین صاحب بڑودہ
۱۵۔ مفتی محمد صادق صاحب گجرانوالہ
۱۶۔ محمد علی صاحب لکھنؤ
۱۷۔ محمد احسن صاحب "
۱۸۔ منظور النساء "
۱۹۔ نثار فاطمہ "
۲۰۔ شاکر النساء "
۲۱۔ صدیقہ خاتون لکھنؤ
۲۲۔ فضل رحمت "
۲۳۔ فاطمہ "
۲۴۔ محمد حیات صاحب برہما
۲۵۔ برکت علی صاحب ضلع شاہپور
۲۶۔ فضل حق صاحب " لائل پور
۲۷۔ مہر شہاب الدین صاحب " "
۲۸۔ فضل الدین صاحب " "
۲۹۔ سردار محمد صاحب " "
۳۰۔ غلام نبی صاحب نمبردار " "
۳۱۔ حسن محمد صاحب " امرتسر
۳۲۔ نوراہی صاحب " "
۳۳۔ روشن الدین صاحب " گجرات
۳۴۔ صفدر الدین محمد بیگ صاحب " گورداسپور
۳۵۔ عبداللہ صاحب " جہلم
۳۶۔ مولوی عبدالرحمن صاحب لاہور
۳۷۔ اہلیہ صاحبہ عبدالکریم صاحب "
۳۸۔ محمد عبدالجلیل صاحب حیدرآباد دکن
۳۹۔ محمد رمضان صاحب لاہور
۴۰۔ فضل احمد صاحب ضلع گورداسپور
۴۱۔ فتح علی شاہ صاحب " گجرات
۴۲۔ سید صاحبداد صاحب ضلع گورداسپور
۴۳۔ غلام علی صاحب " "
۴۴۔ سردار علی صاحب " "
۴۵۔ برکت علی صاحب " "
۴۶۔ حاجی خدا بخش صاحب " جھنگ
۴۷۔ حاجیہ جمیلہ صفدر حسین صاحب " لکھنؤ
۴۸۔ ابلیہ ملک محمد صاحب ضلع جہلم
۴۹۔ علم دین صاحب " شاہپور
۵۰۔ اللہ دتا صاحب " گجرانوالہ
۵۱۔ حسین صاحب " "
۵۲۔ محمد دین صاحب " "
۵۳۔ فرہاد " "
۵۴۔ فضل کریم صاحب " "
۵۵۔ چوہدری مولا بخش صاحب ضلع جالندھر
۵۶۔ اہلیہ مولا بخش صاحب " "
۵۷۔ غلام محمد خان صاحب " "
۵۸۔ منشی غلام حیدر صاحب " شیخوپورہ
۵۹۔ غلام حسن صاحب " "
۶۰۔ غلام حیدر صاحب " گجرات
۶۱۔ سید محمد حسین شاہ صاحب " گورداسپور
۶۲۔ شاہ دین صاحب " ہوشیارپور
۶۳۔ غلام الدین صاحب " سیالکوٹ
۶۴۔ برکت علی صاحب " شاہپور
۶۵۔ اہلیہ صاحبہ حکیم صراج الدین صاحب لاہور
۶۶۔ مستری محمد بخش صاحب شاہجہانپور
۶۷۔ اہلیہ صاحبہ محمد ادریس صاحب میرٹھ
۶۸۔ خسر صاحب " "
۶۹۔ قطب الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۰۔ علم الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۱۔ ولایت خان صاحب " جہلم
۷۲۔ خیر محمد صاحب " جالندھر
۷۳۔ محمد خان صاحب " گوجرات
۷۴۔ برکت علی صاحب " سیالکوٹ
۷۵۔ محمد صدیق صاحب " گجرات
۷۶۔ علی بخش صاحب " ہوشیارپور
۷۷۔ میاں اللہ رکھا صاحب " لائلپور
۷۸۔ نور الدین صاحب " گورداسپور
۷۹۔ ابراہیم صاحب " "
۸۰۔ چوہدری محمد دین صاحب " سرگودھا
۸۱۔ عمران بیگم " ہوشیارپور
۸۲۔ رکن الدین صاحب " گوجرانوالہ
۸۳۔ غلام محمد صاحب " شیخوپورہ
۸۴۔ ماسٹر فضل کریم صاحب " جھانسی
۸۵۔ اہلیہ صاحبہ شیخ غلام نبی صاحب سکھر
۸۶۔ مسماۃ بیگم بی بی ضلع سیالکوٹ
۸۷۔ زینب بی بی " "
۸۸۔ بیگم صاحبہ فقیر بیگم کشمیر
۸۹۔ نور الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۰۔ مسماۃ صاحب بی بی " جھنگ
۹۱۔ سید سعد اللہ شاہ صاحب لائلپور
۹۲۔ اہلیہ صاحب " "
۹۳۔ جنتا " " "
۹۴۔ شادی صاحب ہوشیارپور
۹۵۔ محمد الدین صاحب لائلپور
۹۶۔ محمد امین صاحب ملتان
۹۷۔ مستری لطیف اللہ خان صاحب اسلم لائلپوری
۹۸۔ غلام حسین صاحب ضلع شاہپور
۹۹۔ مسماۃ ملتان " "
۱۰۰۔ مسماۃ بھاگ بھری " "
۱۰۱۔ مسماۃ راجاں " "
۱۰۲۔ چوہدری شیر محمد صاحب " منشی

(اشتہارات)
ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہوگا نہ فضل (ایڈیٹر)

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے۔ مردانہ و زنانہ ساڑیاں عمدہ۔ کھدر۔ بھان۔ کاسی۔ ململ۔ موتے۔ سلک گوٹہ پٹکے پتری بنارسی پائیدار۔ فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ سستے اور کفایت سے مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کا خانہ بند طلب فرمائیے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

پونہ میں سیالکوٹ

چونکہ ہم نے اپنے مقبوضہ کارخانہ سپورٹس پونہ میں احباب اینڈ کو سیالکوٹ کی برانچ کھولنا کیمپ میں ۱۰ دسمبر سے بفضل تعالیٰ جاری کر دی ہے۔ لہٰذا ان احباب کی خدمت میں خاص طور سے التماس ہے۔ جو جنوبی ہند میں کسی فوج میں ملازم ہیں یا کسی ہاکی کرکٹ بافٹ بال کلب سے تعلق رکھتے ہوں اپنے آرڈر کو کام میں لاکر جاری برانچ سے مال منگوائیں قیمت وہی ہوگی جو سیالکوٹ سے مال منگوانے میں خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ محصول میں بہت کمی ہو جائیگی۔ مال عمدہ اور پائیدار ہوگا خط لکھنے پر لسٹ نمبر ۱ کارخانہ و قیمت برفت ارسال کی جائیگی۔

نظام اینڈ کو شاپ نمبر B 9
Main Street Poona camp

بھاگلپوری ٹسر کپڑا

بات مانی ہوئی ہے۔ کہ ٹسر کی کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالیٰ روانہ کئے جاتے ہیں بالخصوص لنگیوں اور صافوں جن پگڑیوں کا ہمارے یہاں قیام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرط ناپسند ہونے کے ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے تھے۔ جس میں محصول آمد رفت زمہ خریدار ہوتا ہے۔ اشتہاری لفاظیوں سے اس اشتہار میں کام نہیں لیا گیا صحیح حالات کی اطلاع ہر ایک مسلمان کا کام ہے فقط المشتہر۔ عبد الحکیم احمدی مالک کارخانہ ٹسر بھاگلپور

دو عجیب تحفے

انگوٹھی نمبر ۱ خالص چاندی کی نگینہ خوشنما اور دلفریب ہونیکے علاوہ نہایت عجیب اور متبرک بھی ہے۔ کیونکہ اسکے نگینہ پر نہایت حیرت انگیز طریقہ سے بہت ہی باریک حروف میں صرف اتنی ذرا سی جگہ میں تمام سورۃ الحمد شریف ایسی کاریگری اور صفائی کے ساتھ تحریر ہے۔ کہ دیکھکر آدمی حیران ہو جائے اور بغیر دیکھے ہرگز یقین نہ آئے۔ باوجودیکہ ہر باریک سے باریک نقطہ پر لفظ باسانی صاف پڑھا جاتا ہے۔ قیمت خاص انگوٹھی۔ الحمد شریف کے تحفے

انگوٹھی نمبر ۲ چاندی کی بہت خوشنما اور خوبصورت نگینہ میں خاص احمدیوں کیلئے تیار کرائی گئی ہیں۔ نگینہ چھوٹے سے نگینہ پر حضرت مسیح موعود کا بیعت اور نہایت مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ کو ایسی صفائی باریکی اور خوشنمائی کے ساتھ تحریر ہے دیکھ کر دل باغ باغ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے قیمت ۱۰ فی انگوٹھی خریدار اپنا نام بھی انگوٹھی پر لکھوانے تو ۱۴ ضروری نوٹ انگوٹھی کے نگینہ پر نہیں لکھا جاتا بلکہ کاغذ پر لکھ کر بھیجنا ہے۔ المشتہر

خوشخبری تریاق چشم خوشخبری

امراض چشم کا بہترین اور آسان علاج

ہمارا مجرب تیار کردہ تریاق چشم ککروں کو زائل کرنا سرمہ کو آنکھ کے اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا اور چھپروں کے ستوہ ماوہ کو خارج کر کے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے خارش کے واسطے اکسیر ہے۔ آنکھیں دیہوب میں فاسد مادہ کیوجہ سے نہ کھلتی ہوں۔ یا گرمی کی وجہ سے سرخ ہوں یا گل گئی ہوں یا کثرت سے پھنسیاں اگونہ ترکیاں (نکلتی) ہوں یا گیدڑ اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہو۔ یا ککروں کیوجہ سے آنکھوں میں زخم ہو گئے ہوں اور ریزائی کی ہوتی جاتی ہو یا غبار اور غبار آلود ککروں کے پڑا رہتا ہو یا شب کوری ہو۔ تو تھوڑے دنوں کے استعمال سے خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور اگر پلکیں گر گئی ہوں تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑھوں تک سب کو یکساں مفید اور بے ضرر ہے کیونکہ نباتات سے مرکب ہے۔ کئی احباب احمدی و غیر احمدی و دیگر ذی

والوں نے منگا کر تجربہ کیا۔ اور اکسیر پایا۔ بعض قریبی اور ڈاکٹری علاج کرا کر مایوس بھی ہو چکے تھے۔ اور وہ تریاق چشم کے استعمال سے بکلی صحتیاب ہو گئے تھے۔ بعض نے عقیدہ پاکر تین تین دفعہ تریاق چشم منگوایا۔ اور بعض نے تحریر فرمایا کہ اگر پانچ روپیہ تولہ کے بھاؤ سے بھی پچیس روپیہ تولہ قیمت ہو تو بھی کم ہے جن کے سارٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں اگر کسی کو شک شبہ ہو تو مندرجہ ذیل احباب سے دریافت کر لیویں

(۱) خاں شاہ نواز خاں صاحب ہیڈ کلرک محکمہ ہیرگو جرات (غیر احمدی) (۲) مرزا سردار بیگ صاحب ڈسٹرکٹ ناظر گوجرات (غیر احمدی) (۳) مولوی عبد الحق صاحب حافظ و قاری فارسی گوجرات (غیر احمدی) (۴) قاضی برکت علی صاحب ریٹائرڈ صاحب ڈپٹی کنٹرولر گوجرات (غیر احمدی) (۵) مرزا احمد دین صاحب ہیڈ کلرک لالہ موسیٰ صاحب سیمی ریٹائرڈ درجہ اول گوجرات (غیر احمدی) (۶) لالہ کرپا رام صاحب محرر جوڈیشل تحصیل سیالکوٹ گوجرات (۷) بابو امام الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ میونسپل میڈیکل ہال جلال پور جٹاں ضلع گوجرات (۸) چوہدری غلام احمد صاحب نمبردار تحصیل کھاریاں ضلع گوجرات (احمدی) (۹) بابو فضل بخش صاحب ریلوے [illegible] (احمدی) (۱۰) بابو فضل بخش صاحب ریلوے [illegible] صاحب کہا:

[illegible]
جہاں داد ورز [illegible]
مڈل سکول چوٹی [illegible] پیرہ غازی خاں (احمدی) (۱۳) منشی عبداللہ خاں دفتر تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازیخاں (۱۴) مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد موضع پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ (احمدی) (۱۵) چوہدری عبد الغنی صاحب ساکن بہلا پور ڈاکخانہ خاص برسنہ پیشی سلار وارڈ ضلع [illegible]

قیمت فی تولہ ۱۵ پانچ روپیہ محصول وغیرہ زمہ خریدار۔ اگر کسی صاحب کو خدانخواستہ فائدہ نہ ہو تو ہم کی القسم خدا کی قسم کھا کر عہد کرتے ہیں۔ کہ تریاق چشم (بافائدہ) واپس آنے پر قیمت خود آکر واپس کر دینگے۔ بشرطیکہ وہ حلفیہ قسم کھا کر تحریر کریں۔ کہ فائدہ نہیں ہوا۔

خاکسار
میرزا حاکم بیگ احمدی گرمانی شاہدولہ صاحب
گوجرات پنجاب

خطبۂ جمعہ

ہمارے لئے ایک ہی دروازہ کھلا ہے اور وہ خدا کی رحمت کا دروازہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء

واقعات دُنیا کی تقسیم دنیا میں جتنے واقعات ہوتے ہیں وہ دو اقسام میں منقسم ہوتے ہیں بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ انسان سوچ بچار کر نیت اور ارادہ سے کرتا ہے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے [illegible] کے لئے حالات مجبور کر دیتے ہیں۔ ارادہ اور نیت [illegible] بھی شامل ہوتا ہے [illegible]

ہندو مسلمانوں کا اتحاد کے تغیرات نے [illegible] دونوں کو جو سالہا سال سے ایک دوسری کے خون کی پیاسی تھیں کس طرح اکٹھا کر دیا ہے۔ ہر ایک دوسرے کی نسبت کہا تو یہ جاتا تھا کہ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مگر یہ دونوں قومیں کبھی ایک مسئلہ پر اکٹھی نہ ہو سکتی تھیں۔ ہر معاملہ میں انکی رائیں مختلف ہوتی تھیں۔ مگر اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں اور ارادہ بھی ساتھ شامل ہے۔ کہ ہندو ایک طرف مسلمانوں سے صلح کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ اور مسلمان دوسری طرف ان سے صلح کے لئے مجبور ہو گئے۔ ہندوؤں نے دنیا کی مالی ترقی دیکھ کر لوگوں کے جاہ و حشم کو دیکھ کر اور ان کی طاقت و قوت کو دیکھ کر خود بھی ویسا ہی بننے کی کوشش شروع کی۔ پہلے کبھی انہوں نے ہندوستان سے نکل کر دوسرے ممالک کے حالات کو نہ دیکھا تھا کیونکہ ان کے ہاں آیا ہے کہ اگر کوئی سمندر پار جائے۔ تو اپنے مذہب سے مُرتد ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اسکے اب جبکہ انھوں نے غیر ممالک کی سیر کر کے وہاں کے لوگوں کو دیکھا۔ امریکہ۔ جاپان۔ انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے ممالک میں گئے۔ اور معلوم کیا کہ کس قدر انہوں نے ترقی کر لی ہے۔ ادھر یہ دیکھا کہ وہ علوم میں ترقی کر چکے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ تعداد میں ۲۰ کروڑ کے قریب ہیں۔ جو کہ یورپ کے بڑے بڑے ملک کی بھی آبادی نہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ یورپین ممالک کی دولت ان ممالک کی وجہ سے ہے جنہیں وہ تجارت کر کے روپیہ کماتے ہیں۔ اس سے انہیں خیال پیدا ہوا کہ جب وہ ہمارے ممالک ہمارے ذریعہ دولت عزت اور طاقت حاصل کرتے ہیں۔ تو ہم خود کیوں نہ ان باتوں کو حاصل کریں اور انہی کی طرح نہ بنجائیں۔

اس میں ان کے سامنے ایک چیز روک تھی۔ اور وہ یہ کہ جہاں عزت۔ دولت۔ رتبہ کا سوال آیا۔ ہندو نے کہا مجھے ملے۔ اور مسلمانوں نے کہا مجھے۔ اس کشمکش میں کبھی کوئی نہ ملتی۔ لیکن اب انہیں خیال آیا اور ان کی نظر اس طرف پڑی۔ کہ اگر ایک مسلمان کو عزت ملے تو بھی اپنے ملک میں ہی رہیگی۔ باہر کے آدمی کو تو نہ ملی۔ اسپر انہوں نے مسلمانوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا۔ اور یقین دلایا۔ کہ ان کی عزت وہ اپنی عزت سمجھیں گے۔ اور کبھی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے دینگے مگر مسلمانوں کو ان کے متعلق پرانا تجربہ تھا۔ کئی سالوں میں انھوں نے دیکھا تھا کہ ہندوؤں نے ان سے معاہدے کئے اور توڑ دئے۔ اسلئے وہ مطمئن نہ ہو سکتے تھے۔ اور ہندو انہیں اس سے بڑھ کر یقین بھی کیا دلا سکتے تھے۔ کہ کہہ سکتے تھے۔ ہم تم سے بُرا سلوک نہ کرینگے۔ لیکن مسلمان ان کے بہت سے وعدے دیکھ چکے تھے۔ اسلئے وہ ان کے وعدوں کی کوئی حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ اور باوجود ہندوؤں کے اصرار کرنے کے کہ مسلمان ان سے بلکہ غیر ملک کے لوگوں کو ہندوستان سے نکال دیں اور اس کیلئے بھائی بھائی بنکر کوشش کریں۔ پھر بھی مسلمان ان کی بات کو قبول نہ کرتے تھے۔ مگر زمانہ میں ایسے تغیرات ہوئے کہ ٹرکی جنگ میں شامل ہو گئی۔ اور جسطرح ہمیشہ سے فتح کھانے والی سلطنت اُٹھاتی ہیں۔ اُسنے بھی نقصان اُٹھایا۔ فاتحین نے ٹرکی سے جو معاہدہ کیا۔ وہ مسلمانوں کی اُمیدوں کے خلاف تھا میرے نزدیک اس کے بعض حصے درست ہیں۔ اور بعض فی الواقعہ ظالمانہ ہیں۔ مگر مسلمانوں کے مطالبات ایسے تھے کہ کوئی بھی فاتح ان کو پورا نہ کر سکتا تھا۔ ان کا مطالبہ تھا۔ کہ جنگ میں ہم نے بھی حصہ لیا ہے۔ ہم نے بھی اپنے مسلمان بھائیوں پر گولیاں چلائی ہیں۔ ہم نے بھی اسلامی علاقے فتح کرنے میں جانیں دی ہیں۔ اسلئے صلح کے وقت ہم سے بھی پوچھا جائے۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور ہمارے مطالبات کو بھی پورا کیا جائے۔ آسٹریلیا۔ فرانس۔ بلجیم۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک کے لوگ بھی لڑے۔ ان کے آدمی بھی مارے گئے۔ ان کی صلح کے وقت باتیں سُن لیں۔ لیکن ایک بات ہماری بھی ترکوں کے معاملہ میں سُن لیں۔ اپنی قربانیوں کے لئے باقی سب کچھ لے لیں۔ لیکن ہماری قربانیوں کے بدلے ترکوں کو چھوڑ دیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ ان کی یہ بات مانی گئی۔ اسوقت انہوں نے دیکھا کہ ترکی تباہ ہو گئی ہے اور ترکی کی تباہی کے ساتھ اسلام کی تباہی ہے۔ گو واقعہ میں یہ بات نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی ترقی اس میں مرکوز تھی۔ کہ مسلمان ہاروں طرف سے مایوس ہو جاتے تاکہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے۔ مگر وہ سمجھے۔ کہ اس میں اسلام کی تباہی ہے۔ اسوقت انہوں نے کہا کہ چاہے ہم پس جائیں۔ اور ہندو ہمیں پیس ڈالیں۔ مگر ہم ان کو پیس کر چھوڑینگے۔ جنھوں نے ترکوں کو تباہ کیا ہے۔ ان حالات کے ماتحت وہ تمام پرانی دشمنی اور عداوت بھول گئے اور ہندوؤں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا اور کہا ہندو ہمارے بھائی ہیں۔ جدہر وہ اُدھر ہم۔

تو ایک تعلقات ایسے ہوتے ہیں جو ارادہ اور نیت کے ماتحت پیدا کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص شہر میں رہتا ہے اسکو اختیار ہے کہ زید سے تعلق پیدا کرے یا بکر سے۔ لیکن بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں کسی خاص شخص کو دوست بنانے کیلئے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ میں نے بتایا ہے کہ حالات نے ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے مجبور کر کے ملا دیا۔ اگر یہ حالات نہ پیدا ہوئے تو ممکن تھا کہ انہیں سے کوئی فرانس سے یا جاپان سے اور کوئی امریکہ یا انگلینڈ سے تعلق قائم کر لیتا لیکن حالات نے انہیں مجبور کر دیا۔ کہ اس میں تعلق پیدا کریں۔

تو وہ قسم کے کام دنیا میں ہو رہے ہیں۔ ایک وہ جو انسان مجبوری سے کرتا ہے۔ اور دوسرے وہ جو اپنی مرضی اور ارادہ سے کرتا ہے۔

دینی امور میں انسان کی حالت

یہی حال دین کے معاملہ میں ہے۔ ہر انسان کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے خدا تعالیٰ سے انس پیدا کرے۔ لیکن ہر انسان اس کے لئے آزاد ہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ کہ خدا کو چھوڑ کر شیطان سے تعلق پیدا کرے۔ خدا کو چھوڑ کر حکومت سے تعلق پیدا کرے۔ خدا کو چھوڑ کر دولت سے پیار کرے۔ مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان کو مجبور کر کے خدا کی طرف لایا جاتا ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے متعلق ہوتا ہے جو اپنے اندر صلاحیت اور قابلیت کا مادہ رکھتے ہیں جن کے نفس میں ایسی نیکی اور خیر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی محبت نہیں چاہتی کہ وہ ضائع ہوں۔ ان کو خدا تعالیٰ کھینچ کر اپنی طرف لے آتا ہے۔

ہماری جماعت کی حالت

اس قسم کے جماعتیں بہت گذری ہیں اور اس زمانہ میں ایسی جماعت تم لوگ ہو۔ بیشک خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا انسان کی مرضی پر منحصر ہے۔ مگر ہماری جماعت اگر غور کرے۔ تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت اسے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور اس تعلق کو مضبوط کرنے کیلئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کے سوا باقی تمام تعلقات کاٹے جا رہے ہیں۔ ہر قوم جو دنیا میں بستی ہے۔ ہماری جماعت کو حقارت سے دیکھتی ہے۔ اور نہ صرف حقارت سے دیکھتی ہے۔ بلکہ ہمیں مٹانا چاہتی ہے۔ ہمارے مقابلہ میں عیسائی ہندوؤں سے ہندو عیسائیوں سے مسلمان عیسائیوں سے اور عیسائی مسلمانوں سے اور ہندو مسلمانوں سے مل جاتے ہیں۔ اور کوئی قوم نہیں جو ہمارے مقابلہ میں دوسری قوموں کے ساتھ متفق نہ ہو۔ گویا دنیا کا کوئی ایسا دروازہ کھلا نہیں۔ جس کی طرف دیانت اور ایمانداری کو قائم رکھ کر جا سکتے ہوں۔ ہم ہندوؤں کی طرف نہیں جا سکتے۔ جب تک ہم اپنی محبوب ترین چیز ایمان کو قربان نہ کر دیں۔ اسی طرح ہم غیر احمدیوں، سکھوں، یہودیوں، عیسائیوں۔ غرضکہ کسی قوم سے دیانت داری کے ساتھ صلح نہیں کر سکتے۔ دنیا اس وقت مناقشت چاہتی ہے اور کہتی ہے۔ کہ اگر سارا نہیں تو ایمان کا کچھ نہ کچھ حصہ ہمارے ہاتھ فروخت کرو۔ تب صلح ہو سکتی ہے مگر ہم نے چونکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اس لئے ایسا نہیں کر سکتے۔

ایمان کوئی چھین نہیں سکتا

پس ہماری جماعت مگر پچاس عہد کر چکی ہے۔ اگر اس نے یہ عہد سچے دل سے کیا ہے۔ اور اگر وہ اس کو پورا کرنا چاہتی ہے۔ تو پھر تم دنیا سے صلح نہیں کر سکتے کیونکہ دنیا تمہارا یہ عہد توڑنا چاہتی ہے۔ تم ہی کر سکتے ہو۔ کہ جاؤ ہماری جان۔ مال۔ بیوی۔ بچے جائداد سب کچھ لو پر ہمیں ہمارا ایمان دے دو۔ وہ ہم تمہیں نہیں دے سکتے۔ اور نہ کسی کی طاقت ہے۔ کہ یہ ہم سے چھین سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا چھیننا کسی کے قبضہ اور اختیار میں رکھا ہی نہیں۔ ظالم جان لے سکتا ہے۔ مال چھین سکتا ہے۔ وطن سے بیوطن کر سکتا ہے۔ جائداد تباہ کر سکتا ہے۔ مگر ایمان نہیں چھین سکتا۔ چونکہ یہ سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کی ذمہ واری خود لی ہے۔ اس کو انسان خود ہی نکال دے تو نکال دے۔ مگر کوئی اس سے ہرگز نہیں چھین سکتا

تم اگر اس عہد پر قایم ہو۔ تو پھر کسی قوم کے ساتھ دیانت داری سے صلح نہیں کر سکتے۔ ہندو مسلمانوں سے اس لئے صلح کر سکتے ہیں۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ مردہ ہے ہم سے کچھ چھین کر نہیں لے جا سکتے۔ اسی طرح سکھ ہندوؤں سے مل سکتے ہیں۔ مگر احمدیوں سے ملنے کیلئے کوئی قوم تیار نہیں۔ وجہ یہ کہ وہ جانتے ہیں۔ اگر ہم ان سے ملے۔ تو ان میں جذب ہو جائینگے۔ اس لئے وہ ہم سے دور دور بھاگتے ہیں۔ اس طرح ہمارے لئے چاروں طرف سے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ اور صرف ایک ہی دروازہ کھلا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا دروازہ ہے۔

ہمارے لئے بہت بڑی نعمت

پس جہاں یہ زمانہ ہمارے لئے مشکلات کا زمانہ ہے۔ وہاں خدا کی رحمتوں کا بھی ہے کیونکہ ساری دنیا ہمیں گھیر گھیر کر خدا تعالیٰ کی طرف لے جا رہی ہے۔ اور سارے دروازے بند ہو کر ہم ایک ہی دروازہ کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ نعمت ہمیں اور کیا چاہیئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا اور مال و دولت قوموں میں تقسیم کر دیا۔ تو انصار میں سے کسی نوجوان کو خیال پیدا ہوا۔ کہ فتح تو ہم نے کی ہے۔ اور خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ لیکن مال رسول کریم نے اپنے رشتہ داروں کو دیا ہے۔ اور اس کا اس نے اظہار بھی کر دیا۔ مکہ والے رشتہ دار بن گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی۔ تو سب کو جمع کیا۔ اور پوچھا کیا کسی نے یہ کہا ہے۔ صحابہ کے الفاظ تھے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ لیکن ساتھ یہ کہا۔ کہ یہ کم عقل اور نادان نے یہ بات کہی ہے۔ اور اب وہ شرمندہ ہے۔ آپ اس کا کوئی خیال نہ فرمائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے انصار ایک بات تھی۔ جو نکل گئی۔ تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو۔ کہ جب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وطن والے مارتے اور دکھ دیتے تھے۔ اس وقت یہ محمد اور ہمارے ذریعہ

[illegible]

کو اپنے [illegible]

فی الواقع یہی عظیم الشان نعمت تھی جو انصار کو حاصل ہوئی۔ انصار نے بڑی معذرت کی۔ اور کہا مال و دولت کیا چیز ہے۔ ہمیں سب سے بڑی نعمت حاصل ہے۔

درحقیقت مال و دولت کچھ بھی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ مکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی فتح کیا تھا مدینہ والے تو پہلے بھی تھے۔ وہ کیوں نہ مکہ فتح کر سکے۔ مکہ آپ ہی کے ذریعہ فتح ہوا تھا۔ پھر ہو سکتا تھا۔ کہ جب رسول کریم کا اپنا شہر فتح ہو گیا تھا۔ تو آپ اسی جگہ رہتے۔ کیونکہ یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بسایا ہوا آپ کے باپ دادا کا وطن تھا۔ اور کس کو اپنے وطن سے محبت نہیں ہوتی۔ مگر رسول کریم نے بہادری یہی سمجھی۔ کہ جانیوالوں نے جب تکلیف اور مشکلات کے وقت میرا

ہندوستان کی خبریں

ننکانہ صاحب میں ایک اور گوردوارہ پر سکھوں کا قبضہ

لاہور۔ ۱۱ مارچ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ننکانہ صاحب سے رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ کہ کل شام سردار کرتار سنگھ ساکن ہیر نے دیہر کانفرنس جو گذشتہ سے شنبہ کے روز مقامی حکومت اور گوردوارہ کمیٹی ننکانہ صاحب کے نمائندوں کے درمیان ہوئی تھی۔ ۱) مسلح سکھوں کی ایک جماعت ہمراہ لے کر ننکانہ صاحب میں کار اصاحب کے گوردوارہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کتنہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کو ساتھ لے کر ضروری کارروائی کے لئے موقعہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔

سکھ گوردواروں کے متعلق سرکاری اعلان

ایک تازہ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ننکانہ کے گردوارہ [illegible] جو سرکاری اعلان [illegible] کیا ہے۔ کہ [illegible] اور گوردوارہ کمیٹی نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے۔ کہ جو جتھے وہاں ہیں۔ انہیں ہٹا دیا جائیگا۔ اور نئے جتھوں کو آنے سے روکا جائیگا۔ لیکن اس بات کا اندیشہ ہے کہ صوبہ کے بعض اور شہر گوردواروں پر حملے نہ ہوں اور ایسا بھی نہ ہو۔ کہ ان حملوں کا سختی سے مقابلہ کیا جائے۔ ان حالات سے گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کر دی ہے۔ کسی گوردوارہ یا اس کے متعلق باہمی جھگڑے سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ تو انہیں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری اس مقام پر جس کی نسبت جھگڑا ہو۔ فیصلہ ہونے تک قبضہ لینا چاہیئے آئندہ پورب میں ہونے کے میلہ پر بہت لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ سکھ پارٹیوں میں بہت کشمکش ہے۔ اس لئے گورنمنٹ یہ میلہ بند کرنے کے فکر میں ہے۔ کمشنر ملتان فیروزپور میں حکام اس بات کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ امن قائم رہے۔ یہاں بھی قیام امن کے لئے فوجوں سے کام لیا جائیگا۔ اس میں گورنمنٹ یہ سوچ رہی ہے۔ کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے جس کے رو سے صوبہ میں سکھ گوردواروں کی پوزیشن صاف کی جائے گی۔

۱۴ سکھوں کی گرفتاری

لاہور کے اکالی دل نے دہیر مسالہ بھائی سادھو سنگھ پر قبضہ کر لیا۔ اس قبضہ کے بعد سکھوں نے مہنت ہری داس کو موقوف کر کے اپنے آدمی گرنتھ صاحب کی سیوا کے لئے مقرر کر دیئے۔ ۱۱ مارچ کی صبح کو صاحب ڈپٹی کمشنر مع کئی پولیس آفیسر کے وہاں پہنچے۔ ان کے ساتھ دو تین سو پولیس کے سپاہی بھی تھے۔ انہوں نے حکم دیا۔ کہ جو سکھ دہیر مسالہ میں ہیں۔ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ مگر سکھوں نے جانے سے انکار کیا۔ اس پر ۱۴ آدمیوں کو گرفتار کر کے چنیاں خانہ میں بھیج دیا گیا۔ ان میں سے سات بوجھ کر ایہ دار ہونے کے چھوڑ دیئے گئے۔ باقی ۷ اسی جیل میں ہیں۔

ڈائریکٹر ڈاکخانجات و تار کا

کسی کو ۴ آنہ سے زیادہ کے کارڈ لفافہ نہ دیئے جائیں

حکم ہے۔ کہ ایک پیسہ والے تہایوسٹ کارڈوں اور جوابی پوسٹ کارڈوں اور آدھے آنہ والے چھوٹے۔ تجارتی اور مربع لفافوں کی بکری کو ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء تک محدود کیا جائے۔ معمول سے زیادہ مانگ کی ڈاکخانے تعمیل نہ کریں۔ کسی ایک شخص کو ایک دن میں مذکورہ بالا کارڈ اور لفافے چار آنہ سے زیادہ کے نہ دیئے جائیں۔ اس ماہ میں حد سے زیادہ سٹاک ان چیزوں کا کسی ڈاکخانہ

مسٹر محمد علی کی زبان بندی

علیگڈھ ۱۲ مارچ۔ مسٹر محمد علی پرنسپل یونیورسٹی علیگڈھ اور مسٹر شیروانی سابق اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کو خانون ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت میں حکم دیا گیا ہے کہ وہ علیگڈھ کے ضلع میں کسی جلسہ میں کوئی تقریر نہ کریں۔

ٹاکیوں کی قومی یونیورسٹی قائم کرنیکے متعلق جو دوسری کانفرنس جالندھر میں ہوئی تھی۔ اس نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ قومی یونیورسٹی جالندھر ہی میں قائم کی جائے۔ میٹنگ میں فیصلہ ہوا۔ کہ جالندھر میں فی الحال عورتوں کا ایک کالج لیکچر کی تعطیلات میں قائم کیا جائے۔ جس کے لئے کماری بھاوتی صاحبہ ۲۰ ہزار روپیہ فراہم کرینگی۔

جالندھر میں ٹاکیوں کا قومی کالج

وفد خلافت کو داخلہ کی ممانعت

صوبجات متحدہ کا وفد غازی پور جانے کے لئے جب دیہریا سٹیشن پر پہنچا۔ تو اسے پولیس انسپکٹر کا زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم ملا۔ کہ وہ غازی پور ایک ماہ تک نہ جائے۔ جب وفد اعظم گڈھ گیا۔ تو ان کو اسی دفعہ کے مطابق نوٹس ملا۔ کہ وہ دو ماہ تک وہاں کوئی تقریر نہ کریں۔ گورکھپور اور بستی میں وفد کے جلسوں کی ممانعت کے نوٹس پیشتر ہی جاری ہو چکے ہیں۔ جب وفد بہرائچ جا رہا تھا۔ تو اسے غازی آباد سٹیشن پر دفعہ ۱۴۴ مذکور کے مطابق یہ نوٹس ملا۔ کہ وہ غازی آباد میں داخل نہ ہوں۔

ٹیکسوں کی ادائیگی بند کرنیکا سوال

بھوانی کانگرس کمیٹی نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی سے درخواست کی ہے۔ کہ بجٹ پاس ہو جانے کی صورت میں ٹیکسوں کی ادائیگی بند کرنے کے سوال پر غور کرنے کیلئے کانگرس کا ایک خاص اجلاس بلایا جائے۔

آتشزدگی

رنگون۔ ۱۱ مارچ۔ آج ایک زبردست آگ لگی۔ جو کنیڈی سٹریٹ کے ایک چائے خانے سے شام کے چار بجے شروع ہوئی اور ۱۲۰ مکانات کو خاک سیاہ کر کے ۱۸ سو آدمیوں کو بے خانماں برباد کر گئی۔ نقصان کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے۔

آئندہ قیدی کالے پانی نہ بھیجے جائیں گے

دہلی۔ ۱۱ مارچ۔ اسمبلی میں سر ولیم ونسنٹ نے اعلان کیا کہ حکومت نے بتدریج انڈمان کے جیل کو بند کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اب وہاں صرف وہی قیدی جائیں گے جو خوفناک جرائم کے مرتکب ہوئے ہونگے۔ موجودہ سیاسی قیدی اور عورتیں وہاں سے واپس بلا لی جائیں گی اور غالباً کوئی نیا قیدی وہاں نہیں بھیجا جائیگا۔

ممالک غیر کی خبریں

صلح کانفرنس

معاہدہ سیورے کی ترمیم

لندن ۱۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ مسئلہ ترکی کے متعلقہ کانفرنس جو کہ انقرہ کے نمائندوں نے تجویز کیا ہے ان امور پر ہے کہ:۔

انگریزوں کا فلسطین سے اخراج آبنائے کے بہت سے حصہ پر ترکوں کی نگرانی۔ تھریس میں الاقوامی ہو۔ گیلی پولی یونانیوں کے قبضہ میں رہے۔ سمرنا میں حکومت خود اختیاری ہو۔ گاہاں کی حکومت میں یونانیوں کا اقتدار ہو اور سمرنا ترکی تجارت کے لئے آزاد ہو +

تجاویز ترکوں اور یونانیوں کے حوالے

تجاویز ایم پرائمنڈ کونٹ سفورزا اور لارڈ کرزن اور مسٹر لائڈ جارج نے یونانیوں کے پاس روانہ کیں +

ترک یونانی دونوں نے غور و خوض کرنیکے لئے مہلت چاہی ہے

نمائندگان انگورا کے جائز مطالبات پورے ہونگے

لندن ۱۰ مارچ۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا فرانسیسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ نمائندگان انگورا کے ساتھ کانفرنس کے درمیان برطانی حکومت کے نمائندوں نے ظاہر کیا کہ اگر ترکی کے جدید لیڈر مراعات تصفیہ قبول کرنے پر راضی ہیں تو ان کے ہر جائز مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائیگی

سمرنا کی تقسیم

مثلاً سمرنا کا شہر ایک خود مختار ریاست ہو سکتا ہے اور اس کے گرد و نواح کا ملک ترکی نگرانی میں دیا جا سکتا ہے۔

قسطنطنیہ کا تخلیہ

قسطنطنیہ میں جو اتحادی سپاہ ہے اسے وہاں سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اور آبنائے کا نام نہاد علاقہ اتحادی کیا جانا ہے کہ قسطنطنیہ اس سے خالی ہو جائے۔

یونانی سفارت نے منظوری دیدی

لندن ۱۰ مارچ۔ یونانی وفد نے برونی تجاویز کو بعض ترمیمات کی شرط پر منظور کر لیا ہے۔ یونانی وفد آج شام واپس ایتھنز جا رہا ہے +

اس تاریخ میں اس اعلیٰ کا اعلان ہو جائیگا کہ فریقین نے تصفیہ کر لیا ہے +

سمرنا اور تھریس کی مردم شماری

لندن ۱۰ مارچ۔ ترکوں نے لندن کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی کہ تھریس اور سمرنا میں ترکی اور یونانی مردم شماری کا جو کچھ بھی نتیجہ ہو اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کانفرنس نے اسے بزور دبا کر تسلیم کر لیا جائے۔ لیکن یونانیوں نے صاف انکار کر دیا +

اہل فرانس اور تخلیہ سلیشیا

لندن ۱۱ مارچ۔ ۱۰ مارچ کو اتحادی یونانیوں اور ترکوں کے پاس اپنی تجاویز پیش کرینگے۔ فرانسیسیوں اور ترکوں کے مابین ایک معاہدہ قرار پایا ہے جس کے رو سے اہل فرانس سلیشیا کو خالی کر دینگے +

عراق عرب

دارالعوام میں بحث

لندن ۱۰ مارچ۔ پارلیمنٹ میں سوال اٹھایا گیا کہ عراق، خدن اور ارض مقدس کے علاوہ کون کون سے عرب کے علاقے حکومت انگریزی کے احاطہ اثر کے اندر شامل ہیں۔

مسٹر بونر لا نے جواب میں کہا کہ عرب کے مختلف حکمرانوں نے حکومت برطانیہ کے ساتھ الگ الگ معاہدہ کیا ہے۔

عدن کو صیغہ خارجہ کے ساتھ ملحق کر دینے سے جو بوجھ خزانہ عامرہ پر پڑنے والا ہے، اس پر حکومت غور کر رہی ہے +

روس میں انقلاب

جمہوریہ روس کی فوجوں میں کشمکش

لندن ۱۰ مارچ۔ روس سے جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ وہاں بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ بولشویکوں کی ایک فوجی جماعت نے برفیاب کرانسٹڈ یوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن وہ پسپا کر دیے گئے۔ خلیج فن لینڈ کی بندرگاہوں سے کرانسٹڈ یوں پر جو گولہ باری ہو رہی تھی، اس فوج نے اب پیٹروگراڈ پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جنرل کوسلوسکی اپنے توپخانہ کی گولہ باری کے بعد پیٹروگراڈ پر حملہ کر چکا ہے باغیوں نے کرونسٹاڈ کے ریلوے جنکشن پر قبضہ کر لیا ہے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ پیٹروگراڈ اور ماسکو حالی ریلوے لائن کا انقطاع ہو گیا ہے +

ماسکو میں مکمل امن

لندن ۱۲ مارچ۔ ایک آخری براڈ کاسٹ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسکو میں بالکل امن ہے۔

فوجوں کا لڑنے سے انکار

لیکن ماسکو کی بہت سی فوجوں نے انقلاب پسندوں کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا ہے۔

مسیو ٹراٹسکی اور مسیو زنوف بے میٹرپال کے قصر میں مقام

مسیو ٹراٹسکی اور مسیو زنوف بے صدر مقام قائم کر لیا ہے۔ اور جنرل برسولاف کو روسی فوجوں کا کمانڈر مقرر کیا ہے۔

اڈیسہ میں جبر و تعدی کا دور دورہ

لندن ۱۲ مارچ۔ روس میں مارشل لاء برپا ہو رہی ہے۔ اسکے حالات کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے مگر ماسکو سے جو اطلاعیں وصول ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت اشتراکیہ کی طرف سے جبر و تعدی کا دور دورہ شروع ہو گیا ہے اور یہودیوں کی گرفتاریاں حکومت کے ایجاد سے عمل میں آرہی ہیں +

حکم

محاصرہ

شائع ہوئی

نے ۲۸۹ خفیہ جماعتوں کا سراغ لگایا۔ اس میں ۱۱۴ کو تو دبا دیا گیا۔ ۳۰۵ انقلاب پسندوں کو قتل کر دیا گیا اور ۲۸۰ آدمیوں کو جیل میں بھیجدیا گیا +

پیٹروگراڈ باغیوں کے قبضہ میں

پیرس ۱۰ مارچ۔ پیٹروگراڈ اسوقت بالکل باغیوں کے قبضہ میں ہے۔ روسی صلیب احمر کے ڈائرکٹر نے مسٹر ہارڈنگ سے اشیائے خوردنی کے لئے اپیل کی ہے +

متفرق خبریں

افغانستان اور بالشویکوں میں معاہدہ

لندن ۱۲ مارچ۔ ڈاک کے ذریعہ ماسکو سے ایک برقی پیام موصول ہوا ہے کہ سوویٹ اور افغانستان کے درمیان ۲۸ فروری کو معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی برنٹر و پبلشر مندرجہ الاسلام قادیان میں چھپ کر مالکان مطبع شائع ہوا

رجسٹرڈ نمبر ۱۱ نمبر ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اب گیارھویں سال میں ہے

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدرسۃ المسیح

افریقہ میں احمدیت کی عظیم الشان فتح

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت نام منیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

ہزاری ۶ | پنجشنبہ | مطابق ۲۰ ربیع ۱۳۴۶ھ | جلد ۸

مدرسۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ درس حسب معمول دیتے ہیں۔

۱۸ مارچ کی مردم شماری کے رُو سے قادیان کی آبادی بلحاظ مذاہب حسب ذیل اعداد میں پائی گئی۔ احمدی ۲۳۵۲۔ غیر احمدی ۱۲۰۴۔ ہندو ۴۹۱۔ سکھ ۱۶۷۔ چوہڑے ۲۳۳۔ عیسائی چوہڑے ۱۸۔ سامنی ۴۔ پوربیے ۵

احمدیوں میں قریباً ایک سو بیرونی مہمان شامل ہیں۔ اور غیر احمدیوں میں ڈیڑھ سو کے قریب باہر کے لوگ ہیں۔ جو جلسہ پر آئے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ غیر احمدیوں کے جلسہ کا اہتمام اور سیکرٹری قاضی عنایت اللہ یہاں اپنی دکان کا اسباب گورداسپور لے گیا ہے ؛

افریقہ میں احمدیت کی عظیم الشان فتح

چار ہزار آدمی احمدیت میں داخل ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے

جماعت کو خوشخبری

برادران! السلام علیکم

تمام احباب جماعت کو یہ بات سنکر خوشی ہوگی کہ مغربی افریقہ میں جو مبلغ عبدالرحیم صاحب کو برائے تبلیغ بھیجا گیا تھا۔ وہاں ان کو خاص کامیابی ہوئی ہے۔ اس ملک میں مسیحیوں نے لاکھوں آدمیوں کو مسیحی بنا لیا ہے۔ اور ایک تہائی سے زیادہ آدمی مسیحی ہو چکے ہیں۔ اور کچھ لوگ ابھی اپنے پرانے مذہب بت پرستی پر قائم ہیں۔ اور کچھ مسلمان ہیں۔ پادریوں نے مسلمانوں کو قائل کرنے کے لئے ایک مدت سے یورپ کے اخبارات میں یہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ افریقہ کے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں لیکن اصل میں یہ بات محض دھوکہ تھی۔ یوگنڈا کے اکثر لوگ مسیحی ہو چکے ہیں۔ اور کل نواب سے ایک کے مسیحی اختیار کر چکے ہیں اور مغربی افریقہ جہاں اب ماسٹر عبدالرحیم تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ وہاں کی آبادی میں سے ۱۹۰۱ء میں ۵۳ (تریپن) فیصدی مسلمان تھے۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں کل ۴۹ (اُنچاس) فیصدی مسلمان رہ گئے۔ گویا کل دس سال کے عرصہ میں مسلمان آبادی کا دسواں حصہ عیسائی ہو گیا۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس حساب سے اگر مسیحیت کی ترقی جاری رہے۔ تو ستر اسی سال میں کل ملک سے مسلمان

منقود ہو جائینگے۔ اور سب ملک مسیحی ہو جائیگا۔ بت پرست آبادی میں اس سے بھی زیادہ جلدی جلدی بیعت پھیل رہی ہے۔

غرض ہمارے ملک میں اس کی آبادی ۳ لاکھ کے قریب ہے اسلام سخت خطرہ میں تھا۔ اور اس امر کو معلوم کرنے پر میں نے ماسٹر عبد الرحیم صاحب کو جو پہلے لنڈن میں احمدی مشنری تھے۔ وہاں تبلیغ کے لئے بھجوا دیا تھا۔ اور مجھے یقین تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اسلام کو خاص طور پر غلبہ ہوگا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ بھی جاپان کی طرح قبائل میں تقسیم ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ ایک آدمی کے حق قبول کرنے سے ہزاروں آدمی حق کو قبول کر لینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آج ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر کی طرف سے یہ خوشخبری بذریعہ تار موصول ہوئی کہ وہاں چار ہزار غیر مسلم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور وہ بیعت کی درخواست کرتے ہیں۔ پس اس کے لئے اور تحریک دعا کے لئے میں لکھتا ہوں۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اور اس سے بڑھتے ہوئے کام کے لئے حسب استطاعت چندہ میں حصہ لیں۔ کہ اس سے بڑھکر اور موجب ثواب کام آج کل کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کے سامان اپنے پاس سے فرمائے۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد ۲۹ مارچ ۱۹۲۱ء
قادیان

اخبار احمدیہ

احمدیہ مشن لنڈن کا پتہ تمام برادران کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ آئندہ مشن کی تمام خط وکتابت نئے پتہ احمدیہ مسجد نمبر ۶۳ میلروز روڈ وانڈزورتھ لنڈن Ahmadia Mosque. 63 Melrose Road, London S.W. 18 پر ہونی چاہیئے۔ اور تاروں کے لئے صرف Islamabad London. لکھنا کافی ہے۔ والسلام۔

دعا کا خواستگار:۔ فتح محمد سیال۔

جناب مفتی صاحب کا پتہ میرا ارادہ تھا کہ امریکہ کے کسی مرکزی شہر میں بیٹھ کر کوشش کرتا کہ ایک جماعت بنجائے۔ مگر اسباب ایسے ہی مہیا ہوئے کہ خلاڈلفیا سے نیویارک آنا پڑا۔ وہاں سے شکاگو اور وہاں سے مائی لیپڈ پارک۔ اب ہر طرف سے لیکچروں کے واسطے دعوتیں آرہی ہیں۔ اسلئے یہاں ایک مرکزی دفتر قائم کر کے ملک میں گشت لگاتا ہوں انشاء اللہ۔ تاکہ تبلیغ کا بیج سب جگہ بو دیا جائے۔ خط و کتابت کے واسطے بہتر یہ ہوگا۔

۱۸۔ فروری ۱۹۲۱ء

Dr. Mufti Mahammad Sadiq. 74 Victor Avenue Highland Park, Mich. U. S. America

اگلے اخبار میں

غیر احمدی مولویوں کی آپس میں جوت پیزار۔ مطالبہ حلف پورا نہ کرنے پر انعام حاصل کرنے میں ناکام و نامراد رہنا اور دوسرے عجیب و غریب حالات پڑھ سکیں گے۔ اسباب منتظر ہیں۔ اس جلسہ کی روئیداد کی غیر احمدی مولویوں میں بھی طرح اشاعت کریں۔

(ایڈیٹر)

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نیا تعلیمی سال جملہ برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بڑی خوشی سے آپ کو اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا تعلیمی سال خیر و خوبی کے ساتھ خدا کے فضل سے ختم ہو چکا ہے۔ طلباء امتحان سے چکے ہیں۔ اور ۲۵ مارچ سے یکم اپریل ۱۹۲۱ء تک سکول بند رہیگا اور ۲ اپریل سے جماعت بندی شروع ہوگی۔ آپ کے بچے خدا کے فضل اور رحم کے ماتحت دینی اور دنیوی ہر دو رنگ میں ترقی کر رہے ہیں۔ اس سال گذشتہ سال کی نسبت تعداد طلباء میں بھی دس فیصدی کی زیادتی ہوئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مدرسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا ہے۔ اور حضور اس مدرسہ سے کیا امیدیں رکھتے تھے میں حضور کے الفاظ میں ہی آپ کو بتا دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ہے:۔

"اس سلسلہ کے جو افراد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو زبانی کی طرح نہ پھینک دیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ وہی کہتا ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے۔ میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے۔ تو بڑی برکات کا موجب ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔"

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ یہ امید اور آرزو خدا کے فضل سے پوری ہو سکتی ہے تو ثواب میں شامل ہونے کے واسطے اپنے ہم السلام ہائی سکول میں داخل کرائیں۔ ۲ اپریل سے جماعت بندی ہوگی۔ لہذا اپنے بچوں کو جلد دارالامان بھیجنے کی کوشش کریں اور پانچویں جماعت کا داخلہ ۱۵۔ اپریل کے بعد بند ہو جائیگا اسلئے اس جماعت میں داخل کرانے کے لئے ضرور جلد پہنچ جانے چاہئیں۔ والسلام

خاکسار ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ قادیان

خوشی میں مفت اخبار میرا نکاح ایک غیر احمدی قریبی رشتہ دار کے ہاں مورخہ ۲۴ و ۲۵ مارچ کی درمیانی رات کو ہوا ہے۔ احمدی احباب سے ملتمس ہوں کہ میرے سسرال اور بیوی کے احمدی ہونے کے لئے دعا کی جائے۔ اس خوشی میں ایک ایسے احمدی اخبار کے نام چھ ماہ کیلئے اخبار جاری کرنا چاہتا ہوں جس کی سفارش مقامی سکریٹری یا کوئی اور مخلص بھائی ایڈیٹر صاحب الفضل کے پاس کرے۔ خاکسار فضل محمد سکرٹری انجمن احمدیہ سیدوالہ۔

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان ۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء

غیر احمدیوں کا جلسہ

غیر احمدیوں کے جلسہ کی مختصر کارروائی ہم گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔ اب تفصیل کے ساتھ مناسب بیان کرتے ہیں۔

"نام نہاد" جمعیۃ العلماء" نے جس کی حقیقت علی الاعلان جلسہ میں یہ بیان کی گئی کہ معمولی اختلافات والے ان میں ایک دوسرے کو کافر کہنے والے بھی موجود ہیں بنا لکھ کر متعدد لیکچروں میں عوام الناس مگر الفاظ میں قادیان چلنے کی تحریک کی۔ اور محمدوں کے ساتھ نہیں بلکہ خصوصیت سے مسلمانوں کو۔

مولوی ثناء اللہ کا لیکچر

دو بجے کے قریب لیکچر شروع ہوئے۔ اور پہلا لیکچر مولوی ثناء اللہ نے دیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے بعض کشوف اور رؤیا کو پیش کر کے کہا کہ علماء کے سر سینگ نہیں آگے کر وہ یونہی لڑتے بھرتے ہیں۔ یہ حوالے ہیں۔ جن کی وجہ سے نیا مسئلہ ضرورت پیش آئی ہے۔ اور ہم حکام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہاں جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

جمعیۃ العلماء اور ترک موالات

جلسہ کی اجازت دینے یا نہ دینے کو چھوڑ کر کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں کہ ایک طرف تو "جمعیۃ العلماء" جس میں ہندوستان کے تمام عالم شامل ہیں۔ گورنمنٹ کے متعلق ترک موالات کا فتویٰ دیتی ہے۔ اور جو گورنمنٹ سے کسی قسم کی امداد حاصل کرے اسے کافر قرار دیتی ہے اور دوسری طرف "جمعیۃ العلماء" کے نام سے قادیان آنیوالے مولویوں کا نمائندہ مولوی ثناء اللہ اجازت ملنے پر حکام کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کیا اجازت لینے کی درخواست کرنا اور پھر حکام کا شکر گذار ہونا ترک موالات کے فتویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن جب جماعت کے خلاف کوشش کرنے کے لئے ایک دوسرے کو کافر کہنے والے بھی ایک ہونے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ تو ترک موالات کے فتویٰ کی خلاف ورزی کرنا ان کے لئے کونسی بڑی بات ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی بے ہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اس لیکچر میں پہلے تو حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم کی برابری بلکہ ان سے بھی بڑھے ہوئے کا دعویٰ بیان کیا۔ پھر ان اللہ ہونے کے علاوہ خالق السموات والارض کا دعویٰ کرنے والا دکھانا چاہا۔ اور اپنی اس مزورانہ تقریر سے لوگوں کے جذبات کو خوب خوب بھڑکا کر جب دیکھا کہ ان کی قوت فیصلہ بالکل مرنجی ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود کی اپنی عمر کے متعلق تحریروں میں اختلاف ثابت کرنے کے لئے نہایت ہی مکروہ اور فریب سے کام لیا۔ اور اصل الفاظ کو بگاڑ بگاڑ کر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا۔ اور پانچ چھ برس کم یا پانچ چھ برس زیادہ میں لفظ یا پر بہت ہنسی اڑائی۔ اور بار بار کہا کہ خداوند عالم الغیب والشہادۃ کو کیا شک تھا۔ جو یا کہا۔ اور اس آیت کا ترجمہ سناروں کو ساتھ ملانے کے لئے یوں کیا۔ تمہارا پرماتما انتریامی ہے۔ مولوی ثناء اللہ اور بھی بہت کچھ ہم پر کرتا تھا۔ مگر۔ اصل لوگوں کو قرآن مجید پر اعتراض کرنے کے لئے اکسا رہا تھا۔ جس میں اسی عالم الغیب نے آؤ کئی بار فرمایا ہے۔

اس لیکچر کے متعلق ہم نے ۳۰ تاریخ کو ایک اشتہار چھپوا کر ان کے جلسہ گاہ کے دروازہ پر تقسیم کروایا۔ تاکہ اگر کوئی حق پسند اور سمجھدار انسان ہو تو اس پر حق ظاہر ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود کی عمر کے متعلق ہمارا اشتہار

اشتہار حسب ذیل ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی عمر کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض

کل بتاریخ انیس ۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے لیکچر میں یہ بات بیان کی تھی کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی تھی کہ ان کی عمر اسّی سال کے قریب ہوگی۔ لیکن یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم تمام حق پسند اصحاب کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب کا یہ بیان کرنا سراسر غلط ہے۔ اور واقعات کے خلاف ہے۔ بلکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی گواہی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر اس پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ جو آپ نے اپنے متعلق کی تھی۔

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے چونتیس سال پہلے یہ پیشگوئی کی تھی کہ آپ کی عمر اسّی سال کے قریب ہوگی۔ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ "جو الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو ہم اسّی اور چھیاسی سال کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں" اس وعدہ کے مطابق آپ چوبیسویں سال سے چھیاسی سال تک کسی وقت بھی فوت ہوتے تو پیشگوئی پوری ہو جاتی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی عمر کیا تھی۔ آپ اپنی جس پیشگوئی شائع کی ہے میری عمر ستر برس کے قریب ہے اگر گئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عمر دی ہے تو میری عمر اسّی برس کی ہوگی۔ اور یا یہ کہ پانچ یا پانچ چھ سال کم۔ یہ کتاب ۱۹۰۰ء کے شروع میں لکھی گئی ہے۔ اور آپ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے ہیں۔ پس اس تحریر کے بعد آپ تین سال کے قریب زندہ رہے ہیں اور اس حساب سے وفات کے وقت آپ کی عمر تہتر سال بنتی ہے۔ لیکن قمری حساب سے پچھتر سال کے قریب عمر بنتی ہے۔ اسی طرح آپ امریکہ کے جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں ۱۹۰۲ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں ایک آدمی ہوں۔ جو پیرانہ سالی تک پہنچ چکا ہوں۔ میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے" اس تحریر کے مطابق بھی آپ کی عمر وفات کے وقت ۷۲ سال سے کچھ اوپر بنتی ہے۔ اور قمری حساب سے چوہتر سال کی ہوتی ہے۔ جو بالکل مطابق پیشگوئی کے ہے۔

یہ گواہی تو خود حضرت مسیح موعود کی ہے۔ اب ہم دوسری شہادتوں کو درج کرتے ہیں۔ مسٹر ظفر علی خان صاحب

کے والد نے اپنے اخبار زمیندار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایک مضمون لکھا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں "مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں مقرر تھے۔ اس وقت آپکی عمر ۲۲ یا ۲۳ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے" یہ شہادت منشی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کے والد کی ہے۔ جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متقی اور صالح بزرگ ہونے کی چشمدید شہادت دیتے ہیں۔ بلکہ آپ کی عمر کا بھی اندازہ بیان کرتے ہیں۔ جس کو مدنظر رکھ کر بھی قری حساب سے حضرت مسیح موعود کی عمر ۷۴ سال بنتی ہے تیسری شہادت ہم ملک محمد دین صاحب افسر انہار ریاست بہاولپور کی پیش کرتے ہیں۔ جو لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء کے قریب وہ دہلی میں حضرت مرزا صاحب کے ملے تھے اور انہوں نے آپ سے آپ کی عمر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا تھا کہ چونسٹھ یا پینسٹھ۔ اس واقعہ کے سترہ سال بعد حساب سے آپ کی عمر اکاسی بیاسی ہے۔

مولوی صاحب ثناء اللہ صاحب بٹالوی کی شہادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں کہ "۱۹۰۴ء میں بہاولپور تشریف لائے تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپکی عمر کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ستر سال کا ہوں۔ اور ابھی بفضلہ تعالیٰ مضبوط ہوں۔ پھر ..... پوچھا کہ جناب مرزا صاحب آپ سے کس قدر بڑے تھے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ "میں بالکل لڑکا تھا جب وہ لدھیانہ میں پڑھا کرتے تھے۔ مجھ سے آٹھ یا نو سال بڑے ہونگے" مولوی محمد حسین صاحب جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے استاذ الاساتذہ تھے۔ انکی شہادت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وفات کے وقت حضرت مسیح موعود کی عمر اسّی سال کی تھی۔ یہ شہادت تو ایک معزز غیر احمدی صاحب کی بیان کردہ ہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود کی نسبت لکھتے ہیں کہ "۶۳ برس کا تو وہ ہو چکا ہے" اس تحریر کے بعد آپ چودہ سال اور زندہ رہے۔ جس حساب سے آپکی عمر اکاسی سال کی بنتی ہے۔

مگر شاید مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود کے سب سے پہلے دشمن اور اپنے استاذ الاساتذہ کی شہادت کو بھی قبول نہ کریں۔ اسلئے ہم ان کے سامنے خود ان کی اپنی شہادت پیش کرتے ہیں۔ وہ اہل حدیث مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۸ء میں تحریر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب "کہہ چکے ہیں کہ میری موجودہ عمر اسّی سال کی عمر کے کچھ نیچے اوپر ہے۔ جس کے سب نے مانہ آپ غالباً طے کر چکے ہیں" مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اسّی سال کے قریب ہو چکی تھی۔ پھر یہ کیا لطیفہ ہے۔ کہ ۱۹۰۸ء میں ایک سال کے بعد جب آپ فوت ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک آپکی عمر ستر سے بھی کم ہو گئی۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تفسیر میں جو ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی عمر اسوقت ستر سے متجاوز تھی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰) چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس تحریر کے نو سال بعد حضرت مسیح موعود فوت ہوئے ہیں اسلئے انہی کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی عمر وفات کے وقت اناسی سال کی ہوئی۔ جو الہام کی بتائی ہوئی عمر کے عین مطابق ہے۔

ان تمام شہادتوں سے جو اوپر لکھ آئے ہیں۔ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی عمر جو ستر سے بیاسی سال تک کی تھی۔ اور جبکہ پیدائش کی تاریخ محفوظ نہ ہو اتنی لمبی عمر کے متعلق اس قسم کا اختلاف ہو جانا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ مگر بہرحال دوست اور دشمن بلکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی شہادت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر چوہتر سال یا اس سے زیادہ تھی۔ اور یہی بات الہام میں بتائی گئی تھی۔ پس یہ الہام سلسلہ کے اشد ترین دشمنوں کی شہادت سے سچا ثابت ہوا۔ اور ہر ایک منصف کیلئے جس نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں باندھی ہوئی۔ یہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ ایک شخص چالیس سال کی عمر میں علی الاعلان خدا تعالیٰ پر یہ جھوٹا الہام کرے۔ کہ وہ اسّی سال کے قریب عمر پائیگا۔ اور پھر خدا تعالیٰ اسے چالیس سال کے قریب اور عمر دے۔ اور باوجود دشمنوں کی خفیہ تدبیروں کے وہ اپنے شائع کردہ الہام کے مطابق عمر پاکر فوت ہو۔

ایسی زبردست شہادت کے بعد جسمیں خود مولوی ثناء اللہ صاحب بھی حصہ لے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اپنے پہلے شائع کردہ بیانوں کے خلاف مولوی ثناء اللہ صاحب کا نہایت چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنا پر یہ بیان کرنا کہ عمر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اظہار حق مدنظر نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت مدنظر ہے ورنہ کیا سبب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی بتائی ہوئی عمر دوسرے بے تعلق لوگوں کی شہادت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہ کے خلاف اب ایک اور بات بیان کر رہے ہیں۔ آ کہ باوجود حضرت مسیح موعود کی کتب کے پورے طور کا دعویٰ کرنے کے مولوی ثناء اللہ صاحب حضر علیہ السلام کی زندگی میں تو ان کی عمر اسّی عمر والی پیشگوئی میں چوہتر گئی تھی۔ غلط ہوئی۔ کیا یہی وجہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ لوگ اس زبردست نشان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے مصدق ہو جائینگے۔ اور مولوی صاحب کا مشن ناکام رہے گا۔

المنار

"ناظر تالیف و اشاعت۔ قادیان دارالامان"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے لیکچر میں حضرت مسیح موعود کی عمر کے متعلق جس تزویر سے کام لیا۔ اور لیتا رہتا ہے اس کا رد مندرجہ بالا اشتہار کے ذریعہ کر دیا گیا۔

مولوی ثناء اللہ کی عجیب باتیں

مولوی ثناء اللہ نے دوران لیکچر میں جو باتیں اور حرکات کیں۔ انمیں سے بعض درج ذیل کی جاتی ہیں۔

لیکچر دیتے ہوئے جب اسے معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی بوٹی آیا ہے۔ تو ہمارا مولوی صاحب رات کو نماز روزہ پر محفظ

کرینگے۔ لڑائی جھگڑے انہوں نے ہمارے گلے ڈال دئے ہیں کہ جاؤ لڑتے پھرو۔ اور اپنے لئے سچی سچی اور اچھی باتیں رکھی ہیں۔ ان کا وعظ توحید اور سنت کی پھلجھڑیاں ہونگی۔

گویا مولوی محمد علی نے جھوٹی اور لغو باتیں مولوی ثناء اللہ کے گلے ڈال دی ہیں۔ مگر پیچارے بوکھلا پڑی کہ کیا حقیقت ہے یہ تو اس کے نفس کی ہی کارروائی ہے ؛

دوران لیکچر میں جو دو شریر کئی بار ثناء اللہ نے کہا کہ اگر آپ لوگ نہیں سنتے۔ تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور ایک دفعہ تو میز پر چڑھ کے بیٹھ ہی گیا۔ اسپر اعلان کیا گیا کہ جب تک سب لوگ خاموشی کے ساتھ بیٹھ نہ جائینگے۔ مولوی صاحب وعظ نہ کرینگے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی لکچر کی معاونت سندی کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو کسی حکیم کے پاس لے گئے۔ (اگر مجھ پر بیت کا نام لیا۔ تو ممکن تھا کہ کئی ایسی باتیں روشنی میں آجاتیں تجسس چلی آرہی ہیں) اگرچہ عمر بہت چھوٹی، معاملت بڑھی ہوئی تھی۔ اسلئے حکیم صاحب ثانے پر آپ مصر ہو گئے۔ کہ تو نہ

[illegible] مصر پرست کے بار بار سمجھانے پر بھی [illegible] نئے حکیم صاحب نے دال روٹی بتائی ہے۔ مگر بار بار روٹی ہی لیکر ٹلے۔

نہ معلوم مولوی ثناء اللہ کو اپنا یہ کارنامہ بیان کر کے اپنے مہربان سرپرست کی یاد کو تازہ کرنا منظور تھا یا کیا۔ لیکن ہر ایک سمجھدار تو اس سے یہی نتیجہ نکالیگا کہ جناب والا پیدا ہوتے ہی بگ بھٹ اور میڑھی فطرت کے واقع ہوئے ہیں اور پھر سرپرستوں کی بے جا ناز برداریوں نے ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا کی مثل بنا دیا۔ اور اب دینی اور مذہبی امور میں بھی بچپنی سے کام لینے پر مجبور ہیں۔ اور یہ بات آپ کی فطرت ثانیہ ہو چکی ہے ؛

مولوی عبدالسمیع دیوبندی

مولوی ثناء اللہ کے بعد ہمارے مولوی عبدالسمیع دیوبندی دیرینہ واقف [illegible] کھڑے ہوئے۔ ماشاء اللہ چشم بددور۔ جس ہیئت کذائی میں آپ نمودار ہوئے۔ وہ ہمیں کبھی نہ بھولیگی۔ اس کا نقشہ ہم الفاظ میں کھینچنے سے معذور ہیں۔ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ایک معزز شخص نے "کنجڑا" اور "بنیا" کے دو جامع مانع الفاظ ان کی شان والا کے متعلق بے اختیار ارشاد فرمائے۔

آپ نے اٹھتے ہی فرمایا جس طرح مجھے یہاں کی انجمن نے بلایا ہے۔ اسی طرح ایڈیٹر الفضل نے خط کے ذریعہ بلایا ہے اور میں یہاں آگیا ہوں۔ اور موجود ہوں۔ یہ کہکر عجیب غریب حرکات اور زیر و بم آواز کے ساتھ ایسا بے سر و پا لکچر شروع کر دیا ؛

بے سر و پا اسلئے کہا کہ کوئی خاص مقصد کا اثبات مدنظر نہ تھا۔ اور طوالت یا دہ گوئی کے انتہائی درجہ تک پہنچی ہوئی تھی

مولوی عبدالسمیع کی تقریر

آپ کا طرز تقریر یہ تھا۔ بھائیو! لقد جاءکم رسول من انفسکم تمہاری طرف۔ آگیا خیال شریف میں۔ آیا رسول۔ آگیا خیال شریف میں۔ اجی کون رسول وہ رسول۔ آگیا خیال شریف میں۔ کیا کہنے ہیں اس رسول کے۔ کیا بتاؤں میں شان اس رسول کی۔ آگیا خیال شریف میں۔ بس جناب رسول ایسے ہوتے ہیں۔ آگیا خیال شریف میں۔ نہ وہ جو کبھی خدا ہونے کا دعویٰ کریں۔ کبھی کرشن کا کبھی عیسےٰ کبھی اپنے آپ کو آگیا خیال شریف میں۔ اور کبھی کہیں کہ میں کبھی کے کہے کی خاک ہوں۔ آگیا خیال شریف میں۔

مولوی عبدالسمیع کی حرکات

یہ تو زبانی عمل نشانی تھی اور ہاتھوں کا عمل ملاحظہ فرمایئے۔ پہلے پگڑی اتاری۔ پھر اس سے ٹوپی نکالی۔ وہ سر پر رکھی پھر آستینیں چڑھائیں جو پائجامہ پر لٹکی ہوئی تھیں پھر کھولیں۔ پھر چڑھائیں۔ پھر کھولیں۔ پھر چڑھائیں۔ پھر کھولیں۔ پھر وتاب کھاتے ہوئے کبھی میز پر اوندھے منہ لیٹ گئے۔ کبھی پبلک کی طرف سے منہ موڑ کر دیوار کی جانب وعظ کہنے لگے۔ غرض عجیب عجیب حرکات تھے۔ جو آنجناب سے صادر ہوئے۔ اور عجیب عجیب الفاظ تھے۔ جو بے سوچے سمجھے منہ سے نکلے۔

مولوی عبدالسمیع ہماری تائید میں

آپ اپنی تقریر کی رو میں ایسے بہہ گئے کہ مسئلہ نبوت بیان کرتے ہوئے ہماری تائید کرنے لگے۔ ایک مثال بیان کی کہ کنوئیں میں پانی ہو۔ تو مشکے میں پانی آئے گا۔ پھر لوٹے میں۔ پھر آبخورے میں۔ لیکن اگر کنوئیں میں پانی نہ ہو۔ تو پھر پانی نہ ملیگا۔ اسی طرح نبوت محمدیہ سرچشمہ ہے تمام انبیاء کی نبوت کا۔ اگر نبوت محمدیہ میں کچھ نہیں تو اور انبیاء میں بھی کچھ نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء ستارے۔ جناب محمد کے نور نے سب نوروں کو مات کر دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہمیں بھی مسلم ہیں۔ کہ آپ میں نبوت کے کمالات انتہائی درجہ کے موجود تھے۔ اور یہ نبوت اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ اور فیضان نبوت کا کمال یہ ہے کہ اس کی پیروی کی برکت سے نبی پیدا ہوں۔ اور اگر سلسلہ نبوت بند مانا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ چشمہ نبوت میں پانی نہیں رہا۔ کیونکہ جیسا کہ لکچرار نے کہا کہ جب تک اس چشمہ میں پانی تھا۔ دوسروں تک بھی پانی پہنچتا رہا۔ جب تک وہ نور رکھتا تھا۔ دوسروں کو بھی اس نور سے حصہ دیتا رہا۔ اب اس سلسلہ کی بندش بتاتی ہے۔ کہ [illegible] گیا۔ حالانکہ یہ باطل ہے ؛

رُخ پلٹا

آخر مولوی عبدالسمیع صاحب [illegible] گئے۔ کیونکہ صدر نے کچھ سرگوشی [illegible] کہ تم دیوبند کے عقائد کے خلاف وعظ کر رہے ہو۔ اپنا رُخ پلٹا۔ اور کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ نماز بھی پڑھینگے۔ روزے بھی رکھینگے۔ جو نماز نہیں پڑھتے۔ وہ لا الہ الا اللہ کے منکر ہیں۔ اور ان کا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہوگا۔ یہ قول بھی ہمارا ہی مؤید تھا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے بھائی بندوں پر کھلے الفاظ میں فتویٰ لگا دیا کہ تم لا الہ الا اللہ کے منکر اور کافر ہو۔ لا الہ الا اللہ کے معنے بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی کہی کہ اگر اللہ کے سوا کوئی معبود برحق ہے۔ تو اس کی نفی بھی اس میں ہے۔ اسی طرح لا نبی بعدی میں ہر قسم کے نبی کی نفی ہے۔ خواہ وہ برحق ہے ؛

معمّا

یہ معمّا ہم آج تک نہیں سمجھ سکے کہ اللہ کے سوا معبود برحق کیسا؟ اور لا نبی بعدی میں ہر قسم کے نبی کی نفی سے حضرت عیسیٰ بن مریم نبی اللہ مرفوعہ مخالفین کیونکر مستثنیٰ ہو گئے۔ پھر ایک طرف کہا کہ کوئی نبی آ نہیں سکتا۔ پھر دوسری طرف کہا کہ بھائیو! اگر کوئی ایسا نبی ہو جیسا میں نے بیان کیا تو ہمیں

ماننے کو تیار ہیں ؛

کیا رسول کریم سب کو جنت میں لیجائینگے

کیا نبی اسکے متعلق کہا کہ سچے نبی نے کہا کہ میں چند سو آدمی ساتھ لیکر جنت میں نہیں جاؤں گا۔ بلکہ سارے جہان کو لے کر چلوں گا۔ اس کا مطلب بھی ہم نہیں سمجھ سکے۔ کہ حضرت خاتم النبیین نے کب فرمایا کہ میں سارے جہان کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ کیا وہ جہل عنبر اور قادیان کے طاؤس بڈھے شاہ کو بھی بیکر صرف اپنے ماننے والے سچے متبعین کو ؛

حضرت عمرؓ اور بڑھیا

پھر آپ نے حضرت عمرؓ کا ایک قصہ سنایا کہ ایک بڑھیا کے خاندان کو بھوکا پاکر اس کے لئے آٹے وغیرہ کی گٹھڑی خود اٹھا کر لے گئے۔ اور جب غلام نے اصرار کیا کہ میں اٹھاتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا حشر کے دن جب اس بڑھیا کے گناہ عمر کے سر پر رکھ دئے جائینگے۔ تو تم وہ گٹھڑی لے گے۔ کیا مولوی صاحب اس روایت کو موضوع اصول نے آخری الفاظ کو شریعت محمدیہ سے مطابق لکھتے ہیں ؛

مولوی صاحب نے اپنے لکچر میں لو کان بعدی نبیا لکان عمر او العاقب الذی لیس بعدہ نبی کو پیش کیا۔ اور کہا یہ صحیح احادیث ہیں۔ کیا مولوی صاحب اپنے قول پر قائم ہیں یا جوش جنون میں یہ سب کچھ کہہ گئے۔

عجیب تلفظ

مولوی صاحب کے لکچر میں ایک خاص تلفظ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ امرتسر کو بار بار "امرتشر" ارشاد فرماتے رہے۔ اور اس کی داد سٹیج پر بیٹھے ہوئے بعض آدمی ہنسی سے دیتے رہے ؛

پتے کی بات

مولانا نے خاتمہ پر مولویوں کے متعلق ایک پتے کی بات کہی۔ اور وہ یہ کہ ہم رسول کریم کے نام کے وارث ہیں۔ اور جو کام کرتے ہیں۔ وہ بھی نام کا ہی کرتے ہیں۔

اس حق بر زبان جاری پر ہم بھی صاد کرتے ہیں۔

ہمارا انتظار

ہم منتظر رہے۔ کہ ایڈیٹر الفضل نے اخبار میں جو بات کا ان سے مطالبہ کیا تھا۔ اس کے متعلق بھی کچھ ارشاد ہوگا۔ لیکن خدا کے

بندے نے ایک لفظ بھی تو نہ کہا

مباہلہ کے متعلق ہمارا مطالبہ

ہاں آخری دن جب ہم نے دیوبندیوں کے مباہلہ سے فرار کا اشتہار دیا۔ اور جواب کا مطالبہ کیا تو مولوی حبیب الرحمن دیوبندی نے آخری تقریر کہا کہ ہم نے قادیانی جماعت کے اشتہار کا جو کہ شائع ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے ابھی جواب نہیں دیا کہ ہمارا اشتہار نہیں۔ اسلم ہیجائے۔ ہاں اب ہم نے اس کا جواب دیا ہے۔ جو ایڈیٹر الفضل کو بھیجا ہے۔ جو پہنچ گیا ہوگا یا پہنچ جائیگا۔

یہ سفید جھوٹ نہیں آتی۔ اور نہ کسی اور سمجھدار کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ تک جواب شائع نہ کرنے پر کسی پہلے اشتہار کے مسلم ہو جانے کا کیا مطلب؟ باقی رہی یہ بات کہ اب جواب بھیجا گیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ یہیں ہوشیارپور کو یعنی جاتے ہے ایک دن جبکہ دیوبندی وغیرہ مولویوں کا کوچ ہو چکا تھا۔ ایک پیکٹ ملا ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا اشتہار ہے۔ جو نہایت سراسیمگی اور پریشانی کی حالت کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بجائے اسکے کہ مباہلہ کے متعلق کچھ ہوتا۔ اعتذر من کرنے کی نئی راہ نکالی گئی ہے۔ جو مباہلہ سے فرار کا مزید ثبوت ہے۔ اور مباہلہ سے جان بچاتے ہوئے اب تو یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ مباہلہ و مناظرہ کی حاجت باقی نہیں رہی ؛

دیوبندیوں کے متعلق ہمارا اشتہار

دیوبندیوں کے اس فرار کے متعلق ہم مفصل انشاء اللہ پھر لکھینگے۔ یہاں وہ اشتہار درج کرتے ہیں۔ جو ہم نے جلسہ پر تقسیم کیا اور جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ وھو ھذا:-

"قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

حق کے مقابلہ سے باطل بھاگ گیا

دیوبندی علماء کا مباہلہ سے کھلا کھلا فرار

مباہلہ حق و باطل صداقت و کذب میں کھلا کھلا امتیاز کر دینے والا ایک ایسا طریق ہے۔ کہ باطل پرست اس کا نام ہی سنکر تھراتے اور کانپنے لگتے ہیں۔ ان کی طاقتیں سلب ہو جاتی۔ ان کو قویٰ جواب دے بیٹھتی ہیں۔ ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے اور وہ ناکام و نامراد ہو کر ہمیشہ کے لئے تیرہ و تار گوشے میں جا پڑتے ہیں۔

اس نظارہ کو دنیا نے سب سے اول اس وقت دیکھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب ذیل باطل کش اور کفر شکن اعلان فرمایا:۔ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورہ آل عمران)

پھر اس زمانہ میں ملاحظہ کیا۔ جبکہ آپ کا بروز اتم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مبعوث ہوا۔

دنیا جانتی ہے۔ اور خوب اچھی طرح جانتی ہے کہ کس بلند آہنگی سے تمام ہندوستان کے علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا تم کو کوئی بتا سکتا ہے۔ پر کون کھڑا ہوا؟ کوئی بھی نہیں۔ پھر کیا۔ کا عظیم الشان ثبوت نہیں ہے۔

[illegible] لوری [illegible]

آپ کا طریقہ بحث

کل کی بات ہے۔ کہ علماء دہلی [illegible] جب یہ سیدھی طریق سے مباہلہ سے بھاگ گئے۔ پھر ان کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب اٹھے۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر جان بچانے کی دہائی دی۔ لیکن جب انہیں اسلامی طریق سے مباہلہ کے لئے بلایا گیا۔ تو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ مگر ان سب سے بڑی اور خطرناک ہزیمت مباہلہ کے متعلق جن لوگوں کو اٹھانا پڑی وہ علماء دیوبند ہیں ؛

مدرسہ دیوبند کے مہتمم مولوی حبیب الرحمن صاحب نے جب ایک معمولی سی بات پر اپنے معترضین کو علماء دیوبند کی طرف سے مباہلہ کی دعوت دی تو ہم نے علماء دیوبند سے کہا کہ جب ان کے نزدیک مباہلہ کرنا جائز ہے۔ اور کبھی امر کا فیصلہ کرنے کیلئے وہ اس پر عمل کرنے کو تیار ہیں تو کیوں ہمارے مقابلہ پر بھی اسی ذریعہ سے اثبات کا فیصلہ کرنے کیلئے نہیں کھڑے ہوتے۔ جسکی وجہ سے ہم انکو اور وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔

۷ ۔ ۔ ۔

کہ میں نے اپنی بیوی مانڈا وند کے یتیم کرانے ہوں آئے اور مجھ
وند کے۔ پس میں عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس نے آنا ہے آئے
ابراہیم حضرت عیسٰے کو آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری ثابت
کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور یہاں سے نہیں جائیگا۔ جب تک
ثابت نہ کر لیگا ۔

اس چیلنج کی طرف ہم نے منتظم افسروں کو توجہ دلائی۔ کہ
ہم منظور کرنے کا اعلان کرنا چاہتے ہیں لیکن انہوں نے
کہا کہ مباحثہ کی اجازت نہیں ہے۔ اور ہم یہ چیلنج ان کو واپس
کراتے ہیں۔ اسپر اعلان کیا گیا کہ یہ چیلنج مولوی ابراہیم کا
ذاتی ہے۔ اس جلسہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے مباحثہ
بعد میں بٹالہ ہو ۔

اس کا جواب بھی ہم جلسہ عام میں دینا چاہتے تھے کہ
افسروں نے کہا ہم مولوی ابراہیم کی زبانی یہ چیلنج واپس کرا دیں
دلوا دینگے۔ آپ کو اس کے جواب میں کچھ کہنے کی ضرورت
نہیں۔ تو مجبوراً مولوی ابراہیم کی اپنی زبانی چیلنج
واپس کرکے سہ پہر کے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے باوجود یہ اقرار
کرنے کیا مولوی ابراہیم سے اپنی زبانی چیلنج واپس کرا دیا
ہے اقرار کو پورا نہ کیا۔ اور مولوی ابراہیم کی بجائے
خود اس چیلنج کو دہرایا گیا تھا۔ ہم اسی جگہ دفن کرتے
ہیں۔ اور دوسری جگہ مباحثہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ۔

ہماری طرف سے چیلنج کی منظوری

کرنے کے چیلنج کو منظور کرنے کا بھی ہم اعلان کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس کا ہمیں موقعہ نہ دیا گیا۔ اور نہ پولیس نے موقعہ دلایا۔ اسلئے ہم نے حسب ذیل اشتہار چھپوا کر شایع کر دیا ۔

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور دیگر علماء کا چیلنج منظور

کل انیس ۱۹ تاریخ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے احمدیوں
کو وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنے کا چیلنج دیا
تھا۔ اور گو پیشتر اسکے کہ ہم اس کا جواب دیتے پہلے تو نام نہاد
انجمن اسلامیہ کے عہدہ داروں نے اور پھر مولوی ثناء اللہ
صاحب نے مولوی ابراہیم کی طرف سے
اس چیلنج کو واپس لے لیا بلکہ دفن کر دیا ہے

لیکن چونکہ اسکے ساتھ ہی ان کی طرف سے اس امر کا بھی اعلان
کیا گیا ہے۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح پر کسی اور مقام پر ہم سے
بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور چونکہ اس چیلنج کے جواب
کی قبولیت کا اعلان کرنے کا جب ہم نے ارادہ کیا تو
انہوں نے ہم کو موقعہ نہ دیا اسلئے ہم اشتہار کے ذریعہ سے
اعلان کرتے ہیں کہ ہم

علماء میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ وفات حیات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنیکے لئے تیار ہیں لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ علماء اس پیالہ کے پینے کے لئے کبھی تیار نہ ہونگے۔

کیونکہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے ہمیشہ جی چراتے ہیں
اور حتی الوسع جی چراتے رہینگے۔ اگر یہ چیلنج سچ دل
سے دیا گیا ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ علماء اپنے دعوٰی
کو واپس نہ لینگے۔ شرائط کے متعلق ہم یہ مناسب سمجھتے
ہیں۔ کہ ایک آدمی غیر احمدی علماء اپنی طرف سے مقرر کر دیں
اور ایک احمدی جماعت کا قائم مقام ہو۔ یہ دونو
قائم مقام تحریری طور پر شرائط مباحثہ کا تصفیہ کر لیں اور
اسکے مطابق لاہور کے مقام پر مباحثہ ہو جائے لیکن
اگر اسی علاقہ میں باحثہ منظور ہو تو پھر گورداسپور میں
مباحثہ ہو ۔

یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ احمدی جماعت کی طرف خلیفہ
یا اس کا قائم مقام بحث کرے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ جب آپ کے خلیفۃ المسلمین یا ان کے قائم مقام بحث
کرنیکے لئے آوینگے۔ تو اسوقت احمدی جماعت کے
خلیفہ یا ان کے مقرر کردہ قائم مقام بھی بحث کرنے کے
لئے آجاوینگے۔ یہ بات صرف ہم اسلئے لکھتے ہیں کہ اس امر
کو بطور شرط پیش کیا گیا ہے ورنہ یہ بات ممکن ہے کہ
جو شخص ہم میں سے بحث کیلئے کھڑا ہو۔ اسکو ہمارے امام
اپنی نیابت کی سند لکھ دیں
ہم امید کرتے ہیں کہ حاضر الوقت اصحاب ان علماء کو مجبور کرینگے
کہ اس مسئلہ کے فیصلہ سے جی نہ چرائیں۔

خاکسار
(قاضی) محمد ظہور الدین اکمل (ایڈیٹر مشحذ الاذہان) (۲) عبدالرحیم قاسم علی
(ایڈیٹر فاروق) (منشی) غلام نبی (ایڈیٹر الفضل قادیان)

ہمارے اس اشتہار کے جواب میں نہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب
نے اور نہ مولوی ابراہیم نے کوئی جواب دیا جس سے ان کے
چیلنج مناظرہ کی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ صرف عوام میں اپنی شیخی جتانے
کے لئے انہوں نے بڑ ہانک دی۔ ورنہ ان میں ہرگز جرأت نہیں ہے کہ
حیات و ممات مسیح علیہ السلام کے متعلق مباحثہ کر سکیں۔

پیر بخش لاہوری کی بدزبانی اور بے ہودہ سرائی

۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو پیر بخش
لاہوری نے اپنا ایک چھپا ہوا
ٹریکٹ پڑھنا شروع کیا۔ وہ
ناظرہ پڑھنے کے بار بار زبان لغزش کھاتی اور اہل علم کو اپنے
پر ہنسانی تھی۔ ایک فقرہ پڑھکر پھر اس کی تشریح بہت ہی
بھونڈی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس شخص کی جہالت پر افسوس آتا
تھا۔ جو علماء میں شریک ہونے کی لے رہا تھا۔

ایک دلیل یہ دی کہ مسیح ناصری نے دفعہ صلیب کے بعد اپنے
حواریوں کو السلام علیکم کہا۔ اے بھائیو! کبھی روح بھی السلام
کہتی ہے۔ دوسری دلیل یہ دی۔ کہ مسیح کو بدلی نے اٹھایا گو
سے ظاہر ہے کہ مسیح۔ روح مع الجسم اٹھایا گیا۔
میں کہا جس طرح ہم کسی چیز کو بچشم خود نہ دیکھ کر
اسی طرح ان لوگوں نے مسیح کے رفع
بالغیب کی نعمت سے محروم
رسول اللہ انّ عیسٰی نفسہ
ہی نہ تھی پھر یہ عربی فقرہ جو غلط پڑھا۔ تو جنہوں نے کہا اپنا
صرف ترجمہ پڑھیں۔ اسپر آپ ذرا ناراض ہونے لگے۔ تو ایک شخص
نے کہدیا۔ اسلئے کہ وقت کم ہے۔ صرف ترجمہ ہی پڑھیں۔ پھر اپنی
علمیت جتلانے کے لئے کہا کہ قبل بتاتا ہے کہ واقعہ صلیب کے
متصل ہی رفع ہو گیا۔ اور اپنے اس نکتہ کی داد چاہی۔ پیر بخش نے
نہایت بدتہذیبی سے یہ بھی کہا کہ مرزا صاحب کو ڈھڈھ ہو گیا
اسپر پریذیڈنٹ نے روک دیا ۔

مولوی ثناء اللہ اور طاعون

مولوی ثناء اللہ نے اپنے لیکچر میں بڑا
زور اس بات پر خرچ کیا۔ کہ
مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ قادیان میں طاعون نہیں آئیگی اور
یہاں کبھی کسی کو طاعون نہ ہوگی۔ خواہ چوہڑا۔ چمار وغیرہ۔ ہندو
آریہ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر آئی اور کئی آدمی مرے۔ اسلئے پیشگوئی
جھوٹی نکلی ۔

اس کے جواب میں ہماری طرف سے جو لیکچر ہوا۔ اس میں دیگر اعتراضات کے ساتھ اس مغالطہ اور دھوکہ کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا جسے ہم اپنے جلسہ کی کارروائی میں درج کریں گے۔ فی الحال یہی لکھنا کافی ہے کہ کشتی نوح میں صاف لکھا ہے۔ کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان خلق یا اس سے عقدہ یا کسی اور وجہ سے خدا تعالیٰ کے علم میں ہو۔ کوئی شاذ و نادر کے طور پر کسی جماعت میں بھی کبھی ہو جائے سو شاذ و نادر حکم عدم کا رکھتا ہے بیشتر سقابلہ کثرت کے دیکھی جاتی ہے۔

ثناء اللہ صاحب اور ابراہیم مرتضیٰ حسن

مولوی ثناء اللہ نے جو مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے حضرت عیسیٰ کے رفع کے متعلق لیکچر دیا۔ عامہ پر مولوی ثناء اللہ نے اسکے متعلق کہا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں مولوی صاحب کی تائید میں ایک شعر لکھوں۔ لیکن ڈرتا ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن فارغ ہو جائیں تو میں نے الا کی تعریف میں کچھ لکھوں گا۔ والا میں ان کی تعریف ہی کروں گا۔ کیونکہ ان کا لیکچر سننے کا اتفاق نہیں۔ مگر ناظرین یہ سنکر تعجب کریں گے کہ مرتضیٰ حسن صاحب کے لیکچر کے بعد دونوں ہی ثناء اللہ نے کہا۔ مرتضیٰ حسن نے تو ہماری ارمان نکالا۔ اور کئی دفعہ کہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا لیکچر کے آخر میں مولوی ثناء اللہ اٹھ کر

تناسخ پر لیکچر ملتوی کیا

بٹالہ کے ایک شخص منشی الٰہی بخش نے جو جلسہ کا منتظم بنا ہوا تھا۔ اعلان کیا کہ مولوی ابراہیم نے جو مباحثہ کا چیلنج دیا تھا وہ ہم واپس لیتے ہیں اور مباحثہ بٹالہ یا کسی اور جگہ ہو۔

مرتضیٰ حسن کا لیکچر

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی نے اپنے لیکچر میں جو گالیوں اور بدزبانیوں کا مجموعہ تھا اور جسمیں استہزاء کا کوئی پہلو باقی نہ چھوڑا۔ نہ دل آزار اور اشتعال دلانے والے الفاظ اور کہاوتوں میں کچھ کمی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ مرزا صاحب نے پہلے رسول کریم کی بڑی توہین کی۔ اسلام کی خدمت کا دعویٰ کیا اور لکھا۔ کہ اسلام کی صداقت کے لئے آریوں عیسائیوں وغیرہ سے مباحثہ کروں گا۔ تو ہم نے انہیں اپنا سردار مان لیا۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ انہوں نے اسی طرح کیا ہے جس طرح چور چوری کرتے وقت گھر کے محافظ کتے کو لقمہ ڈالتا ہے تا کہ شور نہ مچائے۔ اسی طرح انہوں نے لقمہ ڈالا ہے تو ہم لوگ مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے۔

مولویوں کو کتے قرار دینا

اس کے بعد خود ہی سوال اٹھایا کہ کتا کون بنا۔ اور خود ہی سٹیج پر بیٹھے ہوئے مولویوں کو مخاطب کر کے یہ کہا۔ اے علماء کرام میں اور آپ سب کتے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کلمات سنے تو ہم نے شور مچانا شروع کر دیا۔

دربھنگوی کا یہ خطاب آنے والے علماء کو اور ہمارے خلاف شور مچانے والوں کو مبارک ہو۔

مولوی ثناء اللہ نے لیکچر دیا پر کیوں نہ لیکچر دیا

اس پر مولوی ثناء اللہ نے اعلان کیا کہ مجھے ایک اشتہار پہنچا ہے۔ جس پر تین سو روپیہ انعام رکھا گیا ہے اسلئے پڑھ کر جواب میں بھر دوں گا۔ آج میں تناسخ پر لیکچر دونگا لیکن عصر کے بعد اس نے اعلان کر دیا کہ چونکہ انجمن والوں نے کہا ہے۔ کہ یہاں تناسخ پر لیکچر دینا مناسب نہیں اسلئے مجھے روک دیا گیا ہے۔ میں نے وعدہ خلافی نہیں کی میں اب بھی تیار ہوں۔

اس مناسبت سے سمجھنے کی حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے اعلان دینے کے بعد وہ لوگ جن کو بیرونی لوگوں کے یہاں آنے بلانے کا اختیار تھا۔ ہندوؤں کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا کہ آپ لوگ یہ نہ کریں۔ اور جانتا میں تو تناسخ پر لیکچر ہو۔ ہندوؤں نے اسبات کو ان کی مرضی پر چھوڑا۔ جس طرح چاہو کرو۔ آخر ہندوؤں کی ناراضگی کے خیال سے لیکچر بند کر دیا گیا۔ اور ایک سمجھ صاحب نے بتایا کہ تناسخ کے متعلق صرف اسلئے لیکچر نہیں ہوا۔ کہ جلسہ کرنیوالے جانتے ہیں۔ جس جگہ جلسہ کرتے ہیں وہ آریوں کی جگہ ہے اگر ان کے پاس جلسہ کرنے کے لئے اپنی جگہ ہوتی تو نہ کرتے۔

تناسخ کے متعلق لیکچر دینے کا اعلان کر کے پھر نہ دینا اور یہ کہنا کہ مناسب نہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہاں جلسہ کرنے کی غرض محض ہمارے خلاف بے ہودہ ہنسی اور بیحیائی تھی۔ نہ کہ اسلام کی حمایت جس کا انہیں دعویٰ ہے یہی وجہ ہے کہ سارے جلسہ میں ہمارے خلاف شور انگیزی سے کام لیا جاتا رہا۔ اور غیر مسلموں کے عقائد باطلہ کے خلاف ایک حرف نہ کہا۔

دربھنگی کی بدزبانی

ہمیں بہت ہی افسوس ہے کہ دربھنگی مولوی نے نہایت ہی شرارانگیزی سے کام لیا۔ اور یہ محض حضرت مسیح کا حلم اور انتظام تھا۔ جو خیر گذری۔ ورنہ اس نے فساد برپا کرنے میں کسی قسم کی کسر نہ رکھی۔ اعجاز المسیح کی فصیح و بلیغ عربی قصیدہ کا ذکر تک نہ کیا۔ اسکے قابل ہنسی اڑانی شروع کی۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کی عربی تو ایسی ہے۔ جیسے ایک ہندی عورت نے اپنی عربیت یا شیخ هذا بی کا پوت سرا میں جتائی اور کہا کہ جنت تو بڑی وسیع ہے۔ ہم علماء کرام اور ان کے متبعین تو سب کے سب کافر ہیں۔ اب مرزا صاحب اور ان کے چند مرید جنت میں کبڈیاں کھیلیں۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کے معجزے تو مسیلمہ کی طرح ہیں جس نے ہاتھ رکھا پھوٹی ہوئی آنکھ پر اور دوسری بھی پھوٹ گئی اور جوش میں کہا کہ اگر خود جبرئیل بھی آجائے تو ہم علماء کرام اس کی بات نہ مانینگے۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کی تفسیر کا بھی تم نے کیا دیکھا ہے۔ جس نے بھی قادیان کی طرف منہ کر کے پڑھا وہ مرض طاعون سے مرا۔ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى تفسیر ہوئی ہے۔ نماز پڑھ کر مرزا صاحب کے مقبرہ استہزاء کرتے ہوئے کہا کہ یہ مینارہ جو نظر آتا ہے۔ بنوایا۔ اس سے تعجب نہ کرو۔ معمولی بات ہے۔ استنجا بھی کر لیا اور پاخانہ بھی کر لیا۔ اور کہا کہ مرزا صاحب ۱۵ نشان بمشکل لکھ سکے ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ ۱۰ لاکھ سے زیادہ دیکھے ہیں۔ پھر دوچار لچھانیاں سنائیں کہ ایک لڑکے نے اپنی ماں سے کہا آج میں نے ۱۴ بھیڑیوں کا مقابلہ کیا۔ بعد میں خود ہی مان لیا کہ بیٹھ کھڑکا تھا پھر کہا وہ جس کے گھر خدا اترا جس کے گھر خدا کا بیٹا موجود ہے وہ کہتا کہ اونٹ بیکار ہو گئے۔ میں تیس اونٹ مجھے بھی عنایت ہو جائیں۔

سیالکوٹی کی بیہودہ سرائی

اسکے بعد ابراہیم سیالکوٹی نے لیکچر شروع کیا۔ پر ہوا۔ اسمیں یہ سیالکوٹی نے بھی کمال بیحیائی کا ثبوت دیا۔ یا ایها الذين آمنوا ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا وجعل لكم فرقانا متعرض ہوا۔ اور پھر کہا کوئی حافظ مجھے آیت قرآن بھیجو نکالدو اور اسپر بہت ہنسی اڑائی۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ دو آیتیں ایک جا لکھی ہیں اور اسی آئینہ کمالات میں اس کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دو آیتوں کا جامل مطلب اکٹھا لکھا گیا۔ باوجود صحت نامہ کے اسپر زور دینا اور کہنا کیا شخص حافظ قرآن اس مجمع میں ہو سکتا ہے کسقدر بیباکی اور بے ایمانی ہے!

دیوبندی مدرس کی شرر انگیزی

اس کے بعد دیوبند کے مدرس اعلیٰ مولوی محمد انور شاہ صاحب نے تقریر کی ظاہری شکل و شباہت دیکھ کر ہم نے ازراہ حسن ظن یہ خیال کیا۔ کہ اب کچھ شریفانہ رویہ اختیار کرینگے۔ مگر آپ نے چھوٹتے ہی کہا جب اس (مرزا صاحب) نے ہمیں بیوقوف کہا۔ تو ہمیں اسے دجال کہنے کا حق ہے۔ جس نے اپنی کتاب میں لعنت لعنت کئی بار لکھا۔ اسے خود اس کا مورد کہیں تو بجا۔ مگر ہم اپنا حق چھوڑتے ہیں۔

اس کے بعد اذ قال اللہ سورہ مائدہ کا آخیر رکوع پڑھ کر کہا۔ کہ قال کو ماضی بتانا جہالت ہے۔ اور بس کی عربی دانی اس حد تک ہے اسے اپنی پیغمبری سے ہاتھ دھو لینا چاہیئے۔

مولوی شاہ صاحب کو یاد نہ رہا۔ کہ کسی شخص نے بھی ایسا لکھا ہے۔ اور اس بحث میں اپنے اسلاف مفسرین کو جاہل و اجہل کہہ رہا ہوں۔ پھر اس بات کا بتہ جواب کہ عیسیٰ نے دوسرے دن دیا۔ کہ خود حضرت مسیح موعود گئے۔ دیوبند کے مدرس اعلیٰ کے سامنے رکھی یا نہیں ہے۔ کہ یہ قیامت کے دن کے متعلق ہے۔ شاہ صاحب تو اس پر خوش ہو گئے۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے انہیں سر محفل شرمندہ کیا اور بتایا کہ تم جس کے مقابلے کے لئے اٹھے اس کے لٹریچر سے اس قدر جاہل ہو۔ یہ دراصل علماء دیوبند پر بہت بڑا حملہ تھا۔ شاہ صاحب کی تقریر مجمع میں سنی نہیں گئی۔ کیونکہ ایک تو تقریر مہمل دوسرا طرز بیان نہایت ژولیدہ تیسرے آواز ناک سے نکلتی تھی ہم قریب تھے۔ اس لئے نوٹ کر لی۔ ہمیں بہت افسوس ہوا۔ کہ دیوبند کے علماء محقق کہلانا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے لٹریچر سے ایسے ناواقف اور جاہل ہیں۔ کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ما قوفیتنی سے ہم بعد مسیح ناصری کا استدلال کیونکر کرتے ہیں۔ ممکن ہے ہمارے ایک دوست کا خیال درست ہو۔ کہ علوم تو تھا۔ مگر چونکہ اس کا جواب نہ آتا تھا۔ اس لئے یہ جتایا۔ کہ گویا علوم نہیں۔ اسی تقریر میں شاہ صاحب نے القادیان ما القادیان و ما ادراک ما القادیان کو حضرت مرزا صاحب کا الہام بتایا۔ اور اس پر بہت پھبتیاں اڑائیں کہ یہ تو وہی مثل ہے۔ الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل۔ مرزا صاحب کو یہ الہام کیوں نہ ہوا۔ والحالات حیضاً والطاہرات طہراً۔ یہ باتیں صرف علماء دیوبند کی تہذیب اور مبلغ علم اور واقفیت سلسلہ احمدیہ دکھانے کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

بدر الاسلام کی ظلمت فشانی

۳۱ مارچ کو پہلا لیکچر بدر الاسلام نام ایک نوجوان میرٹھی کا ہوا کیا بیان کروں اس شخص کی تقریر کا حال زبان کیا تھی۔ ایک قینچی تھی۔ جو رخت ایمان کو کاٹتی چلی جاتی تھی۔ انجام آتھم ہاتھ میں لے کر کہا۔ صاحبو! یہ وہ کتاب ہے جسے مرزائیوں نے زمین میں دفن کر دیا۔ تاکہ کوئی دیکھ نہ لے۔ (العیاذ باللہ علی الکاذبین) مگر بندہ درگاہ بھی اسکو کہیں سے نکال ہی لایا

ہم سے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

پھر لوگوں سے کہا۔ دیکھو میں تمہیں سچے مسیح کا نشان بتاتا ہوں۔ وہ اتنا مال تقسیم کرے گا۔ کہ کوئی نہ لے گا۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے معارف مال ہیں۔ واہ صاحب اچھا مال ہے۔ آپ تین قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں۔ اور یہ قرآن کو مال بتا رہے ہیں پھر کہا۔ کہ دجال تو وہ ہے۔ جو لوگوں کو مارا جائے پھر جلائے گا زندہ کرے گا یعنی خدا ہوگا اور کانا ہوگا۔ دو نشان یاد رکھو۔ اور مرزا صاحب کے دام میں نہ آؤ۔

گورنمنٹ کے متعلق

پھر کہا۔ مرزا صاحب انگریزوں کو دجال بتاتے ہیں۔ (بالکل جھوٹ راقم) اور کہا کہ گورنمنٹ کی تعریف کرتے ہیں اور نہایت افسوس کرتے ہوئے ذکر کیا۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ انگریزوں کے لئے دعا کرو۔ ان کی گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ حالانکہ اس گورنمنٹ نے جو ظلم ہم پر کیا وہ ظاہر ہے۔ آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے۔ مگر سٹیج پر سے کسی نے آہستہ سے روکا مگر پھر بھی رکے نہیں۔ اور گورنمنٹ کے حق میں بہت کچھ کہہ گئے۔ اور نہایت حسرت سے کہا۔ کہ مرزا صاحب نے ہندوستان کی تعریف میں اتنا کچھ لکھا ہے۔ کہ اگر جمع کیا جاوے تو ۸۰۰ صفحے کی کتاب بن جائے۔ یہ ہے مسلمانو تمہارا مسیح تمہارا مہدی جس نے اسلام کو کفر پر غالب کرنیکے لئے آنا تھا جس کی زبان کفر کی خوشامد کرتے کرتے خشک ہوئی جاتی تھی۔ یہ بھی کہا۔ کہ مرزا صاحب نے کوئی معجزہ نہیں جس کا انکار نہ کر دیا ہو۔

پھر دربھنگی پھکڑ

اس کے بعد پھر دربھنگوی پھکڑ مرتضیٰ حسن نام اٹھا۔ اس شخص نے اپنی آتش بیانی سے پھر اپنے نامۂ اعمال کو جلانا شروع کیا چھوٹتے ہی کہا کسی شخص نے زمزم میں پیشاب کر دیا تھا۔ کہ نام تو ہوگا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ پھر کہا میں نے مرزا صاحب کی نسبت قرآن مجید سے فتویٰ پوچھا اس نے بتایا۔ کذاب رسول کریم سے پوچھا۔ اس نے کہا کذاب علماء کرام سے پوچھا۔ تو باوجود اختلاف باقی ایک دوسرے کو کافر کہنے کے انہوں نے مفتری علیہ بتایا۔ پھر خود مرزا صاحب سے پوچھا۔ تو انہو میں جھوٹا میں کذاب میں ملعون میں بد بدتر۔ پھر بڑے زور سے کہا کہ یہ خدا نے اپنے لئے تجویز کئے [illegible] کر دیا۔ مگر میرے قلب [illegible]

یہ دکھانا منظور ہے۔ کہ اس دربار [illegible] کس قدر دل آزاری سے کام لیا)

اس کے بعد ایک مونگیری اشتہار کا خلاصہ سنانا شروع کر دیا۔ جس میں شہنے بزعم خود اٹھارہ بیس جھوٹ حضرت مسیح موعود کی ذات قدسی صفات سے منسوب کئے ہیں۔ اس پر ایک قصہ سنایا۔ کہ ایک شخص ملازم رکھا اور کہا کہ مجھے جھوٹ کی عادت ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اسے سچا ثابت کر دو۔ ملازم کہا بہت اچھا۔ مگر ایک شرط ہے۔ کہ جھوٹ بھی مجھے بولنے کی اجازت ہو جسے آپ سچا ثابت کر دیا کریں۔ رئیس نے مان لیا۔ ایک روز رئیس نے بیان کیا۔ کل ہم نے کبوتر کو چھرہ جو مارا۔ تو اس کے کباب بن کر دسترخوان پر آ پڑے۔ نوکر نے کہا بالکل درست کبوتر کے پوٹے میں چقماق تھا۔ چھرہ جو لگا تو آگ

پیدا ہو گئی۔ اس سے بچو تر ہو نا گیا۔ گرا تو ایسی جگہ جہاں مصالحہ پیسا جا رہا تھا۔ اس طرح بنا بنایا پھٹیا کباب میاں کے دسترخوان پر آگیا۔ اب آئی نوکری کی باری۔ میاں مسافت پر گئے۔ تو انہیں جا کہا کہ آپ کا لڑکا کنکوا اڑاتے کوٹھے سے نیچے گر گیا۔ ادھر بیوی سے کہا کہ میاں گھوڑے سے گر کر مر گئے۔ صف ماتم بچھ گئی۔ آخر نوکر نے کہا لیجئے میرا انعام اور یہ جھوٹ سب وعدہ پورا کیجئے۔ اس نے کہا کہ بخت تمہارا جھوٹ سچا ثابت کرنے کے یہ معنے ہیں کہ میں بھی جان سے جاؤں۔ اور ہیرا بیٹا بھی یعنی خود بھی مروں اور مقطوع النسل بھی ہو جاؤں۔ صاحبو! یہ شخص غلام احمد اس غلام سے بڑھکر نکلا۔ اس نے نہ صرف خود ایسے جھوٹ پلے نہ زمین میں سمائیں اسمان میں۔ بلکہ کہتا ہے کہ تم انہیں سچا مانو۔ ان کے پیچھے ہو لو۔ اور دین و دنیا میں روسیاہ ہو جاؤ۔

الہام پڑھکر جس کی نسبت حضرت اقدس نے کہے نہیں کھٹکے۔ یہ سنایا۔ دیوبند تھا۔ استاد فضل نے یہ شعر پڑھا۔

ا۔ ہجام شوق رکھتے ہے کفگیر پاد کے ساتھ
کر ا۔ معنے تو کہا ابھی معنو

دیکھئے یہ اور یہ ہے ان کا مذاق اڑ یہ ہے ان کی تہذیب۔ وہ سوچیں۔ کہ یہ حملہ حضرت مسیح موعود پر ہے یا قرآن مجید کے مقطعات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر۔ اسکے بعد نہایت مزورانہ طریق پر ضمیمہ انجام آتھم سے وہ حصہ پڑھنا شروع کیا۔ جو مسلمات عیسائیاں یسوع کی نسبت ہے یا یہودیوں کے اقوال منقول ہیں۔ اور بات بات پر لوگوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خرابی، اور چور اور کیا کیا کچھ کہتے ہیں۔ ان کی دادیوں نانیوں کو بدکار بتاتے ہیں۔ وغیرہ ذالک۔ جس سے سننے والوں کی طبیعت میں بہت جوش آگیا۔ آخر ہماری طرف سے بذریعہ پولیس کہلایا گیا کہ حوالے مکمل پڑھو۔ اور یہ یہودیوں کے اقوال ہیں۔ جو کچھ بیان ہوا وہ وہی ہے۔ جو خود یسوع کے پیروؤں کی تحریروں سے نکلتا ہے۔ اور بطور الزام بیان ہوا ہے۔ تو کہدیا۔ میں سب باتوں کا جواب دوں گا۔ مگر پھر کچھ جواب نہ دیا۔ اخیر میں یہ بھی کہا۔ کہ مرزا صاحب قیامت کے منکر ہیں۔ ایک شخص نے حوالہ پوچھا تو کہا۔ اجی ایسے بیسیوں حوالے میرے ناخنوں میں رکھے ہیں۔ پھر ایک شخص نے ازالہ اوہام دیدیا۔ اور اس سے وہ مقام پڑھکر سنایا۔ جہاں قیامت کے برحق ہونے کا ذکر تھا۔ لیکن ڈھٹائی کا یہ عالم تھا کہ حوالہ پڑھتے جاتے۔ اور کہتے دیکھا! یہ ہے قیامت کا انکار۔ اسی سیاق میں کہا یہ ہیں اعلیٰ۔ تمہارے سلطان القلم جو اردو کا جمیع فقرہ کھنے سے بھی عاری ہیں اور یہ ہیں تمہارے سلطان السیف جو ڈھنگ کے اندر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ بتاؤ تو سہی یہ لولاک لما خلقت الافلاک کا مصداق تھا۔ یا وہ جسمیں مکروفریب کے سوا کچھ نہ تھا۔ عرض دھینگا مشتی حسن دیوبندی نے ثناء اللہ کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ اور اتنا واہی تباہی بکا کہ میں سچ کہتا ہوں۔ اگر خلیفہ المسیح نے اپنے مریدوں کو جلسہ گاہ میں جانے سے نہ روکا ہوتا۔ اگر ہمیں (جو چند نفوس حسب الحکم جلسہ گاہ میں موجود تھے) یہ ہدایت مل چکی ہوتی کہ خاموش رہنا تو اسی جلسہ میں خون ہمارا ہو جاتا۔ پولیس اور حکام کی موجودگی میں اس قدر بکواس کی جرأت حیرت انگیز تھی۔ علماء کو غالباً یہ غلط فہمی سی کہ پولیس اسلئے ہے کہ ہم اطمینان تمام گالیاں دے سکیں بہرحال ہمارا صبر باوجود پوری قوت کے اور ہماری خاموشی اعجاز سے کم نہیں۔ جو محض حضرت مسیح موعود کے اخلاق حسنہ کی تعلیم اور ان کی تعلیم کا اثر تھی۔

ست گوہی کی بکواس

اسکے بعد نواب الدین شکوہی کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ نرے (سنیں) کہ کے تھوڑا سا وقت لیا ہے۔ پھر لوگوں کو اشتعال دینا شروع کیا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ میں پیغمبر کے ارشاد کو ردی کی طرح پھینکے دیتا ہوں۔ اور اس کا حوالہ دیا۔ ازالہ صفحہ ۳۱۰۔ ۳۱۱ اور کہا مرزا صاحب مسیح کا باپ یوسف کو قرار دیتے ہیں۔ اور کتاب البریہ میں خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور زمین و آسمان بنانے کا ادعا۔ اسی سلسلہ میں کہا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا نتواں کرد میاں نتواں کرد

گویا احد اور احمد ایک ہی ہیں۔ یہ مشرکانہ بکواس جسقدر ہو اتنا کم تھا۔ جو مسیح پر سے علماء بول اٹھے۔ گویا حنفیوں اور اہلحدیثوں کی جنگ کا تخلیہ ہوا۔ جو پہلے آپ کو بٹھا دیا گیا۔

ثناء اللہ

پھر مولوی ثناء اللہ نے وقت لیا۔ اور کچھ مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور متفرق باتیں بیان کیں۔ لیکن ہاتھ میں میر قاسم علی صاحب کے اشتہار تھے۔ اسلئے جو بات کہنا تھا۔ کھڑی ہوئی۔ آخر کہا کہ اشتہاروں کا جواب سننا ہے یا یہ بات جو کہہ رہا ہوں سننی ہے۔ لوگوں نے کہا اشتہاروں کا جواب۔ تب اس طرف متوجہ ہوا۔ اس کا ذکر آگے آئیگا۔

عبدالشکور گندہ دہن

مولوی عبدالشکور لکھنوی مشہور مناظر بھی پہنچ گیا۔ ظاہری شکل و لباس سے مجھے نشہ ہوا کہ اس کا بیان شریفانہ نہ ہوگا۔ ہاتھ پر محراب تھا مگر زبان جو کھولی تو گندے سے بھری ہوئی۔ کہا کہ مرزا صاحب کے متعلق یہ بحث کیوں کیجاتی ہے وہ نبی یا مجدد تھا یا نہیں وہ تو بھلا آدمی بھی نہ تھا۔ اس نے توہین انبیاء کی۔ اور اسکی پیشگوئیاں سب کی سب جھوٹی نکلیں۔ اس کذاب کی غلط بیانیوں کا کچھ شمار نہیں۔ قرآن مجید کا حوالہ دیتا ہے تو غلط۔ صحیح البخاری کا حوالہ دیتا ہے تو غلط۔ آپ لوگ دیکھیں جس نے نبی کریم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ یقیناً دجال اکذب کذاب ہے۔ مرزا صاحب کی منشاء بہت سا مال جمع کرنا تھا جو بہت سا مال چھوڑ گیا جو اسکے بیٹوں میں تقسیم ہوا۔ یہ بھی کہا کہ وفات مسیح ناصری پر بحث کیسی۔ مسیح کے مرنے سے مرزا کا مسیح ہونا بھی تو ثابت ہو گیا۔ کیا ایک بھنگی جب یہ خبر سنائے کہ آج ہمارا بادشاہ مر گیا تو اس سے وہ بھنگی بادشاہ ہو جائیگا۔

اس طرح پر اس گندہ تراش نے ہمارا دل بدکھایا۔ ہماری طبیعتوں کو سخت مشتعل کیا۔ مگر کیا کرتے خلیفہ المسیح کے حکم سے مجبور تھے۔

ہماری حالت

کیا ہم ایسے ہی بے غیرت ایسے ہی بزدل تھے کہ یہ لوگ ہمارے گھر میں آکر ہمارے مرکز میں پہنچ کر ہمارے ہی سامنے ہمارے آقا ہمارے متقدا ہمارے پیشوا ہمارے اس مقدس وجود کو جسے کل نبیوں کے سردار حضرت خاتم النبیین نے سلام بھیجا جسکی تمجید عرش عظیم سے خداوند کلوات والارض کرتا ہے ناسکو اس قدر گالیاں دیں اور بار بار کہیں کہ وہ بدتر سے بدتر۔ گمراہ۔ ملعون۔ کذاب اور دجال تھا وہ چور تھا اسیں مکروفریب کے سوا کچھ نہ تھا۔ وغیرہ ذالک۔ اور ہم ٹھنڈے دل سے سنیں حضرت خلیفۃ المسیح! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ ہی کے حضور میں آپکی شکایت کروں اور سخت شکایت کروں ؎

شکوہ غم کی اجازت ہو سو یہ بھی نہیں ۔ ناک میں دم ہے دیار شوق کے دستور سے

آپنے ہمارے مونہوں پر مہر گالی دی ہے ہاتھوں کو باندھ دیا ہمارے پاؤں کو توڑ دیا اور فرمایا کہ چپ چاپ بیٹھے سنو ؎

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ (ادارہ الفضل یہ ذمہ نہیں لیتا)

ضروری اعلان

(از دفاتر صدر انجمن احمدیہ یہاں تا جز کتب قادیان دارالامان)

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودہ جملہ تصانیف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کی موجودہ تصانیف یہ دفتر کی تحویل میں رہتی ہیں۔ آرڈر آنے پر تعمیل کی جاتی ہے۔ (۲) قادیان میں جس قدر بک ایجنسیاں ہیں۔ بعہ کتب خانہ مسیح موعود بک ڈپو ریویو آف ریلیجنز وغیرہ کی کتابیں سیری صرف فروخت ہوتی ہیں۔ اور وی پی کے ذریعہ منگانے والے دوستوں کو باہر بھیجی جاتی ہیں۔ (۳) میری ابھی چھپوائی ہوئی کتابوں پر تاجر صاحبان کمیشن اور جو دوست زیادہ اعتقاد ہیں فریہ کمیشن فی روپیہ دو آنہ کے حساب سے مقرر ہے۔ (۴) ۱۹۱۱ء سے اعلیٰ جنتری سالانہ نکلنا شروع ہوا۔ اور اب ۱۹۲۱ء میں بحمدہ تعالیٰ جنتری کا چوتھا سال شروع ہو گیا ہے۔ جو والے دوست اپنے مفید اور کارآمد مضامین اور تاجر لوگ اپنے اشتہار اندراج کیلئے کتوبر ۱۹۲۰ء تک کر سکتے ہیں۔ مضامین بشرطیکہ مفید ہوں مفت درج کر لئے جائینگے۔ اور اشتہار کیلئے حسب شرح لی جاتی ہے۔ (۵) سکرٹری صاحبان بیرونجات کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ سلسلہ حقہ کے چیدہ چیدہ سالانہ اہم واقعات جو تبلیغ کے رنگ میں مخلوق کے لئے مفید ہوں مجھ کو لکھ بھیجا کریں۔ تاکہ میں سال کی احمدی جنتری میں ان کو چھاپ دیا کروں۔ (۶) اگر کوئی احمدی یا غیر احمدی یا غیر سلسلہ صاحب ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کوئی کتاب نئی یا پرانی فروخت کرنا چاہیں۔ مجھ سے خط و کتابت کریں میں قیمتاً خرید لونگا۔ (۷) احباب اپنے خطوط میں نام صاف لکھا کریں۔ (۸) جن دوستوں کو وصول شدہ کتب میں کوئی ناپسند آئے وہ واپس کر سکتے ہے۔ (۹) کتب وقف پر نہیں دی جاتی ہیں قیمت نقد آنے پر وی پی کے ذریعہ بھیجی جاتی ہیں۔ محصول ڈاک خانہ خریدار ہوتا ہے۔ (۱۰) کسی دوست کو بلا طلب کوئی نئی یا پرانی کتاب نہ بھیجی جاتی ہے۔ اور نہ وی پی کیا جاتا ہے۔

محمد یامین تاجر کتب قادیان

خضاب لاجواب

اس خضاب کے استعمال سے بال کالے بھنورہ ہو جاتے ہیں۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائیدار ہوتی رنگ اصل قدرتی سیاہ بالوں کے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزمائیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ آنے۔

بال پیدا کرنے کا جوہر

جہاں بال نہ اگتے ہوں اور اگانے مطلوب ہوں اس جوہر کو لگانے سے اگ آئینگے یا ہونگی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ بال گرنے بند ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ محصول الگ

سرمہ مقوی البصر

اس سرمہ کے استعمال سے بصارت چشم کو قوت پہنچتی ہے دائمی استعمال سے بڑھاپے تک نظر قایم رہتی ہے۔ دماغی محنت کرنیوالے لوگوں کیلئے بیحد مفید اور دماغ۔ جالا۔ پڑوال پھولا کوتاہ نظری وغیرہ امراض کا علاج ہے۔ فی تولہ ایک روپیہ محصول علیحدہ

اکسیر دمہ۔ دمہ۔ کھانسی اور بگڑے ہوئے زکام کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ پہلی خوراک حلق سے اترتے ہی بفضلہ تعالیٰ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ محصول الگ

معجون مسیحائی مقوی دل۔ دماغ معدہ و جگر ہونے کے علاوہ بڑے درجہ کی مصفی خون ہے۔ امراض خبیثہ میں بھی کارآمد ہے۔ پھوڑے پھنسی وغیرہ کے ازالہ کیلئے بحکم شافی مطلق اکسیر کا حکم رکھتی ہے چہرہ کا رنگ سرخ کر دیتی ہے۔ فی بکس دو روپے محصول ۵ر

معجزہ قرآن۔ جس پر خاص ایڈیٹر الفضل اور دو درجن دیگر اخبارات و رسائل نے زبردست ریویو کئے ہیں۔ موجودہ طرز تقسیم میراث کی غلطیاں دکھا کر کلام مجید سے ایک صحیح اور با اصول طریق تقسیم میراث پیش کیا گیا ہے۔ فی جلد ۱ر محصول ۳ر یا ۱ر کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

رسالہ کیمیائی۔ اصول خذ من الحت پر کیمیائی طریق زبردست اور معقول بحث کی گئی ہے۔ ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

حکیم مولوی علم الدین (باغبان) مالک شفاخانہ مسیحائی کشمیر جہلم

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے۔ (زنانہ مردانہ) ساڑیاں بھاگلپوری۔ کمخواب۔ نمخان۔ کامسی۔ سلک سوتی سلک گوٹہ لچکہ۔ پتری بنارسی پٹیدار فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ نیک بار آزمائش کی ضرورت ہے فہرست کارخانہ طلب فرمائیے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

پونہ میں سیالکوٹ

چونکہ ہم نے اپنے تشہور کارخانہ سیورلس بنام [illegible] سیالکوٹ کی برانچ پونا کیمپ میں [illegible] جاری کر دی ہے۔ اس لئے ان احباب کی [illegible] طور سے التماس ہے۔ جو جنوبی ہند میں کہ [illegible] کوئی کام ہمیں لاکر ہماری برانچ [illegible] جو سیالکوٹ نے مال منگوانے میں [illegible] ہیں بہت کمی ہو جائیگی۔ مال عمدہ دیرپا ہوگا۔ خط لکھنے پر لسٹ اشیاء کارخانہ وقیمت بعث ارسال کی جائیگی۔

نظام اینڈ کو شاپ نمبر ۹۰۵
Main Street Poona Camp

بھاگلپوری ٹسر کیڑا

بات مانی ہوئی ہے۔ کہ عمدہ کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالیٰ روانہ کئے جاتے ہیں۔ بالخصوص بھاگلپوری صافوں یعنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے۔ جو ناپسند ہونیکے ہم بخشکے اندر واپس بھی لیتے ہیں جس میں محصول آمد و رفت خود خرچ ہوتا ہے۔ اشتہاری لفاظیوں سے ہم کام نہیں لیتے صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے۔ جو ایک مسلمان کا کام ہونا چاہئے

المشتہر عبدالحکیم احمدی ڈاکخانہ تنکر بھاگلپور

(نام طابع عبدالرحمن صاحب قادیانی پر نٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ ایڈیٹر:- عبدالرحمان

نمبر ۴ | مورخہ ۴ اپریل ۱۹۲۱ء | مطابق ۲۴ رجب ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ یکم اپریل ۱۹۲۱ء کو مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نماز میں شریک تھے ✻

گورنمنٹ کے خلاف عوام کو بھڑکانے اور دشمن کرنے کے لئے ان دنوں جو لوگ پھر رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک گذشتہ دنوں یہاں آئے۔ اور ہندوؤں وغیرہ میں ایک شخص مرزا ارشد بیگ کی صدارت میں گورنمنٹ کے خلاف لیکچر دیا۔ کرم میر قاسم علی صاحب نے اسکے جواب میں تقریر کی۔ لیکن پھر ان کے مشورے اور لیکچر پوشیدہ طور پر ہوتے رہے۔ ان کے متعلق میر صاحب موصوف نے اپنے پبلک لیکچر کے سلسلہ میں خوب روشنی ڈالی ✻

نفس امارہ سے!

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

پھر وہی بات! او ناداں! یہ بہانہ کیوں؟
صحبت قدس میں رہ کر یہ گنہ گاری کیوں؟

میں تو حیراں ہوں تجھے روز یہ ہوتا کیا ہے
جانتے تو بھی ہے۔ افسوس ہے مکاری کیوں

دیکھ تو اپنی طرف! اور یہ کرتوت بھی دیکھ!!
عزت و جاہ پہ منظور ہوئی خواری کیوں

ہے کہاں عزم ترا و رہ مہدی کے فقیر
چھوڑ بھی دے کہ بری چیز سے ہو یاری کیوں

اپنا سر آپ ہی اکھلی میں دیا جب تو نے
بت کافر سے شکایت ستمگاری کیوں

چھوڑ کر لعل و گہر بہت کے پیچھے پڑنا
عاقبت پہ تجھے دعوی ہشیاری کیوں

چھوڑنا ہو جسے بس چھوڑ ہی دینا اس کو
بات ایمان کی ہے پھر یہ رواداری کیوں

کام کہنے کے بہت ہیں جو نہ کرنا ہو تو خیر
ہاتھ چلتے ہوں تو پھر شکوۂ بیکاری کیوں

جو جفا پیشہ ہوں الفت کے نہ تیشہ ہوں
ایسے لوگوں سے ہو امید وفاداری کیوں

اپنا گھر بار لٹا کر ہوا دلدار کے ساتھ
ہو رہ عشق میں حائل ہمیں دشواری کیوں

عہد آغاز محبت میں بہت سادہ تھا
آگئی تجھ میں اب اے شیخ یہ عیاری کیوں

بات کہنی ہے مگر کہنے سے ڈرتا بھی ہوں
تو تو دلدار ہے پھر میری دل آزاری کیوں

اخبار احمدیہ

مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے طلباء

۱۰ اپریل ۱۹۲۱ء سے مدرسہ احمدیہ کے نئے سال کی پڑھائی شروع ہو جائیگی۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس تاریخ سے قبل یہاں بھیجدیں۔ تاکہ وہ ابتدا سے پڑھائی میں شامل ہو سکیں۔ لڑکا کم از کم چوتھی پاس ہونا چاہیئے

عبد الرحمن مہری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

تقریب دلدوست

بابو نور محمد صاحب سب اوورسیر سکرٹری انجمن احمدیہ پوڑانوالہ ضلع گوجرات کو خدا نے تیسرا لڑکا عنایت کیا۔ جس کا نام عبد الجبار رکھا گیا۔ خدا تعالےٰ مولود مسعود کی عمر میں برکت دے۔

اس خوشی میں انہوں نے پانچ روپے غرباء کے نام اخبار جاری کرنے کے فنڈ میں بھیجے ہیں۔ منیجر الفضل۔

(۲) ۲۰ مارچ کو خدا تعالےٰ کے فضل سے بابو فخر الدین صاحب

ہمیں اگر بندۂ حق ہیں تو ہمارا تمہ
ہیں گھرانے سے چلی جائیگی خواری کیوں

سر چھپنے کو کہے کہ کفن ہے
ایسی ذلت میں پڑے تو ہو باری کیوں

جو گذرتی ہے مرے سر پہ بتاتے ان کی
وہ بھلا آکے کریگے مری غمخواری کیوں

ہوش باقی ہے رقیبوں کا گلا گھوٹنے کے
مستی شوق میں یہ حسن خبرداری کیوں

پارسائی کا جوانی میں مجھے دعویٰ تھا
اب بڑھاپے میں شب و روز یہ بیماری کیوں

آجکل شہر میں چرچا ہے کہ اکمل سیالو
بن رہا آپ ہی اپنے مجرم اقراری کیوں

ابیہ تبارک بھاؤ
[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام
[illegible] احباب [illegible]
[illegible] دعاء
[illegible] اور عاد [illegible]

بابو صاحب نے ایک روپیہ غریب فنڈ میں دیا۔

درخواست دعا

برادرم سید محمد صاحب ساکن علیوانہ کے لئے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ دشمن اور مخالفوں کا سیاہ منہ کرے۔

فقیر محمد ابراہیم خان۔ بقاپوری

اعلان نکاح

میرے بھائی کے لڑکے میاں غلام [illegible] والد میر بخش احمد صاحب کھارا کا نکاح مسمات بھولی بنت رحمت علی سکنہ عمر پور ضلع ہوشیار پور سے ۳۲ روپیہ مہر پر ۱۸ مارچ کو پڑھا گیا

فاکسار میر محمد محمد الفضل قادیان

نماز جنازہ

میرے سب سے بڑے بھائی میاں محمد یوسف صاحب جو ہمارے کنبہ میں سب سے پہلے احمدی تھے ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب سے امید ہے۔ کہ جنازہ غائب پڑھ دیں۔ فاکسار فاکر حشمت اللہ از قادیان

رپورٹ الفضل

بوجوہات میں فروری کی رپورٹ نہ دے سکا۔ اب فروری مارچ کی ماہ فروری و مارچ ۱۹۲۱ء رپورٹ ارسال ہے۔

دو ماہ میں کل ۴۰ خریدار بڑھے۔ اور واپسی وی پی کی وجہ سے ۴۰ بند ہوئے۔ جنہیں سے کچھ جاری بھی ہوئے ہیں۔

بہر حال یہ رفتار بمقابلہ اخراجات کثیرہ بہت کم ہے مہربانی فرما کر اپنے الفضل کی توسیع اشاعت میں ساعی ہوں۔

منیجر الفضل قادیان۔

اصلاح

الفضل کے نمبر ۶۶ میں جہاں کرتارپور کے گرو صاحب کا ورود قادیان میں ذکر ہے وہاں غلطی سے یہ لکھا گیا تھا کہ "اورنگ زیب کے وزیر چندو لعل کی شرارت کا ذکر آیا۔ جو اس نے دسویں گرو صاحب سے کی تھی"۔ دسویں گرو کی بجائے پانچواں گرو سمجھنا چاہیئے۔

احمدی مستورات کا جلسہ

لاہور میں احمدی خواتین کا ایک جلسہ ہوا۔ اس میں بیسیوں عورتیں شریک جلسہ ہوئیں۔ عورتوں کی مصروفیتوں کو دیکھا جائے تو یہ ایک بڑی تو رادتھی۔ مسجد میں پردہ کا کافی انتظام تھا۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پردہ کے باہر کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ وعظ فرمایا۔ اور ان کو دینی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کی۔ عورتیں وعظ سے بہت خوش ہوئیں۔ وعظ کے بعد میری بیوی اور اہلیہ پہلوان کریم بخش صاحب نے چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ خدا کے فضل سے عورتوں نے بڑی خوشی سے چندہ دیا۔ تیس روپے چار آنہ اور ایک جوڑہ پہونچی نقد وصول ہوئے۔ اور تیس روپے کے وعدے ہوئے جو قریباً وصول ہو چکے ہیں۔ بعض عورتوں نے ماہانہ چندہ بھی ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

لاہور میں یہ پہلا جلسہ تھا۔ جو عورتوں کے لئے خاص طور پر کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ بھی ایسا انتظام کیا جائیگا کہ کبھی کبھی جلسہ ہوتا رہے۔ اس جلسہ کے بعد چند عورتیں جمعہ میں آنے لگیں۔ جن کے لئے مسجد کے ایک حصہ میں پردہ کر دیا جاتا ہے۔

فاکسار عبد الحمید ریکو آڈیٹر۔ محاسب انجمن احمدیہ لاہور

احمدی مستورات گھمیانہ کا ماہواری چندہ

محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی کی سعی اور کوشش سے احمدی مستورات جھنگ گھمیانہ کی انجمن بنی ہوئی ہے۔ جو احمدی مستورات سے باقاعدہ ماہوار چندہ اشاعت اسلام کے لئے وصول کرتی ہے۔ اس انجمن نے حال میں مبلغ ۱۳ روپے چندہ بھیجا ہے۔ دیگر مقامات کی احمدی مستورات کو بھی خدمت دین کے لئے اپنی ان بہنوں کی تقلید کرنی چاہیئے۔

غریب فنڈ

غلام محمد صاحب باورچی قادیان بتقریب نکاح ۱ عدد۔
غلام احمد صاحب وکیل پاکپٹن بتقریب نکاح ۱ عدد۔
محمد رشید خان صاحب سب پوسٹماسٹر دیوریا۔ لڑکے کی پیدائش پر ۱ عدد
ثناء اللہ صاحب پھلوری۔ ڈیرہ گوپی پور " " ۱ عدد
نور محمد صاحب سب اوورسیر پوڑانوالہ " " ۱ عدد
حکیم علاء الدین صاحب سکندرآباد۔ اعانت ۱ عدد
بابو [illegible]

بھی بڑے بڑے عالم موجود ہیں۔ وہ نہیں روکتے، تو یہ اُلّو کا پٹھا کون ہے۔ جو مجھے روکتا ہے۔ پہلے میں نے لیکچر کے لئے وقت مانگا تو ٹالنے لگے۔ تو اسی علاقہ کے رہنے والے ہو۔ جلوگر (یا ہرسنگ) آسنے پاس ان کو رہتے دو۔ میں چپ ہو گیا۔ پھر خیال آیا کہ پہلے علماء سے بلوانا تو محال ہوں گے۔ اسلئے پھر وقت مانگا۔ اور بڑی مشکل سے رات کا وقت ملا۔ اب یہ لوگ میرے لیکچر میں شور مچانے لگے۔ اور کہتے ہیں اشعار کیوں پڑھتے ہو۔ حالانکہ مجھے سارے علماء اور سب لوگوں نے کہا ہے کہ اشعار پڑھو۔ اگر میں ان کا انکار کرتا تو گنہگار ہوتا۔ لیکن اب یہ شور مچانے لگا۔ تو شریر شور کرتے ہیں اور انجمن والے بھی کہتے ہیں کہ ان کو روکنا ہمارا فعل میں نہیں ہے۔ (لیکچر پھر شروع)

امیر پھر شور مچا اور نواب دین نے منتظمین کو کہا کہ کیا آپ لوگ اس کو نہیں روکتے۔ میں لیکچر بند کرتا ہوں ایک شخص۔ اس آدمی کے علاوہ اور ہے۔ جس میں آپ کوئی پہلوان نہیں۔

نواب دین۔ اگر اسکے حواس درست نہیں تو اسے سٹیج پر کرسی دے کر کیوں بٹھایا ہوا ہے۔ یہ پاگلوں کی جگہ پر بٹھایا جاتا ہے۔

دوسرا شخص۔ مولوی صاحب۔ آپ اس کی باتوں سے برا نہ منائیں۔ اسکے حواس درست نہیں ہیں۔

نواب دین۔ اسکے حواس تو درست ہیں۔ آپ لوگوں نے شرارت کی ہوئی ہے۔ اور اب کہتے ہو یہ پاگل ہے۔ مگر یہ پاگل نہیں۔ میں ہی پاگل ہوں۔ جو اس قدر ذلت کے باوجود کھڑا ہوں۔ (یہ کہہ کر مولوی نواب دین بیٹھ گیا)

اسکے بعد گورداسپور کے ایک شخص نے وعظ شروع کیا۔ جو بعرز راگ اشعار بھی پڑھتا رہا۔ اور آیات بھی غلط۔ لیکن اس کو کسی نے نہ ٹوکا اور وہ اطمینان کے ساتھ اپنا لیکچر ختم کر کے بیٹھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ بیچارہ نواب دین یہ کہنے میں حق بجانب تھا کہ میرے خلاف شرارت کی ہوئی ہے۔

احمدیت سے مرتد ہونیوالوں کی حقیقت

یہ رنگ برنگ مولویوں کا مجمع اور ان کے ساتھی جو بات کے سب سے زیادہ مشتاق پائے جاتے تھے۔ وہ یہ تھی کہ کسی احمدی سے مرتد ہونے والے کی نمائش کریں۔ اگرچہ الٰہی سلسلہ اول سے ارتداد کوئی نئی بات نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی ایسے لوگ بنتے گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی خواہش کو کبھی پورا نہ ہونے دیا۔ بڑے بڑے فریب اور دھوکوں سے۔ بڑی خاموشی اور زور سے درخواستیں کی گئیں۔ بڑی ہمدردی اور خیر خواہی جتائی گئی پھر رونا شروع کیا۔ لیکن اس کا جو نتیجہ ہوا وہ یہ تھا کہ اپنے ساتھ لئے ہوئے ایک ایسے شخص کو کھڑا کر سکے جس کی کام ہوئے آوارہ گردی کے اور کچھ نہیں اور جو اپنے اخلاق کی وجہ سے بوجھ کا داغ دار منحوس نظر ہے۔ اور سے کھڑے ہو کر کہا۔ پہلے میں یہاں آیا تھا چند دن رہا۔ اور پھر لاہوری پارٹی کے ہاں چلا گیا۔ وہاں سے بھی چلا آیا ہوں۔ اور کے ساتھ ہی مولوی فضل الٰہی نے اعلان کیا کہ یہ پانچواں آدمی ہے جو بھی مرتد ہو کر آئے گا۔ یہ کہہ کر ادھر اور ادھر جب اخبار شروع کیا۔ کبھی کسی سے کچھ کہا کبھی دوسرے سے۔ آخر اعلان کر دیا کہ وہ پیشاور کہنے چلے گئے ہیں۔ ابھی آتے ہیں۔ لیکن آخری وقت تک ان فرضی آدمیوں میں سے کوئی بھی نہ پیش کیا گیا۔ دوسرے دن ایک دوسرا آدمی کھڑا کیا جو پھیروچیچی کا رہنے والا تھا۔ اور جس کا جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ کبھی اس نے پندرہ دن قادیان اور کام میں حصہ لیا۔

یہ تھی ان لوگوں کی ساری کمائی۔ جو بڑے شور و شر کے ساتھ آئے تھے۔ اور یہ تھا ان بیرونیوں اور بیرونجات والوں کا کارنامہ جو دور دراز سے آئے تھے۔ کرتین دن اور دور اتیر ہمارے خلاف چیخ چیخ کر گلا پھاڑتے اور فریب بازیاں کرتے کرتے تھک گئے۔ لیکن آخر (۱۰) کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ جانتے ہے کہ مولوی لوگ اپنی خفت مٹانے کے لئے ضرور کہتے ہیں کہ ایک دو پانچ آدمی اور مرتد ہوئے ہیں۔ حالانکہ ایک شخص بھی ان مولویوں کے جلسہ کے وعظ سنکر احمدیت سے مرتد نہیں ہوا۔ تاہم آباد ضلع کرنال کا فقیر محمد خان تو خود بیان کرتا تھا کہ میں ایک جگہ جما نہیں۔ کچھ دن قادیان رہا۔ پھر لاہور چلا گیا۔ اور دوسرا شخص مجنوں احمدی بڑھا سا تھا۔ وہ بھی پہلے ہی جماعت میں داخل نہ تھا۔ کہ ہندوؤں کا ایک طبیب بھی اٹھا تھا۔ مگر اس نے یہ بیان کیا کہ میں کسی غائبی معاملہ میں پڑ کر بعض مصیبتوں سے الگ ہو چکا ہوں۔ احمدیت کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اس کے علاوہ ہر گز ہر گز کوئی شخص پیش نہیں کیا گیا۔ اور میں جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہے کہ ۲۱ یا ۵۰ یا ۵۰ آدمی مرتد ہوا۔

ان دنوں میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے

اسکے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے افضل و رحم کے ماتحت ۱۹ مارچ سے ۳۰ مارچ تک ۲۱ آدمیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کے نام مع مفصل پتہ کے درج ذیل ہیں:

۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء (۱) میاں محمد صاحب عامل بوریوالی ضلع گجرات (۲) شرف دین صاحب بوریوالی ضلع گجرات

۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء (۳) میاں ناناں صاحب (۴) میاں رلیا صاحب (۵) میاں نگ صاحب ساکنان کھوال ضلع گورداسپور

۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء (۶) آلہی بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور

(۷) میاں غلام محمد صاحب [illegible] ضلع گورداسپور

(۸) میاں مقبول حسین صاحب [illegible]

۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء [illegible]

(۹) میاں غلام محمد صاحب [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۰) میاں نور دین صاحب [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۱) میاں خدا بخش صاحب [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۲) میاں [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۳) میاں صبح اللہ صاحب [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۴) [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۵) [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۶) [illegible] ضلع گورداسپور

۲۲ مارچ ۱۹۲۱ء (۱۷) [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۸) [illegible] ضلع گورداسپور

(۱۹) [illegible] ضلع گورداسپور

(۲۰) کریم بخش صاحب [illegible]

(۲۱) قادر بخش صاحب [illegible]

(۲۲) محمد بخش صاحب [illegible]

(۲۳) میاں جھنڈو صاحب ۔ ساکن شکار ۔ ضلع گورداسپور
(۲۴) میاں رحیم بخش صاحب ۔ گکھانوالی " "
(اس شخص نے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی ۔ پھر سستی آگئی تھی ۔ اب پھر تجدید بیعت کی ہے)
۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء (۲۵) چوہدری گلاب صاحب ساکن جوڑہ ضلع امرتسر
(۲۶) محمد شفیع صاحب نواں پنڈ ہیڈ والا ضلع گورداسپور
(۲۷) خیر الدین صاحب ساکن شنگل ۔ ضلع گورداسپور
(۲۸) عبد الخالق صاحب ۔ کھنڈیاں ضلع گجرات
(۲۹) جلال الدین صاحب افغان ساکن زرگئی علاقہ خوست افغانستان

اسکے علاوہ قادیان کے بعض لوگ بھی بیعت کے لئے پیش ہوئے ۔ جو خوش نصیبی سے ہیں ۔ مگر حضور نے انکی بیعت ابھی قبول نہیں فرمائی ۔ ان کے متعلق تحقیق ہو رہی ہے کہ مذہب کو مذہب سمجھ کر بیعت کرتے ہیں یا کسی دنیاوی غرض سے ۔

ہمارے مخالف اس تعداد کو دیکھیں ۔ اور بتائیں کہ ناکامی اور نامرادی کس کو ہوئی ۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید کس کے شامل حال رہی ۔ ان بیعت کرنے والوں میں زیادہ تعداد قادیان کے ارد گرد کے دیہات میں رہنے والے لوگوں کی ہے ۔ جن کے لئے یہ بات کہی گئی تھی ۔ یہی ایک آیت ایسی ہے کہ جس سے ہمارے مخالفین کی ناکامی اظہر من الشمس ہو رہی ہے ۔ اور جلسہ کرنے والے بھی اس کو خاص طور پر محسوس کر رہے ہیں اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف افواہیں مشہور کر رہے ہیں ۔ اور پانچ سو تک بیعت فسخ کرنے والوں کے مختلف اعداد بتائے جاتے ہیں ۔ یہ سراسر جھوٹ ہے بیعت فسخ کرنے والوں کی حقیقت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ۔ اور ان ایام میں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے غیر احمدیوں سے نکالکر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے ۔ ان کے نام مع مفصل حالتوں کے درج کر چکے ہیں ۔ کوئی ہے جو ہمارے پیش کردہ اعداد کو جھٹلا سکے ۔ اور جو اعداد مشہور کئے جا رہے ہیں ان کا ثبوت پیش کرنے سے ہر گز نہیں

مولوی ثناء اللہ کا لیکچر ۳۱ مارچ ۔ قبل اسکے مولوی ثناء اللہ صاحب بی اے ۔ ایم سیر قاسم علی صاحب بذات خود اس کی بنائے قیام پر جہاں دوسرے مولوی بھی موجود تھے ۔ وہ اشتہارات لے کر گئے جنمیں خاص طور سے اُسے مخاطب کیا گیا تھا ۔ اور وہ بھی جنہیں سارے علماء مخاطب تھے ۔ جلسہ میں آکر مولوی ثناء اللہ نے پہلے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق بیہودہ سرائی اور تلبیس سے کام لیا ۔ اور محمدی بیگم کے متعلق کہا کہ تھوڑے ہی دن ہوئے ۔ وہ امرتسر آکر ہمارے محلہ میں رہتے تھے ۔ اور مجھ کو بھی اس کی زیارت نصیب ہوئی تھی ۔ اسکے دس بارہ بچے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

ایک سو روپیہ انعام کا اشتہار اور پھر کہا کہ اب میں ان اشتہارات کا جواب دیتا ہوں ۔ جو مجھے پہنچے ہیں ۔ پہلے میں ایک سو روپے والے اشتہار کو لیتا ہوں ۔ اسمیں کہا گیا ہے ۔ کہ توفی کے معنی بتاؤ ۔ اور سو روپیہ انعام لو ۔ میں اسکے لئے تیار ہوں ۔ مگر فیصلہ کی کیا صورت ہوگی ۔ روپیہ کسی کے پاس امانت رکھ دو اور کوئی منصف مقرر کر لو ۔ جو میرا بیان سنکر فیصلہ کرے جب کوئی منصف مقرر ہو جائیگا ۔ اسوقت میں اپنا بیان دونگا ۔ اس وقت اسکو چھوڑتا ہوں ۔

اس سو روپیہ والے اشتہار میں مولوی ثناء اللہ کو خاص طور پر نہیں بلکہ تمام علماء کو مخاطب کیا گیا تھا ۔ لیکن اس سے چونکہ منصف وغیرہ کی تعیین کے متعلق جھگڑا ڈالکر وہ اپنی جان بچا سکتا تھا ۔ اسلئے سب سے پہلے اس نے اسی کو لیا ۔ اور منصف کے مقرر ہونے تک اس کو ملتوی کر دیا ۔ حالانکہ منصف وغیرہ کی کوئی ضرورت نہ تھی جو مطالبہ کیا گیا تھا ۔ اُسکو اگر پورا کر دیتا ۔ اور جو ثبوت مانگا گیا تھا وہ بہم پہنچا دیتا ۔ تو اسی وقت فقد بفقد روپیہ وصول کر سکتا تھا لیکن منصف کے تقرر کی آڑ لیکر اس نے اپنی جان بچائی ۔ مذکورہ بالا اشتہار حسب ذیل تھا :-

لفظ توفی کے لئے
ایک سو روپیہ انعام

تمام لوگوں پر واضح ہو کہ قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام رسول بنی اسرائیل برطبق آیۃ فیھا تحیون وفیھا تموتون زمین پر ہی اپنی جسمانی زندگی کے دن بسر کرکے فوت ہو چکے ہیں لیکن باایں ہمہ بعض علماء کو اس بات پر سخت غلو ہے ۔ کہ عیسیٰ بن مریم فوت نہیں ہوا ۔ بلکہ زندہ ہی آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور حیات جسمانی و دنیوی کے ساتھ آسمان پر موجود ہے ۔ اور نہایت بے باکی اور شوخی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں مسیح کی نسبت آیا ہے ۔ اس کے معنے وفات دینا نہیں ۔ بلکہ پورا لینا ہے ۔ یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا ۔ مگر ایسے معنے کرنا ان کا سراسر افترا ہے ۔ جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے ۔ اور زبان عربی جاری ہوئی ہے ۔ کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہے ۔ بلکہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کو خدا تعالےٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے ۔ وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنے پر آیا ہے نہ کہ قبض جسم کے معنوں میں ۔

اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے ۔ کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی روح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو ۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنے میں بھی اطلاق پایا گیا ہے ۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے ۔ تو میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو مبلغ

ایک سو روپیہ نقد انعام دونگا

کوئی ہے جو لفظ توفی کے معنے بجز قبض روح اور وفات کے قبض جسم ثابت کرکے انعام مذکورہ بالا حاصل کرے ۔

المشتہر
مسیح موعود کا ادنیٰ غلام خاکسار قاسم علی افسر تبلیغ
حلقہ قادیان ضلع گورداسپور

اس اشتہار میں کیسا صاف مطالبہ کیا گیا تھا ۔ اگر اس کو پورا کرنے کی مولوی ثناء اللہ میں طاقت ہوتی تو وہ روپیہ کے سوال کو الگ رکھ کر عوام کے اطمینان

اور تسلی کے لئے ہی اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اور نہ بتایا کرتا۔ کہ موت کے معنے روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا ہیں۔ تاکہ حضرت عیسےٰ کے بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ ہونے کا ثبوت ملتا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ وہ یا کوئی اور اس طرح ایسا کر سکتا ہے۔ اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو سامنے آئے۔ اور اس اشتہار کے صفحہ ۱ پر درج کرکے جہاں لوگوں پر یہ ثابت کرے کہ حضرت عیسیٰ کو جسم خاکی سمیت آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا تھا۔ وہاں اس کو دو سو روپیہ انعام بھی حاصل کرے ؛

دو سو روپیہ انعام کے اشتہار پر مولوی ثناء اللہ کی گھبراہٹ

اس اشتہار کے بعد مولوی ثناء اللہ نے کہا اب میں دو سو روپیہ انعام والے اشتہار کو لیتا ہوں۔ روپیہ کسی معزز آدمی کے پاس رکھ دو۔ اور میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ میں حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھتا ہوں اور مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہوں ؛

دو سو روپیہ مجسٹریٹ صاحب کے پاس رکھ دیا گیا۔

اسپر ہماری طرف سے کہا گیا کہ قسم کے جو الفاظ اشتہار میں ہیں۔ ان کے مطابق اور مندرجہ شرائط کے ماتحت آپ کو قسم کھانی ہے۔ یہ نہیں کہ الفاظ آپ کے ہوں۔ اور روپے ہم دیدیں۔ یہ دو سو روپیہ ان الفاظ میں قسم کھلانے پر دیا جائیگا۔ جو ہم نے پیش کئے ہیں ؛

مولوی ثناء اللہ۔ پہلے روپے کسی کے پاس رکھ دو تاکہ Stake Money (درجہ بدرجہ) کارروائی ہو ؛

میر قاسم علی صاحب۔ لو یہ دو سو روپے میں ڈپٹی صاحب کے پاس رکھتا ہوں۔ اشتہار کے مطابق قسم کھا کر لے لو ؛

یہ کہکر مکرم میر صاحب نے دو سو روپے جناب پنڈت سری کرشن صاحب ای اے سی مجسٹریٹ علاقہ کو جو کہ جلسہ میں موجود تھے۔ دیدئے ؛

ثناء اللہ۔ ڈپٹی صاحب آپ کے پاس دو سو روپے آگئے ہیں ؛

ڈپٹی صاحب۔ ہاں میرے پاس دو سو روپے آگئے ہیں ؛

مطالبہ حلف پورا کرنے سے فرار

ثناء اللہ۔ یہ روپے میرے الفاظ قسم پر آپ کو دئے گئے ہیں۔ اور آپ تا فیصلہ ان روپوں کو واپس نہیں کر سکتے۔ میں الفاظ عرض کر چکا ہوں۔ ان کے مطابق قسم کھوا دیں۔

ڈپٹی صاحب۔ جیسا کی طرف سے ایک سب انسپکٹر صاحب نے کہا۔ نہیں مولوی صاحب۔ آپ اشتہار کے مطابق قسم کھائیں۔ اور فیصلہ کی سبیل مقرر کریں ؛

ثناء اللہ۔ ابھی پانچ منٹ میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور میں قسم اپنی الفاظ میں کھاؤں گا۔ جو میں نے بیان کئے ہیں۔ اشتہار میں میری بیوی بچوں کو بھی لعنت میں شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ میرا عقیدہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ بیوی بچوں کا اس سے کیا تعلق؟ اپنے عقیدہ کا میں خود ذمہ دار ہوں۔ اچھا میں اپنے الفاظ میں جو سنا چکا ہوں۔ قسم کھانے کے لئے تیار ہوں ؛

سب انسپکٹر صاحب۔ (سید دلاور علی شاہ) نہیں مولوی صاحب میں آپ کو اشتہار کی عبارت سناتا ہوں۔ اس کے مطابق قسم کھائیں۔ اشتہار میں لکھا ہے کہ۔۔

"ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبلغ دو سو روپیہ انعام محض اتنی سی بات کا بلا کسی شرط کے دینے ہیں۔ کہ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر ہمارے سامنے اپنے اس عقیدہ پر مندرجہ ذیل الفاظ پر قسم کھالیں اور انعام پالیں۔ قسم کھانے سے پیشتر ہم میں سے ایک شخص قرآن مجید سے صرف چند آیات معہ ترجمہ پڑھکر مولوی صاحب کو سنا دیگا جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے"

آگے جو الفاظ ہیں۔ ان میں آپ کو قسم کھانی چاہیئے۔ تب دو سو روپیہ ملیگا ؛

ثناء اللہ۔ میں نے جو الفاظ بیان کئے ہیں۔ ان میں قسم کھا سکتا ہوں ؛

سب انسپکٹر صاحب۔ نہیں مولوی صاحب۔ اشتہار کے الفاظ میں قسم کھانے پر انعام رکھا گیا ہے ؛

ثناء اللہ۔ ان الفاظ پر میں قسم نہیں کھا سکتا ؛

سب انسپکٹر۔ تو روپے واپس کرتے ہیں۔

اسپر ڈپٹی صاحب نے روپے میر قاسم علی صاحب کو واپس کر دئے۔ اور مولوی ثناء اللہ جو روپیہ نہ واپس کرنے کی بڑی تاکید میں کرتا تھا۔ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا کہ کیوں واپس کرتے ہو۔ جس سے اس نے خود تسلیم کر لیا کہ بیشک اس نے مطالبہ پورا نہیں کیا۔ اسلئے روپیہ لینے کا اسے کوئی حق نہیں ہے ؛

کیا ثناء اللہ نے قسم کھالی

روپیہ واپس ہو جانے پر جب لوگوں میں ہلچل پیدا ہوئی اور سب کسر صفر کرتے ہوئے ثناء اللہ کی طرف دیکھنے لگے۔ تو اس نے مولوی ابراہیم کی بار بار تحریک سے اپنے منگھڑت الفاظ میں حلف اٹھائی۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر ہیں۔ اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔

اس حلف میں اور اس حلف میں جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مولوی ثناء اللہ کا نہ تو اپنا عقیدہ ہی دریافت نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ بتانا تو یہ تھا کہ مسیح بن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری اٹھایا جانا اور اب تک زندہ رہنا قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ثناء اللہ نے جو قسم اٹھائی اس قسم کی حلفوں کے متعلق تو خود مولوی ثناء اللہ کا بیان ہے کہ "ایسا حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں اٹھتی ہے" (اہلحدیث ۱۵ اپریل ۱۹۲۱ء)

پس اس قسم کی حلف مطلوبہ حلف کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ گو ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ قسم بھی جو مولوی ثناء اللہ نے کھا کر پبلک کو دھوکہ دینا چاہا یا کم از کم بچھا چھڑایا اپنے نتائج دیگی۔ اگر مولوی ثناء اللہ میں جرأت اور ہمت تھی۔ تو کیوں اس نے وہ حلف نہ اٹھائی جو اس کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ اور کیوں دو سو روپیہ نقد وصول نہ کر لیا۔ اسکے مقابلہ میں ہم نے اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود کی صداقت اور حضرت عیسیٰ کے وفات پانے کے جو الفاظ میں حلف مولوی ثناء اللہ کے سامنے پیش کئے گئے تھے حلف اٹھائی ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ کو بھی اپنے عقیدہ پر کامل ایمان ہوتا تو وہ کیوں اسطرح حلف اٹھاتا جو کچھ وہ اپنے بیوی بچوں کے متعلق بیان کرتا تھا وہ بھی کہہ سکتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم نے بلا مطالبہ حلف اٹھائی اور اس نے انکار کیا صاف ظاہر ہے کہ اسے ایمان نہیں اور ہم کو ایمان ہے ؛

(ناشر) ہم وہ اشتہار درج کرتے ہیں۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے دو سو روپیہ انعام میں کئے کہ حلف کا مطالبہ کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے دو سو روپیہ انعام

ابو العطا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اہلحدیث مفسر قرآن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ناصری حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا نے بجسم عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ جو اب تک آسمان پر بجسم خاکی زندہ ہے۔ اور آخری زمانہ میں وہ آسمان سے دنیا میں آئے گا۔ اسوقت تمام یہود و نصاریٰ اس کو اللہ کا رسول مان لیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ مولوی صاحب نے اپنی تفسیر ثنائی جلد دوم کے حاشیہ نمبر ۴ اور صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے۔ اس لئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبلغ دو صد روپیہ انعام محض اتنی بات کا بلا کسی شرط کے دیتے ہیں۔ کہ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر ہمارے سامنے اپنے اس عقیدہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں قسم کھالیں۔ اور انعام پالیں۔ قسم کھانے سے پیشتر ہم میں سے ایک شخص قرآن مجید سے صرف چند آیات بمع ترجمہ پڑھ کر مولوی صاحب کو سنا دیگا۔ جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے:

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی ذات واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرا ایمان اور دلی یقین ہے۔ کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی رسول اسی خاکی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود ہے اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور یہ سب امور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اگر میرا یہ عقیدہ خلاف قرآن مجید ہے۔ اور حضرت عیسےٰ بن مریم زندہ آسمان میں نہیں۔ بلکہ فوت شدہ ہیں تو خدا تعالیٰ کا غضب اور لعنت مجھ پر اور میری بیوی اور بچوں پر نازل ہو تا دوسرے لوگوں کیلئے باعث عبرت ہو۔ اے خدا تو اپنے بندوں کو حق پر آگاہ کرنے کیلئے ایسا ہی کر۔ اللّٰھُمَّ آمین"

دیکھو کتنا سہل طریق ہے۔ کہ ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح زندہ ہے آسمان پر ہے۔ پھر آئیگا۔ اس پر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر واقعی تیرا یہ ایمان ہے۔ تو اس اعتقاد کو قسم کھا کر بیان کر دے اور دو سو روپیہ سکہ رائج الوقت انعام لے لے۔ اگر وہ اس پر قسم نہ کھائے تو اے عقلمند انسانو! خدا سے ڈر کر سچ کہو۔ کہ اس کو کیا سمجھا جائیگا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ وہ اس عقیدہ کے بیان کرنے میں منافق ہے۔ دل میں اس کے یہ ایمان اور یقین نہیں جبھی تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے کانپتا اور اس کا دل اس کو ملامت کرتا ہے۔ پس اگر امرتسری فاضل اس پر قسم نہ کھائے تو خوب جان لو کہ وہ یقیناً اس عقیدہ کے زبان سے کہنے کا مدعی ہے۔ اور دل سے اس کا منکر۔ جس کے کھلانے کے دانت اور دکھانے کے اور۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قسم نہ کھائیں۔ تو ان دیگر نو وارد مولوی صاحبان میں سے ہی جو مندرجہ بالا قسم کھا لیں۔ ان کو بھی ۱۰۰ اور ۱۵۰ اور ۲۰۰ اور ۲۵۱ روپیہ ان کی عدوانہ حیثیت کے مطابق انعام ملیگا ہے۔ گر دو صد روپیہ خاص فاضل امرتسری کیلئے آئی مقرر ہے۔ اور انعامی رقم قسم کھانے سے پیشتر وہ اپنی تسلی کیلئے کسی معتبر شخص کے پاس ہم سے جمع کرالیں۔ اور بیٹھے۔ ہم بلا کسی انعام کے اپنے عقیدہ پر پہلے حاف اٹھاتے ہیں۔ اور ایک پیسہ نہیں لیتے سنئے۔ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح آچکا جو مرزا غلام احمد قادیانی (الف الف علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھا۔ اور یہ سب کچھ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور خدا تعالیٰ کی تازہ وحی سے ثابت ہے۔ اور ہمارا یہی ایمان اور یقین ہے۔ اگر ہم نے اس میں جھوٹ کہا ہے۔ یا اصل حقیقت کو دل میں چھپا لیا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے بیوی بچوں کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے نیچے مورد عذاب کرے۔ آمین۔

الداعی الی الخیر
مسیح موعود کا ادنیٰ خادم خاکسار قاسم علی امرتسری قادیانی
ضلع گورداسپور

پچاس روپے والا اشتہار

مذکورہ بالا اشتہار پر جب مولوی ثناء اللہ کو سخت ذلیل اور رسوا ہونا پڑا۔ تو باقی اشتہارات کو چھوڑ کر لیکچر شروع کر دیا۔ اس پر کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب پچاس روپے انعام والا اشتہار رہ گیا تھا۔ اس کے متعلق تو آپ نے کل بھی اعلان کیا تھا۔ کہ سوموار کو جواب دونگا اس کا جواب دیجئے۔

ثناء اللہ نے کہا۔ روپیہ داخل کیجئے۔ کریم بیرشمس علی صاحب نے جملہ روپے ڈپٹی صاحب کے ہاتھ میں دیئے لیکن ثناء اللہ نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ اور لیکچر شروع کر دیا۔ لیکچر کیا تھا۔ ثناء اللہ کی حواس باختگی کا پورا پورا مرقع تھا۔ کبھی آپے سے باہر ہو جاتے۔ کبھی انور شاہ صاحب دیوبندی کے لیکچر پر مرزا صاحب کے استخفاف کرتا ہوں۔ کبھی آپ پنجابی کا وہ شعر پڑھتے۔ جو کسی دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ کہ آسمان سے چار کتابوں کے ساتھ پانچواں ڈنڈا بھی اترا ہے۔ مرزا صاحب کے پاس چونکہ ڈنڈا نہیں تھا۔ اس لئے ہم ان کو نہیں مان سکتے حضرت عیسیٰ ڈنڈا لے کر آئیں گے۔ اور سب لوگ ان کو مان لینگے۔ کبھی اپنی حالت زار پر آنسو بہانا شروع کر دیتا۔ کہ ہم سے تو پہلے ہی آسمان بگڑا ہوا تھا۔ مرزا صاحب آئے تو ہم لوگ پہلے سے بھی زیادہ گہرے ذلت کے گڑھے میں گر گئے۔

پھر یاد دہانی

غرض اسی طرح کی اکھڑی اکھڑی باتیں کرتے ہوئے۔ جب مولوی ثناء اللہ نے اعلان کر دیا۔ کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں۔ تو اس پر ہماری طرف سے پھر کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب پچاس روپے والا اشتہار رہ گیا۔ روپے دیجئے۔ ڈپٹی صاحب کے ہاتھ میں دیئے جا چکے ہیں۔

ثناء اللہ۔ اس کا جواب تمہارے وطنی مولوی ابراہیم صاحب دینگے

ابراہیم سیالکوٹی اور الغائی اشتہار

یہ کہہ کر مولوی ثناء اللہ تو بیٹھ گیا۔ اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کھڑا ہوا۔ لیکن پچاس روپے والے اشتہار کے متعلق کچھ کہنے کی بجائے پھر اس نے دو سو روپے کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور کہا۔ یہ کہتے ہیں۔ ہم قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن قسم میں یہ شرط لگائی کہ بیوی بچوں پر لعنت آئے۔ یہ ضروری نہیں۔ آزمائش تو یہ کرنی ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا عقیدہ کیا ہے۔ اس کے لئے اگر

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۴ اپریل ۱۹۲۱ء

غیر احمدیوں کا جلسہ

گذشتہ پرچہ میں مخالف مولویوں کی بے ہودہ سرمیوں وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ اب بعض ایسی باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے ان کی عبرتناک حالت ان کی حق کے مقابلہ میں ناکامی و نامرادی اور بعض دیگر امور کا ثبوت ملتا ہے۔

ایک مولوی دوسرے کی مخالفت میں

غیر احمدی مولویوں کو اپنے خیالات میں ایک دوسرے کے ساتھ جس قدر اتفاق و اتحاد ہے۔ اس کا ثبوت تو آئے دن ملتا رہتا ہے۔ اسوقت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ وہ اپنے اختلاف و نفاق کو سینوں میں دبا کر ہمارے مقابلہ میں آئے تھے۔ اس وقت بھی وہ ایک دوسرے کے خلاف کہنے سے باز نہ رہے۔ چنانچہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنے لیکچر میں اسبات پر بہت ہی زور دیا۔ کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ ہی سب باتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور کہا یہ مسئلہ اس جلسہ کی جان ہے۔ اور روز حشر کے مباحثات کی جان ہے۔ پھر کہا۔ یہ مسئلہ بہت ہی ضروری ہے۔ اور فریقین (احمدی غیر احمدی) اسی کو سب سے اہم جانتے ہیں۔ لیکن اس کے خلاف مولوی دربھنگی نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اور بڑے زور سے کہا کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ محض دھوکہ ہے۔ تم جاہل لوگ ہو۔ تمہیں کوئی ادھر سے سنا تا ہے۔ کوئی ادھر سے۔ کسی کی بات نہ مانو۔ اور اسی بات پر دیوبندی لوگوں نے اور مولوی عبدالشکور نے جو آخری دن پہنچا تھا زور دیا۔ معلوم نہیں سننے والوں نے مولوی ابراہیم کو سچا سمجھا۔ یا دربھنگی وغیرہ کو۔ اور ثناء اللہ جو ہمیشہ جماعت

مرزا صاحب کو ایک جزوی بات قرار دیا کرتا ہے۔ اب کیا کیا کریگا۔ خصوصاً جبکہ ہمیں مباحثہ کا چیلنج بھی حیات و ممات مسیح پر ہی دیا تھا۔

قادیان کا لمبا سفر

ایک اور بات جو ان مولویوں کے منہ سے سنی جاتی رہی۔ وہ یہ تھی کہ قادیان کا سفر بہت ہی لمبا ہے۔ بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور مرتے مرتے بچے ہیں۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ راہ میں دو دفعہ یکہ الٹتے الٹتے بچا۔ ایک حافظ صاحب مرتے مرتے بچے۔ یہاں آنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن قادیان ہمیں کھینچ ہی لاتا ہے۔ اسی طرح مولوی ابراہیم نے کہا۔ کہ قادیان کا سفر بڑا کٹھن سفر ہے۔ اگر قادیان کعبہ میں ہوتا۔ اور میری طرف اتنے لوگوں کا رجوع ہوتا جتنے لوگوں کا مرزا صاحب کی طرف ہے۔ تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قادیان سے بٹالہ تک پکی سڑک بنوا دیتا۔ اور گورنمنٹ کو کچھ نہ کہتا۔ میں تو اپنے ساتھیوں کو راستہ میں ہی کہہ آیا ہوں کہ مرزا صاحب نے قادیان میں پیدا ہو کر ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا ہے اگر بٹالہ میں ہوتے تو آرام رہتا۔

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کا پورا ہونا

مخالفین اور اشد ترین مخالفین کا یہ اعتراف کہ قادیان آنا خالہ جی کا گھر نہیں ایک طرف رکھو اور دوسری طرف ان بے شمار لوگوں کو جو سالہا سال سے قادیان آتے رہے۔ اور آرہے ہیں۔ رکھ کر دیکھو کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی یأتون من کل فج عمیق کس شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی مخالفین نے پوری کی۔

پھر قادیان کے سفر کو کٹھن بنانے والے مولوی سوچیں کہ باوجود شدید مخالفت و بغض کے اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کرنیوالے ہوئے۔ اور آخر ان کو بھی یہاں آنا ہی پڑا۔ اور نہ صرف آنا پڑا۔ بلکہ اپنے منہ سے اقرار کیا کہ باوجود جذبۂ نفرت و حقارت اپنے سینوں میں رکھنے کے آئے اور خود اپنے گویا اپنی زبان سے اپنے عمل سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہر لگا دی۔

اسی جلسہ میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے ایک اور صداقت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو بہت سے بڑی بڑی گاؤں میں نہیں ہوتا۔ بلکہ صلح میں ہوتا ہے۔ یہاں تو لوگ کو جب کہ کہا کہ خوب یاد رکھو جب آتا ہے تو صلح میں آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے اعلیٰ ہونے کا اعتراف

ایک خاص بات جو ان مخالف مولویوں کے منہ سے بے اختیار نکلی رہی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زندگی کا پاک اور صاف تھا۔ چنانچہ دونوں ابوتراب عبدالحق نے اپنے لیکچر میں کہا کہ مرزا صاحب ایک بزرگ انسان تھے۔ ان کی پہلی زندگی بہت اچھی رہی۔ مگر ان کو غلطی لگ گئی کہ انہوں نے مجدد۔ مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اگر یہ غلطی سے رجوع کر لیتے تو ہم ان کو بزرگ مان لیتے۔ مولوی دربھنگی نے کہا جب مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ نکلی۔ اسوقت میں طالب علم تھا۔ جب یہ نبی ہوا۔ تو میں نے ان کی کتابیں دیکھیں۔ اور ان سے حسن ظن ہو گیا۔ میں سمجھا یہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ اور دین کی بڑی خدمت کر دیں گے۔ مگر جب دعویٰ کیا۔ میں بھٹک گیا۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے براہین کا ایک حوالہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ اور نہایت صاف اور واضح الفاظ میں کہا کہ مرزا صاحب کی پہلی زندگی ہمارے اور تمہارے نزدیک بھلے اور بزرگ آدمیوں کی زندگی تھی۔ اسوقت کی بات سب کو مان لینی چاہیئے۔

مخالفین کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے پاک و صاف ہونے کی یہ شہادت فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون کے معیار صداقت کے رو سے آپ کے برگزیدۂ خدا ہونے کا ایسا ثبوت ہے۔ جو مخالفین نے خود بہم پہنچایا ہے کیا کوئی دانا اور عقلمند ہے۔ جو اسپر غور کر کے فائدہ اٹھائے۔

استخفاف شریعت اور مولوی۔

حضرت مسیح موعود کے خلاف جو الفاظ اور ہوکہ وہ کیوں سے کہا۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود خود اس الزام کی بڑے زور سے تردید

...ولوں نے حضرت عیسیٰ کی ...ت تو کبھی ...
...ہ ...ا ...ا ...ا

لیکچر شروع ہوا۔ چندہ جمع کرنے کا ارادہ تھا مگر اسکے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی تقریر بیچنے کا یہاں تک خیال تھا کہ اپنے ہر لیکچر کے ابتداء و اخیر میں یہ کہا کرتا۔ کہ کتابیں میں ساتھ لایا ہوں۔ دو مجھ سے مول لے لو۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے بھی شہ دی الفرقان کے متعلق سفارش کرائی کہ اسے خرید لو ۔

بوپڑی کی گشت

بھاٹڑی کے موذی میر محمدؐ نے اپنے لیکچر کی تمہید کی تمہید کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کرنے والوں کے ذمہ بہت سا قرض ہو گیا ہے۔ اور بہت سا روپیہ قرض لیکر خرچ کیا گیا ہے۔ آپ لوگ انجمن کی مدد کریں۔ معلوم نہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن جو کچھ دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کئی بوریاں آٹے کی اور دوسری چیزیں بھی بچ رہی ہیں۔ جو ان لوگوں کے کام آسکتی ہیں جن کے پاس ہیں ۔

ایک دوسرے کو کافر قرار دینے والوں کا اجتماع

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ ہم سب علماء جنہیں اگرچہ اہلسنت والجماعت ہونے کا دعویٰ ہے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ وہابی دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور دیوبندی وہابیوں پر۔ مقلد غیر مقلدوں کو مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے اور غیر مقلد مقلدوں کو۔ اس طرح ہر فرقہ کے علماء دوسرے فرقہ کے علماء کو کافر کہتے ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے مقابلہ میں سب متفق ہیں۔ اور سب مل کر ان کے خلاف کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں ہم لوگ کر رہے ہیں۔

مولویوں میں جوتم پزار

اگرچہ ایک دوسرے کو کافر و مرتد قرار دینے والوں کا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اکٹھا ہونا الکفر ملۃ واحدۃ کے ماتحت کوئی عجیب بات نہ تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسی جگہ اور اسی موقع پر جہاں یہ دعویٰ کیا گیا اپنی قدرت کاملہ سے دکھا دیا کہ یہ لوگ تضیم جمیعا وقلوبھم شتی کے پورے پورے مصداق ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف وہ وہ حرکات کیں کہ جن کو دیکھ کر ہر ایک عقلمند اور شریف انسان انکی حالت پر افسوس اور ماتم کر رہا تھا

[illegible] کہا کہ بوپڑی صاحب کو [illegible] کی تمہید و شرافت اور علم و فضل کا جو ذکر ان لوگوں نے کیا۔ اسپر کسی قدر تائید کی آگاہی کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بوپڑی صاحب نے تمہید بہت اندازہ میں جب اپنے لیکچر کو بہت بڑھا لیا۔ تو ایک دوست سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے جن کا لیکچر ابھی نہیں ہوا تھا کہا کہ بھائی اب بس کرو۔ لیکچر ختم کرا دیا جاوے۔ بوپڑی صاحب نے کہا کہ ابھی وقت ختم ہو گیا ہے لیکچر ختم کرا دیا جاوے۔ بوپڑی صاحب سمجھے یہاں سے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری نے دعوت کھانے کے لئے بھیجے ہیں۔ میں ابھی ختم نہیں کر سکتا۔

سٹیج پر سے آوازیں۔ اب بھی سیکرٹری اور پریذیڈنٹ ہی آپ کو روک رہے ہیں۔ آپ رک جائیں ۔

بوپڑی۔ مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا ہے کہ رات کا وقت تمہارا ہے۔ اور تمہیں اختیار ہے کہ جتنی دیر چاہو بیان کرتے رہو۔ اسلئے میں بند نہیں کرونگا ۔

روکنے والے۔ آپ کو جلسہ کے منتظم کہہ رہے ہیں۔ کہ آپ لیکچر بند کر دیں ۔

بوپڑی۔ میں حضرت عیسیٰ کا حال بیان کر رہا تھا کیا وہ آپ لوگوں کو برا لگا ہے۔ کہ روکتے ہو۔ اگر کسی کو برا لگتا ہے تو بتائے کیا غلطی کی ہے۔ (یہ کہکر مولوی صاحب نے پھر اپنا لیکچر شروع کر دیا)

سامعین میں سے۔ مولوی صاحب۔ یہاں دور دور سے علماء آئے ہیں سارا ہم سب کا مزہ چکھنا چاہتے ہیں۔ آپ لیکچر ختم کر دیں۔

بوپڑی۔ علماء ہیں یا چغتی کہ آپ ان کا مزہ چکھنا چاہتے ہیں۔ میں قرآن حدیث سنا رہا ہوں یہ کیوں نہیں سنتے۔ اس سے بڑھکر علماء اور کیا سنائینگے۔ ہاں سنو (لیکچر شروع)

سٹیج پر سے۔ مولویصاحب۔ آپ کیوں وعظ بند نہیں کرتے۔ لوگ اٹھکر چلے جائینگے

بوپڑی۔ اگر لوگ چلے جائینگے تو چلے جائیں میں اکیلا ہی بیان کرتا رہونگا میں دوسرے واعظوں کی طرح نہیں۔ میں باسند واعظ ہوں۔ مجھکو کون روک سکتا ہے۔ اچھی سنو (لیکچر شروع)

سٹیج پر سے۔ مولویصاحب آپکو بار بار کہا گیا ہے کہ آپکا وقت ختم ہو گیا آپ وعظ بند کریں آپ کیوں نہیں مانتے۔

بوپڑی میرا وقت نہیں ختم ہو سکتا۔ میں جتنی دیر چاہونگا بیان کرونگا۔ جاؤ مولوی ثناء اللہ سے پوچھ لو۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں یہ اگر

[illegible] سٹیج پر سے۔ [illegible] پوپڑی جیسا بھی [illegible] قرآن اور حدیث بیان [illegible] جب تک بوپڑی [illegible] کے لیکچر دینا شروع رہا تو مولوی ذوالفقار [illegible] کے بعد تھا۔ اور جو وقت [illegible] سب کو اٹھکر [illegible]

مولویصاحب۔ مسلمانوں کے تمام کام وقت کی پابندی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں کی نماز۔ مسلمانوں کے روزے۔ مسلمانوں کا حج۔ مسلمانوں کی زکوٰۃ سب وقت کی پابندی سے ہوتی ہے پھر آپ کیوں وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ اور کیوں وعظ بند نہیں کرتے۔ بوپڑی ہم کو مولوی ثناء اللہ نے وقت دیا ہے نواب دین۔ آپکا وقت ختم ہے بس کریں۔

بوپڑی۔ میں انہیں بس کرونگا۔ مولوی ثناء اللہ کو جا کر کہو۔

نواب دین۔ یہ مولوی ثناء اللہ کا جلسہ نہیں ہے۔ انکا وقت ہے آپ وعظ بند کریں سٹیج پر سے۔ مولوی صاحب اب بس کریں۔

ممکن تھا کہ بوپڑی اب بھی کسی کی نہ سنتا اور اپنا وعظ جاری رکھتا لیکن معلوم ہوتا ہے ایک نوجوان جنگجو (نواب دین) کو اپنے سامنے کھڑا آمادہ پیکار دیکھ کر اور ادھر اپنی بے بسی پر نظر کر کے بصد حسرت و یاس اسے یہ کہنا پڑا کہ اچھا اگر آپ لوگ قرآن اور حدیث نہیں سنتے تو میں جاتا ہوں ۔

یہ کہکر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور قبل اسکے کہ لیکچر روکنے والوں کے جواب میں بوپڑی کے بار بار مولوی ثناء اللہ کا نام لینے اور یہ کہنے سے کہ اس نے مجھے کہا جتنی دیر تمہاری مرضی ہو وعظ کرتے رہو ظاہر ہے کہ اس بیچارے کے ساتھ جو کچھ کیا مولوی ثناء اللہ نے کیا۔

اسکے بعد مولوی نواب دین نے لیکچر شروع کرتے ہوئے کہا ہم نے مولوی (بوپڑی) صاحب کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کیا۔ ان کا وقت ختم ہو گیا تھا اسلئے ہم نے صرف ان کا لیکچر ختم کرایا ہے۔ کیونکہ سب کے لئے دن ہے اور سب کے وقت ملنا چاہیئے۔ اور یہاں ایسے ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں کہ ان کو صرف دیکھنے سے نجات ہو جاتی ہے ۔

غالباً بوپڑی صاحب سے کوئی جھگڑا نہ کرنے سے مولوی نواب دین کی مراد یہ ہوگی کہ اس سے دست و گریبان نہیں ہوا جسکے لئے وہ بالکل تیار تھا اور نہ جو سلوک بوپڑی صاحب سے کیا گیا وہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا۔ اور امید ہے بوپڑی صاحب اسے کبھی نہ بھولینگے ۔

بایر کر لوٹری صاحب کا لیکچر اس لئے بند کر دیا گیا کہ ایسے لوگ آئے ہوئے تھے۔ جن کے دیکھنے سے ہی نجات ہو سکتی تھی۔ اور ان کو وقت دینا ضروری تھا اس کا مصداق غالباً مولوی نواب اپنے آپ کو ہی سمجھتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے وقت لیا۔ اس کے متعلق ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف دیکھنے سے کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ تو پھر اور کون ہے۔ جس کے دیکھنے سے نجات مل سکتی ہو۔ کیا ابوجہل۔ عتبہ شیبہ وغیرہ کفار نے رسول کریم کو نہیں دیکھا تھا۔ کیا ان کو مولوی نواب دین نجات یافتہ مانتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو اور کسی کے متعلق یا اپنے متعلق یہ کہنا کس قدر بے ہودگی اور بے شرمی کی بات ہے۔

نواب دین کا لیکچر غیر فداء اکر کے جب مولوی نواب دین نے لیکچر شروع کیا۔ تو درمیان میں آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ "یہ جو کچھ کہتا ہے۔ جھوٹ ہے۔ یہ غلط کہہ رہا ہے"۔ "اس کو چپ کراؤ" مگر باوجود اس قسم کے آوازوں کے نواب دین نے اپنا لیکچر جاری رکھا۔ اور اسی نواب دین نے جس نے بوڑی صاحب کا لیکچر بند کراتے وقت کہا تھا۔ کہ مسلمانوں کا ہر ایک کام تحت کی پابندی سے ہونا ہے۔ اپنے لیکچر کو اس قدر طول دیا۔ کہ سامعین گھبرا گئے۔ کئی جلسہ گاہ میں ہی لمبی تان کر سو گئے۔ اور لیکچر بند کرنے کے لئے بار بار تقاضا ہونے لگا۔ مگر نواب دین نے کہدیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ میں اپنا لیکچر ختم کر کے ہی چھوڑونگا۔ آخر جب لوگ سخت بد دل ہو گئے اور سننے سے انکار کرنے لگے۔ تو نواب دین نے یہ کہکر اپنا لیکچر ختم کیا۔ کہ یہ بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ کہ لوگ نہ سنیں اور میں سناتا جاؤں۔ اب چونکہ نہیں سننا چاہتے۔ اس لئے میں اپنا لیکچر بند کرتا ہوں

میر محمد کا لیکچر اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ۱۹ کی رات کا جلسہ ختم ہوا۔ اور ۲۰ کی رات کو جو کچھ ہوا۔ وہ اس سے بڑھ کر تھا۔ اس رات پہلا لیکچر میر محمد بھانبڑی والے کا تھا۔ دوران لیکچر میں کئی بار اسے ٹوکا گیا۔ آخر اس نے جھلا کر ایک شخص کو جو سٹیج پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور جس نے کسی غلطی پر اسے تنبیہ کیا تھا کہا اگر تم کو میرا وعظ پسند نہیں۔ تو یہاں سے نکل جا رفع ہو جا۔ اس طرح کئی بار اسے کہنا پڑا۔ ادھر لوگوں نے اسے مجبور کرنا شروع کیا۔ کہ لیکچر ختم کرو۔ آخر بیچارے نے کہدیا۔ کہ مجھے اپنی بات تو ختم کر لینے دو۔ مجھ سے ہی سلوک کرنا تھا۔ تو کھڑا ہی کیوں کیا تھا۔ اور اس طرح ذلیل ہو کر اسے بیٹھنا پڑا۔

نواب دین کی گت اس کے بعد وہی مولوی نواب دین اٹھا۔ جس نے پہلی رات بوڑی صاحب کو نیچا دکھایا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کا شعر ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولے سے گندوں کو
کبھی ضایع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

پڑھ کر لیکچر شروع کیا۔ لیکن پہلی رات جس طرح مولوی بوڑی کو اس نے ذلیل کیا تھا۔ اسی طرح اس رات اس کو ذلیل ہونا پڑا۔ بات بات پر اسے ٹوکا اور روکا جانے لگا۔ غلط آیات پڑھنے پر تنبیہ ہونے لگی۔ بطرز راگ مثنوی کے اشعار پڑھنے پر لعنت برسنے لگی۔ ابتداء میں تو چند بار اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے تنبیہ کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس طرح ان کے پیچھا چھڑانا چاہا لیکن وہ کہاں چھوڑنے والے تھے۔ آخر ان کے بار بار ٹوکنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اپنے جوہر دکھانے لگ گیا۔ اس کیفیت کو بھی ہم اسی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جس رنگ میں پہلے لکھ چکے ہیں۔

ایک آواز۔ مولوی صاحب قرآن بہت غلط پڑھتے ہیں
دوسری آواز۔ طعنہ کیوں دیتے ہو آرام سے بیٹھو
ایک اور آواز۔ ہم طعنہ نہیں دیتے۔ قرآن غلط نہیں پڑھنا چاہیئے۔ صحیح پڑھنا چاہیئے۔
نواب دین۔ غلطی بتانے والے صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چپ ہو جاؤ۔ لیکچر سنو (لیکچر شروع)
وہی شخص۔ یہ شعر پڑھتا ہے۔ اسے کیوں نہیں بٹھا دیتے۔
نواب دین۔ یہ الو کا پٹھا پھر بولا ہے مجھے انجمن والوں نے اور سارے علماء نے جو دور دور سے آئے ہیں۔ کہا ہے۔ کہ آپ شعر و اشعار پڑھیں۔ آپ کی آواز بہت اچھی ہے۔ اور میں لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے اشعار پڑھتا ہوں۔ مگر یہ الو کا پٹھا کہتا ہے۔ کہ میں کیوں شعر پڑھتا ہوں۔ اسے کوئی کیوں یہاں سے اٹھا نہیں دیتا۔ اگر تم لوگ اٹھا نہیں سکتے۔ تو پولیس کو کہو۔
ایک شخص۔ (پولیس مین کو مخاطب کر کے) جمعدار صاحب! جمعدار صاحب!! اس کو یہاں سے اٹھا دو۔ اس کو نیچے اتار دو۔
دوسرا شخص۔ نہیں یہ اسی جگہ بیٹھینگے۔ ان کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔
نواب دین۔ اگر اس جگہ بیٹھنا ہے۔ تو آرام سے لیکچر سنے۔ ورنہ میں اسے نیچے پھینک دونگا۔
یہ کہہ کر اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔
وہی شخص۔ سب گناہ گار ہو رہے ہیں۔ جلدی دکو بند کرو۔ ہٹا دو۔
نواب دین۔ (پھر مارنے کے لئے تیار ہو کر) کیا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں روکوں۔ (دوسروں نے مولوی نواب دین کو ہٹا دیا) دیکھو کیا غضب ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں زمیندار کا مرکز اول دیوبند ہے۔ وہاں کے مدرس اعلیٰ مولوی انور شاہ صاحب موجود ہیں اور

شخص پر ہے۔ ایسے شخص کی باتیں نہ سنو۔ جو قرآن کی بے ادبی کر رہا ہے۔ شریعت کے خلاف کر رہا ہے۔
نواب دین۔ (مارنے کے لئے تیار ہو کر) پریذیڈنٹ صاحب مجھے اجازت ہے۔ میں اس کو چپ کراؤں۔ یہ کون الو کا پٹھا ہے۔ اسے کیوں کرسی پر بٹھا رکھا ہے۔ شریروں نے میرے خلاف شرارت کر رکھی ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اب اگر اس الو کے پٹھے نے شرارت کی۔ تو میں اٹھا کر سٹیج سے نیچے پھینک دونگا۔ میں اپنا لیکچر شروع کرتا ہوں (لیکچر شروع)
وہی شخص۔ یہ شعر پڑھتا ہے۔ اسے کیوں نہیں بٹھا دیتے۔
نواب دین۔ یہ الو کا پٹھا پھر بولا ہے مجھے انجمن والوں نے اور سارے علماء نے جو دور دور سے آئے ہیں۔ کہا ہے۔ کہ آپ شعر و اشعار پڑھیں۔ آپ کی آواز بہت اچھی ہے۔ اور میں لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے اشعار پڑھتا ہوں۔ مگر یہ الو کا پٹھا کہتا ہے۔ کہ میں کیوں شعر پڑھتا ہوں۔ اسے کوئی کیوں یہاں سے اٹھا نہیں دیتا۔ اگر تم لوگ اٹھا نہیں سکتے۔ تو پولیس کو کہو۔
ایک شخص۔ (پولیس مین کو مخاطب کر کے) جمعدار صاحب! جمعدار صاحب!! اس کو یہاں سے اٹھا دو۔ اس کو نیچے اتار دو۔
دوسرا شخص۔ نہیں یہ اسی جگہ بیٹھینگے۔ ان کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔
نواب دین۔ اگر اس جگہ بیٹھنا ہے۔ تو آرام سے لیکچر سنے۔ ورنہ میں اسے نیچے پھینک دونگا۔
یہ کہہ کر اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔
وہی شخص۔ سب گناہ گار ہو رہے ہیں۔ جلدی دکو بند کرو۔ ہٹا دو۔
نواب دین۔ (پھر مارنے کے لئے تیار ہو کر) کیا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں روکوں۔ (دوسروں نے مولوی نواب دین کو ہٹا دیا) دیکھو کیا غضب ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں زمیندار کا مرکز اول دیوبند ہے۔ وہاں کے مدرس اعلیٰ مولوی انور شاہ صاحب موجود ہیں اور

قسم کھانی ہو۔ تو تیار ہیں۔ بیوی بچوں کو کیوں ساتھ رکھا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے ایک اشتہار میں بیوی بچوں کو ساتھ نہیں کھا اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نہ رکھا جائے۔ تو بھی کچھ حرج نہیں پس اب مولوی صاحب پر اس بات کا کیوں زور دیا جاتا ہے۔ پھر عذاب کیوں رکھا جاتا ہے۔ اس کو دور کرو۔ اور اگر دور نہیں کرتے۔ تو پھر مقرر کرو کہ کونسا عذاب آئیگا جس قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ عذاب کی تعیین کر دی جائے یا عذاب کی قید اٹھا دی جائے۔ اور سیدھا جانے دیا جائے۔ کہ قسم کھانے پر مجھے کیا دیا جائیگا ؟

میر قاسم علی صاحب۔ کیا میرے جواب کا انتظار ہے میں جواب دوں ؟

ابراہیم۔ اگر ڈپٹی صاحب اجازت دیتے ہیں تو جواب دیں

میر قاسم علی صاحب۔ ڈپٹی صاحب سے میں نے اجازت لے لی ہے ؟

ابراہیم۔ پھر بتاؤ مجھے کیا دو گے؟ اگر میں قسم کھا لوں

میر قاسم علی صاحب۔ آپ اشتہار پڑھ کر دیکھ لیں۔ مولوی ثناء اللہ کے سوا باقی مولویوں کے لئے چار گریڈ علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔ ان میں سے جس کے آپ مستحق ہونگے وہ دیا جائیگا۔ آپ کو زیادہ سے زیادہ ہم علیحدہ دے سکتے ہیں۔

ابراہیم۔ ہم (ابراہیم اور ثناء اللہ) میں آج تک کسی نے دوئی نہیں ڈالی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ مدراس۔ بمبئی۔ کلکتہ میں جہاں جہاں بھی ہم گئے ہیں۔ لوگ اسی بات پر جھگڑتے رہے ہیں۔ کہ ثناء اللہ کون ہے اور ابراہیم کون؟ یہاں بھی لوگ یہی کہتے ہیں۔ پھر یہاں ہم میں دوئی نہ ڈالو ؟

میر قاسم علی صاحب۔ آپ کے لئے تو علیحدہ ہی مقرر ہیں۔ وہی آپ کو دئے جا سکتے ہیں ؟

ابراہیم۔ مولوی ثناء اللہ کو دو سو اور مجھے پچیس اتنا بڑا فرق۔ کچھ تو خیال کرو۔ میرے لئے بہت تھوڑی رقم ہے ؟

میر قاسم علی صاحب۔ اس حلف کے متعلق تو آپ کو پچیس روپے ہی ملینگے۔ باقی ایک سو روپیہ کا اشتہار ہے۔ ایک پچاس روپے کا ہے۔ ان کے مطالبات پورے کرکے وہ پچیس بھی وصول کرو۔ اس طرح دو سو کے قریب قریب آپ کی رقم بھی ہو جائیگی ؟

ابراہیم۔ عذاب کی شرط کو دور کرو۔ تو قسم کھاؤنگا زیادہ کچھ نہیں چاہتے۔ تو قسم کے ساتھ عذاب کو لازم ملزوم کیوں سمجھتے ہیں۔ ان کی بات سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ کہ وہ قسم کھانے کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اور ادھر عذاب آیا۔ ادھر قسم کھائی اور ادھر عذاب آیا۔ تو ہمارے لئے تو ہو گئے ہے

میر قاسم علی صاحب۔ یہ عذاب ہی تو ہے۔ جس کو ہم دور کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ یہ دور نہیں ہو سکتا۔ یہ سنکر مولوی ابراہیم بیٹھ گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ کھڑا ہوا ؟

ثناء اللہ۔ یہ عذاب مقرر نہیں کرتے۔ پھر ہم قسم کس طرح کھائیں۔ کل کسی کی آنکھیں دکھیں۔ تپ چڑھ گیا۔ کسی پر دیوار گر گئی۔ مر گیا تو یہ کہدینگے۔ عذاب آ گیا۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ عذاب کی تعیین کر دیں ؟

میر قاسم علی صاحب۔ مولوی صاحب آپ لکھ چکے ہیں کہ آیت فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین کے ماتحت جو حلف ہو۔ اس کے عذاب کی تعیین کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر اب عذاب کی تعیین کیوں کراتے ہو۔ اگر مولوی ابراہیم کو قسم کھانی منظور ہو۔ تو ہمارے الفاظ میں کھالیں۔ انکو پچیس روپے انتہائی گریڈ دیا جائے گا۔ اور آپ کو دو سو روپیہ۔ کیا آپ دونوں اس کے لئے تیار ہیں ؟

اس موقع پر مولوی ثناء اللہ اور ابراہیم دونوں کی ترکی تمام ہو گئی۔ اور ہمارے مطالبات کو پورا کرنے سے بالکل عاجز ہو گئے۔ اس حالت میں جب انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں ان کے خلاف گفتگو ہو رہی ہے۔ اور چہروں پر افسوس اور ندامت کے آثار ظاہر ہیں۔ اور سب ان کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی ناکامی اور نامرادی پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے گھڑے ہوئے الفاظ میں قسم اٹھائی۔ اور جن شرائط کے ماتحت ہم نے قسم کا مطالبہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی پوری نہ کر سکے۔

پچاس روپے والا اشتہار جس کے متعلق بار بار مطالبہ کرنے کے باوجود بھی مولوی ثناء اللہ نے ایک لفظ تک نہ کہا۔ اور نہ مولوی ابراہیم جو اس کا جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کچھ کہا۔ حالانکہ سو روپیہ ثناء اللہ کے کہنے پر روپے کے ڈپٹی صاحب کے ہاتھ میں دیئے گئے تھے۔ جو اخیر وقت تک اپنے ہاتھ میں رکھے رہے۔ اس اشتہار کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے پچاس روپیہ انعام

امرتسر کی فاضل اہلحدیث جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جس وقت یہودیوں نے مسیح اسرائیل حضرت عیسیٰ بن مریم کو پکڑ کر صلیب دینا چاہا۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو بھیجا کہ وہ مسیح کو اٹھا کر آسمان پر لے آئے۔ چنانچہ جب جبرائیل نازل ہوئے۔ اور مسیح کو اس مکان کی چھت کے سوراخ سے نکالکر آسمان پر اڑا لے گئے۔ اور خدا نے یہودیوں کی خاطر کہ وہ خالی ہاتھ نہ جائیں۔ ایک دوسرے شخص کو مسیح کا ہو بہو ہمشکل بنا کر پکڑوا دیا۔ اور اسی بہروپیہ کو یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا۔ یہ فسانہ عجائب اور حیرت افزا کہانی فاضل امرتسری نے اپنی تفسیر ثنائی جلد ۴ کے حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۷۰ پر بیان کی ہے۔ پس ہم اس عجیب و غریب داستان پر مولوی ابوالوفاء امرتسری وکیل مفسر قرآن کو مبلغ پچاس روپیہ سکہ رائج الوقت انعام دیتے ہیں۔ اگر وہ سچ میں کھڑے ہو کر اس انوکھی حکایت کی تصدیق کریں۔ تو ہم انعام موعودہ بلا کسی شرط کے قسم کھاتے ہی ان کو دینگے۔ قسم کھانے سے پیشتر ایک شخص صرف قرآن مجید کی چند آیات معہ ترجمہ مولوی صاحب کو پڑھکر سنا دیگا۔ جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے۔

"میں خدا تعالیٰ عزوجل کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں میرا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی آیت ولکن شبہ لھم سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح کی بجائے کوئی غیر شخص حضرت عیسیٰ کا ہمشکل بنایا جا کر صلیب دیا گیا تھا اور مسیح کو جبرائیل اٹھا کر آسمان پر لے گیا تھا اگر میں اس بیان میں اپنے دلی ایمان و ایقان کے خلاف کہتا ہوں تو میں اہل حقیقت کو مخفی نہ رکھتا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھ اور میری بیوی کو جو

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے نیچے نام درج کئے آمین

الرموی ثناء اللہ صاحب پر قسم کھا کر یہ اور جہاں یہ کہے اس کا مال جائداد ہے زبان کا بہ سا نہ فقیہ ہے زبان کے دل نہیں ہیں محض لوگوں کو دھوکہ دینے اور ترے سبھا کے واسطے زبانی تیغ فرخ ہے ان کے فوت ہونے کے بعد مولوی ثناء اللہ کے کچھ عزیز اقارب اور ان کے فوت ہونے کے بعد مولوی ثناء اللہ کے واسطے ہے۔ دوسرے مولوی ابھی یہ شریف حاصل نہیں کر سکتے۔ دیکھو ہم آپ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے اعتقاد کو بالجہر اس انعام کے ساتھ بیان کرتے ہیں سنو ہمارا کہنا ہے کہ یہ آیت اس کو یہودیوں نے بگاڑ کر صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا دیا اپنی سنت دیرینہ اور وعدہ الٰہی کے موافق اور ان کو خیر الماکرین چار و ناچار کر دیا تھا۔ لوگ جو ان کو مشتمل بنا کر صلیب پر نہیں چڑھا سکے یہ محل سازی کر لوہے پر ٹکے کا ملمع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا خدا کی شان اور اس کے تقدس اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ بلکہ [illegible] حضرت مسیح اللہ تعالیٰ ان بعد رفعہ کا انکار کرنا۔ یہ پہلا یہودی ہے۔ اگر یہ اس بیان میں جھوٹے ہیں تو خدا تعالیٰ ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ماتحت عذاب نازل کرے آمین

دیکھو مولوی صاحب اور صاحبان! یہ ہے ایمانی جرأت۔ کہاں مرزا صاحب کی فضل ایسی ایمانی جرأت اپنے اعتقاد پر دکھا سکا ہے۔ وبیدہ یہ

المشتہر

مسیح موعود کا ادنیٰ غلام نمانا کمار قاسم علی افسر تبلیغ جماعت قادیان ضلع گورداسپور

مولویوں کا حلف سے گریز

حق پسند اور انصاف جو اصحاب بتائیں کہ کیا ہمیں کسی ایسی بات پر حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جو مولوی ثناء اللہ وغیرہ اپنے عقیدہ کے طور پر پیش نہیں کرتے ہرگز نہیں

اشتہار میں جو کچھ لکھا گیا وہ وہی تھا جسے بڑے زور شور کے ساتھ یہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ابراہیم نے اسی جلسہ کی بنا پر بڑا زور دیا کہ حضرت عیسیٰ کی بجائے کسی اور شخص کو ان کا مشکل بنا کر صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ لیکن جب یہ حلف کا سوال پیش کیا گیا تو باوجود دعوے [illegible] اس سے گریز کر گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ [illegible] صداقت کے خلاف ہے

لہٰذا جس امر پر یہ لوگ اتنا زور دیتے ہیں اور جس کو یہ بہت اچھا موقع نہیں سمجھتے کہ اس کو پیش کر کے مرزا صاحب کو ذلیل کریں مولوی ثناء اللہ اور ابراہیم کو یہ ذلت اور رسوائی قبول اشتہار کے مقابلہ میں آئی۔ جن انعام رکھا گیا تھا اور دوسرے اشتہارات تھے۔ اور جنہیں تعدد مطالبات کئے گئے تھے ان کا یہ دونوں اور نہ کوئی دیوبندی نہ اہلحدیث جواب دے سکا اور اصطلاح سب کو ذلیل اور رسوا حائیے قاصر ہونا پڑا۔

کیا یہ تمہارے خلیفہ کا خلیفہ الشان ثبوت نہیں ہے کہ وہ ترک جو جمعیت العلماء کے نام سے بڑے زور شور کے ساتھ اسلام دے رہے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ ہی مسائل کا تصفیہ اور اختلافات کا سدباب کر دیں۔ انہیں سے کسی کو بھی ہمارے بڑی ایک مطالبہ کو پورا کرنے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی وہ فتح انعام حاصل نہ کر سکا۔ جو مجسٹریٹ صاحب کے پاس رکھوا دیا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر نامردی اور نامرادی شاید ہی ان لوگوں کو کبھی ہوئی ہو۔ حق سے پیار اور صداقت سے محبت رکھنے والے اصحاب اس سے فائدہ اٹھا سکتے اور سارے ہندوستان نے غلام کا ہمارے خلاف مجموعی حملہ کو ناکام و نامراد رہنے سے سمجھ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی تائید ہمارے ہی ساتھ ہے کہ ہم باوجود تھوڑے ہونے کے کثیر التعداد دشمنوں پر ہر جگہ اور ہر میدان میں فتح پا رہے ہیں بڑی بڑی تیاریوں اور کوششوں کے ساتھ یہاں جمع ہونے والوں کو اپنے تمام ارادوں اور منصوبوں میں جس طرح ناکام ہونا پڑا ہے۔ وہ نہایت ہی عبرت انگیز ہے۔ اور اگر انہیں کچھ بھی شرم و حیا باقی ہے تو اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اور تاریخ جس [illegible] اسی منہ کالے یاروں کا کراتے ہوئے واپس جا گئے۔ فبئس للظالمین بدلا

(اشتہار جو مجسٹریٹ صاحب ضلع کی اجازت سے شائع کیا گیا)

اشتہار

بجریہ حکم صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء

ہر یک شخص کے واسطے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا ابراہیم صاحب سیالکوٹی یا کوئی اور شخص جو اس جلسہ میں موجود تھا اشتہار مجسٹریٹ صاحب ضلع کا زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

مولوی محمد نعمان خان صاحب مسیح

(بموجب آرڈر مورخہ ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ فوجداری)

تا کہ [illegible] منشی رام [illegible] روبرو مسمی [illegible] صاحب [illegible] موضع [illegible] حاضر ہو کر [illegible] جانبین [illegible] مدعا علیہ

دعویٰ بابت مبلغ ۱۵۰ روپیہ کا دار الخ

بنام [illegible] مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان ہذا [illegible] مدعا علیہ کے نام [illegible] جاری ہوئے تعمیل نہیں ہوئی رپورٹ تعمیل کنندہ سے معلوم ہوا کہ مدعا علیہ لاپتہ ہے اور [illegible] تعمیل کرنے سے گریز کرتے ہیں لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ [illegible] مشتہر ہو کہ اطلاع پاوے کہ [illegible] ۱۹۲۱ء حاضر عدالت ہو جواب دعویٰ پیش کرے ورنہ [illegible] مقدمہ کا یکطرفہ [illegible] کی جائیگی

دستخط محمد نواب خان ثاقب

از محکمہ صاحب مسیح بارسٹ لا ایٹ لا گورداسپور

(اشتہار بموجب آرڈر مورخہ ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ فوجداری)

حضور اسنگھ ولد جندا سنگھ قوم جٹ
سکنہ موضع فیروزپور تحصیل فتحگڑھ
برگی

سچا سنگھ ولد نرائن سنگھ قوم جٹ سکنہ ایضاً
مدعا علیہ

دعویٰ روپیہ بابت مبلغ ۱۵۰ روپیہ کا دار

بنام سچا سنگھ ولد نرائن سنگھ جٹ سکنہ فیروزپور مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں تم مدعا علیہ سچا سنگھ اپنے مکان سے غیر حاضر ہو اور تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو۔ جیسا رپورٹ تعمیل کنندہ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا تم کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ پیشی ۲۶ اپریل ۱۹۲۱ء حاضر عدالت ہو کر جواب دہی مقدمہ کرو۔ اور اگر تم حاضر نہ ہوگے تو تمہاری برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جائیگی ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء

دستخط۔ محمد نواب خان ثاقب

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب مالک و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپ کر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اب گیا وقت خزاں آ

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین نبام ایڈیٹر

ایڈیٹر:- غلام نبی ❊ اسسٹنٹ - فہر محمد خان

نمبر ۷ | مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۷ رجب سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ایام زیر رپورٹ میں نزلہ اور حرارت سے علیل رہے۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔

۳۔ اپریل۔ افریقہ میں چار ہزار احمدی ہونے کی خوشی میں مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں تعطیل کی گئی۔ عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت جناب حافظ روشن علی صاحب جلسہ ہوا جسمیں مختلف احباب نے نظمیں پڑھیں اور تقریریں کیں ❊

برادرم سید محمد امین (ساگر چند) بیرسٹر ایٹ لاء تشریف لائے۔ صاحب موصوف احباب سے اپنے ایک خاص مقصد میں کامیابی کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں ❊

امریکہ میں تبلیغ احمدیت

نامۂ صادق

شہر ڈی ٹرائٹ میں تبلیغ

شہر ڈی ٹرائٹ یہ شہر ملک امریکہ میں موٹر کار بنانے کے کارخانوں کے سبب مشہور ہے اس میں پندرہ مختلف کارخانے ہیں۔ ہر کارخانے کی موٹر اپنی بناوٹ میں جُداگانہ ہے۔ سب سے زیادہ مشہور کارخانہ مسٹر ہنری فورڈ کا ہے جسمیں پچاس ہزار آدمی ملازم ہیں اور ہزاروں موٹر کار ہر سال بنتے اور فروخت ہوتے ہیں جس گاڑی کو ہندوستان میں موٹر کار کہتے ہیں اُسے یہاں اس ملک میں آٹو موبیل کہتے ہیں۔

شہر ڈی ٹرائٹ کا رقبہ اسّی مربع میل اور آبادی دس لاکھ ہے۔ اس شہر میں ایک یونیورسٹی۔ چھ کالج۔ ۲۰۰ بڑے اسکول۔ تین سو گرجے۔ چار ریلوے اسٹیشن۔ چالیس پبلک باغات۔ گیارہ شفاخانے۔ ستاون آگ بجھانے کے اسٹیشن پندرہ مفت کتبخانے۔ دس تھانے۔ پانچ بڑے مارکیٹ ہیں۔ شہر میں ٹرام کار بجلی سے چلتا ہے۔ اور بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ ٹرام کار میں کرایہ ۳ رہے ہے۔ ایک دفعہ سوار ہو کر خواہ چند قدم پر اُتر جاؤ۔ خواہ میلوں چلے جاؤ۔ ایک ہی کرایہ لگتا ہے۔ یہ شہر بلحاظ رقبہ و آبادی اس ملک میں تیسرے درجہ کا ہے۔ اور بلحاظ کارخانجات موٹر کار اوّل درجہ کا ہے۔ اس شہر میں آٹھ اخبار روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ اور کئی ایک ہفت وار و دوماہواری۔ اخبار فری پریس ہر روز [illegible] سے زائد شائع ہوتا ہے۔ اسمیں میری تصویر [illegible]

کے تبلیغی مضمون چار دفعہ شائع ہو چکے ہیں۔ اس شہر کا جو حصہ بٹالہ کی طرف واقع ہے وہ گیارہ میل لمبا ہے تین ہزار موٹر کی روزانہ ضرورت کے واسطے طیار ہوتی مارکیٹ میں جلا جاتا ہے۔ مزدور کو چھ دانہ سے دس دانہ تک روزانہ مزدوری ملتی ہے۔ ایک دانہ قریباً ہے کا ہوتا ہے جب مزدور چھ دانہ روز کماتا ہے۔ تو اس سے وہ اخراجات کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ جو شخص یہاں کی اور ہندوستان جا کر لکھے وہ بڑے فائدہ میں رہے گا مگر جس کا روپیہ میری طرح ہندوستان سے لے کر جاوے یہاں خرچ ہووے۔ اسکے لئے بڑے مشکلات ہیں۔ مگر مومن کے مشکلات اللہ تعالیٰ جلد آسان کر دیتا ہے۔ آخر فتح اسی کی ہے۔ ان دنوں کھوا سے انسان اللہ سے تراشیدہ بغیر سامان کے مشکلوں کھوا سے وہ ہم بھی ہیں۔ ترقی میں تین ہزار کارخانے ہیں جنمیں لکڑی کا سامان اور موٹروں کار ملتے ہیں اور ایک سو سے زائد موٹروں کے مختلف پرزے بنتے ہیں جو امرتسر کی دکان پر جا کر حاضر کرائیں تو تین روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اسے مکان پر منگائیں تو سات چھ روپے دینے پڑتے ہیں۔ بھیرہ تو بال کھولنے وغیرہ کا بہت شوق ہے۔ کبھی مہینہ میں ایک دفعہ حجام کی دکان پر جانا ہوتا ہے۔ جو حجامت بنانے وقت دنیا بھر کے پولیٹیکل مسائل پر گفتگو کرتا رہتا ہے۔ میں اسے اسلام کی تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ پٹیالہ میں ایک بنگالی بابو ہے۔ اس سے بھی ملتا ہے۔ بوٹ پالش کرنیوالا صاحب جھاڑ لیتا ہے۔ ایک روپیہ کی حلائی دوانہ لگتی ہے۔ جو شخص گھر میں کٹائی کرے اسے چار روپیہ مہینہ دینا ہوتا ہے۔ گائے کے واسطے آٹھ روپے۔ گلیوں میں کوئی کتا آوارہ نہیں پھرتا۔ کسی کا کتا آوارہ ہو جائے تو محلے والے زہر دیدیتے ہیں۔ ہندوستان میں کسی شہر کے گلی کوچوں کی صفائی دیکھنی ہو تو پٹیالہ جس دن لاٹ صاحب نے وہاں سے گذرنا ہو۔ اس دن بھی بدرجہا بڑھ کر اس شہر کے گلی کوچے ہر روز صاف رہتے ہیں کسی شخص کو اجازت نہیں کہ اپنے مکان کا کوڑا کرکٹ گلی میں پھینکے بلکہ کاغذ اپنی نالیوں کے ذریعہ باشندگان شہر کی نذر کرے۔ گندا پانی زمین اور نالیوں میں چلا جاتا ہے اور کوڑا کرکٹ میونسپلٹی والے گاڑیوں میں لے جاتے ہیں صفائی کا نہایت عمدہ انتظام ہے گلیاں وغیرہ ہر روز دھلتی ہیں۔ کچے حصوں پر چونہ کا چھڑکاؤ ہوتا ہے۔

گذشتہ جولائی میں جب میں تبلیغ کیلئے پٹیالہ گیا تھا اور چند لیکچر دیئے تھے جنمیں سے ایک لیکچر ایک لیڈی کے ساتھ پہلے خط و کتابت بھی ہوئی تھی اور اس کا نام زینب رکھا گیا تھا۔ اسوقت سے یہاں چند لوگوں سے واقفیت تھی۔ ایک صاحب نے مجھے سٹکا کو لکھا کہ آپ اگر چند روز کیلئے یہاں آ سکیں تو اسلام پر چند لیکچروں کا انتظام کیا جائے چنانچہ انہوں نے ایک ٹرین میں ۵ فروری کو سٹکا گو سے یہاں پہنچا۔ ۶ فروری کی شام کو لیکچر ہوا۔ ایک نہایت وسیع ہال مردوں اور عورتوں سے پر تھا۔ میں نے لیکچر میں حوالے دیکر حسن اخلاق کو بیان فرمایا۔ خوش قسمتی سے لیکچر میں عیسائیوں کے کرسچین کا ذکر کیا تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواضع کے دن گزارنے کیلئے کوئی جگہ طلب کی تھی تو آنحضرت نے انہیں اپنی مسجد دے دی تھی۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں نے چیلنج دیا کہ کیا ڈی ٹرائٹ کے سات دریوں میں سے جنہیں نہایت وسیع حوصلہ اور اعلیٰ اخلاق رکھنے کا دعویٰ ہے کوئی ایسا ہے جو مجھے اپنا کرجا جمعہ کے دن سامی نماز کیلئے دیدے۔ لیکچر میں شہر کے روزانہ اخباروں کے رپورٹر بھی موجود تھے انہوں نے فوراً اس چیلنج کی خبر اپنے اخبار کے دفتروں میں پہنچائی۔

امریکہ کے اخبار امریکہ کے اخبارات پبلک کی خدمت کے واسطے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ہر ایک اخبار کے ساتھ ایک دفتر متعلق ہوتا ہے جو Information Bureau کہتے ہیں۔ کوئی سوال علمی طبی قانونی وغیرہ لکھو۔ وہ فوراً جواب اخبار میں شائع کرتے ہیں۔ اور ساتھ ٹکٹ واپسی لفافہ بھیجو تو تحریری جواب بھی دیتے ہیں۔ علاوہ اسکے پبلک کی دلچسپی کی ہر قسم کے کام اخبار والے کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً سٹکا گو میں ایک اخبار والے نے یہ سلسلہ جاری کیا کہ وہ ہر صبح اپنے دفتر کا ایک رپورٹر چار اشخاص کو قریباً روزانہ دیگر شہر میں بھیجتا تھا۔ یہ رپورٹر ہاری ہاز میں اور دیگر پبلک کام کرنیوالوں مثلاً گاڑی بان۔ پولیس مین۔ ٹکٹ کلرک۔ ٹیکٹیبہ۔ ایسے لوگوں کے پاس جاتا جن کو عام لوگوں سے واسطہ پڑتا۔ اور یہ تجربہ کرتا کہ ان میں سے کون شخص سب سے بہتر پبلک کے ساتھ اخلاق سے برتاؤ کرتا ہے اور جو سب سے زیادہ خلیق اور ملنسار ہو اسکو چار اخبارات دیکر شام کے اخبار میں تمام رپورٹ چھاپتا۔ کہ کون شخص پبلک کی خدمت سے گھبراتا نہیں۔ اور سب سے میٹھا بولتا ہے اور حکومت نہیں جتلاتا۔ بلکہ سب سے ہنس کر بولتا ہے۔ غرض اخبار والے پبلک کی خدمت اور بہبودی میں بہت حصہ لیتے ہیں۔

پادریوں کے جواب میرے چیلنج کے سنتے ہی ایک اخبار والے نے اپنے دفتر سے ایک رپورٹر بھیجا کہ شہر کے مشہور پادریوں کے پاس جائے۔ اور ان سے میرے چیلنج کا جواب طلب کرے۔ وہ رپورٹر سب پادریوں کے مکان پر گیا۔ بالاتفاق سب نے انکار کیا کہ ہم اپنا گرجا کسی مسلمان کو نہیں دے سکتے کہ وہ اسمیں نماز پڑھے یا خطبہ پڑھے۔ ایک پادری نے کہا مسلمان کو گرجا دینا ایسا ہوگا جیسا جرمن کو اپنا قلعہ دینا کہ وہ اسمیں بیٹھ کر ہم پر گولے برسائے۔ کانگریگیشنل چرچ کے ایک پادری صاحب نے کہا کہ ہم تمہارا لیکچر اپنی کمیٹی کے ساتھ مشورہ کرینگے۔ شاید کہ وہ مان لیں۔ یہ سب پادریوں دوسرے روز کے اخبار میں چھپ گئیں۔ اسکے بعد یونی ٹیرین چرچ کے ایک پادری صاحب نے تعریف لائی کہ ہماری جماعت ایک لیکچر اتوار کے دن اپنے گرجہ میں سننا چاہتی ہے۔ ۲۷ فروری کو نام پایا۔ میں نے ان کے ہاں لیکچر قرار پایا ہے۔

جواب باجواب بعض پادریصاحبان نے اپنے جواب میں شائع کیا کہ اسلام عیسائیت کا دشمن مذہب ہے اور عیسائیت کے راہ میں ایک بڑا بھاری خطرہ ہے اسواسطے ہم کسی مسلمان کو اپنے گرجے میں جگہ نہیں دے سکتے۔ اسکے جواب میں میں نے جو مضمون اخبار میں شائع کرایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں عیسائیت کا دشمن نہیں۔ بلکہ خیر خواہ ہوں حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتا ہوں اور موجودہ عیسائیوں سے بڑھ کر اس سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ عیسائی اسے ملعون شمار کرتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ہمیشہ مبارک رہا۔ مگر فرض کرو کہ میں عیسائیت کا دشمن ہوں تو کیا تم گرجوں میں وعظ نہیں کرتے کہ دشمن سے محبت کرو۔ نیز تم تو تورات دیتے ہو۔ اسپر خود تمہارا عمل نہیں اور یہ بات میں تمہارے منہ سے کہلوانا چاہتا تھا۔ بس تم نے کہدی۔ اب تم مت گھبراؤ۔ مجھے تمہارے گرجوں کی ضرورت نہیں اور نہ تمہارے گرجوں کی ہتک اور فرنیچر ایسی ہے کہ وہاں بآسانی نماز ہو سکے۔

اخباروں میں مضامین یہاں کے اخبار دہ نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تائید اسلام میں وقتاً فوقتاً مضمون شائع ہوتے ہیں۔ تین مختلف اخبار دہ نہیں میری تصاویر کے ساتھ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انمیں سے ایک اخبار جس کا نام فری پریس ہے۔ روزانہ ۴۰ صفحہ پر شائع ہوتا ہے اور اتوار کے دن ۸۰ صفحات پر اس کا ایڈیشن مجھے ملنے آیا۔ تین گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ اور اسلامی تعلیم پر ہر پہلو سے اس نے سوال کئے۔ اور میرے جوابات کو اپنے لمبے چوڑے اخبار کے کئی کالموں میں میری تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ شہر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ بڑے بڑے لوگ ملاقات کیلئے آتے ہیں۔ بعض معززین نے شاندار دعوتوں کا انتظام کیا اور شہر کے شریف (میئر) اور چیف آف پولیس کئی ایک وکیل اور بنکوں کے منیجر شامل ہوئے اور اسلامی خوبیاں سنکر خوش ہوئے۔

خواجہ عیسائی ایک عیسائی مسلمان کے مکان پر میں بیٹھا تھا۔ عیسائیت اور اسلام کے مقابلہ پر کچھ گفتگو تھی۔ اتنے میں ایک خواجہ صاحب انکی ملاقات کے واسطے آگئے۔ انہوں نے میرے ساتھ ملاقات کراتے ہوئے کہا کہ یہ خواجہ لوئیس ہیں اور شام کے رہنے والے ہیں۔ بعد ملاقات گفتگو پھر شروع ہوئی۔ میں نے عیسائیت کی حسب معمول بہت خبر لی۔ سب خاموش

الفضل
قادیان دارالامان ۷ اپریل ۱۹۲۱ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِر

پروفیسر رام دیو صاحب اور صداقتِ اسلام

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب کو معلوم ہوگا کہ پروفیسر رام دیو صاحب اور میرے درمیان انکے ایک لیکچر کے متعلق تبادلۂ خیالات ہوتا رہا ہے۔ پروفیسر صاحب نے اپنے آخری جواب میں تحریری مباحثہ کا جو طریق پیش کیا اسکو قریباً منظور کر لیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طریق بحث سے اچھا نتیجہ نکلیگا۔ پروفیسر صاحب نے سید امیر علی صاحب کے عقائد کے متعلق پھر بھی اس امر پر زور دیا ہے کہ ان کا قول اسلام کے خلاف حجت ہے اور یہ کہ ان کا وہی عقیدہ ہے جو پروفیسر صاحب نے بیان کیا تھا۔ مگر چونکہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے پہلے ہی ان کے مضمون کا جواب لکھنے میں دیر ہو گئی ہے۔ اسلئے میں سرِدست مباحثہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس کا جواب لکھتا ہوں اور جس روز تک ان کے مضمون کے دوسرے حصہ کا جواب بھی انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

میں نے طوالت بحث سے بچنے کے لئے اور آسانی سے فیصلہ ہو سکنے کی غرض سے اپنے مضمون کے آخر میں کچھ شرائط لکھی تھیں اور پروفیسر صاحب سے ان کے متعلق رائے دریافت کی تھی۔ پروفیسر صاحب نے اپنے جواب میں ان کے متعلق اپنی رائے دی ہے لیکن چونکہ انہوں نے جس شرط کی تصدیق کی ہے۔ ان کے متعلق صرف منظوری کا ہی اعلان نہیں کیا بلکہ اسے منظور کو اپنے الفاظ میں دہرایا ہے۔ اور بعض جگہ بعض الفاظ رہ گئے ہیں اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ وہ الفاظ غلطی سے رہ گئے ہیں یا انکو میرا اعتراض ہے میرا یہ فرض ہے کہ میں اظہار کر دوں کہ جن شرائط کو میں نے پیش کیا تھا انہوں نے منظور کر لیا ہے۔ ان کے متعلق میں یہ تحریر کر دونگا کہ پروفیسر صاحب نے ان کو منظور کر لیا ہے۔ اگر میری رائے غلط ہو تو پروفیسر صاحب میرے مضمون کے جواب میں اس حصہ کے متعلق جس سے ان کو اختلاف ہو اپنے خیالات کا اظہار کر دیں ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ ان کو اس سے اختلاف نہیں ہے۔

میں نے پہلی بات موجودہ بحث کے متعلق یہ لکھی تھی کہ پروفیسر صاحب قرآن کریم کے الہامی ہونے کے خلاف تین اعتراض جو انکو سب سے زبردست معلوم ہوں چن لیں۔ کیونکہ بحث کو محدود کرنے کے لئے اعتراضات کو محدود کرنا ضروری ہے۔ پروفیسر صاحب اس امر کو منظور کرتے ہیں

۲۔ میں نے لکھا تھا کہ ہر ایک اعتراض کی مثالیں محدود ہوں۔ کیونکہ بعض اعتراض ایسے ہو سکتے ہیں کہ انکی مثالیں بیسیوں کی تعداد تک پہنچ جائیں۔ اور اگر مثلاً ہر ایک اعتراض کرنے والے تائید میں بیسیوں مثالیں پیش کر دے۔ تو ان کا جواب بہت طویل عرصہ اور سینکڑوں صفحات کا محتاج ہوگا۔ پروفیسر صاحب نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور وہ اس امر کو مدِ نظر نہیں رکھنا چاہتے۔ میرے نزدیک اس امر میں بھی حد بندی مناسب اور ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اس ایک شخص کے اختیار میں ہے اور دوسرے فریق کا کام صرف جواب دینا ہے۔ پس اسکے حقوق شرائط کے ساتھ محفوظ ہو جانے ضروری ہیں۔ ہاں اگر پروفیسر صاحب کو تین مثالیں اس اعتراض کی تشریح کیلئے کافی معلوم ہوتی ہیں تو تین کی بجائے پانچ مثالوں کی حد مقرر کر لی جائے۔ مگر حد ضرور مقرر ہونی چاہئے۔

۳۔ میں نے لکھا تھا کہ ایک طریق یہ بھی ہے کہ پروفیسر صاحب قرآن کریم کے الہامی ہونے پر اعتراض کریں اور میں ان کے جوابوں اور ان پر دیدہ کے الہامی ہونے پر اعتراض کروں۔ اور وہ میرے جواب دیں۔ پروفیسر صاحب گو اسکو منظور کرتے ہیں۔ لیکن یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک مذہب کے جھوٹا ثابت ہونے سے دوسرا کیونکر سچا ثابت ہو جائیگا۔ میرے نزدیک ہی بات ان کے [illegible] کہی جا سکتی ہے کہ آپکا مضمون تو دنیا کے آئندہ مذہب پر تھا اگر اسلام جھوٹا ثابت ہوتا تو وہ بھی [illegible] ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ اسکو پسند نہیں کرتے۔ میں اس سوال کو [illegible]

۴۔ میں نے لکھا تھا کہ سوال و جواب کا طریق یہ ہو کہ پہلے معترض اپنا اعتراض پیش کرے پھر [illegible] پھر معترض اپنا جواب دے۔ اور پھر مجیب اس کا جواب [illegible] اس کے بعد بحث [illegible] پروفیسر صاحب نے اسکے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ اگر بحث [illegible] پھر یہ طریق معلوم ہوتا ہے کہ آخری موقعہ ایک ہی فریق کو ملے۔

میں پروفیسر صاحب کی توجہ اس طرف [illegible] ہوں [illegible] صرف ایک [illegible]

اسلئے مناسب ضروری ہے کہ اعتراض کرنے کا موقعہ صرف ایک فریق کو ملنا ہے یہ بات بالکل ہوائی ہے۔ کہ جس نے جواب دینا ہوگا وہ آخر میں ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دو اعتراض کرے اور وہ اپنے دو دلائل اور ایک اعتراض کا جواب دے چکے تو اسے کہدے کہ ایک سوال کے متعلق آخری دفعہ تو بول لے اب میں بولنے دونگا۔ کہ یہ تیسری دفعہ بولنے کا موقعہ بھی ملنا چاہیئے جس شخص کی حیثیت مجیب کی ہوگی۔ اسکو آخر میں لازماً بولنا پڑیگا ورنہ وہ جواب بس طرح دیگا۔ دو دفعہ بولنے کا موقعہ تو صرف مزید وضاحت کیلئے رکھا گیا ہے۔ ورنہ اصل کیفیت تو یہ ہے کہ آپ سوال کرینگے میں اسکا جواب دونگا۔ جب سوال آپکی طرف سے ہوگی۔ اور جواب میری طرف سے تو بہرحال میرا سوال آخری ہوگا۔ کیونکہ جواب ہمیشہ سوال کے بعد ہوتا ہے۔

اگر آپ نے آخر میں بولنے کا موقعہ دینا ہے تو اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس بحث کے ساتھ ساتھ آپ اور بحث شروع ہو جسمیں میرے الہامی ہونے پر اعتراض کریں۔ پھر میں جواب دوں پھر آپ جواب پر جرح کریں۔ اور آخر میں آپ اس جرح کے متعلق اپنے جوابات سنا دیں۔ اس صورت میں ایک بحث میں آپ کو بھی آخری موقعہ جواب کا مل جائیگا۔ اور یہ بات تو عقل کے خلاف ہے کہ سائل بھی آپ ہوں اور جواب کا آخری موقعہ بھی آپ کو ملے۔ آخر میں تو بہرحال جواب دینے والے کی ہی بولیگی۔ اگر سوال کرنیوالا آخر میں بولنا پائیگا تو اس بحث کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا۔ پس اگر آخر میں موقعہ پانے کا آپ کو خاص خیال ہے۔ تو دو بحثوں کو ایک وقت میں شروع کیجئے۔ اور اگر وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے پر ہی آپ سے اعتراض کرنا ہے تو پھر آخری موقعہ مجھے جس نے جواب دینا ہے ملنا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں پروفیسر صاحب یہ بھی تو وضاحت فرما دیں کہ وہ کونسے دلائل پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ دلائل کے متعلق بھی بعض اوقات یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دلائل ہیں بھی یا نہیں۔ اور دو ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اصطلاح کے پہلے وہ ہے کہ اعتراض کرنیوالا اور دلائل پیش کرینگے۔ پھر میں ان کے اعتراض کو جانچونگا اور جس امر پر ان کا اعتراض ہوگا اسکی حقیقت بیان کروں گا۔ یہ دوسری دفعہ وہ مجھے پیش پر جرح کرینگے۔ اور اس نے اپنے دعوے کا ثبوت ملیگا۔ اور میرا جواب جرح کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔ پس اس موقعہ ان کو ملے۔ اور مجھے۔ لیکن اگر ان کی بات تسلیم کی جائے کہ بعض دفعہ ان کو آخر میں موقعہ دیا جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انکو دو موقعہ ملینگے۔ اور مجھے ایک۔ کیونکہ سب سے پہلے دفعہ پر دلائل یا معترض ہونے کے انہیں موقعہ ہوگا۔ اسکے بعد مجھے پھر ان کو پس ان کو وہ موقعہ ملیگا۔ دو بھائی کسی امر کا ثبوت اور بات انصاف کے خلاف ہے کہ ایک امر کا ثبوت کرنا بھی میرے ذمہ ہو۔ جو خود اپنی طرف سے کے مطابق اعتراض کی نسبت مشکل ہوتا ہے اور موقعہ بھی مجھ کو (بلکہ) ہر جائے۔

یہ تو میں جانتا ہوں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ معترض تینوں اعتراضات اکٹھے پیش کرے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے سوال کا جواب دے۔ اور پھر کہا ہے پیچھے جواب دے۔ میں اسکے متعلق [illegible] کہ پروفیسر صاحب نے یہ جو سہولت رکھی ہے کہ [illegible] اور جس کا چاہیں [illegible] پس سہولت ان کا ممنون ہونا [illegible] کے لئے تیار ہوں [illegible] پہلے کھول [illegible] اس قدر خواہش تھی

کہ تینوں سوالات ایک ساتھ بیان ہو جائیں تا اعتراضات کا حلقہ جواب دیتے وقت مدنظر رہے اور مجیب اپنے وقت اور فرصت کا خیال رکھ سکے۔

یہ بات بھی ضروری نہیں کہ تینوں سوالات کو پہلی ہی دفعہ مشرح اور واضح کرکے دلائل پیش کیا جائے۔ بلکہ یہ بھی اجازت ہوگی کہ جس سوال کا جواب پروفیسر صاحب پہلے لینا چاہیں اسکے متعلق پوری تشریح سے اپنے سوال کو معہ ان دلائل کے جن کی بنا پر ان کو وہ اعتراض پیدا ہوئے ہیں۔ پیش کرادیں۔ اور دوسرے سوالات کو مجملاً بیان کردیں۔ اور پھر انکی باری پوری تشریح کردیں۔

اس جگہ میں یہ بھی لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ سوال کرنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ پروفیسر صاحب صرف سوال ہی لکھ دیں۔ بلکہ ان کو اجازت ہوگی۔ کہ وہ اپنے اعتراض کو زور دار بنانے کے لئے جسقدر چاہیں۔ وضاحت کو کام میں لائیں۔ اور وہ وجوہات بتفصیل بیان کریں جنکی بنا پر انکو وہ اعتراض پیش کرنے کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اور نیز کیا ہر اس مسئلہ کو جسپر وہ اعتراض کرینگے۔ وہ قرآن کریم کے الہامی ہونے کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کیا اس امر اس اعتراض پر جسکا ہوگا جسمیں ایک خاص مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ قرآن کریم کے غیر الہامی ہونے کے خلاف بحث کرینگے۔ یہ تو ان کے حقوق کی حد ہے۔ آگے ان کا یہ فعل ہے کہ صرف سوال ہی پیش کردیں۔ اور میرے جواب پر جرح کرنے پر ہی اکتفا کریں۔

میں اس جگہ پر پروفیسر صاحب کی اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کردینا چاہتا ہوں کہ الزامی جوابات کی اجازت نہ ہوگی۔ میرے کسی حصہ مضمون میں یہ بات نہیں آئی کہ الزامی جوابات کی اجازت نہ ہوگی۔ مجیب کے دائرہ جواب کو محدود نہیں کیا جاسکتا اگر ایسے الزامی جواب کا علم ہوگا جس سے یہ معلوم ہو کہ اگر اس کا مذہب جھوٹا ہے تو معترض کا بھی جھوٹا ہے۔ تو خود اسے نقصان پہنچیگا۔ لیکن اگر وہ سائل کو یہ بات سمجھانے کے لئے کہ جس بات کو وہ عداوت سے خلاف سمجھتا ہے وہ صداقت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ [illegible] یا ویسی ہی بات یا اس سے بڑھ کر کوئی بات اس مذہب میں موجود ہے جسے وہ سچا سمجھتا ہے۔ تو اس کو اس امر سے نہ کہ انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ الزامی جواب ہمیشہ ضروری پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ بسا اوقات ایک صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایسا جھوٹا استدلال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی انسان پر یہ اعتراض کرے۔ کہ تو شریف آدمی ہو کر اور شریف آدمی ہوا۔ کیونکہ تو فلاں کام کرتا ہے اور وہ کام شرافت کے خلاف نہ ہو۔ اور وہ شخص جس پر اعتراض ہوا ہے۔ اسے یہ جواب دیدے۔ کہ یہ کام تو بھی کرتا ہے تو اسے کوئی الزامی جواب کہہ کر رد نہ کیجئے۔ یہ جواب سب سے زیادہ دلنشین ہوگا۔ اور بہت جلد دوسرے آدمی کی سمجھ میں آجائیگا۔ کہ میری غلطی تھی۔ الزامی جواب اسی وقت کمزور ہوتا ہے۔ جبکہ وہ بات جسپر اعتراض کیا گیا ہو۔ واقعہ میں بری ہو۔ اور مجیب اپنے عیب کو اس پردہ میں چھپانا چاہے کہ دوسرا بھی ویسے ہی عیب میں مبتلا ہے۔

غرض الزامی جواب کا دروازہ بند نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کی بعض اقسام حقیقی جواب ہی کی طرح مناسب ہوتی ہیں۔ اور تصفیہ کی صورت پیدا کرنے میں بہت مدد ہوتی ہیں۔ ہاں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ الزامی جواب [illegible] رکھتے ہوئے مجیب کو الزامی جواب دینے کی اجازت نہ ہوگی۔ تو گویا اس صورت میں مجیب سائل ہو جائیگا اور سائل مجیب ہو جائیگا

اور وہی ہے انصافی کا سوال آجائیگا کہ آخری پرچہ نامکمل کا ہوگا سوا اس کا جواب یہ ہے کہ اس بے انصافی کے دور کرنے کے لئے یہ صورت کی جاسکتی ہے کہ جو پہلے پہلے پرچہ میں جوابات آئیں انکے جواب سائل دے تو اس حصہ کی بحث وہیں ختم سمجھی جائے اپنے اپنے پرچہ میں ان الزامی جوابات کا ذکر مجیب کرے۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ جب سے جواب پریوف کر دیا جائیگا کہ اسے ان الزامی جوابات کا جواب دینے کی اجازت دیدی۔

اخبارات میں اس بحث کی شائع ہونے سے پہلے پروفیسر صاحب نے چند لکھا کہ انکی سوالات اور میرے جوابات اور پھر جواب الجواب اور بعد اس کا جواب بطور ضمیمہ کے شائع ہو جائیں یہ تجویز ہوئی تھی کہ ضمیمہ کا خرچ میرے ذمہ ہوگا اور الفضل کے ضمیمہ کا خرچ پروفیسر صاحب کے ذمہ ہوگا۔ اور الفضل کے ضمیمہ کا خرچ میرے ذمہ ہوگا۔ یہ تجویز تھا کہ جدا جدا الگ ضمیمہ شائع کرنے کی بجائے دونوں اخبارات کے ضمیمہ جات میں ہمارے سوال و جواب چھپیں صفحہ بڑھتے جائیں لیکن اگر یہ بات ممکن ہو تو یہ ضرور ہو۔ چاہیئے۔ کہ الفضل اور پیغام دونوں کے ایڈیٹران ذمہ داری کو اٹھائیں کہ وہ خود الفضل کر لیا کریں گے کہ تمام خریداروں کو ضمیمہ کے بھیجنے کا ہے الفضل کی طرف سے میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں اس انتظام میں ہی پروفیسر صاحب کے اور میرے مضامین شائع ہونگے اور جب ضرورت اخبار کے صفحات بڑھا دیئے جائیں گے پروفیسر صاحب نے اس امر کو بھی منظور کیا کہ امرتسر کے چند پراس مباحثہ کے سب مضامین بلا کاٹ و کاست قدرہ انتظام کے ماتحت کتابی صورت میں بھی شائع کرائے جائیں اور جہاں تک تقسیم کر لی جائیں۔

کلام کے معانی کرنے کے متعلق پروفیسر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ سیاق و سباق اور صرف و نحو اور بیان معانی اور محاورہ زبان اور لغت اور اس کتاب کا محاورہ حجت ہوگا یا سند کے طور پر بعلاوہ اسکے کہ اپنی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ انکی تائید تسلیم کی جاتی ہیں پیش کیا جائیگا۔

یہ بھی پروفیسر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ کسی مضمون کا جواب تین ماہ سے زائد عرصہ میں شائع نہ ہوگا اگر کسی فریق کی طرف سے اس مدت میں جواب شائع نہ ہو تو بحث کا خاتمہ سمجھا جائیگا اور اسی صورت میں مباحثہ کے مضامین شائع کرا دیئے جائیں گے۔

چونکہ ہمارے چند سوالوں کے جواب پروفیسر صاحب کی طرف ابھی تک باقی سب امور طے شدہ ہیں۔ اور چونکہ انکے متعلق بھی میرا جواب وضاحت کر چکا ہوں امید ہے اگر پروفیسر صاحب میری اوپر کی تحریر سے اتفاق کریں تو وہ ان تین اعتراضات کو شائع کرا دیں جنکی بنا پر قرآن کریم کو الہامی ہونے میں نعوذ باللہ ظالم ہے اور ان اعتراضات کو وضاحت سے بیان کریں جس کا تصفیہ ہمیں کرنا ہے۔ پہلے کہ وہ مضامین کے شائع ہونے پر میں ان کا مضمون الفضل میں شائع کرا دونگا اور انکے جواب بھی شائع کرا دونگا اور اس بارہ میں تمام شرائط جو طے ہوئی ہیں۔

خاکسار مرزا محمود احمد

پیشگوئیوں کے اصول

میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر

غیر احمدی مولویوں کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے ۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو جو جلسہ ہوا اس میں مکرم میر محمد اسحٰق صاحب نے پیشگوئیوں کے اصول کے متعلق حسب ذیل تقریر فرمائی۔

"یہ مضمون متعدد تشریح موعود کی صداقت پر ہے۔ اور اس میں پیشگوئیوں کا حصہ زیادہ ہے قبل اسکے کہ میں ان پیشگوئیوں کا تذکرہ کروں جو پوری ہو چکی ہیں یا وہ پیشگوئیاں جنپر مخالفین کو اعتراض ہے۔ اور میں ان کا جواب دوں پہلے میں پیشگوئیوں کے متعلق اصول اور فیصلہ کن باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اور چونکہ ہمارے مخالفین قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں، اور ہم بھی مانتے ہیں اسلئے ہم قرآن و حدیث کو حکم بنائے ہوئے وہ فیصلہ کرتے ہیں اسکے مطابق الصدق یا التکذیب کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول کہ اگر تم میں جھگڑا ہو تو اللہ اور رسول کی طرف اسے پھیر دو۔

اس لئے اگر حضرت مسیح موعود کی تصدیق میں کھڑے ہوتے ہیں قرآن کریم کے اصول کے مطابق تصدیق ہونی چاہیئے اور اگر ہماری مخالفت حضرت اقدس کی کسی پیشگوئی پر اعتراض کی وجہ سے ہے تو قرآن کریم کے پیش کردہ اصولوں کے مطابق اعتراض کرنے چاہئیں۔

اب ہم قرآن کریم سے پیشگوئیوں کے متعلق اصول نکالتے ہیں

پہلا اصل

پہلی بات اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (پارہ ۲۹ رع ۱۱) الغیب جاننے والا خدا ہے کسی کو اپنے غیب پر نہیں اطلاع دیتا مگر اللہ کے رسول کو۔ وہ بات جو انسانی قیاس و علم سے بالا ہے اور جس تک انسان کی پہنچ نہیں ہو سکتی وہ خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اگر کسی انسان کی نسبت تم ایسی بات سنتے ہو تو جان لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے وہ ایسی قانون قدرت کے ماتحت ہیں مثلاً رمضان میں ہوگا کہ کسی دن چاند میں گرہن ہوتی ہے یہ غیب نہیں غیب وہ امور ہیں جو انسانی قیاس سے بالا ہوں۔

ایک اصل

ہوں وہ الغیب کی [illegible]

قارئین اس کلیہ کو قرآن کریم سے ہی ایک اور اصل بتاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ فرعون سے دربار میں جاتے ہیں وہاں ایک مباحثہ ہوتا ہے آل فرعون ہی میں سے ایک شخص جو مومن تھا ایک اصل پیش کرتا ہے اور اسکو اسلوب حکیم کے کلام مجید میں نقل فرمایا ہے وہ میں پڑھتا ہوں فرمایا:۔

وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم (پارہ ۲۴ رع ۹) اگر یہ مدعی جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹا ہی کو نقصان اٹھائیگا اور اگر یہ سچا ہے تو یہ کہ بعض الذی [illegible]

اس اصل کے مطابق نبی اور رسول جو پیشگوئیاں کرتے ہیں [illegible] قرآن کریم فرماتا ہے اگر یہ شخص بھی [illegible] وہ سخت غلطی پر اور [illegible] ہماری پیشگوئیاں پوری [illegible] کوئی سچا نبی ہوتا ہے قرآن کریم کی رو سے درست نہیں کہ قرآن کریم فرماتا ہے [illegible] سچے نبی بھی پیشگوئی کرنیوالے [illegible] کے لئے [illegible] جو [illegible] وہ [illegible] ہوں اور [illegible] جو ہمارے مخالف سمجھتے ہیں) وہ [illegible] کہ اگر یہ بات درست ہو کہ جب تک کسی نبی کی تمام پیشگوئیاں [illegible] ہوں تو [illegible] تک نبی ثابت نہیں ہو سکتا تو کوئی نبی نہیں جسکی نبوت ثابت ہو۔

ہر ایک نبی نے وعدہ کیا ہے اور تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی [illegible] فرمایا کہ مومنوں کو بہشت ملیگی اور اسمیں طرح طرح کی [illegible] اور [illegible] ہونگے اور [illegible] ملیگی اب اس اصول کے ماننے والے کہ سب پیشگوئیاں پوری ہوں [illegible] کا انتظار کرتے رہینگے اور [illegible] کے بھی [illegible] موقعہ نہیں ملیگا کیونکہ پیشگوئی کرنیوالے [illegible] ہمیشہ کے لئے [illegible] ہیں [illegible] پیشگوئی [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] پیشگوئی تو کیسے پیشگوئی پوری ہوئی [illegible] اس اصول کو ماننے والوں کو نبی کی صداقت معلوم ہو سکتی۔

پھر حدیث میں حال کے متعلق پیشگوئی ہے جو کہ ابھی پوری نہیں ہوئی چاہیئے کہ جب وہ پوری ہو تو اسکا حضرت کو [illegible] ورنہ اسوقت [illegible] کا یہ اصول [illegible] اجازت نہیں دیتا۔ پھر اگر سب پیشگوئیاں پوری ہو جائیں تو [illegible] ہے تو حضرت ابوبکرؓ کو [illegible] ابوبکرؓ [illegible] کو [illegible]

پس قرآن کریم نے کسی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا لازمی ٹھہرایا ہے اور جب ہم بعض پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ تو ماننا پڑتا ہے اور اسی کے ہم مکلف ہیں۔ سب کے لئے ہم مکلف نہیں مگر وہ چند باتیں "الغیب" والی ہونی چاہئیں۔

اصل دوسرا اصل قرآن نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ وما نرسل بالآیات الا تخویفا (پارہ ۱۵۔ ع ۶) ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر خوف دلانے کے لئے۔ نشانیوں کی غرض ڈرانا ہے۔ اگر کسی نبی نے کسی کے مرنے کی پیشگوئی کی ہے۔ لیکن وہ ڈر جاتا ہے۔ اور اس طرح موت سے بچ جاتا ہے تو پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ وہ غرض پوری ہو گئی۔ جس کے لئے پیشگوئی تھی۔ اور جب یہ حاصل ہو جائے تو سزا کی ضرورت نہیں رہتی۔

یہ بات عقلاً بھی سوچنی چاہیئے۔ کہ اگر کوئی نبی اپنے کسی مکذب کی موت کی پیشگوئی کرتا ہے۔ لیکن وہ توبہ کرتا ہے۔ اب باوجود توبہ کرنے کے وہ مر جائے۔ تو ایمان بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک طبیب کسی کے لئے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور وہ شخص بغیر نسخہ کے استعمال کئے ہی اچھا ہو جاتا ہے۔ اب کیا وہ طبیب اس مریض پر خفا ہوگا کہ تم نے میرا نسخہ ضائع کر دیا۔ جب لکھوایا تھا۔ تو کیوں نہ استعمال کیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خوش ہوگا۔ کہ جو غرض تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ اس لئے نسخہ کی ضرورت ہی نہ رہی۔ پس جب ایک انسان توبہ و رجوع کرتا ہے۔ تو خدا اس کو کیوں ہلاک کرے۔

تیسرا اصل پیشگوئیوں کے لئے ایک اور اصول اللہ تعالےٰ یہ بیان فرماتا ہے واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر (پارہ ۱۴ ع ۲۰) اور جب ہم ایک آیت کی بجائے دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اللہ اس چیز کو جو وہ اتارتا ہے خوب جانتا ہے۔ تو مخالفین کہتے ہیں۔ کہ یہ تو مفتری ہے۔ نبی ایک پیشگوئی کرتا ہے۔ اور جو وہ کہتا ہے وہ ایک بڑا فشان ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو آیت کہا گیا۔ مگر خدا اس کی بجائے ایک دوسرا نشان ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی تو اصل خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ اسکے مطلب کو خوب جانتا ہے۔ جو وہ نازل کرتا ہے۔ اور اسی کے مطابق پیشگوئی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے۔ تو کافر انما انت مفتر مخالف کہتے ہیں۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کا ہے۔ آپ نے کچھ اور سمجھا اور مخالفین کچھ اور سمجھے۔ مگر خدا تعالےٰ جس کا کلام تھا۔ وہ اصل حقیقت و مطلب سے واقف تھا۔ اس نے جب اس کے مطابق کیا۔ تو مخالفین نے جھٹ آپ پر فتویٰ افترا لگا دیا۔ حالانکہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کا اپنا قول نہ تھا۔ خدا کا قول تھا۔ اگر حضرت مرزا صاحب اس سے کچھ اور مطلب سمجھے تو پیشگوئی میں کوئی نقص نہیں آسکتا۔ کیونکہ کلام ان کا نہیں۔ خدا کا ہے۔ اور خدا جو اس کا صحیح مطلب جانتا ہے۔ اس نے اس کی حقیقت کے مطابق اسے پورا کر دیا۔ اس پر جلا نے کہدیا۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔

اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ بخاری میں ایک حدیث آتی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیویوں نے پوچھا۔ کہ جب آپ فوت ہو جائینگے۔ تو سب سے پہلے کونسی بی بی سے ملیگی۔ حضور نے فرمایا اسرعکن لحوقا بی اطولکن یدا تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی۔ جس کے سب سے لمبے ہاتھ ہیں۔ حضور کی بیویوں نے سرکنڈے کا ٹکڑا لیکر اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ تو حضرت سودہ کے ہاتھ سب بیویوں سے لمبے نکلے۔ رسول کریم کے سامنے ہاتھ ناپے گئے اور آپ خاموش دیکھتے رہے۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہوا۔ تو آپکے بعد بجائے سودہ کے حضرت زینب کا انتقال سب بیویوں سے پہلے ہوا۔ اس وقت فیصلہ کیا گیا۔ کہ لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھوں کی لمبائی نہیں۔ بلکہ اس سے مراد سخاوت ہے اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ پہلے سمجھا گیا۔ وہ نہ ہوا۔ بلکہ جو کچھ خدا کے نزدیک تھا۔ وہ ہوا۔

اسی طرح محمدی بیگم کے متعلق جو اعتراض ہیں۔ وہ فضول ہیں۔ کیونکہ خدا نے جس نے وہ کلام نازل کیا تھا۔ جس طرح درست تھا۔ اس طرح کیا۔ اسلئے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

پھر ایک اور مثال ہے۔ حضرت نوح کو الہام ہوتا ہے۔ کہ اب تمہاری قوم ہرگز ایمان نہیں لائیگی ان پر غم مت کرو۔ ہاں ایک کشتی بناؤ۔ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے مت خطاب کرو۔ انہوں نے کشتی تیار کی خدا کے وعدے کے مطابق پانی کا طوفان اٹھا اور نوح نبی کو حکم ہوا۔ کہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین وغیرہ کے ساتھ اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ سوار ہو گئے۔ آخر طوفان تھم گیا۔ ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے۔ جن میں حضرت نوح کا بیٹا بھی ہلاک ہو گیا۔ اس وقت حضرت نوح نے جو کچھ کہا اور اس کے متعلق جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے یہ ہے۔ ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین۔ قال یٰنوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین (پارہ ۱۲ ع ۴) اس وقت کسی اور نے نہیں خود حضرت نوحؑ نے ادب سے پوچھا۔ اور عرض کیا۔ کہ اے خدا تیرا وعدہ تھا۔ کہ میرے اہل بچالئے جائینگے۔ اور میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا۔ وہ نہیں بچا آپ کا وعدہ تو سچا ہے۔ اور آپ بہتر فیصلہ کرنیوالے ہیں۔ لیکن یہ بات کیا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ حضرت نوح کو جواب دیتا ہے۔ کہ اے نوح بیشک ہمارا وعدہ تھا۔ کہ تیرے اہل کو بچائیں گے۔ مگر تیرا بیٹا تیرا اہل نہ تھا۔ کیوں اہل نہ تھا۔ اس لئے کہ وہ تیرے خلاف تھا۔ اور اس کے اعمال غیر صالح تھے۔ پھر فرمایا مت پوچھ مجھ سے وہ باتیں کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے وعظ کرتا ہوں کہ تو جاہلوں سے مت ہو۔

اب دیکھو حضرت نوح سے وعدہ تھا۔ کہ اُن کے اہل بچائے جائیں گے۔ وہ اس سے ظاہری اہل سمجھے اسی لئے اپنے بیٹے کے ہلاک ہونے پر خدا کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ مگر خدا جس نے نوح کو وعدہ دیا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جب اپنی بھی ہوئی بات کے مطابق حضرت نوح نے پوچھا۔ تو خدا نے

بتایا کہ ہم نے کب کہا تھا کہ تیرے ظاہری اہل بچائے جائینگے۔ وہ تیرا بیٹا تیرا ظاہری اہل تھا۔ ہمارا اس کی حفاظت کا وعدہ نہ تھا۔ اسلئے وہ ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ تو ہلاکار کا طریق ہے کہ یدلنا آیۃ مکان آیۃ کی حقیقت کو نہ سمجھیں۔ آپ نبی ایسی آپ کو یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے ۔

چوتھا اصل ایک اور بات پیشگوئیوں کے متعلق اللہ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ۔ (پارہ اول رکوع ۱۳) ہم کسی نشان کو منسوخ نہیں کرتے۔ مگر لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسا کوئی اور پیشگوئیوں میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ہم کسی کو دس روپے دینے کا وعدہ کریں اور دس کی بجائے پندرہ دیدیں تو وعدہ جھوٹا نہیں کہلائیگا۔ بلکہ بڑھکر پورا کیا گیا اس کی مثال قرآن کریم میں یوں آتی ہے۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (پارہ ۹ ع ۷)

وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا ہم نے اسکو ساتھ دس کے۔ پس خدا کا وعدہ چالیس رات میں پورا ہوا۔ کیا اسمیں کوئی خدا پر نعوذ باللہ جھوٹ کا الزام آسکتا ہے کہ تیس رات کا وعدہ چالیس میں پورا کیا۔ نہیں نہیں اسلئے کہ خدا کی عادت کے لئے اگر تیس رات کی بجائے چالیس راتیں صرف ہوں۔ تو یہ عین خوشی کی بات ہے ۔

پانچواں اصل مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (پارہ ۱۳ ع ۳) کوئی رسول نہیں جو بغیر اللہ کے اذن کے کوئی نشان لائے ہر ایک وعدے کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اصل کتاب اس کے پاس ہے ۔

خدا تعالیٰ کے نبی خدا کی وحی سے پیشگوئی کرتے ہیں اپنے پاس سے نہیں کرتے۔ اور ہر ایک وعدہ کیلئے خدا کے ایک وقت مقرر ہے۔ اور ان وعدوں پر اسے اللہ جن کو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔ اور جن کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ اصل علم اسی کے پاس ہے۔

اس کی مثالیں یہ ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم سے وعدہ تھا۔ اور پختہ وعدہ تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے الفاظ قرآن کریم میں یہ ہیں کہ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ (پارہ ۶ ع ۸)

اے قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ارض تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ مگر باوجود اس حتمی وعدے کے جب قوم نے اپنے آپ کو اہل ثابت نہ کیا اور کہدیا۔ کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (پارہ ۷ ع ۸) تو وہی ارض مقدس جو ان کیلئے لکھ دی گئی تھی اسکے متعلق صاف لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ۔ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ (پارہ ۶ ع ۸) کہ وہی ارض مقدس جو بنی اسرائیل کے لئے لکھ دی گئی تھی۔ ان کیلئے حرام کر دیگئی ہے۔ چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے پھریں۔ دیکھو ادھر تو فرمایا کہ وہ تمہارے نام لکھ دی جاؤ اور قابض ہو جاؤ اور ادھر کہدیا گیا کہ حرام کر دی گئی ۔

حضرت مسیح موعود کا دعائیہ اشتہار حضرت مسیح موعود نے دعائیہ شتہار مولوی ثناء اللہ کے متعلق شائع کیا۔ مولوی ثناء اللہ نے اس طریق فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ کہا کرتے ہیں کہ میرے انکار سے کیا ہوتا تھا۔ خدا کو چاہیئے تھا کہ اپنے نبی کی دعا سنتا میں خواہ اس طریق فیصلہ کو نہ مانتا۔ تب بھی مجھے مرزا صاحب سے پہلے مرنا چاہیئے تھا۔ لیکن یہ انکی بات غلط ہے۔ اور قرآن کریم کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر کسی کے انکار کا کچھ اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ تو ضرور قوم موسیٰ کو ارض مقدس ملنی چاہیئے تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ قوم موسیٰ کے انکار سے چالیس سال تک کے لئے انپر حرام کر دی گئی۔ غرض انکار کا اثر ضروری ہے۔ لیکن مثال احادیث میں بھی ہے۔ نبی کریم نے فرمایا کہ مجھے قیصر و کسریٰ کے خزائن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ سو جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور کو یہ کنجیاں نہیں دی گئیں۔ حضرت عمرؓ [illegible] میں۔ اسلئے ہو سکتا ہے کہ نبی کے ساتھ جو وعدہ ہو اس کا ایفاء نبی کے منشاء کے ماتحت ہی کے ساتھ کیا جائے ۔

حضرت مسیح موعود کی عمر پر اعتراض حضرت مسیح موعود کی عمر پر اعتراض کیا گیا ہے۔ عجب ہے۔ کہ اس پر بھی تو مولوی ثناء اللہ مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمرؓ کو اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی وفات سے وقت ہوئی ہے بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عمر نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تلوار لٹھ لی اور کہا کہ جو کہیگا کہ آپ مر گئے ہیں میں اسکو مار ڈالونگا۔ کیونکہ ابھی تو آپ نے منافقوں کے ناک کان کاٹنے ہیں۔ سو حضرت ابوبکر صدیق نے اسکو سمجھایا تب انہوں نے اپنی تلوار نیام میں کی (بخاری باب فضل ابی بکر)

اسی طرح یہاں بھی اعتراض ہوتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (۴۱-۱۹) پس مسیح موعود پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کیا جا رہا جو پہلوں پر کیا گیا ۔

صلح حدیبیہ کی مثال اسی طرح ایک اور مثال ہے صلح حدیبیہ کی۔ آنحضرت صلعم نے بڑے ساز و سامان کے ساتھ ایک خواب کی بنا پر کئی ہزار فوج لے کر مکہ کی طرف کوچ کیا۔ لیکن کفار نے مکہ داخل نہ ہونے دیا اور تمام لوگوں کو ابتلاء آگیا اور حضرت عمرؓ کو سخت ابتلاء آیا۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کے پاس جاکر کہا۔ کیا آپ خدا کے رسول نہیں اور کیا ہم حق پر نہیں آپ نے فرمایا میں خدا کا رسول بھی ہوں اور ہم حق پر بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا آپ ہمیں نہیں کہا کرتے تھے کہ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اس سال ایسا ہوگا۔ ان شاء اللہ پھر آپ ابوبکر صدیق کے پاس گئے۔ انہوں نے سمجھایا۔ تب مطمئن ہو کر پھر رسول کریم کو مقام حدیبیہ پر جا ملے گیا مگر آپ نے جو سمجھا وہ نہ نکلا بلکہ اور نکلا۔

یہ ہیں اصول پیشگوئیوں کو سمجھنے کے ۔

اس تقریر کا باقی حصہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو جناب میر صاحب نے حسب ذیل بیان کیا:۔

صداقت مسیح موعود

محکمات و متشابہات آپ نے آیت شریفہ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

فَلَمَّا رَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث (پ ۹۴)

میری نقد کے دو حصہ ہیں۔ اول وہ پیشگوئیاں جنہیں مخالف اعتراض سمجھتے ہیں۔ دوم جو بناء صداقت ہیں۔ جنہیں مخالف اعتراض نہیں۔

مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ۔

سب سے پہلے میں مولوی ثناء اللہ کے متعلق جو حضرت اقدس کا اشتہار ہے وہ دیتا ہوں۔ اس کا عنوان ہے "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ۔" اس میں حضرت اقدس نے خدا سے دعا کی تھی کہ خدایا جو جھوٹا ہے وہ تیری زندگی میں ہلاک ہو۔ اور یہ مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجا کہ آپ اس کو اپنے اخبار میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں "اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" جب مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس گیا تو اس نے اپنے ۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ اہلحدیث میں درج کیا۔ اور اسکے نیچے لکھا کہ:۔

"آپ اس دعوی میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔"

"ومن کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا"

اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما اور یمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔"

اور سنو! بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتی طال علیھم العمر۔ جس کے صاف معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کریں وغیرہ۔

"مگر تو حضرت اقدس نے یہ طریق فیصلہ پیش کیا اور دعا کی جو نہ الہام و وحی کے ماتحت نہ تھی۔ بلکہ محض ایک دعا تھی جو خدا کے سپرد کی گئی اور طریق فیصلہ تھا۔ جو ثناء اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر ثناء اللہ نے اپنے مندرجہ بالا الفاظ لکھے چونکہ حجت مولوی ثناء اللہ پر کرنی تھی۔ اور وہ اسی کے مساعد سے ہو سکتی تھی۔ اسلئے جو طریق اس نے پسند کیا اسی کے مطابق خدا نے حضرت مسیح موعود کو وفات دیکر اس کو نافرمان۔ مفسد اور بدکار ثابت کیا (مطابق اصول مشہورہ اخبار اہلحدیث) لیکن ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۳ پر لکھا تھا کہ:

"وہ صحیح ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے مخالف پر

تین نشان میرے ظاہر ہونگے۔"

دوسرا نشان یہ ہے کہ:۔

"۲۔ اگر اس پیشگوئی پر دو مستدعی کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مرینگے۔"

یہ ایک پیشگوئی تھی جو ۱۹۰۷ء میں کی گئی۔ مگر دیکھو صفحہ ۳ میں وہ لکھتے ہے کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور نہیں کہ کاذب صادق کے پہلے مرے۔ اسلئے خدا نے اس کو زندہ رکھا۔ اور حضرت مسیح موعود کو وفات دیدی۔

قادیان میں طاعون کی پیشگوئی۔

دوسری پیشگوئی قادیان میں طاعون کے متعلق تھی۔ مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے شائع کیا تھا کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئیگی۔ مگر یہ غلط ہے۔ حضرت اقدس کا کوئی الہام نہیں جسمیں لکھا ہو کہ قادیان میں طاعون نہیں آئیگی۔ ہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ قادیان میں طاعون جارف یعنی جھاڑو پھیر دینے والی طاعون نہیں آئیگی۔ اور ایسی نہ ہوگی جو انسانی برداشت سے باہر ہو۔ سو ایسا ہی ہوا۔

دیکھو حضرت صاحب نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپکے گھر میں اور آپکے خاک و خشت کے گھر میں رہنے والے کلیتہً اس ہلاکت سے بچائے جائینگے۔ چنانچہ آج تک کہ بیس بائیس سال طاعون کو آئے ہوئے گذر گئے۔ ایک کیس بھی طاعون کا اس مکان میں نہیں ہوا۔ درآنحالیکہ اردگرد طاعون آتی رہی۔ لیکن یہ بالکل محفوظ رہا۔ خدا تعالیٰ نے نوح نبی کی کشتی کو دنیا کے لئے حضرت نوح کی صداقت کا نشان ٹھہرایا۔ حالانکہ سیلاب سے بچنے کا سامان کشتی ہی ہوتی ہے مگر یہ دنیا میں کوئی ذریعہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ طاعون سے بچنے کا ذریعہ کوئی گھر ہو پس جس طرح اس نشان کو حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت کا نشان ٹھہرایا جاتا ہے

محمدی بیگم والی پیشگوئی

کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے قرآن کریم سے بتایا تھا کہ وما نرسل الا ایات الا تخویفا۔ یہ نشان بھی انذاری تھا۔ وہ لوگ بے دین تھے۔ ان کے لئے یہ نشان ظاہر کیا۔ اس پیشگوئی کی دو نالگیں تھیں (۱) یہ کہ اگر محمدی بیگم کا والد احمد بیگ حضرت مسیح موعود سے کئے ہوئے اس کا نکاح کرے۔ تو تین سال میں فوت ہوگا۔ چنانچہ احمد بیگ تو ابھی چند ہی مہینے محمدی بیگم کے نکاح پر گذرے تھے۔ ہوشیارپور فوت ہو گیا۔ داماد سلطان محمد نے اپنی حالت سے رجوع کیا۔ اور خوف کھایا۔ اسلئے اسپر سے عذاب ٹل گیا۔ اگر کہا جائے۔ کہ سلطان محمد بیعت میں داخل ہونا چاہیئے تھا۔ تب ہم اس کا رجوع مانینگے یہ غلط ہے۔ کیونکہ رجوع کے لئے بیعت میں داخل ہونا شرط نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ۝ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ (پ ۹ ع ۴)

اور ضرور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف۔ پس موسیٰ نے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ پس جب انکے پاس ہماری نشانیوں کے ساتھ آیا۔ وہ اس سے ہنستے تھے ہم ان کو کوئی نشان نہ دکھاتے تھے مگر وہ جو پہلے سے بڑا ہوتا تھا۔ اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب کے ساتھ تاکہ وہ رجوع کریں۔ مگر انکا رجوع کیسا تھا۔ اس کے لئے فرمایا وہ کہتے تھے کہ اے جادوگر ہمارے لئے دعا کر اس چیز کے ساتھ جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے۔ ہم اس سے ہدایت پائینگے۔ پس جب ہم نے عذاب دور کر دیا۔ وہ اپنے عہد سے پھر گئے۔

اب یہاں دیکھو کہ ان کے رجوع کا حال بیان کیا کہ ان کا رجوع یہ تھا کہ انہوں نے موسیٰ سے دعا کرائی۔ اگرچہ جادوگر ہی کہتے تھے وہ ایمان نہیں لائے تھے۔ بیعت نہیں کرتے تھے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ رجوع کے لئے ایمان لانا شرط نہیں۔ ایسا ہی بہت لوگوں نے رجوع کیا۔ اپنی بدزبانی سے رک گئے۔ بلکہ آپکے متعلق

کھا کہ ہم ان کو نبی سچا اور اسلام کا خادم سمجھتے تھے اب بھی اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ جب ان کی یہ حالت تھی۔ تو خدا نے ان پر سے عذاب ٹال دیا۔ اس حضرت صاحب کا اعلان ہے کہ اگر وہ پھر توبہ کریں گے تو وہ عذاب نہ ہوگا۔

اب میں حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) مولوی ثناء اللہ نے اپنی شہادت کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی صداقت کے لئے یہ بھی کرنے کو تیار ہیں کہ ہمارے نظام عالم میں جہاں اور دعاؤں کی قبولیت ہم دیکھتے ہیں یہ بھی دیکھ لیں کہ کاذب کی زندگی میں اس کی تائید نہیں ہوتی۔ (یہ مضمون ہے)

(۲) اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص مرا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ وہ ضرور صادق ہوتا ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کھاتا ہے۔ تو مرجاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہر شخص جو زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا وہ ضرور مریگا۔ اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے کہ اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعویٰ نبوت کا ذب کی مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائے گا ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے۔ بال یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"حالانکہ بقول اہل کتاب پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذ اللہ پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری اگر ہوا تو کیا جو اس (قانون الٰہی) کے مطابق حضور اقدس خدا کے گئے۔ اگر یہ کلام سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔" (تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶-۱۷)

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مسلمات میں قرآن کریم کے رو سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جھوٹا نبی مارا جاتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نبی مانتے ہیں۔ مگر یہ قانون بجائے آپ کو مجرم ثابت کرنے کے سچا ثابت کرتا ہے۔ اب میرا سوال مولوی ثناء اللہ سے ہے۔ کہ جب وہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا مدعی نبوت مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کے بیان کردہ قانون الٰہی کے مطابق وہ مارے نہیں جاتے۔ پس ان کے مسلمات کے رو سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

معجزانہ کلام

قرآن مجید کہتا ہے۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ (ہود ع ۲) فرماتا ہے کہ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے جھوٹ باندھ لیا تو ان سے کہہ دے کہ تم اس کی مثل دس سورتیں ہی جھوٹ موٹ کی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اوروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ اگر یہ تمہاری نہ سنیں تو جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے۔

اس کے مطابق حضرت مسیح موعود نے اپنے علم سے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کے علم سے کہا ہے کہ تمام دنیا مل کر بھی اس کی مثل نہیں بنا سکتی۔ اور نہ تمام دنیا کے علماء اس کے مقابلہ میں کچھ لکھ سکتے ہیں۔ اور اس کے علم سے کہا ہے کہ جو شخص اس کے مقابلہ میں کچھ لکھے گا وہ ذلیل ہوگا۔ اور اس کی پیشگوئی کے مطابق ہر ایک مخالف ذلیل ہوا۔ اور اس کی پیشگوئی کے مطابق ہر ایک مخالف ذلیل ہوا۔

تقسیم بنگالہ

لارڈ کرزن نے بنگال کا تقسیم کیا۔ بنگالیوں نے بہت شور مچایا جس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ پارلیمنٹ تک میں اس کے متعلق فیصلہ کر دیا گیا کہ فیصلہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا کی طرف سے کوئی بات کہی جا سکتی تھی۔ تو یہی کہ اب اس معاملہ کو یہیں چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس میں کچھ ترمیم نہیں ہو سکتی۔ مگر آپ نے خدا سے خبر پا کر شملہ کی کہ بنگالیوں نے متعلق جو حکم پہلے شائع کیا گیا تھا اب اس کی دہجوئی کی جائیگی اور دہجوئی اسی وقت ہو سکتی تھی کہ تقسیم میں ترمیم کر دی جائے چنانچہ ۱۹۱۱ء بادشاہ دلی میں آیا اور اس نے ابھی ترمیم کر دی اور خدا کی بات پوری ہوئی۔ پارلیمنٹ میں اعتراض ہوا مگر پھر اس معاملہ کو چھوڑ دیا گیا۔ کیا یہ آپ کی صداقت کی دلیل نہیں؟

عبدالرحمن و حضرت عبداللطیف کی شہادت

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے براہین احمدیہ میں خدا سے علم پا کر پیشگوئی کی کہ قادیان قندہار علم تعبیر سے ثابت ہے کہ جو شخص ظلم سے مارا جائے اور وہ کچھ مقابلہ نہ کرے۔ اس کی موت بکری کی موت ہوتی ہے جب آپ نے دعویٰ کیا افغانستان سے دو شخص آپ کے سلسلہ میں ابتداء داخل ہوئے اول میاں عبدالرحمن صاحب اور دوسرے شاہزادہ عبداللطیف صاحب اور دونوں وہاں شہید کئے گئے اور دونوں نے ظالموں کا کچھ مقابلہ نہ کیا اور بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔

رسول کریم نے بھی یہی کہا تھا کہ کچھ گائیں ذبح ہوئی ہیں اور اس سے مراد صحابہ تھے۔ اب دونوں پیشگوئیوں میں حکمت یہ ہے کہ مسیح موعود دو صحابی بغیر مقابلہ کے مارے گئے اور یہی ان کی حالت بتائی گئی تھی مگر آنحضرت کے صحابہ کو گائے کی شکل میں دکھایا گیا۔ اور گائے مارتی بھی ہے مرتی بھی ہے چنانچہ انہوں نے قتلوا و قتلوا کے ارشاد کے ماتحت دشمنوں کو مارا بھی اور مر بھی گئے۔ یہ ہے عظیم الشان پیشگوئی کہ جس پر کوئی شخص انگلی نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ وفات مسیح

(خلاصہ تقریر حافظ روشن علی صاحب)

۲۰ مارچ کی شب کو میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر کے بعد مکرم حافظ صاحب نے مسئلہ وفات مسیح کے متعلق جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

ہر ایک مخالفت کا کوئی سبب ہوتا ہے۔ ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آئینگے اور ان سے اگلی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں اب حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کو اپنے اعتقاد کے جھوٹے پڑنے کی وجہ سے وہ مخالفت کرتے ہیں اور بجائے حضرت مسیح ناصری کی زندگی ثابت کرنے کے حضرت مسیح موعود سے عداوت رکھتے ہیں۔

اس وقت حضرت مسیح کی وفات کے دلائل کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر حیات ثابت ہو جائے تو تمام نزاع کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت میں ان دلائل کو لیتا ہوں جو حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

ما قتلوہ و ما صلبوہ کا مطلب

سب سے پہلی آیت یہ ہے۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (پارہ ۶ رکوع ۲۶) کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کی کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا یا صلیب پر مار دیا تردید کی ہے اسلئے مسیح نہیں مرا بلکہ کوئی اور مرا۔ قتل اور صلب کے سامان کیے۔ مگر کسی کو کوئی مار نہیں سکتا۔ جو لوگ کسی کو مارنا چاہتے ہیں اس کے لئے موت کے اسباب مہیا کر دیتے ہیں مگر موت اللہ تعالیٰ ہی کسی پر وارد کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (۳:۱۴۵) کوئی جان نہیں مر سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو اور اس کا اللہ نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (۶:۶۲) اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہے وہ تم پر نگہبان فرشتے بھیجتا ہے جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

پس کوئی انسان کسی کو نہیں مار سکتا۔ ہاں اسباب موت جمع کر سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے علم میں اس کا وقت آچکا ہوتا ہے۔ تو وہ مر جاتا ہے۔ ورنہ وہ اسباب پے اثر ہو جاتے ہیں۔

چونکہ یہود نے دعویٰ کیا۔ کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا اور صلیب پر چڑھا کر مار دیا۔ اور یہ غلط تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اس کی تردید کی ہے قتل کہتے ہیں القتل اخراج الروح عن البدن۔ یعنی بدن سے روح کے نکالنے کو قتل کہتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے اسباب قتل تو مہیا کئے۔ مگر روح کو جسم سے نہیں نکال سکے۔ اور اسی طرح صلب کے متعلق آتا ہے۔ کہ الصلب القتلة المعروفة۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ نہ انہوں نے قتل کیا نہ صلیب پر چڑھا کر مارا۔ یہاں صلیب پر چڑھا کر مارنے کی تردید نہیں۔ صلیب پر مارنے کی تردید ہے

کیا مسیح کی بجائے کوئی اور مارا گیا

اسی کے متعلق ایک اور بات بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ مسیح کو تو یہود نے نہیں مارا۔ بلکہ مسیح کا ایک ہمشکل اسی وقت بنا دیا گیا۔ اور مسیح کی بجائے اس کو مار دیا گیا۔ اب ہم اس کے متعلق دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ (۱) کہ یہ شخص کا جو مسیح کی بجائے بنایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں نہیں جب اس میں قرآن کریم کی ہے۔ تو پھر کیسے یہ بات بھی قرآن کریم میں ہونی چاہئیں۔ جب قرآن سے ایک بات ثابت ہو۔ دوسری بات (۲) اگر خدا نے مسیح کو بچانا تھا تو یہود کو دھوکے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا نعوذ باللہ یہ خوف تھا کہ یہود کہیں آسمان پر بھی نہ چڑھ جائیں۔ اور وہاں جا کر مسیح کا اغوا نہ کر لیں۔

(۳) یہ کہ اس شخص کی صورت بدل کر ایک دوسرے شخص کو مروا دینے میں کوئی حکمت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی ذات سے یہ بعید ہے۔ کہ کسی لغو کام کو اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا (پارہ سترہ ۲۶) کہ ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ کھیتے پیدا نہیں بنایا۔

(۴) وہ کون شخص تھا جس کو مسیح کا ہمشکل بنایا گیا اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ کوئی کسی نام بتاتا ہے کوئی کسی کا۔ اگر یہ واقعہ ہے۔ تو اس میں زمین و آسمان کے فرق کی کیا ضرورت تھی۔

(۵) ایک یہ بھی سوال ہے۔ کہ کیا یہود سے خدا کو اتنی محبت تھی کہ ان کی خاطر خدا نے کسی اور کو مسیح کا ہم شکل بنا کر ان کو خوش کر دیا۔

(۶) یہ اعتراض ہے۔ کہ مسیح کو خدا نے بنی اسرائیل کی طرف رسول و نبی بنا کر بھیجا تھا۔ مگر مسیح کو خدا نے چھپا لیا۔ اور اس کی بجائے کسی اور شخص کو مسیح ہمشکل بنا کر سولی پر چڑھا دیا۔ تو جب وہ شخص مسیح کا ہی ہمشکل تھا۔ اور مسیح ان کے سامنے نہ تھا۔ تو یہودی کس طرح مجرم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ نعوذ باللہ جھوٹا نبی جانتے تھے وہ اپنے توہمات کے معیار کے مطابق اس کو جھوٹا ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے انہوں نے دیکھا۔ کہ ہم جس کو مار رہے ہیں۔ وہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ اس کا غیر نہیں۔

جب وہ مسیح کا ہمشکل بنا۔ تو وہ اس کے علم کا بھی وارث ہوا۔ اور علم کی تعریف ہی یہ کی گئی ہے۔ کہ یہ جو ان الاشیاء علی ما ہی علیہ فی نفس الامر۔ پس جب مسیح کا ہمشکل اس میں آگیا تو اس کا دعویٰ جھوٹا نہیں اور خدا تعالےٰ ان کو مجرم نہیں قرار دے سکتا۔

(۷) حضرت عیسیٰ خدا کے پیارے ہیں اور وہ شخص جس کو منافق یا مرتد یا دشمن مسیح کہا جاتا ہے۔ بہرحال ایک بدتر شخص ہوگا۔ اور ہونا چاہیئے۔ اب ملعون شخص کو خدا کے پیارے مسیح کی شکل دینے کی کیا وجہ اور اس سے اس کو کیا سزا ملی۔ کیونکہ وہ خدا کے پیارے کا ہم شکل ہو گیا۔ پس خدا جس پر غصہ ہوا کرتا ہے۔ ان کو اپنے پیاروں کی شکل نہیں دیا کرتا بلکہ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ جن پر اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا اور لعنت کرتا ہے۔ ان کی حالت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا۔ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ اور کہتا ہے شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ (پارہ ششم ع ۱۳) کہ یہ اللہ تعالےٰ غضب نازل کرتا ہے۔ ان کو سور بندر اور عبد الطاغوت بناتا ہے۔ پس چاہیئے تھا۔ کہ اس ملعون کو گدھا یا سور یا کتا یا اور کوئی ایسی ہی شکل بنا دیتا۔ نہ یہ کہ اس نے قواعد کے خلاف اپنے پیارے کی ہی شکل بنا دی۔ جو لوگ قائل ہیں۔ کہ خدا کسی کا طیہ بدل کر دوسرے کا طیہ اس کو دے دیتا ہے۔ ان کو اس بات میں غور کرنا چاہیئے +

(۸) خدا تعالےٰ نے مسیح کو رَسُولًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ کہا ہے۔ اور ان کے متعلق مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ تین سال کیلئے زمین پر رہے اور چالیس سال اور آکر رہینگے کل سوا سال بحیثیت نبی کے وہ زمین پر رہینگے۔ اگر سوا انیس سو سال تو ان کو ابھی آسمان پر گئے ہوئے ہو گئے ہیں۔ اور ابھی نہیں معلوم کتنے وہ اور آسمان پر رہا ہوگا۔ اس لئے چاہیئے تھا۔ کہ قرآن کریم میں ان کو بھیجے رسولًا الی بنی اسرائیل کے رسولًا الی اھل السما کہا جاتا۔

(۹) ایک اور بات ہے۔ اور وہ یہ کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح کو تکلیب کے وقت خدا آسمان پر لے گیا۔ وہ نصاریٰ کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس سے ثبوت دیتے ہیں۔ کہ مسیح کو تمام دیگر انبیاء پر فضیلت حاصل تھی۔ کیونکہ تمام نبیوں پر موت سے موت وقت آئے۔ خدا کسی کو آسمان پر نہ لے گیا۔ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا۔ خدا ان کو آسمان پر نہیں لے گیا۔ بلکہ آگ کو حکم دیا۔ کہ ٹھنڈی ہو جا۔ اسی طرح یہاں بھی چاہیئے تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ جب یہود نے چاہا۔ کہ مسیح کو صلیب پر مار دیں۔ خدا نے صلیب کو کہا۔ کہ اے صلیب میرے بندے مسیح کو مت نقصان پہنچا۔

کیا حضرت مسیح کو آسمان اٹھا لیا گیا

پس مسیح کی بجائے کسی دوسرے کو صلیب پر چڑھانے سے خدا کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے دوسری دلیل حیات مسیح کے بارے میں پیش کیا جایا کرتی ہے۔ کہ قرآن کریم میں آتا ہے بل رفعہ اللہ الیہ۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ نے مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کے متعلق چند باتیں

گذارش ہیں (۱) اس آیت میں لفظ آسمان نہیں ہے۔ یہ زائد لفظ کہاں سے آگیا؟

(۲) عربی زبان میں "طرف" کے معنوں میں دو لفظ ہیں۔ (۱) الیٰ (۲) تلقاء۔

ان دونوں لفظوں میں فرق ہے۔ لفظ "تلقاء" عام "طرف" کے معنوں میں آتا ہے اور لفظ "الیٰ" انتہا غایت کے لئے۔ جیسا کہ فرمایا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (پ ۲ ع ۷) پھر تم روزے کو رات تک پورا کرو۔ کیا معنے کہ جب رات آجائے۔ تب روزے کو ختم کرو۔ پس اسی طرح یہاں بھی آیت بل رفعه الله اليه میں لفظ "الیٰ" وارد ہے۔ اور اس کا تقاضا ہے کہ مسیح عرش تک پہنچا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ان کو چوتھے آسمان پر ہی بٹھا۔ یا جاتا ہے پھر قرآن کریم میں تو آیا ہے کہ وهو الله في السموات وفي الارض۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے مسیح کو آسمان پر لیجانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نیز جب کوئی مسلمان اپنا فوت ہوتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ انا لله وانا اليه راجعون کیا وہ مردہ اور ہم سب مع اجسم آسمان پر خدا کے پاس چلے جاتے ہیں۔

(۳) چاہیئے کہ مسیح کو آسمان پر لیجانے والے خدا کیلئے کوئی جہت مقرر کریں۔ اگر خدا کی جہت مقرر کرینگے۔ تو ان کو ماننا پڑے گا کہ خدا باقی دوسری طرفوں میں نہیں ہے۔

(۴) یہاں اللہ کا اٹھانا ہے اور اٹھانا کئی قسم کا اور کئی قسم کے لوگوں کا ہوتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ خدا کے اٹھانے کا کیا طریق ہے۔ باپ بھی بیٹے کو اٹھاتا ہے اور وہ یہ کہ وہ گود میں یا کندھے پر چڑھا لیتا ہے۔ اگر مسیح کو خدا نے گود یا کندھے پر اٹھایا ہے تو مسیح خدا کا بیٹا ہوا۔ اور عیسائی مذہب سچا ثابت ہوا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومنوں کا رفع کیا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ ۲۸ ع ۲) اللہ تعالےٰ مومنوں کو اٹھاتا ہے۔ اسکے معنے یہ نہیں کہ خدا آسمان پر لے جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہ ان کو اپنا قرب عطاء کرتا ہے۔ اور یہی معنے ہیں بل رفعه الله اليه کے۔

کہ یہود اپنے زعم میں چاہتے تھے۔ کہ وہ مسیح کو دربار الٰہی سے دھتکارا ہوا ثابت کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں وہ ہمارا دربار ہے۔ اور یہی مومنین مخلصین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

مندرجہ ذیل تقریر ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء گیارہ بجے دن کے ہوئی۔

رات مینے بتایا تھا۔ کہ اگر مسیح کی بجائے کوئی اور شخص سولی پر چڑھا کر مارا گیا تو اس پر کیا اعتراض ہوتے ہیں۔ اور پھر چند باتیں رفع کے متعلق بھی بتائی تھیں۔ اب میں وہ باتیں بیان کرونگا۔ جو بعض غیر احمدی علماء کے نزدیک مسیح کی حیات کا زبردست ثبوت ہیں۔

حیات مسیح کے دلائل پر تنقید

مولوی ابراہیم صاحب کالجی نے اپنے لیکچر میں بیان کیا۔ کہ اگر مسیح کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ تو پھر خواہ وہ زندہ ہی اتارے جائیں۔ یہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (پارہ ۷ ع ۵) کہ یاد کر اے موسیٰ کو جب بنی اسرائیل کو میں نے تجھ سے روک دیا۔ جبکہ تو انکے پاس بینات کے ساتھ آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ کف صادق نہیں آسکتا جب تک کہ یہ نہ ہو کہ مسیح کو مارا بھی نہ لگایا جائے اور وہ سولی سے بچائے جائیں۔ مگر بر خیال مولوی ابراہیم کے قرآن کریم میں تدبر نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جس طرح یہ لوگ توفی کا لفظ جہاں غیر مسیح کے لئے آئے تو قبض روح معنے لیتے ہیں اور جب مسیح کے لئے آئے۔ تو قبض روح و اجسم لیتے ہیں۔ اسی طرح لفظ کف کا اوروں کیلئے بھی قرآن کریم میں آتا ہے۔ مگر وہاں یہ معنے نہیں لیتے جو مسیح کے لئے لیتے ہیں۔ چنانچہ یہی لفظ آنحضرتؐ کے لئے اور مومنوں کیلئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے۔ سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۲۶ رکعہ ۱۱) اور لوگوں کے ہاتھوں تم سے روکا تاکہ مومنوں کیلئے نشان ہو۔

لیکن کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کو تکالیف برداشت کرنا نہیں پڑیں۔ نبی کریمؐ نے زخم نہیں کھائے جب باوجود یہاں کف ایدی الناس کے یہ نظارہ موجود ہے۔ تو مسیح علیہ السلام کے لئے جو "کففت" کا لفظ ہے۔ اس سے یہ کیسے نکل آیا کہ ان کو یہود نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ایک بات ہے اور وہ یہ کہ وہ صلیب پر مارنا چاہتے تھے۔ خدا نے مارنے نہیں دیا۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب فوان کے پاس آیا تب رکے گا۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لئے ان کو روکدیا تھا۔

مسیح کے آسمان پر جانے کی دوسری دلیل

مولوی ابراہیم نے اپنے لیکچر میں کہا کہ مسیح کی پیدائش چونکہ یونہی سے تھی اسلئے وہ آسمان پر اڑ گیا کہ ہوائی جسم اس کا تھا۔ مگر آدم تو ڈبل ہوائی ہونا چاہیئے۔ اس کا کیا جواب ہے۔ بلکہ آدم تو بقول آپکے آسمان کے نیچے آیا۔ چہ جائے کہ نیچے سے آسمان پر جاتا؟

یہ غلط ہے کہ مسیح کی پیدائش ہوائی تھی۔ بلکہ جیسا کہ لفظ نفخ روح کا مسیح کے لئے ہے آدم اور بنی آدم کے لئے بھی ہے۔ چنانچہ بنی آدم کے لئے ہے کہ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (پ ۲۱ ع ۱۴) پس چاہیئے تھا کہ آدم اور تمام بنی آدم بھی آسمان پر جاتے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ ہر انسانی قالب میں نفخ روح کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے۔

پھر جو لوگ نبی کریمؐ کا جسمانی معراج مانتے ہیں وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ آپ کی پیدائش ماں اور باپ سے تھی۔ صرف ماں سے نہ تھی۔ اور بقول ابراہیم ہوائی نہ تھی۔ لیکن آپ بھی مسیح سے بھی اوپر گئے۔ اسلئے ان کا قاعدہ کہاں رہا۔

لفظ رفع کے متعلق اعلان

میں نے رفع کے متعلق رات بعض باتیں بیان کی تھیں۔ مگر میں ایک اصول پیش کرتا ہوں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توفی کے معنے جب اللہ فاعل اور ذی روح مفعول ہو۔ سوائے قبض روح کچھ اور کرنیوالے کے لئے انعام مقرر کیا ہے کوئی اس کا جواب نہیں دے سکا اسی طرح ہماری طرف سے اعلان ہے۔ کہ جب رفع کا فعل انسان کے لئے آئے اور خدا تعالیٰ فاعل ہو تو سوائے عزت دینے کے اور کوئی معنے نہیں اگر کوئی اسکے خلاف دکھائے تو ہم انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔

تمام اہل کتاب کا ایمان لانا

اب میں زیادہ آیات نہیں لیتا ہوں تیسرے عام مفسرین اور عام مولویوں کے حیات مسیح کا ثبوت نکالتے ہیں۔ اور وہ آیت ان من اهل الكتاب

لا یؤمنن الخ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے یہود مسیح پر ایمان لائینگے۔ مگر یہود چونکہ اب تک ایمان نہیں لائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح بھی فوت نہیں ہوئے لیکن اس کے الفاظ پر چند اعتراض ہیں (۱) اس آیت میں مسیح کا کہیں نام نہیں ضمیریں ہیں۔ جن کو جمع کیا گیا ہے۔ قبل موتہ کی ہ کی ضمیر کس طرف جاتی ہے۔ اس میں بہت اختلاف کیا گیا ہے بعض مسیح مراد لیتے ہیں۔ بعض قرآن کریم۔ بعض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعض خدا کی طرف پھیرتے ہیں (۲) اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ کہ فلا یؤمنون الا قلیلا نہیں ایمان لائینگے مگر تھوڑے۔ پس خدا کے اس فیصلہ کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح پر سب ایمان لے آئینگے۔

(۳) اگر یہود مسیح پر ایمان لائیں گے۔ تو یہ ایمان لانا کس کا ایک سچی ہے۔ لیکن اس تمام رکوع میں یہود کی بدیوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اور اس آیت کے آگے پیچھے بھی یہود کی بدیوں اور بدکاریوں کا ذکر ہے۔ یہ درمیان میں نیکی کیسے آگئی۔ اگر کہا جائے۔ کہ جو ان میں نیکی تھی۔ اگر اس کا ذکر کر دیا۔ تو کیا ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان کی نیکیوں اور نیکیوں کو لاکن الراسخون فی العلم کہکر اس فہرست کے بعد الگ ذکر کیا ہے۔

(۴) قرآن کریم تو کہتا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ کا وجود قیامت تک رہیگا۔ پھر جب وہ سب ایمان لے آئے۔ تو ان کا وجود کہاں رہا۔ (۵) اس کو واقعات رد کرتے ہیں سب اہل کتاب ایمان نہیں لائے۔ کیونکہ بہت سے مر گئے اور مر رہے ہیں۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ جب یہودی مرنے لگتا ہے تو وہ فوراً پہلے سے مسیح پر ایمان لانے کا اقرار کر لیتا ہے۔ مگر یہ بچوں کو خوش کرنے والی باتیں ہیں۔

(۶) دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی علماء ہونگے۔ ان کو مسیح قتل کرے گا۔ حالانکہ اس آیت کے معاخوں کے پیش کردہ معنوں کے رو سے ان کو بھی ایمان لاکر مرنا چاہیئے یہ بات لطیف ہے۔ مرنے کو کس کا دل چاہتا ہے۔ اسلئے یہود مسیح پر ایمان نہیں لائینگے۔ کہ جب تک ایمان نہ لائیں ان کے لئے موت نہیں اور مسیح ان کو ایمان نہیں لانے دینگے۔ کیونکہ وہ کہینگے۔ کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے میں زندہ رہونگا۔ مگر کہا جائے۔ کہ مسیح کے وقت کیوں دم اوس۔ تو اس کی لفظ اجازت نہیں دیتے۔

صحیح مطلب

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ اس آیت کے معنے کیا ہیں۔ کیونکہ قرآن کی نہیں ہمارا بھی یہ سوچ رکھنا چاہیئے۔ کہ ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جھوٹا ایمان ایک سچا جھوٹا ایمان زندگی تک رہتا ہے۔ اور سچا ہمیشہ تک۔ اس بات کے ثبوت پر کہ ایمان جھوٹی بات پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت صاف ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ (پارہ پنجم ع پنجم) پس اس آیت کا یہ مطلب ہوا۔ کہ نبی اسرائیل اپنی زندگی بھر تو اپنے اس قول پر ایمان رکھینگے۔ کہ ہم نے مسیح کو مار دیا۔ مگر پھر انکا یہ ایمان ختم ہو جائیگا۔ مسیح ان کے خلاف قیامت کو گواہی دے گا۔

یہاں تک ان دلائل پر بحث تھی جو حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے۔ اب ہم وفات مسیح کے دلائل کو لیتے ہیں۔ مسیح کی وفات قرآن کریم سے کئی طرح ثابت ہوتی ہے۔ (۱) تو مسیح علیہ السلام کے منہ سے ان کی وفات کا اقرار کرایا گیا۔ (۲) اگر وہ رسول ہیں تو ان کی بحیثیت رسول کے وفات ثابت کی ہے۔ (۳) اگر وہ انسان ہیں۔ تو ان کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ (۴) اگر وہ مسیحیوں کے خدا ہیں تو ان کی وفات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت مسیح کا اپنی موت کے متعلق اقرار

(۱) پہلے مسیح کا اقرار ملاحظہ ہو۔ سورہ مائدہ کے آخری رکوع میں مسیح کا سوال و جواب درج ہے۔ جو خواہ قرآن کے نزول سے پہلے ہو چکا یا قیامت کو ہو۔ حضرت مسیح سے سوال ہے۔ کہ کیا تم نے لوگوں کو اپنی خدائی کا سبق دیا ہے۔ وہ اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم۔ میں نے ان کو سوائے آپ کے حکم کے کچھ نہیں کہا۔ جب تک میں ان میں رہا۔ ان کا نگہبان تھا۔ جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ تو تو ہی نگہبان تھا۔

حضرت مسیح کہتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کا ان کو خدا بنانا انکی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ اگر عیسائی بگڑ چکے ہیں۔ تو وفات مسیح ثابت اگر نہیں تو مسیح زندہ ہیں۔

حضرت مسیح کا بحیثیت نبی وفات پانا

(۲) انما المسیح ابن مریم رسول قد خلت من قبله الرسل۔ یہی الفاظ مسیح کیلئے بھی ہیں۔ جن میں مسیح سے پہلے نبیوں کی وفات کا ذکر ہے۔ اور اس میں آنحضرت سے پہلے نبی ہیں۔ لہذا اس آیت کی رو سے مسیح وفات یافتہ ہیں۔

حضرت مسیح کا بحیثیت معبود وفات پانا

(۳) اگر مسیح کو معبود ماسوی اللہ کا درجہ دیا جائے۔ تو بھی ان کی وفات ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (پارہ ۱۴ ع ۸) جنکو اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ کچھ پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ مردہ ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائینگے۔

اگر مسیح خدا کے سوا معبود بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ دعوے ہے کہ بنائے گئے ہیں۔ تو قرآن میں ان کی موت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح کا بحیثیت عام انسان وفات پانا

اگر وہ (عموماً) انسان ہوں تو ان کے لئے یہ قانون ہے کہ فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون کہ زندگی موت اور بعد الموت سب انسانوں کا زمین سے ہوگا۔

اب سوال ہو کہ کیا مسیح یہاں آسکتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ (۱) یہ باتیں فیصلہ طلب ہیں (۲) کیا وہ اپنے سابقہ جسم سے ترقی کر کے آئینگے (۳) اتنزل کر کے۔ اگر ترقی کر کے آئینگے تو رسول کریم سے بڑھ جائینگے اور رسول کریم کی بجائے وہ قیامت تک کیلئے نبی ہونگے اور نبی کریم کی خصوصیت کو توڑنے والے ہونگے جو یہ ہے۔ کہ آپ تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ پہلے پیغمبروں کی نہیں کو نہیں ملی۔ (۴) اگر تنزل کر کے۔ تو کس قصور پر ان کو اپنے سابقہ جسم سے معزول کیا جائیگا۔ تیسرے یہ کہ موجودہ حالت میں آئیں تو وہ رسول نبی ہمارے نہیں کہلائیں گے کتاب ان کی نہیں ہر دو صورت میں آئیں تو بعد قرآن کے ایک نئی کتاب لائیں گے جو قابل عمل ہے۔ اور جس پر عمل کرنا موجب نجات ہے۔ پس قرآن اور اسلام کے نجات کی راہ بند کریں گے۔

یدفن معی فی قبری کا مطلب

حواری ابراہیم نے ایک حدیث بھی پیش کی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح میرے ساتھ ہی میری قبر میں دفن ہونگے اور میں ان کے لئے قبر کھودونگا۔ لیکن یہ پہلے سوال ہیں۔ اول تو اس حدیث کی سند ہی ایسی ہے کہ اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے اس حدیث کے الفاظ پہلے ہیں یہ بتاتا ہوں کہ ان کو قبر میں رکھنے کا ذکر ہے۔ جس کے لفظ قبر کا ہونا ضروری ہے۔ اور تیسرے اس کے الفاظ بھی ہیں۔ جس کی رو سے رسول کریم قبر کھودینگے۔ اور پھر اس کے اندر حضرت عیسیٰ کو رکھا جائیگا۔ دوسرے کہ کیا یہ کہ رسول کریم خود اپنی قبر کھودینگے۔ یا کسی اور کی قبر کھودینگے۔ یا کہ کسی اور کی قبر کھودینگے۔ اگر سوال کہ کیا یہ بات ہے تو حضرت عیسیٰ کے ساتھ ہی دفن کئے جاتے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیان پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی نور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت فغاں آئی

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کریگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

ایڈیٹر: غلام نبی ✻ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۷۶ ۷۷ | مورخہ ۱۱/۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء | دوشنبہ پنجشنبہ | مطابق ۲/۵ شعبان سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست

مدرسہ احمدیہ۔ اخبار حضرت خلیفۃ المسیح کی غیر احمدیوں کے جلسے کے متعلق تقریر خطبہ جمعہ ۱۱ آمدہ سلسلہ اعلان کے اشتہارات

صـ ۱۶

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے۔ ۹ اپریل کو صفرا بخار رہا۔ اللہ تعالیٰ شفا کامل بخشے۔

۹/۱۰ اپریل کی درمیانی شب میں جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے مکان میں عورتوں نے نقب لگایا اور قریباً تمام کپڑوں کے ٹرنک خالی کر گئے۔ نقصان کا اندازہ ایک سو روپیہ ہے۔

اسی رات ڈاکٹر فیض بخش صاحب کے مکان کی قفل شکنی بھی ہوئی۔ روپیوں کی صندوقچی چرا لے گئے۔ جس میں قریباً ایک سو روپیہ تھے۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

مولوی علی احمد صاحب ایم اے بھاگلپوری حسب الحکم امام دارد دارالامان ہو گئے ہیں۔ عنقریب آپ ایک لمبے سفر تبلیغ پر روانہ ہونگے۔

اخبار احمدیہ

ہمارا ایک اور مبلغ لندن میں | تازہ ڈاک روایت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فتح احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک چھاؤنی نوشہرہ بغرض تبلیغ بخیریت لندن میں پہونچ گئے ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہو۔

ہمارا مبلغ کلکتہ میں | مولوی محفوظ الحق صاحب علی (مولوی فاضل) کا خط آیا ہے۔ کہ وہ ۵ مارچ کو کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ خاکسار رحیم بخش ناظر تالیف و اشاعت۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب کا دورہ | حضرت میر صاحب موصوف مع بابا محمد حسن و عطاء پکیٹن سے ہوتے ہوئے ضلع منٹگمری و ضلع ملتان و ضلع ڈیرہ غازیخان میں حضرت امام کے ارشاد کے ماتحت دورے میں مصروف ہیں ان اضلاع کی انجمنوں کو آپ کے مفوضہ کام میں مدد کرنی چاہئے۔

ادنیٰ ذاتوں میں تبلیغ | کیلئے ایک ان پڑھ مبلغ کی ضرورت ہے۔ جو اپنی زندگی خدمت اسلام کی خاطر وقف کرے۔ اور تمام ادنیٰ قوموں کو صراط مستقیم کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ گذارہ کیلئے مبلغ دس روپیہ ماہوار تنخواہ دی جائیگی۔ سفر خرچ اسکے علاوہ ہوگا۔ درخواستیں بنام ناظر تالیف و اشاعت آویں۔

۲۱ مارچ کا تفضل | بعض احباب ۲۱ مارچ کا تفضل طلب کر رہے ہیں حالانکہ وہ شائع نہیں ہوا۔ البتہ ۲۲ مارچ کو تفضل نکلا احباب کو چاہئے۔ کہ وہ صرف یہ دیکھ لیا کریں کہ نمبر مسلسل ہے یا نہیں۔ اور بجائے تاریخ کے نمبر کے لحاظ سے اخبار طلب فرمایا کریں۔ مینیجر

افریقہ میں تبلیغ

احباب منتظر رہیں۔ اگلے پرچہ میں مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کا پہلا خط افریقہ سے درج ہوگا جو اپنے اندر بہت سی خوشخبریاں رکھتا ہے

(ایڈیٹر)

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۱/۱۴ اپریل ۱۹۲۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی غیر احمدیوں کے جلسہ کے متعلق پُر شوکت و جلال تقریر

یہ تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۲۱ و ۲۲ مارچ کی درمیانی شب کو ۹ بجے سے قریباً گیارہ بجے تک مسجد اقصیٰ محمود صاحبزادہ مرزا نظام الدین صاحب متوفی کے مکان کے صحن میں فرمائی۔ جو حضور کے ملاحظہ کے بعد شائع کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تمہید

میں آج آپ لوگوں کے سامنے پہلے تو وہ اسباب بیان کرونگا۔ جن کی وجہ سے وہ انتظام کرنا پڑا۔ جو خلاف معمول یہاں نظر آرہا ہے۔ اس کے بعد ان نتیجوں کے متعلق کچھ بیان کرونگا۔ جو ان دنوں میں غیر احمدیوں کے یہاں ہوئے۔ اور پھر وہ باتیں بتاؤنگا۔ جو صداقت کا نشان ہوتی ہیں۔

ہم نے حفاظت کے لئے یہ سامان کیوں کئے

قادیان دار الامان ہے۔ لیکن یہاں ایسا انتظام تھا۔ جو فوجی انتظام کے مشابہ تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کسی خاص کام پر مقرر تھا۔ حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی کاموں پر مقرر تھے۔ جو اسے متعلقہ کام [illegible] مقبروں اور [illegible] گورنمنٹ کے ماتحت جو ایک با امن گورنمنٹ ہے۔ اس انتظام پر بھی لوگوں کو تعجب ہوتا ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ جو لوگ آتے ہی کسی کام پر لگائے گئے۔ ان کو خیال ہو کہ کیا وجہ تھی۔ جسکے باعث ہمیں یہ انتظام کرنا پڑا۔ اور یہ ضرورت کیوں پیش آئی۔ قادیان میں پہلے بھی جلسے ہوئے۔ آریوں کے جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ سکھوں کے جلسے بھی باقاعدہ ہوتے ہیں۔ غیر احمدیوں کا جلسہ بھی پیچھے دو تین سال ہوتے ہوا تھا۔ اور ان کے علماء آتے رہتے ہیں۔ وعظیں کرتے ہیں چنانچہ پچھلے دنوں مولوی نور احمد صاحب مالکوٹلہ کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ہمارے بعض دوستوں کا برسر بازار مباحثہ بھی ہوا۔ پھر پچھے جو باقاعدہ جلسہ غیر احمدیوں کا ہوا تھا۔ اسمیں ان کے اور مولویوں کے علاوہ مولوی ثناء اللہ بھی آئے تھے۔ مگر ان مواقع میں سے ہم نے کسی موقعہ پر کوئی ایسا انتظام نہیں کیا تھا۔ پھر اس دفعہ کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ یہ انتظام کیا گیا؟

ہمارے دشمنوں کے ناپاک ارادے

اسکے لئے یاد رکھو کہ ہم یہ نہ کرتے۔ مگر ہماری آنکھوں نے بعض خاص باتیں دیکھیں اور ہمارے کانوں نے سنیں۔ اسلئے ہمیں احتیاطاً یہ انتظام کرنا پڑا۔ ہم چھ مہینے سے ان کے جلسہ کے متعلق سن رہے تھے۔ مگر ہمیں اس کے متعلق کچھ خیال نہ تھا۔ نہ ہم نے اس کے لئے باہر اپنے آدمیوں کو اطلاع دی تھی۔ نہ ہمیں کسی تدبیر کا خیال تھا۔ لیکن چند ہی دن ہوئے جبکہ مجھے ایک ایجنسی کی شہادت کے لئے لاہور جانا پڑا۔ تو ایک خلاف صبح کی نماز کے بعد ایک دوست نے بتایا۔ کہ لاہور کے تمام بڑے بازاروں میں قریباً ہر دس بیس گز کے فاصلہ پر ایک بڑا اشتہار چسپاں ہے۔ جسمیں لکھا ہوا تھا کہ:-

"تو قادیانی جماعت کے کافۃ المسلمین کے خلاف مذہبی مسائل کا تصفیہ اور اختلاف کا سدباب کرنے کے لئے علماء ہند کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوگا۔" (اشتہار بعنوان جمعیۃ العلماء اور مرزائی جماعت قادیانی)

اسی وقت ایک دوست نے ایک اخبار کا کٹنگ دکھایا۔ جسمیں لکھا تھا کہ خلافت کے بارے میں چونکہ اکثر عام لوگ عام مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کے اقوال و افعال کا سدباب کرنے کے لئے علماء قادیان جائینگے تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کی مدد کریں۔ (پیسہ اخبار)

اب یہ ظاہر ہے کہ افعال کا سدباب دلائل سے نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ ہمیشہ بات کا جواب بات ہوتی ہے۔ اور افعال کا افعال سے۔ پس افعال کے سدباب کی نیت سے جو کچھ ہونے والی تھی۔ اس کی غرض فتنہ کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ اور پھر یہ علماء ہندوستان کے مسلمانوں کا قادیان میں جمع ہو کر علماء کی مدد کرنے سے سوائے اسکے اور کیا مطلب ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی فتنہ اٹھایا جائیگا۔ اگر علماء نے محض مسائل بیان کرنے تھے۔ تو ہندوستان کے عوام ان کی کیا مدد کر سکتے تھے۔ ہاں جب علماء کی نیت فتنہ ڈلوانے کی تھی۔ اسوقت ضرورت تھی۔ کہ لوگ ان کی مدد کرتے۔

امرتسر میں مولویوں کی حرکتیں

ان باتوں سے ظاہر ہے کہ ان کی نیت اچھی نہ تھی۔ ساتھ ہی جبکہ ہم ان علماء کہلانیوالوں میں سے بعض کی وہ حرکتیں دیکھ چکے تھے۔ جو پچھلے سال امرتسر میں میرے لیکچر کے دوران میں انہوں نے کی تھیں۔ تو ہمارے دلوں میں ان پر حسن ظنی کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہتی تھی۔ امرتسر میں جو کچھ ان لوگوں نے کیا۔ جن لوگوں نے اسکو دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کس طرح بعض مولوی کہلانے والوں نے قلندروں کی سی حرکتیں کیں۔ کس طرح وہ اچھلتے تھے۔ اور آگے پیچھے کودتے پھرتے تھے۔ اور صفر صفر۔ سطر سطر اور مطلب مطلب پوچھتے تھے۔ اسوقت پولیس نے ان کو سمجھاتے تھے۔ مجسٹریٹ ان کو روکتے تھے۔ مگر وہ نہیں رکتے تھے۔ حالانکہ صفر سطر کی بحث تب ہوتی۔ جب کوئی ایسی کتاب ہوتی جسے وہ نہ جانتے تھے یا کوئی غیر معروف حوالہ ہوتا۔ بلکہ ایک ایسی کتاب جس کو ہم اکثر دفعہ پڑھتے تھے۔ اور جو درسوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اسکے متعلق اس قسم کا مطالبہ پھر لیکچر کے دوران میں نہایت ہی تہذیب سے گری ہوئی بات تھی۔ اگر وہ لوگ اس حدیث کے وجود ہی کے منکر ہوتے۔ تب بھی ان کا مطالبہ حق بجانب ہوتا۔ مگر دلوں میں جانتے ہوئے کہ ایسی حدیث موجود ہے یہ شور مچانا ان کی گری ہوئی حالت کا شاہد تھا۔

اس نظارہ کے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ کبھی وہ کرسی پر چڑھ بیٹھتے تھے۔ کبھی نیچے اترتے تھے۔ اور شور کرتے تھے کہ ہمارا خون ہو جائیگا۔ تب بولنے دینگے۔ اور وہ بند

کے لئے ... سے تھے۔ اسوا... سعود ... ہندو ... لیا
... گئے ... سے ... نے ... ہم ... ہے ... وہ ... ہیں ... ہے ... ہوگا ... ہوگا۔ ... ہیں ... لیڈ... سے ... ہوگا ... ہوگا ... ہوگا

بھی یہ ذلت کے ساتھ واپس ہوئے۔ اور خدا نے ہمیں محفوظ رکھا ان کا قصہ اصحاب فیل کے مطابق تھا۔ خاموشوں کا محافظ ہوتا ہے۔ مگر بایں ہمہ ہدایت جاری ہوئی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے متعلق بھی ایک خاص قسم کی افواہیں مشہور ہوئی تھیں۔ تو مسلمانوں نے فوراً ان کی حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ پس گو خدا مقامات کی حفاظت اس قسم بھی کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کا نزول بندوں کی اپنی کوشش پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ سوائے ان مقامات کے کہ جن کی حفاظت کا اس نے خاص طور پر وعدہ فرمایا ہو۔ پس گو اللہ ہر کوشش نہ کرتے۔ تو ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ خود حفاظت کا سامان کرتا۔ مگر ہمارا فرض بھی تھا کہ ہم اپنے ایمانوں کا ثبوت دیتے پس خوب یاد رکھو۔ مومن بہت ہوشیار ہوتا ہے۔ اور وہ فوراً احتیاط کی راہ اختیار کر لیتا ہے ؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں افواہ کی بنا پر حفاظت۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی المدینہ علی سکنی کہ مدینہ کے دو میل کے فاصلہ پر ایک عیسائی حکومت تھی۔ اس کا ارادہ ہے۔ کہ مدینہ پر حملہ کرے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس حکومت نے کبھی بھی مدینہ پر حملہ نہیں کیا۔ لیکن اس خبر کی بنا پر صحابہ خاص طور پر نیار رہتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ معمولی سے شور پر تمام صحابہ اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور کوئی ادھر کو چل دیا اور کوئی ادھر کو۔ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو مسجد میں آ گئے۔

خود حفاظتی مومن کا فرض ہے۔

پس گو مومن فتنہ سے بچا ہے۔ اور خود کوئی ایسا واقعہ پیدا نہیں ہونے دیتا۔ جس سے وہ فتنہ کرے یا کسی پر حملہ کرے۔ لیکن جب کوئی ایسا حملہ آور ہو۔ تو وہ شریعت اخلاق اور قانون کی طرف سے مجاز ہے۔ کہ اس حملہ کے دفاع کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔ بلکہ بعض اوقات اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو وہ ایمان سے باہر ہو جائیگا۔

ہم ہر ممکن طریق سے امن کے قیام کے حامی ہیں

پس ہم نے جو کچھ کیا۔ ان حالات کے ماتحت کیا۔ یہ تھے اسلئے بتایا ہے۔ کہ کسی کو حیرت نہ ہو۔ کہ

ہم دین کے لئے جان دینے سے پرہیز نہیں کرتے

ابھی ہمارے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر لاہور کو آ رہے تھے۔ تو ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ قادیان جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ جائیں۔ وہاں فساد ہوگا چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ ہماری جماعت فساد نہیں کریگی۔ اسنے کہا۔ کون روکیگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا خلیفہ ہے جو فساد کو روک دیگا۔

ہمارے مخالفوں کو معلوم نہیں۔ کہ اگر ہم دین کے کام کے لئے جان دینے کو کہیں۔ تو ہماری جماعت کے لوگوں کو جان دینے سے بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ محض فلمی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ برطانیہ کی کابل سے جنگ ہوئی۔ ہمارے نزدیک چونکہ برطانیہ حق پر تھی۔ اور اسوقت تک کابل کی حکومت ہمارے مذہب کو جبراً مٹانا چاہتی تھی۔ اسلئے ہمارا برطانیہ کی مدد کرنا مذہبی فرض تھا۔ میں نے اپنی جماعت میں اس جنگ میں شامل ہونے کے لئے اعلان کیا۔ اور باوجود اسکے کہ ہمارے بہت سے لوگ جرمن کی جنگ کے وقت بھرتی ہو چکے تھے۔ پھر بھی ایک قلیل عرصہ میں پندرہ سو درخواستیں آ گئیں ؛

پس ان لوگوں نے گالیوں کو سنا۔ اور برداشت کیا۔ کیونکہ میرا حکم تھا کہ فساد سے بچو۔ ورنہ بعض جوشیلے ایسے تھے۔ جو گھنٹے رو رو کر واقعات سنکر جوش میں آ رہے تھے۔ ان کو فساد سے روکنے والی بات محض شریعت اور میرا حکم تھا ہم نے اپنی حفاظت کا سامان خود کیا

اگر ہمارے آدمی ان کے جلسہ میں جاتے۔ اور ان کی بدزبانی سنتے۔ اور ان کی طرف سے فساد ہوتا۔ تو ہمارے متعلق میں کہہ دیتا کہ ہمارے آدمی نہیں تھے۔ عدالت میں جھوٹ بولنا سچ ہو جاتا ہے۔ کہ ہر قوم ہماری دشمن ہے۔ دنیا نفاق چاہتی ہے۔ اور ہم میں منافقت نہیں۔ اگر فساد ہوتا تو سوائے فساد کے کوئی ہمارا گواہ نہ ہوتا۔ اور گورنمنٹ کے حکام بھی یہی کہتے کہ ان کو دیتے۔ پس یہ ہماری احتیاط کا نتیجہ تھا کہ دشمن اپنے حق بجانب سے آیا تھا۔ وہ اس کو اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ اور کوئی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ فساد کے نہ ہونے اور دشمن کا اپنے ارادوں میں ناکام رہنے میں گو گورنمنٹ کے حکام کی موجودگی کا بھی دخل تھا۔ مگر انہوں نے عملی طور پر اس کام میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور انہیں روک زیادہ تر ہماری احتیاط ہی تھی۔ اور اسی طرح ہمارا یہ حکم کہ ہمارے آدمی بلا اجازت جلسہ میں نہ جاویں ؛

ان کو ہم پر غصہ ترکوں کی خلافت کے باعث ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ ان کو ہم پر غصہ کی وجہ کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے اشتہاروں میں بھی ظاہر کیا ہے۔ ان کو ہم سے خلافت کے بارے میں اختلاف ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم ان کی خلافت کے بارے میں مدد نہیں کرتے۔ مگر ان کا یہ اعتراض کم فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ کسی کو مجبور کرنا کہ وہ ان کا ہم خیال ہو جائے۔ ایک بہت ہی بُرا اور گندہ فعل ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ ترکوں کے بادشاہ خلیفہ رسول اللہ ہیں۔ اور برخلاف اسکے ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ مسلمان خواب ہو گئے۔ ان کی اصلاح کے لئے مجدد رسول اللہ کا ایک غلام مسیح اور مہدی بنا کر مبعوث کیا گیا۔ اب خلیفہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو مسیح موعود کا غلام ہو۔

پس وہ ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں جو ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اگر ہم ان کی خاطر اپنے مذہب کو چھپا کر سلطان ترکی کی خلافت کے مسئلہ میں ان کے ہم خیال ہونے کا اظہار کریں۔ تو ہم منافق ہونگے۔ اور منافقوں کو اپنے ساتھ ملا کر ان کو کیا نفع ہوگا۔ بلکہ ہمارا اخلاص ان کے لئے مضر ہوگا۔ کیونکہ اگر ہم ان کے ساتھ اس مسئلہ میں ملتے۔ تو ہندوستان میں منافقت بڑھ جاتی اور اس نفاق میں جکڑے

پہلے ہی تعلق چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اور ضرورت ہے کہ مضبوط تعلقوں اور صداقت کو قائم کیا جائے۔ ان تعلقوں کا بھی قطع انتظام کرنے پر مجبور کرنا اچھے ثمرات نہیں پیدا کر سکتا تھا۔ ہم سلطان ٹرکی کو خلیفہ نہیں مان سکتے۔ یہ ہمارے نئے خلیفہ (پوپ) ہو سکتا ہے۔ جو مسیح موعود کا ملہم اور جماعتیں ہو

باوجود تعلق ہونے کے ہم نے ترکوں کیلئے کیا کیا

وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ان کے مشوروں پر چلائے میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ لیکن جب ہمارے نزدیک مشوروں میں حصہ لینا ہمارے لئے نقصان دہ ہے تو ہم کیوں اپنے مسلک اور اپنے مذہب کو چھوڑیں۔ ہاں ہم نے باوجود تعلق اور علیحدہ ہونے کے پھر بھی معاہدہ ترکی کے بارے میں اتحادیوں سے جو غلطیاں ہوئی تھیں۔ ادب سے ان کے متعلق گورنمنٹ کو مشورہ دیا کہ ان کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ان مشوروں کے مطابق ایک حد تک تھریس اور سمرنا کے معاملہ میں پچھلے معاہدہ میں اصلاح بھی کی گئی ہے۔

ہمارا عربوں کی آزادی کے متعلق مشورہ۔

ہم نے عربوں کے معاملہ میں لکھا کہ وہ غیر قوم اور غیر زبان رکھتے ہیں۔ وہ آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کو ترکوں کے ماتحت رکھنا چاہئے نہ اتحادی ان کو اپنے ماتحت رکھیں۔ باوجود اس کے کہ یہ لوگ اپنے لئے تو یہ قاعدہ بناتے ہیں۔ کہ انگریزی سلطنت سے آزاد ہوں گمان کو یہ بات پسند نہیں۔ کہ عرب بھی آزاد ہوں۔ گویا جو چیز یہ خود ناپسند کرتے ہیں۔ عربوں کو اس کے پسند کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ پس ہمارے مطالبات کی صحت کا انکار نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسکو تسلیم کر کے موجودہ وقت میں جو اصلاح کی گئی۔ اس کو ملحوظ رکھا گیا۔ مگر جو کچھ یہ غیر اقوام کو لوگ مطالبہ کرتے تھے۔ وہ پورا نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ درست نہ تھا۔

ہماری ترکوں کے لئے عملی کوششیں۔

پس ہم سے جس قدر ہو سکتا تھا ہم نے کیا۔ رسالے ہم نے لکھ کر شائع کئے۔ چٹھیاں میں نے گورنمنٹ کو لکھیں۔ اور جو غلطیاں میں نے گورنمنٹ کو بتائیں۔ گورنمنٹ نے فراخ حوصلگی سے ان میں سے بعض کو تسلیم کیا۔ اور انکی اصلاح کے متعلق کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔ ہم نے ایکسٹنشن گورنمنٹ کے ممبروں کو بھیجا۔ ہم نے گورنر جنرل کو بھی لکھا۔ ولایت میں اپنے مبلغین کو ترکوں سے ہمدردی اور انصاف کرنے کے متعلق تحریک کرنے کے لئے ہدایت کی۔ امریکہ میں اپنا مبلغ بھیجا کہ وہ تبلیغ اسلام کے ترکوں کے متعلق جو غلط فہمیاں ان لوگوں میں مشہور ہیں۔ ان کو دور کرے۔ چنانچہ وہ وہاں علاوہ تبلیغ اسلام کے یہ کام بھی کر رہا ہے۔ اور کئی اخبارات میں ترکوں کی تائید میں آرٹیکل لکھے گئے ہیں۔

غرض ہماری طرف سے باوجود ترکوں سے بے تعلق ہونے کے محض اسلام کے نام میں شرکت رکھنے کے باعث ان کے لئے جس قدر ہو چکا ہے۔ مگر ترکوں نے ہمارے لئے کیا کیا۔ جب ہمارے بعض آدمی ان کے علاقے میں گئے تو ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ تو یہ لوگ کس قدر ناشکر گذار ہیں کہ باوجود اس قدر کوشش کے ہمارے خلاف ایسے ایسے منصوبے کرتے اور اس قدر بداراد کے ساتھ رہتے ہیں۔

ہمارے مخالفوں کا بے اصولا پن

ہمیں کہتے ہیں کہ ہم ان کی خاطر گورنمنٹ سے بگاڑ لیں اور عدم تعاون کریں مگر یہ وہ مخلصین عدم تعاون جو ساری دنیا کو عدم تعاون کیلئے مجبور کرتے اور ہمارے خلاف اسلئے جوش میں آئے ہوئے ہیں کہ ہم عدم تعاون نہیں کرتے۔ خود اس قسم کے اعتراضوں کے ساتھ ہونے کے باوجود اپنے جلسہ میں جب سکاری مجسٹریٹ اور پولیس کو دیکھتے ہیں تو ان کی تعریف کرتے کرتے ان کے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں۔ ہم عدم تعاون کو خلاف اسلام خیال کرتے ہیں اسلئے ہم پولیس وغیرہ سے اگر مدد لیں۔ تو ہمارے مذہب کے رُو سے ناجائز نہیں۔ مگر یہ جو عدم تعاون کے قائل ہیں ان کا تو فرض تھا کہ مجسٹریٹ اور پولیس کو اپنے جلسہ میں قدم نہ رکھنے دیتے اور کہتے کہ جاؤ ہم اپنا انتظام آپ کر لینگے۔ یوں تو عدم تعاون پر یہ زور۔ اور جلسہ میں ان کی تعریف اور خوشامد کی جائے۔ حالانکہ ان سے تعاون ان کی شریعت کے رُو سے حرام ہے۔ پس مجسٹریٹ اور پولیس کا ان کے جلسہ میں ہونا ان کے لئے کلنک کا ٹیکا تھا تو وہ جن ہمدردوں کے ساتھ تھے۔ ان میں سخت محرومی کے ساتھ وہ یہاں سے واپس ہوئے۔ اور یہ خدا کا عین فضل اور کرم ہے۔

ظالم گورنمنٹ کے مقابلہ میں ہماری حالت

ہم بغاوت کے لئے کبھی تیار تھے نہ ہیں نہ ہونگے۔ اگر پہلے نزدیک گورنمنٹ ایسی ظالمانہ ہو جاتی جس کا ظلم ناقابل برداشت ہوتا تو ہم اس کا ملک چھوڑ دیتے۔

کیا ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں

ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ اس گورنمنٹ سے ہمیں کونسا زائد فائدہ ملتا ہے۔ جتنا کہ باوجود مخالفت کے مسٹر گاندھی اور مسٹر محمد علی و شوکت علی اٹھا رہے ہیں۔ گورنمنٹ سے جو ایکسٹرا بیسٹ فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہی ہمیں بھی ملتا ہوتا۔ اسلئے ہم کیوں خوشامد کرتے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو میں بعض اوقات نقصان اُٹھاتا ہوں۔ اور مسٹر محمد علی و شوکت علی نہیں اُٹھاتے اسلئے کہ گورنمنٹ میرے متعلق خیال کرتی ہے کہ اسکے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں۔ اور محمد علی اور شوکت علی کے ساتھ زیادہ ہیں۔ وہ ان سے ڈر جاتی ہے۔ لیکن ہمارے حقوق کو بعض اوقات پامال کر دیتی ہے۔ پس ہمیں کوئی زائد فائدہ نہیں مل رہا۔ جس کے لئے ہم خوشامد کریں۔ ہمیں گورنمنٹ کے حکام سے بھی بعض اوقات نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ آخر ہندو یا مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے خیالات نئے معلوم ہوتے ہیں۔ طبعاً وہ ان سے نفرت کرتے ہیں

پس ہم جو گورنمنٹ کی تائید کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی خاص نفع نہیں۔ بلکہ ہمیں خواہ اس سے نقصان پہنچے۔ ہم اس کی تائید کرینگے۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں۔ اس کی اطاعت کریں۔ اگر وہ ظلم کرے۔ تو ہم اس کے ملک میں رہکر اسکے خلاف کچھ نہیں کرینگے۔ بلکہ اس کے ظلم سے نکل جائینگے۔ اور اس کا ملک چھوڑ دینگے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ احمدی کچھ دنوں بعد دیکھیں گے۔ کہ گورنمنٹ ان سے کیسی غداری کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جب ہماری وفاداری کی بنیاد گورنمنٹ سے اُمید پر ہے ہی نہیں تو گورنمنٹ ہم سے کیا غداری کریگی۔ اب وہ ہمیں کیا زائد نفع پہنچاتی ہے۔ جو آئندہ پہنچائیگی۔

اگر ذاتی طور پر دیکھا جائے۔ تو بھی معلوم ہوگا کہ ہمارے خاندان کو گورنمنٹ سے خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ نقصان پہنچا ہے۔ ہمارا خاندان اس علاقہ کا حاکم اور مالک تھا

ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ قوانین کے ساتھ چلتی ہے۔ اور یہی قوم کے قانون کی رعایت رکھتی ہے اور یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اس سے غلطیاں ہونی ہی نہ چاہئیں۔ کیونکہ یہ اسلامی حکومت ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو اس سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

غلطیاں ہر گورنمنٹ سے ہوتی ہیں۔

ہم موجودہ صورت میں عدم تعاون کو غلط سمجھتے ہیں

اسلئے ہم مذہبی عدم تعاون کے طریق پر کاربند نہیں ہو سکتے لیکن یہ لوگ ہم سے زیادہ مجرم ہیں کہ باوجود یہ طریق اختیار کرنے کے پھر تعاون کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں کالج چھوڑے۔ مدرسے چھوڑے۔ اور ہمارے رہنما کو بلانے کی دھمکیاں دیں۔ اور ہماری لاہور کی جماعت کے پریذیڈنٹ کو خط لکھا گیا کہ یا تو آپ استعفیٰ دیں ورنہ ہم ان کو مار دینگے۔ لیکن ہمارے طلباء چونکہ اس مسئلہ کو سمجھ جاتے ہیں۔ اسلئے وہ ان کے ساتھ اس غلطی میں شامل ہو سکتے تھے نہ ہوئے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کے ساتھ بہت برا سلوک بھی کیا گیا۔ مگر چند روز کے بعد وہ جوش ٹھنڈے ہو گئے۔ اور وہی جو دوسروں کو مار مار کر مجبور کرتے تھے کہ کالج چھوڑیں خود واپس آ گئے۔ اور پھر شرمندگی کے ساتھ معافی بھی کرنے لگے کہ ہم نے کچھ کیا تو نہیں حالانکہ یہ جو کچھ انہوں نے کیا۔ یہ ایسا تھا کہ اگر کرتے تو بہت اچھا تھا۔ انہوں نے جو کارروائی کی۔ اس سے اپنے لیڈروں کو ذلت پہنچائی۔ اور اس تحریک کو بے وزن کر دیا

ہمارا اور ان کا نقطۂ نگاہ

اصل بات یہ ہے کہ ہمارا نقطۂ نگاہ ان کے نقطۂ نگاہ سے اعلیٰ ہے۔ ہمارا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ دین پھیل جائے۔ اور ان کا محض یہ خیال ہے۔ کہ دنیا ان کو مل جائے۔ ہمیں اسلام بھلا ہوا نظر آتا تھا۔ اس کی طرف سے ان کی طرف سے ابھی میں کوئی بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے ملک کے متعلق ان میں یہ خیالات پیدا ہوئے تھے کہ سلطان کی فوج ہے اگر وہ ہمارے ساتھ لڑے تو ہم ان کو شکست دے دیں گے۔ سلطان کی طرف سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اگرچہ ان کی فوج بہت تھی۔ ہم جانتے تھے۔ کہ اس ملک کی آبادی ہی ایسی ہے۔ لوگ اس قسم کی شان و شوکت کے خیالات میں مست تھے۔ اور اونٹ اور گھوڑا تو اسلام ہیں۔ سینکڑوں جنگی نمونے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ جن میں اسلام کو گھوڑے پر سوار کیا گیا ہے۔ اور ہاتھیوں پر کھڑے ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خندق کی کھدائی دیتے تھے۔ اور صرف ہندوستان میں سلمانوں میں سے قریب پانچ لاکھ کے قریب لوگ عیسائی ہو چکے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر میں نے چالیس برس پہلے ایک ٹیلے کے مرنے کھڑے ہو کر آواز دی اور کہا۔ کہ مسلمانو ہوشیار ہو۔ اب بھی وقت ہے کہ تم غفلت چھوڑ دو۔ اور اسلام کی حفاظت کی فکر کرو۔ مگر مسلمانوں نے اس آواز کو نہ سنا۔ ہمیں تو یہ اسلام نہیں دے رہے ہیں بلکہ سلطنت کی مدد دے رہے ہیں۔ اور ہم کوشش کرتے ہیں۔

ہمیں مذہب کی فکر ہے۔ اور ان کو محض سلطنت کی۔ لیکن ان کا خیال تو جب اور جس طرح پورا ہو گا۔ ہی سے ظاہر ہے کہ جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اسے بھی کھو رہے ہیں۔ اور ہم اپنے ارادے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے اور سچا یقین ہے۔ کہ جب یورپ مسلمان ہو گا تو امریکہ بھی مسلمان ہو گی۔ ہم گویا ایک پتھر سے دو شکار کر رہے ہیں اور اپنے ایک پتھر کو یونہی ہوا میں اچھال رہے ہیں۔

پس ہمارا اصل مقصد حکومت نہیں۔ مذہب ہے۔ اور حکومت مذہب کے واسطے نہیں۔ حکومت چاہتے ہیں۔ تو ہم اپنے کام کے نمونے پا رہے ہیں کہ وہ یورپ جو اسلام کا دشمن کہا جاتا ہے اور ہے۔ اس میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو رات کو نہیں سوتے جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لیں

حکومت اعلیٰ اخلاق سے ملتی ہے

پس ہم کہتے ہیں کہ جو اعلیٰ مقصد ہے۔ اس پر چلو۔ مگر یہ ہیں ادنیٰ مقصد کی طرف پھسل رہے ہیں۔

حکومت اخلاق سے ملتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ اخلاق ہیں۔ پھر خدا دے گا۔ اور ان کی سب چیزیں درست ہو جائیں۔ تو ان کی سب چیزیں درست ہو جائیں۔ زور سے بغیر اخلاق کے نہیں۔

متحدہ سلم اتحاد کی حقیقت

یہ لوگ ہندو مسلم اتحاد کی جو کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں وہ بھی بعض سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ ظاہر میں اتحاد کا گیت گاتے ہیں۔ مگر باطن میں ایک دوسرے کو زخم دینے کے درپے ہو رہے ہیں۔ ہم نے بعض مسلمانوں سے جو بڑے اتحاد کے حامی ہیں۔ کہا کہ یہ تو بتائیے جب انگریز نکل گئے۔ تو ہم کس کی مدد سے ہندوؤں کو اپنے ماتحت کریں گے۔ اس پر جو ہندو ہیں ان سے اتحاد کرتے ہیں۔ اسلئے بعض خیالات ہم پر ظاہر کرتے ہیں۔ انہیں سے بعض نے کہا کہ ہم ۲۲ کروڑ ہیں۔ انگریز جائیں۔ پھر ہم ان مسلمانوں کو قابو کر لینگے۔

پس جو صلح کرتے ہیں۔ اور اس بنا پر کرتے ہیں۔ جو محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور ان کے دل میں استعداد کیسی ہے وہ کب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

تمام دنیا سے صلح کرو

ہم کہتے ہیں کہ ہم اس صلح کے باوجود بھی جنگ ہی رہی۔ کیونکہ ہم صلح کرنا چاہتے ہیں۔ مگر انگریزوں سے جنگ کرتے ہیں۔ مگر جب تک دنیا میں یہ صورت رہیگی کہ ایک قوم دوسری سے صلح اسلئے کریگی کہ تیسری سے جنگ کرے اس وقت تک امن نہ ہو گا۔ جرمن وار اس کی جنگ اسی لئے ہوئی۔ جب ایک طرف دھڑا بندی ہوئی۔ تو دوسری طرف بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ طریق امن کے بحال کرنے کا غلط ہے۔ ہم تو ساری دنیا سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک کو پامال کرنے کے لئے دوسرے سے صلح نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم سب سے صلح کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ساری دنیا سے اتحاد کرو۔ صلح کرو۔ تب کامیابی ہو گی

پنجاب کے ایک مشہور پیر صاحب کا لطیفہ اصولاً ہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو صلح کرتے ہیں۔ انگریز کہتے ہیں کہ ہم بھی اور کرتے ہیں۔ یہ حالت ہی سیاسی طور پر بھی ہے۔ پنجاب کے ایک مشہور پیر صاحب

ہیں ایک مقام پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکچر تھا۔ انھوں نے احمدیوں سے کلام کرنیوالے اور جو لوگ لیکچر میں جائے۔ اسکے نکاح کے ٹوٹنے کا فتویٰ دیدیا تھا۔ باوجود اسکے بہت سے لوگ لیکچر میں گئے اور کہا کہ نکاح تو ساتویں میں پڑھا جائیگا یہ موقعہ تو پھر شاید ملے یا نہ ملے۔ غرض ان پیر صاحب کا یہ فتویٰ تھا۔ مگر اس فتویٰ کے خلاف خود ان کی حالت یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اول کے وقت میں مجھ کو کسی کام کے لئے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ میں جب واپس آرہا تھا۔ تو لاہور کے اسٹیشن پر میرے ساتھ میاں محمد شریف صاحب بھی تھے جو آجکل امرتسر میں ای اے سی ہیں۔ اور اور دوست بھی تھے۔ جب ہم گاڑی کے قریب گئے تو ایک گاڑی میں سر پر سبز کپڑا ڈالے وہ پیر صاحب بیٹھے تھے۔ اور کھڑکی کے پاس کچھ لوگ بھی تھے۔ میاں محمد شریف صاحب نے مجھے کہا کہ میرے خیال میں یہ فلاں پیر صاحب ہیں۔ اگرچہ میں نے ان کو کبھی دیکھا تو نہیں مگر قرائن سے سمجھتا ہوں کہ وہی ہیں۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ چونکہ ہمارے بہت معتقد ہیں اسلئے بہتر ہو کہ آپ دوسرے کمرے میں بیٹھ جائیں۔ مجھے ان کی یہ بات پسند نہ آئی۔ مگر تاہم انہوں نے اور مراد تھا۔ اور چونکہ اور کوئی کمرا اس درجہ کا نہ تھا۔ اسی لئے میں اسی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی چلنے سے پیشتر لوگوں نے کہا پیر صاحب کچھ کھانا حاضر کریں۔ پیر صاحب نے کہا کہ نہیں مجھے بالکل اشتہار نہیں لیکن جب گاڑی چلی تو اپنے نوکر سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے۔ تو مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ پیر صاحب نے کہا کہ مجھ سے تو بھوک برداشت نہیں ہو سکتی۔ اس نے کہا کہ میانمیر تک صبر کریں۔ وہاں کھانے کا بندوبست کر دونگا۔ پیر صاحب نے کہا کہ مجھ سے وہاں تک بھی برداشت نہیں ہو سکتی۔ میں انکی اس بات پر حیران ہوا کہ جسکو اتنی بھوک لگی تھی اور لوگ کھانا لانے کو کہہ رہے تھے۔ تو اس بے شرم کی کونسی بات تھی۔ مگر ان کو تو کہا کہ مجھے بالکل بھوک نہیں اور گاڑی چلتے ہی بیقراری کا اظہار کرنے لگے۔ آخر اس نے کہا کہ کچھ خشک میوہ ساتھ تھا وہ ہے اس نے کہا کہ ہاں ہے۔ پیر صاحب نے کھڑکی کے راستہ میوہ کا رومال نوکر سے لے لیا اور رومال کھول کر کھانا شروع کیا۔ ساتھ ہی مجھ سے باتیں کرنے لگے کہ آپ کا اسم مبارک مجھے نامعلوم ہوا کہ کدھر چلے۔ میں نے کہا قادیان۔ کہا آپ مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ کہا۔ آپ رہنے والے کہاں کے ہیں۔ میں نے بتایا کہ قادیان کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا کہ کیا آپ کا مرزا صاحب سے رشتہ بھی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ پوچھا کیا؟ بتایا کہ ان کا بیٹا ہوں۔ پیر صاحب نے کہا اچھا آپ ان کے بیٹے ہیں۔ مجھے تو آپ سے ملنے کا بہت ہی اشتیاق تھا۔ یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے سامنے آبیٹھے۔ اور میوہ کا رومال میرے سامنے رکھ دیا کہ آپ بھی کھائیں۔ اگرچہ غیرت بھی تقاضا نہیں کرتی تھی۔ لیکن مجھے زکام تھا۔ اسلئے میں نے کہا۔ مجھے زکام ہے میں یہ نہیں کھاؤں گا کیونکہ اس میں ترش میوہ تھا۔ پیر صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ تسلے میں جو کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ آپ کھائیں تو سہی۔ میں نے کہا کہ اہو ہو پیر صاحب آپ سے بڑی غلطی ہوئی کہنے لگے کیا؟ میں نے کہا کہ یہ بات آپ کو لاہور کے سٹیشن پر بتانی چاہیئے تھی۔ آپ بھی ٹکٹ لیتے اور میں بھی نہ لیتا۔ مجھے خدا نے قادیان پہنچانا ہوتا تو پہنچا دیتا اور آپ کو امرتسر کم از کم پیسے تو بچتے۔ کہنے لگے۔ آخر یہ تو اسباب کی رعایت ہے۔ میں نے کہا۔ اسی طرح یہ بھی رعایت اسباب ہے۔ تب پیر صاحب بولے کہ ہاں یہی میرا مطلب تھا۔ مگر کھانے کے لئے پھر اصرار کرتے رہے۔ آخر انھوں نے کہا کہ ان خشک انجیروں کا تو کچھ نوچ نہیں۔ آخر میں بھی اس خیال سے کہ پیر صاحب کی مجھ سے باتیں کرنے کی علامت میرے پاس رہے انہوں نے جو دو انجیر دئے تھے وہ میں جیب میں ڈال لئے۔ جو ایک احمدی نے مجھ سے لے لئے کہ پیر صاحب کی یہ بات یاد دلائیں۔ میں حیران تھا کہ آخر پیر صاحب میں یہ اتنا تغیر کیسے آگیا۔ اور غلہ کے ٹوٹنے کے فتوے جو انہوں نے دئے ہوئے ہیں وہ ان کو فراموش کیوں ہو گئے۔ اتنے میں پیر صاحب کہنے لگے۔ کہ ایک دین کے معاملہ میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا فرمائیے کہا کہ ایک احمدی اور ایک شخص کا مقدمہ ہے آپ احمدی کو کہیں کہ وہ ایسی صلح کر لیں۔ کیونکہ عدالت میں دو یقین کو جھوٹ بولنا پڑیگا میں نے کہا کہ احمدی اگر واقعی احمدی ہے تو وہ جھوٹ بولیگا نہیں باقی رہا میرا اسکو خط لکھنا۔ سو جب تک مجھ پر خود معلوم نہ ہو کہ واقعات کیا ہیں میں خط کیسے لکھ سکتا ہوں۔ انھوں نے بڑا زور دیا کہ آپ لکھ دیں میں نے کہا کہ جب تک میں جا کر حالات معلوم نہ کروں اسوقت تک میں خط لکھنے کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جب میں یہاں آیا اور معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں فریق مقدمہ پیر صاحب ہی تھے۔

غرض ان لوگوں کا یہ بے اصولا پن ہے کہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اور ان کے اعمال میں کوئی ترتیب نہیں۔ ایسی صورت میں ہم کب ان سے اشتراک کر سکتے ہیں جبکہ اصولا یہ تو انہی کو مبارک رہے۔

ہمارے ساتھ غیر احمدیوں کی بدسلوکیاں

لوگ کہتے ہیں کہ انگریز ظلم کرتے ہیں ہم انگریزوں کی غلطی کو صحیح نہیں کہہ سکتے۔ اگر انگریز کوئی غلطی کرتے ہیں تو ہمکو بتاتے ہیں۔ ہم ان کے مذہب پر اصولی طور پر اعتراض کرتے ہیں اور ہم نے اس بارے میں اصولا سخت سے سخت ان کو لکھا لیکن باوجود حکومت کے کبھی انھوں نے جوش نہیں دکھایا۔ مگر ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ ان کے پاس کوئی حکومت نہیں۔ انھوں نے بارہا اور مختلف مقامات پر ہم پر سختی اور ظلم کیا ہے ایسی صورت میں ہم تو یہی کہینگے کہ در گذشتے کو ناخن نہ دے۔ انھوں نے تصویریں ہمارے ساتھ کیا کیا۔ احمدیوں کے گھروں میں پانی دینے سے بند کر دیئے۔ کنوؤں پر پہرے بٹھا دئے۔ اور بچوں کو پانی سے پیاسا تڑپایا اور وہ کربلا کا واقعہ جسپر مسلمان ہر سال روتے ہیں ہمارے لئے تصویریں انھوں نے تازہ کر دیا۔ اور کئی کئی دن تک بچوں کو پانی نہ دیا۔ کیا یہ ظلم نہیں۔ پھر کوٹ میں۔ ایک احمدی کی لاش کو انہی غیر احمدی لوگوں نے قبر سے نکالکر کتوں کے آگے ڈال دیا۔ اور احمدیوں کے دروازوں کے سامنے مکروہ ہو گئے کوئی نکلے تو سہی کس طرح نکلتا ہے اور لاش کو دفن کرتا ہے۔ قریب تھا کہ کتے لاش کو پھاڑ ڈالیں کہ پولیس کو کسی بھلے مانس نے اطلاع دی اور پولیس نے آکر دفن کرائی۔ مقدمہ ہوا۔ کسی شخص نے گواہی نہ دی اور صاف کہدیا کہ ہم موجود نہ تھے۔ اسی طرح کی کارروائیاں مختلف مقامات پر ہوتی رہتی ہیں۔ پس اس صورت میں ہم ان سے کسی انسانیت کے سلوک کے کس طرح متوقع ہو سکتے ہیں۔

کوئی نبی اور کوئی بات نہیں جسپر اعتراض نہ کیا گیا ہو

دوسرا اختلاف انکو ہم سے حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ہمارا مذہب برباد کر دیا۔ انہوں کی ہتک کی اور کہتے ہیں ہمان برابت سے اعتراض ہیں۔ پچھلے سال میں لیکچر اسلامیہ کالج میں ہوا کہ اسلام میں فتنوں کا آغاز کیسے ہوا۔ اسی مضمون پر بن علی التواتر دو سال میری وہاں تقریریں ہوئیں۔ پہلے حضرت عثمان کے عہد کے واقعات پر۔ دوسرے سال حضرت علی کے واقعات پر۔ جب پچھلے سال میں تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اور باتیں تو بعد میں ہونگی۔ پہلے ہمارے ساتھ اس مسئلہ کا تصفیہ کر لو کہ زمین حلیمی ہے یا مدور۔ یہ ایک

طے شدہ امر صاف سنا ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنکے نزدیک ابھی تک بھی حل شدہ نہیں۔ پس دنیا میں کوئی مسئلہ اور کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس پر اعتراض نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر فلاں اعتراض پڑتا ہے فلاں اعتراض پڑتا ہے۔ مگر میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ دنیا میں ایک تو ایسا شخص پیش کریں۔ جسپر کوئی اعتراض نہ ہو۔ پس محض اعتراضات پر کسی مسئلہ کی تحقیق کی بنیاد رکھنا جہالت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض نہیں کئے گئے۔ کیا عیسیٰ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض نہیں کرتے۔ کیا یہود کو حضرت مسیح پر اعتراض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے اعتراضات کو رد کر دیا ہے۔ ہاں یہ بیشک ہے کہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کئے جائینگے۔ مگر اعتراض کی وجہ سے کسی امر کو رد کر دینا جہالت ہے۔

مخالفین کے اعتراضات معاملہ کو مشکوک ذرائع نہیں جاتے

غیر احمدیوں کے جلسہ میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی گئیں۔ مگر کیا ہوا لیکن انکو خوب معلوم نہیں۔ کروڑ ہا انسان ہیں۔ دنیا میں سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ وہ اپنا سارا علم چند فرسودہ کتابوں کو سمجھے ہیں۔ جن کی اساس کسی مقام پر بھی حقیقت نہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ انسان کا دماغ کہاں سے کہاں تک پہنچ چکا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ علم اب کہاں تک جا پہنچا ہے۔ وہ اپنے اسی پرانے رٹے رٹائے علم کے ذخیرے پر خوش ہیں اور اسی کی بنا پر دنیا کو کافر فاسق و فاجر بنا کر خوش ہو لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام مٹ رہا ہے۔ لیکن اگر ان کا اسلام نہ مٹے۔ جس کے ایسے تنگ دل محافظ ہوں تو کیا ہو۔ پس وہ اسپر خوش ہیں کہ ہم نے کسی پر اعتراض کر دیا۔ سننے والے خوش ہو گئے۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ تحقیق و تنقید کے اب کیسے کیسے ذرائع معلوم ہو گئے ہیں۔ جنکے مقابلہ میں یہ لوگ دم نہیں مار سکتے۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ واقعات کی رد کدھر ہو رہی ہے۔ اور ان کو معلوم ہی نہیں کہ کسی چیز کی صداقت معلوم کرنے کے کیا ذرائع ہو گئے ہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اعتراض تو ہر چیز پر ہوتے ہیں۔ مگر موازنہ کیا جاتا ہے۔ کہ اعتراض کتنے ہیں اور معقول ہیں یا نہیں۔ اور اصول کے مطابق جو بیان زیادہ ہیں انہیں۔ جدھر کثرت ہوتی ہے اسکو تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ہنسی کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی جہالت کی بات ہے۔ گورنمنٹ نے زراعت کا محکمہ بنایا ہے اس کی طرف سے بارش کے متعلق اطلاع عیاں ہوتی ہے۔ اس میں غلطی بھی ہوتی ہے۔ تو اور یہ کہ اس کے محکمہ کو رد کر دیا جائے۔ اور ہمیشہ کسان کو بھی اس سے بہت فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مگر لوگ ہمیشہ خوش ہوتے ہیں کہ ہاں یہ غلط ہے۔ ہم نے اعتراض کر دیا ہے۔

نئی زمینی ارضی گئی

مگر قرآن کریم اس طریق کے ساتھ اعتراض [illegible] یا [illegible] ہے۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں

آمدنی شدہ ہدیہ ہے۔ کیا میں یہ ملازمت اختیار کروں۔ کوئی گناہ تو نہیں۔ اور ساتھ ہی ایک روپیہ نذر کا پیش کیا۔ مولوی صاحب نے روپیہ لیکر جواب دیا کہ کیا ہرج ہے کروروں روپیہ حلال آمد ہے

مخلوط پر نکاح پڑھنے کا جواب میں عام طور پر رواج ہے ایک مولوی نے ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح سے پوچھا کہ آپ نے یہ نکاح کیوں پڑھا۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب ہم تو لیکچر دیتے ہیں کس طرح نکاح پڑھا ہے۔ مجھ پر بڑا ظلم ہوا۔ حضرت خلیفہ مسیح فرمانے لگے کہ مجھے رحم آگیا۔ کسی مجبوری سے ہی اس نے ایسا کیا ہوگا۔ پوچھ کیا ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ ان لوگوں نے مجھ پر روپیہ پیسے سامنے رکھ دیا۔ مجبور ہو کر میں نکاح پڑھتا ہوں۔

مصر کے ایک جید عالم شیخ الاسلام

یہ تو ہمارے ملک کی حالت ہے مصر میں دیکھا کہ پوسٹ کے شیخ الاسلام (مفتی) کی ڈاڑھی مونڈی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ ان کا ایک عالم جو ہمارے ساتھ تھا اس کو پہلے سے واقف ہو گیا تھا۔ اس نے ان سے کہا کہ آپ کی داڑھی کیا ہوئی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے خدا کی خاطر منڈوا دی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کی مونچھیں کیا ہوئیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے خدا کی خاطر کٹوا دی ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے داڑھی خدا کی خاطر منڈوائی ہے یا شیطان کی خاطر۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ ہم تو اس طرح شرمندہ ہوئے کہ کسی نے ایسا نہیں کہا تھا۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ہمیں شرمندہ کر دیا۔

ہیں جن کو یہ وحی من السماء کی طرح مانتے ہیں۔ حضرت ابراہیم جھوٹ لکھے گئے ہیں۔ پس اب ایک شخص ان کے ذریعہ قرآن جھوٹ لکھ کر نبی ہو سکتا ہے اور جہاں تک بڑا نبی ہو سکتا ہے تو حضرت مرزا صاحب بھی اگر بفرض محال جھوٹ بولا۔ تو اس سے وہ بھی کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ تو ابراہیم کے مثیل ثابت ہونگے۔ جیسا کہ ان کا دعویٰ بھی ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب پر جھوٹ کا الزام لگانے والے ابراہیم اور دیگر نبیوں کی نبوت کو پہلے رد کریں۔ پھر جو الزام ان کی تفسیر میں موجود ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اپنی تفسیریں پھاڑ دیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کریں جب تک یہ تفسیریں اور ان کے یا معتقد موجود ہیں۔ انکو ہرگز یہ حق نہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کریں۔ ورنہ وہ جھوٹے الزام کے باوجود ان کے اپنے اعتقاد و تسلیمات کی رُو سے نبی ہیں اور انپر یہ کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

غلطی اور جھوٹ میں فرق

دراصل یہ چھوٹی بات ہے۔ غلطی اور جھوٹ میں بہت فرق ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان کو اصل بات یاد ہوتی ہے۔ لیکن لکھتے یا بولتے وقت خوار دے میں غلطی ہو جاتی ہے۔ فرض کرو کہ کوئی قرآن کریم کی آیہ آیت پڑھتے۔ وہ سورہ انسانی ہو اور انکی زبان سے نکل جائے یا لکھا جائے کہ آل عمران میں یہ آیت ہے تو کیا اسکو کوئی عقلمند جھوٹ کہیگا۔ جھوٹ تو تب ہوتا کہ اس آیۃ کا قرآن کریم میں وجود ہی نہ ہوتا۔ اسی طرح حدیث کے حوالے میں اگر حضرت مسیح موعودؑ نے مسلم کی بجائے بخاری یا کسی اور کتاب کا نام لکھ دیا۔ تو اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسی غلطی عموماً ہو جاتی ہے۔ اور بہت دفعہ ایک حدیث کے بہت سے اجزا ہوتے ہیں۔ جو متفرق مقامات اور متفرق کتب میں ملتے ہیں یا ان کی شرحوں میں کوئی بات آئی ہوتی ہے لکھنے میں اصل کتاب کا یا ایک کتاب کا نام لے دیا جاتا ہے۔ بخاری کے متعدد ابواب اس قسم کے ہیں کہ ان کے نیچے جو حدیثیں درج ہیں۔ ان کا عنوان سے کچھ تعلق نہیں۔ شارحین اسکی تاویلیں کرتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ باب کی عبارت اس حدیث کے ایسے ٹکڑوں کی بنا پر لکھ دیتے ہیں جو اسجگہ انہوں نے درج نہیں کئے ہوتے۔ اسی طرح اگر حضرت مرزا صاحب سے اگر کسی صحیح حدیث کو لکھ کر اصل کتاب کی بجائے کسی دوسری کتاب کا نام لکھا گیا۔ تو ان پر جھوٹ کا الزام بددیانتی اور بیہودگی ہے۔ ہم اسکو سنت بخاری کہدینگے پھر وہ کیا اعتراض کرینگے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر غیروں کی ہتک کا جھوٹا الزام

پھر کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے غیروں کی ہتک کی اور حضرت عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ لیکن اس سے زیادہ ان کی کیا کم تہمی ہو سکتی ہے کہ حضرت اقدسؑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے کا الزام لگایا جائے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص جس کا خیل ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور اپنے متعلق یہ کہے۔ کہ میں اس جیسا ہوں۔ وہ اسکو گالیاں دے بلکہ اور اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔ کیا ان بے خبروں اور معترضوں کو علم نہیں کہ جب عیسائیوں کی زبان اور قلم سے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں گندہ و خرافات بکا جانے لگا۔ اور انھوں نے گندی سے گندی اور ناپاک سے ناپاک گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا لیا اسوقت حضرت مسیح موعودؑ نے نکو یہ محسوس کرانے کے لئے کہ یہ طریق غلط ہے۔ بخیل کے مثیل کردہ یسوع کو اور اس کی انجیلی حیثیت کو سامنے رکھکر سختی سے جواب دیا۔ اس طریق نے عیسائیوں کے قلعوں کو توڑ دیا۔ اور ان کی زبان کو بند کر دیا۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے یہ طریق اختیار کر کے آنحضرتؐ کی ایک خدمت نہیں کی۔ اور آپ کو دشمنوں کی بدزبانیوں سے نہیں بچایا۔ پھر حیرت ہے۔ کہ ان کو کیوں غصہ آتا ہے کہ عیسیٰ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ جائیں یہ عیسائی ہو جائیں۔ ہم محمدی ہیں۔ ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت ہے۔ اگر آپ بجواب بھی کوئی اس طریق سے حملہ کریگا۔ تو ہم پھر وہی طریق اختیار کرینگے۔ ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی انسان سے محبت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مرزا صاحب نے جو طریق اختیار کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیسائیوں نے اپنا طریق عمل بدل دیا۔ اور گورنمنٹ کو بھی ایک قانون بنانا پڑا۔ پس یہ کیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرنیوالے لوگ ہیں۔ کہ جس طریق سے آپ کی عزت کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ اسی کو برا کہتے ہیں۔ اور اس کو گالیاں قرار دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ پر دعویٰ الوہیت کا الزام

پھر اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے الوہیت کا دعویٰ کیا۔ اور ثبوت یہ کہ انھوں نے کہا کہ میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی۔ لیکن ان مولویوں کو معلوم نہیں کہ یہ خواب اور کشف کی بات ہے۔ اور خواب اور کشف سے زید پر حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک کشف بیان کیا ہے اور اس کشف میں انسان کا اپنا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کشف اور خواب پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ تو احادیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے کشف دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں دو کڑے ہیں۔ کیا کوئی ان مولویوں جیسا بے خبر اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک عورتوں کی طرح زیور پہنا کرتے تھے۔ پھر یہ مولوی صاحب جنھوں نے یہ اعتراض پیش کیا ہے۔ غالباً انہی کے پیر مولوی محمد علی مونگھیری نے اپنی ایک خواب بیان کی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنی ماں سے جماع کر رہے ہیں کیا یہ ایک گندا خواب نہیں۔ پھر شیشہ کے مکان میں رہنے والے ہم پر کیوں پتھر پھینکتے ہیں۔ آسمان و زمین کو بنانا خواب میں دیکھنا تو برا نہیں۔ مگر ماں سے جماع کرنا کہاں کی خوبی ہے۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ انھوں نے اپنے پیر مولوی فضل الرحمٰن صاحب سے بیان کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اسکے معنے ہیں۔ کہ آپ کو بڑا درجہ ملیگا۔ اسپر ہمارے ایک دوست نے لکھا تھا کہ ان پیر صاحب کے مُرید اس بڑے درجہ کے حصول کے لئے انھیں بند کر کے ماں کے ساتھ جماع کرنے کا تصور کر کے بیٹھ جاتے ہونگے اور اس طرح روحانی منازل طے کرتے ہونگے۔ یہ ان مولویوں کی تہذیب ہے۔ اور یہ انکی واقفیت ہے۔ اور اسی پر یہ خوش ہیں یہ دوسرے کو شرک کا الزام دیتے ہیں۔ اور خود خدا بننا چاہتے ہیں۔ کیونکہ عالم رؤیا پر حکومت کرنی چاہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

علم تعبیر والوں نے لکھا ہے کہ جو خواب میں دیکھے کہ پاخانہ جمع کرتا ہے۔ وہ مال جمع کریگا۔ کیا یہ علم کے وارث مولوی جس کی اس قسم کی خواب سنینگے۔ اسپر یہ الزام لگا دینگے۔ کہ وہ نہایت گندہ اور غلیظ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس خواب کے مطابق آئے ہوئے مال سے ایسا شخص ان مولویوں کی دعوت کرے۔ تو یہ اس کا کھانا کھانے سے اجتناب کریں۔

محمدی بیگم والی پیشگوئی

ایک اعتراض محمدی بیگم کے متعلق ہے لیکن یہ خدا کی حکمت ہے۔ کہ اس نے آج اس مکان کو جس میں تقریر ہو رہی ہے۔ اس

پیشگوئی کے حل کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس مکان کا اس پیشگوئی سے خاص تعلق ہے اور کیا۔ یہ عظیم الشان نشان نہیں۔ کہ اس مکان میں جہاں کہ سارا کنبہ اس سے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس پیشگوئی پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان کا جواب دیا جا رہا ہے۔

اس پیشگوئی میں انذار تھا۔ وہی سلسلہ قضا و قدر توبی توبی فان البلاء علی عقبیک قبہ کہ عذاب تیرے پیچھے ہے اگر تو توبہ کرے کا دور کا رشتہ دار تھا۔ اور حضرت اقدس کے اردگرد خاندان میں مشرکانہ خیالات پھیلے ہوئے تھے پہلے پنڈت پروہت بھی اسی طرح ہوتے تھے۔ اور ہمارے خاندان کی ریاست اور پروہتائی سے گئی تھی حضرت صاحب کو اس سے تکلیف ہوئی کوئی سلسلہ لینے کو آیا۔ اور اس سے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہے واگر وحی کی فتح۔ اسی طرح انہوں نے بھی یہی لفظ بولے ان کے والد اندر چلے گئے۔ کہا۔ اب یہ ریاست سلامت نہیں رہیگی۔ چنانچہ ان کی حکومت کے دوران میں اسلام کی جگہ مشرکانہ خیالات اور ہندوانہ رسومات آگئی تھیں۔ اور اسوقت سے برابر یہ مرض خاندان کے اکثر لوگوں میں چلا آرہا تھا۔

ان حالات کو دیکھ کر حضرت اقدس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے رشتہ کے لئے آپ کوشش کریں۔ تا شاید اس قسم کے رشتہ کے سبب سے ان لوگوں کی اصلاح میں زیادہ مدد ملے۔ اور ان لوگوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہو جائے۔ جب تحریک کی گئی تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ رشتہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تو آپ کی رشتہ میں بہن لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک شادی آپ کی پھوپھی زاد بہن سے ہوئی تھی۔ یہ جائز ہے۔ ایک عورت نے کہا کہ انہوں نے بھی اپنی بہن ہی سے نکاح کیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) چونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی ہتک کی تھی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت رنج ہوا۔ اور آپ نے اس امر میں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ فرمائی۔ اور الہام ہوا۔ کہ اس گستاخی کی سزا میں اب ان کے منہ بند کر دیئے جاتے ہیں۔ کہ یہ اس لڑکی کا رشتہ آپ سے کریں۔ اور اگر نہ کرینگے۔ تو پھر اس اسلوب کا عذاب نازل ہوگا۔ اور اسی وقت یہ الہام ہوا۔ کہ توبی توبی فان البلاء علی عقبیک اے خوشخبری توبہ کر۔ کیونکہ بلا تیرے پیچھے آرہی ہے۔

پیشگوئی والی کو ہماری نظر سے اٹھانے کے لئے کی گئی مگر مولوی خوش نہیں ہے کہ آپ کی عظمت ظاہر ہو یہ تب خوش ہوتے ہیں ان کے معنوں میں تب ٹھنڈک پڑتی۔ جب یہ ہوں کہ وہ ہمارے کا ہتک ہو۔ فرض جب یہ تھی مجھ سے حضرت سے پیشگوئی شائع فرمائی۔ کہ اگر یہ تھی مجھ سے نہ ہو۔ تو اس لڑکی کا والدین سال میں اور جس سے نکاح ہوگا۔ وہ سال میں فوت ہونگے۔ چنانچہ نکاح سے چند ماہ بعد احمد بیگ مر گیا۔ اور اس کے کنبے والے ان کی کوشش سے کلکتہ چلے گئے۔ اور سلطان محمد بھی فوت ہو گیا۔ اور اس نے آپ کی بات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اب جب یہ خوف طاری ہوا۔ تو ان نے ان طریق ہتک سے بالکل علیحدگی رکھی جہاں دوسرے لوگ خاندان کے تعلقہ سے رہے تھے۔ بلکہ یہ بھی امیر مرزا صاحب تو نیک اور متدین اسلام معلوم ہوتے ہیں۔ تو یہ خدا اسکو کیوں سزا دیتا۔ پیشگوئی کی غرض ان میں خدا کا خوف پیدا کرنا اور ان کی حالت ہندوانہ سے توبہ کرانی تھی۔ جس میں وہ مبتلا تھے۔ اور یہ حالت پیشگوئی کے بعد حاصل ہوئی۔ لڑکی کا باپ جس نے مخالفت سے توبہ کی۔ ہلاک ہو گیا۔ لڑکی کا خاوند مخالف ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود کے متعلق اظہار حسن ظنی کرتا رہا۔ پھر تعجب ہے بڑھکر یہ کہ جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اس قسم کے رشتوں کی بس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اپنے خیالات کو ایسا چھوڑا۔ کہ اپنی ایک لڑکی حضرت مسیح موعود کے ایک بیٹے کو (جن سے وہ ہی رشتہ رکھتی تھیں۔ جو محمدی بیگم حضرت مسیح موعود سے) بیاہ دی۔

جب حالات ایسے بدل گئے۔ اور جب وہ لوگ جو مخالفت کرتے تھے رہ گئے۔ تو پھر وہی وجہ تھی کہ ان کو عذاب ملتا۔ اور اسکو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اگر باوجود اصلاح کرنے کے نہ ملے۔ تو یہ تو اندھی تگڑی چوپٹ راجہ والا معاملہ ہوگا جس لوگوں نے انہیں سے سرکشی کی۔ وہ سب ہلاکت اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اس پیشگوئی کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ میں اس گھر کو (جسمیں آج تقریر ہو رہی ہے) بیواؤں سے بھر دونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر وہ لوگ زندہ ہوتے۔ تو ہمیں کیا توقع کیسے ہوتی۔

پھر پیشگوئی تھی کہ اس گھر میں کچھ حصہ سے داخل ہونگے کچھ حصہ سے۔ اور جسمیں سے نکلنا تھا۔ چنانچہ خدا کی قدرت نے اس خاندان کے سرکردوں کو ختم کیا اور جس سے نکلنا تھا کچھ چوکیدار اور چھوٹی ہوئی

پس خدا نے جو پیشگوئی کی وہ توبہ و انابت کرنیوالے پر رحم فرمانے سے اور ان لوگوں نے رجوع کیا۔ اور ان سے عذاب ٹل گیا۔ اگر یہ لوگوں سے ان کو بہت خوش دلایا۔ مگر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا ہتک نہیں کیا۔ اور یہ بھی دیا کہ ہمیشہ ان کا ذکر آتا ہے۔ اور نام لیتے ہیں۔ اعلان کرتا ہوں کہ اگر مرزا سلطان محمد صاحب کو شوق ہو۔ تو ہم پیشگوئی کے دکھلانے کو تیار ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ میں جو حوالہ حضرت خلیفۃ المسیح نے لکھا ہے۔ تو یہ بتائیں ہو جائیں۔ ہم یہ الہام دیں گے

حضرت صاحب کے متعلق اعتراض

[illegible] ایک اعتراض حضرت صاحب [illegible] کیا گیا ہے [illegible] جواب دیا۔ استہزاء کی صورت میں نقل کرتے ہوئے عجیب نادانستہ کہ دوسرے [illegible] آپ کی زندگی میں تو دیکھتے ہیں۔ آپ [illegible] سال کی عمر تک تو آپ [illegible] اور آپ کا اس پیشگوئی سے متعلق کہ آپ کی [illegible] سال کی یا چند سال کی اور زیادہ ہوگی۔ لکھتے ہیں۔ کہ آپ الہام عمر والوں کو سے کم پر ہیں۔ مگر جب آپ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ تو آپ کی عمر مولوی ثناء اللہ کے نزدیک ستر سال سے بھی کم ہو گئی لیا یہ مولوی ثناء اللہ کی چالاکی نہیں۔ جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپکی عمر جو ۷۰ سال کے قریب تھی۔ اور جبکہ دوسرے لوگ جو آپ کے واقف تھے اسی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپکی عمر اسی مدت کے قریب تھی اور جبکہ آپ کے ایسے دشمنوں کی شہادت سے جو [illegible] سال سے آپ سے واقف تھے۔ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی عمر اسی [illegible] اور جبکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی [illegible] سال ہے۔ کہ ان کے علم میں بھی حضرت مسیح موعود کی عمر اسی مدت کے قریب تھی۔ بعض ایسے حوالوں کی بناء پر جو اسقدر شہادتوں کے

خلاف نظر آتے ہوں ما نہ پیشگوئی پر اعتراض کرنا شرارت نہیں تو اور کیا ہے۔ پرانے زمانہ میں پیدائش کے رجسٹر نہ تھے نہ اس طرح حساب رکھے جاتے تھے۔ پس بعض اوقات اگر حضرت مسیح موعود کی نسبت متعلق سرسری طور پر کوئی ایسی عمر بیان کی گئی ہے جس سے کچھ کم و بیش ثابت ہو۔ تو سلوجیت نہیں پکڑا جاتا۔

طاعون کی پیشگوئی

پھر اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑیگی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت صاحب نے کبھی اور کہیں یہ پیشگوئی نہیں کی۔ کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑیگی۔ وہ اس کے ثبوت میں ۔۔۔ اور وہ الہام پیش کریں۔ ہاں حضرت صاحب نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ میرے گھر میں طاعون نہیں آئیگی۔ اور میرے گھر میں کوئی طاعون کا کیس نہیں ہوگا۔ درانحالیکہ آپکے گھر میں سو کے قریب مرد و زن رہتے تھے۔ مگر ایک دفعہ بھی آج تک اس گھر میں طاعون کیس نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ چوہا بھی نہیں مرا۔ اور آپکے مکان کے گرد اس طرح طاعون پھیلتی رہی ہے جیسے لڑکے جنگل میں آگ۔ اور اس گھر میں جسمیں اس وقت تقریر کر رہا ہوں۔ طاعون پڑی۔ اور اس سے موتیں ہوئیں۔ مگر آپکا گھر جو اس سے دیوار بدیوار ملحق ہے۔ ہر طرح محفوظ رہا اور محفوظ ہے۔

مدعی کی پرکھ کیلئے تین باتیں درکار ہیں

پس یہ اعتراض لغو ہیں۔ اور ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہاں اصولاً ملے ہونا چاہیئے۔ کہ مدعی کی صداقت کے معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم کیا معیار پیش کرتا ہے اور وہ کونسی باتیں ہیں جو سچے مدعی میں پائی جانی چاہئیں جس سے جگہ تین مولی مولی باتیں ہیں جو قرآن کریم نے اصول کے طور پر ہر ایک مدعی کے صدق یا کذب کے معلوم کرنے کے متعلق پیش کی ہیں۔ بیان کرتا ہوں ۱۔ ماضی کے متعلق (۲) حال کے متعلق (۳) مستقبل کے متعلق جسمیں یہ تینوں باتیں پائی جائیں۔ وہ صادق اور راست باز ہوگا۔

مدعی کا ماضی

اول ماضی کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (پارہ ۱۱ ع ۱۰) فرمایا کہ تم ایک مدعی کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کی طرف دیکھو۔ فرمایا کہ محمد رسول اللہ نے تم میں چالیس سال تک زندگی بسر کی۔ کیا اس چالیس سال کے لمبے زمانہ میں جس میں جوانی کی امنگوں کا زمانہ بھی شامل ہے۔ کوئی اس کی زندگی پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ پس جب جوانی اور جوش اور امنگوں کے زمانہ میں اس نے انسانوں پر جھوٹ نہیں بولا۔ تو کیا بڑھاپے میں وہ خدا پر جھوٹ بولیگا۔ بلکہ اب تک تمام اس کو امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ پس اب جبکہ تم اس کو صادق اور راست باز بتاتے تھے۔ یہ کیا ہو گیا۔ کہ یہ صبح کو بگڑ گیا۔ اور راتوں رات اس کا لقب ہی تبدیل ہو گیا۔ ہر ایک بدی بتدریج پیدا ہوتی ہے یہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ ایک شخص رات کے وقت صادق سوئے۔ اور صبح کو بدترین جھوٹ کا مرتکب ہو کر پہلے تو انسانوں پر بھی جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اور اب خدا پر جھوٹ بولنے لگا۔

مسیح موعود کا ماضی

اس کے مطابق ہم حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار یہ اعلان فرمایا۔ کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت زبان مخالف ہو گیا۔ اس نے اپنے رسالہ میں آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی۔ اور مسٹر ظفر علیخان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی۔ کہ بہت پاک باز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا۔ اور اس کی زندگی پاکبازانہ رہی۔ وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا۔ اور بگڑ گیا علم نفس نے مانا ہے۔ کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے۔

مدعی کا حال

دوسری بات کسی مدعی کا حال دیکھنا ہوتا ہے اس کے لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد (پ ۲۴ ع ۱۱) فرمایا کہ ہم اپنے رسول اور ایمان لانیوالوں کی نصرت فرماتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پس جو خدا کا رسول ہو۔ اس کے ساتھ خدا کی نصرت ہوتی ہے۔ اگر نصرت نہیں۔ تو وہ خدا کا مرسل اور رسول نہیں۔ لوگ قریب ہوتا ہے۔ کہ اسکو ہلاک کر دیں۔ مگر خدا کی نصرت آتی ہے اور اسکو کامیاب کرتی ہے۔ اور اس کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کا حال

اس معیار حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں ہوا۔ آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ ارادے پر مشتعین ہوئے۔ جن کا علم ہو گیا۔ اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے مقدمے آپ پر جھوٹے اقدام قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا۔ کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے تعینات کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعویٰ کے ساتھ آیا تھا۔ کہ اس دعویٰ مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا نہیں میں پکڑاؤنگا۔ مگر جب مقدمہ ہوتا ہے۔ وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اسنے یہی کہا۔ اور آخر اس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا۔ اور اس نے بتا دیا کہ ۔۔۔ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا۔ اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمر الدین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں۔ کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبد الرحمن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے۔ کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ مولوی عبد الرحمن صاحب نے کہا۔ کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ میں اب مباحثہ نہیں کرونگا۔ ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلہ پر کھڑے ہو جائینگے۔ تو ہم کہدینگے۔ کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کرینگے۔ اور اب مباحثہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ۔۔۔ اور اگر مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ تو ہم شور مچا دینگے۔ کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے۔ اسپر مولوی عمر الدین صاحب نے کہا کہ انکی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں اور جا کر انکو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے تجھے کیا معلوم۔ یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب

کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ کہ جبکہ خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے۔ وہ ضرور اسی کی طرف سے ہوگا۔ انھوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالہ کے سٹیشن پر ملے اور کہا تو کہ رہا تھا وہ نے کہا کہ قادیان بیعت کرنے آیا ہوں۔ کہا تو بہت اچھا کرتے ہے تیرے باپ کو لکھونگا۔ انھوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہوا ہے جو کچھ ہے۔

پس مخالف اسکو مارنا چاہتے ہیں وہ بچایا جاتا ہے۔ خدا اسکی اپنے ذمہ لیتا ہے۔ عالم سے نصرت کرتا۔ اور ہر میدان میں اسکو مخرج رہتا ہے۔

جھوٹے مدعی کو لمبی مہلت نہیں ملتی

حالی کے متعلق ایک اور بات بھی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے مدعی کو تیئس سال کی مہلت نہیں دیتا جیسا کہ فرمایا۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ جھوٹے مدعی کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اور کبھی اسکو لمبی مہلت نہیں ملتی۔ پس ہمارے مخالف بھی جھوٹے مدعی کو ۲۳ سال دعویٰ کے بعد زندہ رہتا ہوا دکھائیں۔ وہ نہیں دکھا سکتے۔ ان کو مدعی کی اپنی تحریر دکھانی ہوگی۔ یہ نہیں کہ مخالف کی بات دکھائیں۔ کیونکہ مخالف کیا کچھ نہیں کیا کرتے۔ مثلاً حضرت صاحب ہی کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ نعوذ باللہ۔ پس ضروری ہے کہ مدعی کا اپنا بیان دکھائیں۔

مدعی کا استقبال

تیسری بات مدعی کے استقبال کے متعلق ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یہ بات اللہ تعالیٰ نے لکھ لی ہے۔ فرض کر دی ہے کہ خدا اور اس کے رسول ہی غالب ہونگے۔ اور خدا اور خدا کے رسول ہی فاتح ہونگے۔ اور ہمیشہ ہونگے۔

حضرت مسیح موعود کا استقبال

ہم حضرت مرزا صاحب کے آئندہ دعاوی کے متعلق آپ کے حال سے قیاس کرتے ہیں۔ آپ کمزور تھے۔ اور آپ اکیلے تھے۔ مگر تمام دنیا آپکی دشمن تھی۔ عیسائیوں کو آپ سے بغض ہندوؤں کو آپ سے عناد اور سکھوں کو اگرچہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ان کو بھی آپ سے غصہ تھا۔ اسلئے کہ آپ نے ست بچن میں بابا نانک صاحب کی تعریف اور خوبی بیان کرتے ہوئے ان کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا تھا۔ اور مسلمان جن کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ کے لئے عیسائیوں سے زیادہ جوش اور محبت ہے۔ وہ بھی آپ کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔

پھر گورنمنٹ جو مہدویت اور مسیحیت کے دعویٰ کے آپ سے بدظن تھی۔ خفیہ پولیس کے آدمی باقاعدہ یہاں سے ڈائری بھیجتے رہے اور غالباً اب بھی ہونگے۔ اور ایک پولیس مین تو یہاں رہتا ہی۔ ہمارے مہمانوں کی فہرست اتباع گورنمنٹ کے ہاں جاتی ہے۔ لیکن ان تمام موانع اور دشمنیوں کے باوجود آپ کے سلسلہ کو ترقی ہوئی آپ اکیلے تھے۔ مگر اب لاکھوں سے زائد ہوگئے۔ کیا حضرت مرزا صاحب کی فتح کی یہ کافی دلیل نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کی موجودگی میں آپ نے اعلان کیا کہ تو نیست و نابود ہونگے۔ اور نیست ہو جائینگے۔ وہ سب کے سب نیست و نابود ہو جائینگے۔ اور ان کو اپنے ساتھ ملا لونگا۔ اور آپ نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ لوگ ان کو کہتے تھے کہ ہمارے بیٹے لڑکے ہیں جائیداد ہیں عیسائی ہو جائیں۔ مگر احمدی نہ ہوں۔ لیکن پھر بھی لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ اور بکثرت ہو رہے ہیں۔ کیا یہ آپ کی فتح نہیں۔

قادیان کی ترقی کے متعلق پیشگوئی فرمائی۔ کہ یہاں تک ہوگی چند سال میں ایک میل تک قادیان پھیل گئی ہے۔ اور اس سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ عنقریب یہاں تک آبادی پہنچ جائیگی فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق۔ لوگ قادیان میں دور دور سے آئینگے۔ اور راستہ گھس جائینگے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ خود ان مولویوں کا آنا بھی ایک نشان ہے۔ مولوی آئے اور راستہ کی خرابی کی شکایت کی۔ مگر یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت ہے کہ وہ لوگ یہاں آئے اور خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

آئندہ کیلئے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں۔

حضرت صاحب نے آئندہ کیلئے بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ آئندہ آپ ہی کا سلسلہ رہ جائیگا۔ اور باقی فرقے بالکل کم تعداد اور کم حیثیت رہ جائینگے۔ اور ہم اسکے آثار دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کا کچھ اور حصہ ہم اپنی زندگی میں دیکھینگے ان کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیں۔ کہ ان کی کثرت کو قلت سے بدل دیا جائیگا۔ اور ان کے کثرت چھینکے خدا کے پیارے کو دی جائیگی۔ اور وہ قلت جو آج ہمارے لئے قابل فکر خیال کی جاتی ہے۔ کل انکو ذلیل کریگی ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں زمانہ ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئیگی۔ جب تک حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے ساری دنیا پر نہ پھیل جائیں۔ یورپ میں احمدیت ہوگی امریکہ میں احمدیت ہوگی۔ چین و جاپان عرب و ایران شام۔ غرض ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت ہوگی۔ ان سب ممالک کو خدا کا کلام سنایا جائیگا۔ ہر ایک دن وہ ہوگا کہ خدا کا سورج احمدیوں اسی احمدیوں پر چڑھیگا۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں میں جو پوری ہونگی۔ یہ تو عام پیشگوئی ہے لیکن ایک ملک کے متعلق ایک خاص پیشگوئی بھی ہے جو میں سناتا ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ زار روس کا عصا مجھے دیا گیا۔ اور امیر بخارا کی کمان آپکی ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ روس کی حکومت عنقریب مٹنے والی ہوگی۔ زار کی سلطنت مٹ چکی ہے۔ عصا زار روس کا سمجھنا چاہیئے ہے باقی آدھا حصہ پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے۔ امید ہے وہ دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ پورا ہوگا اور دنیا دیکھ لے گی کہ خدا نے روس کی صداقت کو کچھ ثابت کر دیا۔

کیا یہ شاندار پیشگوئیاں کسی اور صداقت کے ثابت ہونے کی مثال ہو سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں۔ یہ بچوں کا سوال ہے۔ قرآن کے اصول کے مطابق آپ کی صداقت پر شک کیا جا سکتا ہے۔ تینوں کے تینوں زمانے آپ کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔

غرض نبوتوں اور اصولوں کو دیکھنا چاہیئے۔ بعض اعتراض پر جڑ رہنا کوئی بات نہیں یہ ایک لغو بات ہے۔ قرآن جو اصول بتاتا ہے اسکے رو سے آپکی صداقت ظاہر و باہر ہے۔ اور جب تک کسی اصول کے ماتحت گفتگو نہ ہو دنیا میں کوئی مسئلہ نہیں حل ہو سکتا۔

جماعت کو نصیحت

اب میں اپنی جماعت کو بھی ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ تمہارے دشمن تمہیں پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر تم ایمان سے معمور سینہ رکھتے ہو۔ تو وہ تمہیں پامال نہیں کر سکتے آپ اپنے اقوال افعال۔ عقائد اخلاق اور معاملات کو درست کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم چلو۔ کمزوریاں اور سستیاں چھوڑ دو۔ تمہیں بہت بڑا کام درپیش ہے۔ بڑی مہم ہے جو تمہیں سر کرنی ہے۔ تم نے احمدیت کو پھیلانا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک تم بداخلاقی کو نہ چھوڑو۔ بدمعاملگی کو نہ چھوڑو اور نمازوں اور دیگر دین کے احکام میں پوری پابندی اختیار کرو۔ کوشش کرو کوشش کرو کہ فتح پاؤ۔ تمہیں کبھی فتح ہوگی اور دشمن کی جھوٹی فتح بھی اس کیلئے سوگواری کا موجب ہوگی اور دشمن تم سے اسطرح جائیگا جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے۔ اگر تم اس تمام علاقے کو احمدی بنا چکے ہوتے۔ فاتح دشمن کو اتنا بھی موقعہ نہ ملتا۔ کیونکہ مولویوں کی قوم بزدل قوم ہے اور انکو ظاہری سامانوں پر ہی بھروسا ہے وہ اس قوتوں اور طاقتوں کے خزانے سے غافل ہیں جو خدا نے ملتا ہے پس تم میں سے ہر ایک اپنی فرض منصبی کو بجا لائے اور لوگوں کو احمدی بنانے کے درپے ہو جائے۔ پھر تم دیکھو گے کہ دشمن کیسے ہماری کامیابی تم کا موجب ہوگی ❊ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے۔ ہماری حالت کو

خطبہ جمعہ

آدمی سلسلہ اور اُن کے دشمن

مخالفوں کی زبان سے مسیح موعود کی صداقت

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

ہر بڑی چیز کی ابتدا چھوٹی ہے

دنیا میں جتنی باتیں دنیا میں ہیں جن کو اللہ حقیر سمجھتے ہیں ہم بڑی سمجھتے ہیں وہ درحقیقت چھوٹی ابتداء رکھتی ہے۔ اشیاء کی حقیقت کو دیکھیں تو ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ بڑے سے بڑے درخت جو ہمیں نظر آتے ہیں ان کے بیج چھوٹے ہوتے ہیں۔ بیج جو ہمیں نظر آتا ہے اس میں بھی ایک بڑا درخت ہوتا ہے۔ بیج کا کام وہی ہے اور جس سے درخت پیدا ہوتا ہے خواہ کوئی درخت ہو خواہ وہ ٹڈ نام کا ہو خواہ جامن کا۔ اس میں ایک ذرہ ہوتا ہے جس سے اتنے بڑے درخت کی پیدائش ہوتی ہے۔

اسی طرح انسان کی پیدائش بھی ایسی ہی ہے۔ اگر درخت کی گٹھلی کو دیکھیں تو وہ بھی سارا بیج ہونے کے باوجود کچھ بڑی چیز نہیں دیتی۔ بعض جنتے بڑے آم ہوتے ہیں ان کی ابتدا نہایت ادنیٰ حالت سے ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت ہوتی ہے کہ انسان کی ننگی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی بلکہ بہت باریک درجہ کی خوردبین سے نظر آتی ہے۔ بظاہر دیکھنے والا اور حقیقت سے ناواقف آم اور بڑ کے درخت کو دیکھ کر ان کے بیج کو دیکھے۔ تو یہ کہیگا کہ اس ننھے بیج سے اتنا بڑا درخت کیسے پیدا ہو گیا۔ اور وہ کیڑا جس کو ڈاکٹر خوردبین کے ذریعہ سے حرکت کرتا ہوا دیکھتا ہے۔ ہر ناواقف اور کب کر سکتا ہے کہ اس سے انسان پیدا ہو گیا۔ وہ ناواقف یہی کہے گا۔ اور اُن کو پاگل بتائیگا۔ حالانکہ وہ خود جاہل ہوگا کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ بڑی چیز کی ابتداء باریک

آسمانی سلسلوں کی ابتداء

یہی حال آسمانی سلسلوں کا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ بھی چھوٹے بیج سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ بیج اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان کو ننگی آنکھ نہیں دیکھ سکتی بلکہ اسی طرح دوربین کے ذریعہ سے نظر آتا ہے۔ ان سلسلوں کا بیج بھی خاص نگاہ ہی سے نظر آتا ہے۔ ہر طرح یکساں آدمی ایک بیج کو دیکھ کر یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ اس میں وہ قوت ہے۔ جس سے ایک بڑا درخت پیدا ہوگا۔ اور بڑھ کر پھیل جائے گا۔ اور ہزاروں پرندے اس میں بسیرا کرینگے۔ اسی طرح وہ لوگ جن کی بصیرت ملی ہوئی ہے الٰہی سلسلوں کے بیجوں کو بیج ہی کی حالت میں پہچان لیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ حضرت کو کیسے مانا

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ایک شخص نے بطور مذاق حضرت ابوبکر کے پاس ذکر کیا۔ تو آپ نے محض یہ خبر سنکر ہی آنحضرت کے دعویٰ کی تصدیق کی اور ایک لفظ کے لئے بھی شک نہیں لیا۔ جس طرح ڈاکٹر بیج کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی خوردبین رکھنے والے دیکھ لیتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ قائم ہونے والا ہے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق نے اس وقت تصدیق کی جبکہ ہیچ نے سر بھی نہیں نکالا تھا۔ نہ بڑی نکلی تھی۔ نہ تنگو فقط ابھی گویا بیج تھا۔ جس وقت لوگوں نے ہنسی کی۔ اس وقت ابوبکر نے پہچان لیا۔ یہی حال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام ہوا تو آپ خود فرماتے تھے۔ کہ کہیں خدا کی طرف سے ابتلاء ہو۔ اس وقت خدیجہ نے کہا۔ کہ آپ ایک فیض رساں وجود ہیں۔ خدا آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور یہی حال حضرت علی کا ہوا۔ انہوں نے بھی ابتداء ہی میں آپ کی تصدیق کی مگر ہم لوگوں نے ہنسی اڑائی کہ ایک دو بچہ اور بیوی اور بھائی کی تصدیق سے گویا بڑے ہو گئے۔ مگر جو کچھ ان تینوں کو پہلے نظر آیا تھا وہ چند عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں کو نظر آنے لگا۔ مگر پہلے وہ ہنسی میں اڑاتے تھے۔ لوگوں نے بعد میں کہا۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ایک ہوشیار آدمی تھے۔ اس لئے دنیا اُن کی ساتھ ہو گئی۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمارے باپ دادا جو آپ کے مخالف تھے۔ وہ تو ابتداء میں اس بات کے ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ وہ تو ہنستے تھے۔ اگر انسانی کوشش اور انسانی چالاکی سے کام ہو جانے والے تھے۔ تو تمہارے باپ دادوں نے کیوں نہ مان لیا۔ وہ تو پاگل ہی بتاتے تھے

غرض چھٹے سلسلہ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال تو تاریخ کی ثابت اور واضح طور پر ملتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جب دعویٰ کیا۔ تو یہود نے آپ پر ہنسی اڑائی۔ موسیٰ علیہ السلام کے واقعات خود قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ آپ پر فرعون ہنسی اڑاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ اس کو کیا ہو گیا۔ یہ ہماری روٹیوں پر پلا۔ اس کی قوم ہماری غلام ہے۔ ان کے مردوں کو مارتے اور ان کی عورتوں کو بے عزت کرتے ہیں۔ کیا ایسی ذلیل قوم کا ایسا فرد ہم پر عزت پا لے گا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے چند مخلصین تھے۔ جو اس مخالفت کے زمانہ میں آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ سے وابستہ تھے۔ وہ فرعون کی دھمکیوں کی حقیقت کو جانتے تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ یہ اس کی گیدڑ بھبکیاں ہیں۔ اور وہ اس کی فوجوں کو مٹی کے تیلوں سے زیادہ نہیں۔ بلکہ کم سمجھتے تھے۔ یہی بات تھی۔ یہی کہ انہوں نے موسیٰ میں وہ بات دیکھ لی تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ دنیا میں وہ بات ہے۔ اور یہ وہ بیج رکھتا ہے۔ جس میں بڑھنے کی قوت ہے۔ اور وہ اتنا بڑھیگا۔ کہ جس کی تمہیں۔ اس سے قبل اس کے کہ وہ وقت آئے۔ کہ لوگ ہمیں اس کے نیچے بیٹھنے نہ دیں ہم غریب ہو جائیں۔ اور دکھاویں۔ سنا سب سے پہلے ہمارا حق ہو۔

ہمارا زمانہ میں الٰہی سلسلہ

ہمارے زمانہ میں بھی یہی ظاہر

ظاہر ہوا۔ اس کی مخالفت ہوئی۔ دور بین نگاہ رکھنے والوں نے اسکو پہچان لیا۔ اور وہ جن کو چشم بصیرت نہیں ملی تھی۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور ماننے والوں کو دکھ دینے لگے۔ حتیٰ کہ ان کو رشتہ دار تک ان کی جان کے دشمن ہوئے۔ اور مولویوں۔ ملاؤں۔ پیرزادوں۔ گدی نشینوں نے اسکے مقابلہ میں اپنی پوری قوت صرف کرنی شروع کی۔ لیکن وہ بیج بڑھنے لگا اور اپنی کونپلیں نکالنے لگا۔ مگر ان کی مخالفتیں بیکار ثابت ہوئیں۔ اور اس سلسلہ نے ترقی شروع کر دی۔ اب جو مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس بزدل کی سی ہے۔ جو فوج میں شامل ہوا۔ وہاں جو لڑائی تیر و خون ہونے لگا۔ تو بھاگنا بھی چاہے۔ اور خون کر دیکھتا جائے۔ اور یہ بھی کہتا جائے کہ خدایا خواب ہو۔ اسی طرح تمام مخالفتوں کے باوجود خدا کا قائم کردہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ اور یہ دیکھ بھی رہے ہیں مگر یہ لوگ کہتے ہیں۔ خدایا جھوٹ ہی ہو۔ اب کیسے خوبیاں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے اب یہ کہنے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ مرزا صاحب ہوشیار آدمی تھے۔ اسلئے ان کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا پہلے مخالف تھے اس بات کے منکر تھے۔ اور آپ پر اور آپ کے سلسلہ پر ہنستے تھے۔ اور مخالفین کے بڑے مولوی محمد حسین نے تو کفر بھی دیا تھا۔ کہ جتنے بھی مرزا صاحب کو بڑھایا ہے اور میں ہی ان کو خاک میں ملا دونگا۔ مگر دیکھ لو کون مٹ گیا۔ اور کس کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور کس کا سلسلہ دمبدم ترقی کر رہا ہے ؛

مخالف کی زبان سے مسیح موعودؑ کی صداقت

ان لوگوں کا جلسہ ہوا۔ اس میں ایک مولوی نے بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب اور ہماری مثال تو چور اور کتے کی ہے مرزا صاحب چور کی طرح آئے۔ اور ہم مولوی جو محافظ شریعت تھے۔ کتے کی طرح ان کے پیچھے پڑے۔ اس نے ہمیں ٹکڑے ڈال ڈال کر غافل کیا۔ اور خود مال اٹھانے کے لئے ہو گیا ؛

اس نے جو مثال بیان کی اس کے کئی حصے سچے ہیں اور کئی جھوٹے۔ اس نے حضرت مسیح موعود کو چور کی طرح آنیوالا قرار دیا۔ ہم کہتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ مسیح کی آمد چور کی طرح ہوگی۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو چور کہکر بیان کیا۔ کہ آپ مسیح موعود ہیں اور اس نے مولویوں کو کتے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بدتر۔ کیونکہ اس نے روٹی جو غذا ہے وہ ڈالی۔ اور انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور مسیح کے پاس آسمانی غذا تھی انہوں نے روٹی سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ آسمانی غذا سے انکار کیا۔ اور یہ بھی یاد رکھو۔ کہ مسیح ناصری نے کہا تھا کہ بچوں سے روٹی لیکر کتوں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔ یہ مسیح نے اسلئے کہا تھا کہ اس کے پاس روٹی تھوڑی تھی۔ مگر یہ مسیح ہے جو بہت غذا رکھتا ہے۔ اور اسی لئے اس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ خزانے لٹائیگا۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب نے جو مسیح موعود تھے۔ کتوں کے آگے بھی وہ غذائیں ڈالیں۔ مگر کتوں نے چھوڑ دیا اور اگر یہ کتے کھاتے۔ تو مر جاتے۔ کیونکہ ان کو روحانیت سے لگاؤ نہ تھا۔ باقی رہا یہ کہ اس نے کہا کہ وہ بہت بھوکے رہے اور بھوکے ہیں۔ سو ان کا بھوکا ہے بے اثر ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھوکے ہی رہے۔ اور وہ چار لاکھ انسان کو ان سے چھین کر اپنی طرف لے آیا۔ ان کا بھوکا تب مؤثر کہا جا سکتا تھا۔ جب وہ اکیلا رہتا ؛

پس اس نے اگرچہ مسیح موعود کو چور کہہ کر آپ کی ہتک کرنا چاہی۔ لیکن اس سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو مسیح ناصری نے کی تھی۔ اور اس نے اپنے اور اپنے ساتھی دیگر مولویوں کے لئے کتے کا خطاب تجویز کیا۔ اور اپنے آپ کو بھوکے رہنے والا بتایا۔ سو یہ بھی سچ ہے۔ کہ ان کا سوائے بھوکے رہنے کے اور کوئی کام نہیں۔ اور اس سے کوئی حقیقی فائدہ نہیں۔ سوائے اسکے کہ جو بھلا مانس آئے۔ اسکو بھونک پڑے۔ یہ مسیح موعود نے خزانے معارف و حقایق کے لٹائے۔ مگر کتے جو نجاست خور تھے۔ انہوں نے وہ غذا نہ کھائی۔ بلکہ بھاگ گئے۔ ان کا کام ہڈیاں چبانا ہے۔ یہ کہتے ہیں۔ دو احادیث نے بیعت فسخ کی۔ اول تو یہ جھوٹ ہے۔ دوسرے اگر درست بھی ہو تو کیا ہوا۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کو ہم نے پرے پھینک دیا۔ بات تو تب بنتی۔ جو کسی ایسے شخص کے متعلق یہ ہوتا کہ سنتی پر بیٹھ کر [illegible] پھر ان کی کامیابی کہی جا سکتی [illegible]

بات دراصل یہ ہے [illegible] اور جوں جوں بڑھتا جاتا ہے۔ [illegible] ہیں اسی طرح [illegible]

سلسلہ بیج کی مانند تھا۔ چند آدمیوں سے مانا۔ اور جوں جوں بڑھتا گیا۔ لوگ اپنی استعداد کے مطابق قبول کرتے گئے اور قبول کرتے جا رہے ہیں۔ اور قبول کرینگے۔ اور جب پورے درخت کی شکل اختیار کریگا۔ اسوقت جو انکار کریگا۔ وہ اندھا ہو گا۔ اور کون اندھا ہو سکتا ہے ؛

کیا مخالفوں کا ہماری مسجد کے پاس سے گذرنا انکی کامیابی ہے

وہ بہت خوش ہیں کہ ہمارے مسجد اقصیٰ کے پرلی طرف سے نعرے مارتے ہوئے گذر گئے۔ اور یہ انہوں نے بڑی فتح حاصل کی۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہ تو خود مانتے ہیں۔ کہ کعبہ پر گولے برسائے گئے۔ پس نعروں سے کیا ہوا۔ اگر کعبہ پر گولوں کا برسنا اس کی عظمت پر حرف نہیں لاتا۔ تو اگر وہ مسجد اقصیٰ کے پاس سے نعرے مارتے ہوئے گذر گئے۔ تو کیا ہو گیا۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ یہ بیج نشوونما رکھتا ہے کہ نہیں۔ اس کا تو انکار نہیں ہو سکتا۔ بیج پلتا اور بڑے درخت کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ اور اس پاس کے درختوں کو خشک کر رہا ہے پھر کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ کہ اس درخت کی خدا حفاظت کر رہا ہے۔ اگر کوئی اب بھی انکار کرے تو اس کا کوئی علاج نہیں ؛

دوستوں کا فرض

اس وقت میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی ہر ایک حالت میں اصلاح کریں۔ اور تمہیں کو ہنسی کا موقعہ نہ دیں۔ اور مخالفین کے خاموش کرانے کے لئے صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ تم ہمارے سلسلہ کو ناپاک اور جھوٹا اور کیا کچھ نہیں کہتے۔ لیکن یہ جو بھی ہے تیس سال سے ہندوستان اور یورپ میں امریکہ میں پھیل رہا ہے۔ اور تم جو پاک بنے بیٹھے ہو۔ وہ دن بدن تنزل میں ہے۔ اور تم لوگ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے قبل پادریوں سے چھپتے پھرتے تھے۔ اور تم میں سے لاکھوں انسان عیسائی ہو گئے تھے۔ پس تمہارا سچا اسلام تنزل پاتا رہا اور پاتا ہے۔ اور ہمارا "گندہ" اسلام دن بدن دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اس کو کیا صاف طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو اسلام ہم پیش کرتے ہیں اسکے آگے گردنیں جھکتی ہیں اور وہ اسلام جو تم پیش کرتے ہو۔ اس سے نفرت کی جاتی ہے ؛

آخر میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرونگا کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تاکہ ہماری قوت بڑھے اور دشمن جو آج ہم پر ہنستا ہے اسوقت [illegible] وہ جس پودے کو کچلنا چاہتے تھے۔ وہ بڑھ گیا اور باقی [illegible]

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ زیر الصدر بالا پتہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا صدقہ

سرمہ میمیرا اور سرمہ سلاجیت

اصلی میمیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں میمیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

میں اس سرمہ اور میمیرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ

"برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھنیہ۔ جالا پھولا۔ پھوال اور سرخی اور ابتدائی سفیدہ اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ میمیرا قسم اوّل باوجود خرچ ڈاک کے بجائے تین روپے کے دو روپے فی تولہ اصلی میمیرا خالص فی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے خصوصاً طبار کیلئے۔

سرمہ سلاجیت

نسخہ اعظم سے تیار کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء ناشف مرۃ بلغمیہ۔ طعام قاطع بلغم و ریح و دافع ہوا سیرہ فساد بلغم رقاق کرم شکم۔ بہت سنگ گردہ و مثانہ۔ سل البول و سیلان منی و بواسیر و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر روپیہ خود ہمیشہ کے وقت ہر دو دوا استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل ۱۲ فی تولہ

المشتہی

اخگر نور۔ تاجر دواجات قادیان (گورداسپور)

انجینرنگ سکول لدھیانہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی

اپریل ۱۹۱۰ء میں صرف ۱۲ طلباء کے اس سکول کی بنیاد رکھی گئی تھی جس میں اسی سال انٹرنس طلباء داخل ہو کر سو سے زائد تعداد طلباء ایک شاندار عمارت میں ہو گئی۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے اور سیکشن بھی کھول دی گئی ہے جس میں اس وقت تک ستر طلباء داخل ہوئے۔ جنوری ۱۹۱۱ء سے ڈرائنگ کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس کے واسطے بہت سی درخواستیں آئی ہیں۔ مگر انجینر صاحب نے سکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے معیار کے لئے سکول میں صرف قابل اور تجربہ کار پیپرز کام کرتے ہیں ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ، ورکنگ اور ٹیسٹنگ وغیرہ کا مہیا ہو چکا ہے۔

انجینرنگ پیپر ٹیسٹ کے آنریبل حتمانوتا طلباء کو مفت تعلیم دینے کیلئے بھی ہم سے طلب فرمایا کہ ہم فری سکول پبلک اور ڈیپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ سکول کے متعلق تو اور بہت سے اقوال ترغیب آمیز آپ خود آنریبل سکتے ہیں۔

المشتہر۔ سید احمد حسن ملیجر انجینرنگ سکول دیال انجینر پرنسپل

آٹا پیسنے کی چکی

یا لوہے کا خراس آہنی بلکہ چلنے والا اور سینہ بسینہ کے ہر قسم کے کارخانہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر ڈھلائی کا کام ہر قسم عمدہ صفائی تیار ہوتا ہے۔ ننخ کا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کیا جاتا ہے

ملنے کا پتہ

مستری غلام حسین محمد شفیع آئرن فیکٹری بٹالہ ضلع گورداسپور

ایک نادر موقعہ

اندرون شہر قادیان دار الامان نزد مسجد مبارک متصل مکان مفتی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی بمقدار تعداد اندازاً ۲۰ مرلے (بیس پانچسو مربع گز) قابل فروخت ہے جو صاحب خریدنا چاہیں۔ احقر سے ملے کریں۔

خاکسار

سید عزیز الرحمن مالک عزیز ہوٹل قادیان دار الامان

دو عجیب تحفے

انگوٹھی نمبر ۱ خالص چاندی کی انگوٹھی خوشنما اور عجیب ہونے کے علاوہ نہایت عجیب اور متبرک بھی ہے کیونکہ اسکے نگینہ پر دنیا حیرت انگیز طریقہ سے بہت ہی باریک حروف میں صرف اتنی سی جگہ میں تمام سورہ الحمد شریف ایسی کاریگری اور صفائی کے ساتھ تحریر ہے کہ دیکھ کر آدمی حیران ہو جائے۔ اور نہ دیکھے سمجھ نہیں آسکتے باوجودیکہ صدہا بار پڑھنے کے حفظ بالکل صاف پڑھا جاتا ہے۔ قیمت عارضی انگوٹھی۔ الحمد شریف کے نیچے اگر خریدار اپنا نام بھی کھدوائے تو عہ

انگوٹھی نمبر ۲۔ چاندی کی یہ خوشنما اور خوبصورت انگوٹھیاں خاص اعدیوں کیلئے تیار کرائی گئی ہیں۔ ان کے چھوٹے سے نگینہ پر حضرت مسیح موعود کا سب سے پہلا اور نہایت مشہور الہام "الیس اللہ بکاف عبدہ" ایسی صفائی۔ باریکی اور خوشنمائی کے ساتھ تحریر ہے جسے دیکھ کر دل باغ باغ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ قیمت عصر فی انگوٹھی خریدار اپنا نام بھی انگوٹھی پر لکھوائے تو عہ

پتہ:۔ شیخ محمد اسمٰعیل احمدی۔ پانی پت۔

چاندی کے عجیب موتی

خالص چاندی کے یہ نہایت ہی خوشنما موتی پانی پت کی فنی صنعت اور دست کاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ اصلی موتیوں کی مانند گول اور صاف اور نہایت چمکدار ہیں۔ دلفریبی۔ خوشنمائی اور نفاست میں اصلی موتیوں کو شرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں انمیں ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی یہ ہے کہ بداحتیاطی سے خراب میلے ہو جانے پر دوبارہ آسانی کے ساتھ چمکدار اور صاف ہو سکتے ہیں۔ فی ہزار قیمت ایک سال کی ضمانت رکھتے ہیں۔ تار ٹوٹنے کٹنے پر مفت۔ بالیوں میں ڈالنے نتھنی وغیرہ میں پرونے کے لئے موتیوں کی طرح ان کے درمیان میں سوراخ ہیں نفیس سبک اور خوبصورت زیادہ ایک عجیب بیش بہا تحفے کے مستورات کو دینے کے لئے اس سے بہتر چیز نہیں ہو سکتی قیمت تین روپے فی ہزار جس سے ہماری صداقت آزمائی اور ہمارے زیورات کی شان پر اطمینان کے لئے بطور نمونہ کم از کم ایک ہزار جو ضرور ہی طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ:۔ شیخ محمد انوار الدین۔ پانی پت۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جلد ۸ نمبر ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست

مدینۃ المسیح ۔۔۔ نامہ لندن
اخبار احمدیہ
افریقہ میں چار ہفتہ
چاہ بہار نئے احمدی
مولوی ابراہیم کے گھر میں تبلیغ کا جلسہ
وفات مسیح پر مباحثہ کا چیلنج
مولوی ثناء اللہ کی افترا پردازی دیکھو
نامہ نگار صاحبان کے خطوط
خطبہ جمعہ ۔۔۔ اعلانات امور عامہ
لڑکوں کو وقف کرو
عطاء اللہ کو انعام مل گیا

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروبار کے متعلق خط و کتابت بنام

منیجر صاحب

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ✱ اسسٹنٹ ۔ محمد خان

نمبر ۸ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء دوشنبہ مطابق ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح نے جمعہ کے خطبے میں فرمایا کہ میری طبیعت ابھی تک بدستور خراب ہے۔ روزانہ بخار ہوتا ہے اسہال بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عاجلہ و شفا کاملہ عطا فرمائے۔

جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت کو سفر تبلیغ کی تیاری کا حکم ملا ہے۔ اور ان کی جگہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تالیف و اشاعت مقرر ہوئے ہیں۔

جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر زمزم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کراچی سے واپس تشریف لائے ہمارے علماء کا ایک وفد مالیر کوٹلہ مباحثہ کے لئے گیا ہے اور امروز فردا واپس آنے والے ہیں۔

نامہ لنڈن

(از ۱۶ فروری لغایت ۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لندن مشن کا کام مضبوطی ترقی پر ہے اور عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغ اسلام کا کام ہفتہ وار سٹریٹ اور پٹنی والے مکان دونوں جگہوں پر جاری رہا اور اتوار کو دونوں مکانوں پر یکچر ہوئے پٹنی والے مکان میں ۳½ بجے شام سے لیکر ۹ بجے تک تقریریں ہوتی ہیں اور سٹارسٹریٹ والے مکان پر ۶½ سے لیکر ۸½ بجے تک چونکہ لندن بہت بڑا شہر ہے اس لئے ایک علاقہ کے لوگوں کے لئے دوسری جگہ جانے میں دقت اور روپیہ کا خاصہ خرچ ہوتا ہے یہ دونوں مکان ایک دوسرے سے قریباً ایک گھنٹہ کے ریلوے سفر پر واقعہ ہیں اور آنے جانے میں ایک روپیہ چار آنہ خرچ ہوتا ہے اسلئے مصلحتاً دونوں مرکزوں کو قائم رکھا گیا ہے

ملاقاتیں

اس عرصہ میں مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کر کے تبلیغ کی گئی ہندوستانی امراء جو یہاں آئے ہوئے تھے ان سب نے یہی عذر کیا کہ آپ لوگ فرقہ بندی کرتے ہیں ہم نے ان کو دو جواب دیئے اول یہ کہ فرقہ بندی اسلام میں احمدیہ جماعت سے پہلے موجود تھی اسلئے یہ الزام تمام ان اسلامی جماعتوں پر لگتا ہے جو احمدیہ سلسلہ سے پہلے موجود تھے دوسرا جواب یہ تھا کہ اصل مصیبت جو اسلام اور مسلمانوں پر ہے وہ فرقہ بندی کیوجہ سے نہیں بلکہ ایک عالمگیر سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ہے جو ہر ایک اسلامی فرقہ میں پائی جاتی ہے یہ مصیبت اسلئے نہیں کہ لوگ سنی یا شیعہ یا وہابی ہیں بلکہ اسلئے ہے کہ سنی سنی نہیں ہے اور شیعہ لوگ شیعیت سے دور چلے گئے اور وہابی فرقہ کے لوگ وہابیت سے غافل ہیں ایمان چونکہ زندہ ایمان نہیں ہے اسلئے تبلیغ اسلام کے لئے بھی دل میں تپش نہیں ہے

عیسائیت میں بھی فرقے ہیں لیکن اس فرقہ جب ہی نے عیسائیت کے تبلیغی جوش کو زیادہ کر دیا ہے تاکہ علم اور اگر جماعت احمدیہ کو بھلا کر دیا جائے تو دنیا کے تمام مسلمان مل کر اشاعت اسلام کے لئے اتنا بھی نہیں کر رہے جتنا کہ عیسائیوں کا یہ ایک فرقہ علیحدہ جماعت کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ ترکوں کے وفد کے ممبروں سے تبادلہ خیالات کی گئی اور ان میں لٹریچر تقسیم کیا گیا ان میں سے اکثر لوگ احمدیہ جماعت سے اچھی طرح واقف ہیں اس کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ بعض لوگ ہندوستان میں کہا کرتے ہیں کہ ترکوں کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا علم نہیں اسلئے وہ لوگ ایسی تحریک میں شامل ہیں

نئے ممبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لندن میں تین نئے ممبروں کا اضافہ ہوا ان میں برادرم کیل قابل ذکر ہیں جو شیرازہ ذہین تعلیم یافتہ آدمی ہیں لنڈن کے اسکاٹلینڈ میں اور آجکل مانچسٹر میں رہتے ہیں نوجوان ملازمت میں ویسٹ انڈیا سے ہیں اور اردو اچھی طرح بول سکتے ہیں دوسرے ہندوستان سے ہیں اور اردو اچھی طرح بول سکتے ہیں۔ تیسرے ابراہیم کپا کا حبشی افسل سالٹ پانڈ کے باشندے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور تمام یورپین اہل مکہ کا سیر کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک نیک فال ہے کہ برادرم عبدالرحیم نیر صاحب کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہاں کا ایک تعلیم یافتہ باشندہ احمدیت میں داخل ہوا یہ صاحب قریباً ایک مہینہ لندن رہے کہ امریکہ سے واپس آئے ہیں اور وہاں فرماتے ہیں کہ امریکہ میں ایک کروڑ حبشی اسلام لانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں ان لوگوں میں قومی جوش بہت ہے عیسائیت کی مخالفت ان لوگوں پر پوری طرح واضح ہو چکی ہے لہٰذا ان لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسلام کو مطالعہ کر کے مسلمان ہو جائیں اور وہی مذہب اختیار کریں جس کے بھائی ہندوؤں کا فرقہ ہیں ہے ابراہیم کپا کا نے جو حالات وہاں کے بیان کئے ہیں اس کی تصدیق امریکہ کے ان رسالوں کے مطالعہ سے بھی ہوتی ہے جو وہاں کے حبشی لوگ شائع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دن قریب ہے کہ جب یہ خاموش فی دین مسلمان دنیا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ حضرت مفتی صاحب جو اب زیر علاج ہیں اگر ان لوگوں کی طرف توجہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اکثر امریکن حبشی لوگ ایمان لے آویں۔

خطوط

ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر کا سیرالیون سے خط آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اب تک سالٹ پانڈ پہنچ چکے ہونگے۔ سیرالیون میں ہمارے پرانے مخلصوں میں سے خیر الدین صاحب ہیں جو ایک تعلیم یافتہ اور فری ٹاؤن کے معزز باشندوں میں سے ہیں میرے ساتھ ان کی قریباً ۱۰ سال سے خط و کتابت ہے قاضی عبداللہ صاحب اور مفتی صاحب سے بھی ان کی خط و کتابت رہی ہے اسکے علاوہ یہ صاحب ہمارا لٹریچر بھی اچھی طرح پڑھ چکے ہیں اور ذاتی واقفیت سے بھی اچھے واقف ہیں اسلئے بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے ان کو خیال تھا کہ احمدی جماعت نے کوئی نئی طرز کی نماز اور روزہ وغیرہ بنایا ہے ماسٹر صاحب کے وہاں جانے اور لیکچر وغیرہ دینے سے ان کو یقین ہو گیا ہے کہ احمدی جماعت نے کوئی بدعت جاری نہیں کی اسلئے بڑے جوش سے اپنے دوستوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنی شروع کر دی ہے اور مجھے خط لکھا ہے کہ مبلغ کے لئے قادیان میں تار دوں چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق کل تار دیدی گئی۔ حضرت مفتی صاحب کی طرف سے متواتر کامیابی اور خوشی کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ حاجی صوفی حسن موسیٰ خان جو آسٹریلیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں دائم المریض ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں احباب ان کے لئے دعا کریں یہاں تمام احباب خیریت سے ہیں اور ان میں سے ہر ایک صاحب اپنے اپنے رنگ میں میری مدد کر رہے ہیں غلام علی محمد صاحب خلیفہ رشید سید عبداللہ الدین صاحب اور شیخ احمد اللہ صاحب کے گذشتہ ہفتہ بیمار ہونے سے بچ جانے سے میرا بازو اور بھی مضبوط ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر دے نیکیوں کا سلسلہ متواتر جاری رکھے والسلام خاکسار محمد اسمٰعیل

اخبار احمدیہ

افسر ڈاک کی تبدیلی مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے موجودہ افسر ڈاک کو چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کی جگہ دلائیں بھیجنے کا حضرت صاحب سلمہ نے ارشاد فرمایا ہے اسلئے ان کو اس جگہ سے فارغ کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے بی ٹی کو قائم مقام افسر ڈاک مقرر کیا گیا ہے خط و کتابت متعلقہ ڈاک حضرت صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب کے نام بجائے بھیجیں

بغداد میں انجمن احمدیہ

کل احمدی احباب کی خدمت میں اطلاع کی جاتی ہے جو کہ بغداد یا اس کے قرب و جوار میں رہتے ہیں کہ بغداد میں انجمن احمدیہ باضابطہ قائم ہو گئی ہے اور اس کے حسب ذیل ممبر تجویز ہوئے منشی عبدالرحیم صاحب کلرک دفتر سول ٹرانسپورٹ بغداد صدر انجمن منشی برکت علی صاحب سب اوورسیئر ڈی ڈبلیو او۔ مکس نہادی بغداد منشی محمد صادق کلرک ڈی۔ ٹی۔ ایس آفس بغداد و سیکرٹری اسواسطے ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ یا تو بذریعہ خط اپنے پتہ سے اطلاع دیں اور خود شریف لا کر مندرجہ بالا احباب سے ملاقات کریں اور باضابطہ انجمن میں شامل ہوں اور ہر ایک قسم کی چندہ کی اور دیگر ضابطہ کے ماتحت کسی دقت کسی انجمن کی معرفت ہونی چاہیئے اسواسطے ہدایت ضروری ہے کہ ہر ایک صاحب جو کہ بغداد کے قرب و جوار میں مقیم ہیں انجمن احمدیہ بغداد کی معرفت چندہ وغیرہ ارسال فرمایا کریں علیحدہ علیحدہ چندہ ارسال کرنوالے احباب تک دیگر تحریکات آسانی سے پہنچ سکتیں۔ احباب مہربانی فرما کر اپنے اپنے پتہ و نشان سے مندرجہ بالا احباب میں سے کسی ایک کو اطلاع دیویں والسلام

کنوینر ڈاکٹر وارث علی

دھوکہ سے بچو جناب حامد حسین خان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ اطلاع دیتے ہیں کہ میرے پاس ایک کارڈ پہنچا جس کے بھیجنے والے کا یہ نام لکھا ہے "پیرزادہ حاجی سید محمد عثمان نمبر ۱۱۶ محلہ انقام مقام بہپانی ضلع ہزارہ" صوبہ اودھ جب قبلہ مولوی انوار حسین خان صاحب کے ذریعہ تحقیقات کرائی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص اس قسم کی تحریرات بھیجنے کا عادی ہے جس میں اپنا حال ظاہر کر کے اظہار اخوت کے بہانے اور امداد فقراء کی طلبی ہوتی ہے اسلئے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ جب تک ذاتی طور سے کسی شخص کے واقف نہ ہوں اس قسم کے خطوط ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا کریں ممکن ہے اسکے بعد کسی اور نام سے دینے سے مخالفین میں ڈالا جائے

درخواست دعا عبدالکریم صاحب جو کلکتہ میں موٹر کا کام سیکھنے کے لئے وارد ہیں احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں (۲) محمد اسحاق احمدی باورچی خانہ لاسبلہ شپنگ کمپنی کے امتحان میں کامیابی کے لئے دعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی

حق پسند صاحبان کے لئے فائدہ اٹھانے کا موقع

افریقہ میں چار ہزار احمدی

یوں تو ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی اور حضرت مسیح موعود کی فتح یابی کا ایک نشان ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس تمام بندشوں کو توڑ کر اور ان سب روکاوٹوں کو عبور کر کے آتا ہے۔ جو دنیا کے کیڑوں اور راستی سے بیار کرنے والوں کی طرف سے اس کے سامنے ڈالی جاتی ہیں اور اس طرح وہ ثابت کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی کے آگے ساری دنیا کے مخالفین کی طاقتیں ہیچ ہیں۔ لیکن اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فوجیر کی فوجیں صداقت اور روشنی کے اس جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے بلند کیا۔ اور گروہ کے گروہ اس دین میں داخل کر رہا ہے۔ جس کو قائم کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔

ناظرین کرام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ اعلان پڑھ چکے ہونگے۔ جو حضور نے افریقہ میں چار ہزار اشخاص کے احمدی ہونے کے متعلق ارقام فرمایا ہے۔ یہ اعلان یہ خوشخبری یہ نوید مسرت ایسی ہے۔ کہ ہماری جماعت اسکے متعلق جس قدر بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے کم ہے۔ اور جس قدر بھی سجدات شکر بجالائے۔ تھوڑے ہیں۔ یہ اتنی بڑی فتح اور اتنی بڑی کامیابی ہماری کسی کوشش اور سعی کا نتیجہ نہیں۔ ہم اپنی طاقت اور قوت سے اپنی کوشش اور سعی سے خوب واقف ہیں۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اس کی کیا حقیقت ہے پھر خدا تعالیٰ کا یہ فضل یہ کرم محض اس کی بندہ نوازی ہے تو اور کیا ہے۔ پس اس موقع پر ہم جس قدر بھی خدا تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کر سکیں۔ کرنی چاہیئے۔

لیکن یہ موقع ان لوگوں کے لئے بھی حق و باطل میں امتیاز کرنے کے نہایت مناسب اور موزوں ہے۔ جو آجکل سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے۔

حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت خدا تعالیٰ کا یہ کلام پورا ہوا تھا۔ اسی طرح اب حضرت مسیح موعود کے وقت بھی پورا ہوگا اور فوجوں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہونگی۔ اور یہ چار ہزار افراد کا ایک دم داخل سلسلہ ہونا اسی الہام اور اسی پیشگوئی کے اکثت ہے۔ اور اسی کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔

وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کے بے شمار نشانات کے ہوتے ہوئے پھر بھی کوئی خاص نشان دیکھنے کا مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ ان کا مطالبہ اگر نیک نیتی اور حق کو پانے کے لئے ہوتا ہے۔ تو وہ اس تازہ نشان پر غور کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا مذکورہ بالا الہام کس صفائی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ اور وہ خدا جس کی طرف سے مبعوث ہونے کا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا۔ آپ کی کیسی مدد اور نصرت فرما رہا ہے۔ اور ایسی حالت میں فرما رہا ہے۔ جبکہ دنیا میں آپ کی مخالفت کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے۔ اگر آپ کے خلاف آواز اٹھانیوالا کوئی نہ ہوتا اگر آپ کے راستہ میں روکاوٹ ڈالنے کی کوئی کوشش نہ کرتا اگر آپ کی طرف آنے والوں کو کوئی نہ روکتا۔ تو اور بات تھی لیکن اب جبکہ ساری دنیا اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اس دین کو مٹانے کے درپے ہے۔ جسے قائم کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب آئے تھے۔ حتیٰ کہ مسلمان کہلانے والے اور اسلام کا دعویٰ کرنیوالے بھی اپنی ساری قوت اور پورا زور آپ کے خلاف لگا رہے ہیں ایسی حالت میں اتنے بڑے دعوے کا قبول کر لینا بھی آپ کی صداقت کا نشان ہے۔ مگر اب تو خدا تعالیٰ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دکھا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا نشان ہو سکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو حق کے طالب اور راستی کے جویاں ہیں۔ انہیں ایسی باتوں سے قطع نظر کر کے جو علماء ہم شر من تحت ادیم السماء کی بیہودہ سرائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ اور جنہیں وہ فکر فریب اور تلبیس و خدعہ سے استعداد پیچیدہ بنا دینے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ انہیں حقیقی اور اصلی رنگ میں نہ دیکھ سکیں۔ اثبات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ اگر آپ خدا کے برگزیدہ اور راستباز نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے ہیں۔ جیسے مخالفین کہتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالیٰ کیوں آپ کے سلسلہ کو دن بدن ترقی دے رہا ہے۔ اور آپ کے جھنڈے کے نیچے فوجوں کی فوجیں لا رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کی یہ نصرت اور یہ تائید ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور اسی کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور خدا ہی آپ کے سلسلہ کی مدد کر رہا ہے۔ اور یہ اتنی موٹی بات ہے۔ کہ ہر ایک شخص اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اگر ہمارے پاس ظاہری ساز و سامان ہوں۔ دنیاوی طاقت اور شوکت ہو۔ دولت اور مال ہو۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ چیزیں لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچ کر لا رہی ہیں۔ لیکن اثبات کا تو ہمارے دشمنوں کو بھی اقرار ہے۔ کہ ان مرغوبات دنیا میں سے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور اثبات کو وہ بڑے زور شور کے ساتھ ہمارے خلاف پیش کرتے۔ اور معترض ہوتے ہیں۔ کہ ہم ایسے کمزور۔ ناتوان اور اسقدر دنیاوی عیش و عشرت کے سامان سے تہیدست ہیں۔ یہ سب کچھ ٹھیک۔ مگر کوئی یہ تو بتلائے۔ کہ ہماری اس کمزوری اور ناتوانی۔ اس بے کسی اور بے سروسامانی کے باوجود یہ کامرانی اور کامیابی کیوں؟ کیا اس کی وجہ سوائے اسکے کوئی اور ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خدا جو تمام طاقتوروں سے زیادہ طاقتور۔ اور وہ خدا جو تمام

سامانوں کا خالق ہے۔ اس کی مدد اور تائید ہمارے ساتھ شامل ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہم کو کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ یہی اور صرف یہی وجہ ہے۔ ہماری کامیابی کی۔ دشمن ہماری کمزوری اور بے سروسامانی پر ہنسی اڑاتا۔ اور اس طرح اپنے خیال میں ہم پر بہت بڑا اعتراض کرتا ہے مگر ہم کہتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی شرم کی بات نہیں اور ہم خود اس کا اقرار کرتے ہیں۔ ہاں اس کے ساتھ ہی مخالفین کو یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی اس تائید اور نصرت کو بھی دیکھو جو ہمارے شامل حال ہے۔ ہم دنیا کی تمام شوکتوں اور عظمتوں کو اس کمزوری اور ناتوانی کے مقابلہ میں اور سارے جہان کی دولت اور مال کو اس غربت اور افلاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو خدا کے فضل و رحم اور اسکی بندہ نوازی کو جذب کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ کاش! ہمارے مخالفین بھی اس پر غور کریں اور فائدہ اٹھائیں ؛

اس مضمون میں ہم نے افریقہ میں ایک کثیر جماعت کے حق قبول کرنے پر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی یدخلون فی دین اللہ افواجا کا بڑا عظیم الشان ثبوت لکھا ہے۔ اس کی طرف مخالفین کو توجہ دلائی ہے۔ آئندہ انشاء اللہ یہ تائید ہمیشگی۔ کہ اس اتنے بڑے نشان کے ظاہر ہونے پر ہماری جماعت کے فرائض میں کس قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ اور اسے اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے ؛

چار ہزار نئے احمدی

اخبار وکیل اپنے ۷ اپریل ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت لکھتا ہے :-

"مسیحی ہادی افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی کے متعلق غلط بیانات شایع کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کہ افریقہ کے لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے ہیں۔ لیکن تازہ بیان کے ایک اشتہار میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ سب بیانات غلط ہیں یوگنڈا کے اکثر لوگ مسیحی ہو چکے ہیں۔ اور تمام نو سوائے ایک کے مسیحیت اختیار کر چکے ہیں۔ مغربی افریقہ میں ۱۹۰۱ء میں ۵۳ فیصدی مسلمان تھے ۱۹۱۱ء میں کل ۴۹ فیصدی رہ گئے۔ گویا دس سال کے وقفہ میں مسلمان آبادی کا دسواں حصہ مسیحی ہو گیا۔ جس ملک کی آبادی صرف ۱۰ لاکھ ہو۔ اس کا اس حساب سے مذہب عیسائی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے چلے جانا ایک خطرناک حقیقت ہے لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے نہ تو اصلیت کے دریافت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور نہ تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے کچھ کیا گیا۔ اب اشتہار مذکور میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ماسٹر عبدالرحیم کی سعی مرفور سے وہاں چار ہزار غیر مسلم احمدی ہو گئے ہیں ہم کو امید ہے۔ کہ دور اندیشی و دانش مندی رفتہ رفتہ اختلافات باہمی کو مٹا دیگی۔ اور یہ چار ہزار احمدی کسی زمانہ میں اس بات پر فخر کر سکیں گے۔ کہ وہ قرقہ بندیوں کی الجھنوں سے نکل کر نئے سرے سے مسلم بن گئے ہیں۔ اور احمدی و غیر احمدی کی تمیز ان میں نہیں رہی۔

اہل قادیان کا ذوق و شوق تبلیغ لائق داد و قابل تحسین ہے ؛

خط کشیدہ الفاظ میں "وکیل" نے جو امید ظاہر کی ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کس بنا پر ہے۔ یہ چار ہزار اردو لوگ ہیں۔ جو پہلے "نرے پکے مسلم" تھے۔ اور پھر عیسائیت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے تھے۔ جہاں سے "احمدیت" نے انہیں نکالا ہے۔ اور "احمدی" بن کر وہ اس قابل ہوئے ہیں کہ عیسائیت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار سکیں۔ اب کیا وکیل یہ امید رکھتا ہے۔ کہ وہ پھر اسی قسم کے "مسلم" بن جائینگے۔ جن کو عیسائیت ہڑپ کر گئی تھی۔ "وکیل" کی یہ امید بالکل بے جا ہے۔ اسے ہرگز یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسلام جو عیسائیت کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ اور جس کا تلخ تجربہ ان لوگوں کو ہو چکا ہے۔ پھر اسی کو اپنی جائے پناہ قرار دینگے۔ بلکہ وہ خدا کے فضل سے اسی اسلام کے نام لیوا ہونگے جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ اور جس کا امتیاز احمدی اور غیر احمدی کہلانے سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اس اسلام کا کافی تجربہ کر چکے ہیں۔ جو احمدیت کے سوا اس زمانہ میں پیش کیا جاتا ہے مگر وہ ان کی تسلی کا باعث ہو سکتا۔ اگر ان دنیکردہ عیسائیت

مولوی ابراہیم سیالکوٹی

گرفتار کر کے زیر دفعہ ۱۲۴ الف

کے گھر میں عجیب و غریب واقعہ

(بغاوت) حکومت کی طرف سے جو مقدمہ چلایا گیا ہے

اسیس ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو ایک شخص مسمی عبداللہ فوق نے شہادت دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مولوی عطاء اللہ نے اپنی تقریر میں (جس کی بنا پر مقدمہ چلایا گیا) مشنری لیڈیوں کے متعلق یہ بتاتے ہوئے کہ ان کی وجہ سے مسلمان لڑکیوں پر ایسا اثر پڑتا ہے۔ کہ وہ اوباشوں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ "مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی بھتیجی کا ذکر کیا۔ کہ وہ ایک شخص کے ساتھ بھاگ گئی تھی" (وکیل ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء)

جس دنوں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس کی اطلاع ہمیں ملی تھی انہی دنوں ہم نے مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دریافت کیا تھا۔ کہ کیا یہ صحیح ہے۔ لیکن انہوں نے ہمیں اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب جبکہ مولوی عطاء اللہ نے اسکی تصدیق کر دی ہے۔ تو اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ گیا۔ اور جب تک مولوی ابراہیم خود اسکی تردید نہ کرے اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

جب ہمیں مذکورہ بالا واقع کا علم ہوا تھا۔ اسی وقت یہ بھی معلوم ہوا تھا۔ کہ عدالت نے ضمانت لیکر ایک مقدمہ تاریخ تک لڑکی کو مولوی ابراہیم کے حوالہ کر دیا تھا۔ کہ وہ اسے سمجھا بجھا لیں۔ اور اس کے شکوک رفع کر کے اسے عیسائی ہونے سے بچا لیں۔ لیکن مقررہ تاریخ پر لڑکی نے عدالت میں پہنچ کر کہدیا کہ چونکہ اس کے اعتراضات کا اسے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اسلئے وہ عیسائی ہونے سے باز نہیں رہ سکتی اور بر نتیجہ آثار کر مولوی صاحب کے حوالہ کر دیا ؛

اس اندوہگین واقعہ کو مدنظر رکھکر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ مولوی ابراہیم وہ شخص ہے۔ جو حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ چڑھانے کے لئے بڑا زور لگایا کرتا ہے۔ چنانچہ غیر احمدیوں کے جلسہ میں جس کا ذکر قسمہ نمبر ۱ میں مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ اس نے اسی بات پر زور دیا۔ تو اس واقعہ کا مقابلہ کر سکتے۔ تو پہلے ہی اس سے دست بردار کیوں ہو گئے۔ اور کیوں عیسائیت کے سامنے ہتھیار ڈالکر سر تسلیم خم کر دیا ؛

ذمہ دار مشنری لیڈروں سے پڑھکر اس کو قرار دینا پڑتا ہے اور بصورت صحت واقعہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس جرم کی عبرتناک سزا ہے جو انکار کتاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین میں مدفون سمجھنے اور حضرت عیسٰے کو زندہ آسمان پر اور وہیں سے لیا جانے ہے۔ مسلمان کہلانے والوں کے اسی عقیدہ نے بہت سوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے عیسائیت کی گود میں ڈے دیا۔ مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے۔ اب خدا ان کے گھروں میں ایسے عبرتناک واقعات دکھا کر راہی اب بھی اگر وہ باز آئیں۔ تو ان کی مرضی ؛

وفات مسیح پر مباحثہ چیلنج کا مولوی ثناء اللہ کی افترا پردازی

مولوی ثناء اللہ کا ہمیشہ بار بار تجربہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ صحیح واقعات سے چشم پوشی کر کے اپنی مطلب برآری کرتا اور مخالفوں کو جھوٹا ٹھہرانے کی ذلیل کوشش کرتا رہتا ہے۔

اصحاب الفیل اوندھے منہ گر آئے۔ اور ذلیل ہو کر ہو گئے ان تیر اندازوں میں سے ایک مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے یہ تیر پھینکا۔ کہ اس سے وفات مسیح پر مباحثہ کیا جائے جب اس نے چیلنج دیا۔ تو اول انجمن والوں نے اس چیلنج کو واپس لے لیا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے جلسہ گاہ ہی میں مولوی ابراہیم کی طرف سے کھڑے ہو کر نہ صرف اس چیلنج کو واپس لیا۔ بلکہ وہیں دفن بھی کر دیا۔ اور ہم لوگوں نے حکاً سے اجازت چاہی۔ کہ ہم اس کا جواب دیں۔ مگر انھوں نے کہا۔ کہ ہم مولوی ابراہیم کی زبان سے ہی یہ چیلنج واپس کرائینگے لیکن ۱۹ تاریخ کو مولوی ابراہیم نے چیلنج دیا۔ اور ۲۰ تاریخ کو ہماری طرف سے چیلنج کی منظوری اشتہار بصورت "مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور دیگر علماء کا چیلنج مباحثہ منظور" شائع ہو گیا۔ اور اسی دن ان مولوی صاحبوں کو دیدیا گیا۔ یہ اشتہار ۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء کے الفضل کے صفحہ ۸ پر شائع ہو چکا ہے۔

مگر مولوی ثناء اللہ کی بے ایمانی اور واقعات فراموشی اور افترا پردازی دیکھنے کے قابل ہے کہ ۸ اپریل کے پرچہ اہلحدیث میں مولوی ابراہیم کے مضمون کے نیچے ایڈیٹوریل لکھتا ہے کہ۔

"یہ مسئلہ وفات مسیح پر مرزائیوں کو بہت ناز ہے باہر سے اسے بے مطلب اور بے تعلق جا کر مرچ دیجاتی تھی۔ مگر قادیان میں اس کی بابت اعلان کیا گیا کہ قادیان کے جلسہ میں تو افسران مقررہ کی اجازت نہیں۔ بٹالہ میں چلکر اسی مسئلہ پر بحث کر لیں۔ اہل بٹالہ نے بڑے زور سے پیش کیا۔ لیکن مرزائیوں کی طرف سے قبولیت نہ ہوئی۔ اب آئندہ ان کا کوئی حق نہ ہوگا کہ اس مسئلہ پر بحث کرنے کی خواہش کریں"!!

کیا اس سے بڑھکر ثناء اللہ کے یہودی ہونے کا کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے۔ ہماری طرف سے منظوری کا اشتہار شائع ہو چکا ہے۔ جو قادیان ہی میں ان کو دیا گیا۔ اور بدر اخبار میں درج ہو چکا۔ مگر ڈھٹائی یہ کہ ایک ہفتہ ہمارے اشتہار کے اخبار میں شائع ہونے کے بعد کہتا ہے کہ انھوں نے جواب نہ دیا۔ ہمارا اعلان موجود ہے۔ کیا ثناء اللہ اب بحث کرنے کو تیار ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی روزانہ ڈائری

(۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز عصر)

قربانی کی سپرٹ

حضور نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہمارے طالب علموں میں یہ روح پیدا کرنی چاہئے۔ کہ وہ دین کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کریں۔ اور دنیا کی وجاہت کا خیال نہ کریں ؛

پھر فرمایا۔ کہ ہمارے مبلغین جس ملک کا بھی لباس پہنیں وہ ان کے لئے جائز ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں اسلام اسلئے ہر جگہ کا جو لباس ہے۔ وہ اسلام کا لباس ہے اگر فقیرانہ لباس پہنیں۔ صیغہ نے صوفیا پہننا شروع کیا تھا تو وہ اپنا کام خوب کر سکتے ہیں ؛

ہمارے مبلغوں کا لباس

پھر فرمایا۔ کہ اب ہمیں اس قسم کے لوگوں کی بکثرت ضرورت ہے۔ جو کم سے کم گذارہ پر دنیا زندگی بسر کر کے دین کی خدمت کریں۔ اور وہ خرچ بھی آپ ہی ہم پہنچائیں ؛

احمدی نوجوانوں کی قربانی

اسی ضمن میں حضور نے مدرسہ احمدیہ کے سابق طالب علم میاں کرم دین کا ذکر کیا۔ یہ نوجوان بمر اضافہ انیس سال کی عمر کا ہے۔ اس نے جو قربانی کی ہے اس کے متعلق فرمایا کہ:۔

اس نے ہمارے نوجوانوں کے سامنے بہت بڑا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور وہ ہمارے طالب علموں کے لئے بطل احمدی ہے (Ahmadi Hero) اس کی شادی قریب تھی اس کے گھر والوں کو خبر نہیں کی۔ مجھ سے بھی نہیں پوچھا۔ اس خیال سے کہ وہ رخصت دیں (اگرچہ یہ غلطی تھی کیونکہ امام سے پوچھنا ضروری ہوتا ہے) وہ فوج کی فکر کی بھرتی میں گیا۔ اور وہاں جماعت کے لوگوں سے بھی نہیں ملا۔ بلکہ کوئی کام تلاش کرتا رہا۔ ادھر گھر والے حیران کہ وہ کدھر گیا آخر اسکو جہاز پر ملازمت مل گئی۔ اور وہ لندن پہنچا۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا کہ تو کہاں۔ نہیں معلوم۔ کس تکلیف سے یہ سفر ختم کیا ہوگا۔ مگر یہ ایک بڑی قربانی ہے۔ اب وہ مبلغین کی خدمت کرتا۔ اور مسجد میں پانچ وقت اذان کہتا۔ اور مفت کام کرتا ہے۔ کسی کام سے اسکو عار نہیں۔ پھیری والے کا لائسنس مل گیا ہے۔ کپڑے کا کام سیکھتا ہے۔ اور مجھے اسنے لکھا ہے۔ کہ میں یہاں کچھ عرصہ کے بعد جاپان چلا جاؤنگا۔ کیونکہ ہمارا کوئی مبلغ ابھی تک وہاں نہیں گیا ؛

چونکہ وہ اذان بلند آواز سے کہتا ہے۔ ایک عورت دودھ لیتی ہوئی آئی۔ کہ یہ تو سخت خلاف قانون ہے۔ اس نے کہا میں تو سمجھ نہیں سکتا۔ اس نے کہا کہ پانچ وقت جو شور مچاتا ہے اس سے تو نیند حرام ہو جائیگی۔ اس نے کہا کہ میں لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اور اگر میں جیل میں ڈالا گیا۔ وہاں بھی اذان کہونگا۔ ایک دفعہ ریل میں جا رہا تھا۔ کہ اس کی داڑھی پر ایک انگریز ہنسا۔ اور دوسرے کو بھی دکھایا۔ اس نے کہا کہ میں کوئی عورت ہوں جو داڑھی منڈاؤں۔ یہ سنکر انگریز دوسرے ساتھی کو متوجہ کر گیا اور عورتیں بھی اس پر ہنسنے لگیں۔ اس انگریز کا غصہ آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میں تجھ کو ماروں گا۔ اس نے کہا کہ میں تو تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ تم مجھے کیوں مارتے ہو۔ اس پر وہ انگریز شرمندہ ہوا۔

نامہ نیر ۲

تین ہمدرد انگریز اور ایک نیک دل آئرلینڈی مسلم اور ایک انگریز نو مسلم کا اسلام

(تختہ جہاز بروٹوپر سے لکھا گیا)

لورڈ سیر الیون میں نے گذشتہ خط اور سفر مغربی افریقہ کا نامہ اوّل جہاز ایسی پر سے لکھا تھا خط لکھتے وقت میں اچھا تھا۔ مگر نیچے پہنچ کے دوسرے دن بحر ظلمات کے خطرات کی یاد دلائی۔ اور مرض بحری نے کمزور نیر کو آدبایا۔ اکثر دوری اور نیز بیماری مرض بحر کے ساتھ ہی دانتوں کو ہو لگ گئی۔ اور بائیں جبڑے میں درد شدید ہوا۔ مگر چار روز کے بعد خدا کے فضل سے طبیعت بالکل اچھی ہو گئی۔ اور سیر الیون پہنچنے تک اللہ کی عنایت صحت لندن کی سی معلوم ہونے لگی۔ چنانچہ اسی پر خدا کے فضل سے تمام کا خوب موقع ملا۔ لٹریچر تقسیم کیا۔ مسافروں سے خوب تبادلہ خیالات ہوا۔ اور بہت لوگ دین حق کا پیغام سن کر اسلام کے ساتھ محبت و انس کے جذبات لیکر گئے۔

ہمدردان اور نومسلمین قریباً تین یورپین جن میں ایک باشندہ سوئٹزرلینڈ اور باقی انگریز تھے۔ حلقہ احباب میں شامل رہے۔ اور مختلف امور پر آزاد خیالات کا تبادلہ رہا۔ ان میں سے تین اس قدر قریب ہو گئے۔ کہ انہوں نے اسلامی نام لینا اور عربی ناموں سے پکارے جانے کی استدعا کی۔ ان ہمدردان اسلام کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) Sergeant W. Habeeb Murphy سارجنٹ ڈبلیو حبیب مورفی۔
(۲) Mr. S. Mahbub Rajmahon مسٹر ایس محبوب ایڈشا
(۳) Mr. A. Mahbub Haneman مسٹر محب فورمین

ان عزیزوں میں سے اوّل الذکر بہت سعید الفطرت نوجوان ہے۔ اور اپنے دوستوں نے ڈائننگ روم میں کہنے لگا۔

I am no longer William Herbert Murrell. I have been now christened Habeeb. Call me by that name.

اب میں ولیم ہربرٹ مرل نہیں۔ اب میرا نام حبیب ہے مجھے اس نام سے پکارا کرو۔

احباب نیر ۲ و ۳ کو اپنے دوست پر رشک ہوا۔ اور انہوں نے بھی مسلم نام لینے کی درخواست کی جو دے گئی اور انشاء اللہ وہیں ایک دن ہمدرد سے سچا ہمدرد اور حقیقی برادر اسلام بننے کی توفیق ملیگی۔

ان کے علاوہ پانچ افریقی مسیحی بائبل کی پیشگوئیاں سن کر پہلے تسلی دینے والے۔ روح حق شیل سوسی اور سچے مسیح محمدی پر ایمان لائے۔ ان کی درخواستہائے بیعت حضور خلافت مآب میں بھجوا دی ہیں۔ اُن کے اسماء حسب ذیل ہیں:

(۱) مسیحی نام۔ جان میکارلے ۔ John Macarley ۔ اسلامی نام عبدالرحیم سکنہ سیر الیون (۲) مسیحی نام۔ ربد۔ ٹی۔ اوونز Rd. T. Owens. اسلامی نام عبدالرحمٰن سکنہ باتھرسٹ گیمبیا (۳) مسیحی نام ٹام پیٹر Thomas Peter اسلامی نام۔ عبداللہ سکنہ سیر الیون (۴) مسیحی نام ٹام ولسن اسلامی نام عبدالعزیز سیر الیون (۵) مسیحی نام جیک ٹامس Jack Thomas اسلامی نام عبدالحی سیر الیون

سیر الیون میں چار لیکچر سلم بشپ جہاز ایسی پر جو الڈر ڈیسٹرلائین کے بہترین جہازوں میں سے ایک ہے اکابر بے تار پیام رسانی موجود تھا۔ اس خدمتگار مبلغ اسلام سے کام لے کر جہاں عاجز نے حضرت امام للمتقین کے حضور دعا کی درخواست بھیجی۔ وہاں ایک پیغام مسٹر خیر الدین افسر تعلیم مسلمانان سیر الیون کے نام بھی ارسال کر دیا۔ مسٹر موصوف نے اس پیام کی حتی الوسع اشاعت کی۔ اور مختلف اقوام کے سردار و امام ایک در جن کی تعداد میں اپنے زرق برق کے لباس اور عبا و عمامے پہنے ایک وزنی تقریر ٹوٹل گھنٹے میں ڈلوائے ہوئے ایسٹ ایج میں تختہ جہاز پر اس غریب کے استقبال کے واسطے آگئے ایک ایک بلا استثناء مرحبا۔ پہلے گفتگو عربی میں ہوئی اور الحمد للہ کہ تختہ جہاز پر سوڈانی وطرابلس مسافروں کے ساتھ مسلمان فرنچ میں گفتگو کا اتفاق ہونے کے باعث عربی میں کلام کرنے کی مشق ہو گئی تھی۔ اس لئے کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور خدائے سچ کا ایک فضل یہ بھی ہے کہ وہ مختلف زبانوں میں کلام کر دیتے۔ اس کے مطابق اس نے مجھے ایسی توفیق دی کہ میں اسپیر خود حیران تھا۔ کنارہ بحر پر موٹریں موجود تھیں۔ انمیں سوار کرا یا جلوس نکال مجھے ایک خوبصورت مسجد میں پہنچایا گیا۔ جہاں ۱۵ ہزار مسلمانوں کے نمائندے موجود تھے۔ میں نے اپنے خطبہ کی اغراض زبان انگریزی میں بیان کیں۔ مسلمان کا ترجمہ کر یا ادا کیا۔ اور اخویم خیر الدین نے اس کا مفصل انگریزی میں کیونکہ انگریزی Sierra Leone Weekly News کہلاتی ہے۔ ترجمہ کر کے حاضرین کو سنایا۔ اس کے جواب میں چیف الناینی بوٹے جو خاص امام نے میری تمد کو رسول اللہ کے لیے نصلین و مجددین کی آمد کے وعدے سے مطابقت دیکر میرا شکریہ ادا کیا۔ یہ ۱۹ نومبر کی صبح تھی۔ ایک عالی شان انگریزی وضع کی وزنگاہ میں بٹھا کر اوتارا گیا۔ اور ہر قسم کے آرام کا سامان بہم پہنچایا گیا۔ ۲۰ نومبر کو تقریروں کا انتظام کیا گیا۔ اور اس کے لئے اطلاعات شائع کی گئیں۔ مساجد آراستہ کی گئیں۔ سرکاری اسلام مدارس میں چھٹیاں وغیرہ لگا کر ان کو مزین کیا گیا۔ اور اپنے رنگ میں مسلمانوں نے اظہار خوشی کیا۔ پہلے ایک مسجد میں ۱۰ بجے پھر دوسرے مدرسہ میں ۱۲ بجے۔ پھر شام کو تیسرے مدرسہ میں ۴ بجے تین تقریریں کی گئیں۔ پہلے دو میں اخویم خیر الدین ترجمان رہے۔ اور مردو مجمعوں نے ادب و احترام و محبت سے ان تقاریر کو سنا۔ تقریر سے اوّل ایک نوجوان نے نہایت سریلی آواز سے نعتیہ اشعار عربی میں پڑھے۔ ہر چار اشعار کے بعد ایک مصرع سب حاضرین ایک آواز سے پڑھتے تھے۔ عجیب سماں تھا۔ ان مجالس میں دلکشا کی سواری پر جانا ہوا۔ سرخ عبا والے امام رکشا کے آگے اور سفید عبا پوش لوگ رکشا کے پیچھے۔ نوجوان طلباء دو رویہ صف بستہ کھڑے نظر آتے تھے۔ میں نے اپنی

تقریروں میں برابر مسیح پاک کی آمد کا ذکر کیا۔ اور آسمان کے سوا کوئی آواز مخالف نہیں سُنی۔ مالکی امام کو علیحدہ تبلیغ کی اور اس نے اقرار ایمان کیا۔ شام کی تقریر عیسائی لوگوں کے لئے تھی۔ اور وہ توجہ سے سُنی گئی۔ چونکہ سیرالیون میں دو مسیحی کالج ہیں۔ دو بشپ رہتے ہیں۔ اور ۱۱۸ پادری قیام رکھتے ہیں اس لئے سبھی مجمع تعلیم یافتہ افریقیوں کا تھا۔ تقریر کے بعد سلسلہ سوالات و جوابات شروع ہوا۔ اور مسلمان خوش بھی متفکر نظر آئے ؛

۱۲ فروری مسیح کو حکام سے ملاقات کرکے علاقوں کی تعلیمی حالت کی طرف سرکار کو توجہ دلائی۔ اور میں خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ حکام بالادست نے میری حوصلہ افزائی کی۔ خدا کی قدرت کہ قادیان کے مدرسہ کا پرنسپل مدرس" ادنیٰ عبادالرحیم بہاری اسلم بشپ" کے نام سے مشہور ہوا۔ کیا یہ شان محمود نہیں کہ چھوٹے بڑے کہتے گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ؛

سیرالیون سے روانگی مسلمانان سیرالیون کی خواہش تھی کہ میں اور ٹھہروں۔ مگر جہاز ۱۲ تاریخ کو تیسرے پہر روانہ ہوتا تھا اسلئے ٹھہرنا ممکن نہ تھا۔ جہاز ان کمپنی۔ کے منیجر نے فوری کوشش سے جہاز بروٹو فسٹ کلاس میں انتظام کر دیا۔ اور میرے میزبان مسلمانان سیرالیون کی ایک جماعت مجھے تختہ جہاز پر چھوڑنے آئی۔ جزاہم اللہ۔

میری روانگی سے قبل اخویم خیرالدین نے بوکی برگ سے سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر بیعت نہ کی تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور اس طرح سیرالیون کا واحد اعلےٰ تعلیم یافتہ مسلمان احمدی ہو گیا۔ الحمد للہ۔ بہت سے اور نوجوان تیار ہیں جو اپنے وقت پر مسیح موعود کی فوج میں داخل ہو کر خدمت اسلام کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہاں کے لوگ خوب خدمت اسلام کرینگے عیسائیت کی اشاعت اب تعلیم یافتہ گروہ میں بند ہو جائیگی۔ بلکہ سبھی مسلمان ہونے لگینگے۔ (انشاء اللہ)

نیا جہاز بروٹو اور ایک افسر کا اسلام جہاز ایمنی جسپر میں لورپول سے آیا تھا۔ ڈاک کا جہاز اور پوتے ساتھ

احمدیت کا بیج

صرف ایک بات
مولوی عزیز بخش ہے!

آپ ۲۰ مارچ کے اخبار پیغام صلح میں لکھتے ہیں:-

"لاجواب جہاں آپ نے (حضرت مسیح موعود نے) اپنی نسبت نبی یا رسول کا لفظ استعمال فرمایا ہے اگر وہاں تحدیث سمجھ لیں۔ تو کوئی تناقض درمیان نہیں ہوتا ہے نہ تسمح و تنوع کے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں"

اسکے جواب میں عرض ہے کہ جو تناقض اور تسمح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریر میں خود تسلیم فرمایا ہے۔ اس کی نسبت آپ کا یہ دعویٰ کہ کوئی تناقض نہیں۔ کوئی عقل سلیم نہیں مان سکتا۔ آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰ - ۱۵ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود پر سوال ہوا ہے۔ کہ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر لکھا ہے کہ اسی جگہ کسی کو یہ دھوکہ نہ لگے۔ کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے اور دیکھو صفحہ ۴۷۸ پر لکھا ہے کہ خدا نے اس اُمت میں سے بھی مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہے۔" پھر حضور لکھتے ہیں کہ خلاصہ عبارت یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے"

اسکے جواب میں حضور تحریر فرماتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کیا اس میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا"

پھر فرماتے ہیں "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا

مجوزہ گرلز سکول حیدرآباد میں ڈراما ہم نے یہ خبر فیل ۲۵ مارچ میں نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی کہ مجوزہ گرلز سکول کے انعامات کی تقسیم کا جلسہ جب ہوا تو طالبات نے ہز ہائینس آف وائس کے تماشے کا وہ منظر دکھلایا۔ جسمیں سُود خوار یہودی پر مقدمہ چلایا جاتا ہے وکیلوں سے ڈراما نہایت معیوب بات ہے ؛

انگلستان میں قانون طلاق ویسٹ منسٹر جی ہاؤس میں چرچ آف انگلینڈ نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں یہ مسئلہ درپیش تھا۔ کہ آیا طلاق صرف زنا کاری کی صورت میں جائز ہے یا دنیاوی حالتوں میں زندگی بسر کرنے کے لئے مزید آسانیاں بہم پہنچائی جا سکتی ہیں یعنی آیا عیاشی شرابخوری یا کسی دوسرے جرم کو سوائے بیوی کے لئے وجہ طلاق قرار دیا جا سکتا ہے۔ یا نہیں ؛

گو یہ تجویز فی الحال رک گئی ہے۔ لیکن پھر کسی وقت قانون طلاق دیوان خاص میں زیر بحث آئیگا۔ اور سرکار عالیہ کو طلاق کے متعلق قانوناً زیادہ مراعات منظور کرنی پڑینگی ؛ (وکیل ۲۶ مارچ)

ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے حکم طلاق پر ہنسی اڑائی جاتی تھی

مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی دوسری بار کی وحی سے پر نازل ہوئی اُسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔"

دیکھئے مولوی صاحب کیا بیہودہ الزام دیتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کے کلام میں تناقض ثابت کرتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود تناقض تسلیم کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تمام نبیوں پر بڑھکر ہونا بعض خصوصیات سے مخصوص ہے یعنی کسی نبی سے تمام شان میں بڑھنے کا دعویٰ ایک ہی کر سکتا ہے دوسرا نہیں اس کا مجاز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی نبی سے تمام شان میں بڑھکر قرار دے۔

تیسری بات یہ بھی معلوم ہو گئی۔ کہ تریاق القلوب کی تصنیف کے زمانہ میں حضور اپنے آپ کو نبی ہی سمجھتے تھے۔ مگر زمانہ تصنیف الوحی میں اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے۔ اور یہ کہ امتی نبی کا مفہوم آپ کے نزدیک غیر نبی کا نہیں۔ ورنہ مسیح بن اللہ سے تمام شان میں بڑھکر ہونے کا دعویٰ نہ فرماتے۔ کیونکہ یہ غیر نبی کے لئے بھی ایک نبی اللہ سے فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی اسی طرف سے نہیں ہوتا۔ تریاق القلوب سے ثابت ہے۔ جہاں آپ فرماتے ہیں۔ کہ جزئی فضیلت غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ یہ فقرہ وہی ہے۔ بتلاتا ہے کہ باوجود کئی ایک امور فضیلت کے ظاہر ہونے کے آپ (مسیح موعود) جو مسیح بن مریم سے بکلی بڑھکر ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تھے۔ تو اسلئے کہ غیر نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ نبی سے فضیلت کلی کا دعویٰ کرے۔ البتہ اب میں جب خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح نازل ہوئی۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا تو باوجود ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ہونے کے آپ اس عقیدہ پر قائم نہ رہے کہ میں غیر نبی ہوں۔ اور کہ میری فضیلت مسیح بن مریم پر جزئی ہے بلکہ تمام شان میں بڑھکر ہونے کا دعویٰ کیا۔

لفظ اوائل کا مفہوم بھی واضح ہو گیا۔ کہ یہ زمانہ تصنیف تریاق القلوب تک ممتد ہے۔ لہذا میں مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں:۔

کہ ہم تو حضرت مسیح موعود کے متبع ہیں خادم ہیں ہم تو وہی کہتے ہیں۔ جو حضور نے فرمایا۔ حضور نے ارشاد کیا۔ کہ میرے اس کلام میں تناقض ہے۔ ہم نے کہا آمنا وصدقنا حضور ۱۹۰۱ء سے پہلے کثرت مکالمہ مخاطبہ وکثرت اظہار امور غیبیہ کا نام محدث رکھتے تھے۔ ہم نے تسلیم کیا اسکے بعد حضور نے اس کا نام موقوف رکھا۔ ہم اسپر ایمان لائے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ اس وجہ حضرت کو بے سمجھ نبی" قرار دیا جاتا ہے میں کہتا ہوں۔ ہم اگر اپنی طرف سے کچھ کہیں۔ تو ہمیں الزام دیں۔ مگر بارہا برس تک باوجود وحی کے آپ اپنے کو مسیح موعود نہ سمجھے۔ اور مسیح کے آسمان پر سے آنے کے قائل رہے۔ اور اپنے تئیں مسیح موعود قرار دینے والے نہیں بنتے تو ہم کیونکر اسی بات سے بے سمجھ نبی قرار دینے والے بنجائینگے۔ کہ پہلے ایک مفہوم کا نام حضور محدث رکھتے تھے۔ پھر نبی رکھنے لگے۔ اسی میں جواب ہے۔ آپ نے اس اعتراض کا کہ محدث ہونے کا دعوے تو خدا کے کہے سے کیا تھا۔ کیونکر جو اصل دعویٰ حضور کو تھا۔ وہ تو یہی ہے کہ آپ کثرت مکالمہ مخاطبہ وکثرت اظہار امر غیب سے مشرف تھے۔ یہ دعویٰ ابتدا سے انتہا تک ایک ہی رہا۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ صرف اس مفہوم کا اصطلاحی نام رکھنے میں تبدیلی ہے۔ یعنی پہلے جسے محدث کہتے تھے۔ پھر اسے نبی فرمانے لگے۔ اور ۱۹۰۱ء سے ہر محدث کا لفظ چھوڑ دیا چنانچہ آپ لفظی کاز الہ میں فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ پھر بلاوجہ نام سے اسکو پکارا جائے اگر کچھ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں بھی مانتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے درجے حضور کی شان کو لفظ محدث ظاہر نہیں کر سکتا تھا اسلئے یہ لفظ چھوڑ دیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں حضور نے لفظ نبی استعمال کیا ہے۔ وہاں محدث سمجھ لیں۔ حضرت کس طرح سمجھ لیں۔ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل دو حوالوں میں نبی کی بجائے محدث پڑھ دیں ؛

حوالہ اوّل "اس اُمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی"

حوالہ دوم "جس قدر بجز سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ انکو یہ شرف اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط انمیں پائی نہیں جاتی"

کیا آپ یہ عبارتیں یوں پڑھ سکتے ہیں کہ:۔

"محدث کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

اگر آپ ایسا پڑھینگے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ جس قدر اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں گذر چکے ہیں۔ وہ محدث کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی وکثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط گذشتہ اولیاء میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ آپکے قول کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ تو اس اُمت میں بیسیوں سینکڑوں محدثوں کے قائل ہیں۔ جو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے۔

بالآخر مولوی عزیز بخش صاحب سے عرض ہے کہ وہ اس مضمون کے جواب میں لکھیں۔ تو اصل بحث سے ادھر اُدھر نہ جائیں اور جو بات میں نے کہی ہے۔ اسپر جرح کریں۔

(الحکم)

بہت جلد ضرورت ہے

محکمہ ریلوے کیلئے میسرز ٹامپسن میں دس ایسے کلرکوں کی ضرورت ہے جو کہ اکونٹنٹ اور آڈیٹنگ کا کام جانتے ہیں۔ جو صاحبان اس اسامیوں کے لئے اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ فوراً اپنی اپنی درخواستیں بنام ٹیکنیکل ریکروٹنگ افسر لاہور بمعہ نقول

Technical Recruiting officer
Lahore

خطبہ جمعہ

مسیح موعودؑ کی غرض بعثت پوری ہوئی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ۔

سورہ فاتحہ تیرہ سو سال گذرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے کے حکم کے ماتحت اپنی امت کو ایک دعا سکھائی گئی تھی ۔ جسکو اس سے بار بار پڑھنے کی تاکید کی ۔ پھر معمولی تاکید نہیں ۔ بلکہ ہر رکعت نماز کے پڑھنے کو واجب کر دیا ۔ اور ہر فرض نماز کے علاوہ اوقات نوافل میں بھی مقرر کیا ۔ حتیٰ کہ یہ فرمایا کہ جو نماز اسکی نہیں ہوتی ۔ وہ شخص جس نے دعا سکھائی ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور وہ دعا سورہ فاتحہ ہے جو شخص نماز پڑھتا ہے ۔ اسکی ہر رکعت میں پڑھتا ہے فرائض میں بھی سنتوں اور نوافل میں بھی ۔ قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی نماز میں تلاوت بدلتی رہتی ہے ۔ تسبیح و تحمید کے الفاظ بدلتے رہتے ہیں ۔ اور ہر دعا میں بدلتی رہتی ہیں ۔ مگر ایک سورہ فاتحہ ہے ۔ جو بدلتی نہیں ۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ نہیں ۔ جو اس کی بجائے پڑھا جا سکے ۔ اگر قرآن کریم سارے کا سارا پڑھا جائے ۔ اور نمازیں فاتحہ کو چھوڑ دیا جائے ۔ تو بھی قرآن کریم کا اس کی بجائے پڑھنا کافی نہیں ۔ حالانکہ یہ کتنی مختصر سورۃ ہے ۔ صرف سات آیتیں ہیں ۔

سورہ فاتحہ کے مضامین اب غور کرنا چاہیئے کہ کیا چیز ہے اسمیں جسکی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسقدر زور دیا ہے ۔ سو یاد رہنا چاہیئے اس کا پہلا حصہ ثناء محمد ہے ۔ اور دوسرا حصہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کے طور پر ہے ۔ حمد و ثنا بھی عام ہے اور دعا بھی عام ہے ۔ کوئی ضرورت اور کوئی حاجت نہیں ۔ جو اس سے باہر ہو ۔ لیکن سب سے زیادہ مستحق توجہ وہ بات ہے ۔ جس کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ میں اشارہ فرمایا ہے ۔ فرمایا کہ یہود و عیسائی تباہی سے بچانے کے لئے ہے ۔ گو ساری دنیا کے مطالب اس میں ہیں ۔ مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امت محمدیہ میں یہودی و عیسائی نہ ہوں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر میں بیان فرمائی ہے اسی کو سب سے اہمیت حاصل ہے ۔ جسمیں حضور نے خصوصاً ان بات کی تصریح فرمائی ۔

یہودی کی حقیقت اب سوال ہوتا ہے کہ یہودی کیسے بنتے ہیں ۔ خود لفظ یہودی تو برا نہیں ۔ اسکے دو معنے بتائے جاتے ہیں ۔ اول یہوداہ کی نسل سے آنے کی وجہ سے یہودی کہلاتے ہیں ۔ اور یہ کوئی برا شخص نہ تھا ۔ بلکہ یہوداہ وہ شخص تھا ۔ جس کے ساتھ وعدے تھے ۔ کہ اس کی نسل سے انبیاء آئینگے ۔ پس یہ نسبت بری نہیں ۔

یہوداہ حضرت ابراہیم کے پوتے ہوتے ہیں ۔ یہ بھی نہیں کہ وہ کوئی بچے شخص ہوں ۔ بلکہ ان کی ذات سے نبی تھے ۔ ابوجہل بھی حضرت ابراہیم کی نسل سے تھا ۔ مگر وہ بدعمل اور نالائق تھا ۔ اسلئے باوجود نسل ابراہیم سے ہونے کے آج کوئی شخص ابوجہل کی اولاد سے کہلانے کو پسند نہیں کرتا ۔ بلکہ اس کو گالی خیال کرتا ہے ۔

دوسرے یہودی کے معنے ہدایت یافتہ کے ہوتے ہیں ۔ اور ہدایت یافتہ ہونا بھی برا نہیں ۔ اگر یہودی سے مراد وہ قوم لی جائے ۔ جنہوں نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے انعام پائے ۔ یہ بھی بری بات نہیں ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔ کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ فرمایا کہ مومنین کو اور امت محمدیہ کو وہ انعامات ملینگے ۔ جو یہودیوں نے پائے تھے ۔ پس ان میں سے کوئی بات بھی بری نہیں جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو ۔ اس سے یہی مراد ہے ۔ کہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ کا انکار و مخالفت کی ہم ایسے نہ ہوں ۔

عیسائی کی حقیقت اسی طرح عیسائی بھی برے نہ تھے ۔ قرآن کریم حواریوں کی تعریف کرتا اور مومنوں کو تاکید کرتا ہے ۔ کہ انکی پیروی کریں ۔ اگرچہ انجیل ان کے متعلق کہتی ہے ۔ کہ ضرورت کیوقت وہ مسیح سے الگ ہو گئے تھے ۔ مگر قرآن کریم ان کی تعریف کرتا ہے پس اس سے مراد وہ عیسائی ہیں ۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں غلو کیا ۔ اور ان کی طرف وہ صفات منسوب کیں ۔ جو انسے مختص ہیں ۔ مثلاً پیدا کرنا ۔ زندہ کرنا پس انہی عیسائیوں کے ایسے بننے سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے ۔

مسیح موعودؑ کی آمد مسلمانوں کی حالت اب سوال ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں بھی ایک مسیح آیا ۔ جنہوں نے اس کا انکار کیا وہ غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرے ۔ اور اسی طرح جنہوں نے مسلمانوں میں سے مسیح موعودؑ کی شان میں غلو کیا ۔ اور اسکو زندہ آسمان پر چڑھا دیا ۔ وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز کیا ۔ کہ وہ مر گئے ۔ اور ان کے لئے مدفون ہیں ۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہے ۔ کہ وہ فوت ہو گئے ۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ ایک حقیقت کا انکار کرتا ہے ۔ لیکن اگر کوئی حضرت مسیح کے متعلق کہے کہ وہ فوت ہو گیا تو ان کے منہ میں غصہ سے جھاگ آجاتی ہے ۔ اور وہ جس بات میں رسول کریم کی ہتک نہیں ۔ خیال کرتے ہیں کہ مسیح کی ہتک ہو گئی ۔

مسیح موعودؑ کے انکار کا اثر پس اب سوال ہوتا ہے ۔ کہ آنیوالے مسیح کا انکار کرنا خدا کے نزدیک بڑی ہی بری بات ہوگی ۔ جس سے بچنے کے تیرہ سو برس سے دعا کی جا رہی ہے ۔ اور اس کا ماننا بہت ہی بڑے انعام کا موجب ہوگا ۔ پس یہ زور دینا اور اہمیت دینا بتلاتا ہے ۔ کہ یہ خاص ہی بات ہے ۔ اور بڑی ہی اہم ہے اگر کوئی خاص بات نہ ہو ۔ تو یہ زور دینا بے معنی ہو جاتا ہے ۔

اس دعا کی حکمت اب میں اپنی جماعت سے پوچھتا ہوں کہ یہ دعا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کرتے تھے ۔ اور ابوبکرؓ بھی یہی دعا کرتے تھے ۔ عمرؓ بھی مانگتے تھے ۔ عثمانؓ و علیؓ بھی مانگتے تھے ۔ اور دیگر مجددین

امت بھی یہ دعا مانگتے تھے۔ اور دیگر صلحاء امت بھی یہی دعا کیا کرتے تھے۔ پس اس دعا پر اتنا زور دینا کوئی خاص حکمت ضرور رکھتا ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو یہ دعا اکارت جاتی ہے۔ اور یہ کوشش اور اہتمام لغو معلوم ہوتا ہے۔

بے شک ہر ایک بات کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ اور کسی امر کو کئی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ بھی بڑی بات ہے۔ کہ ایک شخص ایک خدا کے مامور کو ماننے والا ہے۔ اور ایک اس کا منکر ہے۔ نہ ماننے والے کافر کہلائینگے اور ماننے والے مومن۔ جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں بتایا تھا۔ کہ جب مکہ فتح ہوا۔ اور مال غنیمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے نومسلموں میں تقسیم کیا۔ تو انصار میں سے بعض نوجوانوں کی زبان سے نکل گیا۔ کہ تلواروں سے ہماری خون ٹپکتا رہا ہے۔ مال لیگئے مکہ والے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے انصار کو طلب کیا۔ اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور۔ بعض نادان نوجوانوں کی زبان سے نکلا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے انصار بے شک تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اکیلا تھا۔ مکہ والوں نے اس کو نکال دیا۔ اور ہم نے اس کو جگہ دی۔ اور فتحمند ہو کر مال اس نے مکہ والوں کو دیا۔ اور ہمیں کچھ نہ دیا۔ اور اے انصار دوسری طرف تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ جب مکہ والے اونٹ لے گئے ہم خدا کے رسول کو لے کر اپنے گھروں میں لوٹے۔ پس کئی نقطۂ نگاہ ہوتے ہیں۔ ایک نقطۂ نگاہ سے تو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کا ایک مامور آیا دنیا نے اس کو نہ مانا۔ لیکن چند لوگوں نے اس کو مانا۔ اور دنیا کی مخالفت کو اپنے سر لیا۔ اور ہر قسم کی گالیوں اور ذلتوں کو اس کے لئے برداشت کیا۔ اس لئے ایسے شخص کے مومن ہونے میں کیا شک ہے۔ اور اسی طرح ایک شخص خدا کی نعمت کو رد کرتا۔ اور فضل کو ٹھکراتا ہے۔ اور اس کے رحمت کے دروازے کو بند کرتا ہے۔ وہ مومن کیسے کہلا سکتا ہے لیکن یہ ایک نقطہ نگاہ ہے۔ اور بات نہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ یہ دعا بہت بڑی دعا ہے۔ اور کوئی بہت بڑا

کیا اہم مسیح موعود کی غرض بعثت کو پورا کر رہے ہیں

مقصد ہے۔ جس کے حصول کے لئے یہ دعا کی جاتی ہے ورنہ اگر ماننا اور نہ ماننا ہی ہوتا۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ نہ گئے تو کیا ہوا۔ اور نہ آئے تو کیا ہوتا۔ وہ کوئی خاص پیغام لائے ہیں جس کے قبول کرنیوالے کے لئے انعام ہے۔ اور منکروں کے لئے لعنت ہے۔ پس ہم سے ہر ایک کو اپنے تئیں ٹٹولنا چاہیئے۔ اور تلاش کرنا چاہیئے۔ کہ ہم میں وہ بات ہے کہ نہیں۔ جو مسیح موعود کی غرض بعثت ہے۔ اور جس کے ماننے پر انعام اور نہ ماننے پر سزا ہے اگر ہم میں وہ بات نہیں۔ تو یہ دعا نعوذ باللہ اکارت گئی۔ جو تیرہ سو برس سے مانگی جا رہی ہے۔ اور آئندہ قیامت تک مانگی جاتی رہیگی۔ جس کا مطلب ہوگا۔ کہ خدا یا ہمیں مسیح موعود کا جو آچکا ماننے والے بنا۔ اور جو اس کے منکر ہیں۔ اور ضال ہیں ان میں سے نہ بنا۔ پس ہمیں وہ امتیاز حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر ہم میں وہ خاص بات ہے۔ تو ہم مبارک ہیں۔ اور اگر کسی قدر ہے تو اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور اگر نہیں۔ تو اس کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مسیح موعود کو ماننے والوں کو اپنے آپ میں دوسروں سے امتیاز پیدا کرنا چاہیئے۔ اور جس کو دشمن بھی دیکھ کر ماننے کے لئے مجبور ہو۔ وہ دیکھیں۔ کہ ہم اپنے عقاید میں اعمال میں۔ اخلاق میں عبادت اور روحانیت میں معاملات قرابت و لین دین میں رشتہ داروں کے ساتھ سلوک میں کچھ امتیاز رکھتے ہیں۔ اگر وہ چیز ہمیں مل گئی۔ تو ہم مبارک اور اگر نہیں تو ہمیں اس کی تلاش کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ کہ ہم مسیح موعود کی غرض بعثت کو پہچانیں اور اس غرض کو حاصل کریں۔ اور ان امور کو قایم کریں۔ اور اپنی نسلوں تک اور وہ اپنی نسلوں تک اور اسی طرح ایک بڑے سلسلہ تک ہم اس کو پہنچائیں

آمین

اعلانات مؤرخہ

(۱)

ہمارے پاس بعض ایسے احمدی دوستوں کے ملازمت کے لئے درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ جو پہلے فوج کی نوکریوں میں ملازمت کر چکے ہیں۔ حساب کتاب وغیرہ کے کام میں اچھے ماہر ہیں۔ مڈل تک تعلیم ہے۔

ایسے آدمیوں کے اگر ہمارے احمدی تجار و ٹھیکیدار کو ضرورت ہو۔ تو وہ امور عامہ سے خط و کتابت فرماویں والسلام

(۲)

چاہ وہ سیٹلمنٹ کیلئے دو واچ مین کی ضرورت ہے تنخواہ دس روپیہ اور الاؤنس اڑھائی روپیہ کل ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار ملینگے۔ تنخواہ گورنمنٹ سے ملیگی جو صاحب پلٹن یا پولیس میں رہ چکے ہوں۔ اور پنشن یافتہ ہوں وہ بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ احمدی کو ترجیح دیجاویگی جو صاحب یہاں ملازمت کرنا چاہیں۔ بہت جلد امور عامہ میں درخواست بھیجدیں۔ والسلام

(۳)

ہمارے چند احمدی موٹر ڈرائیوری کے کام سے واقف۔ بیکار ہیں۔ کسی احمدی بھائی کو اگر کسی موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہو۔ یا کہیں ملازم کرا سکتا ہے۔ تو برائے مہربانی مجھے اطلاع دیں۔ والسلام

(۴)

ایک لڑکا جس کا نام ثناء اللہ ولد نواب قوم جٹ سکنہ گھٹھالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ عمر تقریباً بیس بائیس سال قد درمیانہ۔ کسی قدر لمبا۔ رنگ گندم نما۔ منہ موٹا سامنے کا ایک دانت گھسا ہوا۔ ایک پنڈلی پر داغ پھوڑا عرصہ چار سال سے کہیں چلا گیا ہے۔ پہلے گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا۔ اب کوئی پتہ نہیں۔ احمدی برادران کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اس حلیہ کا لڑکا اپنی اپنی جگہ تلاش کریں۔ اگر کسی کو پتہ لگے۔ فوراً دفتر امور عامہ میں اطلاع دیں۔ اور ہمارے جواب آنے تک اسے اپنے پاس ٹھہرائیں۔ والسلام

ناظر امور عامہ

لڑکوں کو دین کیلئے وقف کرو

اسلام کی اشاعت کیلئے جہاں اس وقت مالی قربانی کی ضرورت ہے وہاں ان لوگوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو اپنے بچوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے واقف کرنے کے لئے وقف کریں۔ کیونکہ اگر مال ہو۔ اور اسلام کے مسئلہ سے واقف کار لوگ نہ ہوں۔ تو اشاعت بالکل ناممکن ہے۔

بچوں کو دین کے لئے وقف کرنے کے متعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اس تقریر سے جو حضور نے گذشتہ ایام میں مجلس مشاورت میں فرمائی تھی چند فقرات درج کرتا ہوں۔ تاکہ احباب پر اس کی ضرورت و اہمیت واضح ہو جائے۔ اور تا احمدی جماعت اپنے امام کے منشاء کو معلوم کر کے اس کو جلد پورا کرنے کی طرف توجہ ہو۔ وہ فرماتے ہیں۔

"حضرت خلیفۃ المسیح نے لڑکوں کو دین کے لئے وقف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں کئی دفعہ اس کے متعلق تحریک کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں دوسروں کے بچوں کو ایسی جگہ لے جانا چاہتا ہوں جہاں اپنے بچوں کو لے جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ میں اپنے بچوں کی تربیت اسی رنگ میں کر رہا ہوں۔ کہ وہ دین کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ بڑے لڑکے کو قرآن حفظ کرا رہا ہوں۔ اور چھوٹا بچہ جو ابھی بہت چھوٹا ہے یوں قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں کس رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کر رہا ہوں اور کس کام کے لئے انہیں تیار کر رہا ہوں۔

تو دین کے لئے زندگی وقف کرنا کوئی ایسی بات نہیں جو دوسروں سے کرانا چاہتا ہوں۔ اور خود کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں تو اپنی اولاد کو جو دین کی خادمہ نہ ہو۔ اور دین کی خدمت نہ کرے۔ نعمت نہیں بلکہ لعنت سمجھتا ہوں۔ اور خدا کی لعنت سے پناہ مانگتا ہوں۔

مجھے تو اس وقت جبکہ کوئی ایسی بات پیش آتی ہے کہ فلاں جگہ مشکلات اور خطرات ہیں۔ وہاں کوئی مبلغ جانیوالا نہیں ملتا۔ تو یہ خیال آیا کرتا ہے۔ کاش میرا کوئی بچہ ہوتا۔ اور میں اسے وہاں بھیجتا۔ پھر اگر اس کے خدا کی راہ میں مارے جانے کی خبر آتی۔ تو دوسرے کو بھیجتا۔ اسی طرح سب کو بھیج دیتا۔

پس میں دوسروں کے لئے وہ تحریک نہیں کرتا۔ جو خود اپنی اولاد کیلئے پسند نہیں کرتا۔ اس لئے زندگی وقف کرنے والوں کا حوصلہ بڑھانا چاہیئے۔ اور دوسروں کو اس بات کی تحریک کرنی چاہیئے۔"

اس الفاظ سے احباب کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بچوں کو دینی تعلیم دلانے کے کس قدر خواہاں ہیں۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے امام کی پیروی کر کے اپنے بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مدرسہ احمدیہ میں ضرور بھیجیں۔ کم از کم جو بچے چوتھی پاس کر چکے ہیں۔ اور جن کی عمر بارہ سال کی ہو چکی ہے۔ ان کو تو ضرور بھیجنا چاہیئے۔ پس جہاں تک ہو سکے جلد بھیجنے کا انتظام فرمائیں۔ والسلام

خاکسار عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

عطاء اللہ امرتسری کی حدیث کا حوالہ مل گیا

گذشتہ ماہ اپریل کا ذکر ہے۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح اسلام کی صداقت بمقابلہ عیسائیت پر تقریر فرما رہے تھے تو سید عطاء اللہ شاہ نے اپنی شورش انگیز اور پرواز طبیعت سے مجبور ہو کر لکھ بھیجنے کی کوشش کی اور حوالہ صفحہ صفحہ سطر سطر کی صداقت پر ہنگامہ بلند کی۔ چونکہ انسانوں کے جھوٹ باتوں سے نہیں ملتے۔ خدا تعالیٰ نے اس شخص کو عملی طور پر حدیث کا مصنوف سمجھانا چاہا۔ کہ واقعی اللہ تعالیٰ کو اپنے خاص بندے ایسے پیارے ہوتے ہیں جیسے ماں کو اپنا بچہ اور وہ اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ جو کوئی ان کے مقابل پر اٹھتا ہے وہ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے۔ تو ضرور سزا پاتا ہے۔ من عاد لی ولیا فقد استحل محاربتی۔ چنانچہ ابھی پورا سال بھی نہیں گذرا۔ خدا نے غیور نے اپنے بندے کے لئے غیرت دکھائی اور سید عطاء اللہ کو حکومت وقت نے اپنے مبنی بر انصاف حکم کیساتھ تین سال کیلئے جیل میں بھیجدیا جو اس دنیا میں جہنم ہے۔ وھو الظلم حتی قتری علی اللہ الذین کذبوا بالصدق اذجاءھم الیس فی جہنم مثوی للکفرین۔ مل

ماہ اپریل کا نشیمنہ

ماہ مارچ کا نشیمنہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں از روئے قرآن و حدیث بالکل سچا نکلا۔ مولوی فاضل و حکیم محمد حسین صاحب سیالکوٹی جو ہمیشہ درج تھے۔ فتم ہو چکا ہے اور بعض احباب کو شکایت ہے کہ ہمیں نہ ملا۔ ہم پھر ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آپ کیوں اپنے نام رسالہ جاری نہیں کرا لیتے۔ کیونکہ اس کے تو ہر ایک پرچہ میں کوئی ایسا کارآمد مضمون ہوتا ہے جو اپنے مول سے کئی گنا زائد ہے۔ مستقل تصنیف کا حکم رکھتا ہے۔ پس بجائے کسی خاص نمبر کی قریبی قیمت دینے کے بہتر ہے کہ آپ سالانہ چندہ ادا فرما کر اپنے نام رسالہ مستقل طور پر جاری کرا لیں۔ اپریل کے رسالہ میں ایک مضمون حقیقت و بیان پر ہے جو سماج پر انعام بھیجا کرتا ہے۔ اور حسابات مسیح موعود کے ہندوؤں پر مسلمانوں پر احمدیوں پر گزشتہ کے ظہور کے حکیم خلیل احمد صاحب کی عاشقانہ زبان نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ نیز کشمیر میں شیعہ مجتہدین کے دستاویز کے عکس رسالہ ہذا میں چھپ گئے ہیں۔

منیجر نشیمن قادیان

اشتہار ضروری

ذیل کا اشتہار ہمارے ان خریداروں کے کام سے واقف لوگوں کی ضرورت ہے۔ اکونٹنٹ۔ ٹائپ مشین۔ ٹیلی گراف۔ کلرک

جو صاحب ہمیں آپ کو ان اسامیوں کے قابل سمجھتے ہوں بہت جلد اپنی درخواستیں بمعہ نقول سارٹیفکیٹ بنام Chief Engineer Hydro-Electric Power Scheme Dimakeek Bagh Kashmir بھیج دیں۔ اگر کسی کو ان میں سے کوئی اسامی قبول ہو۔ وہ بھی درخواست کر سکتا ہے۔ والسلام

ناظر امور عامہ

اشتہارات (ایڈورٹیزمنٹ)
ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ انصار

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے۔ زنانہ مردانہ اسٹریاں عطر۔ گلاب۔ عطان۔ کاسی۔ مشک۔ سونے مشک گوڑ لچکے۔ پیتری بنارسی پائیدار۔ فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمایش کی ضرورت ہے فہرست کارخانہ طلب فرمایئے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

پونہ میں سیالکوٹ

چونکہ ہم نے اپنے مشہور کارخانہ ہوزری وغیرہ نظام لنڈ سیالکوٹ کی برانچ پونا کینٹونمنٹ میں کھولی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ جاری کر دی ہے۔ اس لئے ان احباب کی خدمت میں طور سے التماس ہے۔ جو جنوبی ہند میں کسی خدمت میں ملازم ہیں۔ یا کسی پارٹی۔ کرکٹ یا فٹبال کلب سے تعلق رکھتے ہیں جو آخر کو کام میں لاکر ہماری جوابی سروس منگوائیں تو ہمت دہی ہوگی جو سیالکوٹ سے مال منگوانے میں خرچ پڑتا ہے۔ وہ کم ہو اور مال بھی بہت کمی ہو جائیگی مال عمدہ اور بروقت ارسال کی جائیگی خط لکھنے پر لسٹ اشیاء کارخانہ و قیمت وغیرہ ارسال کی جائیگی

نظام اینڈ کو شاپ نمبر ۶۵ Main Street Second Camp

بھاگلپوری ٹسری کپڑا

یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ ٹسری کپڑے بھاگلپور کے سوا کہیں تیار نہیں ہوتے ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالیٰ روانہ کئے جاتے ہیں۔ بالخصوص لنگیوں اور رومالوں یعنی گاؤں کے لئے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ناپسند ہونے پر ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں قیمت وغیرہ وقت ذمہ خریدار ہوتا ہے۔ اشتہاری الفاظ بوجہ کم اشتہار میں کام نہیں دیا گیا صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے۔ جو کہ ہمارے مکان کا کام ہے فقط

المشتہر۔ عبدالحکیم۔ احمدی ڈاک خانہ ناتھ نگر بھاگلپور

خضاب لاجواب

اس خضاب کے استعمال سے بال کالے بھنور ہو جاتے ہیں۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائیدار ہوتا ہے رنگ مثل قدرتی سیاہ بالوں کے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ آنے۔

بال پیدا کرنے کا جوہر

جن بال نہ اگتے ہوں اور اگانے مطلوب ہوں۔ اس جوہر کو لگانے سے اگ آئینگے۔ بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ بال گرنے بند ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ آنہ محصول علیحدہ

سرمہ مقوی بصر

اس سرمہ کے استعمال سے بصارت چشم کو تقویت پہنچتی ہے دائمی استعمال سے بڑھاپے تک نظر قوی رہتی ہے۔ دماغی محنت کرنیوالے لوگوں کیلئے بہت مفید اور بہت عمدہ ہے۔ پرانا سر درد کوتاہ نظری وغیرہ امراض کا علاج ہے فی نوہ ڈبیہ ۱۲ پیسہ محصول علیحدہ اکسیر دمہ۔ دمہ کھانسی اور پرانے سے پرانے زکام کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے پہلی خوراک حلق سے اترتے ہی بفضلہ تعالیٰ اپنا اثر دکھاتی ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ محصول علیحدہ

معجون مسیحائی۔ تقوی دل۔ دماغ و جگر ہو نیکے علاوہ پرانے درجہ کی مصفی خون ہے۔ امراض جلدیہ میں بھی کارآمد ہے۔ پھوڑے پھنسی وغیرہ کے ازالہ کے لئے بحکم شافی مطلق اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ چہرہ کا رنگ سرخ کر دیتی ہے۔ فی بکس دو نمبر محصول ۵ ر

معجزہ قرآن جس پر فاضل ایڈیٹر الفضل اور دو درجن دیگر اخبارات و رسائل نے زبردست ریویو کئے ہیں۔ موجودہ طرز تقسیم کی غلطیاں دکھلا کر کلام مجید سے ایک صحیح اور بااصول طریق تقسیم میراث پیش کیا گیا ہے۔ فی جلد ۶ر محصول ۳ر بارہ رکا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

رسالہ کیمیائی اصول حفظان صحت پر کیمیائی طریق سے زبردست اور معقول بحث کی گئی ہے۔ ۔۔ رکے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

حکیم مولوی علم الدین (باغبان) مالک شفاخانہ مسیحائی کٹڑہ خزانہ امرتسر

خوبصورت مورنما قرانس

ایک نئی عجیب اور انوکھی ایجاد ہے۔ اس سے پہلے ایسا قرانس جو بند ہو کر خوبصورت مور بن جائے اور کھل جائے فرفر کام دے۔ آپ نے نہ دیکھی ہوگی بلکہ اگر آپ ہندوستانی کاریگری کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو ایک ضرور منگا کر ملاحظہ فرمائیں قیمت نہایت واجبی ہے

المشتہر۔ شیخ محمد محی الدین محلہ انصار۔ پانی پت

خطبۂ نکاح

(۱)

ایک کنوارے لڑکے کیلئے جو جوان عمر اور مدرسہ احمدیہ کا مدرس ہے۔ دلہن کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت معرفت چوہدری محمد حسین محاسب انجمن احمدیہ سیالکوٹ

(۲)

عمر تیس سال قوم جٹ کاہلو۔ تجارت پیشہ ۵۰۰ کا رہنے والا ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ رشتہ کا خواہشمند ہے۔ قومیت کا کوئی خاص نہیں۔ دیندار عورت ہو۔ خط و کتابت بنام نبی بخش احمدی ۵۰۰ ڈاک خانہ اوکاڑہ۔ ضلع منٹگمری۔

(۳)

عمر ۲۲ سال۔ قوم جٹ ویرس۔ پیشہ طبابت۔ ملکیت ۴ بیگہ رشتہ کا خواہشمند۔ خط و کتابت معرفت منیجر الفضل

ایک سوال

ہماری بیاہی کردہ میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین خریدنا کیوں ضروری ہے۔

جواب۔ اس لئے کہ اس مشین نے پبلک کا قیمتی وقت رائیگاں جانے سے بچا دیا ہے۔ اور خوبی یہ کہ نابالغ بچہ چلا سکتا ہے۔ پرزے مختصر اور مضبوط ہیں۔ اور بارہ تیرہ منٹ میں ایک سیر پکی سیویاں نکالتی ہے۔ وزن بھی تقریباً سوا سیر ہے۔ دوسری مشینوں کی طرح ڈنڈا بھی نہیں نکالنا پڑتا اور اس بیاہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان نمبر چھپ۔ رسالکان کیلئے شائع ہوا)

الحکم نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَا

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی فوج ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب کیا وقت ہے

فضل قادیان

محدث منشی
مدرسہ سکول

فہرست

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ناساز رہی۔ ۱۷ تاریخ حضور کو حلق کی تکلیف سے کسی قدر افاقہ ہوا۔ تو حضور نے درس قرآن کریم دیا۔ ۱۸ تاریخ خطوط کے جواب لکھوائے۔

جناب قاضی سید امیر حسین صاحب نے مسجد مبارک میں درس شروع کر دیا ہے۔ جو کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔

صیغہ تعلیم و تربیت کی طرف سے قریباً روزانہ ایک مختصر سی نصیحت بلند آواز پڑھ کر احمدیہ چوک میں آویزاں کیجاتی ہے۔ جس کا مقصد لوگوں کو شریعت کے ضروری احکام کی طرف توجہ دلانا ہے۔ امید ہے یہ سلسلہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

احمدی کے فرائض

احمدی دیکھ ذرا سوچ فرائض اپنے
شرک و کفر کو دنیا سے بدر کرنا ہے

سکہ توحید کا بٹھلانا ہے ہر اک دل پر
فتح سب دنیا کو بے تیغ و تبر کرنا ہے

بحر و بر چھان کے ہر فرد بشر سے ملکر
آمد مہدی و عیسیٰ کی خبر کرنا ہے

شرق سے غرب تلک دیکھ وہ تو ہی جس نے
گورے کالوں کو بہم شیر و شکر کرنا ہے

شمع اسلام کی تو ہی تھے سوزش سے نڈر
کام بس تیرا تو جل جل کے سحر کرنا ہے

تیرے ہوتے ہے مشغول ضلالت دنیا
تو جو بیدار ہے تو فولاد کو زر کرنا ہے

تو نے گر مد نظر دین و دیانت کو رکھا
تیرا میدان ہے اور تو نے ہی سر کرنا ہے

امن اب ہو گا فقط تیرے ذریعے قائم
دور اب تو نے ہی یہ فتنہ و شر کرنا ہے

تو نے اے احمدی اسلام کی خاطر قربان
جان و اولاد و وطن دولت و زر کرنا ہے

چشم احباب میں عزت ہے تیری تو کیا ہے
دل میں دشمن کے مگر تو نے تو گھر کرنا ہے

بوجھ بھاری کڑی منزل ہے میاں بیٹھ نہ رہ
کہ تو ہمت جو کرے وہ کر بھی اگر کرنا ہے

ہے تو گندہ پہ آہی ہے تیرا ہی بندہ
تو نے منظور کو منظور نظر کرنا ہے

ایڈیٹر:- غلام نبی (۲) اسسٹنٹ ایڈیٹر:- مہر محمد خان

نمبر ۷۹ | مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۱ء | مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ کوہاٹ سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کوہاٹ لکھتے ہیں کہ جناب شیخ صاحب ایڈیٹر صاحب فاضل مبلغ نے کوہاٹ کی کافی تعلیم فرمائی ۔۔۔ انجمن احمدیہ قادیان ہو چکی ۔۔۔ جماعت بڑھنے لگی ۔۔۔ قریب زمین بھی چندہ کو بڑھا کر ۔۔۔ نہ کر دیا ہے لیکن اس ۔۔۔ فوری ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۔۔۔ جماعت بڑھ جائے ۔۔۔ جو کہ پہلے ۔۔۔ روپیہ کے ۔۔۔ کھولنے ۔۔۔ جو ان دو ۔۔۔ ادا کرنے کا وعدہ کیا ۔۔۔ تعالیٰ ان ۔۔۔ کو ثواب ۔۔۔ عطا فرمائے ۔۔۔ صاحب ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۱- اپریل ۱۹۲۱ء

خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں اور ہمارے فرائض بڑھ رہے ہیں

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے ایک عالم پر فرشتوں کا اتار

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض یہ چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر گئے ہیں چشمۂ توحید پہ از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انسان پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلا توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السمار جاء المسیح جاء المسیح
نیز شنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار

خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔ فرشتوں کی آواز نیک طبیعتیں سن رہی ہیں۔ اور سعید روحیں خدا کے ملائکہ کی تحریک سے اس بات کو قبول کر رہی ہیں۔ جسے دنیا میں خدا تعالیٰ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے مندرجہ بالا اشعار سے ہویدا ہے۔ آسمان کے ساکنوں میں دعوت حق کے لئے جوش و خروش ہے۔ اور خدا کے فرشتہ خدا کا پیغام لے کر نازل ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کو ضلالت کی ظلمتوں سے نکالکر صداقت کے انوار کی طرف لا رہے ہیں۔ یورپ کی مادہ پرستیاں ختم ہو رہی ہیں۔ صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ تثلیث کی سحر آفرینیاں ضعف ہو رہی ہیں۔ دین حق کے طلوع میں ہوا آ رہی ہے۔ دنیا کا رنگ بدل رہا ہے۔ اور قریب ہے وہ وقت کہ تثلیث کی زمین کو توحید سے پُر کر دیا جائے۔ اور اعلان ہو جائے۔ کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔

وہ یوسف جسکو اپنوں نے گم کر دیا۔ وہ پھر بھول گئے یعقوب نے اس کے پیراہن کی خوشبو سونگھ پائی۔ اور ہمیں قبل از وقت بتا دیا تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن آئیگا۔ چنانچہ اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یوسف گمگشتہ کنعان کی طرف آ رہا ہے۔ اور اس کے قافلہ کی گرد اڑتی ہوئی ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ نظارہ جو تیرہ سو سال قبل دنیا نے دیکھا تھا۔ اور جس کا دوبارہ وعدہ ہمیں دیا گیا تھا ہم خوش نصیب ہیں۔ کہ ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہونے لگا ہے اور افریقہ میں چار ہزار افراد کا یک دم اسلام قبول کرنا اس وعدہ کی ایک قسط ہے۔ جو ہمیں عطا ہوئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں اور بہت سی فوجیں دیگا۔ اور وہ بس نہیں کریگا جب تک کہ دنیا کو ادھر سے اُدھر نہ کر دے۔ کافر کو مومن نہ بنا لے۔ تاریکی کو روشنی سے نہ بدل لے اور باطل کو پامال کر کے حق کی حکومت نہ قائم کر دے۔

کیا کوئی ہے جو اس کا انکار کر سکے۔ جبکہ وہ آثار ہی نہیں بلکہ واقعات دیکھ رہا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور احمدیت دنیا کے دلوں میں بیٹھ رہی ہے۔ کوئی نہیں کوئی نہیں سوائے اس کے جو آفتاب کے وجود کا نصف النہار کے وقت انکار کر دے۔

خدا کے وعدے سچے اور بالکل حق ہیں۔ وہ پورے ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ مگر میرے پیارو! دوستو اور عزیزو ہمارا اتنا ہی کام نہیں کہ ہم ان خوشخبریوں سے خوش ہو لیں اور بیٹھ جائیں نہیں نہیں!! خدا کی قسم نہیں۔ بلکہ ہمارے فرائض دمبدم بڑھ رہے ہیں۔ ہماری ذمہ داریاں ساعت بساعت نازک سے نازک ترین ہوتی جا رہی ہیں میں مانتا ہوں پہلے ہی تاریکیوں پر بہت بڑے بوجھ اخراجات کے ہیں۔ لیکن جوں جوں ہماری جماعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے بوجھوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اور مشکلات اور خطرات میں زیادتی ہو رہی ہے۔ اور الجھنیں بڑھ رہی ہیں۔

سنو! جس قوم میں سے ہزاروں آدمی ایک دن میں رنگا رنگ کے احمد کے نیچے آ گئے۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ وہ خاموش بیٹھ رہے گی۔ اس میں ہلچل نہ مچ گئی ہوگی۔ اور اسکو احمدیت ایک کھا جانیوالے شیر کی طرح نظر نہ آ رہی ہوگی۔ اور وہ اپنے بچاؤ کی راہ تکنے کے لئے کوئی کوشش اور سعی نہ کریگی۔ نہیں بلکہ اس کے سامنے ایک خطرناک صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے سامنے موت اور زندگی کا سوال ہو گیا۔ اور وہ اس سیل کے رد کے لئے بدتن سرگرم عمل ہو گئی ہوگی۔ اب غور کرو اور سوچو کہ کتنا بڑا خطرہ اور مقابلہ ہمیں درپیش ہے اور چار ہزار افراد کے داخل سلسلہ ہونے سے ہمارا کام کس قدر بڑھ گیا ہے۔ اور ہمیں کس قدر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے۔

اب اگر ہم ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور تہذیب و شائستگی کے لئے کوشش نہ کرینگے۔ اور ان کو اسلامی تعلیم سے پورا پورا واقف نہ کرینگے۔ تو سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کے حضور کس قدر جواب دہ ہونگے۔ اس وقت افریقہ میں ہمارا صرف ایک آدمی ہے۔ لیکن اتنے بڑے کام کے مقابلہ میں وہ کس طرح کافی ہو سکتا ہے۔ وہ لوگوں کی تعلیم و تربیت کریگا یا ان کو دعوت حق دیگا۔ اگر وہ انکی تعلیم و تربیت میں لگ جائے۔ تو آگے ترقی بند ہو جائیگی۔ اور اگر اور لوگوں کو تبلیغ کرتا جائے اور مسلمان بناتا جائے۔ مگر تربیت کی فکر نہ کرے۔ تو پھر کیا فائدہ۔

پھر ہمارے سامنے افریقہ ہی کا میدان نہیں۔ ایشیا کے ممالک بھی ہم سے مبلغ مانگتے ہیں۔ خدا کے وعدے بھی ہم روس کی طرف ہمیں اشارہ کر رہے ہیں۔ ایران اپنا حق مانگتا ہے۔ عرب ہیں کہ اپنے احسان یاد دلا رہا ہے

ان اسباب کی ضرورت ہے پورا ہے۔ مثلاً ہے خاندان کی آپ کس خیال میں ہیں۔ چند مقررہ مبلغوں سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ فرض کفایہ نہیں جو ان چند نفوس کے ذمہ لگا دیا جائے۔ بلکہ یہ ان سب لوگوں کا فرض ہے جنہوں نے مسیح موعود کو دیکھا اور مانا اور خوب پہچانا ہے۔ تھوڑے ہیں جو کہ گویا مسیح ناصری کی یہ بات بھول گئے کہ انہوں نے اپنے خاکدان کو زمین کا نمک قرار دیا تھا۔ پس اسی طرح ہم لوگ بھی دنیا کا نمک ہیں۔ الغرض دنیا اس نمک کی محتاج ہے۔ اس وقت ہمیں جلد سے جلد جو کچھ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ اول تو روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اسلئے بیٹوں کو کالجوں کو بھی جہنم کر دیں۔ تاکہ سلسلہ کا کوئی کام بند نہ ہو جائے۔ اس کے متعلق اسی اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ذیل کا خطبہ درج ہے۔ احباب نہایت غور اور توجہ سے اسے پڑھیں۔ اور جس تجویز کو بہتر خیال کریں اس میں اظہار رائے فرمائیں۔ اسے مجوزہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں سے اکثر حضرت امام حضور اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ تا ہم اعلاء سلسلہ پر نہ ہو۔ اگر ہم تاجر ہیں۔ تو ہمیں تجارت سے پیٹ پالنا اور خدمت دین کرنا چاہیئے۔ اگر ہم طبیب ہیں۔ تو دنیا کو فائدہ جسمی پہنچا کر روحانی فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں۔ اور اپنی معیشت بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی اور فن آتا ہے۔ تو اسی ذریعہ سے پیٹ بھی پالنا چاہیئے اور خدمت دین بھی کرنی چاہیئے۔ اور اگر اس قسم کا کوئی کام نہیں کر سکتے تو ہم نوکری تو اٹھا سکتے ہیں۔ برتن دھو سکتے ہیں۔ خدمتگاری کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح روٹی کما کر مائدہ روحانی دنیا کو کھلا سکتے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی ایسے کام کرنے میں شرم نہیں۔ جو خلاف شریعت نہیں۔ پس ہم کیوں بیٹھے رہیں۔ اور کیوں مجاہدانہ حالت اختیار نہ کریں۔ اور کیوں دین کی خدمت میں کوئی بات ہمارے لئے مانع ہو۔ ہمارا فرض ہے کہ ان اوہام کے پہاڑوں کو رستہ سے ہٹا دیں۔ اور شکلات کو دور کر دیں۔ اور خدا کے رستہ میں خدا کی زمین پر خدا کا نام لیکر نکل پڑیں۔ ہم بھوکے نہیں مریں گے۔ خدا ہمارے ساتھ ہو گا۔ ایسے مسرور شوق

مولوی عطاء اللہ کی تہذیب

مولوی عطاء اللہ کی تہذیب اور شائستگی کا اندازہ ہمیں اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے کس حالت میں اور کس جگہ ہمارے ایک مخلص سلسلہ دین کے لئے گھر سے قدم نکالا۔ اور خدا تعالیٰ نے کس طرح اس کی مدد کی۔ اس نوجوان کے حالات ہم انشاء اللہ عنقریب شائع کریں گے۔ جن کو پڑھکر ناظرین معلوم کر لیں گے کہ خدا تعالیٰ کس طرح اس شخص کا حامی اور ناصر ہو جاتا ہے۔ جو اس کا نام لیکر اس کی راہ میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔

اگر ہم میں بہت سے ایسے سرفروش پیدا ہو جائیں اور ہر ایک کی سرفروشی پہلے سے پہلے سرفروشوں سے بڑھکر ہو۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں احباب دیکھ لینگے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ کس قدر زور اور شان کے ساتھ نظر آتا ہے۔

مولوی عطاء اللہ کی شرافت

مولوی عطاء اللہ کی تہذیب اور شائستگی کا اندازہ ہمیں اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے کس حالت میں اور کس جگہ سلسلہ دین کے لئے گھر سے قدم نکالا۔ اور خدا تعالیٰ نے کس طرح اس کی مدد کی۔ اس نوجوان کے حالات ہم انشاء اللہ عنقریب شائع کریں گے۔ جن کو پڑھکر ناظرین معلوم کر لیں گے کہ خدا تعالیٰ کس طرح اس شخص کا حامی اور ناصر ہو جاتا ہے۔ جو اس کا نام لیکر اس کی راہ میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔

اگر ہم میں بہت سے ایسے سرفروش پیدا ہو جائیں اور ہر ایک کی سرفروشی پہلے سے پہلے سرفروشوں سے بڑھکر ہو۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں احباب دیکھ لینگے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ کس قدر زور اور شان کے ساتھ نظر آتا ہے۔

مولوی ابراہیم کی بھتیجی

عدالت نے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی بھتیجی کے متعلق مولوی عطاء اللہ کا بیان بتصدیق گواہان مؤثر قرار دیا ہے۔ اس کا باعث غالباً یہ ہے کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی بھتیجی کا حال دیکھکر کہ اس نے برسر عدالت اپنا برقع اتار کر اپنے باپ کے منہ پر مارا۔ یہ اس واقعہ کی مزید تشریح کا تعلق ہے جس کا ہم گذشتہ پرچہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

مولوی ابراہیم نے مندرجہ ۱۲ اپریل میں اپنی بھتیجی کے ہمراہ جانے کے متعلق شائع کرایا ہے کہ وہ میری پانچ بھتیجیاں ہیں لیکن ان میں سے اور چار بڑی شادی شدہ اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ غالباً مولوی ابراہیم نے پانچ کی تعداد ان بھتیجیوں کی بتائی ہے جو اُسکے بھائیوں کی لڑکیاں ہیں۔ لیکن یہ واقعہ کی رشتہ کی بھتیجی کا ہے۔ کیا اس سے وہ انکار کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مولوی عطاء اللہ نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

مولوی ابراہیم کی بھتیجی

عدالت نے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی بھتیجی کے متعلق مولوی عطاء اللہ کا بیان بتصدیق گواہان مؤثر قرار دیا ہے۔ اس کا باعث غالباً یہ ہے کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی بھتیجی کا حال دیکھکر کہ اس نے برسر عدالت اپنا برقع اتار کر اپنے باپ کے منہ پر مارا۔ یہ اس واقعہ کی مزید تشریح کا تعلق ہے جس کا ہم گذشتہ پرچہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

مولوی ابراہیم نے مندرجہ ۱۲ اپریل میں اپنی بھتیجی کے ہمراہ جانے کے متعلق شائع کرایا ہے کہ وہ میری پانچ بھتیجیاں ہیں لیکن ان میں سے اور چار بڑی شادی شدہ اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ غالباً مولوی ابراہیم نے پانچ کی تعداد ان بھتیجیوں کی بتائی ہے جو اُسکے بھائیوں کی لڑکیاں ہیں۔ لیکن یہ واقعہ کی رشتہ کی بھتیجی کا ہے۔ کیا اس سے وہ انکار کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مولوی عطاء اللہ نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

خطبہ جمعہ

ہماری ذمہ واریاں اور ہماری مشکلات

کلام شکل ہے بہت سنزل مقصود ہے اور
لے بھرے اہل وفا نکست بھی کام نہ ہو
از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۸ - اپریل ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں دل میں تو اکثر جماعت کے متعلق بعض ضروری باتیں
ہفتہ کے خطبہ میں بیان کر دیتا۔ لیکن صبح سے میرے
سر اور حلق میں تکلیف ہے۔ اسلئے آج میں اگرچہ تفصیل
سے بیان نہیں کر سکتا ہوں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے۔ ہماری ذمہ واریاں
دوسروں سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ ہماری مثال اس ڈاکٹر
کی ہے جس کو علاج کے لئے ایک بڑی جماعت پاگلوں
کی سپرد کی جائے۔ ایک سرکاری پاگل خانے ہوتے ہیں۔ ان
میں ڈاکٹر پر بوجھ نہیں ہوتا۔ وہاں وہ اپنے فرض کو حکومت
خیال کرتے ہیں۔ تنخواہ بھی لیتے ہیں۔ ضرورت ہوئی تو
وہ بھی بڑھتے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ایک اور پاگل خانے
ہوتے ہیں اور امریکہ میں ہوتے ہیں۔ جہاں امراء اپنے
پاگل رشتہ داروں کو علاج کے لئے رکھتے ہیں۔ اور وہ
پاگل خانے تجارتی طور پر ہوتے ہیں۔ وہاں ڈاکٹروں کو
معقول مشاہرہ ملتا ہے۔ مگر ڈاکٹروں کی ذمہ واری
نازک ہوتی ہے۔ کیونکہ جتنے مریض شفا پاتے ہیں ان کی
شہرت کا مدار ان پر ہوتا ہے۔

چونکہ ایسے مریض کی عقلی حالت اچھی نہیں ہوتی اسلئے
اسکو دوا دیں۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ تندرست ہوں۔ مجھے بیمار
کون کہتا ہے۔ وہاں ایک شرط یہ بھی علاج میں ہوتی ہے
کہ مریض کو یقین دلایا جائے کہ وہ بیمار نہیں تندرست ہے جب
ڈاکٹر کا یہ بھی فرض ہو۔ تو مریض کو دوا کیسے دی جائے۔ دوائی
دو۔ تو وہ کہتا ہے۔ مجھے بیمار کہتے ہو۔ اور اگر نہ دیں۔ تو
علاج کیسے ہو۔ وہاں بڑی محنت اور ہوشیاری سے کام
کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال ہمارا ہے۔ پھر ایک اور فرق ہوتا
ہے۔ کہ ان کو مریض کے رشتہ دار تمام خرچ دیتے ہیں یہاں
ہمیں اپنے پاس سے ہی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ تو ہماری مثال
تو ایسے ڈاکٹر کی ہے۔ جس کو کمرے میں بند کر دیا جائے۔ اور
مریضوں کو اسپر حاکم مقرر کیا جائے۔ اور ساتھ ہی حکم ہو کہ
ان کا علاج کرو۔

پس ہماری ذمہ واریاں بڑھی ہوئی ہیں۔ ہمارے پاس سامان
کم اور طاقت بھی بہت کم ہے۔ ذمہ واری کے مطابق
نہ سامان ہے نہ طاقت۔ پھر باوجود اس حالت کے جو سامان
بھی ہمیں میسر ہیں۔ انہیں سے کوئی ایک ڈاکٹر جو ترک کر دے
تو ہمیں کیا امید ہو سکتی ہے

ہماری ذمہ واریوں سے کہ ہمیں بعض [illegible]
کے ذمہ ہیں [illegible]
ہمارے [illegible]

آرام نہیں۔ یا ہمارے لئے وقت تکلیف نہیں۔ اگر
ہر وقت اس کی ایک سی تکلیف رہے۔ تو وہ غور آ جائے۔
اسپر تکلیف وقفوں کے ساتھ آتی ہے۔ اور اس طرح ایک
مریض ہمیں عرصہ تک زندگی پاتا ہے۔ اسی طرح ہم پر جو
اوقات ہوتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ اس قسم کے آتے ہیں
جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمیں پامال کر دینگے۔ لیکن پھر ہمیں
آرام کا وقفہ دیا جاتا ہے۔ یہ وقفہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ یا تو
ہماری طرف سے ہوتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ
کہ ہم کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں یا خدا تعالیٰ کی طرف سے
کرہ خیال فرماتا ہے۔ کہ اب ہم کام کرتے کرتے اس حد پر
پہنچ گئے ہیں۔ کہ ہمیں آرام کی ضرورت ہے۔ بہرحال کسی
طرف سے جو آرام ہمیں ملتا ہے۔ وہ سانس لینے کے لئے
وقفہ ہوتا ہے۔ پھر جس کو تکلیف کا وقت کہتے ہیں۔ وہ اصل
ذمہ واری کا وقت ہوتا ہے۔ ایسے ہی وقت میں سے ہم
آجکل گذر رہے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف کام کی حالت بڑھی
جا رہی ہے۔ اور ایک رو ہے جو چل رہی۔ اور طبائع میں
ایک جوش ہے۔ جو لوگوں کو ہماری طرف [illegible]
اور ہندوستان کے ایسے طبقہ میں جوش ہے جس میں پہلے نہ
تھا۔ اور اسی طرح غیر ممالک میں بھی ایک ہلچل مچ رہی ہے
باہر سے جو خطوط آتے ہیں۔ ان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔
امریکہ سے ایک حبشی ولایت میں آیا ہے۔ وہ افریقہ کا
باشندہ ہے۔ اور اس نے اپنی تمام قوم میں دورہ کیا ہے
وہ مذہباً عیسائی تھا۔ اور ولایت میں آکر مسلمان ہو گیا
ہے۔ امریکہ میں حبشیوں کی بہت سی آبادی ہے۔ جو دو کروڑ
کے قریب یعنی پنجاب کی آبادی کے برابر ہے۔ جب یورپ
کے لوگوں نے امریکہ میں نوآبادیاں قائم کیں۔ انسان کو مزدوروں
کی ضرورت پڑی۔ تو سفید رنگ کے مزدور چونکہ زیادہ مزدوری
لیتے تھے۔ اسلئے مزدور بہم پہنچانے کا یہ طریق اختیار کیا
گیا کہ زبردستی افریقہ کے حبشیوں کو پکڑ لاتے تھے۔ اور
ان سے بیل کی طرح جو کام چاہتے تھے لیتے تھے۔ اور
ان کا [illegible] ہوتا تھا۔ مزدور ہوتے تھے۔ اور پکڑنے والوں
کو [illegible] وہ طاقتور تھے۔ ان غلاموں پر بڑے بڑے
[illegible] نے ایک نادل لکھا۔
[illegible] میں [illegible]
کو بچوں سے اور بچوں کو ماں باپ سے جدا کیا جاتا ہے اور
کس طرح ان کو مارا اور زخمی کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس میں جذبات
کو اپیل کی گئی تھی۔ لہٰذا لاکھ کاپی اس کی چند دنوں میں نکل گئی
اور آخر اس کو فروخت کرنا پڑا۔ سچ چونکہ وہ اپنا اثر کر چکا تھا
اسلئے ملک میں دو پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک وہ جو غلامی کے
خلاف تھی۔ اور ایک مؤید۔ دونوں میں جنگ شروع
ہو گئی۔ اور بڑے لمبے عرصہ تک یہ جنگ رہی جس میں
غلامی کے حامی ہار گئے۔ اور مخالف جیت گئے۔ اور
اس طرح ان غریب حبشیوں کو امریکہ میں آزادی ملی۔ انہیں
ایک شخص افریقہ سے گیا۔ جو اپنی قوم کی فلاح کی تدبیریں
سوچتا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ سب لوگ عیسائیت
چھوڑ کر مسلمان ہونے کو تیار ہیں۔ یہ تو یقینی نہیں کہ سب ایسا کرینگے۔
مگر یہ بعید از قیاس بھی نہیں۔ یہ کروڑوں کا میدان ہے
ممکن ہے کہ جلد ہی لاکھوں اسلام میں داخل ہوں۔ اسکے
لئے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ادھر روس چاہتا ہے کہ
اس میں آدمی بھیجے جائیں۔ تبھی وہ پیشگوئیاں پوری ہونگی

جو وہاں کے متعلق حضرت مسیح موعود کی ہیں۔ کیونکہ وعدے کی پیشگوئی میں ایک حصہ انسان کا ہوتا ہے۔ اور ایک خدا کا۔ انسان جب اپنا کام کرتا ہے۔ تو باقی کا حصہ خدا خود پورا کر دیتا ہے۔ بازار کا حصہ پہنچا چکا ہے۔ بھاگ کے امیر کی آن پڑی ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ بھاگ کا آدمی جائے۔ اور اپنے شکار میں مصروف ہو۔

لیکن ہماری موجودہ حالت یہ ہے کہ تیس ہزار کے بل واجب الادا و قسط بیت المال میں پڑے ہیں۔ اور چالیس ہزار روپیہ لے کر خرچ کیا جا چکا ہے۔ اور بعض لوگوں کو چار چار مہینے کی تنخواہ نہیں ملی۔ اور تنخواہ نہ ملنے سے کئی لوگوں پر فاقہ کی نوبت گذر رہی ہے اور ان کی تنخواہ ماہوار اتنی ہے کہ جو باقاعدہ ملے۔ تو ان کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم باہر کس طرح کام کر سکتے ہیں۔ یہ ان تاریک وقتوں میں سے ایک ہے جن کیلئے حافظ نے کہا ہے۔ ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل

چاروں طرف ظلمت ہے۔ لیکن ادھر دنیا ہمیں بلا رہی ہے۔ یہ ایک صدمہ ہے۔ اور نہایت دردناک حالت ہے اس وقت ہماری ایسی حالت ہے۔ کہ بچہ مصیبت میں ہے ماں کو بلاتا ہے۔ مگر ماں مجبور ہے۔ کہ اس کی مدد نہیں کر سکتی۔ اس حالت سے ایک خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور ایک صدمہ بھی ہے۔ خوشی اس سے ہے۔ کہ بچہ ماں کو پہچانتا ہے۔ اور رنج اس کا کہ ماں اس کی مدد نہیں کر سکتی۔ یہ بھی ظلمت ہے۔ کہ ہم ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ اور لوگوں کی مخالفت کا طوفان بھی ایک ظلمت ہے۔ غرض ظلمت ہی ظلمت ہے۔ اگرچہ یہ خطرے کی بات نہیں لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ اس وقت یہ سوال ہمارے لئے موت اور زندگی کا سوال ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ خدا کا کام ہے۔ لیکن جب تک بندہ اپنا کام نہ کرے۔ اس وقت تک خدا اپنا کام نہیں کیا کرتا۔ دو کام خدا کے ہوتے ہیں جب تک بندہ اپنا کام کرتا ہے۔ پھر انسان کا کام آتا ہے۔ اگر یہ اپنا کام کرے۔ تو خدا دوسرا اپنا کام کر دیتا ہے۔ اس بات پر قرآن میں اتنا زور دیا گیا ہے۔ جس کی حد نہیں۔ قرآن کریم کی ہر سورۃ کے ابتدا میں اسی مضمون پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کہ اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ جو پہلے اپنی ربانیت کے ماتحت کام کر کے ہمیں ہر قسم کے سامان عنایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہمیں مسیح موعود دیا ہمارے لئے علم کے دروازے کھول دیئے۔ ہمیں ہدایت دی۔ یہ اس کی ربانیت ہے آگے رحیم ہے۔ اس صفت کا تقاضا ہے۔ کہ جب ہم اس کے ماتحت خوب کام کرینگے۔ تو پھر وہ ہمارے لئے کام کرے گا۔ پہلا کام اس کی طرف سے ہو چکا اب اگر ہم اس کے کام کو نہ کریں۔ تو وہ اپنا دوسرا کام نہیں کرے گا۔ سورہ فاتحہ کی ابتدا میں بھی اسی مضمون پر زور دیا ہے۔ اور تمام قرآن میں بھی اس مضمون پر زور دیا گیا ہے۔

ہم میں اگر کرب ہوگا ہم اگر اس کی طرف رجوع کرینگے۔ اور اس کے حضور گریں گے۔ تو وہیں ٹھہرائیگا لیکن اگر ہم مطمئن ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو اس کے فضلوں کا جاذب نہ بنائیں۔ تو پھر ہم انعام نہیں پا سکتے۔ اور خدا اپنا کام جو ہمارے متعلق ہے نہیں کریگا کیونکہ وہ ہمیں اہل نہیں پائیگا۔

ہمارے اس کرب سے خدا کے علم میں اضافہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو جانتا ہے۔ بلکہ وہ دوسروں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور ہماری حالت سے خود ہمیں مطلع کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ماں بچے کو مٹھائی دینے کیلئے ہاتھ بڑھاتی ہے۔ بچہ بیچ کو نکالتا ہے۔ وہ ہاتھ ہٹا لیتی ہے۔ اگر بچہ مٹھائی لینے کیلئے ضد کرتا اور روتا ہے۔ تو دیدیتی ہے۔ اگر وہ ہاتھ نہ بڑھائے بلکہ اور طرف متوجہ ہو جائے تو وہ نہیں دیتی۔ کیونکہ جان لیتی ہے۔ کہ اس کو ضرورت نہیں۔ پس ہمیں کرب پیدا کرنا چاہیئے۔ اور اس کے حضور گریہ کرنا چاہیئے۔ تب اس کی مدد آئے گی۔

مسلمانوں سے یہی غلطی ہوئی۔ کہ وہ خدا کے حضور نہ جھکے۔ اور ان میں مصائب اور مشکلات کے وقت کرب پیدا نہ ہوا۔ سب سے پہلے اس غلطی کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے۔ جب تک مسلمانوں کا پہلا حصہ اس حال میں رہا۔ کہ جب دشمن کی طرف سے اسلام پر حملہ ہوا اور حالت نازک ہوئی۔ تو لوگ خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے۔ تو خدا نے سنبھالا۔ اور ایسا بارہا ہوا۔ لیکن آخر میں مسلمانوں نے گمان کر لیا۔ کہ خدا تو اسی طرح کیا کرتا ہے۔ اور اسلام کو بچا ہی لیا کرتا ہے۔ وہ مطمئن ہو گئے۔ اور اسلام انکے سامنے ڈوب گیا۔ اور انہوں نے خبر نہ لی۔ جب طوفان اٹھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ایسا ہوتا ہی ہے۔ اور بچاؤ کی فکر نہ کی۔ جہاز گرداب میں پڑا۔ پھر انہوں نے توجہ نہ کی آخر ڈوبنے لگا۔ تو ہوش پڑے۔ کہ کیا ہوا۔ ہم ملاحوں کے جہاز نہیں ڈوبا کرتے۔ آخر جب وہ طوفان سے نہ نکلے۔ تو جہاز ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا اور انہوں نے کچھ نہ کیا۔

اس وقت ہم مشکلات میں ہیں۔ ہماری ذمہ واریاں بہت بڑھ رہی ہیں۔ اور تیس ہزار کے بل پڑے ہیں۔ اور چالیس ہزار پیلا قرض ہے۔ اور باہر مبلغوں کے بھیجنے کی ضرورت ہے۔ جب تک خاص جد و جہد نہ کریں گے۔ کام درست ہوتا نظر نہیں آتا۔ پس ہمیں ضرورت بہت دعاؤں کی ہے۔ اور بہت کوشش کی ہے۔

میں اس وقت مختصر بولنا چاہتا تھا۔ مگر پھر بھی بہت بول گیا۔ اور میرے حلق میں تکالیف بڑھ گئی ہے مگر آخر میں دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ تکالیف اور مصائب ہر طرف ہیں مگر ہمیں امیدیں بھی بہت ہیں۔ اور ہم کامیابی کو بھی گھر کے دروازے پر دیکھتے ہیں۔ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ یہ محض لالچ ثابت نہ ہو۔ بلکہ خدا ہمیں ان کامیابیوں کے حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ترک موالات اور احکام اسلام

کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ اور لوگ مانگتے ہیں اسلئے اگر احباب چاہیں۔ کہ اسے دوبارہ چھپوایا جائے۔ تو درخواستیں بہت جلد بھجوا دیں۔ رسالہ کی پہلی اشاعت جیسا کہ رغبت ثابت ہوئی ہے۔ اسکو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ اس کو کثرت سے شائع کیا جائے پس امید ہے کہ احباب ہمت اور کوشش سے کام لیکر کافی درخواستیں

مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے مباحثہ

گوجرانوالے کے مقام میں ابو محمد اسمٰعیل صاحب احمدی میں جو پلیٹ ملازمت اکثر باہر دورہ پر رہتے ہیں گاہے گاہے جب فرصت پاتے ہیں۔ تو احمدیت کے متعلق کچھ نہ کچھ سلسلہ جنبانی شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے ذریعہ دو تین نئے احمدی وہاں ہوئے ہیں جنہوں نے بوجہ مخالفت موجودگی میں غیر احمدیوں سے مباحثہ کی ٹھان لی۔ ابو محمد ایلیاد وغیرہ پر دو دو روز رہ کر واپس آگئے۔ بابو صاحب موصوف کو اطلاع ہوئی انہوں نے قادیان خط لکھا۔ اور خاکسار کو ان کے امداد کے لئے جانے کا حکم ہوا ۔

زیر بحث مسئلہ پر فریقین میں مباحثہ کا تصفیہ

فریقین میں مباحثہ کا تصفیہ بایں بنا پر ہوا تھا۔ کہ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں۔

از روئے قرآن گفتگو

چنانچہ پہلا مسئلہ حیات وفات مسیح کا زیر بحث قرار پایا اور خاکسار نے یہ امر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور عام پبلک کے اچھی طرح گوش گذار کر دیا کہ متنازع فیہ مسئلہ پر قرآن کریم کی رو سے فریقین کو روشنی ڈالنی چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ کلام الٰہی کے فیصلہ سے جو روگردانی کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں۔ اور دوسری کتابیں چونکہ غیر محفوظ ہیں جس کی وجہ سے انہیں بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے اسلئے قرآن کریم جیسی محفوظ کتاب کو چھوڑ کر فیصلہ کی بنیاد دوسری کتابوں پر رکھنا سراسر غلطی ہے ۔

وقت کی تعیین

اسکے بعد وقت کی تعیین پر اختلاف ہوا۔ مولوی ابراہیم صاحب نے کہا کہ میں تو اپنے مضمون کو پانچ منٹ میں بخوبی ادا کر سکتا ہوں میں نے کہا۔ آپ اگر اتنے وقت میں اپنے خیالات کو بخوبی ظاہر کر سکتے ہیں۔ تو میں آپ کو زیادہ وقت لینے پر مجبور نہیں کرتا۔ مگر میں چونکہ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اتنا وقت کافی نہیں سمجھتا۔ اسلئے مجھے اتنا تنگ وقت منظور نہیں۔ میں کم از کم ایک گھنٹہ وقت لونگا۔ اور اگر آپ چاہیں تو آپ بھی لے سکتے ہیں۔ بالآخر فیصلہ ہوا کہ مولوی صاحب دس منٹ اول اور بیس منٹ آخر حیات مسیح پر تقریر کرینگے۔ اور درمیان میں خاکسار کی ایک گھنٹہ تقریر ہوگی ۔

مولوی ابراہیم کی تقریر

مولوی صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں حیات مسیح کے ثبوت میں حدیث یدفن معی (فی قبری) پیش کی اور کہا کہ حضرت عیسےٰ نے چونکہ زمین کی طرف نازل ہونا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی قبر کے ساتھ دفن ہونا ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہوں۔ (اس حدیث کے سیاق میں ایک حد تک مصنوعی مضمون لکھ کر خالد بہتے رسالہ عید میں دیدیا ہے جو عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائیگا)

وفات مسیح پر تقریر

میں نے اپنی تقریر میں علامہ الٰہی کی غلطی بتلا کر مولوی صاحب کو اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ کہ آپ کا فرض تھا۔ کہ آپ اپنی دعوئی حیات مسیح کو قرآن کریم سے ثابت کرتے یا کم از کم دعوئی کی بنیاد قرآن کریم پر رکھتے۔ اور تائید میں حدیثیں وغیرہ پیش کر سکتے تھے مگر آپ نے حدیثوں میں سے بھی اپنے دعوئی کی بنیاد ایسی حدیث پر رکھی ہے۔ کہ جس کا صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نام تک نہیں پایا جاتا۔ اسلئے میں حسب وعدہ اپنے دعوئے کی بنیاد قرآن کریم پر رکھتا ہوں۔ اور ثابت کرتا ہوں کہ قرآن کریم ہمارے ساتھ ہے۔ جس سے آپ کی پیش کردہ حدیث کی اور بھی وقعت جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی حدیث قرآن کریم کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر وفات مسیح کے ثبوت میں ایک آیت یعنے فلما توفیتنی اور ساتھ ہی صحیح بخاری کی وہ حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپان کر کے اس کی تفسیر کر دی ہے۔ پیش کی۔ اور بخاری سے ہی توفی کے معنے موت کے بتلائے۔ جو کہ حضرت ابن عباس نے کئے ہیں اور قرآن کریم نے جو توفی کے تفصیلی معنے کئے ہیں وہ یعنے آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری۔ کہ روح دو وقت قبض کی جاتی ہے۔ ایک موت کے وقت دوسرے نیند کے وقت۔ موت کے وقت جو روح قبض کی جاتی ہے۔ اسکو خدا روک لیتا ہے۔ واپس نہیں کرتا۔ اور جو نیند کے وقت قبض کی جاتی ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ پھر واپس بھیج دیتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی روح کو ہی قبض کیا نہ جسم کو ۔

وفات مسیح کی ایک دلیل

آیت فلما توفیتنی کی تشریح میں میں نے یوں کی کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ الٰہی میری موجودگی میں میری قوم نے مجھے خدا نہیں بنایا بلکہ وہ موحد تھے۔ جیسا کہ واشھد بانا مسلمون کہکر انھوں نے مجھے اپنے ایمان پر گواہ بنا لیا تھا۔ پس جب تک میں انہیں رہا۔ میں ان کے ایمان کی گواہی دیتا ہوں لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ تو پھر بعد کا مجھے علم نہیں ۔

اسمیں وہ اپنی قوم کا بگڑنا اپنی وفات کے بعد بتلاتے ہیں نہ کہ آسمان پر جانے کے بعد۔ پس عیسائیوں کا بگڑنا اور ان کا حضرت عیسیٰ کو خدا کہنا اسبات کا کافی ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔

دوسری دلیل

دوسری آیت وفات مسیح کے ثبوت میں میں نے بل رفعہ اللہ الیہ پیش کی۔ اور اس کی تشریح میں میں نے یوں کی کہ جب اس

آیت کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا تو سوال ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہاں سے جدھر حضرت عیسیٰ اٹھائے گئے۔ اس کا جواب دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے جو دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ وھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض۔ کہ خدا آسمان میں بھی ہے اور خدا زمین میں بھی ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ آسمان میں بھی ہے۔ اور زمین میں بھی ہے۔ تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں مطلق اپنی طرف اٹھالینا کیوں فرمایا۔ اگر خدا کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے اٹھائے جانے کی کوئی طرف معین ہوتی۔ تو وہ آسمان کی یا زمین کی تعیین کر دیتا مگر ایسا نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں اٹھائے جانے کے کوئی ایسے معنے ہیں۔ جو دونوں طرف لگتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خدا نے تعیین نہیں کی پس وہ معنے اس طرح تو ہو نہیں سکتے۔ کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بھی اور زمین میں بھی ہوں۔ اسلئے دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے دو حصے بنائے ہیں۔ ایک جسم۔ دوسرا روح۔ پس روح آسمانی چیز ہے۔ اس کو خدا تعالےٰ نے اپنی طرف آسمان میں اٹھا لیا۔ کیونکہ خدا آسمان میں بھی ہے۔ اور جسم جو کہ زمینی چیز تھی۔ اسکو خدا تعالیٰ نے اٹھا کر زمین میں دفن کرا دیا۔ کیونکہ خدا زمین میں بھی ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کا روح اور جسم علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اسی کا نام موت ہے۔ چونکہ روح ایک لطیف چیز ہے۔ اس کے اٹھانے کے واسطے بھی خدا تعالیٰ نے لطیف وجود مقرر کئے ہیں۔ یعنی ملائکہ۔ اور جسم چونکہ ثقیل اور مادی چیز ہے اسکے اٹھانے کے واسطے خدا نے مادی وجود مقرر کئے ہیں۔ یعنی انسان اٹھا کر دفن کرآتے ہیں۔ پس یہود کہتے تھے۔ کہ انا قتلنا المسیح۔ کہ مسیح کے جسم سے روح کو ہم نے الگ کیا (القتل ازالۃ الروح عن الجسد) خدا تعالےٰ نے ان کے خیال کی تردید فرمادی۔ کہ ان کے جسم سے روح ہمنے الگ کی۔ یعنی وہ طبعی موت سے مرے ہیں۔ پس جس طرح تمام انبیاء کو خدا تعالےٰ نے اس دنیا سے اٹھالیا۔ اسی طرح اس نے حضرت عیسیٰ کو بھی اس دنیا فانی سے اٹھالیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بیان کیا۔ مگر اس وقت اختصار ا لکھا ہے ۔

مولوی ابراہیم کی دوسری تقریر

میری تقریر کے بعد مولوی ابراہیم صاحب نے جو دیکھا کہ آخری وقت ہے اور مدعی تو بعد میں اس کے متعلق کچھ بول نہیں سکتے۔ تو جوش میں آیا۔ وہی کہہ گئے۔ اپنے والد ماجد مولوی ثناء اللہ کی اقتدا میں کچھ شعر پڑھ کر یوں نزول گرانا شروع کیا کہ میں نے کیا کہا۔ اور حافظ صاحب کدھر چلے گئے۔ ان کو چاہیئے تھا۔ کہ میری پیش کردہ آیات کی تردید کرتے (حالانکہ میرا قرآن کریم سے وفات مسیح کا ثبوت دینا ان کے حیات مسیح کے خیال کی کافی سے بڑھکر تردید تھی۔)

پھر لوگوں سے کلمہ پڑھوایا۔ اور کہا کہ اگر محمد کی حدیث کو نہیں مانتے۔ تو محمدؐ کا نام کلمہ سے کاٹ دو۔ (حالانکہ وہ جانتا ہے۔ کہ کلمہ میں محمدؐ کا نام خدا کے نام کے بعد ہے۔ اسلئے ہر بات میں کلام الٰہی بھی مقدم ہونی چاہیئے مگر حوام کالانعام کو دھوکہ دینا چاہا) اور آیت وانا قتلنا کے متعلق یہ دریافت کی کہ چونکہ یہ جواب حضرت عیسیٰ نے قیامت کے روز دینا ہے۔ اس لئے ان کا اسوقت یہ کہنا۔ کہ میری قوم میرے مرنے کے بعد بگڑی ہے۔ یا میں موت کے ذریعہ ان سے الگ ہوا ہوں صحیح ہے۔ اور انکی حیات کے منافی نہیں ہے۔ (سبحان اللہ کیا ہی عقل اور سمجھ ہے۔ جب قیامت کو وہ یہ جواب دینگے۔ کہ میری قوم میری موت کے بعد بگڑی ہے تو کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ اسوقت ان کی قوم بگڑی ہوئی نہیں۔ انھوں نے مسیح کو خدا نہیں بنایا ہوا جب یہ بات درست ہے۔ تو پھر ان کی موت بھی یقینی ہے اور اسی طرح وہ قیامت کو یہ جواب دینگے۔ کہ میں بذریعہ موت قوم سے علیحدہ ہوا ہوں)۔ پس اس وقت ان کا قوم میں موجود نہ ہونا انکی وفات کا بین ثبوت ہے۔ ہاں اگر خلاف واقعہ یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ اپنی قوم سے اسوقت علیحدہ نہیں بلکہ قوم میں موجود ہیں تو پھر ان کی حیات کی اُمید ہو سکتی ہے مگر کوئی دانا اس کو مان نہیں سکتا۔ ورنہ ساتھ ہی یہ بھی مانڑے گا کہ مسیح کی قوم بھی ابھی تک نہیں بگڑی ہوئی ہے۔

مولوی ابراہیم صاحب سے مطالبہ

اس پر میں مولوی صاحب سے حضرت مسیح موعود کا الہام کان اللہ نزل من السماء پیش کر کے کہا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ مجھ پر الہام ہوا ہے۔ کہ گویا خدا آسمان سے اترا ہے۔ (سنگ کیا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بے خبر ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مومن نوافل کے ذریعے قرب الٰہی میں ترقی کرتے کرتے اس مرتبے پر پہنچتا ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ پکڑتا ہے خدا اس کی زبان ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ بولتا ہے خدا اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ خدا اس کے پاؤں ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ چلتا ہے۔ تو ایسے اس سے وہ مراد لیتے ہیں۔ کہ وہ مومن خدا یا خدا کی مانند ہو جاتا ہے۔ پس اس الہام کا بھی تو یہی منشا ہے۔ کہ وہ راہ کا عین مرضی خدا کے مطابق چلنے والا ہو گا۔ اور اس کے کاموں کا خدا خود متکفل ہو گا۔ جیسا کہ اس کے متعلق الہام میں آیا ہے۔ کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور دین اسکے ذریعہ دنیا میں اشاعت پکڑا گا۔ وغیرہ۔

مولوی ابراہیم صاحب سے مطالبہ

تقریر کے بعد میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ نے اپنی دونوں تقریروں میں کونسی آیت حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ اس سے یہ مجمع بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس مسئلہ میں قرآن کریم کس کا ساتھ دیتا ہے۔ اس پر گفتگو ختم ہو گئی ۔

رفعہ اللہ کا مطلب

مولوی صاحب نے کہا کہ آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے مسیح کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب اسکے معنے کیا ہیں۔ کہا اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب حضرت نبی کریم کو خدا تعالےٰ نے اس دنیا سے نہیں اٹھالیا جس طرح جو اس دنیا میں آیا۔ خدا نے اس کو اس دنیا سے اٹھالیا اسی طرح خدا نے حضرت عیسیٰ کو بھی اٹھالیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نبی کریم کو خدا نے اس دنیا سے نہیں اٹھالیا میں نے کہا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو۔ کہا ہاں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے۔

اللّٰھم ارفعنی۔ کہ ابھی مجھے بھی اٹھا۔ کیا آنحضرت صلعم کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں ہوئی۔ جواب دیا کہ قبول ہوئی۔ میں نے کہا جھوٹ کی سزا اسی مجلس میں آپ کو خدا نے دیدی۔ کہ جس وقت سے ابھی آپ نے انکار کیا تھا۔ اسی وقت سے آپ کا اقرار کرنا پڑا۔ کہ ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھائے گئے۔ آسمان اور زندگی کا لفظ بعینہٖ اسکے متعلق آتا ہے۔ نہ آنحضرت صلعم کی دعا میں وہ الفاظ ہیں۔ اس پر مولوی صاحب کو مشکل پیش آئی۔ اور اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

مولوی ابراہیم کی جائے قیام تک

دوسرے روز صبح کے وقت غیر احمدی احباب پاس آئے۔ کہ ہم نے خوب بھی کیا۔ اور فیصلہ کچھ نہ ہوا۔ ہمارے مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر حافظ صاحب یہاں تشریف لے آویں۔ تو میں صرف قرآن سے ہی حیات مسیح ثابت کردوں گا۔ کچھ گفتگو کے بعد میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کے اوپر آپ کے ارشاد کے مطابق اس خیال سے مجھے آپ کے پاس لائے ہیں۔ کہ آپ قرآن کریم سے حیات مسیح ثابت کرینگے۔ اس شوق میں میں بھی بخوشی حاضر خدمت ہو گیا ہوں۔ پس آپ کو بھی ایک آیت ہی ایسی پیش کریں۔ جس سے حضرت عیسےٰ کا زندہ آسمان پر جانا لکھا ہو۔ زندگی کا لفظ ہو۔ دوسرے آسمان کا۔ تو پھر میں اپنے آپ کو غلطی پر سمجھنے کے لئے تیار ہوں۔ مولوی صاحب نے اپنے ایک طالب علم سے کہا کہ جاؤ تفسیر کبیر نکال لاؤ۔ میں نے لوگوں سے کہا۔ کہ دیکھو اب مولوی صاحب وعدہ کے مطابق قرآن منگوانے لگے ہیں۔ مفسر کی تفسیر پڑھکر کہا۔ کہ دیکھو ان کا زندہ آسمان پر جانا لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب آپ کیوں ان بے علم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ آپ قسم کھائیں کہ یہ الفاظ جو آپ نے پڑھے ہیں یہ قرآن کے الفاظ ہیں۔ کہا کہ یہ مفسر اتنا بڑا عالم ہے کہ آپ سے اور مجھ سے بڑھکر جانتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپکا وعدہ تو یہ تھا کہ آپ قرآن کے الفاظ بتائینگے۔ کہ تفسیر کے۔ اسی سلسلہ میں آیۃ وھو اللہ فی السموات وفی الارض زیر بحث آگئی۔ مولوی صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ تم اسکی ترکیب کرو۔ میں نے کہا صاف آپ کیوں نہیں کہتے کہ آپکے پاس کوئی جواب نہیں ترکیب کی آڑ میں کیوں آپ پناہ لیتے ہیں۔ جو ترکیب اس آیۃ کی میرے نزدیک تھی۔ اس کی رو سے تو میں نے اسکے معنے کردئے اگر آپکے نزدیک اس کی کوئی اور ترکیب ہے۔ تو اس کے لحاظ سے آپ معنی کردیں۔ پھر دیکھینگے۔ کہ آپکے معنوں اور میرے معنوں میں کیا فرق ہے۔ کہا کہ حافظ صاحب! آپنے اللہ کو لمبقدار سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ھُوَ کی خبر ہے میں نے کہا کہ آپ بتلائیں کہ ھو کا مفہوم کیا ہے۔ کیا یہ اشارہ اللہ کی طرف نہیں۔ پہلے تو انکار کیا۔ پھر کہا ہاں اس کا اشارہ اللہ کی طرف ہے۔ تب میں نے کہا کہ جو مفہوم خبر کا ہے۔ وہی مفہوم جب مبتدا کا ہے۔ تو پھر آپ کو اسکے پیش کرنے کی کیا ضرورت پڑی۔ کہا کہ آپ وھو الذی فی السماء اللہ وفی الارض اللہ کا جواب دیں۔ میں نے کہا۔ پہلے آپ اقرار کریں کہ آپ نے ان لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ گورکھ دھندا پیش کرنا چاہا تھا کہا کہ میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ اس آیت کو چھوڑتے کیوں ہیں۔ آیت وھو الذی فی السماء اللہ وفی الارض اللہ کو مولوی صاحب اس ثبوت میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ کہ خدا زمین میں بحیثیت معبود ہونے کے ہے ورنہ خدا آسمان میں ہی ہے (اسلئے مسیح آسمان میں ہی اٹھائے گئے) زمین میں نہیں۔ حالانکہ اگر وہ زمین میں بحیثیت معبود ہونے کے ہے۔ تو پھر آسمان میں بھی تو بحیثیت معبود ہونے کے ہے۔ اسلئے معلوم ہوا۔ خدا نہ آسمان میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ادھر اٹھائے جاتے اور نہ وہ زمین میں ہے۔

اسکے بعد مولوی صاحب جوش میں آگئے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی شان میں سخت الفاظ کہنے لگے۔ جس کے جواب میں میں نے ان کا مشہور واقعہ عائشہ بی بی کا یاد دلایا۔ اور کہا کہ آپ تو نہ دکھانے کے قابل نہیں۔ چہ جائیکہ مرزا صاحب پر آپ کوئی الزام لگا سکیں۔ تم نے بہت بڑی بے حیائی کی کہ گھر پر بلاکر ایسا ناجائز سلوک ہمارے ساتھ جائز رکھا خدا تعالیٰ سادہ لوح لوگوں ایسے عالموں کے عمل کی کرتوتوں سے پوری طرح متنبہ کرے۔ اور انکے پھندے سے جلد چھوڑ کرے

خاکسار جمال احمد قادیان

افریقہ کے چار ہزار احمدیوں متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام خواجہ حسن نظامی صاحب کا خط

لائق احترام جناب میرزا محمود احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مطبوعہ اشتہار میرے نام پہنچا۔ جس کے آخر میں آپ کے دستخط ہیں۔ اس کے مرسل کا نام معلوم نہیں ہے۔ لیکن چونکہ مطبوعہ اشتہار آپ کی جانب سے ہے۔ اسلئے میں آپ ہی کے نام اسکی رسید بھیجتا ہوں۔

مجھ کو اشتہار کی عبارت پڑھکر کمال درجہ مسرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے الحمد للہ نکلا۔ افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح یقیناً ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوگی۔ بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو۔

میں آپ کے عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ کام ہو رہا ہے۔ اس کا اعتراف کرنا اور اسکے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جلشانہٗ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔ نیاز مند قدیمی حسن نظامی۔ ۲۸ رجب ۱۳۳۰ھ

ناظر صاحب تالیف و اشاعت

چونکہ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے انگلستان سے واپس آئینگے۔ انکی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کو تجویز فرمایا ہے اسلئے انکو نظارت تالیف و اشاعت سے فارغ کردیا گیا ہے اور انکی جگہ چوہدری صاحب کے آنے تک پدر زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظم تجارت کو قائم مقام ناظر تالیف و اشاعت مقرر فرمایا ہے۔ والسلام خاکسار ناظر اعلیٰ

بہر یک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ فضل (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ میرا اور حضرت خلیفہ اوّل کا بتایا ہوا

سرمہ میرا اور سلاجیت

اصل میرا ایک ایسی چیز ہے جو امراض چشم سیلے رطوبت وغیرہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک طبیب کے سامنے مسجد مبارک میں پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد اس کے اخبار بدر و الحکم اور دیگر رسائل میں اسے شایع کرایا اور خدا کا فضل ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں اس سرمہ اور سرمیرا کو بیحد اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے اور تمام وہ لوگ جو امراض چشم کے مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے واسطے چشم چاہتے ہوں۔ اس سرمہ کا استعمال کریں۔

حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ

"برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ اصفہ جالا پھولا پڑوال اور سرخی اور بقیہ آنی متعدیہ اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ میرا قسم اوّل باوجود فروخت دینے کے بجائے تین روپے کے دو روپے فی تولہ اصل میرا خالی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے۔

ست سلاجیت

سیرۃ ۱۹۰ سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ یقوی جمیع اعضاء نافع صرع و تشنج لقوہ۔ فالج بلغم و بادی دفع بواسیر فساد طحال بقاطی کرم شکم۔ ضعف جگر گردہ و مثانہ۔ سل الصلب و سیلان منی و بیوست و درد عضلات مفید کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اوّل ہدیہ فی تولہ

احمد نور۔ تاجر عطاریات۔ قادیان۔ گورداسپور۔

انجینرنگ سکول لدھیانہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو اپریل ۱۹۱۰ء میں صرف ۱۲ سپیر کلاس کھولی گئی تھی جس میں اسی سال ۱۲۰ طلباء داخل ہو گئے۔ دوسرے سال تعداد طلباء ایک سو پچیس ہو گئی اور اب ۱۹۱۲ء ہے اور سپیر کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس میں اس وقت تک ستر طلباء داخل ہو چکے ہیں جنوری ۱۹۱۳ء ہے اور نویں کلاس بھی کھولی جائے گی جس کیلئے ابھی سے درخواستیں آ رہی ہیں اکثر انجینر صاحبان نے سکول کا معائنہ فرما کر بہت پسند فرمایا ہے کہ سکول میں بہت قابل اور تجربہ کار ٹیچر کام کرتے ہیں ہزاروں روپے کا سامان ورکنگ موڈیلز اور ورکشاپ وغیرہ کا کام ہو رہا ہے انجینرنگ ڈیپارٹمنٹ کے افسر فوراً فوراً طلباء کو ملازمت کیلئے بھی بھیج دیتے ہیں۔ غرض یہ سکول ہر لحاظ سے قابل تعریف کام دے رہا ہے۔ سکول کے متعلق تفصیلی حالات مفصل سرٹیفکیٹ آدھ آنہ پر مل سکتے ہیں۔

المشتہر۔ سید احمد حسن مینجر و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا انجینرنگ سیکشن

دو عجیب تحفے

انگوٹھی نمبر ۱ خاص چاندی کی انگوٹھی خوشنما اور دلفریب ہونے کے علاوہ نہایت عجیب اور متبرک بھی ہے۔ کیونکہ اس کے نگینہ پر نہایت حیرت انگیز طریقہ سے بہت ہی باریک حروف میں صرف اتنی ذرا سی جگہ میں تمام سورہ الحمد شریف ایسی کاریگری اور صفائی کے ساتھ تحریر ہے۔ کہ دیکھ کر آدمی حیران ہو جائے اور یقین نہ آئے۔ باوجود اس عبارت کے بہت باریک لکھا ہونے کے ہر حرف بالکل صاف پڑھا جاتا ہے۔ قیمت فی انگوٹھی۔ الحمد شریف کے نگینہ کے ساتھ اگر خریدار اپنا نام بھی لکھوائے تو ۱۲

انگوٹھی نمبر ۲۔ چاندی کی بہ خوشنما اور خوبصورت انگوٹھیاں خاص اشخاص کیلئے تیار کرائی گئی ہیں۔ ان کے نگینہ پر حضرت مسیح موعود کا سچا سلام اور نہایت خوشخط الہام "ایں دست بکاف ہمہ" بہت باریک اور صفائی۔ باریکی اور خوشخطی کے ساتھ تحریر ہے جسے دیکھ کر دل باغ باغ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ قیمت عمدہ

انگوٹھی نمبر ۲ خاص چاندی کی انگوٹھی پر اپنا نام لکھوائے تو ۱۲

پتہ۔ شیخ محمد اسمٰعیل احمدی۔ پانی پت۔

آٹا پیسنے کی چکی

آٹا پیسنے کا خراس نہایت ہلکا۔ چلنے والا اور پائیدار بنایا ہے ہر قسم کا خراس تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر کاریگری کا کام ہر قسم عمدہ صفائی سے ہوتا ہے۔ نرخ کا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں۔

ملنے کا پتہ

مستری غلام حسین محمد شفیع آرٹن فیکٹری بٹالہ ضلع گورداسپور

ایک نادر موقعہ

اندرون شہر قادیان دارالامان نزد مسجد مبارک متصل مکان مفتی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی سکنی تعدادی انچ ۲۰ × ۲۰ مربعے (بلحی یا کچہ مربعے گز) قابل فروخت ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ احقر سے ملے کریں۔

خاکسار

سید عزیز الرحمٰن مالک عزیز ہوٹل قادیان دارالامان

دوائی خانہ احمدی لگا کلاں ضلع امرتسر

خضاب احمدی۔ ۵ منٹ میں بال سیاہ اصلی رنگ ہو جاتے ہیں دھونے سے بھی رنگ سیاہی نہیں جاتا۔ اگر بال سیاہ نہ ہوں تو قیمت واپس ہو قیمت فی شیشی ۱۲ خضاب احمدی تیل قسم سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ قسم دوم ہے۔ اگر پہلی ترکیب کے مطابق اس تیل سے بال سیاہ نہ ہوں۔ قیمت واپس ہو ساتھ ہی انعام بھی قیمتی تیل دو روپے کا دیا جائے گا۔ قیمت فی شیشی ۱۲ آنے ہے

حکیم رحمت اللہ احمدی۔ پتہ ضلع امرتسر ڈاکخانہ نگر

مجرب المجرب ادویات

جن کا مفصل اشتہار اپریل کے اخبار میں شائع ہوگا

سرمہ نور۔ دہند غبار۔ جالا لگ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی تولہ صرف ایک روپیہ

حب اکسیر بلغمی۔ پٹھوں کے درد کا زندگی بخش دوا ایک روپیہ چالیس

روغن اکسیر۔ پٹھوں کو درست و مضبوط کرنے والا ۱۲ روپے

علاوہ ازیں ہر مرض کی دوائی ہم سے اپنا حال لکھ کر طلب کریں

حکیم عطاء محمد۔ قادیان۔ پنجاب

ہندوستان کی خبریں

[illegible] کے قریب [illegible] کے [illegible] ہمارے [illegible] پنجاب و [illegible] ریگل انگریزی فلم گھروں میں سوا شہر میں داخل ہوتے گذرگاہ جو [illegible] کے آدمی بکثرت گھوم رہے تھے۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کی آمد و رفت حسب معمول جاری تھی۔ [illegible] سے [illegible] کو [illegible] گاڑیاں آتی جاتی تھیں۔ افسرانِ بالا دروازوں کے اندر رہتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کو دیکھتے جاتے تھے۔ اور خندہ پیشانی سے لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے جاتے تھے۔ ۱ بجے اور اپنے نوکر کے ہمراہ شہر کو واپس لاہور ہو گئے۔

رنگون میں آتشزدگی رنگون، ۱۷ اپریل۔ کنڈنگ کریک پر سپیل برادرز کی ملکیت کل چاولوں کا جو بہت بڑا گودام ہے، آج شام کو شعلہ کی نظر ہو گیا۔ اس کا نقصان ہوا ہے۔

ریاست جموں میں مہاراجہ نے حکم دیا ہے کہ اکالی اکالیوں کا داخلہ ریاست میں داخل نہ ہوں۔

ہندی تارکانِ وطن فجی، ۱۶ اپریل۔ حکومت فجی کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ ہندی مزدوروں کی ہڑتال ابھی تک جاری ہے۔ سارا جھگڑا بیشہ نسی کو فجی سے اس وقت تک وطن کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ وہاں مزدوروں کو حکومت کے خلاف اکساتے تھے۔

حاجیوں کی روانگی بمبئی، ۱۸ اپریل۔ آج حاجیوں کی پہلی جماعت خیر سلامتی جہاز میں جدہ کی طرف روانہ ہو گئی ہے۔

یہودی پناہ گزیں بمبئی، ۱۸ اپریل۔ انا طولیہ سے ایک تازہ قافلہ وارد ہوا ہے۔ جس میں بوڑھوں، بچوں کے علاوہ نوجوان عورتیں بھی ہیں۔ ان کو [illegible] کے انتظام ہو گئے ہیں۔

ترکی گورنر و دوارہ نشین ریاست کپورتھلہ میں [illegible] کو [illegible] ہوا ہے۔

کرپانوں کی ضبطی کا حکم [illegible] جن لوگوں کے [illegible] سے زیادہ [illegible]

ہندوستان کی خبریں

ہندوستان کی آبادی میں اضافہ [illegible] ہندوستان کی آبادی میں تقریباً [illegible] اضافہ ہوا ہے اور اگر انفلوئنزا یا پلیگ نہ آئے۔ تو کہا جاتا ہے کہ آدمی ہر سال ایک کروڑ سے بھی زیادہ کا ہو جاتا۔

مسٹر ظفر علی خاں کی جائداد کی قرقی مسٹر ظفر علی خاں کو پانچ سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ انہوں نے جرمانہ کی ادائی سے انکار کیا تھا۔ اب خبر ہے کہ کریم آباد میں کی جو جائداد ہے اس سے قرق کر کے نیلام کرایا جائے گا۔ اور اس سے ایک ہزار روپیہ وصول کر کے بطور جرمانہ سرکار خزانہ میں داخل کیا جائے گا۔

کہکہ گوردواروں کے قانون پر غور خوض کرنے کے لئے قانون کا التوا ۱۶ اپریل کو پنجاب کونسل کا اجلاس ہوا۔ سر ولیم ونسنٹ۔ سر شادی لال اور خان بہادر محمد [illegible] تماشائیوں میں تھے۔ سردار ہرناپ سنگھ کی تحریک کہ اسے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جائے پیش ہو کر پاس ہو گئی۔ گورنر کے حکم سے کونسل کی نشست ختم کی گئی۔ آئندہ اجلاس [illegible] سے شروع ہوگا۔

[illegible] [illegible] پنجاب، لاہور، ۱۸ اپریل۔ [illegible] ایک [illegible] [illegible] پھر فساد [illegible] [illegible] [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

ایران کی حالت

حاکم خراسان کی گرفتاری لندن ۱۰ - اپریل - ٹائمز کا طہران کا نامہ نگار قسطنطنیہ کے حکومت نے حاکم خراسان اور اسکے حامیوں کا گرفتار کرنا لکھتا ہے - جس سے جدید کابینہ وزارت کے ایک صوبہ کی بغاوت کا سدباب ہو گیا ہے ؛

نواح اردبیل میں جنگ جمیل اردبیل کے نواح میں شدید جنگ جاری ہے - جہاں اسمٰعیل آغا نے ترکوں کی مدد سے ایرانی کاسکوں کو سخت نقصان پہنچایا

ترکی جمعیت کی حمایت لندن - ۱۲ - اپریل : معلوم ہوا ہے کہ ڈیڑھ ہزار کی ترکی جمعیت جو گذشتہ ہفتہ ایرانی آذربائیجان پر حملہ آور ہوئی تھی - اس کی نصف سے زائد ایرانی کاسکوں سے ہو گئی - کاسکوں کا کمانڈر بھاگ گیا - اور اس کی جگہ دوسرا شخص مقرر ہو گیا - کاسکوں کے جماعتی فرقے کو سخت تکلیف کا سامنا ہوا - مگر بافی فوج صحیح وسالم بچ کر تبریز چلی گئی ؛

متفرق خبریں

کان کنان انگلستان برطانیہ کے کان کنان نے پمپ بنانے کے کام میں مداخلت نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے - لیکن گورنمنٹ بھی ہر ممکن خطرہ کے لئے تیاریاں کر رہی ہے - اور بھرتی جاری ہے - کام کرنیوالوں میں اختلافات رونما ہیں - اکثروں نے احکام کی خلاف ورزی کا ارادہ کر لیا ہے ؛

سابقہ قیصر کا انتقال (پیرس ۱۱ - اپریل) سابقہ قیصر ۱۱ - اپریل کی صبح کو فوت ہو گئی -

ترکوں کا باطوم پر قبضہ بیان کیا جاتا ہے - کہ جارجیا والوں نے ترکوں کو دعوت دی ہے کہ بولشویکوں کے آنے سے پہلے ہی وہ باطوم پر قبضہ

کریں جارجیا کی افواج کو شکست فاش ہوئی اور بعد کی خبر ہے کہ ترکی افواج باطوم میں داخل ہو گئے -

مصائب آرمینیا بالشویکوں نے ریوان پر ۲ - اپریل کو قبضہ کر لیا - اور تقریباً کل آرمینیا پامال ہو چکا ہے

امریکہ لیگ اقوام سے الگ ہو گیا مسٹر ہارڈنگ پریذیڈنٹ امریکہ نے پارلیمنٹ کو پیغام بھیجا ہے - جس میں سینٹ کے ریزولیوشن کے ذریعہ صلح کے حق میں تائید کی اور لیگ اقوام سے منہ موڑنے کے

ترکوں اور جاپانیوں میں عہد و پیمان مسٹر صدر سوچی اوچیا سابق جاپانی سفیر مقیم شاک ہالم ارسیلز سے قسطنطنیہ کو روانہ ہوا ہے - یہ ترکی میں پہلا جاپانی سفیر ہو گا - خبر ہے کہ جاپان کا ارادہ ہے کہ ترکی حکومت ایک تجارتی معاہدہ کرے -

قسطنطنیہ اور انگورا قسطنطنیہ ۱۵ - اپریل - انگورا اور قسطنطنیہ کی حکومتوں کے باہم سرکاری

کی ہم آغوشی کے آثار طور پر متحد ہو جانے کے سامنے جو سب سے بڑی رکاوٹ حائل تھی وہ معلوم ہوتا ہے دور ہو گئی ہے - کیونکہ سلطان المعظم جواب تک وان کمال کے ساتھ مصالحت کرنے کا خیال بھی نہیں رکھتے تھے - انہوں نے ہلال احمر فنڈ میں ۱۰ ہزار لیرا چندہ دیا ہے - اور حکم دیا ہے - کہ جو سپاہی اناطولیہ کے میدان جنگ میں جان بحق ہوئے ہیں - ان کے لئے مساجد میں دعائے مغفرت کی جائے - حکومت انگورا کی قومی مجلس نے تسلیم کئے جانے کی توقع ہے -

ہمبرگ کی ناکہ بندی کی تجویز پیرس ۱۵ - اپریل ایلیسی میں آج جلسہ ہوا - جسمیں غور کیا گیا کہ اگر جرمنی یکم مئی کو پھر معاہدہ وارسیلز کی پابندیاں پورا کرنے میں ناکام رہا - تو پھر کیا کیا جائیگا - اور یہ امر بھی زیر بحث لایا گیا ہے کہ ہمبرگ کی ناکہ بندی کر لی جائے ؛

چار ہزار جاپانی گھر آگ کی نذر ناگوڈیٹ (جاپان) ۱۵ - اپریل ناتشروگی نے پانچ ہزار گھر تباہ کر دئے ہیں - جنمیں برطانی قونصل خانہ میسانوطو کی ٹین عمارتیں - بنک - ہسپتال - مدارس - تھیٹر اور سرکاری عمارات بھی ہیں ؛

برطانیہ کی خیر جانبداری لندن ۱۵ - اپریل - ہاؤس کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے تمام غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے یونان اور ٹرکی کو زبردست اطمینان دلایا ہے - کہ یونانی و ترکی آویزش میں برطانیہ قطعاً خیر جانبدار رہیگا ؛

ایشیائی نوآبادکاروں کا زبردستی اخراج لندن ۱۳ - اپریل - سوشلسٹ فیڈریشن کا ایک جلسہ ۱۳ - مئی کو بمقام علوم فونٹین ہونا قرار پایا ہے جسمیں یہ قرارداد پیش کی جائے گی - کہ ایشیائی نوآبادکاروں کا فوری اخراج عمل میں لایا جائے - یہ قرارداد جنرل سمٹس کی خدمت میں ان کے اعلان روانہ ہونے سے پہلے پیش کی جائیگی -

ترکوں اور یونانیوں کی آویزش لندن ۱۴ - اپریل ایتھنز کا ایک تار مظہر ہے - کہ سمرنا سے جو یونانی خبریں موصول ہوئی ہیں - ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۳۰ ہزار ترکوں نے افیون قرہ حصار میں یونانیوں پر حملہ کیا - مگر اسے کامیاب طور پر روکا گیا - یونانیوں نے ۶ ہزار قیدی اسیر کئے - اور پانچ توپیں اور ۱۲ کلدار توپیں چھین لیں

ایتھنز میں مارشل لاء لندن ۱۳ - اپریل - ایتھنز کا تار مظہر ہے کہ ایوان کی ایک طوفان خیز بحث و تمحیص کے بعد مارشل لاء کا اعلان کر دیا گیا ہے ؛

امریکہ میں ایک نہایت خطرناک زہر کی ایجاد خبر ہے کہ امریکہ کے فوجی محکمہ کے کیمیاگروں نے جنگی ضروریات کے لئے ایک نیا اور سب سے خطرناک زہر ایجاد کیا ہے - جس کے تین قطرے کسی انسانی جسم پر پڑنے سے فوراً اس کی موت واقع ہو سکتی ہے - اگر اس زہر کو آئندہ کسی جنگ ہوائی جہازوں کے ذریعہ استعمال کیا گیا - تو وہ پہلی جنگوں سے بہت بڑھ چڑھ کر تباہی لانے والی اور ہیبت ناک ہو گی ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ والیم نمبر ۱۳۰

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

نصرت کے لئے اک آسماں پر نور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں کا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کا ہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ صـ
چار سو روپے انعام علماء دیوبند وغیرہ کو صـ
حضرت مسیح کی آمد ثانی ایک مسلمہ امر ہے عدالت میں صـ
مولوی نور احمد صاحب عدالت کی نظر میں صـ
خطبہ جمعہ صـ ڈائری صـ
پیغام کے ایک مضمون کا جواب صـ
فیشنل نیوز ایجنسی پر جماعت علی کو انعام صـ
فہرست مبایعین صـ
اشتہارات صـ
خبریں صـ

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ۔

نمبر ۸ | مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۱ء | دوشنبہ | ۱۶ شعبان ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ناسازیٔ طبع کی وجہ سے ۲۲ اپریل خطبہ جمعہ مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ حضور مسجد میں رونق افروز تھے۔ نماز بھی مولانا موصوف نے پڑھائی ۔

۲۰ اپریل۔ درس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا کہ جبتک حضور علالت کی وجہ سے درس نہ دینگے۔ اسوقت تک مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیا کرینگے تاکہ درس کا سلسلہ باقاعدہ چلتا رہے ۔

دین کے لئے زندگی وقف کرنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خطبہ جمعہ میں جو تحریک فرمائی تھی۔ اسپر کئی اصحاب نے اپنے آپکو پیش کیا ہے۔ بیرونی اصحاب کو بھی چاہیئے کہ جو اپنے آپکو اس

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ بھینی کا جلسہ

مورخہ ۲۶-۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء کو انجمن احمدیہ موضع بھینی شرقیہ کا جلسہ بمقام کرم پور جلانی ٹانکانہ ضلع شیخوپورہ میں کیا گیا لیکچرار حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری تھے۔ اور ایک مضمون کنور دین کا بھی تھا۔ مضامین وفات مسیح و صداقت دعوی مسیح موعود و مہدی معہود و عام فضائل کے متعلق تھے۔ خدا تعالیٰ نے بڑی کامیابی بخشی چونکہ تمام اشتہار دئے ہوئے تھے۔ اسلئے مخالفین نے بھی ۲۷ مارچ اپنے علماء جمع کر لئے۔ اور بوقت دوپہر کتابوں کی گٹھڑیاں لادے ہوئے پہنچ گئے۔ اور مخالفین معتدبہ کا انبوہ کثیر ہاتھوں میں لاٹھیاں پکڑے ہوئے ہمراہ خود لائے۔ ان کے

اس اجتماع کی غرض فتنہ و فساد تھی۔ مخالفین کی طرف سے مولوی نذیر احمد صاحب اور ہماری طرف سے حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی مقرر ہوئے۔ ۱۵-۱۵ منٹ کی تقریر تھی قریباً ۲ گھنٹے تو شرائط مباحثہ میں ہی صرف ہو گئے۔ اسلئے مولوی نذیر احمد صاحب بار بار اس امر پر زور دیتے رہے کہ صحاح ستہ میں جسقدر احادیث آئی ہیں۔ اور جو روایات صحابہ سے مروی ہیں۔ وہ سب کی سب قابل عمل ہیں۔ لیکن جناب حافظ غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ صحیح حدیث کی تعریف یہ ہے کہ وہ نص قرآن شریف کے خلاف نہ ہو۔ اور اگر کتب احادیث میں کسی صحابی کی روایت نص قرآن شریف کے خلاف پائی جاوے۔ تو ثابت ہو گا کہ یہ کسی شخص نے صحابہ پر ناجائز الزام لگایا ہے۔ وہ صحابی کی روایت نہیں مانی جاویگی۔ بلکہ جعلی اور اختراعی بات ہو گی۔ جو صحابہ کے ذمہ لگائی گئی ہو گی۔ مثلاً فرمایا کہ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان

میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کان صدیقا نبیا۔ بخاری جلد ۱ کتاب الانبیاء میں حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں تین جھوٹ لکھے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ اگر ہر ایک حدیث صحیح تسلیم کر لی جائے۔ تو پھر ضرور اس حدیث کی رو سے حضرت ابراہیمؑ واقعی صدیق نبی تھے۔ اور یہ حدیث ان ظاہر بین لوگوں میں فتنہ کا موجب ہے۔ جو قول عمل نہیں۔ مطابع بخاری کتاب مشکوٰۃ فتح سے نکالکر دیگئی۔ اور کتاب بھی مخالفین ہی سے لی گئی تھی۔ اسپر وہ بہت شور مچائے۔ اس اثناء میں بارش سے دو سپاہی بھی ہلاک ہو گئے۔ ان کے آنے پر جلسہ مقتضی خاموش ہو گئے۔ اور جلسہ بڑے امن سے ختم ہوا۔

اگرچہ مخالف واعظ صاحب نے مضمون مباحثہ وفات حیات کا نہ تسلیم کیا تھا۔ مگر سب حاضرین اور ہزارہا کی اشتہارات اس مسئلہ کی طرف نہ آئے۔ آخر حضرت حافظ صاحب نے دعا کی قرآن شریف سے مفصلی اپیل کی۔ اور جلسہ برخاست ہوا اور خدا تعالیٰ نے بڑی کامیابی دی۔

المرسل: محمد عبد العزیز احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ موضع بھینی شریف

غیر احمدیوں کے متعلق ضروری اشتہار

برادران حافظ غلام مصطفیٰ صاحب شاہجہانپوری تحریر پیش کرتے ہیں کہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کے الفضل میں جو غیر احمدیوں کا چیلنج کے عنوان سے مضمون شائع ہوا۔ اور اسمیں دو اشتہار چھپے ہیں۔ ایک انعامی ۱۰۰ اور ایک انعامی ۵۰ روپے جن کے مطابق قادیان میں جمع ہونیوالے مولویوں میں سے باوجود سخت دشمن ہونے کے کسی نے قسم نہ کھائی۔ دراصل یہ سچائی کی بہت بڑی فتح ہے۔ میرے نزدیک ان ہر دو اشتہارکی جو عبارت جسپر قسم لینی تھی۔ ایک جگہ مبہم الفاظ قسم بہت محوشحط ایک اشتہار میں چھپ دیں۔ دو ورقہ ہو۔ اور علاوہ اس ذکر کے کہ جمع ہونیوالے کسی دشمن سلسلہ مولوی نے اس طور پر قسم نہیں کھائی۔ ایسے اشتہار کو لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر تمام احمدیوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی روزمرہ جن کو شب تاریک کہتے پھریں۔ سب جگہ کی، عامی جاعتیں سب ضرورت منگا کر اپنے شہر اور مضافات میں چسپاں کریں۔ اس کے ذریعہ نہ صرف تمام تبلیغ ہو گی۔ بلکہ احمدیوں سے غلط فہمیاں دور ہو کر ایک بیداری پیدا ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس کم از کم بالمسمیٰ ہزار اشتہار کی قیمت دینگا۔

ایڈیٹر۔ میرے خیال میں یہ تجویز بہت عمدہ ہے۔ اگر دوسرے احباب بھی آمادہ ہوں۔ اور اپنی آمادگی سے مطلع فرما دیں۔ تو اشتہار تیار ہو سکتا ہے۔ مگر اخراجات جو ہونگے تقسیم کی ضرورت ہے۔ تاکہ اندازہ سے اشتہار چھاپا جائے۔ قیمت چونکہ اصل لاگت ہی رکھی جائیگی۔ اسلئے اس کی تعیین اسوقت نہیں کی جا سکتی۔ احباب بہت جلد ہی مطلع فرماویں۔

احمدی جماعتوں کے امیر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مندرجہ ذیل جماعتوں کیلئے مندرجہ ذیل اشخاص کو امیر جماعت مقرر فرمایا ہے۔ دوسری جماعتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ بھی اپنی اپنی جماعت کے ان اشخاص کے نام منتخب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت بابرکت میں بھیجدیں۔ جن کو وہ امیر بنانا مناسب سمجھتی ہیں۔

(۱) بھینی شریف ضلع گورداسپور۔ چوہدری احمد دین صاحب۔
(۲) گولبراسہ۔ چوہدری اسد دین صاحب۔
(۳) سنور۔ چوہدری مہدی حسین صاحب۔
(۴) گوجرانوالہ۔ حکیم دین صاحب۔ (۵) امرتسر۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب۔
(۶) حیدرآباد دکن۔ مولوی سید محمد شہید صاحب۔
(۷) مردان۔ محمد یوسف صاحب۔ (۸) لاہور۔ پروفیسر عبد القادر صاحب۔

مولوی سید محمد سعید صاحب عرب شریف کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سفر پر جانے کے بعد انکی جگہ مولوی غلام اکبر خانصاحب قائم مقام امیر ہونگے۔

حقہ نوشی چھوڑنیوالے احباب

میں ان احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں جو حقہ نوشی کی بری عادت سے حقہ نوشی کی عادت قابل ترک میں مبتلا ہیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل دو خطوط ملاحظہ فرماویں۔ جنمیں سے خط نمبر ۱ ایک شخصیت ساز بزرگ کا ہے جنھوں نے بقبول ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح حقہ پینا بالکل چھوڑ دیا ہے یہ دو خط انہوں نے ان لوگوں کیلئے جو اپنے آپ کو عمر رسیدہ سمجھ کر حقہ پینا چھوڑنے میں معذور گردان رہے ہیں۔ وہ خط بھیجا ہے۔ جلسہ سالانہ پر حضور نے ترک حقہ کا ارشاد جماعت کو فرمایا تھا اسی دن سے انہوں نے حقہ کم کرنا شروع کر دیا۔ مندرجہ ذیل خط سے اور حضور کی برکت سے یہ عادت رفع ہو گئی سے بالکل ترک کر دیا ہے۔ گو عمر رسیدہ ہیں۔ بسبب حضور کے حکم میں کچھ رعایت چاہتی تھی۔ اور بجائے حقہ کے دوا استعمال کرنے لگے ذرا مشکل ضرور ہے۔ مگر یہ سے ہمت باندھ لی کہ تعمیل حکم ہو جائے۔ بعد اللہ تعالیٰ آپ بھی فرماتے رہیں۔

نیازمند محمد ابراہیم بقاپوری عفی عنہ

دوسرا خط دو احباب غور سے پڑھیں۔ جو حقہ نوشی اور خدا تعالیٰ سے یہ سمجھ کر کہ حقہ چھوڑنے میں بڑی تکلیف ہو گی۔ حقہ چھوڑنے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ وہ خط ہے۔

خدا کے فضل سے حقہ چھوڑ دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقہ چھوڑنے پر چند یوم تکلیف ہوا کرتی ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ بلکہ جب یہ سنا گیا کہ حضرت صاحب حقہ سے منع فرماتے ہیں۔ تو اپنے نفس کو کہا کہ اگر تم ایک معمولی سے حکم کی تعمیل نہ کرو گے۔ تو جب ایک بڑا حکم دیا گیا ہو تو پھر کس طرح عمل کرو گے۔ اسی بات نے میرے نفس کو شرمندہ کر دیا۔ اور حقہ چھوڑنے پر کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی آپ دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ کہ اس کی برکت خیال ہی خیال میں حقہ چھوڑنے سے چند ایک فائدہ بھی ہوئے ہیں جن کا میں شکر گذار ہوں۔ والسلام

جمال الدین سیکرٹری بیوٹ شین کمپنی بمقام ضلع سیالکوٹ

میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے احباب ان دو نیک مثالوں کی پیروی کرینگے۔ ناظر تربیت قادیان

امریکہ کے رسالہ کیلئے امداد

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے رسالہ کی امداد میں امریکہ جو کی طرف سے ایک روپیہ ماہوار ایک سال تک ارسال کریں۔ بندہ اللہ تعالیٰ ادا کر دیا کریگا۔ احباب میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس سے زیادہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد شریف عدنی کاتب اخبار المنیر۔ جھنگ۔

کراچی میں احمدی

اگر کوئی احمدی شہر کراچی یا گرد و نواح میں قیام پذیر ہو۔ تو خاکسار کو اپنے پتہ سے مشکور کریں۔ اور کراچی میں آنے پر خاکسار کو ملنے کی کوشش کریں۔ بین نوازش ہو گی۔ میں نو وارد ہونے کے سبب برادران

خطبۂ جمعہ

چنیں زمانہ چنیں و چنیں کائنات
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں باشد

(بیرسودہ)

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ید اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۲۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہر ایک کام کے لئے وقت

ہر ایک چیز کا دنیا میں اپنا اپنا وقت مقرر ہوتا ہے۔ اگر وہ اس وقت سے ادھر ادھر ہو جائے۔ تو پھر اس کا نشو و نما یا اپنے قائم مقام چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تمام تہذیب میں یہی قانون نظر آتا ہے۔ باریک در باریک قانون ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے اجتماع سے بعض چیزیں بعض موسموں میں ہی نشو و نما پاتی ہیں۔ ایک وقت گیہوں کے بونے کا ہوتا ہے۔ ایک بڑھنے کا ایک کاٹنے کا۔ اگر وقت پر نہ بوئیں۔ یا بڑھنے کے وقت اس کو پانی نہ ملے۔ بارش نہ ہو۔ یا کاٹنے کے وقت نہ کاٹیں۔ تو فصل ضایع ہو جائیگی۔ اسی طرح علم کے پڑھنے کا ایک زمانہ ہوتا ہے۔ بچپن کا زمانہ محنت کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس وقت دفکار اور غموں کا تسلط بچوں کے دماغ پر نہیں ہوتا۔ وہ ترقی کرتے ہیں۔ مگر جب بڑی عمر ہو جائے۔ تو افکار اور غموں میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور تعلیم کے لئے جسقدر محنت کی ضرورت ہوتی ہے نہیں کر سکتا۔ اگر ایسے حالات میں کوئی شخص کامیاب ہو تو وہ استثنائی صورت ہوگی۔ ورنہ بچپن کے بعد جب انسان افکار میں گھر جاتا ہے۔ تو یہ ایسا زمانہ ہوتا ہے۔ کہ انسان مال اور وقت کی قربانی کر کے عبادت کے لئے مسجد میں جاتا ہے۔ مگر جب تکلتا ہے تو افکار کا بوجھ لیکر آتا ہے۔ پس پڑھنے کا زمانہ اور محنت کرنے کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص جوانی میں چاہے۔ کہ پڑھائی اس وقت شروع کر کے کامل تعلیم حاصل کرے۔ تو یہ مشکل ہوتا ہے۔ اور اس میں سوائے شاذ کے کامیابی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک زمانہ بڑھاپے کی پختگی کا ہوتا ہے۔ اس میں بھی انسان بعض غلطیاں کرتا ہے۔ اور وہ یکے کھا کر ایک اصل پر قائم ہوتا ہے۔ لیکن رائے کی پختگی بھی بعض استثنائی صورتیں ہوتی ہیں۔ پھر اسکے بعد ایک زمانہ آتا ہے۔ کہ انسان اس کی پہلی مقام کیا کرایا بھول جاتا ہے۔ اس میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ہر ایک بات کو اپنی بے عزتی خیال کرتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے کہ اس میں تمام کیا کرایا ضایع کر دیتا ہے۔

غرض سب باتوں کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ایک کام دلائیں ہونے کے ہوتے ہیں اور رات کے وقت نہیں ہوتے۔ اور جو رات کے ہونے کے ہوتے ہیں۔ وہ دن میں نہیں ہو سکتے۔ بعض پھل سورج کی گرمی میں پکنے والے ہوتے ہیں بعض چاند کی روشنی میں۔ اگر ایسے پھلوں کو جو سورج کی گرمی میں پکنے والے ہیں۔ اگر ایسی جگہ جا لگائیں۔ جہاں مہینوں سورج نہیں نکلتا۔ تو وہ ہاں پھل نہیں دے سکینگے ایسی طرح جو چاند کی روشنی میں پکتے ہیں۔ ایسے علاقوں میں جہاں چاند مدتوں غائب رہتا ہے وہ پک نہیں سکتے۔

پس ہر ایک کام کا زمانہ اور وقت ہوتا ہے۔ اگر اس وقت اس کام کو نہ کیا جائے اور خیال کر لیا جائے۔ کہ اور وقت میں اس کام کو کرینگے تو یہ نادانی ہوگی۔ کیونکہ ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔

ہمارا کام اور اس کا وقت

ہم نے بھی ایک کام شروع کیا ہے اس کام کے لئے بھی ایک وقت ہے اور وہ وقت یہی ہے۔ جسمیں ہم موجود ہیں اگر اس وقت میں یہ کام نہ کیا جائے۔ تو پھر نہیں ہو سکیگا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اگر دنیا چاہتی تو نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس کا وہ وقت نہ تھا۔ اسوقت اگر لوگ دنیا سے الگ ہوتے بھی تھے۔ تو دنیا کے لئے نہ کہ دین کے لئے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا ملجاء ولا منجا منک الا الیک۔ اے خدا تیرے عذاب سے بچنے کے لئے تیرے سوا کوئی ٹھکانا نہیں اسی طرح وہ لوگ دنیا کو چھوڑتے تھے۔ اسلئے کہ دنیا کی گود میں چلے جائیں۔ عیسائیوں نے کتنی فوج بنائی۔ جو بظاہر دنیا سے الگ ہوئی۔ مگر دنیا کے حصول کا ایک ذریعہ تھی لیکن حضرت مسیح موعود کے وقت میں یہ بات پوری ہوئی کہ ایسے لوگوں کی جماعت تیار ہو گئی۔ جو خدا کیلئے دنیا کو چھوڑنے والی اور خدا کے لئے مالوں اور وقتوں کو قربان کرنیوالی ہے۔

اگر اس وقت اس کام کو انجام نہ دیا جائے۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اور خیال کر لیا جائے۔ کہ کسی آئندہ زمانہ میں زور دیکر کام کرینگے۔ تو پھر یہ کام نہیں ہو سکیگا۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ بیج ڈالنے کا زمانہ تھا۔ اور آپ کی وفات کے قریب نشو و نما کا زمانہ تھا۔ اور یہ زمانہ وہ ہے جس میں اس فصل کے کاٹنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ زمانہ سستی میں گذر گیا۔ تو پھر ہمیں کامیابی نہ ہوگی۔ پس وقت کو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔ اور یہ مت سمجھو کہ کبھی کریننگے کیونکہ خدا نے ہر ایک کام کے لئے ایک وقت رکھا ہوا ہے۔ اگر اسوقت کام نہ کیا جائے۔ تو وہ کام نہیں ہو سکتا۔

عارضی ذرائع

ہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض تائید کے لئے آنی حوادث بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض پھلوں کو پیدا کرنے کے لئے عارضی ذرائع سے کام لیا جاتا ہے۔ جس سے وہ درخت پھل لاتے ہیں۔ اگر ان عارضی ذرائع کو بھی دور کر دیا جائے۔ تو پھل نہیں مل سکتے۔ یہ پسندیدہ بات نہیں۔ کہ ان عارضی ذرائع سے گرمی کے پھل سردی میں پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ اور سردی کے گرمی میں۔ غرض خواہ طبعی ذرائع سے کام لیا جائے یا غیر طبعی سے۔ نتیجہ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر طبعی یا غیر طبعی ذرائع کو چھوڑ دیا جائے۔ تو پھر وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔

حوادث عالم

ان قواعد کو دیکھ کر جب زمانہ کی حالت کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ زمانہ بھی کام کے لئے مفید ہوتا ہے۔ جب کسی قسم کے حوادث ہوں۔ مثلاً ہم نے اگر ایک گنا کھیرنا ہو۔ تو ہم ایک دفعہ دائیں سے بائیں کو اور ایک دفعہ بائیں سے دائیں کر ہلائینگے۔ اور تیسری دفعہ اوپر کو جھٹکا دیکر گنے کو نکال لینگے۔ لیکن اگر دائیں بائیں کو ہلا کر چھوڑ دیں۔ اور کہیں کہ چند روز کے بعد آکر گنا لینگے۔ تو

ہمیں پہلے جنگ ہی نہ لڑنا پڑیگا۔ کیونکہ اس میں جو کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اب چند دن کے وقفہ سے دور ہو گئی اور اس کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ اسی طرح ہم دنیا کو دیکھتے ہیں کہ حوادث ارضی و سماوی سے خوب ہلا دی گئی ہے اگر ہم اس وقت تھوڑی سی کوشش کریں۔ تو اپنے کام میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اگر ہماری طرف سے سستی رہی۔ تو خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو مصیبت میں رکھنا پسند کریگا یہ مصیبتیں اسلئے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائیں اور وہ خدا کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اگر ہمارے کام میں سستی ہوئی۔ تو خدا اپنے بندوں کو عذابوں سے ہلاک نہیں کریگا۔

اسلام کا پہلا اور پچھلا کام۔

ہم اسلام کی طرف دیکھتے ہیں۔ اسلام نے ترقی کی۔ اور اس زمانہ میں جس وخروش سے کی۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں جہاں جہاں مسلمان گئے۔ قوموں کی قومیں مسلمان ہوتی چلی گئیں۔ ایران میں مسلمان گئے۔ تمام ایرانی قوم مسلمان ہو گئی۔ اور صرف پانچ سات لاکھ پارسی بچ گئے۔ جن کا وجود اب تک چلا آتا ہے۔ ساری قوم کے مقابلہ میں ان کی کتنی کم تعداد تھی۔ مگر ساری قوم اتنے تھوڑے عرصہ میں مسلمان ہو گئی لیکن وہ تھوڑے سے لوگ جو بچ گئے۔ اور جن کی تعداد چند لاکھ تھی۔ وہ آج تک اسی اپنے قدیم مذہب پر قائم ہیں۔ اسی طرح مصر میں قبطی ہیں۔ جو فرعونی نسل سے ہیں جو ایک وقت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ ان کی قوم کا بیشتر حصہ ابتداء میں مسلمان ہو گیا۔ مگر جو باقی ہیں وہ اب تک عیسائی ہی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں جب اسلام آیا جو لوگ قبیلوں کے قبیلے مسلمان ہو گئے۔ اس وقت ہوئے مگر آج ایک ہندو کو بھی اسلام سنوانا مشکل ہے۔

پس ہر ایک کام کا ایک موسم ہوتا ہے۔ اسی موسم اور زمانہ میں جو کچھ ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور ان حوادث سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے ورنہ خدا رحمان رحیم ہے وہ دنیا کو دیر تک عذاب میں نہیں دیکھ سکتا ہمیں اس وقت کوشش کرنی چاہیئے اور ممکن سے ممکن ذرائع سے کام لے کر کامیابی حاصل کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزاڈاری نظر

۲۴ فروری ۱۹۲۱ء
(بعد نماز ظہر)

مسلمانوں نے مذہبی رعب کھو دیا

فرمایا۔ جس طرح ترکوں نے جنگ میں شامل ہو کر اپنا رعب کھو دیا۔ اسی طرح مسلمانوں نے اپنے مذہب کے نام سے دھمکیاں دے کر اپنا مذہبی رعب جو تھا وہ بھی ضائع کر دیا۔ پہلے ترکوں کے متعلق یورپ کا خیال تھا۔ کہ ان سے جنگ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر مسلمان میں آئے تو تمام دنیائے مسلمان ان کی طرف سے کھڑے ہو جائینگے۔ یہ لوگوں کا رعب تھا۔ اگر ترک شامل نہ ہوتے۔ تو یہ قائم رہتا۔ مگر میدان میں آئے۔ اور مسلمانوں نے بجائے انگریزوں کی طرفداری کے انہی کے خلاف تلوار چلائی۔ اسی طرح مسلمانوں کا رعب تھا کہ مذہب کے نام پر جان دینگے۔ مگر اسکو مسلمانوں نے ضائع کر دیا۔ کیونکہ مذہب کے نام سے آگے بڑھکر پیچھے ہٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ مذہب کے لئے کبھی نہیں حمیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

بعد نماز عصر

ڈاک کے بعض خطوط کے جواب حضور نے لکھائے۔

رشوتستانی اور ترقی

ایک شخص کا خط پیش ہوا۔ کہ ہمارے محکمہ میں جو لوگ رشوت دیں۔ انکو ترقی مل جاتی ہے۔ میں رشوت نہ دینے کے باعث ترقی سے جس کا مستحق ہوں محروم ہوں (مفہوم) فرمایا۔ رشوت ناجائز ہے۔ افسران بالا سے ملکر کوشش کرنی چاہیئے۔ (مفہوم)

خواب میں قبر میں دفن ہونا

بابو محمد افضل صاحب گجرانوالہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپکو مردہ دیکھے۔ تو اسکی کیا تعبیر ہوتی ہے۔ فرمایا۔ مردہ دیکھنے کی کئی تعبیریں ہیں۔ مثلاً یہ کہ بڑی عمر پائے۔ مرتد ہو جائے۔ بابو صاحب نے کہا کہ اگر کوئی دیکھے کہ وہ مر گیا ہے۔ اور صندوق میں ڈالکر قبر میں رکھا گیا ہے۔ تو اس کی کیا تعبیر ہوگی۔ فرمایا اسکے معنے ہلاکت کے ہوتے ہیں۔ بابو صاحب نے کہا چند دن ہوئے۔ میں پیغام پلازہ گیا تھا۔ وہاں مولوی محمد علی صاحب درس دے رہے تھے۔ انہوں نے اس کا اسی مرغلے قریبہ کی تفسیر کرتے ہوئے سامعین کے اس استفسار پر کہ اپنے ہی متعلق مرنے کی خواب کس طرح بھی جاگتی ہے کہا کہ یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ میں نے خود کئی بار اپنے آپکو خواب میں مردہ دیکھا ہے۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے میں نے دیکھا کہ میں مر گیا ہوں اور لوگ مجھے صندوق میں بند کر کے قبر میں دفن کر آئے ہیں۔

شرط بیعت

ایک شخص کا خط پیش ہوا۔ کہ میں بیعت کرنیکو تیار ہوں۔ لیکن اگر اس سلسلہ میں بیعت کرنے کے باعث میں خدا کے حضور گرفتار ہوا۔ تو آپ کو پیش ہونا ہوگا (مفہوم)

حضور نے لکھوایا۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ تسبیح موعود کو ماننا کوئی جرم ہے۔ تو سب سے بڑا مجرم میں ہونگا۔ کیا مجرم بھی مجرم کا کفارہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی کی سزا کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر شخص اپنے نفس کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہاں ہر شخص جو دوسرے کو گمراہ کرتا ہے اپنے گناہ کے علاوہ اسکے گناہ کی سزا بھی اسکو ملتی ہے۔ لیکن گمراہ ہونیوالا سزا سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔

دیدار الٰہی اور انشراح صدر کس طرح حاصل ہوتا ہے

ایک صاحب کے دو سوال پیش ہوئے۔ (۱) دیدار حق عبادت سے حاصل ہوتا ہے یا خدا کے فضل سے۔ (۲) انشراح صدر مکالمہ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یا دیدار الٰہی سے۔

حضور نے لکھوایا۔ عبادت خدا کے فضل کو جذب کرتی ہے۔ اور پھر فضل سے دیدار الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ایک حرکت بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور ایک۔ خدا کی طرف سے۔ بندہ کی حرکت عبادت اور محبت الٰہی ہے۔ اور خدا کی حرکت فضل الٰہی ہے (۲) دیدار مکالمہ میں داخل ہے۔ اور مکالمہ اپنی بعض صورتوں میں دیدار کہلاتا ہے۔

سودیشی تحریک

سودیشی کے متعلق فرمایا۔ کہ جب ایسی صنعت مقابلہ میں ہو تو سودیشی مفید ہے لیکن موجودہ طریق غلط ہے۔ اسلئے کہ تمام ہندوستان سے یہ توقع کہ سودیشی اختیار کرے۔ بیوقوفی ہے یہ توقع ہے۔ اور ملک کے لئے نقصان رساں ہے۔ کیونکہ اس طریق سے سینکڑوں سال میں اگر کامیابی ہو تو ہو سکتی ہے۔ بہتر طریق

یہ ہے کہ پہلے یہ صناع پیدا کریں۔ پھر ملک میں لاکھوں صناع تیار ہو سکتی ہے۔ ورنہ بغیر ویسی صناعوں کے صنعت کے لوگ اسکے لئے تیار نہیں ہو سکتے ؛

اسکے بعد ایک صاحب احمد ابن عبد العزیز صاحب مکی نے جو ریاض جامع ازہر سے آئے ہیں تقریر کی ۔

۲۶ فروری ۱۹۲۱ء

(بعد نماز عصر)

ایک پادری کی تعداد ازدواج کی تائید میں عصر کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ مفتی صاحب کا خط آیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک پادری نے ان مائلۃ ات ازدواج پر مضمون پڑھکر پادریوں میں اس مسئلہ کی خوبی پر تبصرہ دینے شروع کر دئے ہیں ؛

مدعی نبوت سے مباحثہ پھر فرمایا کہ وہاں ایک موت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ اس سے مفتی صاحب کا مباحثہ ہوگا کہ وحی نبوت کس کو کہتے ہیں اور اسکے کیا شرائط ہیں فرمایا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ لوگ روحانیت کی قدر کرتے ہیں۔ اور اس کو کچھ چیز سمجھتے ہیں۔ اگر یورپ میں ترقی کے مدعی پیدا ہوتے ہیں جس کے معنے ہیں کہ وہ خدا کو کچھ نہیں جانتے اور یہ لوگ نبوت کے مدعی ہوتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ نبوت کی ان کے نزدیک کچھ قدر ہے۔

فرمایا۔ امریکہ کے ایک سائنسدان نے ڈاکٹر ایلیج کی کتاب جو کا نام تھا۔ [illegible] لائف اینڈ میٹر۔ اس میں اُسنے اپنے خیال کے مطابق سائنس سے دلائل دئے تھے۔ کہ خدا کی ضرورت نہیں۔ ان سب دلائل کے بعد اس نے لکھا تھا۔ میں یورپ سے خفا ہوں کہ خدا کو ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والا بتلاتے ہیں لیکن ماں باپ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب بچہ تکلیف میں ہو تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔ مگر خدا جس کو تم پیار دینے والا کہتے ہو۔ ہم اسکو دیکھتے ہیں وہ کہیں جو بہ نہیں دیتا۔ اگر خدا کہو کہ تو سیاہ دل ہے اسلئے تیرے ساتھ اس کا تعلق نہیں۔ تو سیاہ دل انہیں کی قوم میں سے ہی کہ کہ خدا محبت کرتا ہے۔ کوئی کچھ کہے جس سے خدا کا محبت کرنا ثابت ہو تو میں اسے تمام دلائل سے ثابت کر دونگا۔ فرمایا اسلئے اس اعتراض کو معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

ایک مطالبہ کا جواب

مولوی نور احمد صاحب لکھوی کے جس مطالبہ کا مکرم مولوی غلام رسول صاحب جسکی نے جواب رقم فرمایا ہے۔ اسپر چند ہی دن ہوئے جناب حافظ روشن علی صاحب مولوی نور احمد صاحب کو بھرنے ہمراہ لئے دارالامان آگئے تھے ایک کا سیاپ مباحثہ کر چکے ہیں۔ میں اس منگو کو مزید کرنے ہی کو تھا کہ مجھے معلوم ہوا۔ تشحیذ الاذہان میں اسے لکھوایا جا رہا ہے۔ اسپر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ احباب تشحیذ کے مذکورہ بالا مضمون کو پڑھکر سمجھ لینگے۔ کہ مولوی نور احمد صاحب جس کی اہل حدیث میں خاص طور پر تعریف کیگئی ہے۔ کس عقل و علم کے مالک ہیں۔ اور ان کا مطالبہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ افسوس ہے مولوی غلام رسول صاحب کے مختصر مضمون کو درج کرتا ہوں :

(ایڈیٹر)

۱۹ فروری ۱۹۲۱ء کے اخبار مبارک میں مولوی نور احمد صاحب ساکن لکھوکے کی طرف سے ایک سوال شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے "قادیانی نبوت جواب دے" مولوی نور احمد صاحب اپنے پاس ہی مضمون سوال لکھا کرتے ہیں اور جہاں چاہے ہیں بھیج دیتے ہیں۔ مگر آج تک کسی اخبار یوں کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ اور اہلحدیث میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔ حالانکہ ان کے ہر دو سوال پیش کرنے پر جواب دیا گیا۔ ہاں زبانی دعاوی شاید مولوی صاحب کے نزدیک ان کے بھیجے ہوئے سوال کا زبانی جواب ہو۔ جواب نہیں۔ ان کے اس مذاق کو مدنظر رکھتے ہوئے اب تحریری جواب دیتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے علیہ السلام کے چار وعدے تھے (۱) یہ کہ میں تجھے مار دوں گا (۲) مخالفوں کا تجھے اٹھا لوں گا (۳) پاک کرونگا۔ تجھے کفر سے (۴) جو لوگ تیرے تابع ہیں۔ ان کو کافروں پر غالب رکھونگا قیامت تک ؛

اب سوال یہ ہے کہ یہ وعدے قرآن یا اسکے نزول سے پہلے پورے ہو چکے ہیں یا آئندہ زمانہ میں پورے کئے جائینگے۔ اگر پورے ہو چکے۔ تو کس آیۃ شریفہ سے معلوم ہوا ؛

جواب واضح ہو کہ یہ چاروں وعدے قرآن کریم کے نزول سے پہلے اور نزول کے ساتھ ہی بصدیوں اتمام و اشاعت پورے ہو چکے۔ چنانچہ پہلا وعدہ جو توفی و رفع سے ظاہر ہے۔ اس کا ایفاء فلما توفیتنی والی آیت سے پورا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور رافعک الی والا وعدہ بل رفعہ اللہ کی تصدیق سے پورا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور مطہرک من الذین کفروا والا وعدہ کا ایفاء ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کے آپسی فیصلہ سے ظاہر ہے۔ اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے وعدہ کا تعلق چونکہ واقعات اور مشاہدہ کے ساتھ ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کے متبعین کو قرآن کے نزول سے پہلے ہی یہود پر جو کافران مسیح تھے۔ غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ بس کہ واقعات اور مشاہدہ سے تصدیق ہو چکی ہے۔ بہانتک کہ آنحضرت کے زمانہ اور اسکے بعد وقت کے عیسائیوں کو جو صرف ادعائی متبع ہیں۔ انکو بھی غلبہ حاصل ہوا۔ اور قیامت کے وعدے کے ماتحت سے آنحضرت کے متبعین جو آنحضرت کی اتباع میں مسیح کے حقیقی مصداق اور متبع ہیں۔ ان کا غلبہ بھی یہود پر ظاہر ہوا۔ غلبہ باندلائل بھی اور غلبہ بالسیف بھی۔ اس کا ثبوت بھی اس مختصر جواب سے ہو جائے گا۔ ناظرین موصوف اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

خاکسار ابو ابراہیم غلام رسول راجیکی۔

پیتل کا منقش کڑا

ایک ایسی نایاب چیز سے مسلمان کا ڈھلا ہوا ایک کڑا پہنچا ہے جو اپنی بناوٹ اور نقوش کے لحاظ سے بہت خوبصورت ہے یہ مختلف اجزاء کو ملا کر نہیں بنایا گیا۔ بلکہ ایک ہی دھات سے ہے اور دونوں کو کیل سے جوڑا گیا ہے۔ دار یہ کڑا اور مضبوط بنایا گیا ہے۔ ہمارے سلسلہ کے کام کرنے والے ایک دوست صاحب کو کسی بزرگ نے اسے پہنا کیا اگر معلومات اس متعلق ہوں تو اسکی قیمت سے بالا ہے واپس کیا مناسب سمجھا جس اصحاب کو دیکھنا ہو تشریف لائیں۔ [illegible]

ہر ایک قسم کے اشتہارات کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل پبلشر

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی ماہر ایکس ریز انچارج صدر ہسپتال کانپور

دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر تعریف فرمائی۔ اشتہار کا حوالہ ضرور ہو۔ محمد اللہ غیر محمد اللہ عم محمد اللہ

نوٹ آرڈر نائنوری ہے قیمت ۱۲ پی پی ولی کتاب یہ مصنف سے ملتی ہے

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے۔ ازار بند۔ رومال۔ عمامے۔ کمخواب۔ بنفشان۔ کامدانی۔ سلک۔ جوڑے سلک گوٹہ لچکے۔ پتری بنارسی پائیدار۔ قینچی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے پھر بہت کارخانہ ہذا طلب فرمایئے اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

بھاگلپوری ٹسری کپڑا

یہ بات اٹل ہوئی ہے کہ ٹسری کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں نہیں بنتے ہم خود تیار کراتے اور کرتے ہیں ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالےٰ روانہ کئے جاتے ہیں بالخصوص پگڑیوں اور صافوں یعنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے بشرط ناپسند ہونیکے ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں جس سے معلوم ہو مندرجہ ذیل خریدار ہوتا ہے اشتہاری لفاظیوں سے اس اشتہار میں کام نہیں لیا گیا۔ صحیح اور تجربہ وقت کی اطلاع ہے جو ایک سلام کا لازم ہے فقط۔

المشتہر عبید الحکیم احمدی ڈاک خانہ ٹسری بھاگلپور

دو عجیب تحفے

انگوٹھی نمبر ۱ خالص چاندی کی انگوٹھی خوشنما اور دلفریب ہونے کے علاوہ نہایت عجیب اور متبرک بھی ہے کیونکہ اس کے نگینہ پر نہایت خوبصورتی سے بطریقہ مصبت ہی بار ایک طرف میں حرف احمدی فدا سی ۷ جگہ میں تمام سورۃ الحمد شریف ایسی کاریگری اور صفائی کیساتھ تحریر ہے کہ دیکھنے والا حیران ہو جائے اور بغیر دیکھے ہرگز یقین نہ آئے۔ باوجودیکہ ہر بار ایک نکتہ ہونیکے ہر لفظ بالکل صاف پڑھا جاتا ہے قیمت فی انگوٹھی۔ الحمد شریف کے نیچے اگر خریدار اپنا نام بھی لکھوانا چاہے تو بھیجا۔

انگوٹھی نمبر ۲ چاندی کی بہت خوشنما اور خوبصورت انگوٹھیاں خاص خاص خریداروں کیلئے تیار کرائی گئی ہیں۔ ان کے چھوٹے سے نگینہ پر حضرت مسیح موعود کا ہیلا اور نہایت مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ ایسی صفائی باریکی اور خوشنمائی کے ساتھ تحریر ہے جسے دیکھ کر دل باغ باغ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے قیمت فی انگوٹھی خریدار اپنا نام بھی انگوٹھی پر لکھوانے تو بھیجا۔

پتہ۔ شیخ محمد اسماعیل احمدی پانی پت

چاندی کے عجیب موتی

خالص چاندی کے بہایت ہی خوشنما موتی پانی پت کی قدیمی صنعت اور دیسی دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ اصل موتیوں کی مانند گول اور صاف اور نہایت چمکدار ہیں۔ دلفریبی خوشنمائی اور انکی انہیں کو ٹاکوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ پائیداری جیک اور خوبصورتی میں اصل موتیوں کو مات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انمیں ایک علیٰ درجہ کی خوبی یہ ہے کہ بداحتیاطی سے خراب یا میلے ہو جانے پر دوبارہ آسانی کیساتھ چمکدار اور بھلا ہو سکتے ہیں۔ نیز ہر وقت ایک پائی قیمت رکھتے ہیں بار بار نے کنٹھ بروچ نے بالیوں میں ڈالنے اور تھوں وغیرہ میں پہننے کیلئے موتیوں کی طرح ان کے درمیان میں سوراخ ہیں نہیں بیکار خوبصورت زیور بطور ایک عجیب پتلی بنانے کے ستودات کو دینے کیلئے اس سے بہتر چیز نہیں مل سکتی قیمت تین روپے فی درجن ہماری صداقت آزمانے اور اپنے زیورات کی شان بڑھانے کیلئے بطور نمونہ کم از کم ایک درجن تو ضرور ہی طلب فرمائیں۔

پتہ

شیخ محمد انور الدین پانی پت

شراکت فی التجارت

میں اپنی دوکان کا کاروبار بڑھانا چاہتا ہوں۔ جو صاحب تجارت پر روپیہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے معاملہ کریں۔ روپیہ کل آپ کا اور کام میرا۔ منافع نصفا نصف سال میں دو بار حساب ہوگا جو شرط وہ پیش کرینگے۔ بشرائط شریعت مشروط ہوگی۔ اور دیانتداری طلب مجھ سے بذریعہ خط و کتابت طے کر لیں۔

(۲) دور الفضل والوں کے پاس بیس روپیہ زمین کا اشتہار دے چکا ہوں۔ اس کا بھی جلد فیصلہ کر لیں۔

سید احمد نور کابلی مہاجر تاجر قادیان پنجاب

پونہ میں سیالکوٹ

چونکہ ہمنے اپنے مشہور کارخانہ سپورٹس کا ہم نظام پونہ کو سیالکوٹ کی برانچ پونا کیمپ میں۔ ۱۰ دسمبر سے بفضلہ تعالےٰ جاری کر دی ہے اس لئے ان احباب کی خدمت میں خاص طور سے التماس ہے کہ جو جنوبی ہند میں کسی فوج میں ملازم ہیں یا کسی ہاکی۔ کرکٹ یا فٹبال کلب سے تعلق رکھتے ہوں اپنے ہاکی کا سامان یا کرکٹ کا سامان ہماری برانچ سے منگوائیں۔ قیمت وہی ہوگی جو سیالکوٹ سے منگوانے میں خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اصول میں بہت کمی ہو جائیگی۔ مال عمدہ دیا ہوگا۔ خط لکھنے پر لسٹ اشیاء کارخانہ و قیمت منگوا لیں۔

نظام اینڈ کو شاپ نمبر 908
Main Street Poona Camp

نواب آباد میدہ کی سیویاں بنانیکی مشین

نمبر ۱ قیمت مشین پیتل قلعی شدہ چھید چھانی ۸۱ چھ روپے
نمبر ۲ " لوہا پینڈل پیتل " " چار روپے
نمبر ۳ " " " " ساڑھے تین روپے
نمبر ۴ " پیتل قلعی شدہ " ۲۵۰ ساڑھے ۱۰ روپے

معہ ایسے پرزہ کے جہاں چاہیں لگا لیں

ہمارا کارخانہ حصہ پنجگانہ افرادی ہے۔ اور جن یادداشت کے خریدار کو سوا چھ روپے فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے بقیہ فیصدی کا

ایم فضل کریم عبد الکریم قادیان پنجاب

ہندوستان کی خبریں

وفد ملازمین ریلوے خانسامہ ۱۸ اپریل۔ زیادہ سے بورڈ نے **سے انکار کر دیا ہے** ملازمین ریلوے کے وفد سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جو اپنی شکایات پیش کرنے آیا تھا۔

سید حسن امام کا ورود بمبئی بمبئی ۲۰ اپریل۔ مسٹر سید حسن امام بی اینڈ او کمپنی کے جہاز "مکدیا" سے آج بندرگاہ بمبئی پر پہنچے۔ اسی دن۔ پہنچتے وقت بمبئی سے خصوصی نامہ نگار سے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسئلہ خلافت کے متعلق جو کچھ بھی کہا ہے۔ اس کی عوام میں تشہیر نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ اس قدر ضرور کہوں گا کہ میں نے بل ہند کے جذبات۔ ان کی خواہشات اور مطالبات برطانی وزیر اعظم اور اس کی کابینہ وزراء کے سامنے بلا کم و کاست پیش کر دیئے تھے۔ وزیر اعظم کے موجودہ طرز عمل سے کوئی توقع نہیں۔ کہ وہ مسئلہ خلافت کے متعلق مسلمانان ہند کے پورے مطالبات کو تسلیم کریں۔

آسام کے چاء کے باغات کے قلیوں کا فیصلہ تیز پور ۲۰ اپریل۔ ڈپٹی کمشنر نے آج اس مقدمہ کا فیصلہ سنایا جس میں ۱۸ قلی اس جرم کی پاداش میں گرفتار کئے گئے تھے۔ کہ انہوں نے مسٹر رابنس کو جو آسام کے چاء کے باغات کا ایجنٹ ہے۔ خوب زدوکوب کیا تھا۔ مجسٹریٹ نے ان ۱۸ قلیوں کو مختلف سزائیں دی ہیں۔ ان میں سے کسی ملزم کو چار سال سے کم قید کی سزا نہیں دی گئی۔ دو ملزم بری کر دیئے گئے

ریاست بہاولپور کی فیاضی دوران جنگ میں ریاست بہاولپور کو امپیریل سروس ٹروپس کی جمعیت زیادہ کرنی پڑی تھی۔ جس پر ۲ لاکھ ۸۰ ہزار ۱۴۰ روپیہ کے قریب خرچ ہو گیا۔ یہ رقم حکومت ہند کے ذمے واجب الادا تھی۔ مگر اب ریاست بہاولپور اس حکومت سے وصول نہیں کرنا چاہتی۔ حکومت نے اس فیاضی کو شکر گذاری سے قبول کیا ہے۔

جاپان کے جہازوں کی روانگی ۔ لارڈ رین کمپنی کے جہاز "ہاپوں"

۲۲ اپریل جہاز "کوسیتا" مارو" اور جہاز "جدہ" ۱۵ مئی کے لگ بھگ بمبئی سے جدہ کو روانہ ہونگے۔ جدہ تک کی مسافت ۱۷ یا ۱۸ روز میں طے ہوگی۔ اس میں کامران کے قونصلہ کا بھیروزہ قیام بھی شامل ہے۔

بمبئی میں طاعون اور انفلوئنزا کا زور بمبئی ۲۰ اپریل۔ بمبئی کے محکمہ حفظان صحت سے اطلاع ملی ہے کہ شہر میں آج کل چیچک اور طاعون کا زور ہے۔ بلکہ گذشتہ ہفتہ سے اموات میں نمایاں زیادتی ہو گئی ہے۔

جوڈیشل کمشنر سے ایک ملزم کی استدعا حیدر آباد سندھ ۱۹ اپریل۔ سنجورہ کے مقدمہ میں ملزم نے پولیس کے ایما سے جوڈیشل کمشنر سے استدعا کی کہ میرا مقدمہ نواب شاہ کی عدالت سے تبدیل کر دیا جائے۔ اور حیدر آباد سندھ میں کسی پہلی جماعت کے مجسٹریٹ کے سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ مسلمان مجسٹریٹ مسٹر حبیب علی پر مجھے بھروسہ نہیں۔ کہ وہ میرے مقدمہ میں انصاف کرے۔

دارجیلنگ میں طوفان باد ۱۵ اپریل۔ سلیگوڑی کے مشرق میں زبردست طوفان آیا۔ بیسیوں درخت اور مکانات اڑ گئے۔ ۱۰ روز اک گاڑی کئی گھنٹہ دیر سے پہنچی۔

ایک ہزار روپیہ انعام بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سردار موتا سنگھ کی گرفتاری کیلئے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔

پنجاب میں فصلوں کی حالت پنجاب میں فصلوں کی روئداد کا ملخص ۱۱ اپریل تک حسب ذیل ہے دامن کوہ کے چند اضلاع کو چھوڑ کر عام طور پر موسم خشک ہے۔ چاہی فصلوں کی حالت کچھ تسلی بخش نہیں ہے۔ گیہوں وغیرہ کاٹے جا رہے ہیں۔ گنا روئی۔ اور چری بوئی جا رہی ہے۔ مگر آگے سے کم۔ پالہ کی کمی کی وجہ سے جانور بالعموم کمزور ہیں قیمتیں پستور ہیں۔ اور راولپنڈی میں ۱۶ سیر فیروزپور میں ۱۶ سیر گندم فی روپیہ ملتی ہے۔

سنٹرل جیل لاہور میں آتشزدگی ۱۹ اپریل کو لگ بھگ ۱۰ بجے سنٹرل جیل کے پمپ اسٹیشن اور پریسس ڈیپارٹمنٹ میں آگ لگ گئی۔ یہ سنٹرل فائر بریگیڈ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہنچ گیا۔ لیکن جس حصے میں آگ لگ چکی تھی۔ وہ بچ نہ سکا۔ البتہ اس کو بڑھنے سے روکنے میں کامیابی ہوئی۔ اور ۱۰ بجے کے قریب آگ بالکل بجھا دی گئی۔ تقریباً ۴۰ ہزار کا نقصان ہوا۔

موٹر کے ذریعہ ڈاکہ کلکتہ ۱۹ اپریل۔ لالبن بیدی میں پنجاب نیشنل بینک کا ۹۵۰۰۰ روپیہ لاری موٹر پر لیجایا گیا تھا۔ جس میں سے ۳۴۰۰۰ روپیہ برآمد ہو گیا ہے۔ احمد خاں اور اس کی بیوی اس مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ ان کے ضمانت پر نہ چھوڑے جانے پر مجسٹریٹ سے جواب طلب کیا گیا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ کے نئے جج لاہور ہائی کورٹ کے ججوں میں موسم گرما کی وجہ سے کچھ عارضی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ مسٹر جسٹس مسٹر سکاٹ سمتھ اور مسٹر ریڈ کنل رخصت پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اور مسٹر لیسل جونز بہت جلد جانے والے ہیں۔ رائے صاحب لالہ موتی ساگر وکیل اور کنور عارضی طور پر ہائیکورٹ کے جج مقرر کیا گیا ہے۔

راولپنڈی میں پولیس نے جلوس ہری سدر کمیٹی کا جلوس روک دیا راولپنڈی میں رام نومی کا رام نومی کا جلوس روکدیا کی طرف سے نکالا جاتا تھا۔ مگر پولیس نے بغیر لائسنس حاصل کرنے کے نکالنے کی اجازت نہ دی کمیٹی نے لائسنس نہیں لیا۔

سکھ گوردواروں کے مقدمات ننکانہ صاحب کے مقدمہ کی سماعت پھر ۱۹ اپریل کو شروع ہوئی ڈیرہ صاحب مانک کے مقدمہ کی سماعت ۹ مئی پر ملتوی ہو گئی۔

قانون مجالس مفوضہ کی توسیع گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کی منظوری سے لاہور، امرتسر اور شیخوپورہ میں ۱۹ اپریل سے فروری ۱۹۳۲ء تک کیلئے قانون مجالس مفوضہ نافذ کر دیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

ترکی قیدیوں کا جہاز یونان کے قبضہ میں

لنڈن - ۱۹ - اپریل - ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار متیم سے رقمطراز ہے۔ کہ ایک جاپانی جہاز ایک ہزار ترکی قیدی سائبیریا سے قسطنطنیہ لا رہا تھا۔ مگر ایک یونانی تارپیڈو کشتی نے اسے جزیرہ مٹی میں روک لیا ؛

جاپان کی صدائے احتجاج

اسپر حکومت جاپان نے پرزور احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ یونان حکومت عثمانیہ سے برسر پیکار نہیں۔ اسلئے قسطنطنیہ کی طرف جانیوالے جہاز کو روک نہیں سکتا ؛

امیر فیصل کو تخت عراق کی پیشکش

لنڈن - ۱۹ - اپریل - ارننگ پوسٹ کو قاہرہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر فیصل نے دوران ملاقات میں کہا۔ کہ میں اپنے خاندان کی ایک مجلس شوریٰ میں شامل ہونے کو مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ مجھے غیر سرکاری طور پر تخت عراق پیش کیا گیا تھا۔ مگر اس کی منظوری یا عدم منظوری کا میرے خاندان کے فیصلے اور خواہشات پر منحصر ہے عربوں نے برطانی مہمان نوازی کا بے حد شکریہ ادا کیا ہے امیر فیصل نے یہ بھی کہا کہ اہل عراق برطانی مدد کے خواہاں ہیں۔

آئرلینڈ میں دو سرکاری فوجوں کی مٹ بھیڑ

لنڈن - ۱۹ - اپریل بمقام کیسل کومن (لیک) کے ایک ہوٹل میں دو سرکاری جمعیتوں کے درمیان غلط فہمی سے لڑائی ہوگئی۔ یہ فوجیں شہری کپڑوں میں ملبوس تھیں ہر ایک نے دوسری کو سن فینوں کی جمعیت سمجھا۔ بس پھر کیا تھا۔ ادھر اُدھر سے پستول چلنے لگے۔ تین اشخاص ہلاک ہوئے۔ جن میں ہوٹل کا مالک بھی شامل تھا۔ کئی اشخاص سخت مجروح ہوئے ؛

وزیر داخلہ کا بغداد سے اخراج

الہ آباد - ۲۰ - اپریل - پاونیر کا نامہ نگار متیم بغداد نے ذیل کا تار بھیجا ہے:-

سید طالب پاشا وزیر داخلہ حکومت عراق کو اپنے عہدہ سے الگ کرکے بغداد سے باہر نکال دیا گیا ہے۔

پناما کے خلاف جنگ کی تیاریاں

لنڈن ۱۸ - اپریل - واشنگٹن کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ وسطامریکہ کی دو ریاستوں نے جنہیں گواٹیمالا - ہانڈوراس سالوایڈور کی سلطنتیں شریک ہیں کوسٹاریکا کے ساتھ شامل ہوکر پناما کے خلاف اعلان جنگ کرنے کی ٹھان لی ہے۔ بشرطیکہ کوسٹاریکا اپنی سرحد کے جھگڑے میں جنگ ضروری سمجھے ؛

ریاستہائے متحدہ کا دخل

لنڈن ۱۸ - اپریل - واشنگٹن کا ایک پیام مظہر ہے کہ ریاستہائے متحدہ کبھی گوارا نہ کریگی کہ پناما اور کوسٹاریکا میں پھر جنگ چھڑ جائے ؛

جرمن مال پر پچاس فیصدی محصول

پیرس ۱۵ - اپریل - ایک قانون پاس ہوا ہے جس کی رو سے جرمنی سے فرانس میں اشیاء درآمد پر زیادہ سے زیادہ پچاس فیصدی محصول لیا جائیگا ؛

انگلستان میں ایک ہوائی اخبار کا اجراء

انگلستان میں ایک اخبار "ہوائی میل" کے نام سے جاری کیا گیا ہے جو ہوائی جہاز میں تیار کرکے شائع کیا جائیگا۔ انگلستان کے وزیر اعظم کی جدید ترین سیاسی مالی اور عام خبریں ہر روانگی کے وقت اور دوران پرواز میں بذریعہ تار لاسکی حاصل کی جائینگی۔ شائع ہونگی۔ بولون اون - لنڈن اور پیرس کے واسطے علیحدہ علیحدہ ایڈیشن ہونگے۔ پیرس سے چھوٹنے والے جہاز انگریزی میں اور لنڈن سے روانہ ہونیوالے جہاز فرانسیسی میں اخبار چھاپینگے ؛

ایران سے انگریزی سپاہ کی عملی واپسی

طہران کو وزیر اعظم نے ایرانیوں کے نام ایک اعلان میں برطانی فوجوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور اس نے ملک کو مبارکباد دی ہے۔ کہ اب کام اس کے درپیش ہے انگریزوں نے جو جو کھائیاں خالی کی تھیں۔ ایرانی کا سکوک نے ان پر قبضہ کر لیا ہے ؛

دول متحدہ کا غیر جانبداری

لنڈن ۱۹ - اپریل - دارالعوام میں لفٹنٹ کرنل آمے ہربرٹ کے جواب میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا کہ حکومت برطانیہ نے اپنے بہت فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ترکی و یونانی آویزش میں غیر جانبدار رہیگی۔ اس میں قسطنطنیہ بھی شامل ہے جسپر آجکل آتحادیوں کا قبضہ ہے۔

جنرل رینگل مشکلات میں

لنڈن ۱۸ - اپریل - پیرس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ فرانس نے جنرل رینگل سے کہا تھا کہ وہ اپنی فوجوں کو منتشر کر دے اس نے تجویز کو نہیں مانا۔ اسلئے فرانس نے اُسے ایک چبھتا ہوا نوٹ بھیجا ہے۔ اس یادداشت میں جنرل رینگل پر ناشکر گذاری کا الزام لگایا گیا ہے۔ کیونکہ فرانس اب تک ۳۰ کروڑ فرانک قربان کر چکا ہے۔ اب فرانس نے فوجوں کو خوراک دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جو بیکاری کی زندگی بسر کر رہی ہے ؛

ہندوستان کا ذکر پارلیمنٹ میں

لنڈن ۱۹ - اپریل - دیوان عام میں میجر لئے گلسٹن کے سوال کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے ظاہر کیا کہ حکومت ہند کی طرف سے انہیں ایک برقی پیام موصول ہوا ہے۔ جسمیں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اس خبر میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے۔ کہ ایک سکھوں کی رجمنٹ سرکشی اور عدول حکمی کی وجہ سے امرتسر میں منتشر کر دی گئی ہے

ایک جدید جنگ کا امکان

لنڈن - ۱۸ - اپریل - چین کے چیف جسٹس نے کہا کہ انگریزی جاپانی معاہدے کی تجدید ایک جنگ کا موجب ہوگی جسمیں چین اتحاد متحدہ (امریکہ) کی طرف سے شریک ہوگا۔

جرمنی اور تاوان

لنڈن ۱۸ - اپریل - برلن کے اخبارات میں قوم ہے کہ وہاں اس خبر سے سخت برہمی اور سنسنی پیدا ہوگئی ہے کہ معاوضہ کے کمیشن نے جرمن گورنمنٹ کو اطلاع دی ہے کہ ۳۱ مئی تک ریشاگ کا صوبہ فاسٹرا بطور ضمانت بھیجدیا جائے جو دول متحدہ کی فوجوں کے قبضہ میں رہے تاکہ اسکے بعد اتحادیوں کو یہ اطمینان ہو سکے کہ جرمنی عہدنامہ صلح کے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان "فضل" شائع ہوا)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر جوش ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا (الہام حضرت مسیح موعود)

ریویو آف ریلیجنز ڈایل نمبر ۸۳۵

ت مفتی شاہ نواز صاحب مدرس
تحصیل کہروڑ ضلع ملتان

Thank you

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ ۱
مسٹر گاندی اور الہام ۳
پرکاش کا دوسرا نوٹ ۴
خطبہ ۵
اسپیشل ۶
تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۷

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۸۱ | مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہلے کی نسبت آرام ہے۔ ایام زیر رپورٹ میں بعض اوقات تکلیف بخار ہو جاتا رہا۔ جو پہلے کی نسبت کم تھا۔

مولانا مولوی سرور شاہ صاحب نے قرآن کریم کا روزانہ درس سورہ فاتحہ سے شروع کر دیا ہے

مولانا قاضی امیر حسین صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت مدرسہ احمدیہ سے فارغ کر کے مہمانوں کی دینی تعلیم پر مقرر کر دیا گیا ہے

ہمارے عالم حافظ روشن علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ میر قاسم علی صاحب جو مالیر کوٹلہ مناظرہ کی غرض سے گئے تھے۔ ۲۴ اپریل ۱۹۲۱ء کو واپس تشریف لے آئے۔

اخبار احمدیہ

احمدیوں کا مالیر کوٹلہ میں مناظرہ اور زبردست مباحثہ

پانچ ۱۹۲۱ء کے آخری ہفتہ میں مولوی ثناء اللہ سے مولانا حافظ روشن علی صاحب کا مالیر کوٹلہ میں ایک پرائیویٹ مباحثہ ہوا۔ جسپر بعض ذی اثر لوگوں نے خواہش کی۔ کہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۱ء کو مولوی ثناء اللہ اور احمدیوں کے درمیان پبلک مباحثہ ہو۔ احمدیوں کی طرف سے بخوشی اس عرضہ کو قبول کیا گیا۔ اور ۱۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو قادیان سے شرائط مباحثہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام بھیجے گئے اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ اگر ہمیں ان کے متعلق مارچ تک اطلاع نہ ملی تو ہم ۱۲ اپریل کو مالیر کوٹلہ میں آئینگے۔ چنانچہ جب کوئی اطلاع نہ ملی۔ تو ۱۱ اپریل کو ہمارے علماء روانہ ہوکر ۱۲ اپریل کی صبح کو مالیر کوٹلہ پہنچ گئے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے خان محمد احسان علی خان صاحب مباحثہ کے ذمہ دار ہوئے تھے۔ مگر خان موصوف نے بعض حالات سے متاثر ہو کر مباحثہ سے پہلو تہی کرنا چاہی۔ لیکن چونکہ احمدی علماء مالیر کوٹلہ پہنچ گئے تھے اسلئے غیر احمدیوں نے بغیر خان صاحب موصوف کے مشورے کے ثناء اللہ کو تار دیا۔ اور وہ بھی آگیا۔ اس کے آنے کے بعد خان صاحب موصوف کے مکان پر متواتر تین دن شرائط بحث طے ہوتی رہیں۔ آخر فریقین کے نمائندے ۱۰ اور ۱۱ اپریل سے ۱۱ اپریل [illegible] ہونا پایا۔ استفسار پر [illegible] ایک صدر تجویز کریں۔ اور ایک تیسرا صدر [illegible] صاحب صدر حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب اور [illegible] صاحب صدر دوسری محمد خلیل صاحب سابق مفتی مالیر [illegible]

پریذیڈنٹ خان احسان علی خان صاحب کے مضمون بحث
تھے ۔ ۱ مسلمان یا نہیں ہے ۔ مدعی مولوی ثناء اللہ ۔
(۲) صداقت مرزا میں کے سیاہ (۳) پیشگوئیوں نے سیاہ
(۴) صداقت مسیح موعود ۔ (۵) ان تینوں مضامین میں مدعی ہم
تھے (۵) بعث ثناء اللہ ہے اقوی فیصلہ تھا ۔ سیاہ
مدعی ثناء اللہ تھا ۔ بحث تقریری تھی ۔ ہمارے مناظر مکرم
شیخ عبدالرحمن صاحب مدعی تھے ۔ اور غیر احمدیوں کی
طرف سے مولوی ثناء اللہ ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مباحثہ
نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا ۔

شیخ صاحب نے حضرت اقدس پر پیش کئے اور ثناء اللہ
اٹھا نہ سکا ۔ اسی طرح پیشگوئیوں کے
جو سوا پیش کئے گئے تھے ۔ ثناء اللہ ان کی تردید میں بھی
ناکام رہا ۔ صداقت مسیح موعود کے بحث میں علاوہ سیاہ
کے پیش کرنے کے دلائل عقلیہ بھی پیش کئے
ماتحت حضور کی اس پندرہ زبردست پیشگوئیاں جو بغیر
کسی قسم کے شک و شبہ کے پوری ہوئی تھیں ۔ بیان کی گئیں
اور آخر میں انعام اور صاحب بیان والے معاملہ کو معیاروں کے
مطابق اعتراض سے مبرا ثابت کیا گیا ۔ خدا تعالیٰ کے
فضل سے یہ مباحثہ نہایت خوبی سے ختم ہوا ۔

آخری بحث میں ہماری طرف سے میر قاسم علی صاحب
مناظر تھے ۔ نتیجہ ہمارے حق میں بہت اچھا رہا ۔ دو شخصوں
نے بیعت کی ۔ جن کے نام یہ ہیں ۔ صوفی عبدالرحمن صاحب
غزنوی بن صوفی عبدالرحیم صاحب اور حاکم علی خان صاحب
اول الذکر نے مباحثہ گاہ میں حلفہ ۔ اقدس کی صداقت کو
مانا ۔ اور اس کا اظہار کیا ۔

۲۱ ۔ اپریل کو عصر کے بعد خان ذوالفقار علی خان صاحب
رئیس مالیر کوٹلہ کے مکان پر روئسا مالیر کوٹلہ کی مستورات میں
مولانا حافظ روشن علی صاحب نے تقریر کی ۔ اور ۲۲ و ۲۳ اپریل
کی درمیانی شب میں عشاء کے بعد خان احسان علی خان صاحب
کے مکان پر وعظ کیا ۔ احمدیوں کے علاوہ اور شخص بھی وعظ
سننے کے لئے آئے ۔

۲۳ ۔ اپریل ۱۹۲۱ء کو بہ ہمراہی علماء مالیر کوٹلہ سے ہم
روانہ ہوئے ۔

ایک عمدہ ذخیرہ مبارک حاصل ہوا

بحضور جناب سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مجھے جو بعض شکوک خلافت کے بارے میں تھے وہ اللہ
کے فضل و کرم سے رفع ہو گئے ہیں ۔ اور میں نے بیعت کر لیا
ہے ۔ کہ آپ برحق خلیفہ ثانی ہیں ۔ پس میں درخواست کرتا
ہوں ۔ کہ مجھے اپنی بیعت میں قبول فرما کر دعائے استقامت
فرماویں ۔ نیز میرے واسطے دعائے متعلق خیرات دنیوی
وعقبیٰ فرماویں ۔

بندہ
خاکسار ۔ غلام حسن خان پولیٹیکل تحصیلدار ریاست مالیر کوٹلہ

تحصیل بھالیہ کے احمدیوں کو اطلاع

خادم کا بنا ولد بھائی ضلع گورداسپور کے
ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ہوا ہے ۔
بھالیہ کے گرد و نواح کے احمدی
بھائی خادم سے ملیں ۔ تاکہ اس جگہ تبلیغی کام ہو کر یہ جماعت
اس جگہ پہلے کبھی تبلیغ نہیں ہوئی ہے ۔ اب میرا ارادہ ہے
کہ اردگرد کے بھائیوں کی مدد سے اس جگہ مباحثہ کرا کر حجت تمام
کرائی جائے ۔ مشافات کے احمدی بھائی ضرور مجھ سے ملیں ۔
احباب دعا فرماویں کہ میرا لڑکا جو بیمار ہے اسے صحت ہو

محمد شفیع اسسٹنٹ سرجن
بھالیہ

ولادت

برادرم عزیز احمد صاحب زرگر لاہور کے ہاں
۲۲ ۔ اپریل ۱۹۲۱ء کو دوسرا لڑکا پیدا
ہوا ۔ نام بشیر احمد رکھا گیا ۔ احباب مولود کی درازی عمر اور
بیداری کے لئے دعا کریں ۔

برادرم مخدوم محمد ایوب صاحب بی اے کے ہاں ۲۰
خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا ۔ الطاف الرحمن نام رکھا
گیا ۔ احباب دعا فرماویں ۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو والدین کے
لئے مبارک بنائے ۔ اور لمبی عمر پا کر دین کا خادم ہو ۔

درخواست دعا

بندہ بفضلہ تعالیٰ اور برکت رسول کریم
اور برکت مسیح موعود اور دعا خلیفہ وقت
اور کل جماعت کے ۔ واقعہ ۱۲ کو ذیلدار مستقل
مقرر ہو گیا ہے ۔ احباب دعا کریں ۔ کہ اللہ تو میرے
واسطے اور میرے ماتحت بھی ہمیشہ کام کرے اور سعید کرے
اور مرضی مولا کے ماتحت چلنے کی توفیق ہو اور بندوں
مخلوق کا باعث ہوں اور مسیح موعود کا تو دل سے پیرو کار
ہوں دار و خدمت گذار ہوں ۔ اگر کوئی غریب ہو اور اس کو
اخبار کی ضرورت ہو تو میں چندہ دینے کو تیار ہوں ۔

الہی بخش خان ذیلدار ریاست پورہ ۔ ڈاکخانہ ۔ ڈاکخانہ ریلوے سیالکوٹ

ایک احمدی بھائی ساکن ریاست ضلع انبالہ کچھ لوگوں
کی تکالیف میں ہیں ۔ ان کی مشکل کشائی کے واسطے خود دعا کریں
اور دوسروں سے کرائی جائے ۔ وہ درخواست دعا کرتے ہیں

ناظر امور عامہ قادیان

میڈیکل سکول امرتسر کے احمدی طلباء عنقریب امتحان
میں شامل ہونگے ۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں

خاکسار عبدالرحمن احمدی ۔ فورتھ ایر کلاس

میں ان تمام حضرات سے جن کے ساتھ میرا تعلق حضرت
اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے ہوا درخواست
نہایت عجز و نیاز سے کرتا ہوں ۔ کہ خادم کی ذاتی بیماری
کے واسطے جمیع احباب احمدیہ کی خدمت میں نہایت انکساری
سے دعا کا خواستگار ہوں ۔ والسلام

یوسف علی احمدی پٹہ دار چک ۱۳ ضلع لائلپور

نماز جنازہ

دوسری اللہ دتا صاحب احمدی نمبردار خانوال
ضلع سیالکوٹ اور ان کا پوتا عزیز عبدالرحمن
دونو بعارضہ بخار فوت ہو گئے ہیں ۔ احباب ان کیلئے نماز جنازہ
اور دعا فرماتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۔ مولوی فاضل ۔ قادیان

ایک احمدی مسمی جلال دین کھرل جٹ موضع شیخوپور فوت
ہو گیا ہے احباب اس کا جنازہ غائب پڑھیں ۔

غلام محمد ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ شیخوپور

پتھر کے دانت

مجھے کسی صاحب بھائی کے جبڑے کی ضرورت ہے
جو پتھر کے دانت ذخیرہ بنانے کا شائق ہو
اور وہ یہ کام دوسرے بھائی کو سکھانے میں عار نہ کرے کیونکہ
اس کام کا شوق ہے ۔ اس فن کے ماہر مہربانی فرما کر مجھ سے خط و کتابت کریں

شوشے کہ دہد جنا اندر جمال او آفریں
آمدہ عیسیٰ نبی اللہ از چرخ بریں

نادرہ مرد مناقق طبع را باور مکن
قوم مسلم ترک کردہ میوہائے ایں زمیں

اہل یورپ را پسند آمد ثمار قادیاں
تا بکے در خواب نادانی چو در بے از بر کشی

تا کہ از برکات بیعت فضل رحمان رکشی
ہاں نگہ دار ی بخود برما مگیر تہجر کشی

اے برادر عمر خود ضائع مکن در سرکشی
ہمچو مسکیناں فرود آ در جوار قادیاں

گرچہ در لاہور رفتہ از دیار قادیاں
تیرہا دارد ہمیشہ بر حصار قادیاں

آتشے افروخت در لاہور خوار قادیاں
نور عرفاں میدہد ایں طرفہ نار قادیاں

صورت گل را نماند ہاست خار قادیاں
چلہا بد گشتند خائب از کنار قادیاں

خطہ لاہور شد دار الشرار قادیاں
دور شد تاریکی شب از جوار قادیاں

تیشہ بر انوار بیغم روزگار قادیاں
فیض ہر دو مہ دہد لیل و نہار قادیاں

خاکسار:۔ محمد بہاء الدین خان سیہ رآبادی

وی پی آتے ہیں

جن احباب کی قیمت الفضل ماہ اپریل میں ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام مئی کا پہلا پرچہ وی پی ہو گا۔ وصولی فرما کر مشکور فرمائیں۔ اگر بذریعہ منی آرڈر جواب قیمت بھیجدیا کریں تو سراسر خرچ سے بچے رہیں۔

(مینیجر الفضل)

خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑانی کا مذہب

دربارۂ مسئلہ وفات مسیح

جناب خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے ملفوظات و مکالمات جو ان کی اپنی زندگی میں ہی طور سلوک کے قلمبند ہوتے رہے۔ اور انکی عبادات صاحب موصوف کو روزانہ سنا کر صحیح کرائی جاتی رہیں۔ اسوقت پانچ حصوں میں ہیں۔ پہلے تین حصے مطبوعہ ہیں۔ اور آخری دو حصے قلمی ہیں۔ جو ان کے مریدوں کے پاس بکثرت موجود ہیں۔ مجھے ملفوظات فریدی حصہ چہارم مملوکہ مولوی امام بخش صاحب سکنہ جام پور کا جو کہ قاضی دین محمد صاحب سکنہ جام پور کے قلم سے لکھی ہوئی ہے۔ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴ پر ذیل کی عبارت بتائید مسئلہ وفات مسیح درج ہے اگرچہ اس مسئلہ کی بحث احمدیوں کے لئے ایک باسی مضمون ہے۔ اور اس مسئلہ کی بحث پر احمدی جماعت کے بڑے بڑے مشاق مناظر بھی مقابلہ میں آنے سے کتراتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حدیث شریف اقوال صحابہ اقوال ائمہ و معتبر مفسرین و خدا تعالیٰ کے تازہ نشانات کی رو سے وفات مسیح کی مثال آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔ تاہم ایسے اصحاب کی دلچسپی کیلئے جو خواجہ غلام فرید صاحب سے حسن اعتقاد رکھتے ہیں یہ عبارت نقل کر کے ذیل کی جاتی ہے:۔

"مقبوس شصتم بوقت زوال روز یک شنبہ بستم
ماہ ذوالقعدہ یک ہزار و سہ صد و شانزدہم
ہجری المقدسہ دولت یابیوں و زیارت حضرت
اقدس کہ عبادتے و سعادتے بہتر ازیں نیست۔
دہ سخن در رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام افتاد۔
یکے از حضار عرض کرد۔ کہ قبلہ! حضرت عیسیٰ بایں
جسد عنصری مرفوع شدہ یا بعد موت عرفی رفع
پاک اوشاں مرفوع گردیدہ است؟
اسکے جواب میں اولاً حضرت ممدوح نے عیسائیوں کا عقیدہ اس بارے میں ظاہر فرمایا۔ اس کے بعد ان کا اپنا عقیدہ یوں ذکر کیا ہے:۔

"بعد ازاں حضور خواجہ بقاء اللہ تعالیٰ بمقام فرمودند۔ کہ یک تعویذ ہست برائے دفع تپ غیب نوشتہ میشود۔ واں اینست کہ والد عیسیٰ ادریا کویا۔ حرج عیسیٰ ادریا کریا رفع عیسیٰ ادریا کویا۔ پس ازیں تعویذ اینچنیں فہم مے آید کہ مراد از ولد عیسیٰ تولد تعبدی حضرت عیسیٰ ام از بطن عفت حضرت بی بی مریم است۔ مراد از خروج عیسیٰ خروج اوشاں از قبر است بعد از دفن شدن۔ و مراد از رفع عیسیٰ رفع روح پاک اوشاں است بہ آسمان۔"

(منقول از ملفوظات فریدی قلمی صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴)

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذات صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور قبر میں دفن کئے گئے۔ اور تائید الٰہی سے قبر سے زندہ سلامت نکل کر چلے گئے۔ اور اپنی طبعی موت سے ہمچو دیگر انبیاء کے فوت ہوئے۔ اور ان کا رفع بھی ہمچو دیگر انبیاء کے روحانی طور پر ہوا۔ اور یہی مذہب حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔

خاکسار:۔ دوست محمد حجانہ۔ جام پور

اسلام کی پہلی کتاب پر ریویو

مڈل اورانٹل کے طالب علموں کو واضح ہو کہ منیجر ماسٹر عبدالرحمن صاحب کی کتاب اسلام کی پہلی کتاب کے ہر سہ حصہ (حضرت مسیح موعود و علماء زمانہ) دیکھے ہیں۔ جنمیں حضرت امام مہدی اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق کافی واقفیت کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ ان ہر سہ رسالہ کے مطالعہ سے مخالف مولویوں کے قریباً تمام اعتراضوں کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث سے ہر ایک دعویٰ اور جواب کو ثابت کیا ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ غیر احمدی علماء کو خاموش اور شرمندہ کر سکتے ہیں۔ بچوں کے اور لڑکیوں اور عورتیں بڑی بڑی کتابیں نہیں پڑھ سکتیں وہ اسے دیکھیں۔ قیمت ہر سہ حصہ صرف ۱۵ر

اشتہارات
ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود شتہر ہے ۔ ادارہ الحکم کا اس سے اتفاق ضروری نہیں

اعجازی پریس

یہ نو ایجاد پریس نہایت عمدہ ہے ۔ اس میں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں ۔ جو دیگر دفتی پریسوں میں نہیں ہیں ۔ گرمی ۔ سردی میں یکساں کام دیتا ہے ۔ کسی قسم کی چکناہٹ نہیں ہے ۔ بڑی آسانی سے ایک نظر بھی چھاپ لی کا کام کر سکتا ہے ۔ ایک کاپی لگا کر پاس سانچے کاغذ بہت خشت اور اسٹے چھپ جاتے ہیں ۔ تمام اہل حضرات کو جو اشتہارات اور چٹھیاں چھپانا چاہیں یہ پریس بہت آرام دہ اور مفید ہے ۔ مدارس میں پرچے چھاپنے والوں اور تاجروں کو تبلیغ کرنے کے شائقوں کو بھی چاہیئے ۔ کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں ۔ اور ہفتہ وار جب چاہیں مضمون لکھکر چھاپ کر شائع کر دیں ۔ یہ ایک بہت ذریعہ تبلیغ ہوگا ۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے ۔ — کارڈ سائز ۱۵ ۔ بیٹر سائز ۲۵ ۔ فولیو سائز ۴۰ ۔ فلسکیپ سائز ۵۰ ۔ سیاہی فی شیشی ۸ ر ۔

محمد عامل مالک کارخانہ اعجازی پریس ۔ قادیان پنجاب

عجائبات کا ظہور

عجیب چاول نمبر ۱ ۔ اس معمولی چاول پر تمام سورہ قل ھو اللہ نہایت باریک حروف میں ایسی خوبصورتی سے لکھی ہوئی ہے ۔ کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے ۔ اور بغیر دیکھے یقین نہیں آتا بڑی عجیب حیرت انگیز اور متبرک چیز ہے ۔ قیمت ۸ رنی چاول ۔ اپنا نام بھی چاول پر لکھوائیں تو ۱۲ ر

عجیب چاول نمبر ۲ ۔ اس پر سائی اور خوبصورتی کیساتھ حضرت مسیح موعود کا شہرہ الآفاق الہام الیس اللہ بکاف عبدہ لکھا ہوا ہے ۔ دوستوں کو بطور تحفہ اور غیر احمدیوں کو بطور تبلیغ دینے کے لئے عمدہ اور مفید شے ہے ۔ قیمت چار آنے فی چاول ۔ اپنا نام بھی چاول پر لکھوائیں تو ۶ ر

عجیب انگوٹھی ۔ یہ حیرت انگیز انگوٹھی فن فوٹوگرافی کا بہترین نمونہ اور اہل یورپ کی صناعی کا اعلیٰ کرشمہ ہے ۔ اس میں ایک بہت ہی باریک سا شیشہ لگا ہوا ہے ۔ جسکو ایک آنکھ بند کر کے دیکھیں تو مکہ شریف اور مدینہ منورہ دونوں کے فوٹو نہایت صاف اور بڑے بڑے نظر آتے ہیں اور چھ تختے اور لگے ہیں ۔ جنکے دیکھنے سے ہر ایک شخص کا فوٹو بھی نکل آتا ہے ۔ قیمت ۸ رنی انگوٹھی

پتہ ۔ شیخ محمد اسمٰعیل احمدی ۔ یالی پت

انجینئرنگ سکول احمدیہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو اپریل ۱۹۱۸ء میں صرف سب انسپکٹری کلاس کھولی گئی تھی جس میں اسی سال ۱۰۰ طلباء داخل ہوئے ۔ دوسرے سال تعداد طلباء ۱۷۵ تک پہنچ گئی اکتوبر ۱۹۱۹ء میں اوورسیر کلاس بھی کھولدی گئی ہے جس میں اسوقت تک ستر طلباء داخل ہیں ۔ جنوری ۱۹۲۰ء سے ڈرافٹسمین کلاس بھی کھولی گئی ہے جسکے واسطے بہت سی درخواستیں آرہی ہیں ۔ اکثر انجینیر صاحبان نے سکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارک لکھے ۔ سکول میں اسوقت نہایت قابل اور تجربہ کار پروفیسر کام کرتے ہیں ۔ ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ سروینگ اور ورکشاپ وغیرہ کا بہم موجود ہے ۔ انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ کے افسر وقتاً فوقتاً طلباء کو ملازمت کیلئے بھی ہم سے طلب فرمایا کرتے ہیں ۔ غرض یہ سکول بہت کامیاب اور ڈپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے ۔ سکول کے متعلق تمام معلومات سٹرینٹ آفس سے مل سکتی ہیں ۔

المشتہر ۔ سید احمد حسن منیجر والا سکول و ڈیل انجینیرنگ پرنسپل

آٹا پیسنے کی چکی

یہ وہ ہے کہ جس آہنی چکی کے چلانے والا اور بیلنہ ہائے ہر قسم کے کارخانے تیار کئے جاتے ہیں دیگر ڈھلائی کا کام ہر قسم عمدہ صفائی سے تیار ہوتا ہے ۔ فرخ کا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں ۔

مستری غلام حسین محمد شفیع اینڈ کمپنی مکینکری ٹبالہ ضلع گورداسپور

ایک نادر موقعہ

اندرون شہر قادیان دارالامان نزد مسجد مبارک متصل مکان مفتی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی سکنی تقریباً اندازاً ۳ مرلے یعنی پانچ سو مربع گز قابل فروخت ہے ۔ جو صاحب خریدنا چاہیں ۔ احقر سے طے کر لیں ۔

خاکسار
سید عزیز الرحمن مالک عزیز ہوٹل قادیان دارالامان

صرف دو ورق پر تمام قرآن مجید

قرآن شریف تو آپنے بہت سے اور ہر قسم کے دیکھے ہونگے مگر جو جدت ہمارے قرآن مجید میں ہے وہ آپنے شاید ہی کہیں دیکھی یا سنی ہو ۔ یہ پورا قرآن مجید صرف دو ورقوں پر نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہوا ہے ۔ پھر خوبی یہ کہ باوجود اسقدر باریک لکھا ہونے کے صاف طور پر ننگی آنکھ سے بخوبی پڑھا جاتا ہے ۔ یہ کمال نہیں کہ ہر کوئی کر سکے ۔ ہدیہ صرف ایک روپیہ ۔ اور محصول ڈاک علیحدہ کاپتہ تنخواہ دار مدرسہ احمدیہ قادیان پنجاب

قاعدہ یسرنا القرآن

نیا چھپ کر آگیا ہے

اور سابقہ فرمائشوں کی تعمیل کی جا رہی ہے ۔ اس قاعدہ سے جن صاحب کو واقفیت ہو ۔ بہت جلد سکھ لیتے ہیں ۔ ایسا سادہ ہو کر پھر دیر ہو جاوے ۔ اور نہ معلوم کسی قیمت پر ملے

محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان سے طلب کریں

ضرورت

تین ٹرینڈ پاس شدہ کی ہائی سکول میں ضرورت ہے ۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی ۔ تمام درخواستیں ہیڈ ماسٹر کے نام بمع نقول سندات آنی چاہئیں ۔

افسر ہائی سکول قادیان

تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت

ہم کو ایک کروڈ انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے ۔ ہر احمدی ڈرائیور صاحب جو کروڈ انجن سے خوب واقف ہوں ۔ اپنے شناسرہ سے یا دیگر شرائط سے اطلاع بخشیں ۔

مینجر سٹور احمدیہ قادیان پنجاب

ان کو حکم ہوا تھا۔ کہ جو لوگ تمہارے راستہ میں روکیں ہیں اگر ان کو ہلاک دو گے۔ تو ہم دونو سلطنتوں کے وارث کر دینگے۔ اب صحابہ اس حکم کو بجا لائے۔ انہوں نے مال بھی جنگ میں خرچ کئے۔ اور لڑائیاں کیں۔ آج کل کی طرح نہیں۔ کہ تنخواہ لے کر لڑتے تھے۔ انہوں نے مال اور جانیں قربان کیں۔ اور اپنے خونوں کو اس طرح بہا دیا۔ کہ دوسرا پسینے کو بھی اس آزادی سے نہیں بہاتا اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ جو وعدہ رسول کریم نے خدا کی طرف سے ان سے کیا تھا۔ کہ قیصر کسریٰ کے ملکوں کے تم کو بادشاہ بنا دینگے۔ وہ پورا ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کے وقت یہ جنگ شروع ہوئی ہے۔ اس وقت جب وہ بلاتے تھے۔ کہ فلاں علاقہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ضرورت ہے چلو۔ سننے والے لوگوں سے کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ میں جاتا ہوں۔ اس کو سردار بنا دیتے اور کہتے تم سات آدمی چن لو۔ اور پھر کہتے۔ کہ خدا نے جن دو ملکوں کا مسلمانوں کو دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس میں سے کس موعود ملک میں تم جانا چاہتے ہو۔ وہ جس علاقہ میں جانا چاہتا کہہ دیتا۔ کہ فلاں ملک میں جانا چاہتا ہوں اس طرف کی اجازت دی جاتی دیکھو ان صحابہ نے جب فرمانبرداری کی تو پھر اس عظیم الشان کامیابی کو حاصل کیا۔ جو انکے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھی۔

اب جس شخص نے یہ نظارہ دیکھا ہو۔ اس کے دل میں خدا کی محبت اور بڑائی ہو گی یا نہیں۔ اگر اس کے سامنے شیطنت کے قوا جمع ہو جائیں۔ تو بھی باہر نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کی محبت اور جلال اس کے سامنے ہونگے۔ اور اسے کھینچ کر لے جائیں گے۔ اسی طرح دوسری بات یہ ہوئی۔ کہ امت کو نبی کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ کہ دعائیں کرو۔ جوں جوں کثرت سے اور بڑے امور میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خدا کی محبت ان کے دل میں گڑتی جاتی ہے اور اس قدر گڑ جاتی ہے۔ کہ پھر نکل نہیں سکتی۔ کیونکہ جب انسان دیکھتا ہے۔ کہ ایسی شان اور عظمت والے خدا نے میری بات مان لی ہے۔ تو اس کے دل میں کتنی عظمت بیٹھتی ہے۔ مگر یہ اپنی ذاتی ضرورتوں اور خواہشوں کے متعلق حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جہاد فی سبیل اللہ اور خدا کی شان و شوکت دنیا میں قایم کرنے کے متعلق ہو۔ تب ایسا ہو گا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کے یہ معنی نہیں۔ کہ تلوار سے لڑائی کی جائے۔ بلکہ کوشش کرنا ہے خدا کی راہ میں اور ہمارے امام نے بتایا ہے۔ کہ اب تلوار سے نہیں۔ بلکہ قلم اور زبان سے کوشش کرنے کا زمانہ ہے۔

یہ دو باتیں ہیں۔ جن پر عمل کرو۔ تاکہ خدا کی عظمت اور محبت رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ اور تم نیکیوں پر قایم رہ سکو۔ اور بدیوں سے بچ جاؤ۔ خدا تعالیٰ ان باتوں پر عمل کرنے کی ہمیں توفیق دے۔

کلام امام

(نوشتہ مسٹر محمد امین (ساگر چند) بیرسٹر ایٹ لاء لاہور)

اشتہار کرانا بر وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے عرض کی۔ کہ چٹھیوں کو ڈاکخانے میں اشتہار کرانا جائز ہے۔ فرمایا کہ ہاں چٹھیوں کا پہنچانا ڈاکخانہ کا فرض ہے۔ لیکن کسی اور شے کا یہ فرض نہیں۔ اشتہار کرانا جوئے کی طرح ہو جاتا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔

فرمایا۔ ریل یا جہاز کی معرفت جو مال بھیجا جائے۔ اس کا ریل یا جہاز کی کمپنی سے انشور کرانا جائز ہے۔ لیکن آگ وغیرہ جس کا فرض اسباب کو پہنچا دینا نہیں۔ اس سے انشور کرانا ناجائز ہے۔

زندگی کا بیمہ کرانا فرمایا زندگی کا بیمہ کرانا جائز نہیں مکانوں کو انشور کرانا بھی جائز نہیں۔ پھر عرض کی۔ کہ حضور پچاس یا سو آدمی مل ایک قسم کا فنڈ بنائیں کہ جس میں سب چندہ دیا کریں۔ تاکہ اگر ان میں سے کسی کے مکان کو آگ لگ جائے تو اس کی مدد کی جائے۔ تو کیا یہ جائز ہے۔ فرمایا۔ کہ ہندوستان میں بہت سی کوپریٹو سوسائٹیاں بن رہی ہیں۔ جن کا مقصد لوگوں کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگ مل کر ایک سوسائٹی اس مقصد کیلئے بنائیں۔ کہ سب چندہ دیا کریں۔ اور اگر ان میں سے کسی ایک کا کچھ نقصان ہو جائے۔ جو کہ اسکی غفلت کا نتیجہ نہ ہو۔ تو اسکے ایسا ثابت کرنے پر اس کی مدد کی جائے تو جائز ہے۔ لیکن یورپ میں بہت سے لوگ اپنے مال کو انشور کرا کے خود اپنا نقصان کر لیتے ہیں۔ تاکہ بیمہ کا روپیہ حاصل ہو جائے۔ بندہ نے لنڈن کے ایک مشہور امیر آدمی کا نام لیا۔ جو کہ اسی طرح امیر ہو گیا۔ کہ جب اس کی دوکان اسباب سے بھری ہوئی ہوتی۔ تو اس کا بیمہ کراتا اور سال کے آخر میں جب قریباً تمام مال بک گیا ہوتا۔ تو ہر سال آگ لگا کر کہیں چلا جاتا اور تمام اسباب کے بیمہ کا روپیہ وصول کر لیتا۔

مختصر نوٹ

حضور کی دعاؤں کا اثر مجھے یہ بات کئی دفعہ مشاہدہ میں آئی اور خصوصاً رمضان میں کہ جب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کو دعا کیلئے خط لکھتا ہوں تو بعد دفعہ خط کے ڈاک میں ڈالتے ہی جس بات کیلئے دعا کیلئے لکھا تھا کہ وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اس سے میرے دل پر یہ بات نقش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ جو کہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے ہماری نیتوں کے بھی پھل دیدیتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ جو خط ہم حضرت اقدس کو لکھیں وہ ڈاکخانہ کی غفلت یا کسی اور سبب سے حضرت صاحب کو نہ بھی پہونچے۔ لیکن حضرت کو خط لکھتے وقت انکا جو خیال کیا جاتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے بھی انعام مل جاتے ہیں۔

یہ مفتی صاحب کا ایک خط الفضل میں پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ جس میں انہوں نے اپنا ایک ایسا ہی تجربہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے امریکہ سے حضرت اقدس کو دعا کیلئے لکھا اور خط کے بھیجتے ہی انکو ظاہر ہونا شروع ہو گیا جن احمدی بھائیوں نے حضرت اقدس کی دعاؤں کے معجزے دیکھے ہوں اگر وہ انکا ذکر کیا کریں یا کبھی الفضل میں چھپواتے رہا کریں۔ تو اس سے ایک دوسرے کا ایمان بڑھے۔

قادیان میں آنا جیسا کہ حضرت اقدس نے سالانہ جلسہ میں فرمایا تھا کہ احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ بار بار قادیان آیا کریں اس پر عمل کرتا ہوا میں اب مہینہ میں دو تین دفعہ قادیان جانے کی کوشش کرتا ہوں اور سب بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے مجھے بے شمار روحانی اور دنیاوی فائدے پہنچے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ زمین قادیان اب محترم ہے۔ پس خواہ ہمارے جسموں کو منحوس ہونے کی وجہ سے اسکا اثر نہ بھی معلوم ہو۔ لیکن قادیان جانے سے روح ایک خاص اثر لیکر آتی ہے۔ جس سے انسان کے اندر ہی اندر تبدیلیاں

خطبہ جمعہ

بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر قائم رہنے کا طریق

از مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب۔

(۲۲ - اپریل ۱۹۲۱ء)

پارہ ۲۴ رکوع ۴ کی آیات پڑھکر فرمایا:-

وعظ میں عموماً دو قسم کی باتیں سنائی جاتی ہیں۔ پہلا حصہ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ فلاں کام نہ کرو۔ دنیا میں مضر ہے یا آخرت میں۔ یا دونوں میں مضر ہے۔ اس سے بچو۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، شرک نہ کرو۔ حرام خوری نہ کرو۔ بدنظری نہ کرو شراب نہ پیو۔ یہ پہلی بات ہوتی ہے۔ جو انسان کو خدا کو راضی کرنے کے لئے اختیار کرنی پڑتی ہے۔ گویا بُری باتوں کا چھوڑنا پہلا قدم ہے خدا کی طرف جانے کا۔ یہ وعظ کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ اچھے اعتقاد اور خیال بنانے جاتے ہیں۔ کہ ان پر قائم ہو جاؤ۔ مثلاً خدا کو واحد ماننا۔ رسولوں۔ فرشتوں۔ خدا کی کتابوں کو ماننا۔ پھر اس جہان کے بعد اور جہان کو ماننا جس میں اس جہان کے اعمال کی جزا سزا ہوگی۔ بہشت دوزخ کو ماننا۔ اسی طرح کچھ اچھے اخلاق ہوتے ہیں۔ جن پر کاربند ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اسی طرح نیک اعمال ہوتے ہیں۔ ان کی پابندی کے لئے کہا جاتا ہے۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ہمسایوں سے۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا وغیرہ۔

لیکن غور کرکے دیکھنے سے ان وعظوں کے متعلق ظاہر ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہیں جنہیں پہلے حصے کے چھوڑنے اور دوسرے حصے کے کرنے کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ خیال تو پیدا ہوتا ہے۔ مگر عزم نہیں ہوتا۔ کہ کریں۔ پھر کچھ ایسے ہوتے ہیں اور بہت تھوڑے ہوتے ہیں کہ جن کاموں سے منع کیا جاتا ہے ان کو چھوڑتے ہیں۔ اور جن کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ کرتے ہیں۔ ہزاروں وعظوں اور بہت سی نصیحتوں کے بعد ایسا خیال ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان میں سے بھی بہتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ مسجد میں سے جب وعظ سنکر نکلے تو اسی وقت ان کا ارادہ ٹوٹ گیا۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گھر جاکر توڑ دیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے۔ کہ ہفتہ عشرہ تک قائم رہتے ہیں لیکن پھر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور بعض تو ایسے دیکھے ہیں کہ قسمیں کھاتے ہیں کہ فلاں فعل نہیں کرینگے۔ مگر پھر اس قسم پر قائم نہیں رہتے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کونسی بات ہے؟ کہ ایسا نہ ہو اور جو کوئی عزم کرے۔ اسپر قائم رہے۔ رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ کوئی شخص ایسی سختی دین پر نہیں کریگا۔ کہ دین اسپر غالب ہو جائیگا۔ یعنی اس میں کمزوری آجائیگی۔ اسلئے کیا کرو سداد اختیار کرو۔ سداد کے یہ معنے ہیں کہ درمیانی حالت اختیار کی جائے۔

دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک تو انبیاء کہ خدا کی نافرمانی ان سے سرزد ہی نہیں ہوتی۔ اور دوسرے اولیاء اللہ ان سے بدی سرزد تو ہو سکتی ہے۔ مگر خدا ان کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ خاص لوگوں کا حال ہے۔ عام کیلئے نہیں ہو سکتا اسلئے یہی عام کو کرنا چاہیئے۔ کہ سداد اختیار کریں۔ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں۔ کہ کبھی کمزوری ہو جاتی ہے۔ مگر کثرت سے فرمانبرداری ہی ہوتی ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ ان لیس لک علیہم سلطان ان پر شیطان کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن اور احادیث اور اولیاء اللہ کی کتابوں کے پڑھنے سے مجھے جو سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ دو باتیں ہونی ضروری ہیں۔ یا کم از کم ایک کا ہونا ضروری ہے۔ جو یہ آجائیں۔ تو انسان نیکیوں پر قائم رہ سکتا ہے اور برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ (۱) خدا کی محبت (۲) خدا کا جلال اگر محبت نہیں تو جلال ہو۔ اور اگر جلال نہیں تو محبت ہو۔ ایک تو ایک ضرور ہو۔ جب یہ ہو۔ تو انسان کثرت سے اور عادت کے طور پر برائی اور بدی نہیں کرتا۔ شاذ و نادر ہو جائے تو اور بات ہے۔ بات یہ ہے کہ جس کی دل میں محبت ہو۔ اس کے خوش کرنے کی انسان

دی کرتا ہے۔ جو وہ پسند کرے۔ اسی طرح جلال رعب اور ڈر کی وجہ سے بھی انسان اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے اور اسمیں شک نہیں۔ کہ اگر محبت کوئی چیز ہے۔ تو حقیقی طور پر خدا ہی کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ محبت حسن اور احسان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ حسن وہ خوبیاں ہیں۔ جو اس ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور احسان وہ خوبیاں ہیں۔ جن کا فائدہ دوسروں کو پہنچے۔ یہ دونوں قسم کی خوبیاں بدرجہ اتم خدا ہی میں پائی جاتی ہیں۔ پس اس جیسا کوئی محبوب بھی نہیں ہو سکتا۔

عظمت اور جلال طاقت سے دل میں بیٹھتا ہے۔ اور اسمیں بھی شک نہیں۔ سب بڑائیاں اور طاقتیں اسی کا حصہ ہیں۔ اور جیسا جلال اسمیں پایا جاتا ہے۔ اور کسی میں قطعاً نہیں پایا جاتا۔ تو یاد رکھو جس میں خدا کی محبت اور جلال ہوگا۔ اس میں اطاعت خدا بھی ہوگی۔ اور جس میں یہ نہ ہوگی یا ان میں سے ایک نہ ہوگی۔ وہ برائیوں میں پڑا ہوا ہوگا۔ ان آیات میں خدا نے یہی بات بیان کی ہے فرماتا ہے کیا وجہ ہے۔ کہ ان لوگوں میں شرک آیا۔ آگے بتایا۔ ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ انہوں نے اللہ کے قدر کو نہیں پہچانا۔ اسی طرح سب بدیاں خدا کی عظمت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اگر دل میں خدا کی عظمت ہو۔ تو انسان بدی کے قریب نہ جائے۔ پہلے عظمت کو کھوتا ہے۔ پھر بدی کرتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ دو باتیں یعنی محبت اور عظمت خدا کی کس طرح پیدا ہو۔ اس کا طریق حصول جیسے دنیا میں ہے۔ یہ رہا ہے۔ کہ خدا کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیتا ہے۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے یہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ انسان جس قدر اس کی زیادہ اطاعت اور فرمانبرداری کریگا۔ اسی قدر خدا کی محبت اور عظمت بڑھتی جائیگی۔

مثال سے بات کھل جاتی ہے۔ اسلئے بیان کرتا ہوں صحابہ کچھ پارسیوں سے لئے تھے۔ کچھ بھیلوں سے کچھ ہاں کتابی۔ کچھ کفار اور مشرکین سے آئے تھے ان کو رسول کریم نے احکام دئے۔ جن کی انہوں نے فرمانبرداری کی۔ پھر دیکھو کس طرح خدا کی عظمت اور محبت انہیں پیدا ہو گئی۔

ابھی دنوں اخبار بندے ماترم وغیرہ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ۲۴ اپریل کو صبح کے وقت ہندو یونیورسٹی کے ہال میں جہاں بی اے کا امتحان ہو رہا تھا۔ یکایک ایک انگور آ گیا جس نے طلباء کے ہوش اڑا دیئے اور انہیں کودنے لگا۔ پانچ ہی منٹ میں اس نے بہت سے شیشے توڑ دیئے۔ دو میز توڑ دیئے۔ ایک لڑکی جو امتحان دے رہی تھی۔ اس کی کھڑکی کا شیشہ توڑ ڈالا اور باہر گرو میں اچھل مچا دی۔ آخر طالب علموں کی کوشش سے وہ مگور پکڑا گیا۔ کئی اخبار کہنے لگے کہ یہ مہاتما گاندھی کی دعوت (فاسٹ) کی نصیحت کرنے آیا ہے کہ دیش کی خدمت میں فوراً کمر بستہ ہو جاؤ اور اس سے منہ نہ موڑو۔

لنڈن کے واقع اور ایم ایچ سو کے فقرے سے جو نتیجے نکالے گئے ہیں۔ ان کی (قدر معقولیت کو دخل ہے۔ لیکن ہم ان کے دیکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ یہ نتائج اخذ کرنے والے کون لوگ ہیں۔ روزانہ اخبار کا ایڈیٹر اور بی اے کا امتحان دینے والے نوجوان۔ جیسا ایسے لوگوں کی طرف سے اس قسم کے نتائج مسٹر گاندھی کے متعلق نکلے ہوئے ہیں۔ تو جو لوگ ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں کیا چارہ ہو گا۔

ہندوؤں کے تسلیم ماننے اور سمجھنے والے طبقہ کی طرف سے یہ کوشش بتا رہی ہے کہ مسلمان اس وقت تک رستہ گاندھی پر آ چکے ہوں گے۔ اس کو وہ کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کو وہ پہلا قدم قرار دیکر اور آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور ایسے رنگ اور رخ میں مسٹر گاندھی کو پیش کرتے ہیں کہ ان کو مسلمانوں کے تمام مذہبی عقائد اور خیالات پر اقتدار حاصل ہو جائے۔

اس کا جو کچھ نتیجہ ہو گا۔ اسے دور بین آنکھیں قبل از وقت دیکھ رہی ہیں۔ اور دور اندیش دل ابھی سے محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اس سے مسلمان کہلانے والوں کے دلوں سے اسلام کی رہی سہی محبت اور الفت بھی نکل جائیگی۔ اسلام کو وہ خشک اور بے ثمر شجر سمجھینگے۔ اسلامی عقائد اور اعمال ان کے خود بخود بے حقیقت ہو جائینگے۔ اور اس کی بجائے وہ مسٹر گاندھی کے مذہبی خیالات اور اعمال کے دلدادہ ہو جائینگے۔ کیونکہ جب انہیں ایک طرف مسٹر گاندھی کی فرضی اور بناوٹی کرامات سنائی جائینگی۔ اور دوسری طرف یہ کہا جائیگا کہ وہ اس زمانہ میں خدا سے الہام پا کر کھڑے ہوئے ہیں تو طبعاً ان میں خیال پیدا ہو گا کہ اسلام میں بھی کوئی ایسا آدمی ہے یا نہیں۔ اور جب انہیں نہ تو فرضی کرامتوں کا غلط اور نادرست ہونا بتایا جائیگا۔ اور نہ کسی ایسے انسان کا پتہ دیا جائیگا۔ جس نے مسلمان ہو کر خدا تعالیٰ سے تعلق مکالمہ مخاطبہ حاصل کیا۔ اور جو الہام پا کر دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا۔ بلکہ یہ کہا جائیگا۔ کہ اسلام میں الہام کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ اور کوئی شخص اسلام میں رہ کر ملہم نہیں ہو سکتا۔ اور جو الہام کا دعویٰ کرے۔ وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو اس سے اسکے دلوں میں اسلام کے متعلق جو تھوڑی بہت محبت ہے۔ وہ بھی کافور ہو جائیگی۔ اور اگر وہ علی الاعلان مسٹر گاندھی کے مذہب میں داخل نہ ہو جائینگے۔ تو اس میں شک ہی نہیں کہ اسلام سے وہ اس سے بہت زیادہ دور ہو جائینگے جتنے کہ اب ہیں۔

پھر جس اسلام کو محبت اور الفت کا دعویٰ کرنیوالے اور اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا ادعا کرنیوالے دیکھیں اور غور کریں کہ مسٹر گاندھی کو جس حیثیت اور پوزیشن میں اب پیش کیا جانے لگا ہے۔ اس کو اگر عوام نے تسلیم کر لیا۔ تو پھر جس اسلام کا انہیں دعویٰ ہے۔ وہ کہاں رہے گی۔

اف! اس قدر رنج کا مقام ہے کہ مسلمانوں سے غور و فکر کا مادہ اٹھ گیا۔ وہ اپنے نفع و نقصان کے سمجھنے سے قاصر ہو گئے۔ درست اور نادرست میں تمیز کرنے سے عاری ہو گئے۔ ورنہ وہ انسان جسے خدا نے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے اسلام کے احکام پر چلنے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری کے باعث الہام سے مشرف کر کے بھیجا۔ اس کو قبول کرتے۔ اور مخالفین اسلام کی خوابشات کا ہدف بننے سے بچ جاتے۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے مسلمان اس بات کو تسلیم کریں کہ الہام الٰہی کا دروازہ صرف اسلام میں ہی کھلا ہے۔ اور یہ شرف صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم اور آپ کا متبع ہو۔ اور اس کا ثبوت حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود ہے۔ جن کے بیشمار الہام قبل از وقت شائع ہو کر پورے ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔

لیکن اگر مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کو قبول نہ کیا۔ اور اسی بات پر اڑے رہے کہ اسلام میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی شخص الہام پا کر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جو مخلوق کی اصلاح کرے تو اور دیکھیں کہ وہ ایسے حالات میں گذرنے والے ہیں جو ان کا نام و نشان مٹا دینگے۔

پرکاش کا دل آزار رویہ

منہ پھٹ آریہ اخبارات کو جب ہماری طرف سے ترکی بہ ترکی جواب دیا جاتا ہے تو وہ چیختے چلاتے ہیں کہ احمدی اخبارات اتنی دل آزاری کرتے اور درشتی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن ہماری جوابی تحریروں اور دلائل و معقول اعتراضات پر شور مچانیوالے ہمارے متعلق جس شوخی اور تہذیب کا ثبوت دیتے ہیں اس کا اندازہ ان کے لمبے چوڑے گندے اور دل آزار مضامین کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سے چھوٹی تحریر سے بھی لگایا جا سکتا ہے

۲۴ اپریل کا پرکاش نے "احمدی مشنری ممالک غیر کے عنوان سے لکھے جانے والے مضامین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"یہ ایک بات ہے جس میں آریہ لوگ احمدیوں سے سبق لے سکتے ہیں۔ وہ دھرم کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ ہم اپنی نرمی دل اور لیڈروں کو پسند نہیں کرتے لیکن اپنے خیالات کے پرچار کے لئے جس جوش کا وہ اظہار کرتے ہیں۔ اس کی تعریف کئے بنا نہیں رہ سکتے"

جو کچھ اس موقعہ پر تنگ دلی اور کمینگی کا ہم پر الزام لگانا الزام لگانیوالے کی اپنی کمینگی اور بے حیائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلئے اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ البتہ ہم آریہ اخبارات سے اتنا دریافت کرتے ہیں۔ کہ دل آزاری اور شرارت انگیزی کے جرم کا مجرم کون ہے۔

اسی پرچہ میں "قادیان کے مرزائیوں کی کمینہ حرکت" کے عنوان سے ایک مختصر مضمون کو بوجہ کہ جو لوی عطا اللہ کے متعلق الفضل میں شائع ہو چکا ہے پرکاش نے اپنی شرافت کا مزید ثبوت دیا ہے۔ اگر کسی دشمن اور بدترین دشمن کے متعلق اظہار حقیقت "کمینہ حرکت" ہے تو دیدہ دل اس غیور مہاتما نے دشمنوں کے تباہ و برباد اور خوشی منانے کے متعلق جو دعائیں سکھائی ہیں انکو کمینہ پن کا نام دینا پڑیگا۔ کیا پرکاش اس امر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۸۔ اپریل ۱۹۲۱ء ۶

مسٹر گاندھی اور الہام

مسلمانوں کے لئے خطرہ کا مقام

الہام کا دروازہ صرف اسلام میں ہی کھلا ہے

لالہ جیت رائے جی نے ۶ اپریل کو بمبئی میں جو لیکچر دیا۔ اس میں مسٹر گاندھی کو ملہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ۔

"قوموں کے اتہاس (تاریخ) میں ایسے کئی (وقت) آیا کرتے ہیں۔ جب پرماتما کی طرف سے کسی نہ کسی کو الہام ہوتا ہے۔ وہ الہام ۱۹۱۹ء میں مہاتما گاندھی کو ہوا۔ اور انہوں نے لاکھوں ہزاروں سینکڑوں یا کم سے کم ۱۵۰ برس کے بعد ایک ایسی چیز کو پھر جنم دیا۔ جس سے ویش بغیر کسی شک کے یہ ظاہر کر سکتا ہو۔ کہ وہ سرپ ستفقہ طور پر کسی خاص چیز کے برخلاف ہے۔ یہ طریقہ ۱۹ اپریل کو ہڑتال کے ذریعہ استعمال کیا گیا"۔

(بندے ماترم ۱۲۔ اپریل ۱۹۲۱ء)

گویا ۶۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو مسٹر گاندھی نے ہڑتال کی جو تحریک کی تھی۔ وہ ان کی اپنی طرف سے نہ تھی۔ بلکہ اس کا انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا تھا۔

قطع نظر اس سے کہ مسٹر گاندھی نے اس وقت تک الہام کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ مسلمان جو مسٹر گاندھی کو نہ صرف ملی بلکہ اپنے مذہبی معاملات میں امام بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو ان کے ارشاد پر ۶۔ اپریل کی ہڑتال میں شامل تھے وہ اس نئے انکشاف کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور کہاں تک اس کی تائید و مدافعت کرتے ہیں۔ لالہ صاحب جیسے ذمہ دار شخص کی نسبت یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ انہوں نے بطور خود اور اپنے پاس سے گھڑ کر مسٹر گاندھی کی منشاء کے خلاف اس بات کو بیان کر دیا۔ پھر اس سے مسٹر گاندھی کے "پس رو" کو چاہیئے۔ کہ اب اپنے امام اور ان کے ایلچی کو [illegible] کی طرف سے [illegible] صاحب وہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے الہام پاکر کھڑے ہوئے ہیں۔

احکام اسلام کو پس پشت ڈالنے والوں اور ہر شرک کو اپنا مذہبی ماہ نما تسلیم کرنے والوں سے کوئی عجب نہیں کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ اسلام میں اب کسی کو خدا کی طرف سے الہام نہیں ہو سکتا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی ملہم نہیں بن سکتا۔ مسٹر گاندھی کو ملہم مان لیں اور ان کو مورد الہام الٰہی یقین کر کے اسلام پر مشرکانہ عقائد کو فضیلت دے دیں۔ کیونکہ جب اس نہایت نازک زمانہ میں ان کے نزدیک اسلام میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جو دنیا کی اصلاح کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر کھڑا ہو۔ بلکہ اس منصب کو مسٹر گاندھی کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ جو ہندو مذہب کے پیرو اور عقائد کے لحاظ سے اسلام کے سخت مخالف ہیں۔ اور اسلام کو خدا کی طرف سے سچا مذہب یقین نہیں کرتے۔ تو صاف بات ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کے مذہبی عقائد اور خیالات کو اسلام سے برتر اور اعلیٰ تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور ماننا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ کو وہی عقائد اور وہی اعمال پسند ہیں۔ جن کی تلقین مسٹر گاندھی کے مذہب میں کی گئی ہے۔ اور اسلامی عقائد اور اعمال خدا تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے بالکل خلاف ہیں۔ کیونکہ مسٹر گاندھی کو اپنے مذہب کے مطابق اعتقاد اور اعمال بنانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اپنا محبوب بنا لیا اپنے کلام سے مشرف کر دیا۔ اور دنیا کی ہدایت کیلئے منتخب کر لیا۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک اسلام کی تعلیم پر چلنے والوں میں سے نہ کسی کو یہ رتبہ اور یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

دراصل مسلمانوں نے مسٹر گاندھی کی پیروی کا فخر حاصل کرنے کے شوق میں اسلامی عقائد اور احکام کو جس بے دردی سے پاؤں کے نیچے روندنا شروع کیا ہے۔ اس سے ہمارے ہندو دوستوں کو یہ جرأت ہو گئی ہے کہ مسٹر گاندھی کو ایک ملکی لیڈر اور سیاسی مدبر کے درجہ سے بڑھا کر ایک مذہبی مصلح کی حیثیت سے پیش کریں۔ بلکہ ان کی اسلامی احکام میں کھلی کھلی دست اندازی بلکہ پامالی کو مسلمان گوارا کر سکیں۔

ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ مسٹر گاندھی کی طرف عجیب و غریب باتیں بطور معجزہ کے منسوب کی گئی تھیں۔ مثلاً مشہور کیا گیا کہ اعظم گڈھ میں مسٹر گاندھی کے روحانی تصرف نے ایک گیہوں کے کھیت کو کاٹ کر بدل دیا۔ اور گویا کھیت میں دو گروہ ہوئے درخت مسٹر گاندھی کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح یہ کہ وہ مُردہ لڑکوں کو زندہ کر دیا۔ اور جن ناتھ کے سندر سے آواز آئی ہے۔ کہ گاندھی کی اطاعت کرو۔ اس قسم کی کرامات اور معجزوں کو مسٹر گاندھی کی طرف منسوب کر کے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شائع کرنے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ عوام کے دلوں میں مسٹر گاندھی کی ایسی عزت اور وقعت قائم کر دی جائے۔ جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے مذہبی احساسات اور جذبات پر قابو پا لیں۔ اور پھر جس طرح چاہیں۔ انہیں تغیر و تبدل کر سکیں۔

کرامات گاندھی کا یہ سلسلہ اسی حد تک ختم نہیں ہو گیا بلکہ دن بدن زیادہ زور کے ساتھ چلایا جا رہا ہے۔ اور اب تو اسکی آبیاری ان حلقوں میں کی جا رہی ہے۔ جو تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کے دلدادہ کہلاتے ہیں۔ مثلاً حال ہی میں لاہور کے آریہ اخبار پرتاپ نے ایم کلیمنشو سابق وزیر اعظم فرانس کی طرف سے جو گذشتہ ایام میں سیر و سیاحت کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ لکھا ہے کہ:۔ "پیرس گوالیار میں صرف دو فیصدی کا شکار کیا۔ اگرچہ میں چاروں اور چار مات ایک فاصلہ میں پڑا رہا یہ جانور جب انہیں کسی یورپین کی بو آتی ہے۔ تو بھاگ جاتے ہیں" اور اس کی یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اس جواب سے ظاہر ہے کہ یہ جانوروں تک بھی یورپینوں کے ساتھ عدم تعاون کا اثر پہنچ گیا ہے"۔

گویا آجکل کی عدم تعاون جو مسٹر گاندھی کی ایجاد ہے۔ انسانوں سے گذر کر حیوانوں پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے۔ اور وہ جان کے خوف سے کسی شکاری کے سامنے سے نہیں بھاگ رہے تھے۔ بلکہ عدم تعاون کر رہے ہوتے ہیں۔

غالباً پڑھنے والے اس نتیجہ افذ کرتے ہوئے اس بات کا شبہ نہ لائیں گے کہ جب کوئی عدم تعاون حامی اور دلدادہ شکار کے لئے نکلتا ہو گا۔ تو جانور دوڑ دوڑ کر اس کے پاس آتے اور اسکے سامنے لیٹ جاتے ہونگے۔

ہوتی رہتی ہیں۔ جن کا اثر آخر باہر ظاہر ہو جاتا ہے۔

پس میں سب پنجابی بھائیوں کو یہ نیک مشورہ دیتا ہوں کہ کم از کم تو ہر ہفتہ اتوار کا روز یا کم از کم ہر ماہ کے آخری ہفتہ اور اتوار کی تعطیلوں کو قادیان میں گذارنے کی کوشش کیا کریں۔ اس سے بہت سے مختلف مقامات کے احمدیوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع بھی ملیگا۔ اور آپس میں محبت بھی بڑھیگی۔ اور ہم سب ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ لینگے۔

حضرت اقدس کے خطبے

مجھے حضرت اقدس نے اجازت دی ہے کہ جس قدر خطبے حضور کے چھپ چکے ہیں۔ میں انکو جمع کر کے چھپواؤں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے خطبے بہت ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ تین مختلف جلدوں میں شائع کرائے جائیں۔ چھپائی وغیرہ کا کام منشی فخر الدین صاحب احمدی ملتانی (مالک کتاب گھر قادیان) نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ احباب پہلے سے روپیہ بھیجدیں۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ کیونکہ حضور کے خطبوں میں وہ علم بھرا ہوا ہے۔ جو اور کہیں دستیاب نہیں ہو سکتا۔ حضور نے ہر مسئلہ پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔ اور یورپ امریکہ وغیرہ میں مبلغوں کے لئے تو حضور کے خطبے علم کے لاجواب خزانے ہیں۔ بہت دفعہ انگلستان میں میں نے حضور کے خطبوں سے خیالات لیکر انگریزی جامہ پہنا کر نہایت تعلیم یافتہ انجمنوں کے سامنے پیش کیا جن کو سنکر وہ ہمیشہ کے لئے اسلام پر فریفتہ ہو گئے۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ ان کا ترجمہ جلد انگریزی۔ فرنچ۔ اسپینش عربی۔ فارسی اور پشتو وغیرہ زبانوں میں بھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

میں تمام بزرگان سلسلہ اور احباب کرام کی توجہ اس اہم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جس غرض کے لئے ہائی سکول کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس طرف سے اب معلوم ہوتا ہے کہ توجہ ہٹتی جا رہی ہے جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ بورڈران کی تعداد دن بدن گھٹتی جا رہی ہے۔ اسکی وجہ ممکن ہے اور بھی ہو۔ لیکن میرا قیاس یہ ہے۔ کہ احباب نے حضرت مسیح موعود کے فرمان کو بھلا دیا ہے۔ اس مدرسہ کی بنیاد ڈالتے ہوئے حضور نے اس امر کا اظہار فرمایا تھا کہ اس سے نہ صرف نیند پیدا کرنے والے زہریلے اثر سے محفوظ رہینگے۔ بلکہ قادیان کی پاک آب و ہوا میں رہ کر اپنے اندر وہ پاک روحانی۔ اخلاقی۔ دینی تبدیلی پیدا کرینگے۔ کہ وہ دنیاوی حالت میں دوسرے سکولوں کے طالب علموں سے ہر پہلو بلکہ بھی دین کے خادم ہونگے۔ آج تک یہ غرض اس مدرسہ کے قیام سے کہاں تک پوری ہوئی۔ اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے حضرت مرزا شریف احمد صاحب اسی سکول کے تعلیم یافتہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد دیگرے اپنے تمام صاحبزادوں کو اسی سکول میں سکول کی آخری جماعت تک تعلیم دلائی۔ اور حضور کے نقش قدم پر چلکر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی اپنے بچوں کو اسی سکول میں داخل فرمایا۔ پھر اسوقت اطراف واکناف دنیا میں اگر احمدی مبلغ ملینگے تو اسی سکول کے طالب علم ہونگے یا قادیان میں جن کی زندگی کا بہت سا حصہ اسی سکول کی تعلیم و تربیت میں گذرا۔ مثلاً چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے۔ مولوی غلام محمد صاحب بی اے۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ یہ تو اسی سکول کے طالب علم ہیں۔ پھر مولوی شیر علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کی زندگی کا بہترین حصہ اسی سکول میں کام کرتے گذرا۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر اور مولوی مبارک علی صاحب بی اے بھی اسی سکول میں کام کرتے رہے ہیں۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب اور سید قاضی امیر حسین صاحب کا بہترین اولین زمانہ اسی سکول کے ساتھ گذرا۔ یہ صرف مختصر طور پر ہے۔ بالا دنیا کے مختلف شعبوں میں ہائی سکول کے احمدی فرزند جس طرح کام کر رہے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اگر کسی نے تربیت کا اثر دیکھنا ہو تو وہ دیکھ لے کہ ہائی سکول کے طالب علم جو اب مختلف کالجوں میں پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے سٹرائکوں وغیرہ میں کس طرح احمدیت کے جھنڈے کو نمایاں طور پر کھڑا رکھا۔ اور کس جوش و مستعدی سے وہ احمدیت کے پھیلانے میں کوشاں ہیں مثال کے طور پر شیخ عبدالرحمن صاحب سابق منگل سنگھ ہیں۔ جو اس سکول کے طالب علم ہیں۔ یہیں حالت طالب علمی میں انہوں نے اسلام اختیار کیا۔ اب وہ بہت سے طالب علم سیالکوٹ سکول کے احمدیت میں لا چکے ہیں۔ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب اور شیخ عبدالحمید صاحب مصری کے نام سے کون واقف نہیں۔ وہ بھی اسی سکول کے طالب علم ہیں۔ مصنف اختیار الاسلام کے نام سے کون ناواقف ہے۔ جن کو احمدیت کی دھن دن رات لگی رہتی ہے۔ وہ اسی سکول میں ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور جن کی خدمات آریہ سماج اور سکھوں کے متعلق سب پر روشن ہیں۔ اسی سکول میں بہت دیر تک کام کرتے رہے ہیں۔ نتائج اور کھیلوں کے لحاظ سے احباب پر روشن ہے کہ کس طرح یہ سکول دوسرے سکولوں کے دوش بدوش ہی نہیں۔ بلکہ ان سے بڑھکر قدم مار رہا ہے۔ اس صورت میں احباب کا ہائی سکول کی طرف توجہ نہ کرنا قابل افسوس امر ضرور ہے۔ حضرت مسیح موعود کا صریح ارشاد موجود ہے کہ قوم اپنے بچوں کو یہاں بھیجے۔ تاکہ احمدیت کی فوجیں یہاں سے طیار ہو کر نکلیں۔ جیسا کہ کئی ایک جماعتیں سورے نکل چکے ہیں۔ کونسا وہ احمدی ہے۔ جس کا دل نہیں چاہتا۔ کہ حضرت مسیح کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھے! خواجہ کمال الدین صاحب مائل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ گھروں میں رہکر بھی اتنا ہی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ کون ہے جو اپنے بچوں کی فیسیں ادا نہیں کرتا۔ کھانے اور کپڑوں پر خرچ نہیں کرتا۔ کتابیں اور کاپیاں نہیں خریدتا۔ یہی خرچ یہاں ہیں۔ ممکن ہے زیادہ سے زیادہ ایک دو روپے کا

ارسی دار سروتہ

یہ نہایت خوبصورت پیتل کا سروتہ شیخ محمد محی الدین صاحب پیتل سروتہ فیکٹری پانی پت کے ہاں سے ملتا ہے جسمیں عمدہ نقش و نگاری کے علاوہ یہ جدت ہے کہ کمانی کے ذریعہ خود بخود کھلتا ہے۔ اور پھل پر چھوٹی سی آرسی لگائی گئی ہے دار پختہ لوہے کی ہے۔ اہل مذاق نے اسے بہت پسند کیا ہے اور قیمت واجبی بتائی ہے۔ بچے کی چیز اور خورد کی ہم ہے۔ امید ہے جو صاحب منگوائینگے۔ وہ دیکھ کر خوش ہونگے۔

گا فرق ہو۔ لیکن وہ بھی وہی ہے۔ والا گھروں میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اور انسان اسکو خرچ تصور نہیں کرتا بلکہ اس سے کم خرچ کو خرچ تصور کرتا ہے۔ کیونکہ اٹھا دینا پڑتا ہے۔

بورڈروں کی تعداد بھی بڑھانے میں دو صد تک پہنچ گئی تھی۔ اب اسے گرتے گرتے نوے تک آ رہی ہے۔ اور صرف بورڈنگ ہوس ہی ہے۔ جہاں بیرونی طلباء آکر قادیان کی برکتوں سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ دیہہ سکولوں میں طلباء کی کمی نہیں۔ جو پہلے سے کہیں زیادہ ہیں لیکن وہ کم تر ہیں۔ اور پڑھکر اپنے گاؤں میں چلے جاتے ہیں۔ جن کا کثیر حصہ ہندوؤں۔ سکھوں اور غیر احمدیوں کا ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں تو انہیں تعلیم دینا ہے۔ غیر تو فضل کے طور پر ہیں۔ اصل غرض جماعت احمدیہ کے بچوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ جو ابھی تک اس سے بہت حد تک قابل افسوس غفلت میں ہے۔ جہاں لوگ اور قربانیاں کرتے ہیں۔ خدا کے لئے یہ قربانی بھی اپنے ذمہ لیں۔ اُمید ہے۔ احباب گذشتہ کمی کی تلافی فرما کر مشکور ہونے کا موقعہ دینگے۔

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ علاوہ رواجی تعلیم کے سکولوں میں قرآن شریف کا ترجمہ بمعہ تفسیر ابتدا سے انتہا تک ختم کروایا جاتا ہے۔ حدیث کی کتابیں اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف باقاعدہ پڑھائی جاتی ہیں۔ رواجی تعلیم وہی ہے۔ جو سرکاری مدارس میں ہے۔ وہی کتابیں ہیں جو کہ گورنمنٹ سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

خاکسار محمد دین مینجر ہائی سکول قادیان

ضروری اصلاح

اخبار الفضل نمبر ۸۰ میں ضمیمہ کی اُجرت بالمقطع پانچ روپے لکھی ہے۔ یہ اجرت دس روپے سمجھی جائے۔ اور ۲ صفحے سے زائد فی سینکڑہ آٹھ آنے (۸/)

(مینجر الفضل)

مخمس در جواب نظم پیغام

میرا ایک فارسی قصیدہ بعنوان "در مدح خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ" اخبار الفضل مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء میں شائع ہو کر ناظرین ہو چکا ہے۔ اس کے جواب میں ایک نظم پیغام صلح مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۱ء بریکس گمنام کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ اگرچہ میرا روئے سخن اس زاویہ نشین محجوب الحقیقۃ کی جانب نہ تھا۔ مگر بقول کسیکہ "دیوانہ راچہ بس است نقطہ" جو اب چراغ پا ہو گئے ہیں۔ اور بعنوان "در شمار مکن چوں ایدہ شمار قادیان" ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ غالباً ہمسلک عالم اسلامی میں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس عالم اسلامی سے عالم مجازی بیخانمی یا عالم حقیقی اخبار مراد ہے "سیرے متعلق جو چاہیں فرمادیں لیکن ان کا فتویٰ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کیا ہوگا جبکہ آپ سیرۃ الابدال کے صفحہ پر فرما چکے ہیں "جماعت قادیان کا نقار مصیبۃ و بلادۃ الا مین" بازی بازی باریش بابا ہم بازی۔ یہ دست درازیاں ٹھیک نہیں۔

بہرحال ہم اس مختصر جواب دینے کے بعد ایک مخمس میں نظم مذکور کا جواب دیتے ہیں :-

احمدیت باغ ہست از احمدؐ آخر زماں
لیک احمدؐ گفتہ شاخ خشک بر د باغباں
زیں سبب آمد بشیر الدیں خلیفہ در میاں
نہر کوثر شد رواں از آبشار قادیاں
آب حیواں درس قرآں در دیار قادیاں

چوں یکے گردید از یماں مروک گندہ خائے
ژالۂ آسیکے دیگر شدہ ہر زہ سرائے
گشت تاریکی فزوں تاریک گشتہ ہر سرائے
نور قرآں چوں نگردد مشعل ظلمت زدائے
پانہادہ چوں مسیحا بر منار قادیاں

گفت یحییٰ را مسیح تو ایلیای در کماں
مصلح موعود گفتم ابن مہدی را۔ مدتاں

اشتہار مہتمم در نام محمود فعال
اے دل آشفتہ در نامید چہ بندی خیال
مصلح موعود ہیں وہ وعدۂ اقبال
قادیاں را کم گفتہ کردہ ام من گر خطا
تا چہ فتوی سید ہی بر مہدی بدر الدجی
طوب فانی نیست غلام مظہر حق و علا
مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آید خدا
در شمار مکن چوں ایدہ شمار قادیاں
دشمن دین متیں را روز تیرہ مے کند
بر شریران ناتواں را راست چیرہ میکند
بس نفوس مظلمہ را ستیزہ مے کند
دیدہ ام بر مے انقی چشم خیرہ مے کند
مے رسے چوں مہر او بر کوہسار قادیاں
چوں یکے باغیر پیوستہ ز ما گشتہ جدا
دم ز آزادی زناں منکر ز حکم مقتدیٰ
پس فرستادہ از یخا چند نامرد خدا
حامی دین متیں شیر خدا نور ہدیٰ
تا بدان کردہ جاری جویبار قادیاں
اے برادر تا بکے خوابی بود ایں ریشخند
تا بکے از جاہی بر آتشے ہمچو ان سپند
مظہر آں حسن و احسانست پور ارجمند
اہل امریکہ برائے دیدن روشن طپند
در دل ناشاں شدہ یکسر نخش دیگر قادیاں
کدعہ را بلد الامین گفتہ مسیحائے زمن
قادیاں دار الاماں گشتہ مقر پنجتن
تا قیامت ہست از اصحاب پیلاں در امن
رحم باید کرد بلایاں بجان خویشتن
بہر ما جنگست یورش بر حصار قادیاں
فتنہ ہا برپا شد و ہر شہر شر چوں بے امان
دین حق مجروح شد از طعنہ بائے دشمناں
مید ہد پیغام جنگے صلح خواہ دشمناں
بوستان دیں کہ پژمردست از باد خزاں
برگ و بار خرم مید ہد بہار قادیاں

ہندوستان کی خبریں

کوہاٹ میں ہندوستانی ہسپتال پر حملہ

۱۳ اپریل کو کوہاٹ میں ہندوستانی ہسپتال پر حملہ کیا گیا۔ دو ہندوستانی سپاہی ہلاک اور ایک مجروح ہوا۔

ایک سکھ فوجی کا استعفیٰ

ایک سرکاری اعلان مضمونہ ۱۶ اپریل کو ۲۶ ویں سکھ پر سرحدیوں کا حملہ پلٹن کے ایک افسر پر جو ہلاک ہوں کو جا رہا تھا۔ ہوں سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر سرحدیوں کے ایک گروہ نے جو قریباً ۵۰ ملاؤں پر مشتمل تھا۔ مگر کیا۔ ۸ سکھ سپاہی ہلاک ہوئے۔

پنجاب پراونشل کانفرنس

راولپنڈی میں ہونے والی پنجاب پراونشل کانفرنس کے صدر کا فیصلہ کا صدر حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کو منتخب کیا گیا ہے۔

ایک قلی کو گولی مارنے کا مقدمہ

کچھ عرصہ ہوا۔ کھوپلی کے ایک یورپین کانسٹیبل کے یورپین ملزم کی گرفتاری مسٹر ریڈ نے ایک قلی کو اس کی لڑکی پر بے جا دست درازی کے سلسلہ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اور عدالت نے اسے بری کر دیا تھا۔ آخر کار کلکتہ ہائی کورٹ نے اس پر دوبارہ مقدمہ چلائے جانے کا حکم دیا تھا۔ اب خبر ملی ہے۔ کہ ۱۸ اپریل کو ملزم ڈپٹی کمشنر چپارن کی عدالت میں پیش ہوا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا گیا۔ اور ضمانت نامنظور کی گئی۔

دریائے ستلج سے آبپاشی

دریائے ستلج سے آبپاشی کرنے کی جو سکیم گورنمنٹ نے تجویز کی ہے اس سے جس قدر علاقہ کی آبپاشی ہو گی۔ اس میں ۳۰ لاکھ ایکڑ ریگستانی علاقہ شامل ہے اس سکیم کی تکمیل میں حسب ذیل رقوم کے خرچ کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ ریاست بہاولپور ۷ کروڑ ۱۸ لاکھ روپیہ بیکانیر ۱۰ کروڑ ۲ سو لاکھ۔ برٹش ۵ کروڑ ۹۱ ہزار۔

گوالیار میں مرہٹہ طاقت کی جو بحری اور بری فوج کانفرنس ہو چکی ہے۔ اسمیں

فوجی تعلیم کا کالج

اس مطلب کے رزولیوشن پاس کئے گئے کہ گورنمنٹ پر زور ڈالا جائے۔ کہ وہ ہندوستان میں بحری اور بری فوج کی تعلیم کا کالج کھولے اور لازمی تعلیم کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کرے۔

مقدمہ مہتہ کا نہ صاحب

مقدمہ مہتہ کا نہ صاحب کی کارروائی تا حال چل رہی ہے۔ گواہ پیش ہو رہے ہیں۔

نواب بول والے ہندوستانیوں کی امداد

کلکتہ میں مسٹر ڈبلیو آر گورلے کی زیر صدارت سر اسوتوش چودھری مسٹر سی ایف اینڈریوز۔ مسٹر پی سہروردی پنڈت بنارسی داس۔ ڈاکٹر کریک کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ جو نوابادیوں سے آنیوالے ہندوستانیوں کی امداد کرے گی۔

سردار نرندر سنگھ پبلشر

سردار نرندر سنگھ "اکالی" لاہور نے سردار پرتاب سنگھ

اکالی کو سزا

ایڈیٹر اکالی کے مقدمہ میں حلفیہ شہادت دینے سے انکار کیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے اسے دو مرتبہ شہادت دینے کو کہا۔ سردار صاحب نے دونو مرتبہ انکار کیا۔ آخر ڈپٹی کمشنر نے پولیس سے سردار صاحب کی جامہ تلاشی کرائی۔ کوٹ کے نیچے سے ایک کرپان برآمد ہوئی۔ پولیس نے سردار صاحب کو ہتھکڑی لگائی۔ اور ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان کر دیا۔

عدالت نے پوچھا۔ کہ تم ضمانت پر رہا ہونا چاہتے ہو۔ ملزم نے اس سے بھی انکار کیا۔ آخر سردار صاحب کو چار ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔

مہتر ایسوسی ایشن کا قیام

بمبئی میں بھنگیوں یعنی مہتروں کی ایسوسی ایشن قائم ہوئی ہے۔ جو متواتر اپنی معاشرتی۔ شہری اور اقتصادی امداد کی نگہداشت کریگی۔ انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے بچوں کو مدرسوں میں داخل کریں گے۔ شراب سے پرہیز کریں گے۔ اور مقدمات کے انفصال کیلئے اور شادیوں کے رسوم رجسٹر کرانے کے لئے باقاعدہ پنچائتیں قائم کریں گے۔

عدم تعاون میں نیا شاخسانہ

الہ آباد سے ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ سوامی ستیہ دیو سابق المؤلف نے یہ اعلان کیا ہے کہ ان کے خلاف جو حکم زبردفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری جاری کیا گیا ہے۔ وہ یکم مئی کو اس حکم خلاف ورزی کرنے کا قصد کر چکے ہیں۔

پہلا پنچا وکیل

مسٹر این سورانج ہائی کورٹ کے پہلے پنچا وکیل ہوئے ہیں۔ پنچا قوم جنوبی ہند میں اچھوت سمجھی جاتی ہے۔

مردم شماری کے اندر غلط اندراج کی وجہ سے ایک قتل

آگرہ ۱۶ اپریل لفٹننٹ کرنل این۔ ایچ گوڈن چھاونی مجسٹریٹ آگرہ کی عدالت میں دو ملزمان کی پیشی ہوئی۔ جن پر ایک زمیندار کے قتل کا الزام قتیا زیاں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ملزمین کو وجہ مشماری کے فارموں میں چمار درج کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کے اور مقتول زمیندار کے درمیان لڑائی ہو گئی۔ چنانچہ کنندہ ملزم نے اسے پکڑے رکھا۔ اور مراری ملزم نے اسے مار دیا۔

سندرین میں ڈاکہ اور دو قتل

سندربن میں تیس کے قریب ڈاکو چپرن سہا کے مکان میں رات کے وقت آن گھسے۔ اور اس کو اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

شراب نوشی کا انسداد کرنیوالوں کو سزا

ناگپور ۱۷ اپریل۔ ۱۱ اشخاص کے خلاف شراب کی اک۔ دوکان توڑنے جانے کے سلسلہ میں ڈاکہ کا مقدمہ چل رہا تھا۔ ان ۱۱ اشخاص میں سے ۶ کو بری کر دیا گیا باقی پانچ کو ۶ ماہ سے لے کر ۲ سال تک قید کی سزا دی گئی ہے۔ فیصلہ میں لکھا ہے۔ ناگپور میں تحریک عدم تعاون کی وجہ سے بہت سنسنی پھیل رہی ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

ترکی و یونان

یونانی سرگرمیوں کا از سر نو آغاز لندن ۲۱ اپریل۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج نے بردسا کے محاذ پر پھر جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ سکوتاری ۱۴ اپریل سے ترکوں کی زبردست جمعیتیں اوچاک کے محاذ پر یونانیوں پر حملہ کر رہی ہیں۔ اوچاک کے محاذ پر اب تک یونانی اپنے مورچوں پر قائم ہیں۔

یونانی بیڑا بحیرہ مرمرہ میں لندن ۲۲ اپریل۔ قسطنطنیہ کا ایک تار منظر ہے۔ کہ ایتھنز نے دول متحدہ کے پاس احتجاج کیا ہے۔ کہ یونانی بیڑا بحیرہ مرمرہ اور دردانیال میں کھلی جنگی کارروائیاں انجام دے رہا ہے۔

سربآوردہ ترکوں کا اخراج سمرنا کا ایک پیام منظر ہے کہ یونانیوں نے کئی سربآوردہ ترک جلا وطن کر کے ایتھنز بھیج دیئے ہیں۔

ترکی سپاہ کی گرفتاری لندن ۲۲ اپریل۔ قسطنطنیہ سے خبر آئی ہے۔ کہ ایک یونانی جنگی جہاز نے بحیرہ مرمرہ میں ایک بلغاری جہاز گرفتار کیا ہے۔ جو ترکی سپاہ ایشیائے کوچک کے لئے جا رہا تھا۔ یہ جہاز پرئیس میں لایا جائے گا۔ اور ترکی سپاہ اتار کر نظر بند کر لی جائے گی۔

برطانی افسروں کی کوئی شرکت نہیں قسطنطنیہ ۲۱ اپریل۔ برطانی کمانڈر انچیف نے اعلان کیا ہے کہ ایشیائے کوچک میں یونان کی جنگی کارروائیوں میں برطانی افسروں کی شرکت بالکل بنیاد ہے۔

بولشویکی کارروائیاں

ایرانی مورچوں پر بولشویکی الآباد ۲۲ اپریل۔ پایونیر کا طہرانی نامہ نگار۔ قسطراز ہے جمعیت کی بلاوجہ گولہ باری کی۔ ایک بولشویکی جمعیت نے رشت سے ایرانی گاسکوں کے مورچوں پر گولہ باری کی تھی جس پر ایرانی وزیر اعظم نے روسی وزیر کو جو کہ بایہ تخت ایران سے چند منزل کے فاصلے پر ہے تار دیا ہے۔ کہ جب تک مذکورہ بالا واقعہ کی توجیہ نہ کی آپ کے نہ جائیں۔ مانکو سے بھی اسی قسم کا احتجاج کیا گیا ہے۔

روسی وزیر کو داخلہ طہران کی اجازت الآباد ۲۲ اپریل۔ پایونیر کا طہرانی نامہ نگار ۲۳ اپریل کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ روسی وزیر کو طہران آنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کیونکہ اس نے ایرانی سپاہ پر گولہ باری کی معذرت پیش کی تھی حکومت ایران نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اگر اس قسم کا واقعہ پھر پیش آیا۔ تو روسی وزیر کو تسلیم نہ کیا جائے گا۔ بولشویک سپاہی روسی وزیر کا سامان لے کر طہران میں پہلے ہی پہنچ گئے ہیں۔

لندن ۲۰ اپریل۔ سر بے ایل بیرڈ سر زمین انگلستان پر نے مسٹر شورسٹ کی جانب سے بولشویکی خطرہ کے بارہ دارالعوام میں بیان کیا کہ حکومت سر زمین برطانیہ میں بولشویکوں کی تحریک کو نفرت سے دیکھتی ہے۔ یہ تحریک تین قسموں پر منقسم کی جا سکتی ہے۔ اول اشتراکی ملازموں کو تنخواہ جو ۵ پونڈ سے ۱۰ پونڈ فی ہفتہ ہے۔ دوم۔ انتشار پسند اخبارات کو وظائف سوم۔ باغیانہ کتب و رسائل کی مفت تقسیم

مقرر کے خیال میں کم از کم ۳۲ ہزار پونڈ ماہوار اس تبلیغ و اشاعت پر صرف ہوتا ہے۔

متفرق خبریں

ہندوستانی ڈاک کا ایک حصہ خراب ہو گیا لندن ۲۱ اپریل۔ جنرل پوسٹ آفس کا اعلان ہے کہ ہندوستان اور مشرق بعید کی ڈاک کے ایک حصہ کو جو ۲۰ اپریل کو لندن پہنچی ہے۔ بحیرہ روم میں طوفان باد سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ ڈاک کا اکثر حصہ تو تقسیم کر دیا جائیگا۔ لیکن بعض کے مخاطب پتہ سے نہیں جانتے۔

سن فینیوں کی طرف سے سخت سزا کی دھمکی لندن ۲۰ اپریل۔ سن فینیوں نے اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں آئرلینڈ کے باشندوں کو بے اجازت آئرلینڈ چھوڑنے کی ممانعت کی ہے۔ اور ہوا بازوں کو منع کیا ہے کہ کسی سے کرایہ کا روپیہ وصول کریں اور کسی کو ٹکٹ دیں۔ اس کی خلاف ورزی کی صورت میں سخت سزا کی دھمکی دی ہے۔

وفد افغانیہ انگورا میں لندن ۲۱ اپریل۔ انگورا سے مقیم قسطنطنیہ قسطراز ہے کہ دولت افغانستان کا سفارتی وفد انگورا میں پہنچ گیا ہے۔ رئیس وفد جناب سلطان احمد خان نے ایک تقریر کی جو انگریزوں کی مخالفت میں تھی نیز کہا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ترک اعوان کو مدد دے۔

شیخ سنوسی کا عزیم موصل لندن ۲۱ اپریل۔ شیخ سنوسی موصل کی طرف سفر کر رہے ہیں۔

فیض کی بجائے کلباک قسطنطنیہ ۲۰ اپریل۔ انگورا کی قومی مجلس نے قرار دیا ہے کہ فیض کی جگہ کلباک ٹوپی استعمال کی جائے۔ اور یہی ترکوں کی قومی ٹوپی مقرر ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلباک ٹوپی میں بہت اسلحہ تیار ہو سکتا ہے۔ اور فیض آسٹریا سے منگائی جاتی ہے۔

سابق قیصر کی تدفین برلن ۲۰ اپریل۔ سابق قیصر جرمنی کی تدفین کے ساتھ عجیب و غریب اظہار اطاعت ہوا۔ تقریباً جنازے کا جلوس دیکھنے کو تیس ہزار لوگ جمع تھے۔ قیصر کی تدفین اس مکان میں ہوئی جو زمانہ قدیم کی یادگار ہے۔ اس ماتمی جلوس میں تمام افراد خاندان ہوہنزولرن کے سابق فرمانروا۔ شہزادہ سابق ولیعہد۔ شہزادہ فریڈیننڈ وائی بلغاریہ۔ ارشل وان ہنڈنبرگ۔ جنرل وان ٹرپنر جنرل میکسن۔ جنرل وان گلک اور امیرالبحر وان ٹرپنر نے شرکت کی۔ یہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ تدفین کے بعد مجمع نے وان ہنڈنبرگ کے خیر مقدم میں غلغلہ اندازی بلند کیا۔

سکندریہ میں طاعون لندن ۲۱ اپریل۔ سکندریہ میں طاعون نمودار ہوا ہے

(بقیہ اس خبر کا جو الفضل ۲۶ اپریل صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں شائع ہوئی ہے قادیان میں بھیکر ہاکان سے بلغ ہوا)

البدر

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر: مہر محمد خان

نمبر ۸ | جلد ۸ | مورخہ ۵ | سلسلہ ۱۲ | پنجشنبہ | مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۲۹ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔ ناصریہ

رمضان المبارک

مشن گاندی کیسے خدا

عدم تعاون کے بد

مولوی عطاء اللہ ا

خطبہ جمعہ (ایمان کے

جہلم میں غیر مبایعین کی

استفتاءات

ہندوستان کی خبریں

غیر ممالک

مدینۃ المسیح

کچھ عرصہ سے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ حضور کی توجہ عالی آجکل بیرونی ممالک کی تبلیغ کی طرف ہے اور خصوصاً جماعت کے نوجوانوں میں سادگی، جفاکشی اور قربانی کی روح پیدا کرنے کی طرف۔ حضرت ام المومنین کے کان اور دانتوں میں درد کی شدید تکلیف ہے۔ احباب توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت عطا فرمائے۔

مبلغین کلاس جس میں قریباً تمام مولوی فاضل پاس اور فارغ التحصیل نوجوان ہیں۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کے زیر تربیت اپنے کورس کو جلد جلد طے کر رہی ہے۔

ناصریہ نیسا لینڈ

(نوشتہ از سالٹ پانڈ گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ)

معزز رؤساء سے ملاقات

مبلغ اسلام کی آمد پر خوشی کا اظہار

سیرالیون سے سالٹ پانڈ کو بحر

۲۱ فروری کو بجو شام روانہ ہو کر جہاز برولو ۲۸ فروری کو ۱۰ بجے شام سالٹ پانڈ پہونچا۔ راستہ میں نصف کے قریب مازروبیا پایہ تخت لائبیریا کے پانیوں میں برولو لنگر انداز ہوا۔ لائبیریا آزاد شدہ حبشی غلامان امریکہ کی جمہوری ریاست ہے۔ میری خواہش تھی کہ یہاں اتروں۔ اور رئیس جمہوریہ اور اراکین جمہوریت کو پیغام حق دوں۔ مگر کپتان جہاز برولو نے کمارکو اجازت نہیں۔ اسلئے کنارہ پر نہ جاسکا۔ مازروبیا کے بعد قریباً ۲ روز جہاز بندر سکنڈی میں ٹھہرا رہا۔ اور مسلمان رؤسا تختہ جہاز پر ملاقات کے لئے آئے۔ ان کو تبلیغ کی اور مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کیا۔ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونے زمانہ کو پہچاننے کی نصیحت کی ان کی خواہش تھی کہ میں انکے ہاں ٹھہروں۔ مگر حالات نے اجازت نہ دی۔ تختہ جہاز پر چونکہ میرا درجہ بس تھا۔ اسلئے فرسٹ کلاس کے معزز مسافروں کو تبلیغ کا خوب موقع ملا۔ اور نوجوان افسران جہاز

رمضان المبارک میں درس قرآن

احباب کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ آپ کے بھی رمضان المبارک میں جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ قرآن کریم کا درس دیا کرینگے اور کوشش کرینگے کہ سارا قرآن کریم رمضان میں ختم کریں۔ پیر و نجات سے جو صاحب اس نعمت سے مستفید ہونا چاہیں تشریف لائیں۔

بورڈ صاحبان جہاز پر تشریف لے گئے۔ آپ نوجوان انگریز کمپنی کا گرمجوشی سے استقبال کر گیا ہے۔ عزیز خود احمدی ہوگئے ہیں۔ بلکہ دوسرے دو عزیز بھی اشاعت جہاد کو بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں اور تحفظ اور احکام اسلام سیکھنے میں اپنا وقت صرف کرتے رہے۔

جہاز پر دوستوں کو الوداع

اور کئی چیزیں جو کنارہ سے لے لینی تھی۔ سوار ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاز سے اترتے وقت میں اکیلا نہ تھا۔ عزیز عبدالحفیظ بورڈنگ افسر جہاز پر دو تازہ مسلم کی ہمراہی معیت افسران جہاز کی اجازت میں روانہ ہونے والوں میں خاص امتیاز رکھتی تھی۔ یہ نوجوان جہاز پر ایک تخت سے دوسرے تختہ پر دوڑ کر اسلئے آتا رہا کہ مجھے آخری وقت تک دیکھے۔ مجھ سے چند بیعت فارم اس نے لئے کہ اور لوگوں سے بھی تبلیغ دستخط کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنت اور اخلاص میں برکت [illegible] کنارہ سے رومال ہلا کر آخری سلام کرتے رہے۔ اس جہاز پر کپتان اور افسران جہاز نے جو احترام سلوک کیا۔ وہ سالسٹ پانڈ اترتے وقت دل میں تازہ اور محرک دعا تھا اللہ تعالیٰ ان سعید انگریزوں کو نور اسلام سے منور کرے۔ آمین

میزبان اور کمشنر پولیس

قصبہ میں میری آمد کی پورے طور پر اطلاع نہ تھی تاہم پیڈرو میدا میزبان ساحل بحر پر موجود تھا۔ کنارہ بحر کے قریب اسوج بہاڑ کی مانند بلند تھیں۔ ان کو دیکھ کر خوف آتا تھا آخر بحیر سلامت کنارہ پر اترا۔ میزبان سے ملاقات کی اور الحمد للہ کہا۔

ساحل پر سلام کرنے والوں میں سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس تھے۔ جنہوں نے کمشنر صاحب پولیس کا سلام دیا اور کہا کہ وہ قریب ہی دفتر میں آپ کا انتظار کرتے ہیں وہاں گیا۔ یہ انگریز نوجوان افسر سوڈانیز [illegible] سلام کے بعد میں نے اپنے کاغذات پاسپورٹ۔ جہاز اور کتاب احمدیہ۔ کلمۃ اللہ اور لندن ٹائمز کی رپورٹ اور اپنا کارڈ دیا۔ اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات بتائیں۔ اور اپنے مشن کی غرض حفاظت و اشاعت اسلام کا ہوگی۔ کمشنر صاحب سے سلسلہ گفت شنود شروع ہوگیا۔ اور تبلیغ کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ:

سالٹ پانڈ

یہ قصبہ گولڈ کوسٹ کے وسطی ضلع کا صدر ہے۔ آبادی تخمیناً ۷۰۰۰ ہے۔ اصلی باشندے سب عیسائی ہیں۔ مسلمان تاجر ہیں اور کام سے ہیں۔ لیگوس کے تاجر ہیں مسلمانوں میں دو تین احمدی نوجوان بھی ہیں۔ مسلمانوں کی دو مسجدیں ہیں۔ اس قصبہ میں تین مشن ہیں۔ کیتھولک۔ ویسلین۔ جیمس مشن پہلے دونوں فرق کے گرجا اور مدرسہ الگ الگ ہیں۔ فرقہ سوم کے چند صبر ایک مکان میں گرجا کرتے ہیں۔ تمام علاقہ عیسائیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مسلمان خال خال ہیں جہاں کنوؤں کا پانی میسر نہیں۔ تالاب ہے۔ دودھ مکھن شکر۔ روٹی۔ چاول تمام اشیائے خوردنی دیسی ولایت سے آتی ہیں۔ ضلع میں تجارت کا کپڑے پام آئل۔ دبہ۔ مند کا چمڑا یہاں سے باہر بھیجا جاتا ہے گھوڑے یا بار برداری کے جانور دکھائی نہیں دیتے۔ صرف چھوٹی سی بکریاں ملتی ہیں۔ اخراجات لندن سے زیادہ ہیں۔ کوئی سیر گاہ یا تفریح کا مقام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرنے اور ایمان کی پاک شراب سے مخمور ہو کر وقت گذارنے کا خوب موقع ہے۔ روزانہ کوئین اور جلاب آور دوائی کھانا ضروری ہے۔

امیر فینٹی

اس علاقہ میں اصل باشندوں میں سے جو فینٹی کہلاتے ہیں۔ قریب تین ہزار مسلمان ہیں جو قریب دیوار سالٹ پانڈ میں بستے ہیں۔ ان کو چھوٹا لوگوں سے نفار ہے۔ اور ہوسا لوگ موذی ہیں امیر فینٹی کا نام مہدی ہے۔ اس نے ۴۸ سال ہوئے تبلیغ اسلام شروع کی تھی۔ اب بوڑھا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ اسلام کو اپنی قوم میں تازہ کرے اور کوئی مبلغ بلائے۔ اس لئے اس نے کیپ کوسٹ کے ایک شامی سے پتہ لیکر لندن مشن میں صفی صاحب کو خط لکھوایا۔ اور روپیہ بھیجا۔ اب تک ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر ان کے دو سردار لڑکے ایک نقیب خاص میری آمد کی تصدیق کرنے کیلئے آچکے ہیں۔ اور امیر صاحب خود چند ایک روز میں آنیوالے ہیں۔ کیا عجیب ہے۔ کہ ایک افسر شاہی امیر مہدی کو حضرت امام مہدی کا حلقہ بگوش بنا دے۔ بہرحال ان کا انتظار ہے۔

ہوسا اور یوروبا

نائجیریا کی دو قومیں اسلام میں داخل ہیں ہوسا عرب مخلوط حبشی ہیں۔ یوروبا حبشی اصل ہیں۔ یہاں کے ہوسا لوگوں کی لڑکیاں مکہ کے صحرائی گیت اسوقت گا رہی تھیں۔ ایک لڑکی ایک لڑکے کو پکڑ لیتی ہے۔ باقی سب مل کر دوسرا پکڑتی ہیں۔ یہ لوگ صبح و شام روشنی کے لئے آگ جلاتے ہیں۔ اور آگ کی روشنی میں بچے قرآن کریم تلاوت کرتے ہیں۔ ہوسا لوگ قدیم کے مسلمان ہیں۔ کوئی جدید تبدیلی ان کے لئے بدعت ہے۔ تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان کی مسجد میں شاہ حجاز کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ یوروبا لوگ مہذب ہیں۔ تجارت کا شغل رکھتے ہیں۔ ان کا ایک وفد میری ملاقات کے لئے آیا۔ میری مختصر تقریر کا جواب امیر وفد نے جو کچھ دیا۔ اس کا ایک فقرہ یہ تھا۔

"آج تک ہم یہ سنتے تھے کہ سفید آدمی مسلمان نہیں۔ الحمد للہ اب White man

وائٹ مین مسلم ہو کر یہاں آگیا"!!

دعا کا محتاج

احباب کرام! غریب مبلغین ہر سب سے دور۔ مضر صحت کام میں غیر مہذب لوگوں کے درمیان اپنی تنہائی کا احساس کرتا ہوا دعا کا خواستگار ہے۔ خدا کے مسیح علیہ السلام کی رؤیا میں جمال باعث تسکین اور ایمان سے بھرا ہوا نیز الہامات ڈھارس ہے۔ عزیزان! خدا حافظ۔ دعا دعا دعا۔

میرا پتہ

مجھے سب دوست خط لکھیں۔ اور سلسلہ کی خبریں بتائیں۔ ہندوستان کی خبریں لکھیں۔ کیونکہ میں اخباری دنیا سے باہر ہوں۔ میرا موجودہ پتہ ہے

C/o Post Master Salt Pond

Gold Coast W. Africa.

دعا کی درخواست

میں خدا کے فضل و کرم ذیلدار ہو گیا ہوں اور غیر احمدیوں نمبردار کے برخلاف اپیل کیا ہوا ہے تمام بھائیوں سے التماس ہے کہ میرے اسطے دعا فرمائیں مالکی کش وظفر از آید

ہیں جاتا ہے۔ اسوقت اس کی حالت ہوتی ہے وہ خدا کی بلندی اور بڑائی کو دیکھ کر تمام جہان سے الگ ہوتا ہے۔ اور اس کے احسانات کو دیکھ کر اللہ اکبر پکار اٹھتا ہے اور اسوقت زبان سے کہتا ہے۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ کہ میں اپنی تمام تر توجہ کو اس ذات کی طرف پھیرتا ہوں۔ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا خالص اسی کے لئے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یہاں انسان کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا کی عظمت کے آگے تمام جہان کی عظمت کو بھول جاتا ہے۔ اور سب جہان کے تعلقات سے دست بردار ہوتا ہے

پھر وہ دربار میں چلا جاتا ہے یا مومن کو معراج حاصل ہوتا ہے۔ اور نماز مومن کا معراج ہے۔ پھر وہ خدا کے حضور میں عرض معروض کرنے لگتا ہے۔ اور معراج انبیاء کا بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ ان کو دربار الٰہی میں خاص خاص عرضداشت پیش کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ سب سے پہلے وہ خدا کی ثنا و حمد شروع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین سب تعریفیں اس ذات واحد کیلئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ پھر الرحمن الرحیم۔ وہ رب ہے جو بے مانگے دیتا اور مانگنے پر اچھے سے اچھے بدلے عنایت کرتا ہے۔ اور پھر وہ کہتا ہے۔ مالک یوم الدین کہ وہ رحم ہی رحم نہیں۔ بلکہ شرارتوں کے بدلے میں سزا و عقاب بھی دے سکتا ہے۔

یہاں تک تو اس کی تعریف اور حمد تھی۔ پہلے اسکی عظمت کا اقرار دنیا سے بے تعلقی تھی پھر اسکی تعریف ہوئی مگر صیغہ غائب میں۔ آگے پھر عرض شروع ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا اسکو دیکھتے ہو۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو کم از کم اس طرح کہ وہ تم کو دیکھتا ہے۔ اس کے مطابق گویا انسان خدا کے سامنے ہوتا ہے۔ اور رو در رو عرض کرتا ہے کہ ایاک نعبد اے خدا ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اسوقت وہ اپنی اور تمام جہان کی حالت کو دیکھتا ہے۔ اور اپنے کو ذلیل ترین اشیاء میں سے سمجھتا ہے۔ پھر خدا کی عبادت کا اقرار کرتا اور اس سے استعانت چاہتا ہے۔

پھر اس مقام سے آگے قدم رکھتا ہے۔ اور التجا شروع کرتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ اے خدا ہمیں ہمارے تمام اعلیٰ مقاصد میں کامیاب کر اور تمام بھلائیوں سے حصہ وافر دے۔ وہ بھلائیاں جو تو نے پہلے کسی اپنے پاک گروہ کو دی ہیں۔

اگر ہم آگے رکوع اور سجدے اور التحیات اور سلام تک کی حالت اور عبارت پر غور کریں تو یہی حالت نظر آتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے۔

جو شخص اس طرح کی نماز پڑھے وہ کبھی بدی اور ناپسندیدہ باتوں میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پھر وہ ایک مُردہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور شیطان کے قبضہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور خدا سے نئی زندگی پاتا ہے۔ جو شیطان کے تصرف سے باہر ہوتی ہے اور یہی حالت اس کے معراج کی ہوتی ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا معراج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بلاتا ہے۔ اور ان کی معروضات کو سنتا اور ان کو قبول فرماتا ہے اسیطرح مؤمن کا معراج نماز ہے اور اسمیں جو معروضات انسان کرتا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ سنتا اور قبول فرماتا ہے ؛

حدیث قدسی حدیث قدسی میں آتا ہے کہ بندہ جب الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کہتا ہے۔ تو اسوقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حمدنی عبدی" میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد اسوقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھذا بینی وبین عبدی پھر یہ حالت ہوتی ہے۔ جیسا کہ کبھی بادشاہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ مانگو جو چاہتے ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ جب انسان کہتا ہے۔ ایاک نستعین اسوقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولعبدی ما سئل میرے بندے کے لئے ہے جو وہ مانگتا ہے۔ ایسی نماز ہے۔ جس کے لئے کہا گیا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔

نماز میں ذکر الٰہی دوسری بات نماز میں یہ ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولذکر اللہ اکبر۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد آجاتی ہے۔

دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی نماز پڑھنے کی توفیق دی جس کے نبیوں اور پیاروں نے پڑھی۔ اور اس سے وہ مقصد حاصل ہو۔ جو نماز سے اصل مقصد ہے۔ ہماری نماز محض ٹکریں نہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصل کے مطابق ہر قسم کی بدی اور ناپسندیدہ بات سے روکنے والی ہو۔ اور خدا کی یاد ہمیں اس سے حاصل ہو۔ آمین +

مولوی ابراہیم سیالکوٹی کے متعلق کچھ

موضع کوڑا کے مباحثہ میں مولوی ابراہیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر علاوہ اور بحثوں کے یہ زور دیتے ہوئے یہ بات کہی کہ چلو ہم عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننے کے معاملہ میں جھوٹے سہی اسپر جب اس سے یہ کہہ دینے کو کہا گیا تو ٹال گیا۔ گویا اس طرح سے اس نے ایک جھوٹ تو ضرور ہی بولا۔

(۲) ایک اور بات جو اس کے منہ سے جوش میں نکل گئی وہ یہ تھی۔ کہ حضرت رسول کریم کا رفع الی السماء نہیں ہوا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ اسپر سب کے سب حیران رہ گئے۔ حافظ جمال احمد صاحب نے بہ قسم کہا کہ تو اس نے کہدیا کہ ایمان سے کہتا ہوں یہ ہماری مزید حیرانی کا سبب ہوا۔ اور اسی حیرانی میں جب حافظ صاحب ایک لمحہ کیلئے خاموش ہو گئے تو یہودیوں کا یہ گروہ ہنس پڑا۔ جب حافظ صاحب نے کہا کہ کیا رسول کریم کی وہ دعا یعنی دفعنی جو ہر روز مانگتے تھے پوری نہیں ہوئی تو اسپر وہ سخت گھبرایا اور ناچار اسکو ماننا پڑا کہ ہاں قبول ہوئی۔

(۳) یہود بے بہبود کیطرح جب کئی بار لوگوں نے تالیاں بجائیں اور اسپر مولوی ابراہیم کو متوجہ کیا گیا تو اس نے اپنے بجانیوالوں کو ان کے منہ پر "جاہل لوگ" کہا۔

(۴) مولوی صاحب نے انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے سنہ ۱۹۰۲ء کے

جہلم میں غیر مبایعین کا جلسہ

اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۱۳ء میں جہلم میں ایک احمدی عظیم اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا لیکچر بابو عبد الحق صاحب سکرٹری انجمن اشاعت اسلام کی ایک رپورٹ چھپی ہے۔ اس سے ہم کو کچھ غرض نہیں آیا وہ اجتماع عظیم اور اژدہا کثیر تھا یا معمولی مجمع۔ اور حاضرین پر وجد کا عالم طاری تھا یا لیکچر کے اختتام پر بہت سے غیر احمدیوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ مولوی صاحب کا یہ بیان کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت نہ تھا۔ بالکل غلط ہے۔ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت تھا۔ لاہوری پارٹی بھی مانتی رہی ہے۔ مگر غیر احمدیوں کے وصول کرنے کی خاطر کہہ دیتے ہیں کہ دعویٰ نبوت نہ تھا۔

بابو عبد الحق صاحب نے جن کی عمر ماشاء اللہ مولانا کے لگ بھگ ہے۔ اور سنت نبوی اور شعائر اسلام کی یہ عزت کہ ہر روز کارنامہ کرتب کا تیار۔ ہر استرہ ان کا چہرہ صاف کرتا ہے۔ تاکہ ٹھوڑی پر اتنا بال بھی نہ رہے جتنا کہ کرکٹ گراؤنڈ کا گھاس۔ اس نے چونکہ خواہ مخواہ انکار کر دیا ہے۔ اسلئے مجھے بھی لکھنا پڑا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت پر مولوی صدر الدین صاحب کا لیکچر بابو عبد الحق مذکور نے محض اسلئے رکھا کہ احمدیوں سے خفا غیر احمدیوں کو بھڑکایا۔ اور اشتعال دلایا جائے۔ اور اسبات کا اسے اس قدر شوق تھا کہ مولوی صدر دین سے بھی اس نے دریافت نہ کیا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اٹھتے ہی کہا جو ختم نبوت کا مضمون میرے لئے رکھا گیا ہے۔ اگر مجھ سے دریافت کیا جاتا تو میں ہرگز اس پر لیکچر نہ دیتا۔ اب چونکہ مضمون رکھا جا چکا ہے۔ اور مشتہر بھی ہو چکا ہے اسواسطے میں اسکو نباہوں گا۔

اس مضمون کے متعلق مولوی صاحب نے اپنے لیکچر میں جو حقائق بیان کئے۔ انپر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے:۔

مولوی صاحب نے کہا۔ رسول کریم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اس کے ثبوت میں آیہ خاتم النبیین پیش کی۔ لیکن اس آیت سے نفی نبوت کا استدلال غلط تھا۔ کیونکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس آیت سے یہ مطلب نہیں سمجھتے تھے کہ میں نبیوں کو ختم کرنے آیا ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آیہ خاتم النبیین کے نزول کے قریب پانچ برس بعد حضور کے ہاں ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔ جس کا نام حضور نے ابراہیم رکھا۔ جو پیدائش سے کچھ عرصہ بعد بمقتضاء الٰہی فوت ہو گیا۔ رسول کریم نے اس کا جنازہ پڑھنے وقت فرمایا۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اب اگر آیت خاتم النبیین کا یہ مطلب تھا۔ کہ آپ نبیوں کو بند کرنیوالے ہیں۔ تو کیا وجہ کہ آپ باوجود آیت کی موجودگی کے فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ پس رسول کریم کا یہ فرمانا کہ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا نص صریح ہے۔ اس بات پر کہ رسول کریم کے نزدیک آیۃ خاتم النبیین کسی نبی کے آنے کی مانع نہیں۔

دوسری بات مولوی صاحب نے یہ کہی کہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ رسول کریم کے بعد کسی نبی کی آمد میں روک ہے۔ کیونکہ دین کامل ہو گیا۔ لیکن مولوی صاحب کا یہ استدلال بھی غلط تھا۔ کیونکہ اس میں نبی کا تو ذکر ہی نہیں۔ بلکہ اس میں تو صرف اسلام کے کامل ہونے کا ذکر ہے۔ اگر قرآن مجید نے یہ بتایا ہوتا۔ کہ نبی اسلئے آتے ہیں۔ کہ نیا دین لادیں۔ تب تو بے شک اس آیۃ سے استدلال ہو سکتا تھا کہ چونکہ نبی آتے ہی اسلئے ہیں کہ نیا دین لادیں۔ اور آیۃ اکملت لکم دینکم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب نئے دین کے آنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اسلئے معلوم ہوا کہ اب کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔ لیکن قرآن سے یہ ثابت نہیں کہ نبی کی غرض دین جدید کا لانا ہے۔ اور جب قرآن کے نزدیک نئے دین کا لانا نبی کی بعثت کے لئے ضروری نہیں تو اسلامی دین کا کامل ہونا کسی نبی کی آمد کے امکان کو باطل نہیں کرتا۔

تیسری بات مولوی صاحب نے یہ پیش کی کہ لا نبی بعدی میں رسول کریم فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر مولوی صاحب کا اس حدیث کو نفی نبوت میں پیش کرنا بھی غلط تھا۔ کیونکہ ساری حدیث کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم جناب نبوی میں مسمی بہ ہارون تھے۔ جس سے مراد حضرت علی کو مدینہ کا حاکم مقرر کر گئے۔ حضرت علی نے کہا کیا حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ چلے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا تجھے اس جگہ چھوڑنا اسی طرح ہے جس طرح موسیٰ کا ہارون کو بنی اسرائیل موسیٰ کے بعد ان کی جگہ چالیس دن کیلئے میں نبی تھا۔ مگر میری غیر حاضری میں نبوت نہ ہو گی۔ اسی طرح تیری غیر حاضری میں نبوت نہ ہو گی۔ ثابت ہوا کہ یہاں پر بعدی سے مراد وفات کے بعد نہیں بلکہ بعدی سے مراد غیر حاضری ہے۔

مولوی صاحب نے یہ تین دلائل ختم نبوت پر دئے تھے جن کی بابت لکھا جاتا ہے کہ مولانا نے ایسے دلائل شافی معارف اور نکات بیان فرمائے۔ کہ سامعین سکتے کی حالت میں تھے۔

مولانا کے لیکچر کا بہت سا حصہ ترکوں کی تعریف وغیرہ میں خرچ ہوا تھا۔ جس کے اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم کو صرف مسئلہ ختم نبوت سے غرض ہے جس کے متعلق اشتہار دیا گیا تھا۔

کیا بابو عبد الحق صاحب بتلائینگے۔ کہ اگر مولوی صاحب نے مسئلہ ختم نبوت پر ایسی روشنی ڈالی تھی کہ مخالف اور موافق کے منہ سے بے اختیار مرحبا اور جزاک اللہ نکلتا تھا۔ تو پھر آپ کو کس بات کا ڈر تھا کہ میرزا حسین صاحب احمدی کے بار بار تکرار اور اصرار پر احمدیوں کو وقت دینے سے انکار کیا۔ انہوں نے تو بہت خفا کہا تھا کہ ختم نبوت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اگر فریقین کے بعد دیگرے اسپر روشنی ڈالیں گے تو اس سے سامعین کو فائدہ ہو گا۔ اور وہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکینگے۔ مگر آپ انکار پر ہی اڑے رہے۔ اور ہمارے دلائل سننے کی تاب نہ لا سکے۔

خاکسار شاہ عالم احمدی از جہلم

عفو گناہ کے متعلق مسیح موعود کا ارشاد

تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں ہے

الفضل کی ہوار رپورٹ

۱۔ اپریل میں ۳۴ خریدار الفضل کے بنے ہیں اور تقریباً تیس روپیہ واپسی بند ہونے کے احباب جو پہلے نام الفضل جاری کرا چکے ہیں۔ وہ باوجود الفضل کی قدر کرنے کے بعض سستی یا بے اعتنائی سے روپیہ واپس کر دیتے ہیں۔ اور اخبار بند ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح پر اخبار کے خریدار اس تعداد سے کم ہو جاتے ہیں۔ جو برداشت اخراجات ماہواری کے لئے کم از کم ہونی چاہیئے تاہم میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو الفضل کی خریداری بڑھانے کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) چوہدری نصر اللہ خان صاحب سیالکوٹ ۱۰ خریدار (۲) جناب سراج الدین صاحب پیرووال ۱۰ خریدار (۳) ہوای غلام نبی صاحب امام مسجد ضلع گوجرانوالہ ۱۰ خریدار (۴) سید عبدالوحید صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ ۱۰ پنسر ۱۰ خریدار۔

(۵) مولانا شیر علی صاحب قادیان ۱۰ خریدار (۶) حکیم امیر حسین صاحب بلال پوری ضلع لودھیانہ ۱۰ خریدار (۷) مسٹر فضل کریم صاحب علی گڈھ ۱۰ خریدار (۸) جناب خواجہ علی صاحب شاہجہانپور ۱۰ خریدار

(۹) منشی عبدالخالق صاحب گرداور تونگوئی اکونہ ۱۰ خریدار (۱۰) منشی محمد اکبر خان صاحب ڈپٹی غازی خان ۱۰ خریدار (۱۱) خان بہادر عبدالحق خان صاحب پیلی بھیت ۱۰ خریدار

غریب فنڈ

۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء کے الفضل میں جو حساب شائع ہوا تھا اسکی میزان مبلغ ۱۵۰ روپیہ ہے اسکے بعد یہ رقوم وصول ہوئیں۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب عہ۔ میاں عزیز محمد صاحب ۵ روپیہ غازیخان عہ۔ میاں نثار اللہ صاحب کلرک منشی محمد ابراہیم صاحب کلرک تعلیم و تربیت عہ۔ میاں عبدالعزیز صاحب ۵ روپیہ۔ کل میزان ۲۹ لغ ۱۵۰

تقریباً تمام روپیہ غیر مطبوع اصحاب کے نام الفضل جاری کرنے میں خرچ کر دیا ہے۔ جن کے نام بابی رجسٹر غریب فنڈ میں درج ہیں اب احباب کو توجہ فرمانی چاہیئے۔ خوشی کی تقاریب والوں کو

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار وہی شخص ہوگا نہ کہ الفضل ایڈیٹر

اعجازی پریس ۲

یہ نوایجاد پریس نہایت عمدہ ہے اس میں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو دوسری پریسوں میں نہیں ہیں گرمی سردی میں یکساں کام دیتا ہے کسی قسم کی چکناہٹ نہیں ہے بڑی آسانی سے ایک شخص بھی چھپائی کا کام کر سکتا ہے۔ ایک کاپی لگا کر اس سانچہ کا بہت سا کام اور اسلئے چھپ جاتا ہے۔ تمام نئے حضرات کو اشتہارات اور چٹھیاں چھپانے میں یہ پریس بہت آرام دیتا ہے۔ مدارس کو پرچہ چھاپنے والے اور تاجروں اور تبلیغ کرنے کے شائقین کو بھی چاہیئے کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں۔ اور ہفتہ وار جب چاہیں مضمون لکھ کر چھاپ کر شائع کریں۔ یہ ایک اچھا ذریعہ تبلیغ ہوگا۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے۔ کارڈ سائز ۱۰ ۔ ایڈریس سائز ۱۵ ۔ نوٹ پیپر سائز ۲۰ ۔ فلسکیپ ۲۵ ۔ یہ ہی فی شیشی ۸ ۔ ہر چھاپنے کا کام ہمارے ذمہ ہے۔

محمد عامل مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان پنجاب

عجائبات کا تھیلہ ۱/۱۲

عجیب چاول نمبر ۱۔ معمولی چاول پر سورہ قل ہو اللہ باریک حروف میں ایسی خوبصورتی سے لکھی ہوئی ہے کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے قیمت ۸ فی چاول نام بھی چاول پر لکھوائیں تو ۱۲ ر

عجیب چاول نمبر ۲۔ اسپر صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ لکھا ہوا ہے قیمت ۴ فی چاول۔ اپنا نام بھی چاول پر لکھوائیں تو ۸ ر

عجیب انگوٹھی۔ فن فوٹوگرافی کا بہترین نمونہ۔ اس میں ایک بہت ہی ذرا سا شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس کو ایک آنکھ بند کر کے دیکھیں تو مکہ شریف اور مدینہ منورہ دونوں کے فوٹو نہایت صاف طور پر بڑے بڑے نظر آتے ہیں قیمت ۸ ۔ ہرنی انگوٹھی مرغیوں کے زیادہ انڈے دینے کی ایک نہایت ہی آسان ترکیب صرف ۴ کے عوض بھیجکر ہم سے دریافت کریں۔

نوٹ ۱۔ کوئی چیز اشتہار کے مطابق نہ ہو تو واپس کر دیں محصول پوسٹ خریدار پر۔

پتہ ۱۔ شیخ محمد اسمٰعیل احمدی۔ پانی پت

انجمن ترقی اسکول ۱۱/۱۲

صرف دو سال میں اس اسکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو اپریل ۱۹۱۸ء میں صرف مبادیہ کلاس کھل گئی تھی جس میں اسی سال اسی طلباء داخل ہو گئے۔ دوسرے سال تعداد طلبا ۱۲۵ ہو گئی اکتوبر ۱۹۱۹ء سے درجہ کلاس بھی کھولا گیا ہے جس میں اسوقت ۷۰ سٹرنگ طلباء داخل ہوئے۔ جنوری ۱۹۲۱ء سے ڈرائنگ کلاس بھی کھولدی گئی ہے جس کے داخلہ کیلئے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں۔ انجمن صاحبان نے اسکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارک لکھے۔ اسکول میں اسوقت نہایت قابل اور تجربہ کار ٹیچرز کام کرتے ہیں۔ ہزاروں روپے کا سامان ڈرائنگ سرویئنگ اور رائٹنگ وغیرہ کا کام موجود ہے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر وقتاً فوقتاً طلباء کو ملازمت کے لئے بھی ہم سے طلب فرمایا کرتے ہیں۔ غرض یہ اسکول پبلک اور ڈیپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے اسکول کے مفصل قواعد معقول سرٹیفکیٹ آنہ پر مل سکتے ہیں۔

المشتہر۔ سید احمد حسن منیجر و لالہ سکھ دیال انجینئر پرنسپل

فہرست گھڑی ۱/۲

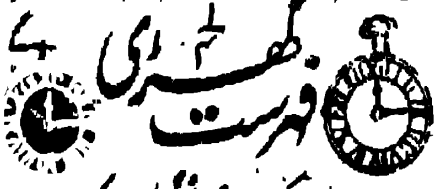

رمضان المبارک میں عموماً گھڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن دوستوں کو گھڑی منگانا ہو صرف ایک کارڈ لکھ کر ہم سے فہرست طلب کریں۔ اس کے مطابق جو گھڑی چاہیں ہم سے منگوالیں۔ اگر بہت جلدی ہو۔ تو قیمت کی تعیین فرما دیں۔ انشاء اللہ عمدہ گھڑی احتیاط کے ساتھ بھیجدی جائیگی ۱۔

المشتہر۔ ایچ سخاوت علی احمدی وایچ سیلر صدر بازار شاہجہانپور

ضرورت ۲

تین نارمل پاس شدہ کی ہائی سکول میں ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں ہیڈ ماسٹر کے نام بصیغہ نقول سنائی جائیں۔

افسر ہائی سکول قادیان

تحفہ بارہ "خوشخبری" کشمیر

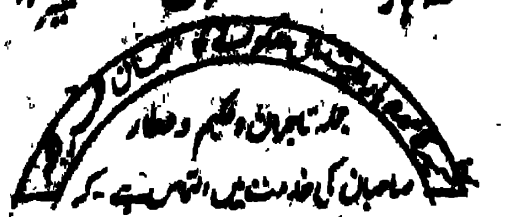

جملہ تاجران وکلیم وعطار

صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ

ہر قسم کی اشیاء کشمیر ہم سے طلب کر کے فائدہ اٹھائیں

(۱) چند ادویات وجڑی بوٹیوں کی فہرست:۔ بید انجیر۔ اسطوخدوس۔ گل بنفشہ۔ ہبدوار۔ میرا۔ تنزرولی خطائی زعفران اصلی۔ موسیائی۔ مست سلاجیت اصلی۔ کستوری اصلی۔ زیرسیاہ۔ بازنگ۔ چوبچینی۔ چاہ خطائی۔ گاؤزبان۔ افسنتین۔ گل بنفشہ۔ قیصون۔ بیدمشک۔ بیدسفید خرفہ۔ بابونہ۔ عنب الثعلب۔ بادرنجبویہ۔ اورنگ۔ اجوائن۔ گل لالہ سون۔ ابریشم۔ خطمی۔ خبازی۔ عناب۔ تخم کوانچ۔ دیودار۔ پودینہ پہاڑی۔ جان آدم۔ زردالو۔ سونف۔ پرتیں۔ رائی تخم کاہو۔ تخم کاسنی۔ خیارین۔ تخم ریحان۔ پیاز کشمیری۔ چربی چربی دیگ۔ جوگی سری مٹھاتیلیاں۔ سکیورہ۔ شہد ناس سنگباڑہ۔ کچھیاں۔ اخروٹ۔ بادام۔ گری خوبانی۔ وغیرہ ہر قسم کی ادویات وجڑی بوٹی۔

(۲) ہر قسم ریشمی۔ اونی وپشمینہ کا مال:۔ میز پوش وپلنگ پوش۔ ریشمی کامدار وغیرہ وغیرہ دھسے۔ ڈورمادہ وزنانہ کامدار۔ سادہ۔ نمدے کامدار وسادہ۔ لوئیاں۔ پٹو۔ چارخانہ۔ دھاریدار وغیرہ۔ ہر قسم کا اونی مال کشمیری۔

(۳) سوٹ کیس چرمی۔ بیگ چرمی اعلےٰ قسم۔

(۴) جانوروں کے چمڑے مثلاً چمڑا الوٹری۔ چمڑا اشہر چمڑہ لداخی۔ چمڑا۔ پشم وغیرہ۔

(۵) اخروٹ کی لکڑی پر شکاری کے منقش سامان۔ قلمدان میز شمعدان۔ قلمدان رحل وغیرہ۔

(۶) ہر چیز باقی ماندہ کشمیر کا سامان اعلیٰ قسم۔ مثلاً قلمدان فوٹو فریم۔ شمعدان۔ قلمدان۔ میموریٹری بکس۔ رحل وغیرہ۔

(نوٹ) آرڈر کے ہمراہ کچھ رقم بھیجنی ضروری ہے۔

محمد اسماعیل احمدی "احمدیہ ایمپوریم" کشمی

سرینگر۔ کشمیر

روغن مسیحائی

یہ روغن مسیحائی ایجاد کردہ مولوی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد کا ہے۔ جنہوں نے بیس سال تجربہ کیا ہے جو مرض سل میں نہایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے۔ سل کے کیڑوں کو مارتا ہے۔ خون اور جسم کو بڑھاتا ہے علاوہ اس کے کھانسی اور نزلہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس وقت تک جس کے صدہا شاید موجود ہیں اس روغن کا ہر گھر میں موجود رہنا مفید مطابق ہے۔ اکثر پرانے نفیس مستورات میں یہ مرض کثرت سے پایا جاتا ہے۔ فی تولہ بارہ روپیہ مناسب ہے۔

الشاکر۔ سید عزیز الرحمٰن قادیان دارالامان

عشق زدجام

اس نسخہ کو تمام حکماء نے مانا ہوا ہے۔ جو اپنے معجزنما خواص وفوائد میں بے مثل ثابت ہوا ہے۔ علاوہ مردوں کے عورت کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔ ہسٹیریا اور دق سل کا بہت لیگیا ہے۔ اس کے نام میں پورا نسخہ موجود ہے جو اصحاب خود بنانا چاہیں لکھ کے ٹکٹ روانہ فرماویں اس کا نام ہم نے درپے بہار رکھا ہے۔ قیمت گوہیاں فیدھن تیسرے روپے۔

الشاکر۔ خاکسار سید عزیز الرحمٰن قادیان دارالامان

احمدیہ فرنیچر کمپنی

جو احمدی اصحاب تجارت میں شریک ہونا چاہیں اپنے پتہ سے فوراً تجارت طلب فرماویں۔ حاکم حسین صاحب احمدی ناظر محلہ خیر نگر میرٹھ نائب کے علاوہ ہر قسم کا مال میز کرسی مسہری وغیرہ ساخت یہ بلی قادیان میں موجود رہیگا جو اصحاب فرمائش کریں روانہ ہوگا۔ تاجر کے وسیلہ براہ راست بالکفایت روانہ کیا جاویگا۔ احمدی تاجروں کی نام بلٹی وی پی روانہ ہوگی۔ باقی اصحاب سے پیشگی روپیہ لینے پر۔ اس کی شاخیں۔ بالفعل قادیان۔ پشاور۔ بریلی۔ منصوری قایم ہوئی ہیں۔ میرٹھ کو اڈہ میرٹھ رہیگا۔

الشاکر۔ خاکسار سید عزیز الرحمٰن قادیان دارالامان

صرف دو ورق پر تمام قرآن مجید

قرآن شریف تو آپ نے بہت سے اور ہر سہ کے دیکھے ہونگے مگر جو چھاپہ سے قرآن مجید ہے۔ وہ آپ نے شاید ہی کہیں دیکھا ہو۔ یہ پورا قرآن مجید صرف دو ورقوں پر نہایت صفت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ پھر خوبی یہ کہ باوجود یکہ ہر ایک لکھا ہوا نیک صاف ظاہر ہے نگی آنکھ سے بخوبی پڑھا جاتا ہے۔ یہ کمال نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں صرف ایک کمی ہے وہ یہ کہ اس کے لئے ایک خوردبین انوار العین چاہئے

تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت

ہم کو ایک کروڈائیل انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی ڈرائیور صاحب جو کروڈائیل انجن سے خوب واقف ہوں۔ اپنے شاہرہ سے یا دیگر شرائط سے اطلاع بخشیں۔

مینجر سٹور احمدیہ قادیان پنجاب

آٹا پیسنے کی چکی

یا لوہے کا خراس آبنی ہلکا چلنے والا اور پائیدار ہر قسم کا کارخانہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر کھلائی کا کام ہر قسم عمدہ صفائی سے تیار ہوتا ہے۔ نمونہ کا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں۔

مستری غلام حسین محمد شفیع آئرن فیکٹری

محلہ۔ ضلع گورداسپور

ایک نادر موقعہ

اندرون شہر قادیان دارالامان نزد مسجد مبارک متصل مکان مفتی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی مسکنی تعداد ۱۰ (۱۲۰) مرلے (یعنی پانچسو مربع گز) قابل فروخت ہے جو صاحب خریدنا چاہیں خط لکھیں۔

خاکسار۔ سید عزیز الرحمٰن حاکم عزیز مل قادیان دارالامان

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان - ۵ - مئی ۱۹۲۱ء

رمضان المبارک
قبولیت دعا کے ایام

وہ برکتوں اور سعادتوں کے دن جن کی شان میں خود خلاق زمین و زمان نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (البقرہ ع ۲۳)

آ پہنچے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے یہ مہینہ پایا اور مبارک ہیں وہ جو ان ایام میں الٰہی رضا جوئی کے حصول کے لئے اپنی تمام جائز احتیاجات سے بھی دست بردار ہو جائینگے۔ اور اس گرمی کی شدت کے زمانہ میں بھوک اور پیاس کی سختیوں کو محض للہ برداشت کرینگے۔

یہ ماہ مبارک اپنے اندر بڑی بڑی فضیلتیں اور برکتیں رکھتا ہے۔ جن کی تفصیل کی یہاں نہ ضرورت ہے نہ وقت۔ ہاں اس کی ایک ہی فضیلت جو ہزاروں پر بھاری اور اپنی شان میں خاص بلکہ اخص ہے یہ ہے کہ اس ماہ مبارک کو قبولیت دعا سے خاص تعلق ہے یہی وہ ماہ مبارک ہے۔ جس کے ذکر کے دوران میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام میں اپنے مجیب الدعوات ہونے کا بشان خاص اعلان فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو دعوت دیتا ہے۔ کہ آؤ میرا دروازۂ فیض کھلا ہے اپنے دامنہائے مراد کو انوار و انعامات الٰہیہ سے پُر کرلو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس شان سے اعلان فرمایا ہے لیکن جو اسپر بھی اس سے نہ مانگے۔ اس کے بدقسمت قطعی ہونے میں غائبہ و شک نہیں۔ اور جو شخص اس اعلان ربی کے ہوتے ہوئے پھر دعا سے استغناء ظاہر کرے۔ گویا وہ اپنے آپ کو عبودیت کے حلقہ سے نکالتا اور عبداللہ ہونے سے انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ (البقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ:- اور جب تجھ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق۔ تو ان کو کہو کہ میں نزدیک ہوں (شبہ یہ) کہ قبول کرتا ہوں دعا اس کی جو دعا مانگے۔ پس بندوں کو چاہیئے میرے احکام قبول کریں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھلائی پائینگے۔

خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے جو رمضان المبارک کے ذکر کے دوران میں فرمایا گیا۔ صاف ظاہر ہے کہ اس مہینہ کو قبولیت دعا سے خاص تعلق ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان کے سوا اور کسی مہینہ میں دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ ہر وقت اور ہر زمانہ اور ہر حالت میں اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ لیکن یہ ایام وہ ہیں۔ جن کے متعلق اس کی طرف سے اعلان عام ہے کہ جو بھی عبودیت اختیار کر کے میرے حضور دست سوال دراز کریگا۔ اس کی سُنی جائیگی۔ اور اس کے لئے برکتوں بہبودی کے سامان کئے جائینگے۔

یہ اعلان عام ہے۔ مگر اس سے فائدہ اُٹھانیوالے وہی خاص لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو تجربہ ہے۔ اور جو مادی امور کو اپنی حاجت روائی خدا ہی سے کرائیں۔ دوسرے وہ جنہیں خبر ہی نہیں۔ اور اس نعمت سے کبھی بہرہ اندوز نہیں ہوئے ان کو چونکہ اس عالم سے تعلق اور واسطہ ہی نہیں۔ اسلئے جس طرح وہ ہمیشہ غافل رہتے ہیں۔ اور کبھی خدا کے حضور نہیں گرتے۔ ان ایام کو بھی لہو و لعب اور غفلت و جمود ہی میں کھو دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی اصلاح کرنے کی بجائے قبولیت دعا کے ہی منکر ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کیلئے وہی نسخہ ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود نے رسالہ برکات الدعا میں تجویز فرمایا ہے کہ:-

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا
چوں علاج مے زمے نت خمار دانتہا

پس جس شخص کو دعا کی استجابت کا انکار ہو۔ اسکو مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق اسی جا بدینگے کہ اس آزار انکار دعا کا علاج یہی ہے کہ دعا کرو۔ دعا کرو پھر دعا کرو۔ اور کرتے رہو۔ آخر استجابت کے آثار ظاہر ہونگے۔ اور پھر تم اس آزار انکار دعا سے شفا پا جاؤ گے۔

لیکن ہم تو وہ لوگ نہیں جو دعا کے اثرات کے منکر ہوں۔ بلکہ ہم تو وہ ہیں۔ کہ جن کے امام و مقتدا کو استجابت دعا کا معجزہ عطا ہوا تھا پھر ہم کس طرح ان ایام خاص کو غفلت میں گذار سکتے ہیں۔ اس کا تو وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے محض اس ارشاد خداوندی کی تعمیل میں ہے کہ:-

وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین (سورۃ الذاریات ع ۲)

یاد دلاؤ کہ یاد دلانا مومنوں کے لئے نفع مند ہے۔ پس میں احباب کرام کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو وقت کتنی مہمات دینی ہمارے پیش ہیں اور ہمارے راستہ میں کیا کیا عقبات ہیں۔ جن کے حل کرنے کے لئے ہمیں اس مبارک مہینہ میں خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

اوّل تو یہ کہ ہمارے سلسلہ کا مدعا عظم یعنی حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے۔ قریباً تین ہفتہ سے روزانہ بخار ہو جاتا رہا۔ پہلے پندرہ روز تو حضور کو نزلہ سے سخت تکلیف رہی۔ چھینکیں آئیں اور ناک سے خون آتا رہا۔ اب خدا کے فضل و کرم سے خون آنا تو بند ہو گیا ہے۔ لیکن بخار کی شکایت ابھی باقی ہے۔ گو پہلے کی نسبت کم ہے۔

حضور کو دین کے لئے جس قدر فکر ہے۔ اور قیام دین کے لئے حضور جس قدر محنت و مشقت برداشت کئے ہوئے ہیں۔ اور ان نازک ترین ایام میں خدمت دین کا جس قدر بار آپ پر ہے۔ اس کے ایک قلیل حصہ کو بھی مدنظر رکھ کر معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضور کو خاص ہی قوت اور طاقت بخشی ہے۔ ورنہ انسانی قویٰ اس قدر بوجھ کو اُٹھانے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضور کی طبیعت علیل اور ناساز رہتی ہے۔ اس کے متعلق ہمارا سب سے پہلا اور سب سے بڑا کام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور اس مبارک ماہ میں نہایت الحاح و خضوع و خشوع سے دعائیں کریں۔ کہ مولا پاک اس وجود باجود کو تمام

قسم کی بدنی کمزوریوں اور امراض سے شفا بخشے تاکہ اس کا یہ بندہ اس کے دین کی زیادہ اور زیادہ خدمت کر سکے اور اے خدا تو اپنے دین پاک کی خدمت کے تصدق میں اپنے بندے کو صحت دے تاکہ یا اپنی صحت کو تیرے ہی دین کی بیماریوں کے دور کرنے میں صرف کرے۔

دوسرا یہ عاجز اپنے احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ کام معمولی کام نہیں۔ اسلئے اس مبارک مہینہ میں اپنے امام کی صحت کے لئے دعائیں کرو اور بہت دعائیں کرو۔ تاکہ خدا اسکو صحت دے۔ اور اپنے دین کو قوت بخشے۔ کہ دین ہی کے غم نے اس کی صحت کو شکستہ بنا رکھا ہے۔

دوسرا کام جو ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سپرد کیا گیا ہے وہ تبلیغ دین ہے۔ اور یہ خدائی امانت ہمیں اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ودیعت ہوئی ہے۔ اور تم سے توقع کی گئی ہے۔ کہ ہم اس امانت خداوندی کو ساری دنیا میں پہنچا دینگے ہم نے اس امانت کے امین بنتے ہوئے عہد کیا ہے۔ کہ اس کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دینگے۔ اور یہ عہد کرتے وقت ہم نے ان تمام دقتوں کا بھی خیال کیا تھا۔ جو ہمیں اس راہ میں پیش آنے والی تھیں۔ اور ہم نے اقرار کیا تھا کہ ہم حالت عسر و یسر میں اس خدمت کو بجا لائینگے ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم اس کے دین کی بہت کچھ خدمت کر رہے ہیں مگر ابھی تک ہم اس راہ میں شدائد کثیر قبول کئے گئے۔ نہ ہم گھروں سے نکالے گئے نہ ہم پر کاری عائیت تنگ کی گئی نہ ہم سے دنیا نے اتنی دشمنی کی۔ جتنی پہلی جماعتوں سے ہو چکی ہے نہ ہمارے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے نہ گڑھے کھودے گئے۔ یہ سچ ہے کہ ان تمام باتوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ہمیں ملا۔ لیکن نہ اس قدر جو ہمیں فتح و نصرت کے دروازے تک پہنچا دے۔ مگر اب سامان ہو رہے ہیں۔ اور دنیا اس بات پر آمادہ ہو گئی ہے کہ ہمیں پیس ڈالے۔ اور ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دے اور ہمیں نیست و نابود کر دے۔ اور ہمارے نام کو حرف غلط کی طرح محو کر دے۔ اور دنیا کے فرزند ہم سے نفرت و حقارت و دشمنی و عداوت میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔ ہمارے رشتہ دار ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ہمارا ہر شہر ان کو بدترین عیب کی شکل میں دکھائی دے رہا ہے۔ پس یہ وہ ایام ہیں کہ ہم سب اپنے مولا کی طرف جھک جائیں۔ اور اسکی درگاہ کو کچھ دیں سا دھار ہمارا سر اٹھے۔ جب تک اس کی نصرت ہمیں دنیا میں سرفراز نہ کرے۔ ان ایام میں یہ خصوصاً دعائیں مانگنی چاہئیں کہ اے خدا ہم تیرے دین کی عزت کیلئے تجھ سے عزت غلبہ چاہتے ہیں۔ اپنے نفس کے لئے نہیں۔ پس تو ہم پر رجوع برحمت ہو۔ دنیا اسوقت ضلالت کے انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ اور سعید ارواح ہماری طرف تک رہی ہیں۔ مگر سانپ اور سانپوں کے بچے ہماری ایڑی ڈسنے کی فکر میں ہیں۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اے خدا تو ان زہریلے سانپوں کی کچلیاں توڑ دے۔ اور اپنے بندوں کو اپنے نام پر فتح دے تاکہ ہم تیرا نام جسے بھولی ہوئی دنیا سماعت سے کان میں ڈالدیں۔

اسوقت ہمارے سامنے مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ جن کو ہم تفصیل سے اوپر بیان بھی نہیں کر سکتے ان مشکلات کے پہاڑوں کو اپنے رستہ سے ہٹانے کے لئے ہمارے پاس بجز اس کے اور کوئی سامان نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ ہی سے دعا کریں۔ کہ وہ خود اپنے فضل و کرم سے ان پہاڑوں کو ہیبا منثورا کر دے۔ اور ہمارے لئے میدان کو صاف کر دے۔

پھر ہمارا امام ہم میں سے بہت سے ایسے سرفروش چاہتا ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں پھیل جائیں۔ وہ آپ ہی کمائیں۔ اور آپ ہی کھائیں ان کے سر پر کفن ہو اور بغل میں قرآن۔ دنیا کے ہر گوشہ میں جائیں۔ اور مسیح موعود کی آمد اور دین اسلام کی صداقت کے نعرے لگائیں۔ اور سعید روحوں کو سرچشمہ ہدایت کا پتہ دیں۔ ان کو سوائے اسلام کے نہ عزیز و اقارب کی نہ دوست و دشمن کی نہ مال و دولت کی نہ آرام و آسایش کی نہ بیوی بچوں کی نہ کسی چیز کی فکر ہو۔ وہ کریں کہ خدا ہم لوگوں کے دلوں میں ایسا ولولہ اور جوش ڈالے کہ ہم دنیا کی تمام قیدوں اور زنجیروں کو توڑ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی منشاء کے ماتحت اس میدان میں آ کھڑے ہوں۔

پھر اس کام کی بھی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے کہ ہمارا سلسلہ بہت سی مالی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی ان مشکلات کو بھی دور کر سکتا ہے۔ گو یہ مالی مشکلات کا سوال بھی اس قسم کا جو حل طلب سوال ہے۔ کہ بہت سے سفید فام جو دین کے لئے کٹ جانے چاہئیں۔ محض مالی پہلو کی نزاکت کے باعث معرض وجود میں نہیں آ سکتے۔

علاوہ ازیں اسلام کے وہ فرزند جو اپنے اہل و عیال سے برسوں سے علیحدہ ہیں۔ اور ہزاروں میل کے فاصلہ پر غیر ممالک میں غیر زبان اور غیر لوگوں اور غیر مذاہب کے لوگوں میں بیٹھے ہیں۔ اور دین کے لئے اپنی تمام قوتوں کو صرف کر رہے ہیں۔ اور آنے والوں کے لئے اپنی قربانیوں کا بہترین نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ ان کی صحت و عافیت ان کے کام میں برکت ہونے اور نیک نتائج برآمد ہونے کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور یہ بھی ضرورت ہے کہ ان کے اہل و عیال کے لئے بھی دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔ اور ان کی آپ تربیت کرے۔

غرض یہ موٹے موٹے چند مقاصد ہیں۔ جن کے لئے جمہور جماعت احمدیہ کو اس ماہ رمضان میں بالخصوص دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رمضان ہمارے لئے اور دنیا کے لئے دینی لحاظ سے ترقیات کا موجب ہو۔ مخالفتوں کی آندھیاں بند ہو جائیں۔ اور دشمنیاں اور دشمن مٹ جائیں اور ان میں سے جو شقی ازلی نہیں۔ ان کو ہدایت نصیب ہو۔

پس اے برادران! میں کہاں تک لکھوں رمضان آ گیا۔ آپ اس کو رائگاں نہ جانے دیں۔ دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ اپنے لئے اور سلسلہ حقہ اور اسلام کی فتح و ظفر کے لئے۔ کیونکہ اگر اسلام سربلند ہو گا تو ہمارے سر فخر سے آسمان تک پہنچ جائینگے۔ اور اگر اسلام کے لئے خدانخواستہ عزت نہیں۔ تو ہم جو اس کے نام لیوا ہیں۔ ہمارے لئے تو کوئی عزت نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسلام کو معزز کرے اور خدام اسلام کو سرخرو اور فائز المرام کرے۔

آمین

مسٹر گاندھی کیسے خدا کے قائل ہیں

مسٹر گاندھی کے متعلق الزام چسپاں کرنے کے لئے شخص نے کہنے کو تو یہ کہا تھا کہ چونکہ گو ان کو پرماتما کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ لیکن پرماتما یعنی خدا تعالیٰ کی جو قدر و منزلت مسٹر گاندھی کے نزدیک ہے وہ ان کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

"اخبار ایڈورکیٹ آف انڈیا میں مسٹر گاندھی کا ایک پیغام شائع ہوا ہے۔ جسمیں آپ لکھتے ہیں:۔

"میری دلی خواہش صرف یہ ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۱ء کا یہ دن ہماری حالت غلامی میں آخری دن ہو۔ لیکن یہ بات میرے اختیار میں نہیں۔ بلکہ یہ خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ پرماتما بھی ہمیں سوراجیہ دیگا۔ جو سوراجیہ خود ضبطی اپنے آپ پر حکومت پر مشتمل ہو۔ واقعی اسے خدا بھی نہیں دے سکتا۔ یہ صرف تکالیف برداشت کرنے اور قربانی کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔"

(پنجاب ۲۸۔ اپریل ۱۹۲۱ء)

مذکورہ بالا الفاظ مختلف اخباروں میں "خدا بھی سوراجیہ نہیں دے سکتا" کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے کہ "مہاتما جی" پرماتما کو کس قوت و طاقت کا مالک سمجھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر انہیں کس قسم کا ایمان اور یقین ہے۔

معلوم ہوتا ہے "مہاتما جی" خدا کے دینے کا یہ مطلب سمجھتے ہیں۔ کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے پر جو چیز حاصل ہو وہ خدا دیتا ہے۔ اور جسے انسان کوشش اور سعی سے حاصل کرے۔ اس میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

ممکن ہے جس مذہب کے مسٹر گاندھی پیرو ہیں اسکی یہی تعلیم ہو۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کو اتنا ہی درجہ دیا گیا ہو کہ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے۔ اپنی کوشش سے حاصل کرتا ہے اور خدا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ اور نہ کوئی خدا پرست انسان ایک لمحہ کے لئے اسکو ماننے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ پر یقین اور ایمان رکھنے والا ہر شخص یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ اسے جس قدر قوتیں اور طاقتیں حاصل ہیں وہ خدا ہی کی طرف سے ہیں۔ اور اس کی ہر محنت اور کوشش کا نتیجہ خدا ہی مرتب کرتا ہے۔ اسلام نے اس حقیقت کو صرف دو لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم میں خدا تعالیٰ کی جو دو صفات (۱) رحمن اور (۲) رحیم بیان کی گئی ہیں۔ ان سے یہی بات بتانا مقصود ہے چونکہ الرحمن کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ ہستی جس نے انسان کے ترقی کرنے اور فائدہ اٹھانے کی چیزیں بغیر اس کی محنت اور کوشش کے پیدا کی ہیں۔ اور الرحیم کے یہ معنے ہیں کہ وہ ہستی جو انسانی کوشش اور محنت کے نتائج مرتب کرتی ہے۔ یعنی انسان جب صفت رحمانیت کے ماتحت حاصل شدہ طاقتوں اور چیزوں کو استعمال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ صفت رحیمیت کے ماتحت ان کے نتائج پیدا کرتا ہے ؛

اسلام کی یہ تعلیم ایسی اکمل اور اعلیٰ ہے۔ کہ دنیا کا کوئی مذہب اسکی کیا اس کا ہزارواں حصہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کو اپنے مذہبی خیالات اور اعتقادات کی وجہ سے کہنا پڑا۔ کہ ممکن نہیں پرماتما ہمیں سوراجیہ دیگا۔ سوراجیہ صرف تکالیف کے برداشت کرنے اور قربانی کے ذریعہ حاصل ہوگا ؛

یہ ٹھیک ہے۔ کہ کسی چیز کے حاصل کرنے اور کسی مقصد کو پانے کے لئے تکالیف کے برداشت کرنے اور قربانی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کوئی شخص جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی کچھ بھی قدر ہو۔ اس قسم کے الفاظ منہ سے نکالنے کی جرأت نہیں کریگا کہ انسان کا مقصد صرف تکالیف برداشت کرنے سے حاصل ہوگا۔ خدا کا اس سے کچھ تعلق اور واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ جانتا اور سمجھتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ صرف اسی وقت وہ تکالیف کو برداشت کر سکیگا۔ جب برداشت کرنے کی طاقت اور ہمت اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو ہر ایک۔ خدا پرست انسان کا ہونا چاہیئے اور ہے۔

مسٹر گاندھی نے جو کچھ لکھا ہے اس سے جہاں خدا کے متعلق ان کے اعتقاد کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کا مذہب خدا کو کیسی ادنیٰ حالت میں پیش کرتا ہے۔ اگر ایسے ہی خدا کی طرف سے ان کو الہام ہوتا ہے۔ تو ضعف الطالب والمطلوب الہام کرنے والے اور الہام پانیوالے کی حقیقت معلوم۔

کیا مسٹر گاندھی کی روحانیت کا ڈنکا بجانیوالے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ان کے مذکورہ بالا خیالات پر غور کرینگے؟

عدم تعاون کے پیروؤں کی قید

وقتاً فوقتاً ان قیدیوں کے متعلق جنہیں گورنمنٹ فتنہ و فساد پھیلانے کے جرم میں باقاعدہ مقدمہ چلا کر قید کی سزائیں دے رہی ہے۔ اخبارات میں اس قسم کی التجائیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ان کے لئے جیل خانہ میں رہائش اور کھانے کا اور کپڑے کا خاص انتظام کیا جائے۔ اور ان کے آرام و آسایش کے تمام اسباب مہیا کئے جائیں۔ حال میں زمیندار نے اس غرض کے لئے اپنے دو پرچوں میں دراصل مسٹر ظفر علی کے لئے جو منٹگمری جیل میں ہیں اور ضمناً دوسروں کے لئے بہت کچھ لکھا ہے اور مسٹر ظفر علی کو نازونعم میں پرورش یافتہ قرار دیکر درخواست کی ہے۔ کہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔

اسی طرح مولوی عطاء اللہ کے معاملہ میں کہا گیا ہے بھائے نزدیک ہر ایک وہ قیدی جسپر جیل میں بے جا سختی کی جاتی ہو۔ اس قابل ہے کہ حکام بالا کو اس کی تکلیف کے انسداد کی طرف توجہ دلائی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو عدم تعاون کے پیرو بن کر سرکاری حکام سے بات تک کرنا پسند نہ کرتے ہوں۔ اور جو حکام کے کسی سوال کا جواب دینا گوارا نہ کرتے ہوں۔ وہ جیل میں جانا اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق ان کے ساتھیوں کی طرف سے گورنمنٹ کے سامنے اس قسم کی التجائیں کرنا کہاں تک اصول عدم تعاون کے مطابق ہے ؛

اخبار ذوالفقار لاہور ایسے لوگوں کے متعلق اس بات پر حیرت کا اظہار کرتا ہوا۔ کہ کیوں حضرات نے اب عدم تعاون کو بالائے طاق رکھ کر گورنمنٹ سے اپنی آسامیوں کے واسطے لجاجت کے ساتھ التجائیں کی ہیں پوچھتا ہے۔ کہ کیا یہ لوگ جو جرمانہ سے بیخبر نہ ہیں جانے کیلئے بیتاب تھے۔ یہ چاہتے تھے۔ کہ قیدیوں کو گرمیوں میں خدا کی ٹھنڈی پہاڑیوں پر بھیجا جائیگا۔ اور کسی قسم کی خفت لینے کی بجائے ان کیلئے اسباب عیش و عشرت مہیا کر دیئے جائینگے۔ اگر نہیں۔ تو اب کیوں اس قسم کی التجائیں کی جاتی ہیں؟

مولوی عطاء اللہ اور حضرت موسیٰ کی ہتک

ضمیمہ اخبار ذوالفقار لاہور کا خاص نامہ نگار مولوی عطاء اللہ کی عدالت کا حکم سنتے وقت کی یہ حالت بیان کرتا ہوا۔ کہ حکم سن کر عطاء اللہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور کہا کہ تین سال قید اور تین ماہ؟ مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ تین سال، لکھتا ہے۔ کہ عطاء اللہ نے ۲۵ مارچ ۱۹۳۱ء کو بروز جمعہ مسجد خیر الدین مرحوم واقع امرتسر میں مسٹر گاندھی مشرک کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی کو یہ شخص بالقوہ نبی مانتا ہے۔ اس کے بعد سزا کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اپنی تقریر میں آخر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسٹر گاندھی سے اور انگریزی حکومت کو فرعون سے تشبیہ دیتا رہا اور لوگوں کو اشتعال ریز اور خطرناک الفاظ سے برانگیختہ کرتا رہا۔ خدا کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی یہ توہین منظور نہ تھی کہ ایک مشرک سے ان کا مقابلہ کیا جاتا اور مسلمانوں کو بدظن رعایا پر چلانے کی کوشش کی جاتی۔ اس واسطے مولوی عطاء اللہ صاحب اپنے کئے کی سزا کو پہنچ گئے۔ اور اپریل ۱۹۳۱ء مولوی عطاء اللہ نے جس بیباکی سے مسٹر گاندھی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دے کر ان کی کوشش کی وہ فی الواقع ہر ایک مسلمان کے دل کو دکھانے والی تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ علماء نے بھی اس کو ذرا محسوس نہ کیا۔ جس سوال کے جواب پر ایمان

خطبہ جمعہ

نماز کے اسرار

از مولوی سید محمود سرور شاہ صاحب

۲۹ اپریل ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے اس وقت کسی اور مسئلہ کے بتانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن خدا ہی اپنی حکمت جانتا ہے۔ کہ جب آج حضرت صاحب نے مجھے خطبہ پڑھانے کیلئے ارشاد فرمایا۔ تو بغیر کسی میرے ارادے کے میرے دل میں گویا القا ہوا۔ کہ میں نماز کے اسرار کے متعلق کچھ بیان کروں۔ اس لئے میں آج نماز ہی کے متعلق چند موٹی موٹی باتیں بتانا چاہتا ہوں۔

نماز کے فضائل

اوّل میں نماز کے لئے اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ نماز بہت بڑی عبادت اور جامع عبادت ہے۔ اگر انسان اس کو ادا کرے۔ تو اس کے فوائد عظیم حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے دو فوائد کھلے کھلے بیان ہوئے ہیں۔ (۱) ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ کہ ان وہاں لاتے ہیں۔ جہاں تاکید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ ایک زمانہ میں لوگ نماز تو پڑھیں گے۔ مگر ان پر نماز کے وہ اثرات جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ ظاہر نہیں ہونگے اسلئے اس آیت میں فرمایا۔ کہ نماز ضرور ضرور بدکاریوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ لیکن بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ مگر ان پر وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ جیسے پہلے ویسے ہی ناپسندیدہ باتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ طبیب دوا بتلاتا ہے۔ اگر اس سے فائدہ نہ ہو۔ تو پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ ممکن ہے معالج نے دوا ہی وہ نہ دی ہو۔ بلکہ غلطی سے دوسری دوا دے دی ہو۔ دوسری یہ بات کہ ممکن ہے طریق استعمال میں غلطی کی ہو۔ تیسرے ممکن ہے۔ کہ طبیب سے غلطی ہو گئی ہو کہ مرض کے مطابق دوا نہ دی ہو۔ بلکہ کوئی اور دوا تجویز کر دی ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے غلط طریق بتا دیا۔ یہ کہ کہا کچھ اور دیا کچھ۔ ہاں یہ بات قابل تسلیم ہے۔ کہ خدا نے جو نسخہ بتایا ہم اس کو اس طریقہ کے مطابق استعمال نہ کریں۔ کہ جس مقصد کیلئے وہ نسخہ تجویز ہے۔

لوگ نماز پڑھتے ہیں مگر ان کی نماز بے اثر ہوتی ہے

پس یہ وجہ ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ مگر نمازیں بیوقوفیاں کرتے ہیں۔ میں نے بادشاہ کے ایک شیخ کا ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ مذکر شاہ مجھ کو اس کے پاس لے گیا۔ اور اس کو کہا۔ کہ یہ سید ہیں۔ اور دور کے رہنے والے ہیں۔ ان کا مقدمہ ہے۔ اور سچا ہے۔ دور سے گواہ لانے پڑتے ہیں۔ آپ گواہ دے دیں۔ وہ شیخ تسبیح پڑھ رہا تھا۔ [illegible] کا ذکر کر رہا تھا۔ ذکر کرتے کرتے [illegible] کہا دو گے۔ مذکر شاہ نے کہا دو روپیہ۔ اور ساتھ ہی ذکر بھی [illegible] کیلئے گئے تھے۔ وہ پیش آگئے؟

اور یہ ہے ان لوگوں کی حالت جو ذاکر و شاغل اور نماز خواں ہیں۔ مگر ان کی نماز کا کوئی اثر نہیں۔ طبیب کی بتائی ہوئی دوائی میں غلطی ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے تجویز کئے ہوئے نسخہ میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ نماز ضرور فحشاء اور منکرات سے روکتی ہے۔ لیکن اگر پڑھی جائے؟

نماز کی ہر حرکت و عبارت پر حکمت ہے

اسلام روحانی فلسفہ ہے ڈھکوسلہ نہیں۔ اس کی ہر ایک عبادت جو نماز میں پڑھتے اور ہر ایک حرکت جو نماز میں کرتے ہیں۔ اس پر غور کریں۔ تو ایک خاص بات نظر آتی ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو پہلے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اور پھر اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بات ہے۔ کہ مثلاً جب کوئی شاگرد استاد کے پاس جاتا ہے۔ یا کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے۔ اس وقت اس پر ایک حالت رعب طاری ہو جاتی ہے۔ یا وہ مرعوب ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت جذبات احسانمندی کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان خدا کے دربار

ہندوستان کی خبریں

ہڑتال کی جبریہ کوشش ٹرپلی میجسٹریٹ پالا سوامی نے ۲ بروز ہفتہ ۷۔ احمد نگر شہر کے تین اشخاص کو تنبیہ کی ہے۔ جنہوں نے بعض دوکانداروں کو جو بلیک کی اشیاء فروخت کر رہے تھے فروخت کرنے سے باز رکھا تھا۔ اسی قسم کا ایک نوٹس نہات پور میں جاری کیا گیا ہے۔ ۱۰ بارکچہ خریداروں کی حراست کی گئی تھی۔

شکریہ انگلینڈ اور جذبات صبر کی تضحیک گورنمنٹ ممالک متوسطہ نے تمام ملک معظم تمام قبول سائل شکریہ انگلینڈ اور جذبات صبر کی تضحیک پر مشتمل سید ایلوسیبر نواری ولد سید احمد حسین شاہجہانپوری مطبوعہ شاہجہانی پریس میرٹھ ضبط شدہ قرار دی ہیں۔

انجمن سرکاری تحقیقاتی کمیٹی ناگپور ۲۸ اپریل۔ ۲۸ مارچ کو ناگپور میں مجمع پر جو گولی چلائی گئی تھی۔ اس کے متعلق تحقیقات کرنے کیلئے ایک انجمن سرکاری کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ اس کے صدر مسٹر جوزف بیپٹسٹہ ہیں۔

سوامی ستیانند پر مقدمہ الہ آباد۔ ۲۹ اپریل آلہ آباد سے خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ سوامی ستیانند ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں بغاوت کے الزام پر پیش کئے گئے۔ استغاثہ کی طرف سے گواہی دی گئی۔ کہ سوامی نے ۲۰۔ اپریل کو ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ جارج پنجم بادشاہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک ڈاکو ہے ملزم نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں انگریزی رعایا کا مخالف نہیں ہوں۔ یکم مئی کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ ۱۸ ماہ قید بامشقت سزا ملی۔

جموں سے اخبار نکالنے کی اجازت نہیں دیگئی جموں کے ایک نوجوان نے جموں سے ایک اخبار نکالنا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے حصول اجازت کیلئے مہاراجہ صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی۔ کہ مہاراجہ صاحب نے نوجوان کی یہ درخواست منظور نہیں کی۔ اور جواب دیا ہے۔ دربار جموں سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کئے جانے کی درخواست کو منظور کرنا مناسب خیال نہیں کرتا۔

امرتسر میں سوامی شنکر آچاریہ کو گورنمنٹ کی ممانعت شاردا پیٹھ کے جگت گورو شری سوامی شنکر آچاریہ گذشتہ سوموار کو گورداسپور ہریندھنک کمیٹی کے مدعو کرنے پر ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان چند اختلافات کو دور کرنے کی غرض سے امرتسر تشریف لے گئے۔ اسی روز شام کے وقت آپکا "دھرم" کے مضمون پر ایک لیکچر ہونا تھا۔ جس سے پہلے ایک جلوس بھی نکالنے کی تجویز تھی۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر نے سیکرٹری و ممبران سوراجیہ آشرم کے نام ایک حکم صادر کیا۔ کہ جلوس کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اور ایک اور حکم سوامی شنکر آچاریہ۔ ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال اور لالہ گردھاری لال کے نام جاری کیا گیا جس میں جلسہ کی بھی ممانعت کی گئی۔ مگر جلوس بھی ایک حد تک نکلا اور لیکچر بھی ہوئے۔

تنسیخ قانون رولٹ کی توقع بنگال کے ایک ممبر کونسل ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ برٹش وزارت نے قانون رولٹ اور مطابع کی منسوخی کا حکم دیدیا ہے۔

راولپنڈی کانفرنس راولپنڈی پراونشل پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس ۳۰ اپریل کو زیر صدارت حکیم محمد اجمل خاں صاحب شروع ہوا۔ حکیم صاحب کے خطبہ کا مفاد یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے درد کا درمان سوراج ہے۔ ذریعہ کامیابی میں اگر تو کو کوئی اختلاف ہوگا اور ہے۔ لیکن یہ وہ مطالبہ ہے جس کی معقولیت کو خود شہنشاہ معظم بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ ملک کی موجودہ حالت کو گورنمنٹ اگر اسی نظر سے دیکھے تو اس میں اس کا بے حد فائدہ ہے۔

مولوی ظفر الملک سے زبردستی جرمانہ کی وصولی لکھنؤ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی ظفر الملک علوی ایڈیٹر "الناظر" کے کی اپیل سے جرمانہ وصول کیا گیا۔

اعظم گڈھ کی خبر

مولوی سید سلیمان کی زبان بندی الہ آباد۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دو ماہ کیلئے مولوی سید سلیمان ندوی کی زبان بند کر دی ہے۔

پنڈت ارجن لال سیٹھی پھر گرفتار ہو گئے اجمیر ۲۷۔ اپریل۔ پنڈت ارجن لال سیٹھی کو زیر دفعات ۱۲۴ و ۱۵۳ تعزیرات ہند گرفتار کیا گیا۔ پولیس کے آدمی سیٹھی جی کو موٹر کار میں لگا کر سٹیشن پر لے گئے۔

زبردست ڈاکہ موضع کوٹ موہن ضلع جھنگ ۲۴ و ۲۵ اپریل کی درمیانی رات کو پچاس مسلح ڈاکو قصبہ میں داخل ہوئے۔ باوجود بہت شور غل مچنے کے ڈاکو چار ہزار روپیہ نقد۔ دو ہزار کا زیور اور ایک عورت ساتھ لیگئے۔ دو عورتیں اور ایک آدمی زخمی کر گئے پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

نمک ودیالہ الہ آباد کے ۶ طلباء کو سزائے قید الہ آباد۔ ۲۹ اپریل۔ نمک ودیالہ۔ الہ آباد کے ۶ طلباء پر پنجاب گراہ میں پنڈت موتی لال نہرو کا ایک دستی اعلان تقسیم کرنے کے لئے گئے۔ اس اعلان کا عنوان "کسانوں کے نام پیغام" تھا۔ ان سے ضمانت طلب کی گئی۔ انہوں نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ان کو چھ چھ ماہ قید کی سزا دے دی۔

فوجی پولیس کی آمد پادیڈروں اور دوکانداروں کی گرفتاریاں پٹنہ ۲۹۔ اپریل اخبار اکسپریس اس بیان کا ذمہ دار ہے کہ گری دیہہ میں ایک والنٹیر محکمہ تعاون اور سب انسپکٹر پولیس کی ایک خادمہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا۔ والنٹیر مذکور کو مجرمانہ حملہ کے الزام میں عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک ہجوم مسٹر گاندھی کے جے کے نعرے لگاتا ہوا احاطہ عدالت میں [illegible] پہنچ گیا۔ [illegible] پولیس اور کئی کانسٹیبلوں پر حملہ کیا۔ اور ان کو زخمی کر دیا۔ افواج نے تھانہ اور پوسٹ

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

سرکاری نقصان جان لنڈن ۲۹ اپریل۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آئرلینڈ میں ۱۰ اپریل سے ۲۳ اپریل تک سرکاری جمعیتوں کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس میں پولیس کے ۱۸ اور فوج کے ۱۰ سپاہی ہلاک ہوئے۔ پولیس کے ۳۷ اور فوج کے ۱۱۔ اشخاص مجروح ہوئے۔ مقابلہ میں کے ۲۷ شہری جنہیں باغی بھی خیال کیا جاتا ہے ہلاک اور ۳۲ مجروح اور ۹ اسیر ہوئے۔

جنوری سے اب تک سنائیروں نے ۴۰ برٹش افسر اور ۱۵ زخمی کیے ہیں۔ اور تین کو نکال لے گئے ہیں۔ ان نقصانات میں وہ نقصانات شامل نہیں۔ جو بارودی سرنگوں اور ریل گاڑیوں پر حملوں سے عمل میں آئے۔

سرکاری استقامت لنڈن ۲۸ اپریل۔ اسکاٹ لینڈ میں ۲۰ کانسٹیبلوں کے استقامت کے طور پر گئے ہیں۔ جس سے سارجنٹ ڈگلس کے قتل کا بدلہ لینا مقصود ہے۔

متفرقہ خبریں

لنڈن ۲۷ اپریل۔ قاہرہ کی سیاسی حالت میں **مصر کا مصر** سخت مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ کیونکہ زاغلول پاشا نے وزارت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ کہ وہ ڈارسٹل لاء کو منسوخ کرے۔ اختیارات پہلے سے سنسر شپ اور لنڈن میں جو وفد صلح جانیوالا ہے۔ اس کی سالاری نہیں دی جائے۔ زاغلول پاشا نے کہا کہ وہ وفد کی تائید صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ ان کے مطالبات منظور کر لئے جائیں۔ ممکن ہے کہ وزارت مستعفی ہو جائے۔ اور ایسی صورت میں پھر برطانیہ سے گفت و شنید کرنا پڑے گی۔

سمرنا کے محاذ میں بالشویکوں کا ہاتھ لنڈن ۲۰ اپریل۔ ڈاکٹر اسوام میں انقلاب کرنے میں بالشویکوں کا ہاتھ ہونے کے متعلق مسٹر بانیلو نے بیان کیا کہ ہندوستانی انقلابات کی اس لحاظ سے صحت کے متعلق میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ انگریزی ہند کے سپاہیوں پر سرحد پر حملے ہوئے اس میں حقانیوں کو بالشویکوں نے مالی امداد دی تھی۔ مگر اس کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

مہاراجہ پٹیالہ کی پیرس کو روانگی لنڈن ۲۵ اپریل۔ مہاراجہ آف پٹیالہ پیرس کو روانہ ہو گئے ہیں۔

تاوان جنگ کی گتھی پیرس ۲۷ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ مجلس وزراء نے باتفاق رائے فیصلہ کیا ہے کہ امداد فصل کی رقم ۱۲ ارب طلائی مارک مقرر کر دی جائے۔

فرانس مطمئن نہیں پیرس ۲۷ اپریل۔ امریکن حلقوں میں کہا جاتا ہے۔ کہ فرانس نے اپنے سفیر مقیم واشنگٹن کو اطلاع دی ہے کہ جرمن تجاویز قابل تسلیم نہیں۔

تمدن جدید کی حکومتوں کا ایک پیغام لنڈن ۲۷ اپریل۔ سٹینلے بالڈون کا ایک پیغام منظر ہے۔ کہ اتحاد پر بالشویکوں کے اعتراض فرانسیسی اور اطالیوں کے ساتھ جو اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ان پر انگورا کے نیشنل اسمبلی میں نہایت سختی سے اعتراض کیا جاتا ہے۔ جہاں کہ انتہا پسندوں نے حکمی شہر کے مقام پر قوم پسندوں کی کامیابی کی وجہ سے اقتدار حاصل کر لیا ہے۔

اسمبلی نے ماسکو کے کمالی مذہب کو اختیار کر لیا ہے کہ وہ سوویٹ روس کے ساتھ دوستانہ سلوک کرے۔ انگورا کے بالشویک ایجنٹ قسطنطنیہ اور انگورا کے مابین صلح کرنے کے لئے نہایت سختی سے اعتراض کر رہے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامیابی اور کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔

ترکوں کے فتح کرنے کے لنڈن ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپریل میں انقلاب کرنے کی کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ ریاست کی آمد کی خبر غلط ہے۔ برطانی اخبارات کا اس خبر کا مقصد یہ ہے کہ ترک خیال نرخ و ضرر سے دلاوری کر سکیں۔

ایک ایرانی امیر البحر کی برطرفی اسپند ۲۰ اپریل۔ دوستانہ بیڑے کی کمان میں ایک ایرانی بیڑے کا کمانڈر ہے۔ اپنے افسر سے برطرف کر دیا گیا ہے۔

کوئلہ والوں کی ہڑتال لنڈن ۲۴ اپریل۔ کانوں کی نئی شرائط کے باعث ہڑتال عام طور پر امید کی جاتی ہے۔ کہ کوئلہ والوں کا معاملہ طے ہو جائے گا۔ ریلوے ملازمین کو دفتر کا جو یہ حکم ملا ہے۔ کہ وہ کوئلہ اٹھائیں۔ بہت پریشان کن ہے۔ انگلستان میں چھ آدمیوں کو جنہوں نے اس حکم کی تعمیل کی تھی۔ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اندیشہ ہے کہ دوسرے ملازمین ان سے ہمدردی کے طور پر اپنے کام چھوڑ دیں۔

ولیعہد جاپان کا انگلستان میں مقدم لنڈن ۲۶ اپریل۔ ماتا کا یہ ہے کہ شاہزادہ ولیعہد جاپان نے سلطنت جاپان کو دیکھنے کے بعد دوسرے قبل کا اپنا بہت وقت یہ مقامات دیکھنے میں صرف کیا۔ جہاں پہنچنے پر جاپان کے اسٹیمروں نے شہزادہ موصوف کا خیر مقدم کیا۔ اور مشہور عجائب گھروں کی سیر کرائی۔

افغان مقیم کی اسلام پشاور ۲۷ اپریل۔ عبدالہادی قاصد کے رفیق محمد حسین کی ملاقات کے بعد سے وزیرستان کی حالت بدستور اصلاح نہیں ہوئی۔

کس اور موسے کے قتلے افغان افسروں کی معرفت اس

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان ضلع گورداسپور)

رجسٹرڈ نمبر ۸۲۳

بدر واللہ وراسعۃ علیہ وکان من

ہفت روزہ بدر جاری کردہ حضرت خلیفۃ المسیح

ایڈیٹر ضرار سے ہیل لائسنس

از دفتر الفضل

۱۲۲۱ خدمت
بورڈ سکولہم

فہرست مضامین

دنیا میں ایک ہی نبی آیا جس کا انکار کیا
گیا جس کو قبول کرنے اور جس پر ایمان لانے
کی تاکید کی گئی وہ آیا اور آ چکا

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے
متعلق خط و کتابت کے
پتہ ہو

مدینۃ المسیح ۔ اخبار احمدیہ

انجمن قرضہ میں امداد

اخبار احمدیہ

خطبہ جمعہ ۷ مئی ۱۹۱۲ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
ایدہ اللہ نے پڑھا۔ حضور کی طبیعت آہستہ آہستہ
بحال ہو رہی ہے۔

حضرت ام المؤمنین کو خدا کے فضل سے آرام ہے۔
حضرت میر ناصر نواب صاحب ایم اے اور جناب مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے خاص طور پر تعلیم دین میں
مصروف ہیں۔

مکرمی میر قاسم علی صاحب نے مولوی ثناء اللہ کے
لئے پچھتر روپیہ انعام کا اشتہار شائع کیا ہے۔ جو انشاء اللہ
اگلے اخبار میں درج کیا جائیگا۔

۱۲ اپریل کے الفضل میں ہماری مراد یں
اور ہماری مشکلات کے عنوان سے
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جو خطبہ جمعہ چھپا ہے۔ نیز خدا کے
وعدے پورے ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے فرائض بڑھ رہے ہیں
کے عنوان سے جو ایڈیٹوریل درد دل سے لکھا گیا ہے اس
کے ماتحت خادم جملہ اداء قرض انجمن مبلغ چار روپیہ اور
حضرت مفتی صاحب کے اخبار امریکہ کے واسطے ایک روپیہ
ہمراہ ارسال خدا دیگا۔ دوسرے بھائی بھی اس طرح انجمن کی
خدمت نہایت آسانی سے کر سکتے ہیں۔

خادم محمد علی اللہ احمدی

بذریعہ مراسلت کرنے والے صاحبان اپنا پتہ لکھیں ایک صاحب

جنہوں نے حال میں خواب کی بنا پر بذریعہ خط حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی کی بیعت کی ہے۔ خط میں اپنا پتہ لکھنا بھول گئے ہیں
مہربانی کر کے وہ اپنے پورے پتہ سے حضرت اقدس کو
اطلاع دیں۔ خط حسب ذیل ہے۔

"خدمت شریف جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی
خدمت میں عرض ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جس کو خواب میں میری شکل نظر آوے۔ وہ
خواب جھوٹا نہیں ہو سکتا مجھے خواب آئی تھی۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلیفہ مہدی ہے۔ اور
میں نے دیکھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے یقین ہو گیا اور
بعد اس کے منشی شہاب الدین سے وعظ کلام سنا
تو زیادہ اعتقاد ہو گیا۔ میری بیعت قبول
فرمائیے"

مسٹر گاندھی اور الہام کے متعلق اخبار ملاپ کا نوٹ

[illegible] مضمون کے متعلق اخبار ملاپ نے نوٹ لکھا ہے کہ اس کی کثرت سے اشاعت ہو۔ مگر احباب التفضل کے ناظرین کے علاوہ بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر یہ تجویز منظور ہو جائے۔ تو میں دس روپیہ اس کے لئے دونگا۔ خاکسار شاہ عالم احمدی۔ بہلم

(ایڈیٹر) دوسرے احباب بھی اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرماویں۔

احمدی جماعتوں کے امیر

حضرت اقدس نے جماعت شہر سیالکوٹ و جماعتہائے ملحقہ سیالکوٹ کے امیروں کا تقرر بطرز ذیل منظور فرمایا ہے۔

(۱) سید عبدالسلام صاحب برائے شہر سیالکوٹ چھاؤنی سیالکوٹ اور جماعتہائے تحصیل سیالکوٹ بعینہٖ انجمن اور ڈگوئی نذرین وغیرہ۔

(۲) چوہدری محمد عبداللہ صاحب ساکن وزیرکا تحصیل ظفروال رمیہ۔ ڈسکہ کی ان انجمنوں کے لئے جو یہاں سے لائن وزیرآباد تک واقعہ ہیں۔ بشمول نارووال جانب مشرق واقعہ ہیں۔

(۳) چوہدری محمد حسین صاحب تاڈنگور۔ باقی انجمنہا کے لئے جو امیر نارووال کے علاقہ میں شامل ہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

تلاش عزیز

عزیزی برادر محمد حنیف سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تم کو کچھ معلوم ہے کہ والدین کو تمہارے چلے جانے سے کس قدر صدمہ۔ غم اور پریشانی ہے۔ میں جب ۲۶ اور ۲۷ اپریل کی درمیانی شب کو بالکی پور واپس آیا تو مجھے تمہارے غائب ہونے کی خبر ملی مجھے خیال ہوا کہ تمہاری طبیعت گھبرائی ہوگی۔ اسلئے مکان چلے گئے ہوگے۔ مگر صبح کو تمہارا یہ رقعہ میرے نام کا ایک کتاب کے اوراق میں ملا۔ تم لکھتے ہو کہ میں نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھ سے کہتے ہیں تیرے کام بن گئے! اٹھ اور اپنے دل کو اللہ اور اسلام کی تلاش میں لگا۔ پھر لکھتے ہو کہ اس خواب کی بنا پر میں نے کہیں چلے جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خواب نہایت مبارک ہے۔ اور اللہ رحمن اور رحیم تم کو توفیق عطا کرے کہ تم جان و دل سے اپنے

احباب خاصہ ہو توجہ کریں

بوجہ تبدیلی میول کور نمبر ۳ از کالکا بمقام چھاؤنی جہر اسی میول کور نمبر ۳ کے ساتھ سورخہ ۲۴ کو چھاؤنی ابہو جائے گا۔ احمدی احباب قرب جوار ابہو کے ہیں۔ اور تبلیغی کوششوں میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔

المعلن۔ عبدالغنی احمدی از کالکا۔

درخواست دعا

مہرالدین احمدی ساکن علیوال عثمان کا بھائی حقیقی بعارضہ بخار عرصہ کا بیمار ہے۔ احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اس کی صحت کے واسطے خدا تعالیٰ سے دردِ دل سے دعا کریں۔ نیز فضل دین مستری احمدی و سلام اللہ پٹواری احمدی و مہرالدین دکاندار احمدی سب بھائیوں سے دعا کے خواستگار ہیں کہ خدا تعالیٰ حوادث زمانہ سے امن میں رکھے۔ اور تابرگ احمدیت کا فرد سینوں میں رہے۔

خاکسار کی اہلیہ بیمار رہتی ہے۔ اور مجھے خود چند مشکلات کے باعث دعاؤں کی از حد احتیاج ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبیداللہ احمدی۔ شالوی اسلام دین بلڈنگس میرے والد صاحب پیر حاجی احمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ ہوشیارپور سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دعا فرمائی جائے۔

خاکسار سید پیر احمد احمدی ہوشیارپور متصل سید سخی

اعلان نکاح

سورخہ ۲۲ اپریل شام کو میاں عبدالغفور کا نکاح پیر برکت علی صاحب نے دو صد مہر پر مکان بی بی سے پڑھا۔ والسلام

عزیز احمد سکرٹری انجمن احمدیہ راولپنڈی

حقہ چھوڑنے والوں کی فہرست

(۶۴) غلام مرتضیٰ صاحب (۶۵) محمد [illegible] (۶۶) [illegible] (۶۷) پیر محمود صاحب (۶۸) محمد [illegible] صاحب ساکنان محمود والی (۶۹) محمد [illegible] صاحب (۷۰) عبدالرشید صاحب چھاؤنی زخمہ [illegible] کوٹلہ ضلع گوجرات (۷۱) عین احمد صاحب [illegible] ضلع انبالہ (۷۲) شیخ مسینا۔ نجم احمدی نے تحریک پر حقہ چھوڑ دیا۔ (۷۳) غلام محمد ولد فوجدار صاحب (۷۴) قادر بخش صاحب ولد فضل دین صاحب (۷۵) نور [illegible] ولد شادیخان صاحب (۷۶) غلام رسول صاحب ولد [illegible] ساکن چانگریاں (۷۷) عبدالکریم صاحب محکمہ انہار لاہور (۷۸) شیخ محمد بخش صاحب سکرٹری جماعت پھنگار ضلع ہوشیارپور (۷۹) عنایت اللہ صاحب گولیکی گجرات (۸۰) محمد شفیع صاحب پٹواری تونڈی پھنگان (۸۱) عبدالحی صاحب ہیڈ ماسٹر " " " "

(۸۲) محمد اکرم صاحب بالڑی پورہ (۸۳ تا ۹۰) [illegible] صاحب کاٹھ پورہ سوداں والی ۷ کس (۹۱) شیخ غلام [illegible] صاحب ہیلم (۹۲) میاں محمد یعقوب صاحب چوم خیلی چوگ (۹۳) میاں قادر دین صاحب ساکنان سوگہ (۹۴) چوہدری سردار محمد صاحب (۹۵) چوہدری غلام دین صاحب۔ (۹۶) میاں غلام محمد صاحب (۹۷) میاں اللہ دتا صاحب باچھی ساکن کھریٹران۔ (۹۸) مرزا بہادر بیگ صاحب فیروزپور (۹۹) غلام محمد صاحب میر (۱۰۰) محمد خضر صاحب میر (۱۰۱) غلام احمد صاحب میر۔ (۱۰۲) عبدالقادر صاحب میر اور ان کی چار بیویاں (۱۰۳) شیخ غلام احمد صاحب (۱۰۴) اہلیہ شیخ غلام احمد صاحب (۱۰۵) شیخ عبداللہ صاحب شیخ عبدالغفار صاحب دو عورتیں (۱۱۲) (۱۱۳) خواجہ جمال الدین صاحب (۱۱۴) اہلیہ خواجہ جمال الدین صاحب (۱۱۵) غلام [illegible] (۱۱۶) رمضان بٹ صاحب (۱۱۷) شیخ تیلہ ساکنان بانی ہہ کشمیر۔

نوٹ:۔ نمبر ۱۱۶ و نمبر ۱۱۷ یہ دو فوجدار احمدی ہیں اور احمدیت کی تحریک پر حقہ نوشی ترک کر دی ہے۔

الفضل

قادیان دارالامان ۹ مئی ۱۹۲۱ء

صداقت اسلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی تقریر

جو حضور نے ۹ مارچ ۱۹۲۱ء کو ٹرنک میں فرمائی۔

تشہد، سورہ فاتحہ اور سورہ نور کا رکوع پنجم تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ:۔

مذاہب میں اختلاف مختلف مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے دعاوی میں بھی اور اعمال میں بھی بہت فرق نظر آتا ہے۔ بڑے سے بڑا عقیدہ خدا کی ذات ہے۔ لیکن اس عقیدے کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ کوئی ایک خدا مانتا ہے کوئی دو کوئی تین۔ کچھ ہیں جو کہتے ہیں کہ ۳۳ کروڑ خدا ہیں بعض ہر چیز کا جدا جدا خدا مانتے ہیں۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اسپر تمام مذاہب کی بنیاد ہے۔ لیکن اس میں بھی تمام مذاہب کا اتفاق نہیں ؛

صفات الٰہی میں اختلاف پھر صفات الٰہی میں۔ ان میں بھی اختلاف ہے کوئی کہتے ہیں کہ ہر چیز بے محنت ملتی ہے۔ کوئی کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر کچھ نہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ گناہوں سے ہی یہ کارخانہ چل رہا ہے۔ کوئی کہتے ہیں کہ کچھ کرو۔ خدا کا تعلق ہی کچھ نہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ خدا ہے۔ مگر گناہ نہیں معاف کر سکتا۔ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کو جزئیات کا علم نہیں بڑی بڑی باتوں کا علم ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادے سے کام نہیں کرتا۔ جس طرح مشین کام کرتی ہے۔ اسی طرح خدا کرتا ہے۔ ایسے بھی انسان ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ پیدا کرنیوالا خدا نہیں۔ چیزیں خود بخود پیدا ہوتی ہیں۔ کچھ اور ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ صحت خدا سے آتی ہے اور بیماری اور سے۔ یہ پارسی لوگ ہیں اسی طرح وہ یہ کہتے ہیں کہ نیکی اور کی طرف سے آتی ہے اور بدی اور کی طرف سے ؛

کلام الٰہی کے متعلق اختلاف غرض صفات یا افعال الٰہی میں بھی اختلاف ہے۔ اسی طرح خدا کے کلام میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ خدا کی طرف سے کلام آتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جو انسان کے دل میں خیال آتا ہے وہی وحی ہے۔ اسی کے اگلی رسالت بھی آجاتی ہے۔ رسولوں کے متعلق بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ رسول محض بھلے انسان ہوتے ہیں۔ ان کو بھی۔ کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ گنہگار بھی ہوتے ہیں۔ اور ان کی طرف عیب منسوب کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے وجود اور ہمارے وجود میں کوئی فرق نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ خود بخود وہ خدا ہی کا وجود ہو جاتے ہیں۔ اور بشریت کی کمزوریوں سے بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کی صفات ان میں آجاتی ہیں۔ یہی حال کتابوں کے متعلق ہے۔ ان کے منکر بھی ہیں اور قائل بھی ؛

فرشتوں کے متعلق اختلاف پھر فرشتوں کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں وہ بھی گناہ کرتے اور سزا پاتے ہیں۔ بعض فرشتوں کو شہوانی خیالات میں مبتلا کر کے کہتے ہیں کہ اب تک سزا پا رہے ہیں۔ بعض ان کو مجسم قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی اور انسان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔

بعث بعد الموت میں اختلاف اسی طرح بعث بعد الموت کا عقیدہ ہے۔ بعض اس کے قائل ہیں۔ بعض اسکے منکر۔ بعض کہتے ہیں کہ انسان کی روح ہمیشہ مختلف قالب اختیار کر کے اس دنیا میں آتی رہتی ہے بعض کہتے ہیں۔ نہیں وہ پھر یہاں نہیں آتی۔ بعض کا یہ اسکے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان مر گیا۔ بس مر گیا۔ اسکے بعد کچھ نہیں۔ بعض کو اٹھنے کی کیفیت میں اختلاف ہے بعض دوزخ و جنت کو مادی مقامات خیال کرتے ہیں بعض روحانی

غرض مذاہب کی کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جسمیں اختلاف نہ ہو۔ خدا کی ہستی سے لیکر جنت و دوزخ تک میں اختلاف ہے ؛

دنیا کے مذاہب یہ غلط ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے لوگ عموماً کہتے ہیں کہ مذہب صرف دو ہی ہیں ہندو اور اسلام۔ مذاہب کی اسقدر تعداد ہے کہ جن کا شمار نہیں اگر ان سب کے حالات لکھے جائیں تو بہت بڑا کتب خانہ تیار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یورپ والوں نے مذاہب کا انسائیکلو پیڈیا لکھنا شروع کیا ہے۔ جو اب تک اگرچہ مکمل نہیں ہوا۔ مگر جتنی اس کی جلدیں نکل چکی ہیں۔ ان میں ہزاروں مذاہب کے نام اور حالات درج ہو چکے ہیں۔ اور ہر شخص ان حالات کو پڑھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ کس کو مانے اور کس کو چھوڑے ؛

اختلاف کی ابتداء مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اختلاف اصل میں پیدائش سے شروع ہوتے ہیں جس گھر میں انسان پیدا ہوتا ہے۔ ان گھر والوں کے خیالات جس قسم کے ہوتے ہیں۔ انہی خیالات میں وہ پرورش پاتا ہے اور وہی اس کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص مسلمان کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ قرآن کریم کو سمجھنا تو کیا ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ کلمہ شہادت تک سے ناواقف ہوتا ہے۔ اور ساری عمر میں ایک آدھ دفعہ بھی کلمہ شہادت نہیں پڑھتا۔ مگر مسلمان کہلاتا ہے۔ اور اسلام کے نام پر دوسروں سے لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص ہندو کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر مسلمان مولوی اور ہندو پنڈت میں بحث ہو۔ تو مسلمان کو جھوٹا اور پنڈت کو سچا پائیگا۔ اور پنڈت کے کہنے سے ہندو مذہب کے نام پر دوسرے کی جان کا دشمن ہو جائیگا۔ اور کہیگا کہ یہ مسلمان ہندو مذہب کی ہتک کرتا ہے۔ اور یہی حال مسلمان کا ہوگا۔ اگرچہ دونوں مذہبی کتب کے شائع شدہ ترجمہ سے بھی ناواقف ہونگے۔ اور اس طرح اپنے عمل سے اپنے مذہب کی ہتک کرتے ہونگے۔

اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم ہندو یا مسلمان کیوں ہو تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکینگے۔ ہاں یہ کہہ سکتے

کیونکہ اصل بات ہمارے مذہب کی کتاب میں لکھی ہے۔ اسلئے ہم مولوی صاحب یا پنڈت صاحب سے نہیں پوچھتے بلکہ اپنی کتاب سے۔ اسلئے ہم اپنے

ہی حال ایک عیسائی کا ہوگا۔ وہ عیسائیت کے لئے تلوار نہ اٹھائیگا۔ نہ اس کا جواب دینے سے انکار کریگا کہ وہ کبھی عیسائی ہوا۔ ہاں یہ کہدے گا کہ میرے ماں باپ عیسائی ہیں اس لئے میں نے سنا ہے کہ عیسائی مذہب سچا ہے اور ہمارے پیشوا ہیں۔ اسلئے ہم ابھی عیسائی ہوں۔ یہ جہالت ہمارے ملک میں بڑھی ہوئی ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

ایک بوڑھے حاجی کی اپنے مذہب سے بیخبری

۱۹۱۲ء میں جب میں بمبئی گیا تو ایک ہندوستانی بوڑھا شیخ عبدالرحیم نام بھی ہمارا ہمسفر تھا۔ تین کے بعد مینہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ اور چونکہ مدینہ شریف کے حالات اطمینان بخش نہ تھے۔ اور میری صحت بھی اچھی نہ تھی۔ اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ امسال مدینہ شریف کی زیارت کو ملتوی کر دیا جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اگر موقعہ دیا تو کر لینگے۔ وہ بوڑھا عبدالرحیم بہت عمر اور نہایت کمزور تھا۔ اور اس کے ساتھ اور بھی کوئی نہ تھا۔ میں نے اسکو بتایا کہ جس حال میں تم ہو۔ اس میں تم پر مدینہ شریف جانا شریعت کے رُو سے فرض ہی نہیں۔ مگر وہ جانے کے لئے بہت مصر ہوا۔ اور بولا۔ نہایت اسی سفر میں فوت ہو گیا ہو گا۔ جیسے اس سے پوچھا میاں عبدالرحیم تمہارا مذہب کیا ہے۔ کہنے لگا پھر آپ کہیں گے۔ میں نے کہا سوال تو ایسا نہیں جو تم پھر بتانے کے لئے رکھ چھوڑو ابھی بتا دو۔ اس نے کہا اچھا میں بتاؤں گا۔ میں اور حیران ہوا۔ پھر پوچھا تو اس نے کہا میں بتاؤں گا۔ آخر یہ بات اصرار پر پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔ میرا مذہب تو یہ ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ کونسا مذہب ہے۔ میں نے پوچھا یہ کونسا مذہب ہے۔ کہنے لگا سچ تو یہ ہے دو تین دفعہ کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ کے بعد اس نے کہا۔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ میرا مذہب ہے جس سے اس کا مطلب تو معلوم ہو گیا کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مگر اس کی تمام جہالت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ اس نے کبھی کچھ نہیں پڑھا۔ نہ کسی سے سنا ہو گا۔ یہ تو اس کی حالت تھی۔

مذہب سے بیخبری

اسی طرح میں نے ایک اور تاجر کو اسوقت جبکہ حاجی لوگ جہاز پر بیٹھ کے نعرے لگا رہے تھے دیکھا۔ وہ گندے عشقیہ شعر پڑھ رہا تھا۔ میں نے بعد میں اس سے جج کی غرض پوچھی تو اس نے بتایا کہ ہمارے ملک میں لوگ حاجی کا زیادہ احترام کرتے ہیں۔ اب میں یہاں سے جا کر اپنی دوکان پر بورڈ لگا دوں گا کہ حاجی فلاں۔ اس سے میری تجارت چمک جائیگی۔ یہ مسلمانوں ہی کی حالت نہیں۔ بلکہ میں نے ہندوؤں عیسائیوں، سکھوں کو اکثر دیکھا ہے تو سچ یہ ہے کہ دو اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس سے قطعاً ناواقف ہیں۔ وہ دلائل سے کسی مذہب کے پابند نہیں۔ بلکہ آبائی طور پر پابند ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ فطرتاً اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ مگر ماں باپ اس کو یہودی یا مجوسی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ میں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں مسلمانوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ کلمہ شہادت صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن مذہب کے لئے لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہم آج کسی زمیندار یا سنار سے اس کے کام کے متعلق گفتگو کریں۔ تو وہ اپنے اپنے کام کی تشریح کر دے گا۔ مگر ایک ہندو یا عیسائی تو مسلمان اپنے مذہب کی حقیقت نہیں بتا سکتا۔ کیوں؟

مذہب سے اتنی بیخبری کیوں؟

اصل بات یہ ہے کہ لوگ مذہب کو اتنے بڑے سماجی طور پر اور اس میں ان کو ظاہری فائدہ کوئی نظر نہیں آتا اسلئے وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر وہ غور کریں۔ اور ان لوگوں کی طرف توجہ کریں۔ جو مذہب کا کچھ فائدہ بتاتے ہیں تو ان کو حقیقت معلوم ہو۔ مگر وہ جن کے پاس جاتے ہیں وہ ان کو بتاتے ہیں کہ اگلے جہان میں اس مذہب کے بدلے میں یہ ثواب ملیگا۔ لیکن اس زندگی میں مذہب کا کوئی نتیجہ نہیں۔ حالانکہ لوگوں کی نظروں میں اگلا جہان

خود مشتبہ ہے۔ جب اگلے جہان پر لوگوں کو یقین ہی نہیں معلوم ہوتا کہ پھر اگلے جہان میں کچھ ملنے کے خیال پر کوئی شخص کسی مذہب کے لئے غور و فکر و محنت اور زور سے کام لے سکتا ہے۔ پس کسی مذہب کو ماں باپ سے سنکر یا اتفاقی الہام کا موجب نہیں ہونا چاہئے جبتک انسان خود غور و فکر سے کام نہ لے۔ اگر لوگ ماں باپ سے سنے ہوئے پر کفایت کریں۔ بلکہ خود نہ دیکھیں کہ وہ کیوں مسلمان ہیں یا سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ کیوں ہندو ہیں۔ عیسائی مذہب سے کام لیں کہ وہ کیوں عیسائی ہیں۔ تو فتنے بہت کم ہو جائیں۔ اختلاف پیدا نہ ہو جائیں۔ اور حقیقت ان کے قریب ہو جائے۔ جب لوگ اس طرح غور کرینگے۔ تو ان کا جواب ہو گا وہ قابل توجہ ہو گا۔ لیکن لوگ ڈرتے ہیں۔ اسلئے کہ اگر ایک مسلمان عیسائی پڑھا ہوا آزاد خیال یہ سوال محلہ کی مسجد کے مولوی صاحب کے پاس لیجائے۔ تو وہ بجائے اس کو معقولیت سے سمجھانے کے پہلے اس کو کافر اور مرتد قرار دیگا اور کھانے کو دوڑے گا۔ اس صورت میں بھلا کوئی شخص کیطرح مذہب کی حقیقت کیطرف متوجہ ہو سکتا ہے اور یہی حال دیگر مذاہب کے لوگوں اور ہندوؤں اور پارسیوں کا ہے۔ میں تو ہندوؤں کا بات کی آزادانہ کیلئے کہ گو اپنے اپنے مذہب کے واقف ہیں۔ اسی شہر کے لوگوں سے پوچھا جائے۔ کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے کیوں پابند ہیں تو سو فیصدی ایسے نکلینگے۔ جو سوائے اس کے کچھ نہیں جواب دینگے۔ کہ ہمارے ماں باپ نے ایسا بتایا ہے۔ ہمارے مولوی۔ پنڈت یا مہنت یہ کہتے ہیں۔ یا ہماری مذہبی کتابوں میں یوں لکھا ہے۔ اور وہ خیال کرینگے۔ کہ یہ ہمارا جواب درست ہے۔ حالانکہ یہ جواب غلط اور ناقابل التفات ہو گا۔

مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر سب سے پہلے توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر خدا ہے۔ تو اس کی تحقیق سب سے پہلے کرنی چاہیئے۔ اور اگر نہیں تو ہندو مسلمان یا سکھ عیسائی سوسائٹی کے جھگڑے فضول ہیں۔

پہلا سوال کہ مذہب کی ضرورت کیا ہے؟

پس اگر کوئی سوال سب سے پہلے حل کرنے کے قابل ہے۔ تو یہی کہ مذہب کی ضرورت کیا ہے۔ اور ہم کسی مذہب کو کیوں مانیں۔ اس کے متعلق

پتھر پر لڑھکا پڑا۔ اور اسمیں سے شعلہ نکلا۔ تو آپ نے بلند آواز سے کہا۔ اللہ اکبر۔ صحابہ نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ دوسری دفعہ آپ نے کدال ماری۔ اور پھر شعلہ نکلا۔ پھر آپ نے بلند آواز سے کہا اللہ اکبر تو صحابہ رض نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ تیسری دفعہ پھر آپ نے کدال چلائی اور شعلہ نکلا۔ آپ نے زور سے اللہ اکبر کہا۔ اور صحابہ رض نے بھی کہا۔ پھر آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اللہ اکبر کہا صحابہ رض نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے اللہ اکبر کہا اس لئے ہم نے بھی کہا۔ ورنہ ہم نہیں جانتے۔ کیا بات ہے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں نے پہلی دفعہ کدال ماری اور شعلہ نکلا۔ تو مجھے دکھایا گیا کہ قیصر کے ملک پر فتح حاصل ہوئی۔ اور دوسری دفعہ معلوم ہوا۔ کسریٰ کے ملک پر اور تیسری دفعہ حبیرہ کے بادشاہوں کی حکومت زیر و زبر ہوتی دکھائی گئی۔ جب آپ نے یہ فرمایا۔ تو منافقین اور مخالفین نے ہنسنا شروع کر دیا۔ کہ یہ عجیب لوگ ہیں کہ پاخانہ پھرنے کی تو ان کو اجازت نہیں اور کہا یہ جا رہا ہے۔ کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ہمیں ملینگی اور ہم ان پر قابض ہونگے۔ لیکن ان کی ہنسی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور خدا کی بات پوری ہوئی۔ اور اس سے ثابت ہو گیا کہ اسلام سچا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ یہ جن گھروں میں ہے وہ بلند کئے جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خدا تعالےٰ نے سورہ احزاب میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ یہ کھینچا ہے کہ زمین باوجود فراخی کے ان کے لئے تنگ ہو گئی تھی۔ اور دنیا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مسلمان اب پس جائینگے۔ اسوقت خدا ان کو بشارت دیتا ہے کہ تم مخالفین کو پیس دوگے اور دنیا کی حکومت تمہاری ہی ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق کے عہد مبارک میں شام فتح ہوا۔ یہ ترقی اور یہ شان اور ادنیٰ حالت سے بلندی پر قدم کا پہنچنا ثبوت ہے اس بات کا کہ اسلام سچا ہے۔ کیونکہ خدا نے بتایا تھا کہ ایسا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ اور دشمن سے دشمن کو اقرار کرنا پڑا کہ ہاں اسلام نے ترقی کی۔ اور اس کی ترقی کی اسوقت پیشگوئی کی گئی تھی۔ جبکہ مسلمانوں کو اپنے گھر میں بھی کوئی آرام سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ مگر پھر حکومت آئی اور غریبوں اور فقیروں کو خدا تعالےٰ نے حکومتیں دیں

حضرت ابوہریرہ رض کا واقعہ

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رض کا واقعہ ہے کہ جب وہ ایک علاقہ کے گورنر بنائے گئے۔ اور ان کے پاس کسریٰ کا ایک رومال تھا۔ جب کھانسی آئی۔ تو انہوں نے اس رومال سے منہ صاف کیا۔ اور کہا بخ بخ ابوہریرہ۔ اس کے معنے ہیں واہ واہ ابوہریرہ۔ تو کسریٰ کے رومال میں تھوکتا ہے مگر ایک وقت تو تیری یہ حالت تھی کہ تجھ پر دو دو فاقے گذرتے تھے۔ اور تو حضرت ابوبکر رض کے پاس جاتا تھا کہ وہ تجھے صدقہ کا نیوالے دیتے تھے۔ اور ان سے آیت صدقہ کے معنے پوچھتا تھا اور وہ بتاتے تھے۔ حالانکہ معنے تجھ کو بھی آتے تھے۔ پھر حضرت عمر رض کے پاس جاتا۔ اور وہ بھی کچھ نہ کھلاتے۔ آخر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا۔ اور آپ چہرہ سے ہی پہچان جاتے۔ اور پوچھتے۔ ابوہریرہ بھوکا لگتا ہے۔ اور پھر آپ دودھ کا پیالہ منگواتے۔ اور مجھ سے پہلے اور لوگوں کو پینے کو دیتے۔ اور میں خیال کرتا کہ مستحق زیادہ میں تھا۔ آخر مجھ کو ملتا اور میں سیر ہوتا۔ اسی طرح کئی فاقہ گذر جاتے۔ اور لوگ مجھے مرگی زدہ خیال کر کے مارتے۔ لیکن آج یہ حال ہے کہ گردن فراز بادشاہوں کے خاص درباری رومالوں میں تو تھوکتا ہے۔ یہ کامیابی یہ عروج یہ رفعت کوئی معمولی نہیں ہے

فرانس کا ایک مصنف لکھتا ہے کہ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب میں یہ سوچتا ہوں کہ کھجور کے ایک سادہ درخت کے چھپر کے نیچے چند آدمی بیٹھے ہیں۔ جن کے جسم پر پورا کپڑا نہیں اور پیٹ بھی سیر نہیں۔ وہ باتیں کرتے ہیں۔ کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو فتح کر لینگے۔ اور وہ کر کے بھی دکھا دیتے ہیں۔

پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو مذہب لائے وہ حق ہے۔ کیونکہ اس کے لئے جو نشان رکھا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

مخالفوں کا اس دلیل پر ایک اعتراض

یہ اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ لیکن اگر دشمن آج اس کو جھٹلائے۔ اور کہدے کہ یہ مسلمانوں نے بعد میں قرآن کریم میں آیتیں ملا دی ہیں۔ جیسا کہ مخالفوں نے کہا بھی ہے۔ اسلئے یہ اسلام کی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ اگر یہ دلیل ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج جبکہ مسلمانوں کی تعداد بے شمار ہے۔ وہ دن بدن ٹکے کھا رہے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیا جائیگا۔ مخالف کہہ سکتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ مسلمانوں کو ترقی ملی۔ اور یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ اسلام نے یورپ میں برطانیہ کے کنارہ تک اپنا اثر پہنچایا۔ چنانچہ بعض آثار معلوم ہوئے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ برطانیہ کے ساحل تک اسلام پہنچ گیا تھا اور ادھر چین تک اس کا اثر تھا۔ غرض جتنی دنیا اس وقت مہذب کہلا سکتی تھی۔ اور معلوم تھی۔ اس تمام پر اسلام کا اثر تھا۔ مگر یہ اسلام کی ترقی اسلام کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمانوں نے جب ترقی پالی۔ تب اس کو پیشگوئی بنا لیا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اب مسلمان اسوقت سے بہت زیادہ ہونے پر بھی ذلیل سے ذلیل تر ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ صاحبان غور کریں اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔

دیکھو ایک وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مردم شماری کرائی۔ تو مسلمانوں کی تعداد سات سو معلوم ہوئی۔ اسوقت مسلمانوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ ہم ہلاک ہو جائینگے۔ اور دنیا ہمیں پامال کر دیگی۔ حالانکہ اب تو ہم سات سو ہیں۔ یا تو یہ حال تھا۔ یا اب یہ حال ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کروڑ ہے۔ مگر وہ ہر طرف شکست پر شکست اور ذلت پر ذلت اٹھا رہے ہیں۔ اور ان کے دل اس طرح کانپ رہے ہیں۔ جس طرح پتہ ہوا میں اڑتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب

مخالفوں کے اس اعتراض کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ یا تو ان کے اعتراض کو درست مان لیا جائے۔ اور کہدیا جائے کہ نعوذ باللہ یہ قرآن کا دعوےٰ باطل ہے۔ اور یہ مسلمانوں نے واقع میں بعد میں ملا لیا یا مسلمانوں کا یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ مسلمان جھوٹے ہیں۔ گویا یا تو مسلمان خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ جھوٹا بنائیں یا خود جھوٹے بنیں۔ ان دو صورتوں میں سے

نیسری کوئی صورت نہیں۔ مگر ہم خدا تعالےٰ کو جھوٹا بنانے کی بجائے خود جھوٹے بنینگے۔ کہ مسلمان تو مسلمان نہیں رہے۔ اگر مسلمانوں کی حالت ٹھیک ہوتی۔ تو وہ بلند کئے جاتے اور عزت کے مقام ان کو حاصل ہوتے۔ مگر ہم مسلمانوں کو جس حالت میں دیکھتے ہیں۔ دنیا سے کمتر دیکھتے ہیں۔ دولت اور زمینداری ان کے پاس نہیں۔ اتفاق و اتحاد ان کے پاس نہیں۔ انتظام ان میں نہیں۔ تعلیم اور علم ان میں نہیں۔ ظاہری تعلیم کے لئے جس قدر اچھے کالج ہندوستان میں ہیں۔ وہ سب سندوں اور ڈگریوں کے ہیں اور مسلمانوں کے کالج بدترین حالت میں ہیں۔ دیگر معاملات میں بھی ان کی حالت بہت خراب ہے۔ پھر یہ کیا وجہ ہے۔ کیا اسلام خدا کا سچا مذہب نہیں۔ یا کیا خدا بدل گیا اور پہلے خدا کی بجائے کوئی اور خدا آ گیا یا اس کی طاقت میں کمی آ گئی ہے۔ نعوذ باللہ یا وہ اپنے وعدے بھول گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام بھی سچا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی وہی ہے۔ اس نے وعدے بھی سچے ہیں۔ اس کی طاقت میں بھی کوئی کمی نہیں آئی۔ وہ اپنے وعدوں کو بھی نہیں بھولا بلکہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ اور ان عقائد سے پھر گئے۔ اور سچی اسلام کے پرستار ہو گئے۔ پس جب انھوں نے حقیقی اسلام کو چھوڑ دیا۔ تو خدا نے بھی انکو چھوڑ دیا۔ ابھی چند سال گذرے ہیں کہ عوام میں مشہور تھا۔ کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ کے ساتھ یورپ کے بادشاہوں کے سفیر کتاب تھام کر چلتے ہیں۔ لیکن آج قسطنطنیہ کی زندگی اور موت یورپ کے لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ مسلمانوں کی حالت بگڑ گئی۔ جیل خانے ان سے بھر گئے۔ فواحش کی انہیں گرم بازاری ہو گئی۔

مسلمان اہل رہے کہ خدا کے وعدے ان سے پورے کئے جائیں

پس ان حالات کی وجہ سے مسلمان خدا کے اس وعدے کے اہل نہ رہے۔ کہ ان کو بلند کیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان کے گھروں میں تسبیح و تحمید صبح و شام ہوگی۔ اور ذکر اللہ سے ان کی زبانیں تر اور سینے پر سوز ہونگے۔ مگر آج کتنے مسلمان ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور کتنے ہیں جو سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ اور کتنے ہیں جو اس مقصد سے واقف ہیں۔ جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ وہ شرائط جو خدا تعالیٰ نے نماز کی تھیں۔ ان میں پائی نہیں جاتیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے کلام کی اور خدا کے اسلام کی اور خدا کی اور خدا کے رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کا باعث کس طرح خدا کے وعدوں کو پا سکتے ہیں۔ مسلمان جب تک خدا کی خدا کے کلام کی اور اس کے کلام کی عزت نہ کرینگے۔ ان کو کوئی عزت نہیں دی جائیگی۔

مسلمان آنحضرت کی ہتک کر رہے ہیں

ایک موٹا مسئلہ ہے۔ اور اسی میں مسلمانوں کی حالت کا پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہ کیسے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ مان لیا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو خاک کے نیچے مدفون ہیں۔ اور حضرت مسیح کو ذرا تکلیف پیش آئی۔ تو خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ان کے دشمنوں کو انہیں ہاتھ تک نہیں لگانے دیا۔ میں کہتا ہوں۔ اگر آسمان پر رکھے جانے کا کوئی اہل تھا تو وہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ لیکن یہ لوگ اسکو نہ نہیں کرتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کروڑ مدفون زیر زمین ہیں۔ اور مسیح کے لئے بڑے پرجوش قلب سے کہتے ہیں کہ وہ آسمان پر ہیں۔ جب انھوں نے عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح ہتک کی۔ تو خدا تعالےٰ نے بھی ان کو ذلیل کر دیا اور فیصلہ کر دیا کہ جس طرح یہ حضرت عیسیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہیں اسی طرح ہم ان کو عیسیٰ کے نام لیواؤں کے مقابلہ میں گرا دینگے۔ اور خاک میں ملا دینگے۔ پس خدا کی غیرت نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو گوارا نہ کیا۔ اس لئے اس نے ان مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ اور عیسائیوں کو انپر غالب کیا۔ یہ لوگ جوش سے کہتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی بگڑی ہوئی اُمت کو مسیح ناصری سنوارینگے۔ خدا نے کہا بہت اچھا ہم مسیح کے ماننے کے مدعیوں کو ہی تم پر مسلط کرتے ہیں۔ پس جو کچھ ان کے ساتھ ہو رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک یہ حضرت عیسیٰ کو آنحضرت سے افضل بنتے رہینگے۔ ذلیل رہینگے۔ کیونکہ خدا نے ان کو یہ سزا دی ہے اسلئے اس سزا میں ان کے گھروں کو عزت بننے کی بجائے ذبح کیا جائیگا۔ اور برباد کیا جاویگا۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا۔ کہ وہ زندہ ہیں دکھاتے ہیں۔ مردہ بتوں کو زندہ کہتے ہیں۔ اور جانور جدا کرتے ہیں۔ جب ان کی یہ حالت ہو گئی۔ تو خدا تعالیٰ ان کی کیسے مدد کر سکتا تھا۔

قرآن کی حفاظت کے وعدے کا ایفاء

اب ایک اور سوال ہے کہ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ دیکھنا یہ ہے کہ خدا نے اسلام کی حفاظت اور قرآن کریم کی حفاظت کا کیا سامان کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے تو سامان کیا ہے۔ مگر لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خدا انکو مجبور کریگا۔ کہ وہ ادھر متوجہ ہوں۔ خدا نے ایک شخص کو اسلام کی خدمت کے لئے اور اسکو تمام دنیا کے مذاہب کے مقابلہ میں بلند کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے وہ شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جن کو ہم مانتے ہیں کہ وہ آنے والے مسیح نبی اللہ اور مہدی ہیں۔ انہوں نے دعوےٰ کیا ہے۔ کہ وہ اسلام کو دنیا میں دوبارہ غالب کرینگے۔ اور اس کے مخالفوں کے سر اس کے آگے جھکا دینگے۔ اور ہم اس کے آثار دیکھ رہے ہیں۔

خدا نے اسلام کے لئے کیا کیا

دنیا ان پر طرح طرح کے اتہام لگاتی ہے۔ مخالف ان کو دجّال۔ فریبی اور کاذب اور کیا کیا نام دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اسلام جو خدا کا پیارا مذہب ہے۔ وہ تو مٹ رہا تھا۔ اور ہر طرف سے دشمنوں کے نرغے میں تھا۔ خدا تعالےٰ نے بجائے اس کی حفاظت کے ایک اور ایسا شخص بھیجدیا۔ جو اسکو مٹائے۔ اور اسکو نابود کر دے۔ کیا یہ خدا کی اسلام سے محبت کا ثبوت ہے۔ یا عداوت کا۔ اگر اسلام خدا کا پیارا مذہب ہے۔ جیسا کہ واقعہ میں ہے۔ تو ضرور تھا۔ کہ اس مصیبت اور آفت کے وقت میں خدا تعالےٰ اس کی خدمت اور حفاظت کیلئے کوئی پاک انسان مبعوث کرتا نہ کہ اُلٹا اسکو پاؤں تلے روندنے کے لئے نعوذ باللہ ایک اور دجال کو بھیجتا۔ حضرت

مرزا صاحب کو لوگ نہ مانیں۔ انہیں گالیاں دیں۔ انہیں بدتر سے بدتر ٹھہرائیں۔ مگر اتنا تو سوچیں کہ خدا نے اسلام کے لئے کیا ہی کیا کہ جبکہ اسلام ڈوب رہا تھا ایک اور ڈوبنے والا بھیجدیا۔ محبت کا تو تقاضا یہ تھا کہ خدا اس کی حفاظت کے سامان کرتا اور اسے دشمنوں سے بچاتا۔

مہر ندی

مشہور قصہ ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور دو عورتیں جھگڑتی ہوئی آئیں۔ انہیں سے ایک عورت کے بچے کو بھیڑیئے نے کھا لیا۔ وہ دوسری کے بچے کو اپنا بتلاتی تھی اور کہتی تھی کہ اس کا بچہ مارا گیا ہے اسوقت معاملہ بہت ٹیڑھا تھا۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ چھری لاؤ۔ میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں بچے کو کاٹ کر آدھا ایک کو دے دیتا ہوں اور آدھا دوسری کو اسوقت جس عورت کا بچہ تھا۔ فوراً بے تاب ہو کر بول اٹھی۔ کہ یہ بچہ میرا نہیں اسی کا ہے۔ اسی کو دیدیا جائے مگر دوسری خاموش رہی۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ یہ بچہ اسی کا ہے۔ جو کہتی ہے کہ میرا نہیں۔ کیونکہ اسکو اس سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ اور دوسری کو کچھ اثر نہ ہوا ۔

پس مسلمان رسول اللہ ؐ کے بچے کہلاتے ہیں اور دین خدا کا ہے۔ مگر لوگ اسپر غالب آ رہے ہیں۔ اور دمبدم اسپر پتھروں کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہیں ایسی حالت میں بجائے پتھروں سے بچانے کے خدا ایک اور پتھر پھینکنے والے کو بھیجدیتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کیا یہ بات ہو سکتی ہے۔ اس خیال کے لوگوں سے تو ہندہ ابوسفیان کی بیوی ہی زیادہ سمجھدار نکلی جب اور عورتوں کے ہمراہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے لگی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرک نہ کرنے کا اقرار کرایا تو وہ بے اختیار بول اٹھی۔ کہ کیا ہم اب بھی شرک کرینگے۔ حالانکہ ہمنے بتوں کی اس قدر مدد کی۔ مگر ان سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آپ اکیلے تھے۔ مگر آپ نے خدا سے اس قدر نصرت پائی۔ اگر یہ بت سچے ہوتے تو آپ جس طرح کامیاب ہو سکتے تھے۔

پس جب اسلام خدا کا پیارا ہے۔ اور اس کی نصرت و حفاظت کا وعدہ ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ خدا بجائے اظہار محبت کے اسکو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اور اس کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں کرتا۔

عام مسلمان اور احمدی

آج وہ لوگ جن کی ساری خوشی ہی رسول کریم ؐ کی اولاد ہونے کے باعث تھی۔ عیسائی ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی سے گندی گالیاں دیتے ہیں اور لکھ و کھا انسان عیسائی ہو چکے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کو کوئی حمایت اسلام کا خیال نہ پیدا ہوا۔ مسلمانوں کا ایک خیال کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ یہی ایک ایسا خیال ہے۔ جو اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں ٹھہرنے نہیں دے سکتا۔ اور کوئی مسلمان واعظ عیسائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا عیسےٰ زندہ ہے۔ اور محمد ؐ فوت ہو گئے۔ اسوقت مسلمانوں کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب ؑ نے ایسے وقت میں اسلام کی یہ خدمت کی۔ اور اپنے شاگردوں کو ایسا تیار کیا کہ ان کے آگے سے پادری اس طرح بھاگتے ہیں۔ جس طرح لاحول سے شیطان عیسائیوں کے مقابلہ میں ہمارا ایک لڑکا پادریوں کے گروہوں کے چلے جاتے ہیں۔

احمدیت کا اثر

میں نے ایک دوست کو عربی کی تکمیل تعلیم کے لئے مصر بھیجا تھا۔ وہاں ایک مسلمان قریب تھا۔ کہ عیسائی ہو جائے۔ وہ ان کو ملا۔ انہوں نے اسکو وفات مسیح کا مسئلہ سمجھایا۔ پھر وہ پادری کے پاس گیا اور گفتگو کی۔ وہ پادری بے اختیار بول اٹھا۔ انت من القادیان۔ اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ دیکھو یا تو وہ وقت تھا۔ کہ یورپ امریکہ سے لوگ ہمارے ملک میں عیسائی بنانے کے لئے آتے تھے۔ یا اب ہمارے مبلغ ان ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ بس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا کہ یا تو مسلمانوں کو پادریوں کے آگے چھپنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔ یا اب پادریوں کے لئے چھپنے کی جگہ نہیں۔ یہاں تلوار نہیں ملاقت نہیں۔ محض خدا کی تائید ہے۔ جو اپنا کام کر رہی ہے اب یورپ میں اس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو لکھتے ہیں کہ ہم نہیں سوتے۔ جب تک کہ حضرت مرزا صاحب ؑ پر درود نہ بھیج لیں۔ اور سینکڑوں انسان عیسائیت سے نکلکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے لگ گئے ہیں ۔

اگر حضرت مرزا صاحب جھوٹے ہیں تو اسلام کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں

حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ اب اسلام کی ترقی آپ کے ذریعہ دنیا میں ہوگی اور باقی مذاہب آہستہ آہستہ ہٹا کر اسلام ہی قائم کیا جائے گا۔ اب ہم اس کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ میں نے حج کے دنوں میں آسمان پر ستاروں سے لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا تھا۔ تب میں نے اسی حالت میں اپنے نانا صاحب کو کہ وہ بھی میرے ہمراہ حج میں تھے۔ کہا کہ وہ دیکھو اور پھر کہا آنیوالے آئینگے۔ پس یہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب ؑ جھوٹے ہیں تو مسلمانوں کے پاس اسلام کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں۔ لوگ ان کو دجال اور جھوٹا وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں مگر وہ نہیں خیال کرتے کہ اگر آپ اسلام کے دشمن ہوتے تو آپ اسلام کی تائید میں سینہ سپر کیوں ہوتے اور اسلام کے دشمنوں سے جنگ کیوں کرتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا گیا کہ یہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں تو شیطان کو خلاف وعظ کہتا ہوں کیا شیطان پرست بھی شیطان کے خلاف وعظ کہہ سکتا ہے پس اسی طرح جو لوگ حضرت مرزا صاحب ؑ کو اسلام کا دشمن کہتے ہیں وہ اتنا تو سوچیں کہ کیا کوئی دشمن کی خدمت کے لئے اتنی کوشش کیا کرتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب سے خدا کا وعدہ

اس حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں لوگوں کو غور اور فکر سے کام لینا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے۔ کہ آپ کے ذریعہ اسلام کے انوار اب دوبارہ دنیا میں پھیلیں گے۔ ایک وقت میں آپ اکیلے تھے۔ مگر آج کئی لاکھ کی جماعت آپ کے کام کو دنیا میں جاری کرنے کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہی ہے اور وہ دن قریب ہیں۔ جو دنیا میں آپ ہی کی جماعت نظر آئے گی۔ لوگ مخالفت کرتے رہیں۔ آپ کو جسقدر بُرے ناموں سے یاد کرسکتے ہیں۔ کریں مگر ان کی تمام مخالفتیں بے اثر ہونگی۔ اور خدا تمام دنیا میں عزت اور غلبہ دیگا خدا نے حضرت مرزا صاحب کو فرمایا۔ کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ لوگ تو شب و روز آپ کو جھوٹا کہنے میں مصروف ہیں۔ مگر خدا اپنے زور اور حملوں سے آپ کی سچائی دنیا کے کناروں تک پھیلا رہا ہے۔

پس جو مسلمانوں کے پاس اسلام کی صداقت کا اگر ثبوت ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کا وجود ہے۔ کیونکہ آپ بھی اسی طریقہ سے خدا کے وعدے کے مطابق بلند کئے جا رہے ہیں۔ اگر لوگ آپ کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ تو ان کے پاس اسلام کی صداقت کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ وہ یا تو آپ کو قبول کریں۔ یا اگر آپ کو چھوڑتے ہیں۔ تو ان کو اسلام بھی چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ صداقت اسلام کی جو دلیل تھی۔ وہ انکے پاس نہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعے نظر آرہی ہے ؛

دنیا کی حالت

دنیا میں تغیرات آرہے ہیں جنگوں نے دنیا کو بے حال کر رکھا ہے اور زلزلوں نے زیر و زبر کر دیا ہے۔ بیماریاں ہلاکت کے ہاتھ پھیلا رہی ہیں۔ اور یہ عذاب دنیا کا پیچھا نہیں چھوڑیگے۔ جب تک دنیا اصلاح کی طرف نہیں آئیگی۔ غور تو کرو۔ کہ خدا رحمٰن و رحیم ہے۔ پھر وہ کیوں اس قدر پر درد عذاب دنیا پر بھیج رہا ہے۔ اگر دنیا کی عمارت اچھی ہو۔ تو خدا کیوں اس کو بھٹی میں ڈالے۔ وجہ یہی ہے۔ کہ لوگ خدا کے مامور بنی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ معمولی بادشاہ یا لیڈر کا حکم ٹالا جائے تو لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ پھر جب خدا کے ایک مامور کی ہتک ہو اور خدا کی نافرمانی ہو پھر دنیا کیسے امن میں رہ سکتی ہے۔ دنیا آج جن عذابوں میں مبتلا ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے ان عذابوں کا نام و نشان نہ تھا۔ لیکن آج ایسے عذاب آرہے ہیں۔ کہ لوگ حیران ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب میرا گھوڑا اڑتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے خدا کی نافرمانی کی ہے کیونکہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی نہ کرتا تو میرا جانور میری نافرمانی نہ کرتا۔ لیکن آج کل اسقدر نفس پرستی میں غرق ہیں اسقدر خدا کو بھلا بیٹھے ہیں کہ وہ انکے گھوڑے کے اڑنے سے نصیحت کیا لیتے۔ خواہ کیسے عذاب کے ہزاروں کوڑے پڑ رہے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ کیا لوگوں کے دل مر گئے۔ کیا ان کے کان میں کسی دردمند کی نصیحت کی آواز نہیں جاتی اور دلپر اثر نہیں کرتی ؛

نصیحت

میں آپ کو دردمند دلی کیساتھ اور خیرخواہ قلب کیساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمان کی فکر کرو۔ اور اپنی حالت پر غور کرو اپنے اعمال سے اسلام کی ہتک نہ کرو۔ اور اس کو جھوٹا ثابت نہ کرو۔ ذرا اپنی اصلاح کرو۔ خدا کی نشانیوں کو غور سے دیکھو۔ اسلام کیلئے شرم کا موجب نہ بنو۔ بلکہ فخر کا موجب بنو۔ اور اپنی اصلاح کی فکر کرو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ دیوے۔ اسلام سچا ہے اسکی سچائی دنیا میں پھیلیگی۔ خدا سے توفیق چاہو۔ اسلام کی صداقت ثابت کرنے کا موجب بنو۔ ورنہ یاد رکھو۔ تم اپنی موجودہ حالت میں اسلام کو جھوٹا ثابت کر رہے ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ اسلام تم میں نہیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ اسلام تمہیں بلند نہ کرتا۔ تم اسلام کو مانتے نہیں اٹھیگی۔ غور تو کرو۔ کہ خدا رحمٰن و رحیم ہے۔

غیر احمدیوں جلسہ بیعت فسخ کرنیوالوں کی حقیقت

غیر احمدیوں کے اس جلسہ کا جو قادیان میں ہوا۔ بڑے سے بڑا نتیجہ یہ تھا کہ دو شخصوں کو بیعت فسخ کرنے والوں کے طور پر پیش کیا گیا۔ اگرچہ گھر گھر میں جاکر ان علماء نے مشت از خروارے کے مصداق سو لوگوں سے یہاں کنڈیالی سے کام لیا کہ بیعت فسخ کرنے والوں کی تعداد پچاس تک بیان کی۔ اس کے متعلق ہماری طرف سے غلیظہ چیلنج دیا جا چکا ہے۔ جس کے متعلق ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ اسے قبول کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دو شخصوں میں سے ایک تو قادیان کے ذیب کا ہی ہے۔ جس کا احمدیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور مخبوط الحواس سا آدمی ہے۔ اور دوسرا شاہ آباد ضلع کرنال کا تھا۔ جس کو بڑے فخر سے پیش کیا گیا۔ اس کی حقیقت بھی ہم ظاہر کر چکے ہیں۔ حال میں اس کے متعلق ہمارے پاس اس کے وطن کے دو معزز آدمیوں کی شہادتیں پہنچی ہیں۔ جنہیں درج ذیل کرتے ہیں۔ ان سے اس کی حقیقت اور زیادہ واضح ہو جائیگی۔ پہلی شہادت یہ ہے ؛

فقیر محمد خان ولد عبدالغنی خان پٹھان شاہ آباد ایک مراثی آدمی ہے۔ اس کی طبیعت پر استقلال نہیں ہے۔ آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے۔ محمد صدیق خان نمبردار قلم خود ساکن شاہ آباد ضلع کرنال ؛

دوسری شہادت

فقیر محمد خان ولد عبدالغنی واقعی مخبوط الحواس آدمی ہے۔ اور اس کا حواس تقریباً عرصہ ۵ یا ۶ سال سے ایسا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ کوئی ملازمت نہیں کر سکتا ہے ؛

الراقم
حکیم قاضی محمد صدیق ساکن شاہ آباد ضلع کرنال
مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء

پیش کیا ہے پہلے ایک مذہب کے شخص کو یہی نصیحت کروں گا۔ کہ وہ غور کرے۔ کہ وہ جس مذہب کا پابند ہے کیوں وہ اسکو مانتا اور دوسرے مذاہب کی تکذیب کرتا ہے ہر ایک مذہب کے ماننے والوں کو چاہیئے۔ کہ وہ غور کریں اور غور کرنے کے بعد جس مذہب کو سچا پائیں اس کو قبول کریں۔ اور جس کو سچا نہ پائیں۔ خواہ وہ پہلے اسی کی طرف منسوب ہوں۔ اسکو رد کریں۔

خدا اپنی ذات اور اپنے رسولوں کو خود منواتا ہے۔

میں چونکہ اس مسئلہ پر خود غور کیا اور اسلام کا دیگر مذاہب کے مقابلہ پر خوبیاں پائیں۔ اور میں نے معلوم کیا ہے کہ مذہب کی غرض کو یہی مذہب پورا کرتا ہے۔ اس لئے میں نے اس کو قبول کیا اسی لئے میں اس کی طرف سے کھڑا ہوا ہوں۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے نزدیک ہر مذہب کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنا دعوے اور دلائل خود پیش کرے۔ یہ نہیں کہ دعوے وہ کرے اور دلیلیں کہیں اور سے اس کے لئے لائی جائیں۔

اگر خدا ہے۔ تو اسپر حق ہے کہ وہ اپنے صفات آپ ظاہر فرمائے۔ اور ہم سے اپنی ذات منوائے۔ اسی طرح اگر وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص اس کا رسول ہے۔ تو وہ دلائل اس کو دے۔ جس کے ذریعہ سے ہم اس کو مانیں۔ اور اسی طرح دیگر مسائل کے لئے ہے کہ وہ خود بتائے +

اسلام کا دعویٰ

پس اس عقیدے کے مطابق میں اسلام کی صداقت کے دلائل قرآن کریم کے ہی بتائے ہوئے بیان کروں گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ اور اسلئے اس کی صداقت کے دلائل خود پیش کرتا ہے چنانچہ یہ رکوع جو میں نے پڑھا ہے۔ اس میں اللہ فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض کہ اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک طاق ہو۔ اور اس کے پیچھے کوئی سوراخ نہ ہو۔ اس کے اندر چراغ ہو۔ ایسے طاق کے چراغ کی روشنی ایک طرف بڑتی ہو۔ اس سے روشنی محفوظ ہو کر جدھر پڑتی ہے۔ بہت زیادہ پڑتی ہے۔ اور چراغ ایک محلوب سے ڈھکا ہوا ہے اور محلوب بھی نہایت صاف اور مجلّٰی ہے۔ جس سے روشنی اور بڑھ جاتی ہے۔ اور اسکی روشنی تارے کی مانند صاف ہے۔ اور چراغ میں جو روغن ڈالا گیا ہے۔ وہ مبارک درخت سے نکالا ہوا ہے۔ ایسا درخت نہ شرقی ہے نہ غربی۔ یعنے وہ ایسا درخت ہے۔ جس پر ہر طرف سے دھوپ پڑتی ہے۔ ایسے درخت کی نشوونما خوب ہوتی ہے۔ اور وہ تیل بھی اپنی صفائی میں ایسا بڑھا ہوا ہے۔ کہ بوجہ صفائی کے قریب ہے۔ کہ خود بخود اسکو آگ لگ جائے۔ جیسا کہ پٹرولیم ہوتا ہے۔

ایسا چراغ جس میں اتنے صفات ہوں۔ اسکی روشنی کا کیا کہنا۔ اسلئے فرمایا کہ نور علیٰ نور وہ نور ہے۔ اور پھر اسپر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک اور نور نازل ہوتا ہے۔ اور پھر جس کو چاہتا ہے۔ اللہ ہدایت دیتا ہے۔

اللہ نے لوگوں کے لئے اسلام کا دعویٰ پیش فرمایا ہے۔ کہ اسلام خدا کا نور ہے۔ اور سچا مذہب ہے۔ اور اس کی روشنی تمام مذاہب کی روشنیوں سے اعلیٰ ہے۔ اور اس کی تعلیمات سب سے اکمل اور اتم ہیں۔

صداقت اسلام کی دلیل

مگر یہ سارا بیان ایک دعویٰ کی صورت میں ہے۔ اسلئے آگے اس کی دلیل دیتا ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال کہ یہ نور ایسے گھروں میں ہے۔ جو اونچی پرس اور غریب اور ادنیٰ درجہ کے ہیں۔ مگر خدا نے ان کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ان کو اٹھایا جائیگا اور ان کو بلند کیا جائیگا اللہ کا ان مکانوں کو بلند کرنا اور عزت دینا ثبوت ہوگا اس امر کا کہ یہ مذہب اسلام خدا کی طرف سے ہے +

اسلام کی صداقت کیلئے یہ دلیل ہے کہ اسکے ماننے والے دنیا میں معزز و مکرم ہونگے۔ اور ان کو ایک روشنی دی جائے گی۔ جس کے مقابلہ میں دنیا میں تاریکی ہوگی اسلام کے گھر بند کئے جائینگے۔ اور مخالفوں کے گھر ان کے مقابلہ میں نیچے کئے جائینگے۔ اور یہ اسلام کی صداقت کی دلیل ہزارہا ثبوتوں میں سے ایک ہے۔

آنحضرت صلعم کی حالت دعوے سے پہلے

اب ہم دعویٰ اور دلیل کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرف دیکھتے ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت آپ کی دنیاوی حیثیت کوئی بڑی نہ تھی۔ ابھی آپ شکم مادر ہی میں تھے۔ کہ آپ کے والد فوت ہوگئے تھے۔ اور بہت چھوٹی عمر تھی کہ ماں فوت ہوگئی آپ کو کوئی بڑا ترکہ بھی نہیں ملا تھا اس کے بارے میں متفرق روایتیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ آپ کو ملا وہ ایک اونٹ اور پانچ بکریاں تھیں۔ آپ کی کوئی ذاتی تجارت نہیں تھی۔ بلکہ بڑی عمر ہوئی تو حضرت خدیجہ رضؓ کی تجارت کرنے لگے اور نفع ان کو دیتے تھے۔ اور وہ کچھ معاوضہ آپ کو دیدیتی تھیں۔ عرب میں کوئی حکومت نہ تھی۔ مگر مکہ والوں نے جو "دارالندوہ" قائم کر رکھا تھا۔ اس کے بھی آپ ممبر نہ تھے دنیاوی علوم آپ نے حاصل نہ کئے تھے۔ آپ کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا اس تمام ضعف اور کمزوری پر طرفہ یہ کہ جب آپ نے دعوے کیا تمام عرب مخالف ہو گیا۔ آپ وہ بات کہتے تھے جو جمہور عرب کے خلاف تھی اور عرب اسکے منہ سے اپنی ہلاکت دیکھتے تھے +

آنحضرت صلعم اور مسٹر گاندھی

ہندوستان کے بعض لیڈر اور اخبار ہیں جو مسٹر گاندھی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ اور ان کی اس بے جا تعریف سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی کی تعریف کے ساتھ آنحضرت صلعم کی تعریف بھی ہو جائے۔ اور اس طرح ہندوستان میں آنحضرت صلعم کی تعریف کا رواج ہو جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ایسی تعریف سے آنحضرت صلعم کی عظمت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس سے آنحضرت صلعم کی عظمت کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی عظمت بھی اسی قسم کی ہے جس قسم کی عظمت مسٹر گاندھی کی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلعم کی عظمت مسٹر گاندھی کی عظمت سے بالکل جدا گانہ ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ آفتاب اور چراغ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں روشنی دیتے ہیں۔ اس لئے دونوں برابر ہیں۔ ایسا کہنے والا بیوقوف ہوگا۔ اسی طرح مسٹر گاندھی اور آنحضرت صلعم کی عظمت میں فرق ہے۔ مسٹر گاندھی کی عظمت ایسی ہے جیسے چراغ کی روشنی۔ اور آنحضرت صلعم کی عظمت ایسی ہے جیسے آفتاب کی روشنی۔ مسٹر گاندھی کی عظمت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک بند کمرہ میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور اس کمرہ میں ایک چراغ جل رہا ہو۔ اور اس کی روشنی سے اس کمرہ کی چیزیں اس کو نظر آ رہی ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی عظمت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھلے میدان میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور آفتاب کی روشنی سے اس کو سب چیزیں نظر آ رہی ہوں۔ مسٹر گاندھی کی عظمت ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک بند کمرہ میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور اس کمرہ میں ایک چراغ جل رہا ہو۔ اور اس کی روشنی سے اس کمرہ کی چیزیں اس کو نظر آ رہی ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی عظمت ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھلے میدان میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور آفتاب کی روشنی سے اس کو سب چیزیں نظر آ رہی ہوں۔

مسٹر گاندھی کی عظمت کی مثال تو ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی شخص یا لوگ جدھر جا رہے ہوں اسی طرف چلتے جائیں۔ اور ایک شخص پیچھے ہاتھ کر دے۔ اور کہے کہ میں اس کو چلا رہا ہوں۔ لیکن آنحضرت صلعم جدھر گاڑی چل رہی تھی ادھر سے اس کا رخ پھیر کر دوسری طرف کو پھیر دیا۔ اور تمام دنیا کے خداؤں کے قائل تھے۔ آپ نے ان سے یہ عقیدہ چھڑوایا۔ اور آپ نے حضرت مسیح ناصری کو اپنے گناہوں کا کفارہ بنا کر اپنی نجات ان کی صلیبی موت میں جانتے تھے۔ اور اسی پر بھروسہ کئے بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ جو ان کے دلی خیالات کو جڑ سے اکھیڑ کر گئی۔

قوم نے آنحضرت صلعم سے کیا سلوک کیا

آپ کی قوم آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہ تھی بلکہ آپ کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ اور تیرہ سال تک آپ کو بیشمار تکالیف دیتی رہی۔ پھر وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہوتے۔ ان پر نئے نئے مظالم توڑے گئے۔ اور عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر چیر گیا۔ گرم ریت پر لٹائے گئے۔ اور ان کو مارا گیا۔ اور اتنا مارا گیا۔ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور جب ان کو ہوش آتی۔ بتوں کو ان کے سامنے پیش کیا جاتا۔ مگر پھر بھی جب وہ خدا کا ہی نام لیتے۔ تو ان کو اور عذاب دیتے۔ اس فتنہ کا حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری نے جب سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا۔ لوگوں نے آنحضرت صلعم تک اس کو پہنچنے نہ دیا۔ اور واپس چلا گیا۔ پھر وہ خود گئے۔ مگر کسی نے

بتایا کہ ان کے بتوں کی مخالفت ہیں کی جن پر چڑھاوے چڑھتے تھے اور جن سے ان کی گذر اوقات ہوتی تھی۔ بلکہ آپ نے تو ان کے رزق کو بند کر دیا ہے اور کہہ دیا۔ کہ ان خداؤں کو چھوڑ دو اور ایک خدا کو مانو۔ پس مسٹر گاندھی اور پیغمبروں کی مثال تو ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی گاڑی یا موٹر جدھر جا رہی ہو چلی جائے۔ اور ایک شخص پیچھے ہاتھ کر دے۔ اور کہے کہ میں اس کو چلا رہا ہوں۔ لیکن آنحضرت نے جدھر گاڑی چل رہی تھی ادھر سے اس کا رخ پھیر کر دوسری طرف کو پھیر دیا۔ اور تمام دنیا کے خداؤں کے قائل تھے۔ آپ نے ان سے یہ عقیدہ چھڑوایا۔ اور آپ نے حضرت مسیح ناصری کو اپنے گناہوں کا کفارہ بنا کر اپنی نجات ان کی صلیبی موت میں جانتے تھے۔ اور اسی پر بھروسہ کئے بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ جو ان کے دلی خیالات کو جڑ سے اکھیڑ کر گئی۔

آپ کی قوم آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہ تھی بلکہ آپ کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ اور تیرہ سال تک آپ کو بیشمار تکالیف دیتی رہی۔ پھر وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہوتے۔ ان پر نئے نئے مظالم توڑے گئے۔ اور عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر چیر گیا۔ گرم ریت پر لٹائے گئے۔ اور ان کو مارا گیا۔ اور اتنا مارا گیا۔ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور جب ان کو ہوش آتی۔ بتوں کو ان کے سامنے پیش کیا جاتا۔ مگر پھر بھی جب وہ خدا کا ہی نام لیتے۔ تو ان کو اور عذاب دیتے۔ اس فتنہ کا حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری نے جب سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا۔ لوگوں نے آنحضرت صلعم تک اس کو پہنچنے نہ دیا۔ اور واپس چلا گیا۔ پھر وہ خود گئے۔ مگر کسی نے پہچانا نہیں کہ کون ہے۔ آخر حضرت علی سے ملاقات ہو گئی۔ جنہوں نے ان کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ مسافر ہے۔ اور ان کو کہا۔ کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ جب کوئی غیر شخص نظر آئیگا۔ تو میں ٹھہر جاؤں گا۔ اور تم ٹھہر جانا۔ اور میں آگے نکل جایا کروں گا۔ اسی طرح حضرت ابوذر حضرت علی کے ساتھ آنحضرت صلعم کے حضور پہنچے۔ اور ایمان لے آئے۔ اور ایمان لانے کے بعد آپ پر یہ اثر ہوا کہ ایمان لا کر خاموش نہ رہ سکے۔ مکہ سے نکلتے ہوئے کلمہ شہادت زور سے پڑھا۔ اس پر مشرکین جمع ہو گئے۔ اور آپ کو مارنے لگے۔ اور آپ بیہوش ہو گئے۔ بعض لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح ہوش آنے پر آپ نے پھر ایسا ہی کیا۔ لوگ پھر مارنے لگے۔

ایسی ایسی مصائب تھیں جو آنحضرت اور صحابہ کو پہنچائی گئیں۔ ان حالات میں آپ کے اصحاب کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ اور کفار نے ان کا وہاں تک تعاقب کیا۔ مگر جہاں آ کر یہ مسلمان پیش ہوئے بادشاہ نے صفائی سے اپنے عقائد بتا کے۔ تو کفار کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔ لیکن ابھی مصائب کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ آپ کو پھر تکالیف پہنچائی گئیں۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر مکہ سے ہجرت کی۔ پھر کفار نے پیچھا کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی۔

اس حالت میں کون کہہ سکتا تھا۔ کہ جس کے چند ساتھیوں کی جمعیت سے منتشر ہو گئی۔ اور جس کو وطن سے بے وطن ہونا پڑا۔ وہ کبھی غالب ہوگا جب آپ مدینہ میں پہنچے۔ تو ان لوگوں نے دیا ہی آرام نہ لینے دیا۔ بار بار چڑھ کر گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جنگ احزاب میں دس ہزار کی جمعیت سے کر مدینہ پر چڑھ گئے۔ اور آنحضرت صلعم کو مدینہ کے گرد و خندق کھودنا پڑی۔ صحابہ کے ساتھ آپ بھی خندق کی کھدائی کے کام میں شریک تھے۔ احادیث و تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ جب آپ نے کدال چلائی اور ایک

ہدیہ اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولوی نور الدین صاحب کا مقرر کردہ سرمہ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا پسندیدہ

سرمہ مسیح الرحمت سلا جیت

(اس سرمہ کا ایک تمغہ بھی ہے جو سرمہ اصفہانی چشم کے نام سے بہت مقبول ہے)

یہ سرمہ ایک نسخہ ہے جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کے ایک صحابی نے میرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے آنکھ کی بیماریوں کے علاج کرتے ہیں۔ میں نے حضرت علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر، الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

میں اس سرمہ اور میرا کو ہمیشہ اس نیت سے شہرت کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے۔ اور نسخہ سر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہوں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ:۔

"یہ برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھنیا۔ ہلیلہ۔ پھٹکڑی۔ پڑھال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ میرا قسم اوّل باوجود خریدنے کے بجائے تین روپے کے دو روپے کی تو اصل میرا غلام فی تولہ۔ یہ سرمہ کمزور آنکھیں دکھتی ہوئی۔ بچوں کے لئے بہت مفید اور تقویت بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع جمیع قسمی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ ساس البول و سیلان منی و ہیضہ و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر ماشہ خود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل عمدہ فی تولہ

المشتہر
احمد نور تاجر مہاجر۔ قادیان گورداسپور

مجرب المجرب آدویات ہے

(جن کا مفصل اشتہار سہ ماہی ریویو کے آخر میں نکل رہا ہے)

سرمہ نور۔ دھنیا۔ ہلیلہ۔ کچلہ کیلئے اکسیر۔ فیتون عمر۔ حب اکسیر ملوی۔ پٹھوں کو دوبارہ زندگی دینے والی ہے۔ روغن اکسیر پٹھوں کو درست و مضبوط کرنیوالا ہے۔ سفوف ضماد۔ ورم کو نیوالا اعصاب کی کمزوری دور کرتا ہے

حکیم عطا محمد۔ قادیان۔ پنجاب

ایک سوال ؟

ہماری ایجاد کردہ دوسیدہ کی سیوئیاں بنانے کی مشین خریدنا کیوں ضروری ہے؟ جواب۔ اسلئے کہ اس مشین نے پبلک کا قیمتی وقت زرِ گراں بہا لے بچا دیا ہے۔ اور قبول یہ کرنا بانچ ہو چلا سکتا ہے۔ پرزے مختصر اور مضبوط ہیں۔ اور ہاتھ و منٹ میں ایک سیر پختہ سیوئیاں نکالتی ہے۔ وزن بھی تقریباً سوا سیر ہے۔ دوسری مشینوں کی طرح ٹوٹ بھی نہیں نکالنا پڑتا۔ اور اسمیں اپنا پن لگا ہوا ہے۔ کہ جہاں چاہو لگا لو۔ اور قیمت بھی صرف پچیس روپے

بغیر پرزہ جات ملفی شدہ ہونے پر ایک سیر زیادہ

پتہ نامہ

فضل کریم۔ عبدالکریم۔ قادیان۔ پنجاب

بھاگلپوری ٹسری کپڑا

یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ ٹسری کپڑے۔ بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضل تعالےٰ روانہ کئے جاتے ہیں۔ بالخصوص شیروانیوں اور صافوں یعنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال ہر وقت بھیجا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ناپسند ہونیکے ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں جس محصول ڈاک وغیرہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ فہرستاری نظیریں اس اشتہار میں کام نہیں لیا گیا۔ صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے۔ جو ایک مسلمان کا کام ہے۔ فقط

المشتہر۔ عبدالحکیم۔ ہومی ڈاک خانہ ناتھ نگر۔ بھاگلپور

چاندی کے عجیب موتی

خالص چاندی کے یہ نہایت ہی خوشنما موتی ہو بہو بالکل سچے موتیوں کے شام احمد پانی پت کی تجربہ کار صنعت نیز دلیسی دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ انکی دلفریبی۔ خوشنمائی خوبصورتی۔ نفاست سٹائل تک پائیداری اور مضبوطی کی تعریف۔ و تصدیق دوستوں سے زیادہ اخبارات و رسائل بذریعہ ریویو کر چکے ہیں۔ یہ اصل موتیوں کی مانند گول۔ صاف اور نہایت ہی چمکدار ہیں۔ دلفریبی خوشنمائی اور نفاست ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بداحتیاطی سے ذرا سے پالش ہو جانیپر نہایت آسانی سے چمکدار اور متبادل ہو سکتے ہیں۔ لہذا ہمیشہ خوشنما چمکدار اور کارآمد رہتے ہیں۔ نیز ہر وقت مالی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہار اور کنٹھے بنانے نتھوں اور بالیوں وغیرہ میں ڈالنے کیلئے تمام موتیوں کی طرح ان کے درمیان میں سوراخ ہیں مگر موتی اشتہار کے ساتھ نہیں ہیں۔ تو واپس فرما کر قیمت منگا لیں۔ قیمت فی تولہ ۱۲ روپے ہے۔ ملنے کا پتہ

منیجر انوار الدین۔ پانی پت۔ محلہ انصار

مجرب نسوانیکیں

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس

روغن نقوی۔ اس روغن کے صرف ایک ہفتہ استعمال سے ہر قسم کی کمزوری کی تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشہ کلاں ۱۲ روپے

بواسیر خون۔ بواسیر خونی کا مجرب علاج ہے۔ اور بادی بواسیر کو بھی نافع ہے۔ مسوں کو خشک کرتی ہے۔ آزمایا تجربہ کیا گیا اور مفید پایا

قیمت دو روپیہ۔

ہر قسم کی ادویات ملنے کا پتہ۔ احمدیہ شفاخانہ۔ قادیان ضلع گورداسپور

بالطبیہ

دو نوجوان لڑکوں کے واسطے جن کی تنخواہ ۵۰ روپیہ یا ۱۰۰ روپیہ یا ہوا علاوہ تعلیم دیجاتی ہے۔ رشتہ کی خواستگاری ہے۔ لڑکیاں کنواری۔ نیک مقبول صورت ہوں۔ خط و کتابت۔ ایم۔ ایس۔ معرفت ۱۰۰۔ عامہ قادیان ہو وے

ناظر امور عامہ

ہندوستان کی خبریں

انتخاب میونسپل کا بائیکاٹ دہلی میں تمام مسلمان سیاست نے میونسپل کمیٹی کے آئندہ انتخاب کا بائیکاٹ کیا ہے۔ اور وہ لوگوں کو پرچیاں نہ دینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

میونسپل مظالم موضع چوہدری گنجور (ریاست کے باشندگان پر میونسپلٹی نے ٹیکس لگایا ہے باشندوں نے بطور احتجاج گاؤں خالی کر دیا ہے۔ تمام لوگ کھیتوں کے دیہانوں میں جا رہے ہیں۔ لوگ جو اب چھوڑتے جاتے ہیں میونسپلٹی کرقی کرتی جاتی ہے۔

شب برات کی آتشبازی سے آگ شب برات کے روز آتشبازی کی چنگاری سے حافظ محمد علیم تاجر چرم کان پور کا گودام واقعہ ذخیرہ جل کر خاک ہو گیا۔

ضلع پرتاپ گڈھ میں مسٹر گاندھی سے بیزاری پرتاپ گڈھ میں سینکڑوں جھنڈیاں جلا دی گئی ہیں۔ اور مسٹر گاندھی کی بے کا نعرہ اب عام نہیں رہا۔ پچھلے دنوں پریاگ سمتی کے چند والنٹیر پھلپور شاریجا ضلع الہ آباد میں ایک شفاخانہ قائم کرنے گئے تھے ان کو ہجوم نے گھیر لیا۔ اور دھمکی دی۔ کہ اگر تم گاندھی کے پیرو ہو۔ تو تمہاری مرمت کی جائے گی۔ ہجوم کو والنٹیروں نے یقین دلایا کہ ہمارا مسٹر گاندھی یا ان کی تحریک عدم تعاون سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم سیوا سمتی سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسٹر ظفر علیخان کا جرمانہ ۲۰ اپریل کو وزیرآباد کے تحصیلدار معاہدکاروں کے گرد آباد گئے۔ اور مسٹر ظفر علی خان کا جرمانہ وصول کرنے کے لئے چار بھینس۔ دو گھوڑیاں چھ بیل اور گنے پیلنے کا ایک بیلن بطور قرقی قبضہ میں لے آئے۔

میونسپل بورڈ الہ آباد اور مسٹر گاندھی الہ آباد میونسپل بورڈ کے جلسہ میں تحریک ۴۴ پیش ہوئی ہے کہ شہر کی سڑکوں کا نام مسٹر گاندھی کے نام پر رکھا جائے۔

پنجاب میں فصل کی حالت سرکاری اطلاع سے ظاہر ہے کہ پنجاب کے تمام صوبہ کی زمین بغیر بارش کے پڑی ہوئی ہے۔ ابھی فصل امید افزا ہے۔ مگر بھائی زمین سوکھی پڑی ہے۔ چونکہ چارے کے نہ ملنے کی وجہ سے گائے مر گئے ہیں۔ بعض اضلاع میں ہیضہ کا زور بڑھ گیا ہے۔

مارشل لا کمپنسیشن کمیٹی سرکاری اطلاع سے ظاہر ہے کہ ہز اکسلنسی گورنر پنجاب نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو ان نقصانات کے معاوضہ کے متعلق فیصلہ کرے گی۔ جو اپریل میں امرتسر۔ لاہور اور گوجرانوالہ کے فسادات کے موقعہ پر ظہور میں آئے تھے۔

دختر شادی لال کی شادی آنریبل سر جسٹس شادی لال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی دختر۔ کی شادی آنریبل لالہ سکھبیر سنگھ مظفر گڑھ کے صاحبزادے لالہ ہری ناتھ سروپ کے ساتھ ۹ اپریل کو لاہور میں ہوئی۔

بازاری عورتیں کانگریس میں دہلی کی ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے اراکین کی تعداد بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور سنا گیا ہے کہ چاوڑی بازار کی تمام بازاری عورتیں بھی اس سلک میں منسلک ہو گئی ہیں

حامیان عدم تعاون کا تشدد دھنگہ میں تین مسلمانوں کو اس جرم میں سزا دی گئی ہے کہ انہوں نے پنچایت کر کے ایک شخص کو تشدد کی سزا دی اس نے دعوے کر دیا۔ ملزمین کو چھ چھ ماہ قید سخت اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ ہو گیا۔ مگران کو اپیل تک رہا کر دیا گیا ہے۔

مہنت نرائن داس کا استعفا مہنت نرائن داس اور ان کے چچا مہنت دیوداس نے پنجاب شیخوپورہ کی عدالت میں گوردوارہ کمیٹی کے چند اراکین کے خلاف استغاثہ دائر کیا ہے کہ انہوں نے گوردوارہ کی اراضی پر جبراً قبضہ کر لیا ہے۔

گوردواروں کا قانون خیر مستعین عرصہ کے لئے ملتوی گورنمنٹ پنجاب کے روبرو گوردواروں کے متعلق نیا قانون بنانے کی تجویز پیش

ممالک غیر کی خبریں

مصری وفد میں پھوٹ قاہرہ ۲۰ اپریل۔ وفد مصر لندن کی گفت و شنید کے لئے ناظم پاشا کے رویہ کے متعلق مصری وفد میں پھوٹ

لارڈ کرزن پر جرمانہ ۲۴ فروری کو موٹر تیز چلانے کے قصور میں لارڈ کرزن ممبر پارلیمنٹ پر برائٹن میں پانچ پونڈ جرمانہ کیا گیا ایک کانسٹیبل نے بیان کیا کہ وہ ۳۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر لے جا رہے تھے۔ لارڈ کرزن نے کہا کہ ۲۲ سال سے میں موٹر چلا رہا ہوں۔ کبھی خطرناک رفتار کی بنا پر میرا طلبی نہیں ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ گیارہ مرتبہ ان پر مقررہ رفتار سے بڑھ جانے کا الزام لگایا جا چکا ہے۔

مصر میں پھر ہنگامہ ہوا لندن کیم مئی۔ قاہرہ کے تار میں مرقوم ہے کہ طلبہ کے

گورنر کی موٹر جلا دی گئی مقام پر چند فسادی آدمیوں نے ایک عام مظاہرہ میں شریک ہو کر پولیس کا بھگا دیا۔ بعد کو پولیس نے مجمع پر گولیاں چلائیں۔ جس سے دو یا تین آدمی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ جب ہنگامہ کے موقعہ پر گورنر نمودار ہوئے۔ تو مجمع کے لوگ بھاگ گئے۔ لیکن بعد کو ان کی موٹر جلا دیا گیا۔ اور ان کے محل کو لوگوں نے گھیر لیا۔ فوج کی امداد پر قاہرہ سے مصری فوج کے ایک سو آدمی پہنچ گئے ہیں۔

فلسطین میں ہنگامہ لندن ۲ مئی۔ سائنہ کے تار کے ایک ہنگامہ ہوا۔ جس میں ۲۲ یہودی مارے گئے اور ۸۰ زخمی ہوئے۔ بہت سی دوکانیں لوٹ لی گئیں۔

روئی کی ذخیروں میں سخت آتشزدگی اسکندریہ ۲۰ اپریل۔ یہاں روئی کے ذخیرہ روئی میں سخت آتشزدگی ہوئی۔ اور روئی کے ۱۴ ہزار گٹھے خاکستر ہو گئے۔

ترکی شہزادہ کا ذرا انگور کو لندن یکم مئی۔ قسطنطنیہ سے ایک برقی پیام مظاہر ہے کہ شہزادہ عمر فاروق آفندی خلیفہ ولیعہد عبدالمجید آفندی انکار کیا ہے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (آل عمران)

یہ بھی نصرت ہے کہ اس پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب کیا وقت خدا لائے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ... اسسٹنٹ:- مہر محمد خان

اشتہارات عدا خبریں ۱۱-۱۲

نمبر ۸۶ | مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | مطابق ۸ رمضان مبارک سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

	از دفتر الفضل
مدینۃ المسیح	
اخبار احمدیہ	
ثنائی چاہیں	۱۲۲۰
منافقوں سے	
اسلامیہ کالج	
سوامی شردھانند	
ایک ہندو	۱۰
مولوی عطاء اللہ صاحب	
مولوی عطاء اللہ صاحب کی موآیت میں پھل کھانے والے دیرانے منصوبے میں جلد	
ویدک دھرم اور عقل	۹

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ناساز رہی۔ خطبہ جمعہ (۱۳ مئی) حضور کی بجائے مولانا سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ رمضان کے مبارک ایام میں احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے لئے خاص دعائیں کرنی چاہئیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ۲۷ لڑکے میٹریکولیشن کے امتحان میں شریک ہوئے تھے جنمیں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

احسان بن اصحاب نے مولوی فاضل کا امتحان دیا ہے۔ وہ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ضروری اعلان

افریقہ کے تازہ آمدہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ محکمہ تار کی غلطی سے پہلی تار کا مضمون غلط پہنچا گیا یا شاید صاحب کا تار تھا کہ Zanti moslema نے حق قبول کیا۔ تار والوں نے الف کو آڑا کر anti moslema کر دیا جس کے معنے غیر مسلم کے ہو جاتے ہیں مگر جیسا کہ اس تفصیلی خط سے جو ہم اگلے اشو میں شائع کرینگے اور اس کے بعد آنیوالے خطوں سے معلوم ہوتا ہے بیسیوں مسیحی اور بت پرست لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اور چار ہزار فینٹی قوم کے لوگ جو نام کے مسلمان تھے۔ اور ختنہ تک نہ کراتے تھے۔ سلام کرنا نہ جانتے تھے۔ اور عیسائی ہونے پر آمادہ تھے نہ صرف مسیحیت کا ارادہ ترک کیا۔ بلکہ پورے طور پر اسلام پر عمل کرنے کا عہد کر کے احمدیت میں داخل ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحیوں نے ہمارے مبلغ کے راستہ میں روکیں ڈالنی شروع کر دی ہیں۔ اور سخت مخالفت پر آمادہ ہیں۔

اخبار احمدیہ

سیر کشمیر

جو احباب اس سال کشمیر کی سیر کو تشریف لے جاویں۔ وہ یہ خاص خیال رکھیں کہ انجمن احمدیہ بارہمولہ کے پریذیڈنٹ میر غلام رسول صاحب کشمیر کی مختلف انجمنوں کی ہمدردی کے لئے چاہتے ہیں کہ جو بزرگ اس ماہ میں جاویں۔ وہ اپنے وقت کا ایک حصہ ان کے مذہبی اور اخلاقی معاملات کی ترقی اور اخوت کے بڑھانے میں بھی صرف فرماویں کشمیر جانیوالے احباب جس طرح وہاں کے مناظر اور سیر سے جسمانی نفع اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ وہاں کی کمزور جماعتوں کو اس کے عوض کچھ روحانی فائدہ بھی پہنچایا کریں۔ والسلام۔ خاکسار ناظر تعلیم و تربیت

احمدی مستورات۔ امانہ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہاں مستورات جمعہ میں تقریباً ایک سال سے شامل ہوتی ہیں۔ پہلے مسجد کے اندر ہی پردہ کا انتظام کیا جاتا تھا۔ مگر اب خدا کے فضل سے علیحدہ مسجد تیار کی گئی ہے۔ جس میں چند زیادہ تر مستورات کا ہے۔ ابھی اس میں بہت پڑی باقی ہے۔ ماہواری چندہ تقریباً تمام مستورات باقاعدہ ادا کرتی ہیں ان کے چندہ کا رجسٹر علیحدہ ہے۔ وصولی چندہ کا کام فاطمہ کی خالہ صاحبہ کرتی ہیں۔ گذشتہ سال کے خاتمہ پر جب مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری نے ہمارے حسابات کی پڑتال کی۔ تو اس میں مستورات کے چندہ کی رجسٹر ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے۔ اور تحریر فرمایا کہ یہ بہت سی احمدی انجمنہاء کے رجسٹروں کی پڑتال کی۔ اگرچہ اور کئی جگہ مستورات چندہ دیتی ہیں۔ مگر باقاعدگی مستورات کے چندہ کے متعلق یہاں دیکھی گئی ہے اور کسی جگہ نہیں دیکھی۔ اور یہی بات میرے لئے سب سے زیادہ خوشی کا موجب ہوئی ہے۔

درخواست دعا

خادم فضل الرحمن عفا اللہ عنہ سکرٹری انجمن احمدیہ سلمانہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن سخت علیل ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ خاکسار محمد زبیر نائب

احباب میرے بچہ احمد دین کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اسکو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے

خاکسار الہدین موضع ٹھکریاں۔ ڈاکخانہ جاتی ۔

ہم تین بھائیوں پر ایک ہندو نے جھوٹا دعویٰ کر دیا ہے۔ ابتک کچھ جھوٹ تو اس کا ثابت ہو گیا۔ مگر دعا کی بہت ضرورت ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔

خاکسار غلام حیدر سکرٹری انجمن احمدیہ بڈھاکوٹ ضلع ظفر گڑھ

میں جماعت حقہ کے ہر فرد کی خدمت میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ میرے لئے خوب الحاح کے ساتھ دعا فرماویں کہ رب العالمین مجھے محض اپنے فضل سے خادم دین بنا دے۔ آمین"

عاجز سید صلاح الدین۔ سونگھڑہ ضلع کٹک اڑیسہ

نماز جنازہ

خاکسار کی اہلیہ فوت ہو گئی ہے۔ اللہ احباب نماز جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

اقبال حسین احمدی بڑہ پور

مولوی ثناء اللہ کے متعلق تازہ اشتہار

اس اخبار میں مولوی ثناء اللہ کے متعلق ایک ۲۰۰ روپیہ انعام کا اشتہار شائع کیا گیا ہے۔ یہ الگ بھی چھپا ہے۔ احباب اسے اپنے حلقہ میں تقسیم کرنے کے لئے علاوہ بیسیوں کے علاوہ محصول ڈاک کے حساب سے دفتر اخبار فاروق قادیان سے منگا لیں۔

موصیوں کو اطلاع

سماۃ عمر بی بی موصیہ ہمشیرہ میاں عمر الدین صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ کے فوت ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ نے بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے سوال پر فرمایا کہ "جب تک وصیت ادا نہ ہو جائے کوئی لاش مقبرہ میں دفن نہ ہو" اسلئے بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں اسوقت تک کوئی لاش دفن نہ کی جاوے گی۔ جب تک کہ وصیت کی ادائگی نہ ہو جایا کریگی۔ یعنے زر وصیت وصول نہ ہو جایا کرے گا۔ کیونکہ واقعات ایسے ہو گئے ہیں کہ اسوقت وصیت کا پچاس ہزار کے قریب روپیہ موصیان کے ذمہ نکلتا ہے جو وصول نہیں ہوتا۔ لہذا وصیت یا تو زندگی میں ادا ہو جانا چاہیئے تاکہ ورثاء سے وصول کرنے کی نوبت نہ پہنچے یا پھر اسوقت تک کہ جس وقت تک زر وصیت کا ادا ہو جائے۔ بطور امانت لاش کو کسی دوسرے قبرستان میں امانتاً دفن کیا جاوے۔ آئندہ اسپر عمل کیا جایا کریگا۔ انشاء اللہ

نماز مترجم میں تصحیح

صفحہ ۲۷ مسئلہ ۳ جم کے حاشیہ میں ضروری احکام کے عنوان کے ماتحت چھپا ہے کہ۔

"جو شخص حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقعہ مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ یعنی جو احمدی نہیں ہے۔ خواہ منکر ہے۔ کذب ہے یا متردد ہے ایسے کے پیچھے کسی قسم کی بھی نماز پڑھنا جائز نہیں اور ایسے شخص کا یا اس کے کسی بچہ کا بھی جنازہ پڑھنا درست نہیں"

جہاں نقطے ہیں۔ وہاں سے لفظ "نہ" رہ گیا ہے جو پتھر پر سے چھپتے ہوئے اڑ گیا۔ پہلے ایڈیشن میں لفظ "نہ" موجود ہے۔ احباب اس غلطی کو درست کر لیں۔

محمد یامین معلم خدام الدین قادیان

ایک کارندہ کی ضرورت

خان بہادر محمد عبد الحق صاحب آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت کو ایک کارندے کی ضرورت ہے۔ جو اردو انگریزی مڈل پاس ہو۔ تنخواہ پندرہ روپے ماہوار کے علاوہ کھانا مکان اور سواری بھی دینگے۔ جو صاحب جانا چاہیں ایڈیٹر صاحب الفضل کو اطلاع دیویں۔ احمدی کو ترجیح ہوگی۔

آنالیق نمبر ۷ و ۸

جناب شیخ احمد حسین صاحب فرید آباد دکن اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آنالیق کے نام سے بلا تعیین تاریخ جو رسالہ جاری کر رکھا ہے۔ اس کا نمبر ۷ و ۸ اکٹھا حال میں شائع کیا ہے۔ جس کے مضامین دلچسپ اور بچوں کے مذاق کے ہیں۔ مستقل خریدار کو تو پہنچ چکا ہوگا۔ دوسرے احباب کو بھی چاہیئے کہ بہر قیمت سے منگا لیں۔ اور اپنے بچوں کے نام مستقل طور پر جاری کرا دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان ۱۶ مئی ۱۹۲۱ء

ثنائی چالیں

مولوی ثناء اللہ کی کذب بیانیاں

الفضل کے گذشتہ دو پرچوں میں خبر احمدیوں کے جلسہ کی جو مفصل روئداد شائع ہو چکی ہے۔ وہ چونکہ مرتبہ تھی چودھویں صدی کے "مدعی" کی ایمانداری علمی۔ اخلاقی اور انسانی حالت کے تنزل کا۔ اسلئے اس صدی کے ان علماء کا بروز مولوی ثناء اللہ جن کے متعلق مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شر من تحت اديم السماء فرمایا ہے۔ خاموش نہ رہ سکا۔ مگر اس بارے میں جو کچھ اس کی زبان قلم سے نکلا ہے۔ وہ بجائے پردہ پوشی کے ان لوگوں کی آنکھ زیادہ بینا دری کا موجب ہے۔ کچھ باوجود اس روئداد کے جواب میں قلم اٹھانے کے مولوی ثناء اللہ ان متعدد امور کے متعلق جن کو نہایت مفصل طور پر پیش کیا گیا تھا ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکا۔ اور ان کے جواب میں خاموشی اختیار کر کے اس نے ان کے صحیح اور ناقابل تردید ہونے کی تصدیق کر دی ہے مثلاً الفضل میں ان اخبار کی آپس میں جوتی پیزار اور گالی گلوچ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا تھا۔ اس کی نسبت وہ ایک حرف بھی نہیں لکھ سکا۔ کیونکہ اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ باوجود جھوٹ اور کذب اور افترا اور زور کی عادت کے وہ ان واقعات پر ذرا بھی پردہ نہیں ڈال سکتا۔ یہی وجہ ان دوسری باتوں کے متعلق اس کے لئے سدراہ تھی۔ جن کا اس نے ذکر تک نہیں کیا۔

۲۲ اپریل کے اخبار میں مولوی ثناء اللہ نے ہمارے مضامین کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے۔ اسکا ماحل تو اپنی تعریف میں قصیدے پڑھے ہیں۔ اور پھر اس اشتہار کے متعلق بیہودہ سرائی کی ہے۔ جسمیں ہماری طرف سے دو سو روپیہ انعام کے ساتھ ایک حلف کا مطالبہ کیا گیا تھا یہ اشتہار الفضل ۳۰ اپریل میں درج ہو چکا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس اشتہار کا ذکر تو کیا مگر حلف کے الفاظ اور اس کے متعلق ابتدائی کارروائی کو بالکل ہضم کر گیا۔ جن الفاظ میں حلف کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ یہ تھے کہ:

"میں (ثناء اللہ) خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی ذات واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا ایمان اور دل یقین ہے۔ کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی رسول کو اسی خاکی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا جہاں وہ اب تک زندہ موجود ہے اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور یہ سب امور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اگر میرا یہ عقیدہ خلاف قرآن مجید ہے اور حضرت عیسےٰ بن مریم زندہ آسمان میں نہیں بلکہ فوت شدہ ہیں تو خدا تعالیٰ کا غضب اور لعنت مجھ پر اور میری بیوی اور بچوں پر نازل ہو۔ تا دوسرے لوگوں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اے خدا تو اپنے بندوں کو حق پر آگاہ کرنے کے لئے ایسا ہی کر۔" اللھم آمین۔

اور اس حلف اٹھانے کا طریق یہ رکھا گیا تھا کہ ثناء اللہ مسجد میں کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کھائے۔ اور قسم کھانے سے پیشتر وہیں سے ایک شخص قرآن شریف سے چند آیات مع ترجمہ پڑھ کر مولوی صاحب کو سنا دیگا۔

اس طریق حلف اور مذکورہ بالا الفاظ حلف کو تو مولوی ثناء اللہ بالکل کھا گیا۔ اور صرف ذیل الفاظ کو لیکر:

"دیکھو کتنی معمولی بات ہے کہ ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح زندہ ہے۔ آسمان پر ہے۔ پھر آئیگا اسپر اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ اگر واقعی یہ تیرا ایمان ہے۔ تو اس اعتقاد کو قسم کھا کر بیان کر دے۔ اور دو سو روپیہ سکہ رائج الوقت انعام لے لے۔"

ان الفاظ کو لے کر جن میں مختصراً اسے شرم دلائی گئی تھی۔ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ:

"قسم اس بات پر مطلوب تھی کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور بس۔"

یہ الفاظ ثنائی چالوں کا ایک نمونہ ہے۔ اور جو عبارت پیش کی گئی ہے۔ اس کا بھی صرف یہ مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ اسمیں بھی حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر جانے اور پھر آنے کا ذکر ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ جب حلف کے الفاظ معین کر دئے گئے تھے۔ تو پھر ثناء اللہ کو ان میں رد و بدل کرنے اور اپنے پاس سے ان کا مطلب گھڑ کے بیان کرنے کا کیا حق ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہمارے اشتہار سے قسم کا وہی مضمون ثابت تھا۔ جو ثناء اللہ نے پیش کیا ہے تو اس نے کیوں بجائے اس بات کو تسلیم کرا کر وہ دو سو روپیہ نقد ادا نہ کر لیا۔ جو ہماری طرف سے پہلے ہی دے دیا تھا۔ اور جس کو دیکھ کر ثناء اللہ کے منہ میں پانی بھر آیا تھا۔ اصل میں اس وقت ثناء اللہ ایسا حواس باختہ ہو رہا تھا کہ اسے اپنے سر پیر کی بھی خبر نہ تھی اور تمام چالیں بھول گیا تھا اور اس قوۃ مجربہ یعنی [illegible] کی طرف سے دریافت کرنے پر سوائے اس کے کچھ نہ کہہ سکا۔ کہ میں پیش کردہ الفاظ پر حلف نہیں اٹھاتا۔ اور اسی پر انہوں نے کہا کہ پھر ہم روپیہ واپس کرتے ہیں۔ لیکن گھر جا کر اسے یہ [illegible] سوجھی ہے۔ جس سے سوائے اس کے کہ اس کی ذلت اور رسوائی میں اور اضافہ ہو۔ کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

اگر ثناء اللہ کو ابھی حسرت باقی ہے۔ تو ہم اسے بڑے زور کے ساتھ دعوت نیتے ہیں کہ بیدلان میں

آئے۔ اور اب اس اشتہار کے حوالہ جواب آنا ہے
میں دوسری جگہ درج ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وہ سوا
یا ڈیڑھ برس تک فوت ہو جائے۔ تو وہ اس کے لئے تیار
ہو گا یا اپنی گلی میں اپنی شہر بند رہے گا۔

دوسری بات جس پر مولوی ثناء اللہ نے ہنسی
اڑائی ہے۔ وہ الفضل کا ان لوگوں کے نام جاری
کرنے کو حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک نشان
دینا ہے۔ ہر خواہ ثناء اللہ کتنی ہی ہنسی اڑائے
مگر کیا وہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کا الہام یاتون من کل فج عمیق
اس وقت دنیا میں شائع ہوا۔ جبکہ قادیان کو دنیا نہیں
جانتی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود بالکل گمنامی کی حالت
میں تھے۔ پھر قادیان کا مقام بلحاظ اپنے محل وقوع
اور اپنی شہرت اور حالت کے اپنے اندر کوئی ایسی
بات نہ رکھتا تھا۔ جو لوگوں کے لئے جذب کا موجب ہو سکتی
مگر جب مذکورہ بالا الہام شائع ہوا۔ تو اس کے بعد دنیا
میں قادیان کی شہرت ہونے لگی۔ اور لوگوں کی آمد
شروع ہو گئی۔ پھر خواہ مصدق عقیدت اور خلوص
سے آئے کذب عناد اور دشمنی سے آئے۔ لیکن آئے
اور آپ کی وجہ سے آئے۔ اور آپ کی پیشگوئی کو پورا کرنے
والے ٹھہرے۔ اب بھی ہر ایک وہ شخص جو
آپ کی وجہ سے آئے گا۔ آپ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا
ہو گا۔ کیا مولوی ثناء اللہ اس بات سے انکار کر سکتا
ہے۔ کہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی قادیان
آنے کی وجہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نہیں تھا اور کچھ
نہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک لیکچرار جس نے سٹیج پر
لب کشائی کی۔ اس کا موضوع کلام حضرت اقدس
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہی
رہی تھی۔ اس لئے اگر کہا جائے کہ ان لوگوں کا قادیان آنا
حضرت اقدس کی پیشگوئی کو پورا کرنا ہے۔ تو یہ بالکل
درست ہے۔ اگر یہ لوگ اگر حضرت اقدس اور آپ کے
سلسلہ کا ذکر نہ کرتے۔ تو اور بات تھی۔ تب ان
کا آنا اور آکر سوائے حضرت مسیح موعود کی ذات اور
آپ کے سلسلہ کے اور کوئی ایک لفظ نہ کہنا ایسا

ہے اس لئے کہ انہوں نے آکر خود خدا کے مسیح کی
پیشگوئی کو پورا کیا۔

مولوی ثناء اللہ نے اس کے ساتھ ہی ان لوگوں
کی ہنسی اڑائی ہے۔ جو گذشتہ نبیوں کے ساتھ
کی ہے۔ کہ الفضل نے ان کے متعلق جو کام
لیا ہے۔ اور اس کے ساتھ پیشگوئی کے لفظ
مسیح موعود کی پیشگوئی سے کام لیا کرتے ہیں
لفظ کو پیش کیا ہے۔ جو حضور نے انعام آتھم کے
صفحہ ۱۰ پر لکھا۔ شریر مفسد اور درندہ صفت مولویوں
کے حق میں استعمال فرمائے ہیں۔ جنہوں نے اپنے
خیال حق کی تائید کے لئے جھوٹے خواب بنائے
اور دینی خوبی کے لئے جھوٹ بولے۔ اور ان جھوٹوں
کو ہر اخبار میں پھیلایا۔ لیکن اگر وہ بصیرت کی نظر سے
دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت صاحب
نے ان الفاظ میں اس قسم کے مولویوں کے حق میں
کچھ بھی زیادتی نہیں کی۔ کیونکہ نبیوں کے سردار محمد
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خطاب ایسے مولویوں کو دیا
ہے۔ وہ یہ ہے۔ علماء هم شر من تحت اديم
السماء کہ آسمان کے نیچے بدترین اور
شریر ترین مخلوق ہونگے۔ پھر مولویوں کے ایسے
جھوٹے کو اگر خواہ مخواہ فرقہ مولویاں حضرت صاحب
نے کہدیا تو کیا غضب ہو گیا۔ جب کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے اس سے
کو پہلے ہی "شریر ترین فرقہ مولویاں" اور تمام
جہان میں بدترین مخلوق فرقہ مولویاں کا خطاب مل چکا ہے

ایک اور بات جس پر مولوی ثناء اللہ بہت ہنسا
ہے۔ یہ ہے کہ الفضل نے مولوی ابراہیم بانکوی
کی حماقت کا ذکر ہر دو الفاظ کیا تھا کہ۔

"مولوی ابراہیم کے لیکچر میں خاص بات یہ تھی
کہ تقریر تو پنجابی میں تھی۔ مگر انجیل کے حوالے
انگریزی میں سناتا تھا۔ اس کی انگریزی خوانی
جہاں بجائے مضحکہ تھی۔ وہاں یہ بات بھی قابل غور
تھی کہ سامعین جن کے اچھی طرح اردو بھی نہ سمجھ
سکنے کی وجہ سے پنجابی میں تقریر کی جا رہی

تھی۔ اور [illegible] کے لئے [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible]
سے آگاہ ہو جائیں۔

اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ لکھتا ہے۔
"مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ اور گاہے گاہے
تقریر تو ٹھیٹھ پنجابی میں کرتے تھے۔ مگر انگریزی
ترجمہ قرآن سے انگریزی پڑھنا چاہا کہ
میں انگریزی بھی جانتا ہوں۔ حالانکہ مولوی صاحب نے
کبھی انگریزی دان کا امتحان نہیں دیا۔ لیکن
مرزا صاحب نے جو براہین احمدیہ میں انگریزی کا علم
کھ کر لکھا کہ یہاں انگریزی دان کوئی نہیں۔ اس
پر الہام ہوا ترجمہ ہی لکھا جاتا ہے۔ اکثروں نے
ایسا کہ کے انگریزی سے جہالت کا اظہار کیا۔"

معلوم ہوتا ہے۔ ثناء اللہ نے جہاں میں بھی
کے لئے بات بات میں جھوٹ بولنا جائز سمجھا ہے۔ کیا
وہ بتا سکتا ہے۔ کہ الفضل نے مولوی ابراہیم کے
انگریزی ترجمہ قرآن سے انگریزی پڑھنے کے متعلق
کہاں لکھا ہے۔ اگر اس کے پاس اس کا کوئی ثبوت
تو پیش کرتے۔ لیکن یاد رکھے۔ ہرگز اس کا کوئی ثبوت
نہیں دے سکتا۔ اور یہ الفاظ اس کے جھوٹے اور کذاب
ہونے کی بدترین شہادت ہے۔

الفضل نے مولوی ابراہیم کی انگریزی خوانی کے متعلق
جو کچھ لکھا۔ وہ اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ جس کا خلاصہ
یہ ہے۔ کہ انگریزی انجیل کے حوالے بے ضرورت پڑھے
گئے۔ کیونکہ جب اردو میں لیکچر ہیں۔ تو انگریزی
میں حوالے پڑھنا اور بلی التخصوص ایک ایسے لیکچر میں
جس میں انگریز اردو دان بھی نہوں۔ محض بے ضرورت
اور جہالت ہے۔

مانا کہ مولوی ابراہیم صاحب کو انگریزی آتی ہے مگر
جاہلوں میں بے ضرورت اس کا اظہار محض جہالت اور
گنوار پن نہیں تو اور کیا ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ پہلے
سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود نے براہین میں انگریزی کا علم

سے کہنے کے وقت بھی کیا کہ یہاں کوئی انگریزی دان نہیں۔ اس لئے تیر تجھ ہی کے الہام چھوڑتا ہوں۔ انگریزی سے ناواقفیت کا اظہار کیوں کیا اگر تم میں خدا یہی تفہیم دیا ہو۔ تو سمجھ جاتے کہ چالاکی نہیں بلکہ ہمیں کو جہالت کہنا تمہارے جیسے بے تمیزوں اور بے شعوروں اور کوتاہ عقلوں کا ہی کام ہے۔ انہا صادقہ تعالیٰ نے کیا اور کب انگریزی زبان میں کیا۔ جس بنا پر آپ انہا صادقہ کے انگریزی کو ہم سے کہتا ہے کہ میں اس زبان کو نہیں جانتا تو اظہار واقعہ ہے جو راست گوئی اور بے انکساری کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ اس کے مقابلہ میں انگریزی کی مشق پر بہت سے وہ لوگ جاہل اور گنوار ہیں انگریزی کی ناک توڑنا چاہا۔ تو دو ٹکائی اور رسوائی ہے۔ جو نہایت ہی قابل لعنت فعل ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ کی عقل اس قدر سلب ہو گئی ہے کہ وہ ان دونوں میں کوئی تمیز نہیں کر سکتا۔

آخر میں مولوی ثناء اللہ نے وفات مسیح پر بحث کے متعلق مولوی ابراہیم کے چیلنج کا ذکر کیا ہے۔ مگر کیا تماشہ ہے کہ خود ۱۰ اپریل کے اہلحدیث میں مولوی ابراہیم نے اور اس مضمون میں ثناء اللہ نے جماعت اس اشتہار کا ذکر کیا ہے۔ جو مولوی ابراہیم کے چیلنج کے جواب میں شائع کیا گیا تھا۔ ان ثناء اللہ لکھتا ہے

"مرزائی اخبار لکھتے ہیں کہ اس مباحثہ کی بابت شروط کا فیصلہ تحریری پہلے ہونا چاہیئے۔ پھر مباحثہ ہوگا"

مگر اس میں بھی ثناء اللہ نے اپنی معمولی خباثت کو کام کے مطابق حجت کا کام لیا ہے۔ ہمارے اس اشتہار میں جو مولوی ابراہیم کے چیلنج کے جواب میں ان کے چیلنج کی بنا پر شائع ہوا تھا۔ لکھا گیا تھا۔ ایک جگہ جانبین کے دو قائمقام شرائط کا تصفیہ کریں اور فیصلہ علماء کو بھیجوا دیں۔ مگر اس کے متعلق ان کی طرف سے سوائے بے ہودہ سخنی کے کچھ نہیں ہوا۔ پھر ہم مباحثہ کا مقام لاہور ہی تجویز نہیں کیا۔ اگرچہ اس کی نہ ہی جلسوں کی عادت نہیں ہے کہ اس عذر کی بنا پر ثناء اللہ اپنی جان چھڑا سکے۔ بلکہ گورداسپور کو بھی تجویز کیا ہے۔ بہرحال ہم تو چیلنج منظور کر چکے ہیں اب منتظر ہیں کہ مولوی ابراہیم یا اس کا دوست ثناء اللہ پہلے شرائط کا تصفیہ کرے۔ پھر جہاں کے متعلق فیصلہ ہو۔ وہاں مباحثہ کرے۔ مگر امید نہیں کہ ان میں سے کوئی سامنے آسکے۔ یہاں گیدڑ بھبکیاں ادھر ہیں۔ اور مقابلہ کے سامنے آنا اور بات ہے۔

مذاق کس سے کیا گیا

"مسٹر گاندھی اور اسلام" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ضمناً دو باتوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ جنہیں سے ایک ایڈیٹر صاحب پرتاب کی بدزبانی تھی۔ کہ جانوروں تک بھی پوربینوں کے ساتھ عدم تعاون کا اثر پہنچ گیا ہے۔ اور دوسری بی اے کے طالب علموں کا لنگور کو مسٹر گاندھی کا قائمقام قرار دینا تھا۔ پہلی بات کے متعلق ایڈیٹر صاحب پرتاب پر کاش میں لکھتے ہیں کہ "اس میں محض مذاقیہ پیرایہ رکھا گیا ہے" اور دوسری کے متعلق فرماتے ہیں "یہ محض طالب علموں کی دل لگی تھی"۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ نے تہذیب و شرافت کا مزید ثبوت بھی دیا ہے۔ ہم انہیں ایسی شرافت سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کرنے میں تو معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس شخص کے نقش قدم پر چلنے کے دعویدار ہیں۔ جس کی شیریں زبانی کا ثبوت تو ستیارتھ پرکاش موجود ہے۔ ہاں ہم یہ دریافت کر لینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا مذکورہ بالا باتوں میں مسٹر گاندھی اور ان کی تحریک عدم تعاون کے متعلق مذاق اور دل لگی کی جا رہی تھی۔ اگر یہی بات ہے تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسے لوگوں کی تہذیب اور متانت کا اندازہ لگانے میں واقعی غلطی کی۔ جو عدم تعاون کے حامی ہو کر اور مسٹر گاندھی کو مہاتما اور لیڈر سمجھ کر ان سے مذاق اور دل لگی کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ جن لوگوں کی شرافت اس درجہ گر گئی ہو۔ وہ کسی اور کے متعلق بیہودہ سائی اور بکواس کرنے میں بے شک معذور ہیں۔ اور اسی لئے ہمیں ایڈیٹر صاحب پرتاب و پرکاش پر کوئی افسوس نہیں ؛

اسلامیہ کالج لاہور کا پرنسپل

اخبار الراعی نے اسلامیہ کالج لاہور کی جنرل کونسل کی جو روئداد شائع کی ہے۔ اس کا خلاصہ ہمعصر وکیل نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ:۔

"کونسل میں بہت دیر تک اس بات پر بحث ہوتی رہی۔ کہ اب ایک انگریز یا ایک ہندوستانی یا ایک مسلمان پرنسپل کو مقرر کرنا چاہیئے کونسل کے تمام ممبر اس امر میں متفق تھے۔ کہ اگر ایک مسلمان پرنسپل انگریز پرنسپل کی نسبت کسی قدر کمتر لائق بھی مل جائے۔ تو اسے ترجیح دینی چاہیئے لیکن اگر ایسا لائق مسلمان نہ مل سکے جو علاوہ تعلیمی استعداد کے انتظامی قابلیت بھی رکھتا ہو۔ تو ان صفات کے متصف انگریز کو مقرر کر لیا جائے اسپر مسٹر ولسن کو پرنسپل مقرر کر لیا گیا۔" (وکیل امرتسر)

ہم انگریز پرنسپل کے تقرر کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ہمیں تعلیم دینی ہے۔ کہ حکمت اور علم جہاں سے جس سے پاؤ حاصل کرو۔ اسلئے اگر ایک انگریز کے پاس علم و حکمت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کے انگریز ہونے کے باعث اس سے حاصل نہ کریں۔ مگر وہ لوگ جو عدم تعاون کے جوش میں مسٹر مارٹن کو نکالنے کے درپے تھے۔ اور کالج کے احمدی طلباء کو اس لئے دکھ اور تکلیف دیتے تھے کہ وہ بھی کیوں ان کے ساتھ ایجی ٹیشن میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ بتائیں کہ کیا مسٹر ولسن انگریز نہیں ہیں اور اسی قوم سے تعلق نہیں رکھتے جس سے مسٹر مارٹن رکھتے تھے پھر ایک کی بجائے دوسرے کے آنے سے کیا فرق واقع ہو گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ کالجوں کے بائیکاٹ کی تحریک کس قدر

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ

ایک ہزار روپیہ انعام

بإجازت حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک سو روپیہ انعام کا کون قبول کرتا ہے۔ کہ ہمارے نشان پر مباہلہ کرے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے۔ کہ مباہلات تو کافی سے زیادہ آپ کے ساتھ ہو چکے ہیں۔ اب صرف وہی ایک طریق آپ کیلئے باقی ہے۔ جس سے آپ کو ہمیشہ انکار و حیلہ کر کے فرار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کو نہایت آسان طریق سے جس میں نہ خدا تعالیٰ کا انتظار نہ دنوں تک تڑپنے کی کا کھیڑا ہے۔ بلا شرط آپ کا دامن بھر دیں ایک ہزار روپیہ نقد گن کر دیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ آپ بغیر کسی تبدیلی و حوالہ اور حیلہ و بہانے کے مندرجہ ذیل الفاظ میں حلف اٹھالیں۔ اور بمبلغ ایک ہزار روپیہ انعام پائیں۔ الفاظ حلف میں کسی قسم کی ترمیم نہ ہوگی۔ بعینہٖ انہی الفاظ میں قسم ہوگی۔ اور قسم سے پیشتر صرف چند آیات قرآنی پڑھنی ہم پڑھ دینگے۔ جن کے بعد حلف ہوگی۔

"میں ثناء اللہ اپنے پیدا کنندہ اخبار اہلحدیث امرتسر کو حاضر ناظر و جبار عزیز ذوانتقام قادر توانا کی ذات واحد لاشریک کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں۔ کہ مسیح ناصری کی بجائے ایک غیر شخص کو اس کا ہم شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا تھا۔ اور عیسیٰ بن مریم کو جبریل اٹھا کر ایک آن کے سورج سے اٹھا کر آسمان پر ..... بٹھلا دیا وہ اب تک بجسد عنصری زندہ موجود ہے۔ اور وہی آخری زمانہ میں اسی خاکی جسم کے ساتھ زمین پر نازل ہو کر دجال کو جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ قتل کریگا اور تمام یہود و نصاریٰ اس پر ایمان لائینگے۔ اور یہ سب کچھ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے

اور میرا خدا مجھ سے قادیانی کا دعویٰ کہ وہ فوت ہو چکا اور میں اس کا بروز ہوں اور وہ خود مدعی مسیحیت اور مامور من اللہ ہونے کا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ محض شیطانی وساوس اور افترا علی اللہ ہے۔ اور وہ کذاب آخری فیصلہ والے شخص ہے اور میرا خدا اس کو ہمارے مقابلہ میں ذلیل و رسوا کر کے ضرور ظاہر کر دیگا۔ اور مجھے اس کی تکذیب میں صادق قرار دیگا۔ اس کی طرف سے الہام کیا۔ اور یہ فیصلہ اس کی تکذیب کے متعلق۔ اسے خدا نے کیا تھا۔ اور تیرے نزدیک وہ الہام ثابت ہوا۔ جس پر میں علی وجہ البصیرۃ ایمان اور یقین رکھتا ہوں۔ اور باہر کو مباہلہ کے بعد بھی میں اسی ایمان اور یقین پر ہوں۔ قرآن و حدیث و واقعات حقہ قائم ہوں۔ اور تمام دلائل فریق مقابل نے مباحثہ باہر کو ٹریکٹ صداقت عرز کئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ ان سے وہ دعویٰ مسیحیت و مہدویت و مامویت میں صادق نہیں ثابت ہوتا۔ اور میں نے جو تکذیب کے دلائل دیئے ہیں وہ بالکل ہی قانون اللہ کلام ربانی اور آیات قرآنی کے مطابق ہیں۔ جن سے وہ علی وجہ الکمال کاذب اور مفتری علی اللہ ثابت ہوتا ہے۔ پس اے قادر توانا تو جو اصل حقیقت سے واقف ہے۔ اگر میری یہ شہادت تیرے علم اور تیرے کلام اور تیرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے خلاف ہے۔ یا میں اصل حقیقت کو دل میں چھپا کر کوئی اور اس کے خلاف کہتا ہوں۔ اور درانحالیکہ واقعی تیرا مامور اور مسیح موعود ہے۔ تو مجھ اور میری بیوی اور بچوں کو لعنت اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت اس جھوٹ کی سزا میں ملیکہ سال کے اندر ہلاک اور مورد لعنت و عذاب بنا۔ تاکہ دوسروں کے لئے یہ فیصلہ باعث عبرت ہو۔ اے مولا تو ایسا ہی کر۔" آمین

یہ حلف بلا کسی تغیر و تبدل و ترمیم کے مندرجہ بالا الفاظ میں بمقام مباہلہ کو ٹلہ جاج مسجد میں کھڑے ہو کر تین بار اٹھائی ہوگی۔ جس کے آخر میں ہر بار ہم آمین کہینگے۔ اس کے بعد فوراً قبل اس کے کہ آپ مسجد سے باہر نکلیں ایک ہزار

ف یہ مباحثہ مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۸۔۱۹۔۲۰ اپریل تین دن تک ہوتا رہا۔ ایڈیٹر

[illegible] کی کوئی خبر نہ آئی۔ اور یہ وہ قسم ہے جسے [illegible] آپ کی مستعدی کے لئے خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب کے پاس ہم امانت رکھ دیں گے۔ اور ہاں یہ بھی یاد رہے کہ حلف اٹھانے پر جو تین بار باواز بلند آپ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان اور اس کے کارکنوں کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہنے ہیں۔ "میں ثناء اللہ ان سب پر لعنت اللہ کی بھیجتا ہوں" اب اگر آپ کے یہ الفاظ حلف وغیرہ کا جواب کریں یا موت وغیرہ کے عذاب میں مبتلا ہونے کا اظہار نہ کریں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ ساری دنیا احمق نہیں بیٹھی جو اس بات کو نہ سمجھ جائے۔ کہ کہیں بھی قرآن و احادیث میں یا فقہ حنفیہ یا شافعیہ یا شیعہ کی کسی معتبر کتاب میں نہیں لکھا۔ کہ جب تک مولی علیہ حلف اٹھوانا حلف کے نتیجہ کی تعیین فریق ثانی سے ذکر کرے۔ یہ حلف نہ اٹھوائے۔ اور نہ دلائل شرعیہ سے آپ بتا سکیں کہ کس آیت یا حدیث کی رو سے ہم کو آپ کیلئے ایسی عذاب کیلئے مجبور کر سکتے یا موت وغیرہ کو عذاب سے مستثنیٰ کرنے کا ہمیں مجاز قرار دیتے ہیں۔ آپ کا یہ عذر کہ ہم عذاب کی عوارض کو عذاب الٰہی قرار دینے میں سچے نہیں۔ کیونکہ اگر ہم ایسا کریں گے۔ تو اس سے آپ کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ الٹا ہمیں ہی نقصان ہوگا۔ کہ ایک تو ہزار روپیہ جاتا رہے گا۔ دوسرے دنیا ہماری تو ہنسائی بعید و پر ہنسیگی۔ اور ہاں اس کا فیصلہ آسانی سے کہہ سکے گی۔ کہ حق تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ پس یہ عذر آپ کا محض حیلہ ہے۔ ورنہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ جھوٹی قسم کا عذاب یا سزا اس ذات کی طرف سے ملتی ہے۔ جس کی عدالت میں اس کا نام لے کر وہ حلفیہ جھوٹی گواہی دی گئی ہے۔ نہ کہ قسم دلانے والے یا قسم اٹھوانے والے کا۔ حق نہیں۔ کہ وہ کوئی عذاب یا سزا تعین کر دے۔ یا کسی عارضہ کو سزا سے مستثنیٰ کر دے۔ لہٰذا بفضلہ تعالیٰ آپ واقف قرآن ہو کر کبھی نہ کریں اس سے آپ کی علمی پردہ دری کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے مقام مندرجہ حلف بالا کو یقینی نہیں سمجھتے۔ اور ڈرتے ہیں۔ کہ میں نے حلف اٹھائی تو موت آئی۔ تبھی تو آپ موت کو سزا

مولوی عطاء اللہ صاحب کی مولویت

آؤ! ایک مرد مسلمان غیر اسلام کو جس کی آواز نے دشمنان اسلام کے دل ہلا دیئے۔ جس کے خادم دنیا میں اپنے ملک و مال اہل و عیال۔ سوسائٹی و اقرباء ترک کر کے تمام دنیاوی روحوں کو فتح کرنے کے لئے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جس نے خدا سے حکم پاکر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواب علماء امتی کانبیا بنی اسرائیل) موجودگی میں اعلان کیا کہ

چو کافر ز مستم بپرستد مسیح را
خدیوی خدا بسر نشس کرد ہمسرم

اسکی ناداں نے ہر رنگ میں مخالفت کی۔ اور خدا کے اس مرسل خادم اسلام کو اسلام کے دائرہ سے خارج کہا۔ اور ہر ممکن طریق سے اس کی تباہی کے خواہاں ہوئے۔ آخر حق سے عداوت رکھنے کا لازمی نتیجہ جو ہوتا تھا۔ وہی ہوا۔ ان لوگوں کا جو قدم اٹھا۔ حضرت مسیح موعود کے حسب ذیل قول کی تصدیق کرنے والا تھا کہ:۔

اَبَتَر زغلی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

ذرا ایک عالم کی قرآن فہمی غیرت اسلامی اور خشیت اللہ کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ مولوی عطاء اللہ صاحب ابتری کے مقدمہ میں گواہوں نے جو بیان دئے۔ انہیں سے صرف چودھری عبدالسبحان کی گواہی پر مولوی صاحب نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ کر ظاہر کر دیا کہ یہ گواہ جھوٹ بول رہا ہے (ملاحظہ ہو اخبار زمیندار مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء) اور باقی گواہوں کے بیان جو زمیندار مورخہ ۵ اپریل میں شائع ہوئے۔ ان پر خاموش رہکر تسلیم کر لیا کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کی گرفتاری اسی قسم میں ہوئی۔ اور ہر گواہ نے بتایا کہ مولوی صاحب نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کی مثال بسر گاندھی سے دی۔ اور ان کے کارناموں میں سے

مولوی عطاء اللہ صاحب کے متعلق

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب تفضل سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حبیب سید عطاء اللہ صاحب کے مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ اور گواہوں کے بیانات قلمبند ہوئے۔ تو میں نے ایک مضمون لکھا تھا حضرت مسیح موعود کے قول

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار
کآخر کنند دعوی حبت پیمبرم

پر غور کرتا ہوا۔ آپ اخبار سیاست مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون بعنوان سید عطاء اللہ شاہ اور قادیانی جماعت دیکھ کر تحریک پیدا ہوئی کہ یہ مضمون ظالمان حق تک پہنچا دیا جائے۔ اور دیکھا کہ ایڈیٹر صاحب سیاست جو مولوی عطاء اللہ صاحب کے متعلق حق بات لکھنے سے مشتعل ہو گئے ہیں۔ انبیاء علیہ السلام کے لئے کس غیرت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اب تو ایڈیٹر صاحب سیاست ہمارے صریح مشفق بنگئے مگر افسوس کہاں تھے۔ جب کہ مولوی عطاء اللہ صاحب نے خدا کے پیارے مسیح موعود کو اس لئے سب و شتم کیا کہ وہ اسلام کا علم بردار مسٹر گاندھی کے پیغام عیسائیت کے جواب میں اسلام کا پیغام سنانے کے لئے امرتسر میں کھڑا ہوا تھا۔ ہمیں سید عطاء اللہ صاحب کے قید ہونے کی کوئی خوشی نہیں ایسے نوٹ شائع کرنے سے ہماری غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ:۔

دنیا میں گر چہ ہوگی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے

ایک بات بھی بحیثیت مسلمان ہونے اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے کے ہمارے لئے موجب غم ہے۔ وہ یہ کہ دنیا میں اکثر اوقات ظالم کو بے تحقیق بے گناہ بزرگ نبی حضرت موسیٰ کی مثال مسٹر گاندھی سے دیگئی تھی جو ہزارہا پڑھے لکھے ہو چکی ہے اور جسے دنیا میں پھیلی ہوئی کوئی مشرک انسان انبیاء اور الٰہی کلام کا نمونہ نہیں دیکھ سکتا اگر ایسا ہوتا تو ہمیں اس قدر رنج نہ ہوتا اور حق و باطل میں امتیاز اٹھ جاتا۔ اسلئے خدا نے نبی کی توہین عام ہونے کے لئے اس مسئلہ میں بھی ہماری مدد کی۔

بل کے ساتھ یا سے خواج تحسین حاصل کیا۔

اس کے متعلق میں پڑھتا ہوں کہ مسلمان خدا کا لوحہ کہ کے فخر کرے کہ قرآن حکیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کن الفاظ میں تعریف کرتا ہے۔ ہارون کے بارے میں کہ میں بکا سخاوت و ہری مہذب لوگوں بیسویں کروڑ دیوتاؤں کا پجاری ہونا باعث اس امر کا اظہار بھی کیا۔ کہ میں ۲۰ کروڑ ہندوؤں سے زیادہ کے کی حماقت کہ نیوالا انسان ہوں اور گائے کشی بھی جائز سمجھتا ہوں۔

ناظرین دنیا کے زوال کے عاشق اور چکور کی پریشان خواب دیکھنے والی پولیٹیکل اسپیچوں کو دیکھئے تو یہ واقعہ ایک معمولی ہے۔ مگر یک مسلم دل اس مثال کو سنکر پارہ پارہ ہو جائیگا۔ دیکھو سلام کرتا ہے تمام جہان میں نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اور سوامی عطا اللہ صاحب مسلم گاندھی کو ان کا شاہ بتلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دل سے غور کرے کہ اس مثال سے نبوت محمدی کی کیا بنیاد بنتی ہے۔ شک نہیں ابراہیم اور توحید کے علم بردار محمد رسول اللہ مسلموں کی تمام الہام سے مقدس کرتے ہیں۔ اور آپ کی ہر ایک بات کو قرآن کی طرح مانتے ہیں۔ مگر کیا کوئی مسلمان اس مثال کو سنکر برداشت کر سکتا ہے۔ کہ اس میں ہمارے نبی کی ہتک ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہر ایک مسلمان کا دل اس سے خون ہو جاتا ہے۔ مگر ہندو لیڈروں کی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ ان کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلتا۔ کیا یہ ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد ہے۔ کیا اس سے

ویدک دھرم اور عقل

آریہ مسافر نے اسلام پر جو اعتراض کیا تھا اس میں عقل کو دخل نہیں۔ اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے۔ یہ اعتراض دراصل ویدک دھرم پر عائد ہوتا ہے۔ اس میں واقعی اس قسم کی تعلیم ملتی ہے۔ ویدک دھرم میں بدھی کو دخل نہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والے کو تو سخت سزا بھی دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو منوسمرتی:

یا وید باہیہ سمرتیو یا کاچ کو درشٹیو۔
سروا نشتا پھلا پرشیہ تا ستا ونشتا ہی نسمرتا۔

(منو ۱۲ ۹۵)

یعنی وید ہمیشہ پرتیکھ دیوتا اور منشیوں کی آنکھ ہے۔ ویدوں کے شاستر دوسرے شاستروں کے لائق نہیں اور نہ دلیل کرنے کے لائق ہیں۔ یہ شاستر کا حکم ہے:

یہ وید باہیہ سمرتیو یہ چ کاچ دروشٹیو
سروا نشتا پھلا پرشیہ تا ستا ونشتا ہی نسمرتا۔

(منو ۱۲ ۹۵)

یعنی جو ویدوں کے سوا دوسرے خود ساختہ شاستر ہیں اور جو کوئی سمرتی والے ان کی پیروی کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد بے نتیجہ ہوتے ہیں۔ وہ اندھکار (تاریکی) میں پڑتے ہیں۔

اور دیکھئے:

یو وماننیتے تے مولے ہیتو شاستر آشریا دوجا
ساسادھو بھرپھیش کاریو ناستکو وید نندکا

ترجمہ: جو عالم عقلی دلائل (ترک شاستر) سے مذکورہ بالا دونوں (وید اور دھرم شاستر دھرم کی اصل جڑ شرتی (وید) سمرتی (شاستر) کا ناشا کرتا ہے (یعنی جو عقلی دلائل سے ان کی تردید کرتا ہے) وہ ویدوں کا نندک (مذمت کرنیوالا) ناستک (دہریہ) ہے۔ اسلئے وہ شرتی اور سمرتی سے اپنی جماعت اور فرقہ سے باہر نکالدیں۔

منو جی مہاراج فرماتے ہیں کہ جو وید اور دھرم شاستر کو عقل سے پرکھتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ ویدوں کی توہین کرنے والا ہے۔ اور دلیل سے کام لینے والے کو منو جی مہاراج دہریہ کا ڈیفی نیشن دیتے ہیں (سند نمبر ۲)

آریہ مسافر! تمہاری زبان سے اکثر یہی سنا جاتا ہے کہ اسلام میں عقل کو دخل نہیں۔ ذرا مذکورہ بالا شلوکوں کو دیکھ کر بتلاؤ کہ تمہارے اعتراض کا مورد اسلام ہے یا ویدک دھرم۔ ہاں مترو یہ فیصلہ تمہیں پر چھوڑا۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ خود وید بھگوان ایسے وید نندکوں کے متعلق کیا احکام صادر فرماتا ہے۔

یا وید باہیہ سمرتیو یا کاچ دروشٹیو
سروا نشتا پھلا پرشیہ تا ستا ونشتا ہی نسمرتا۔

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۵۵ منتر ۵)

اس کا لفظی ترجمہ سوامی دیانند جی مہاراج نے ان لفظوں لکھا ہے:

"جو کوئی پرمیشور کی سمبھاکو دھارن کئے ہوئے سب دیا دھرم اور پرشارتھ میں ورتمان ہیں۔ ہمارے ہم لوگوں کے لئے سب وداؤں کا اپدیش کریں۔ اور جو کہ ناستک (دہریہ) نندک (مذمت کرنیوالا) دوشورت (ٹھگ) آدمی ہیں۔ وے سب ہم لوگوں کے نواس ستھان (جائے رہائش) سے دور چلے جاویں۔ کینتو (بلکہ) نشچے کرکے (یقین کرکے) اور دیشوں (ملکوں) سے بھی دور ہو جائیں۔ یعنے ادھرمی (ویدک دھرم کے مخالف) آدمی کبھی بھی دیش (ملک) میں نہ رہیں۔"

لو سنو! وید بھگوان ارشاد فرماتا ہے کہ جو وید کے نندک (اس کی شرح سنو جی کر چکے ہیں کہ جو عقل سے وید پر کھتا ہے) اور ناستک ہیں وہ کبھی بھی جگہ نہ پہنے پاویں۔ پھر وید بھگوان کہتے ہیں:

"وجانی ہی آریان یہ چہ دسیوا برہش متے
رندھیہ شاست ابرتان شاکی۔ بھویجا فیسہ
جو ڈنا وشوا یت تتے سبادھے تچھ جاگن"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۵۲ منتر ۳)

اس منتر کا ترجمہ بھی بانی آریہ سماج نے اپنی کتاب آریہ سمجھنے صفحہ ۱۲۱ پر یوں کیا ہے۔

"اے ہر جگہ اور ہر شے سب کو جاننے والے ایشور! ..... اور جو ناستک (ناریک) کی تعریف رہی ہے جو منو جی نے بتلائی ہے) ڈاکو۔ چور۔ وشواس گھاتی سور کھ وغیرہ سمیت ہنسا آدمی دوش یکت اتم کرم میں دھمن کرنے والے سوارتھی ..... وید ودیا ورودھی ارتھ اور ویدک علوم کے مخالف (عیسائی مسلمان وغیرہ) انارید (غیر آریہ) ..... ان سب دشٹوں کو آپ مول سمیت (جڑ دن سمیت) ناش (فنا) کر دیجئے۔"

مسلمانو! ہم تمہیں پھر متنبہ کرتے ہیں کہ ابھی سے بطور حفظ ماتقدم اپنے بچاؤ کی تدابیر سوچ لو۔ وہ دن سامنے کھڑا ہے۔ جب تمہیں تمہارے ہی یاران وطن حسب الارشاد وید بھگوان جڑ دن سمیت نیست و نابود کرینگے۔ محض اسوجہ سے کہ تم ناستک اور نندک ہو۔ کیونکہ تم ویدوں پر ایمان نہیں لائے اور وید کی کوئی ایسی بات ماننے کے لئے تیار نہیں جو عقل کے خلاف ہو۔

مباحثہ صاحب بتلائیں کہ ان کا یہ اعتراض کہ "مسلمانوں کو حکم تھا کہ مذہب میں عقل کا دخل نہ گھسیڑیں" قرآن حکیم کی عاقلانہ اور فلسفیانہ تعلیم پر عائد ہوتا ہے۔ یا ویدک دھرم کی ہسکشا (تعلیم) پر۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

وفات مسیح

اس نام سے جناب سردار عبدالرحمن صاحب بی اے مدرس ہائی سکول قادیان سابق مہر سنگھ نے ایک مختصر سا رسالہ شائع کیا ہے جس میں قرآن۔ حدیث۔ تفاسیر اور انجیل کے حوالجات سے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق یہ ثبوت سفید رسالہ ہے۔ قیمت ۱ر

سردار صاحب موصوف سے
احباب منگالیں ؛

اشتہارات

ہر قسم کے اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود ہوگا نہ کہ الفضل (بدر)

مجرب الجرب ادویات ہے

(جن کا مفصل اشتہار بدر اور الحکم کے الفضل میں نکل چکا ہے)

سرمہ نور۔ آنکھ نباتا۔ آنکھ کے لئے اکسیر تجربہ کار عہد حب اکسیر۔ مقوی دماغ۔ آنکھوں کو دوبارہ زندگی دینے والا غیر روغن اکسیر۔ بالوں کو زینت و خوبصورتی کرنیوالا۔ عام غوث جہاز۔ مدر کرنے والا۔ فاضلہ مادہ کی گرہوں کو دور کرتا ہے وغیرہ

حکیم عطا محمد۔ قادیان پنجاب

ایک سوال

ہماری ایجاد کردہ سیدہ کی بیویاں بنانے کی مشین خریدنا کیوں ضروری ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ اس مشین نے پبلک کا قیمتی وقت رائگاں جانے سے بچا لیا ہے۔ اور خوبی یہ کہ نابالغ بچہ چلا سکتا ہے۔ یہ نہایت مضبوط ہیں۔ اور بارہ تیرہ منٹ میں ایک سیر پختہ بیوال نکالتی ہے۔ وزن بھی تقریباً سوا سیر ہے۔ دوسری مشینوں کی طرح ٹوٹ بھی نہیں نکالنا پڑتا۔ اور اکیس سیر کا لگا ہوا ہے کہ جانا چاہو لگا لو۔ اور قیمت بھی صرف ۱۵ روپیہ ہے اور محصول ڈاک ہونے پر ایک روپیہ زیادہ۔

پتہ ۔۔۔ فضل کریم عبد الکریم۔ قادیان پنجاب

بھاگلپوری ٹسری کپڑا

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ٹسری کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں اسلئے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بقدر نمونہ روانہ کئے جاتے ہیں۔ بالخصوص پگڑیوں اور صافوں بنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال نمونہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرط ناپسند ہونے کے ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں جنمیں محصول ڈاک دونوں طرف خریدار دیتا ہے۔ تجارتی نمائندوں کی ہم کو ضرورت ہے۔ تجربہ کاروں کو ترجیح دی جائیگی۔ صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع دینے والے کو ہم ایک روپیہ انعام دیتے ہیں۔ فقط

المشتہر ۔۔۔ عبد الکریم احمد۔ بھاگلپور

چاندی کے عجیب سوٹ

خالص چاندی کے۔ نہایت ہی خوشنما لوئی ہوئی بیل بوٹوں کے مشابہ بالکل پت کی قدیمی صنعت نہ زیبی دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ ہر لڑکی کو لوئی خوبصورتی۔ نفاست۔ نزاکت کی تائید داری اور مصنوعی کی تعریف اور تصدیق دور جن سے زیادہ تعداد ورسائی بازیہ ہو چکی ہے۔ یہ اصلی چاندی کی مانند گول۔ صاف اور نہایت ہی ملکہ دار ہیں۔ ہر لڑکی خوشنما اور نفاست نمائش کو دیکھ کر بھری ہوئی ہے۔ ہر انسپکٹر سے خراب ہونے پر نہایت صاف ہو جاتے

ہندوستان کی خبریں

پنڈت ارجن لال سیٹھی کو سزا

سیون سے ایک مراسلہ قلمبند میں موصول ہوا ہے۔ وہ مندرجہ ہے۔ کہ پنڈت ارجن لال سیٹھی کو دفعات ۱۲۴ الف اور ۱۵۳ الف کے ماتحت ۱۲ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی ہے۔ پنڈت ارجن لال نے صفائی پیش کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور بیان کیا تھا۔ کہ انہوں نے بغاوت کا وعظ نہیں کیا۔

الہ آباد میں ہیڈ ونگی گرفتاری اور پنڈت موتی لال نہرو

الہ آباد میں ان دنوں کانفرنس ہو رہی ہے۔ اور ساتھ ہی پنڈت موتی لال نہرو کی لڑکی کی شادی ہے۔ متعدد افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کل برادران گرفتار ہونگے۔ بعض کا خیال ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو ان کے صاحبزادے یا ان میں سے ایک ضرور گرفتار ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر الہ آباد میں پولیس اور فوج معمول سے زیادہ جمع ہے۔ پنڈت موتی لال نہرو نے اہل شہر کے نام ایک پیغام شائع کیا ہے۔ جس میں لوگوں کو تلقین کی ہے۔ کہ ان گرفتاریوں سے کوئی اندیشہ نہ کریں۔ اور ہندو مسلمانوں سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اپنے مواقع پر مطمئن رہیں۔ یہ افواہ بھی مشہور ہے۔ کہ انگریزوں کو فساد کا اندیشہ ہے۔ اور وہ اپنے اہل وعیال کو قلعہ میں بھیجنے کا خیال کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی بالکل بے بنیاد ہے۔ تیسری افواہ یہ بھی ہے۔ کہ لوگوں کا ارادہ ان دنوں دوکانیں لوٹ لینے کا ہے۔ پنڈت جی اپنے پیغام میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہوگی۔ کہ ملک کے بڑے بڑے لیڈر یہاں آئیں۔ اور اس مسرت افزا موقعہ پر لوگ اپنی دوکانیں بند رکھیں۔ کسی قسم کا خوف نہیں کرنا چاہیئے۔

راجپور میں جلسوں کی ممانعت کا فوراً توڑ دیا گیا

راجپور ۱۰ مئی۔ راجپور میں دفعہ ۱۴۴ توڑ دی گئی سوامی وچار آنند سرسوتی نے ۸ مئی کو بروقت ۴ بجے شام راجپور میں کہ جو فریدون اور منصوری کے درمیان واقع ہے۔ دفعہ ۱۴۴ توڑنے کیلئے ایک جلسہ کیا۔ اس مقام پر فوج اور پولیس کا خوب پہرہ لگا ہوا تھا۔ لیکن سوامی جی نے نصف گھنٹہ تک ایک لیکچر دیا۔ حاضری تخمیناً تین ہزار تھی۔

ہندو یونیورسٹی بنارس کے ارکان

معاصر ڈیلی ٹیلیگراف الہ آباد کی اشاعت مورخہ ۹ مئی میں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کا ایک اعلان نظر سے گزرا ہے کہ یونیورسٹی کو مالی امداد دینے والوں نے سر گانگا دھر اور لالہ لاجپت رائے کو یونیورسٹی کے قواعد کے ماتحت کثرت رائے سے یونیورسٹی کی مجلس منتظمین کے ارکان کی حیثیت سے منتخب کیا ہے۔

حکومت بنگال اور بالشویک

کلکتہ ۱۰ مئی۔ حکومت بنگال نے مزید ایک سال کیلئے دو پولیس انسپکٹروں کو بنگال میں بولشویکوں کے مبلغین اور کتب کی اشاعت کی روک تھام کے لئے تعین کیا ہے۔

ایک چمار کو ایک لاکھ کا ہیرا مل گیا

احاطہ مدراس کے ضلع بلاری میں پچھلے دنوں ایک بھاری ہیرا ملا ہے۔ یہ مستطیل کی شکل کا ہے۔ اوپر اور نیچے کی سطح میں ہے انچ ۴ ربع ہے۔ اس کی اونچائی ۲ انچ ہے۔ یہ ایک چمار کے ہاتھ لگ گیا۔ جب کہ واجرہ کرور کانوں میں ایک ہیرے پیدا کرنے والی زمین پر چل رہا تھا۔ اس چمار نے یہ ہیرا ایک ساہوکار کے پاس دو ہزار میں بیچ دیا۔ وہ ساہوکار اسے بنگلور میں لے گیا۔ اور اس کی چالیس ہزار قیمت مانگی ماہرین نے بتلایا۔ کہ اس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے۔ واجرہ کرور کانوں سے بڑے بڑے تاریخی ہیرے دستیاب ہوئے ہیں۔

سٹیشن ٹباری پر شدید ریلوے ٹکر

(لاہور۔ ۱۰ مئی) آج صبح ۴ بجے سٹیشن ٹباری پر کہ جو لدھیانہ لائن پر امرتسر سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ دو مال گاڑیوں کی ٹکر واقع ہوئی۔ اطلاع ہے۔ کہ مال گاڑی کا گارڈ ڈیوس نامی مارا گیا۔ اور کئی گاڑیاں الٹ گئی ہیں۔ مستقل راستہ کو نقصان پہنچا ہے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

۱۰ لیگاؤں میں کارکنان خلافت و سوراج گرفتار

لیگاؤں کے تمام کارکنان خلافت و سوراج کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چالیس کے قریب آدمی گرفتار ہوئے ہیں۔ اور ان کے ہتھکڑیاں لگا دی گئی ہیں۔ خلافت کمیٹی کا دفتر پولیس کے قبضہ میں ہے شہر کے ساتھ آمد و رفت کا تمام سلسلہ منقطع ہے۔ کوئی شخص شہر میں سے باہر نہیں جا سکتا۔

سردار پرتاب سنگھ ایڈیٹر اکالی نے معافی مانگ لی

اکالی کے ایڈیٹر سردار پرتاب سنگھ بی اے پر ایک باغیانہ مضمون کی بنا پر جو اخبار اکالی میں شائع ہوا۔ ڈپٹی کمشنر لاہور کی عدالت میں بغاوت کا مقدمہ چل رہا تھا۔ اب انہوں نے سرکار سے معافی مانگ لی۔ لہٰذا سرکار نے مقدمہ واپس لے لیا۔

حیدرآباد دکن میں اصلاحات

سکندرآباد ۹ مئی۔ حضور نظام نے عدالتی اور انتظامی شعبوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا فرمان شائع فرمایا ہے۔ ۱۵ لاکھ روپیہ قسط دوم کی امداد کے لئے منظور کیا گیا ہے۔ اس سے پینے کا پانی نیز دیگر ضروریات مہیا کی جائیں گی۔

نواب ٹونک کے خلاف سازش کرنے کا مقدمہ

(کوہ آبو) ۱۱ مئی۔ نواب ٹونک کے خلاف سازش کرنے کا جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ ۱۷ بری کر دیئے گئے۔ اور ۷ پر نواب اور گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانے کی سازش کرنے کا جرم زیر دفعہ ۱۲۴ الف ۱۲۰ (ب) تعزیرات ہند ثابت کیا گیا۔ ایک کو تو نواب نے فیصلہ سنانے سے پہلے معاف کر دیا۔ دو کو بری کر دیا گیا۔ اور سات سزا یاب ہوئے۔ ان میں سے ایک کو ایک سال قید سخت اور دوسروں کو چھ چھ ماہ قید سخت کی سزائیں دی گئی ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

افغانی معاہدے لندن - ۶ مئی - دارالعوام میں مسز وائلڈ لیفرس کو جواب دیتے ہوئے مسٹر بالڈون نے افسوس کے ساتھ بیان کیا ہے کہ انگریزی افغانی اور ترکی افغانی معاہدات کی گفتگو کے متعلق بیاک سفارت کو نظر بظاہر کوئی کوئی اطلاع نہیں کر سکتے ۔

بالشویکوں کی عنایت انگریزوں کو کوپن ہیگن ۷ مئی - ریڈیو کا ایک برقی پیغام نظر ہے کہ حکومت بولشویکی نے [illegible] کے قبل [illegible] بدلہ لیں کو گرفتار کر لیا ہے [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

جلد ۱۱ نمبر ۳۵ ۱۳۳۹ھ

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر تو ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب کہاں وہ جاں فزا اے اہل ایماں آئیں گے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

ایڈیٹر۔ غلام نبی ❊ اسسٹنٹ ایڈیٹر

نمبر ۸ | مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت گذشتہ ایام کی نسبت کسی قدر اچھی ہے۔

صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب روزانہ ایک پارہ قرآن کریم تراویح میں سناتے ہیں۔ اور جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ ایک پارے کا درس دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ بیرونی احباب میں سے بہت کم ان فیوض سے فائدہ اٹھانے کے لئے آئے ہیں۔

مسجد مبارک میں قریباً روزانہ کسی نہ کسی صاحب کی طرف سے افطار (کے لئے شربت کا انتظام ہوتا ہے۔

جناب پیر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اور مولوی جلال الدین صاحب فاضل مولوی چراغ مضمون کی بناء پر حکیم ابو تراب عبدالحق امرتسری

امریکہ میں پہلی مسلمان مبلغہ خاتون

ممالک متحدہ امریکہ کے شہر ڈیٹرائٹ کے مقامی اخبار ڈیٹرائٹ نیوز نے اپنے ۱۳ مارچ ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں حدیقۃ النساء راحت اللہ نو مسلمہ کا فوٹو دیا ہے اور اس کے ساتھ ایک مختصر سا آرٹیکل بھی لکھا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ساتھ ہی ہم اس معزز خاتون کے کلام میں سے ان دو شعروں کا ترجمہ بھی درج کرتے ہیں۔ جو اس اخبار نے اس کے فوٹو کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ ان دو شعروں سے ہی ناظرین اس خاتون کے نور اسلام سے محبت اور تبلیغی جوش کی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ترجمہ حسب ذیل ہے:

حدیقۃ النساء راحت اللہ جو قبول اسلام اسلامی نام اختیار کرنے سے قبل مسز ایلمر (مقیمہ ۶۴ ٹسمن ایونیو) کہلاتی تھیں۔ ممالک امریکہ میں اسلام و قرآن کی تبلیغ کرنیوالی پہلی مسلمان ہیں۔ وہ مفتی محمد صادق صاحب کی ڈیٹرائٹ میں تبلیغ کوششوں میں مدد کرتی رہی۔ راحت اللہ خاتون امریکہ کی باشندہ ہیں۔ جو اسلام کی پیرو پیدا ہوئیں۔ اور کئی سال سے مذہب کا مطالعہ کرتی رہی ہیں۔

وہ ایک دفعہ بحرالکاہل کے ساحل کی طرف گئیں۔ وہاں انہیں ایک سوسائٹی سے جس نے مشرقی علوم کا مطالعہ مہارت حاصل کی تھی۔ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ تو وہ امریکہ کو واپس آنے پر ان کی سید محمد و بیہ گئیں۔ سابق سکرٹری شیخ عبدالرحمٰن مصری برادر نبیہ [illegible] کی وفات [illegible] معلوم ہوئے

اخبار احمدیہ ۔ قادیان ۔ ۔ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۹ ہجرت ۱۳۲۱ ہش / ۱۹ مئی ۱۹۴۲ء

افریقہ میں احمدیت

چار ہزار احمدی

دارالتبلیغ کے مستقل قیام کی تجاویز

اصلاحات کا نفاذ

پہلی احمدیہ گولڈ کوسٹ کانفرنس عیدالاضحیٰ پر

سالٹ پانڈ ہندوستان سے ۱۴ ہزار میل کے فاصلہ پر براعظم افریقہ کے مغرب میں گولڈ کوسٹ کی نوآبادی کے اندر ایک چھوٹا سا قصبہ سالٹ پانڈ کے نام سے مشہور ہے۔ نوآبادی کے صوبہ وسطی کا مرکز اور فینٹی قوم کا مرکزی مقام ہے۔ آبادی صرف ۴ ہزار نفوس ہے۔ مقامی مسلمان کوئی نہیں۔ باہر سے آئے ہوئے ہوساؤ ڈیلگوس کے باشندے مسلمان ہیں۔ جو بغرض تجارت یہاں بستے ہیں۔ ان لوگوں نے مسجدیں بھی بنائی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں۔ اصل آبادی تمام عیسائی بت پرست لوگوں پر مشتمل ہے۔ دو عیسائی مدارس وہ گرجا ہیں۔ انہیں سے ویزلین گرجا بہت شاندار ہے۔ تجارت کی وجہ سے یہاں کی رونق بڑھ رہی ہے نصف درجن سے زیادہ یورپین یہاں کام کرتے ہیں۔ جو ہر سال یا ۶ ماہ کے بعد چھٹی کے لئے ولایت چلے جاتے ہیں۔ رومن کیتھولک پادری فرانسیسی ہیں۔ ویزلین انگریز ہے۔ یہ مدارس دشمن

فینٹی مسلمان اور مبلغ کی ضرورت

ملاقہ فانٹی میں ۱۸۷۰ء سے اسلام شروع ہوا۔ اور اب قریباً چار ہزار سے زیادہ فینٹی مسلمان ہیں۔ ان لوگوں میں ایک خاص نظام ہے گو جاہل ہیں۔ مگر نظام کے پابند ہونے کے سبب ایک ہستی قائم ہے۔ ہر مقام پر ایک امیر ہے۔ ایک امام اور ایک مؤذن اور معلم ہے۔ امیر معلم بھی کہلاتا ہے۔ اذان سب امیروں پر ایک امیر الامراء ہے۔ جو سوسائٹی کے اس مسلمانوں کا امیر اعظم مہدی نام بورٹا فینٹی چیف ہے۔ اس خدا پرست بوڑھے نے ۵۰ برس ہوئے۔ اسلام قبول کیا۔ اور اسوقت سے برابر تبلیغ میں مصروف رہا۔ اور جس قدر فینٹی مسلمان ہیں۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کی آنکھیں خراب ہوگئی ہیں۔ اور بہت بوڑھا ہے۔ اسے غم تھا۔ کہ اس کے بعد یہ مسلمان جو جاہل ہیں۔ جن کو اسلام درست طور پر نہیں سکھایا گیا۔ کہیں مرتد نہ ہو جائیں۔ اور سفید عیسائی پادری کے زیر اثر نہ آجائیں۔ اسلئے اس کی سعید روح کو خیال ہوا کہ ایک Whiteman (سفید مبلغ) بلایا جائے۔ کیپ کوسٹ مسلمان بارکوٹ گولڈ کوسٹ میں اسکو ایک شامی مسلمان ملا جو بوجہ تجارت وہاں رہتا ہے۔ اس نے مفتی محمد صادق صاحب کا پتہ دیا۔ اور چیف مہدی نے روپیہ جمع کر کے لندن بھیجدیا تا سفید مبلغ سیاہ فام لوگوں میں آئے اور تبلیغ اسلام کرے عوض اسلام دیکھائے۔

اب اپنا خرچ کمانے کے قابل ہیں۔ بوکر گوجا۔ کے ممبر تول زر سا اور بعد وداع [illegible] گرجوں کو چندہ نہ صرف [illegible] کا سبب [illegible] بھی ہے۔ بڑے گرجوں کے جلسوں میں سنتے ہیں مسلمان مقامی وغیر مقامی سب جاہل ہیں۔ ہمارا ورود مسعود عبدالرحمن پیرو جو لنگوس کا رہنے والا ہے۔ صرف ایک پڑھا لکھا مسلمان ہے۔ اور ابتدا عہ وحدانیت قائم رکھتا ہے۔ جہاں میں عارضی طور پر ٹھہرا ہوا ہوں اور مسٹر ہیڈرو کا اپنے خرچ پر مہمان ہوں

ہمارے آنے سے پہلے ہی یہ اطلاع ہو گئی تھی اور کہنے لگے تھے کہ وہ مبلغ آیا ہوا ہے۔ کوئی سفید آدمی مسلمان نہیں ہوتے گا اور سفید آدمی مسلمان ہی نہیں ہوتے۔ مبلغ ہی انگلستان سے اپنی روانگی کی اطلاع نہ دی۔ سمندر میں سے ایک تار دیا۔ اور دوسرا سکنڈی سے۔ ان تاروں پر بندرگاہ اختیار نہ کیا گیا۔ جب یہ یہاں پہنچے کی خبر ہوئی۔ تو خاص آدمی مختلف گاؤں سے خبر کی تصدیق کے لئے بھیجے گئے۔ اور بالآخر امیر کا نقیب آیا۔ اب مجھے دیکھ جائے۔ اس تسلی کے بعد اگر ہاوج کہ اگر افل نام مقام میں جہاں امیر مہدی رہتے ہیں۔ جانا قرار پایا۔ اور میں موٹر جان سوڑیں۔ [illegible] اس ملک میں اور کوئی سواری نہیں۔ گھوڑے گدھے۔ بیل مفقود ہیں۔ ساحل سے ۲۴ میل [illegible] گیا۔ اور میرے سامان فینٹی سے اٹھوا کر لایا گیا۔

افریقہ کے ایک گاؤں میں غریب مبلغ

لوگوں کا یہ مجمع قابل تذکرہ اور میرے سفر تبلیغ کا پہلا ہے۔ امیر کے چوبدار مکان کے سامنے [illegible] ایک مجمع تھا۔ اور بوڑھا مہدی بدوی لباس پہنے مجمع میں اپنے امراء کے حلقہ کے اندر بیٹھا تھا۔ مجھے دوسری طرف میز لگایا گیا۔ میرا ترجمان میرا بے امام میرے ارد گرد تھے۔ نقیب میرے عصا لے منصب باندھے لیکر امیر اور اس کے مشیروں کی طرف آیا مجھے خوش آمدید کہا۔ اور اس کے بعد خود امیر مہدی نے تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا [illegible] برس ہوئے ہیں مسلمان ہوا مجھے صرف اللہ اکبر آتا تھا۔ اور یہی میرے ساتھ کے مسلمان دوسرے مسلمان جانتے تھے۔ موقت ہوسا لوگ ایوفو کے مسلمان باشندے جو بزنس کے لئے یہاں آئے تھے۔ یہ سب لوگ بعد میں آئے اور ان لوگوں نے ہمیں اسلام سکھایا۔ ہم جاہل ہیں۔ اسلام کا پورا علم نہیں۔ عیسائی مسیحیت سکھانے کے لئے یہاں بڑے بڑے [illegible] کھلے ہیں۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ میرے بعد مسلمان مسلمان ہے [illegible]

خدا کا شکر کرتا ہوں کہ یہ تحریک جماعت کے
اب یہ سامان آپ کے سپرد ہیں۔ انگریزی ہوٹل
کی بنائے۔ دیر سکھایا جائے۔"

اس تقریر کا جواب بڑے شکریہ کے الفاظ میں دیا
بتایا کہ اللہ نے تمہاری دستگیری کی۔ اور تمہاری سعادت
دیکھا۔ اور اس جماعت کی طرف سے میں آیا۔ جو زندہ
اسلام پیش کرتی ہے۔ اور جو اس زمانہ میں صحابہ کی مثیل
جماعت ہے۔ میری آنکھوں نے مسیح موعود مہدی معہود کو
دیکھا میرے کانوں نے اس کے مقدس منہ سے نکلے
ہوئے الفاظ کو سنا میرے ہاتھوں نے اس بزرگ ہستی کے
اسلام کے ہاتھوں کو چھوا۔ میں مبارک ہوں خدا نے تمہاری
مدد کی۔ اور اب انشاء اللہ فینٹی سلمانوں کی تعلیم و تربیت
کا کام احمدی جماعت کریگی۔

خطبہ عربی میں

چونکہ یہاں خطبہ جمعہ عربی میں پڑھنے
کا رواج ہے اور رواج کو اچانک
توڑنا مناسب نہیں اس لئے مسٹر ہیڈرو نے مشورہ دیا کہ
عربی ہی میں پڑھا جائے۔ انگریزی کی نسبت
یہ لوگ فینٹی مسلمانوں میں زیادہ ہیں۔
یہ بات پسند آئی۔ اور اسی وقت سے مسیح اور
موعود کی آمد سے اور اسلام کے اصول
کو اطلاع دی گئی۔ میری زندگی میں یہ پہلا
میں نے عربی میں وعظ کیا۔ میں خود حیران ہوں
ت اور توفیق کس طرح ملی۔ ذالک فضل اللہ
یہ من یشاء۔

رؤسا کا نذرانہ

رؤسا فینٹی نے عاجزانہ اکرام میں
نذریں پیش کیں۔ اور یہ نذریں اشیائے
خوراک پر حسب مراتب مشتمل تھیں۔ کوئی انڈے لایا۔ کوئی
مرغی لایا۔ کوئی یام (دیسی خوراک) لیکر آیا۔ کوئی کیلے
اور ناریل اور ایک بڑا آدمی بھیڑ لایا۔ جو ان ملک میں
۳۵ روپیہ پر ملتی ہے۔ ان کا کوشت دانی ہوتا ہے
مجھ تھا۔

یہ سب تحائف شکریہ کے ساتھ قبول کر کے یہ ان کے
سپرد کئے گئے۔ اور لوگوں کا اخلاص دیکھ کر دعا کی
اور آپ کے آقا پر درود بھیجا۔ اور ان غرباء کیلئے
دعا کی۔

اگر اخوال کو واپسی

امیر مہدی نے درخواست کی کہ
میں اگر اخوال میں ایک۔ بہانہ
ظہر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ خوشی سے جائیں۔ میری خواہش
طبیعت اجازت نہ دیتی تھی کہ میں ساحل سے دور پہاڑوں
سکان لوگوں کے اخلاص کو دیکھ کر میں نے منظور کر لیا
کرایا میں سالٹ پانڈ سے واپس آجاؤں گا۔ اس عہد
کے مطابق عاجز ۱۲ اپریل کو اگر اخوال واپس آیا اور
ایک ہفتہ ٹھہرا۔ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے تبلیغ
گاؤں بہت پسند آیا۔ تبلیغ کی ماہ پڑھائی
یہ جوان میں ایک بیرسٹر تھا۔ ملنے کے لئے آئے
اور دلیل کی پیشگی۔ یہاں اسلام کی تعلیم مسیح موعود
کی بعثت کا پیغام سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور پھر بھی ملنے
کا وعدہ کیا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد
اسلام میں داخل کرے۔ مسلمان یہاں بھی عام طور پر
غریب ہیں۔ مگر تبلیغی بیت پرست اکثر مالدار ہیں۔

تبلیغ کا کام سہل نہیں

ہمارے بعض دوست خیال
کیا کرتے ہیں کہ مبلغین کی
زندگیاں راحت و آرام سے گذرتی ہیں۔ میں کو لنڈن میں
بھی کثرت کام سے گھبرا کر حلق پیٹے ہوئے اور جسم تکان
سے چور ہونے کی حالت میں اس خیال کی غلطی کا احساس کیا
کرتا تھا۔ مگر اخوال نے تو یہ امر ثابت کر دیا کہ تبلیغ جان گھلانے
کا کام ہے۔ اگر آپ میری حالت پر نظر کریں تو آپ
سادہ شوربا جس میں گھی یا مکھن نہیں ملاحظہ کرینگے۔ پانی
کی جگہ پانی۔ اگر پی جائے تو خطرہ ہے کہ کہیں گھی دم
(Hook worm) ایک قسم کا کیڑا اندر نہ چلا
جائے۔ کیونکہ پانی سیا یا بارش کا ہے۔ دودھ نام کو
نہیں۔ ڈبوں کے دودھ کا استعمال ہے اور ایک
چھوٹا گلاس ۱۲ر کو ملتا ہے۔ روزانہ ۵ گرین کونین اگر
نہ کھاؤں تو بخار کی آمد کا خطرہ ہے۔ اگر فروٹ سالٹ
نہ پیئوں۔ تو قبض ہو جاتی ہے۔ بہت غریب ہندوستانی
گرند کوسٹ کی نظر ہو چکے ہیں۔ اور ۳۵ یورپین
بادریوں کی ہڈیاں اخوال کے اس ساحل کی خاک
میں مدفون ہیں۔ ہندوستانی۔ سندھی سوداگر سات ماہ
کے بعد اپنے آدمی
جو ائر کنیشن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور یورپین

حکام دسمبر اور جنوری ۱۸ ماہ بعد چھ ماہ کی رخصت پر
ولایت چلے جاتے ہیں۔ غرض افریقہ کے اس ساحل
پر تبلیغ کا کام جہاں تک جسمانی آرام کا تعلق ہے
سہل نہیں۔ باوجود ان حالات کے میں نے اپنے میزبان
امیر مہدی کی درخواست قبول کی۔ احمد ۱۸ میل موٹر
میں جا کر اخوال کے چار میل مگر ہندوستان کا سا گھنٹہ
کا راستہ جنگل میں سے پیدل چلکر طے کیا۔ سورج
تیزی سے بارش کرنی چاہتا تھا۔ بارش مجھ سے جنگ
کر رہی تھی۔ پیاس بجھانے کی گولیاں جو میرے دوست
مسٹر سکوا جی ڈنجر کا رفاہ اور بابا بش نے میرے ساتھ
کر دی تھیں۔ اب کام دیتی تھیں۔ قریباً عشر کا سا مام
تھا۔ اور علاقہ ہمیرپور میں قصبہ راٹھ جاتے ہوئے کل
پہاڑ نام مقام پر جس طرح مجھے غش آیا تھا۔ اور جس طرح
روپڑے سے واپسی پر شیخ عبور کر کے راہوں آتے ہوئے
حالت تھی۔ وہی سماں تھا۔ مگر ہندوستان میں
نہ کوئی میری پیچھے لاری میں ان کی سیجوں۔ ترجمان
He کی جگہ She کی جگہ He بولتا ہے
اور بعض اوقات پورے طور پر مطلب نہیں سمجھتا۔
ایسی حالت میں غریب نیم برہنہ مسلمان مرد و عورتیں
اخلاص سے اور گاؤں کے تمام برہنہ بچے اور
نیم برہنہ صرف جسم کے نچلے حصہ پر کپڑا) عورتیں سفید
آدمی کے دیکھنے کی غرض سے جمع تھیں۔ میرا دل
ایک طرف رونے کو چاہتا تھا اور دوسری طرف
غریب مسلمانوں کی محبت پر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ شدت
پیاس سے مجبور ہو کر سڑا ہوا بدبودار پانی پینے
پر آمادہ تھا کہ ایک مسلمان ناریل توڑ کر اس کا پانی
لایا۔ اور میں نے اللہ کا شکریہ ادا کر کے پی لیا۔
اور راستہ میں دو تین دفعہ ناریل کا تازہ پانی پی کر گذارہ
کیا۔ غریب لیب کے صدر میں ہو چکا جب ملازم سے
کہا کہ جائے بناؤ اور چند منٹ اس امید میں صرف کئے
کہ اب جائے آتی ہے۔ مگر ملازم نے آکر جواب دیا
Jaa no moina Saab (جائے نہیں ہے صاحب!) جائے نہیں سالٹ پانڈ

...دیکھی جاتی ہے۔ قلب کی کیا حالت تھی۔ اور کس طرح اللہ اللہ کہکے رات روئی۔ یہ سب کو معلوم ہے ایک گاؤں سے چلے کا چھوا بیمار ہو گیا۔ اس کے ساتھ اگر اس امر کو بھی شامل کر لیا جائے کہ وہاں سے روپیہ نہیں پہونچا۔ غرض دیہاتی کامل انتظام نہ ہونے کے باعث اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ خرچ نشان سے زیادہ ہے۔ تو پھر میرے مشکلات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور میرا کام آسان بنانے میں یہ کہنا بھول گیا کہ بورنیو کے مسلمانوں جو سلطان کے ایک طرح مذہبی محکوم ان ہے ہیں۔ میری آمد کے مخالف اور میرے مخالف ہیں۔

الحمد للہ کہ میں بہت خوش ہوں

باوجود ان مشکلات کے میں بہت خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر نثار ہوں۔ سرد عیش و عشرت کے ملک سے رخصت ہو کر گرم محنت زندگی کی سرزمین میں کام کرنے پر رضامند ہو کر بطیب خاطر یورپ سے افریقہ آ گیا اور اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس ناچیز قربانی کو قبول کیا۔ اور اس قلب کو جو اس امر پر رضامند ہے۔ کہ اگر جان بھی جائے تو کیا ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دیکھ لیا۔ پہلے ان ایام میں حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور پھر سیدنا مسیح پاک کو دیکھا۔ اور حضرت خلیفہ اول و خلیفہ ثانی کی زیارت کی۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ شیخ اسمٰعیل صاحب۔ سرسادی افندیم قاضی عبداللہ صاحب۔ محی الدین صاحب فگدن اور عبدالسلام خلف حضرت خلیفہ اول کو دیکھا اور ان سب کے علاوہ حضرت حسان ذوالجلال اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔ یہ سب رویا مبشرہ اور اس مشن کی مقبولیت پر دال ہیں۔ اور الحمد للہ کہ میں اس عزت پر خوش ہوں ✦

دوسرے جلسہ کی تیاری

۱۲ مارچ کو دوسرا جلسہ اگرا میں قرار پایا تھا۔ اور پختہ

کی شب سے جلوس نکلے اور میرے مکان (جو شہر کے بیرونی حصے میں دیہاتی طرز پر بنا ہے) کے سامنے سے گذرنے شروع ہوئے ہر جلوس کے ساتھ ایک جھنڈا اور نعت پڑھنے والے ہیں نعت پڑھنے والے صلی اللہ علیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلے اللہ علیہ محمد سیدنا محمد پڑھتے ہیں مگر پڑھنے کا طریق ایسا عجیب طرح جسم ہلا کر پڑھتے ہیں کہ یہ منظر قابل دید اور نہایت مسرت پیدا کرنیوالا تھا خصوصاً میرے تعلیم یافتہ نو تعریف آہنی کی نہریں جاری تھیں میں اپنی سابقہ موجودہ حالت پر غور کرتا اپنی بدبختی پر اشک غم کو پیتا اور اپنے آپ سے سوال کرتا تھا کہ یہ جمع اور جلوس کیوں لئے ہیں؟ لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنکر کیوں آئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کیوں پڑھی جاتی ہے؟ ان سوالات کا جواب ایک نہایت دل لبھانے والی دھیمی دلربا آواز نے بالفاظ ذیل دیا۔

"تمہاری آمد کی خوشی پر"

میری آمد! ہاں ہاں تمہاری آمد پر۔ آنسوؤں کی بوچھاڑ اور زبان کی تیز حرکت کے ساتھ مذبح سے طلوع ہونے والے نیر نے جلوس کے ساتھ صلے اللہ علیہ محمد سیدنا محمد صلے اللہ علیہ محمد سیدنا محمد پڑھا اور میں نے بھی اور اس کے مقدس غافلہ پر سلام بھیجے۔

ایک اور جلوس اور درد

یہاں پر یہ لکھ دینا بے محل نہ ہو گا کہ راستہ میں ایک گاؤں کے مسلمان مردوں اور عورتوں نے نعتیہ جلوس نکالا اور مجھے حلقہ میں لے صلے اللہ علیہ محمد پڑھتے اور ناچتے ہوئے اپنے گاؤں کے سوار کے پاس لیگئے۔ جہاں ترجمان کی مدد سے میں نے اس سردار کو تبلیغ کی۔ اور اس سردار نے اظہار اخلاص کے طور پر ملاقات بانہ دیدی اور ۵ شلنگ کی نذر پیش کی یہ چھوٹا سا واقعہ ہے۔ مگر ان مسلمانوں کی محبت کا اظہار کرتا ان کے قلب کی حالت بتاتا اور ان کے نیم برہنہ ہو کر گانے اور ناچنے کی جاہلانہ رسم کا انکشاف کرتا ہے۔ آہ! کام بہت وقت کہ آدمی کیا کیا ہیں۔ ہر جگہ فوج کی ضرورت۔ دل چاہتا ہے کہ محمد رسول اللہ کا نام لینے والے یہ غریب ادارے پڑھی عیسائیوں کی طرح تعلیم یافتہ خوشحال اور مہذب قوم بنے کی ہدایت کی ✦

جلسہ، تقریر اور خطبہ

۱۱ بجے صبح میرے مکان کے سامنے چوک میں قریباً ایک ہزار مخلوق خدا کا مجمع تھا۔ بعض ۴ اور ۵ میل سے چلکر آئے تھے نقیب کی آواز پر بعد رسول اللہ کے بروز مسیح موعود کا ادنیٰ غلام سبز پگڑی اور لمبا چغہ پہنے حضرت بلال رضی کے ہولناک ہمرنگ لوگوں کے مجمع میں پیغام حق سنانے کے لئے اپنی فرودگاہ سے اترا اور سر جھکا کر ادب سے کھڑے ہوئے۔ امراء و عوام کو السلام علیکم کہکر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور سورہ جمعہ کی تلاوت کر کے انبیاء و خلفاء کے کام بتا کر (جیسا کہ منصب خلافت میں ہے) مسیح موعود کی آمد اور نبی اللہ کے فضل کا اظہار کیا اور انکو دعوت دی کہ وہ اپنے کل متبعین جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔ اور خلیفہ ثانی کا قائمقام ہونے کی حیثیت سے میں جو اصلاحات چاہوں اپنے تو جہ کریں سے ۱۱ بجے سے لیکر ۱ بجے تک تقریر ہوئی اور ترجمان نے خوب حق ترجمانی ادا کیا۔ جزاہ اللہ اسکے بعد خطبہ جمعہ میں جو انگریزی میں پڑھا گیا۔ اور بنگالی ترجمہ ترجمان نے ساتھ ساتھ کیا۔ تقریر کو جاری رکھا گیا اور ضروری فصل کے ساتھ تبلیغ حق اور رسومات کی اصلاح اور سچے مسلمان بننے کی ہدایت کی ✦

مجوزہ اصلاحات

ان غریب سامانوں کی بہت سی بات قابل اصلاح ہے۔ نماز میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ عادات میں اصلاح کی ضرورت۔ شادی و مرگ کی رسومات قابل اصلاح ہیں۔ علم طرز زندگی بدلنے کے قابل ہے مگر یہ سب باتیں آہستگی کے ساتھ ہونگی اور میں اپنی تقریر میں کہا کہ اصلاحات تو بہت ہیں جو آپ لوگوں کو کرنی ہونگی مگر سردست میں ذیل کی چند باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہیں

(۱) آپ لوگوں کے رخساروں پر جو عیسائیت کا نشان بپتسمہ میں چاقو گدوا جاتا ہے جو چہرے کو خراب کرتا اور بعد غلامی عیسائیت کی علامت ہے اسے ترک کیا جائے اور آج کی تاریخ سے تمام فینٹی مسلمان بچوں کا چہرہ اس نشان سے پاک ہو (واضح رہے کہ مغربی افریقہ کی تمام سیاہ فام اقوام اپنی اپنی قوم کی علامت رکھتی ہیں اور بعض کے رخساروں پر ≡ بعض کے رخسار و پیشانی (۱۱) اور بعض کے دوسری قسم کے نشانات بنا جاتے ہیں)

(۲) آئندہ تمام فینٹی لڑکوں کا ختنہ کیا جائے اور میں انتظار اس لئے نہ کیا کہ ریویو ۱۱ آدمی بھیجوں گا (۳) عورتیں چھاتیاں ننگی نہ رکھیں (۴) مرد جسم کے نچلے حصہ پر کوئی لباس پہنیں (۵) آئندہ السلام علیکم اور وعلیکم السلام کے سوا اور سلام کی ضرورت نہیں (۶) گھنٹوں کے بل جھکنا آئندہ کسی کو سلام نہ کیا جائے ✦

ایک ہزار احمدی پاؤنڈ اصلاحات کا نفاذ

تقریر کے خاتمہ پر میں نے میر اور ان کے رفقاء کو دعوت دی۔ کہ وہ بیعت کا تار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوائیں اور اصلاحات کے نفاذ کا فیصلہ کریں۔ نیز ایک ہزار پونڈ جمع کرکے سالٹ پانڈ میں دارالتبلیغ بنائیں۔ بچوں کی تعلیم کیلئے مدارس کھولیں۔ دواکی مفت مدد کریں اور آئندہ ہر شخص کچھ ماہوار چندہ مقرر کرے۔ میرے اس خطاب کا جواب میں اس نے کہا۔ کہ ہم سب باتوں کا جواب کل دیں گے۔ چنانچہ دوسری صبح کو [illegible] مجلس کبیر نے فیصلہ کیا۔ کہ ہم سب لوگ اپنی جماعت سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم ممنون کیلئے فکر گذار ہیں۔ ہم فریاد کے محتاج ہیں ہمیں اسلام سکھایا جائے۔ ۳۰ تمام اصلاحات کے لئے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ۳۱ حسب الارشاد حتی الوسع چندہ جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

میں نے اس فیصلہ پر امیر اور اس کے رؤسا کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے لئے دعا کی۔ اور مغربی افریقہ احمدیہ کی طرف سے ایک خاص آدمی نو احمدیوں کی مردم شماری پر مقرر کر دیا۔ اور مشن کی طرف سے تعلیم کرنے والا آدمی بھی عنقریب انشاء اللہ مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ ایک عربی دان لڑکے کو جو تھوڑی عربی بول لیتا ہے۔ دین سکھانے اور انگریزی پڑھانے کیلئے ساتھ لے لیا۔

احباب اکرام دعا فرماویں۔ کہ یہ سیدھے سادے غریب نو احمدی ۲۰ ہزار دیگر نیگرو غیر مسلموں اور پرنس گولڈ کوسٹ کے ۱۵ لاکھ باشندوں کیلئے راہ ہدایت کھلنے کا موجب ہوں۔

امیر مہدی سے رخصت ان کی ایک رویا

بوڑھا امیر مہدی مجھے رخصت کرتے وقت رویا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ہماری غربت اور مفلسی ہمارے راستہ میں روکاوٹ ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں۔ وہ کر نہیں سکتے۔ میں نے تسلی دی۔ اور کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح انشاء اللہ اس دور افتادہ جماعت کی تعلیم و تربیت کیلئے مناسب سامان کریں گے۔ اور احمدی جماعت اپنے ان افریقن بھائیوں کی دستگیری میں پوری کوشش کرے گی۔

یہ شخص باخدا آدمی ہے۔ اور جس قدر اسلام کے نام لیوا ارض غنیہ میں موجود ہیں۔ وہ سب اسی کی تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلوص کے نخلصانہ فعل کو پسند کیا۔ اور [illegible] اس کے دل میں پہنچا دیا۔ اور پھر اسے قبول کرنے کی توفیق بھی دی۔ جس پر وہ بہت خوش ہے۔ جس روز میں سالٹ پانڈ پہنچا۔ امیر مہدی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس شب میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ رسول عبد صلے اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔

رؤسا کے پیغام اور شبانہ سبا میں قیام

اکرافل کے قریب ایک بڑا باجن یعنی رئیس اعظم رہتا ہے۔ جو افریقن [illegible] ہے۔ اس کی طرف سے پیغام آیا۔ کہ جب آپ دیری دفعہ آئیں۔ تو مجھے ملیں اور تبلیغ کریں۔ ایکسا و گاؤں عباسا نام اکرافل کے قریب ہے۔ وہاں کے رئیس نے اور سواری بھیجی۔ اور چار آدمی ڈولی پر اٹھاتے ہیں۔ آئی۔ اس گاؤں کے مسلمانوں نے رئیس کو آمادہ کیا تھا۔ کہ وہ مجھے اپنے ہاں بلائے۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ اور رئیس نے میرے قیام کا انتظام کیا۔ اور بت پرست رئیس اور زمین جنکا یہاں مضبوط گروہ ہے۔ تقریر سننے کیلئے آئے۔ میں نے اسلام کے اصول بیان کئے۔ مجھ سے درخواست کی گئی۔ کہ میں احکام دنیاوی بیان کروں۔ شادی غمی کے احکام سناؤں۔ چنانچہ ۲ گھنٹہ تک یہ سلسلہ سوالات و جوابات جاری رہا اور گاؤں کے سربرآوردہ لوگوں نے میرے پیغام کو توجہ سے سنا۔

چھ نومسلم

اکرافل میں روانگی سے قبل ۶ بت پرستوں نے اسلام قبول کیا۔ اور عباسا میں وہاں کے ایک رئیس نے (جس کا مکان عالی شان اور جس کے مکان میں اندرون افریقہ کا ایک گاؤں تصور کرتے ہوئے۔ نہایت ہی پر تکلف اور اعلیٰ درجہ کا سامان فرش میز۔ مسہریاں۔ لیمپ موجود تھا) سوالات کا جواب سننے کے بعد مجھے ایک رات اپنے مکان پر ٹھہرایا۔ اور قبول اسلام کیا۔ یہ شخص پہلے عیسائی تھا اور رومن چرچ سے تعلق رکھتا تھا

انگریز جانتا ہے۔ میں نے اکرا میں کہ دو نومسلموں کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ اور عباسا کے رئیس کا نام ابراہیم رکھا۔ عباسا میں [illegible] کی وجہ سے اسلام کی ترقی بہت سست ہے۔ مگر اس کا چیف بھی انشاء اللہ اسلام قبول کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی کئی اور لوگ بھی۔ ایک شخص نے اعلان اسلام کیا۔ اور اس کا نام بلال رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو

بہت لوگ زیر تبلیغ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ چاہے تو اس ملک میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں سے ہزاروں روزانہ ہو جائے۔

مغربی افریقہ میں اسلام کی کامیابی کیلئے جدوجہد کی ضرورت

ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان اس قطعہ کی شہادت کو صحیح سمجھیں۔ جو مسلمانوں کے ذریعہ سے میدان عمل میں پیش کر اور واقعات پر نظر ڈالکر کہہ رہا ہے۔ اور یقین کریں۔ کہ مسیحی مشنریوں کا مقابلہ کہ اسلام افریقہ میں بہت جلد تمام مہذب دنیا پر غالب آجائے۔ بعض مسیحی ممالک کو شش عظیم اور روپیہ پیسے کی امداد کرنے اور عیسائیوں کو اقلیت میں رکھنے کی غرض سے ہے۔ اصل حالت یہ ہے۔ کہ ملک۔ عزت۔ دولت و ثروت سب کی سب عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر گاؤں میں گرجا اور مسیحی واعظ اور مسیحی جماعت ہے۔ اور نومسلمین مسیحی سرزمین سے جاہل و تعلیم یافتہ بت پرست کو بھی بنا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے جن لڑکوں نے تھوڑی انگریزی پڑھی ہے۔ وہ سب عیسائی ہیں۔ سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا میں ایک بھی مسلمانوں کا ایسا مدرسہ نہیں۔ جس میں عربی و انگریزی کی تعلیم ہو۔ مسلمان تعلیم کی ضرورت کی طرف متوجہ نہیں۔ انگریزی گورنمنٹ کی زبان ہے۔ اب تو کوئی بچہ بھی انگریزی پڑھے۔ اور جاہل رہ کر عیسائیوں کے مقابلہ پر ذلیل زندگی بسر کرے۔ پیدا نہ ہوا۔ تو واقعی کافر ہیں کریڈھے۔ اور مسلمانوں کی جہالت اور سوسائٹی اور افلاس ان کو صرف عیسائیوں کی نظر میں ذلیل کر رہی ہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ بت پرست بھی ان کو اور ان کے مذہب کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا

ہندوستان سے۔ کئی علاقوں افریقہ میں سُرعت سے پھیل رہا ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عیسائیت کا ہر جگہ قلیہ ہے۔ بلکہ یہ امر بالکل صحیح ہے کہ عیسائی تعلیم نے تعلیم یافتہ مسیحی کو تمام حق کا مخالف بنا دیا ہے۔ اور تعلیم یافتہ مسیحی افریقہ میں بھی یورپین مسیحی کی طرح بہتر مذہب کا متلاشی ہے۔ خلاصہ یہ افریقہ میں جو کچھ بھی اسلام ہے وہ غیر تعلیم یافتہ ہے۔ اس کی حفاظت ہمارے مسلمانوں اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سے محبت رکھنے والوں کا اولیں فرض ہے۔ اور اس حفاظت کے ساتھ اشاعت کے لئے بھی دانشمند تعلیم یافتہ عیسائیوں اور ہر طبقہ کے بُت پرستوں کے درمیان بہت بڑا میدان ہے۔

پس ضرورت ہے کہ سفید رنگ عمدہ صحت رکھنے والے نوجوان جو بیوی بچوں کی پروا نہ کریں اور جن کو اللہ کے راستہ میں جان تک دینے میں تردد نہ ہو افریقہ میں حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے حضرت خلیفۃ ثانی کے حضور درخواستیں بھیجیں۔

جو لوگ میری اس شہادت اور اپیل کے بعد باوجود استطاعت اس طرف توجہ نہ کریں گے وہ یاد رکھیں کہ روز قیامت وہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے ذمہ دار ہونگے۔ اور ہر مسلمان بچہ جو مسلمان کہلا کر جاہل رہیگا اور بُت پرستوں کی طرح بے ختنہ اور برہنہ پھرے گا اور ہر مسلمان تعلیم یافتہ جو عیسائی رہے گا یا ہر عیسائی جو باوجود اسلام لانے پر آمادہ ہونے کے اسلامی شان کی کمزوری و رعایت کے باعث اسلام نہ لائیگا۔ ان سب کا خون ان کی گردن پر ہوگا۔ کاش! عیسائیات کے انہماک کی نسبت نصف توجہ بھی اسلام کی طرف کی جاتی۔

سلسلہ سوال و جواب میں جہاں جاتا ہوں فقہ کے مسائل شادی و مرگ کی رسومات و احکام اور حلال و حرام پر سوالات کرتے ہیں۔ اور لوگ کہنے لگے ہیں۔ ہم کو صحیح اسلام نہیں سکھایا گیا۔ مگر میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ غریب ہو سادگی سے اخلاص و محبت سے جو کچھ جانتے تھے سکھایا۔ ان کا بھی شکریہ ادا کرو اور زیادہ علم جو آسمان

بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ کیا ہے اُسے دیکھو +

ساحل سمندر اور دُعا اس وقت تنہائی میں جبکہ ایک طرف کام کا بوجھ کندھوں پر ہے۔ اور فکرات کے اونچے پہاڑوں پر سے قصر عقل بلند کا کوہ پیما نظر آتا ہے۔ سوائے دُعا کوئی سہارا نہیں۔ میں اکثر سالٹ پانڈ کے گستاخ کنارہ پر جہاں شوخ لہریں اچھل اچھل کر ریتلے ساحل کے ساتھ کھیلتی اور ہمالہ کی مسیتوں سے آتی ہیں اور جن کے کھیل کو گولڈ کوسٹ کے سیاہ فام کالی برہنہ زیرک گاہ گاہ کالے دیووں کی طرح سفید پریوں کے جمع میں کود کر لپک آن کے لئے درہم برہم کرتے ہیں) جا بیٹھتا ہوں اور اپنے محسن اپنے اعزا اپنے احباب کو سمندروں کے پار سمندروں اور جزائر میں بسنے والوں کو یاد کر کے خیر کا سائل ہوتا ہوں۔ اور ہمارے مولوی غلام رسول راجیکی کی جھوک ایسی جگہ جہاں اسے کوئی نہیں سمجھتا غریب مزاج آتی ہے۔ اور میں جو کچھ شوق سے اور رقت سے پڑھتا ہوں وہ حسب ذیل ہے:۔

کون کوئی ہووے چاوے ویس رسول دے
حال سناوے جیہڑا اگے قبول دے

کرم دی نظر اک وڑاں سرکار دی
میں بھی ہاں بندی اک ایس دربار دی

سب گناہ میرے وجود دی بدکار دی
حال نہ کوئی کوئیں لنگھاں گی پار میں

کون نی سیو میرے دُکھڑے ونڈے نی
درداں دے سول چھین دُکھاندے کنڈے نی

کوکاں پئی تتی میں تاں کنڈ ہے اوہ اردی
ہوئی اوہ سن جیویں کوئی پہاڑ دی

لکھیں بھانیاں گذے بیڑا ضرور دے
پار لنگھاویں میڑوں پہلڑے پور دے

دیر نہ ہووے کرتی عرض منظور دے

جھوک مہدی والی
خاکسار عبدالرحیم نیر از سالٹ پانڈ گولڈ کوسٹ
مغربی افریقہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۶ مئی ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز مغرب)

تبلیغ کے لئے ہمت اور استقلال کی ضرورت

عیسائی مشنریوں کی تبلیغی کوششوں کے ذکر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ لوگ نہایت استقلال اور مستقل مزاجی سے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور اپنے کام کے نتائج کا بڑے صبر کے ساتھ لمبے عرصہ تک انتظار کرتے ہیں۔ ہندوستان میں عیسائی مشنریوں کی کوششوں کو کچھ وقعت نہیں دی جاتی تھی۔ اور لوگ سمجھتے تھے کہ ان کی کون سنتا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ چالیس لاکھ کے قریب عیسائی ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہندوستانیوں نے اپنے بچاؤ کی کوئی کوشش نہ کی۔ بلکہ پہلے کی طرح چپکے بیٹھے رہے۔ تو بہت جلدی علاقوں کے علاقے عیسائی ہو جائینگے۔ عیسائیوں کو یہ کامیابی ان کی مسلسل کوششوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ جو کئی سال سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ بعض ممالک میں تو قریباً سو سو سال سے لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر جا کر کوئی عیسائی ہوا ہے۔ پس عیسائی مشنریوں کے جو حالات پڑھے ہیں۔ انہیں جاوا کے متعلق لکھا ہے کہ وہاں ۱۸۱۸ء میں عیسائی مشنری گئے اور انہوں نے کوشش شروع کی۔ مگر ۱۹۰۸ء سے پہلے کسی ایک شخص نے بھی عیسائیت کو قبول نہ کیا اور ۱۹۰۸ء میں جا کر ایک شخص عیسائی ہوا جس کے بعد عیسائیت کا دروازہ کھل گیا۔ اس عرصہ میں وہاں کے مشنری جو رپورٹیں بھیجتے تھے انہیں میں لکھتے تھے کہ بڑی کامیابی ہو رہی ہے اور وہ اس طرح کہ ابتدا میں لکھتے۔ اب لوگوں میں ہمارے متعلق پہلے کی نسبت کم نفرت رہ گئی ہے۔ پھر لکھتے اب لوگ ہم سے نفرت نہیں کرتے پھر لکھتے اس سال ایک یا دو آدمی ہمارے ملنے جلنے والے ہماری باتیں سنتے ہیں۔ اگلے سال اس سے زیادہ تعداد بتاتے۔ پھر لکھتے کہ اتنے آدمیوں نے ہمارے ٹریکٹ لئے اور انکو پڑھا۔ اس قسم کی باتوں کو وہ اپنی عظیم الشان کامیابی بتاتے۔ اور وطن کی طرف سے ان کی بڑی تعریف

کی جاتی۔ اور جس قسم کی قربانی کی ضرورت ہے نہیں ہوتی۔ بہتیا کیا جاتا ہے۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اب بڑی کثرت کے ساتھ وہاں عیسائی ہیں ✦

لیکن ہمارے آدمی بہت جلدی گھبرا جاتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ ایک آدھ آدمی کے مسلمان ہونے سے کیا ہو سکتا ہے ہمیں خرچ تو خواہ مخواہ روپیہ ضائع ہوتا ہے یا منشاء تو مسلمان ہونے کی ابتدائی حالت کی وجہ سے کوئی کمزوری دیکھیں تو کہدیتے ہیں ایسے مسلمان بنانے کا کیا فائدہ؟ حالانکہ کام کی ابتدائی حالتیں جس قدر بھی کمزور ہوں ہمیشہ بڑی کامیابی ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اگر ہم ہمت اور استقلال سے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں تو خدا کے فضل سے بہت اعلیٰ درجہ کا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔ میں تو ایک ایک عیسائی کے مسلمان ہونے کی مثال ہی سمجھا کرتا ہوں جو شطرنج کھیلنے والے کی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں جس نے شطرنج ایجاد کیا۔ جب بادشاہ کے پاس اس ایجاد کو لے گیا تو بادشاہ بہت خوش ہوا کہا جو مانگنا چاہو مانگو میں تمہیں دونگا۔ بادشاہ کا ارادہ آدھی سلطنت بھی دینے کا تھا۔ مگر اس نے کہا۔ کچھ اور مانگو۔ مگر اس نے اسی پر اصرار کیا۔ آخر بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ۔ اسی طرح دیدو۔ خزانچی جا کر جب گننے لگا۔ تو ابھی تھوڑے ہی خانوں کے حساب سے دینا تھا کہ خزانہ خالی ہو گیا۔ اور بادشاہ کو آکر کہا کہ اب کیا کیا جائے اس پر بادشاہ کو بھی بہت تعجب ہوا۔ تو گو اس وقت ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ کوڑیاں بھی اسی مصداق ہے۔ خدا کے فضل سے ایک دن ہی آئیگا کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ جائیگی۔ مگر اس کے لئے بہت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے مبلغین اس طرح استقلال سے لگے رہیں اور خواہ کتنے سال لگ جائیں وہ ہمت نہ ہاریں۔ اور اگر امداد کی جائے تو بہت اعلیٰ نتائج نکل سکتے ہیں گو اسلام ایک ایسی صداقت ہے کہ اسکے سمجھنے کیلئے اسقدر عرصہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا جتنا دیر عیسائیت کیلئے کیا جاتا ہے تاہم اس کیلئے بھی ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے

خطبۂ جمعہ

روزے کا فلسفہ

از مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۳ مئی ۱۹۲۱ء

آیات تلاوت از یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام (الی) ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

اللہ بندوں کے لئے آسانی چاہتا ہے

خداوند تعالیٰ حکیم خدا ہے اس کا کلام عجیب طرز پر شروع ہوتا ہے۔ اور اس میں عجیب عجیب باتیں آتی ہیں۔ روزہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو مشکل چیز خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً اتنی گرمی شدید ہے۔ بے روزے شخص کو بھی پیاس بے حال کر دیتی ہے۔ مگر انسان کو روزے میں مبتلا نہیں نہ بنائی جائیں۔ تو مشکل تھا کہ انسان روزے کا بوجھ اٹھاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے روزے کو فرض کرتے وقت یہ بات بتائی۔ کہ یرید اللہ بکم الیسر۔ اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے۔ تنگی نہیں چاہتا۔ اس میں عجیب فلسفہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ انسان کے اعمال کا اول مقصد یہ ہوتا ہے کہ خدا کی ناراضگی سے بچے۔ دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا قرب حاصل ہو۔ اور اس کے فوائد حاصل ہوں۔

انسان کی روح

نجات کیلئے ایک کٹھن راستہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور اسکو حاصل کرنا مشکل ہے۔ قرآن میں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوماً جہولاً (الیسا رکوع ۵) ہم نے ایک امانت زمین و آسمان و جبروت کے پیش کی انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس امانت کے اٹھانے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ ظالم اور جاہل تھا۔ اس امانت کیا تھی وہ شریعت تھی۔ شریعت کے اٹھانے کا ارادہ کیا مگر انسان سے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہو سکتی جس کے دو وصف ہیں۔ اول یہ کہ انسان کا دل چاہے کہ اسکے لئے اپنی جان کو دکھ میں ڈالے۔ اپنے کو بھوکا رکھے۔ اپنے حقیقی محبوب کے لئے اپنی جان اور تکلیف کو بھلا دیتا ہے ان دونوں صفات کے باعث یہ امانت قبول ہو گیا کہ وہ امانت جس کے اٹھانے سے دوسرے عاجز تھے یہ انسان اٹھائے۔

امانت کے بارے میں حکم

اب یہی امانت مسلمانوں کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تؤدوا الامانات الی اہلہا۔ (پارہ پنجم رکوع پنجم) کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ خدا نے مختلف امانتیں دی ہیں۔ یہ اس کی امانت ہیں۔ اور اس کے ادا کرنے کا حکم بھی کیا گیا ہے۔ ادائگی کے دو طریق ہیں۔ اول یہ کہ جب امانت لینے والا طلب کرے۔ اسوقت واپس کر دی جائے اور یہ کہ امانت لینے والا نہ طلب کرے۔ اسوقت واپس کر دی جائے اور یہ کہ امانت لینے والا نہ بتا دے کہ کہاں اس کو صرف کیا جائے۔ خدا تعالیٰ بتاتا ہے کہ کہاں کہاں اس کو صرف کیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے جو امانت دی ہے۔ اس کے متعلق ہمیں فرمایا ہے کہ ہم اس کو کہاں کہاں صرف کریں۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ نے ہمیں اجازت دی ہے کہ ہم ان چیزوں کو جو خدا نے ہمیں دی ہیں اپنے نفس پر بھی خرچ کر لیا کریں۔

انسان کے اخلاص کی شہادت

ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے موقع نہیں۔ جو ہم خدا کی امانتیں اپنے اوپر خرچ کر سکیں۔ جیسا کہ آج ہم اپنی جانیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے مواقع رکھے ہیں۔ جو قیامت کو بطور شہادت کے ہونگے کہ اس شخص کو اگر موقعہ ملتا۔ تو یہ جان و مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا۔ انہی مواقع میں سے ایک موقعہ روزہ بھی ہے۔ جو شخص خدا کیلئے روزہ رکھتا ہے اس کا یہ روزہ شہادت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کا موقعہ اس شخص کو ملتا تو ضرور دیتا ✦

بقاء شخصی و نسلی

انسان کی شخصی بقا کے لئے کھانا پینا ضروری ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک خاص وقت تک انسان کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر اس نے اپنے بقاء شخصی کو قربان کر دیا۔

اس سے کم از کم یہ شہادت ملتی ہے کہ اگر اس کو اللہ کے لئے جان دینے کا موقعہ ملے تو یہ ضرور دیتا۔ پھر بقاء نسل کے لئے بھی روزہ بہت مفید ہے۔ اس سے بھی ایک خاص وقت تک بند کا پتا لگتا ہے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے نفس اور نفس کو قربان کرنے کا عادی ہے۔ ایک طرف جذبات کے متعلق احکام کو دیکھو۔ اور دوسری طرف اس بات کو دیکھو کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ان احکام کے ادا کرنے کے موقع نکال دیئے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ وہ جو کہا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے لئے آسانی چاہتا ہے۔ وہ دور سے ہفتہ سے روزہ رکھنا مشکل ہے۔ لیکن اگر اس کا مقابلہ کیا جائے کہ یہ روزہ جان دینے اور نفس خدا کی راہ میں قربان کرنے کا قائمقام ہے۔ تو کس قدر آسان معلوم ہوتا ہے۔

روزے کے اور فوائد

پہلے تو یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ اس سے روزے کی وقت طرح کی۔ پھر دوسری بات یہ فرمائی کہ روزے پہلوں پر بھی فرض آتے تھے۔ اس سے اس حکم کو اور پکا کر دیا۔ اب یہ بتایا کہ رمضان میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور سب سے بڑا فائدہ یہ بتایا کہ

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان

اس آیت کے معنوں میں مفسرین نے کئی باتیں بتائی ہیں۔ مگر میری تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان شریف میں شروع ہوا۔ اب بتایا کہ وہ کتاب جو رمضان میں نازل ہونی شروع ہوئی وہ کیسی ہے۔ فرمایا۔ اول وہ جامع شریعت ہے اور دوسرے بہت سی ہدایت کی کھلی باتیں ہیں۔ پس اس سے یہ نکلا کہ رمضان کا یہ فائدہ ہے کہ اس میں الہام الٰہی نازل ہوتا ہے۔

وحی کے نزول

وحی کے لئے صرف نیک اعمال ہی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ صفائی قلب اور اعلیٰ وحی کی فطرت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر ایک پرقرآن کی ایسی وحی نازل نہیں ہو سکتی۔ ماں محمد صلعم کی فطرت جو کہ اعلیٰ امکان کا آئینہ تھا۔ بہت صاف تھا۔ اسلئے ان پر قرآن نازل ہوا۔ باقی جو شخص رمضان کے احکام پر خدا کیلئے عمل کریگا۔ وہ اپنی فطرت کے مطابق الہام الٰہی کی نعمت سے حصہ پائیگا۔

قبولیت دعا

پھر بتایا کہ دوسری باتوں میں ایک بڑی برکت دعا کی قبولیت کی ہے کہ وہ اس سے ایک خاص خصوصیت رکھتی ہے لیکن اسکے لئے بھی دو باتیں ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص خدا سے بات سننا چاہتا ہے ضروری ہے کہ وہ خدا کی باتیں مانتا ہو۔ خدا کی فرمانبرداری کرے۔ دوسرے یہ کہ دل صفا لیوں سے اپنا ایمان رکھے۔ حدیث میں ہے۔ انا عند ظن عبدی بی کہ اللہ کے متعلق اللہ کا بندہ جس قسم کا گمان رکھتا ہے خدا اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود بار بار فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا کے جو برگزیدہ بندے ہوتے ہیں ان کا غذاق اور ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا ہنسی کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے خدا کا معاملہ بدل جاتا ہے۔

پس جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی کر لیتا ہے۔ اور خدا کی باتیں مانتا اور اس پر ایمان و یقین رکھتا ہے۔ تو اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

پس رمضان ہر اولی مومن کے لئے بطور غذا ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم کا بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہونا ثابت تھا اس امر کا کہ اگر حکم ہو تو وہ بیٹے کو ذبح کرنے میں دریغ نہ کرینگے اسی طرح مومن کے لئے روزے میں تمام جائز چیزوں سے باز رہنا شہادت ہو جاتا ہے۔ پھر خدا کی ہمکلامی کا شرف اپنی حیثیت کے مطابق ملتا ہے۔

بعض لوگ روزے کو ضائع کر دیتے ہیں

حدیث میں ہے کہ لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ مگر ان کا روزہ روزہ نہیں ہوتا۔ بلکہ محض فاقہ کشی ہوتی ہے۔ ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہوتا۔ وہ روزے ایسے ہوتے ہیں کہ منہ کا اور پیٹ کا روزہ ہوتا ہے مگر زبان اور کان اور آنکھ کا روزہ نہیں ہوتا۔ اس لئے تمام مکروہ اور ناپسندیدہ باتیں ممنوع ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے روزوں کو قبول کرے۔ اور ہمارے روزے محض پیٹ کے روزے نہ ہوں۔ بلکہ ہمارے ہر عضو کے روزے ہوں + جب دوسرے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ آنحضرت ؐ رمضان میں جبرئیل سے دور کیا کرتے تھے اس مہینہ میں قرآن کی کثرت سے تلاوت ہونی چاہیئے (جیسی ہمارے یہاں ہوتی ہے) دوسرے آنحضرت ؐ ان ایام میں بہت سخاوت فرماتے تھے اسلئے صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرنا چاہیئے

(اشتہارات) (ایڈیٹر)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود شتہر ہے نہ کہ الفضل

اعجازی پریس ہے

یہ نوایجاد پریس نہایت عمدہ ہے۔ اسمیں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں۔ جو دیگر دیسی پریسوں میں نہیں۔ گرمی سردی میں یکساں کام دیتا ہے۔ بجلی قسم کی چوکا برٹ نہیں ہے۔ بڑی آسانی سے ایک نوعمر بھی چھپائی کا کام کر سکتا ہے۔ ایک کاپی لگا کر بجائے سیاہی کاغذ بہت شستہ اور علے چھپتا ہے۔ نمائشی چھپائی کے تمام قسم کے اشتہارات اور چٹھیاں چھاپنا چاہیں۔ یہ پریس بہت آرام دہ اور مفید ہے۔ مدارس میں پرچے چھاپنے والوں اور تاجروں اور تبلیغ کرنے کے تاجروں کو بھی چاہیئے کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں۔ اور ہفتہ وار جب چاہیں مضمون لکھ کر چھاپ کر شائع کریں۔ یہ ایک اچھا ذریعہ تبلیغ ہو گا۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے:۔

کارڈ سائز تین روپے۔ لیٹر سائز ۵ روپے نوٹ پیپر سائز معہ فلسکیپ پیمائز لعہ سیاہی فی شیشی ۸ر

محمد جمال مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان پنجاب

عجائبات کا ظہور ۱۲

عجیب چاول نمبر ۱۔ اس معمولی چاول پر تمام سورۃ قل ہو اللہ نہایت باریک۔ حروف میں ایسی خوبصورتی سے لکھی ہوئی ہے کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے اور بغیر دیکھے یقین نہیں آتا۔ بڑی عجیب حیرت انگیز اور متبرک چیز ہے۔ قیمت ۸ر فی چاول۔ اپنا نام بھی لکھوائیں تو ۱۲ر

عجیب چاول نمبر ۲۔ اس پر صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ لکھا ہوا ہے دوستوں کو بطور تحفہ اور غیر احمدیوں کو بطور تبلیغ دینے کیلئے عمدہ اور مفید شے ہے قیمت ۴ر فی چاول اپنا نام بھی چاول پر لکھوائیں تو ۶ر

عجیب انجکشنی۔ یہ حیرت انگیز انجکشنی فن فوٹوگرافی کا بہترین نمونہ اور اہل یورپ کی صناعی کا اعلیٰ کارنامہ ہے اسمیں ایک بہت ہی فراخ شیشہ لگا ہوا ہے جسکو ایک آنکھ بند کر کے دیکھیں تو مدینہ منورہ اور مسجد شریف والوں کے فوٹو نہایت صاف طور پر بڑے بڑے نظر آتے ہیں اور جس نے ذرا سے شیشے میں دیکھ کر آدمی کی شکل پھر اتاری ہے قیمت ۱۰ر انجکشنی

پتہ:۔ شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

روغن مسیحائی

یہ روغن مسیحائی ایجاد کردہ مولوی انوار حسین خانصاحب اعزازی انسپکٹر شاہ آباد ضلع ہردوئی ہے جنہوں نے سالہا سال تجربہ کرنے کے بعد یہ نسخہ مرتب کیا ہے۔ اس کے لگانے سے درد فوراً رفع ہو جاتا ہے۔ نیز اس کے لگانے سے ہر قسم کے زخم خواہ کتنے ہی بڑھے ہوئے ہوں اور ناسور تک ہو چکے ہوں اس کے کچھ قطرے اور روئی کے پھوئے کے ذریعہ سے اس کا منہ بند کر دینے سے ایسے مرض کو جو کئی سال سے تکلیف دہ ہو رہا تھا صرف ۲۴ گھنٹہ کے اندر آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کا مالش کرنے سے بھی بہت جلد آرام ہوتا ہے۔ اکثر بڑے بڑے مشہور حکیموں نے اس کو استعمال کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ فی شیشہ ۱۰ مالشہ ۱ روپیہ ۸ مالشہ ۱ روپیہ

المشتہر۔ سید عزیز الرحمن قادیان دارالامان

عشق زود جام

اس نسخہ کو تمام حکماء نے مانا ہوا ہے۔ جو اپنے بیمار خواہ خواہ میں بے شک ثابت ہوا ہے۔ علاوہ مردوں کے عورتوں کیلئے بھی بہت مفید ہے۔ ڈسپاز اور فکس وائیکا سے بہت جلد آرام ہوتا ہے۔ ماکھے کے تمام میں پورا نسخہ موجود ہے۔ جو احباب خود منگانا چاہیں علاوہ کرنے کے ٹکٹ روانہ فرمائیں۔ اس کا نام ہمارے یہاں رکھا ہے۔ قیمت گو دیال فی درجن ۱۲ روپیہ

المشتہر۔ سید عزیز الرحمن قادیان دارالامان

احمدیہ فرنیچر کمپنی

جو احمدی احباب تجارت میں شریک ہونا چاہیں۔ اس پتہ سے قواعد تجارت طلب فرمائیں۔ حاجی حسین خانصاحب احمدی ناظر صحت تیز بیر ۱۰ اس کے علاوہ ہر قسم کا مال میز کرسی صوفہ وغیرہ ساخت جدید قادیان میں موجود رہیگا۔ جو احباب فرمائش کریں روانہ ہوگا۔ تاجروں کو واسطے براہ راست کارخانہ روانہ کیا جاویگا۔ احمدی تاجروں کے نام بٹی وی پی روانہ ہوگی۔ باقی احباب سے پیشگی آنے پر۔ اس شاخیں بالفعل قادیان۔ بٹالہ اور بریلی۔ بمبئی وغیرہ میں قائم ہوئی ہیں۔ سیٹھ کارخانہ سے رکھا ہے گا۔

سید عزیز الرحمن۔ قادیان دارالامان

فہرست مشتری

(مفاد اشتہارک میں ہو)

گھڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن دوستوں کو گھڑی منگانا ہو صرف ایک بار لکھ کر ہم سے فہرست طلب کریں۔ اگر بہت جلدی ہو۔ تو قیمت کی تعیین فرمادیں فقط والسلام عبدہ گھڑی احتیاط کے ساتھ بھیج دی جائے گی۔

المشتہر

پیچ محمد خاوت علی احمدی ڈاچ سیلر صدر بازار شاہجہانپور

ضرورت

تین فارسل پاس شدہ کی بالکی سکول میں ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں ہیڈ ماسٹر کے نام بسند تقول سندات آنی چاہئیں

افسر بالکی سکول قادیان

الخطبہ

دو نوجوان لڑکوں کے واسطے جن کی تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار ہوگی اور نسیب ہے رشتہ کی خواستگاری ہے۔ لڑکیاں کنواری۔ نیک مقبول صورت ہوں۔

خط و کتابت۔ ایم۔ ایس۔ سپرنٹنڈنٹ عام فائر انجن پونہ

ناظر امور عامہ

الخطبہ

سید قوم کی دو بالغ لڑکیوں کے رشتہ کیلئے جو اچھی خوش شکل با سوغاند ہوں سے واقف اور معمولی تعلیم یافتہ ہوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ خوش شکل تعلیم یافتہ صاحب لڑکے قوم کے سید ہوں اور اس پیغام کو قبول فرمائیں بہت جلد ناظر امور عامہ کے نام درخواست کریں والسلام

ناظر امور عامہ

مرغ دو ورق پر تمام قرآن مجید

قرآن شریف تو آپ نے بہت سے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے قرآن شریف دیکھے ہونگے۔ مگر جو چھوٹا قرآن شریف ہم نے اپنی دکان پر رکھا ہے اس کی مثل شاید ہی کہیں دیکھا ہو۔ اس میں صرف دو ورق پر تمام قرآن مجید ہے۔ اور ایسا صاف لکھا ہوا ہے کہ بغیر عینک کے پڑھا جاتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ اس میں تمام قرآن مجید ہے بہت ہلکا ہے۔ یہ کمال نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ صرف ۱۲ آنہ قیمت ہے۔ ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا۔ ملنے کا پتہ۔ شیخ نور الدین پانی پت

تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت

ہم کو ایک کروڑ ائیل انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی ڈرائیور صاحب جو کروڑ ائیل انجن سے خوب واقف ہوں۔ اپنے مشاہرہ سے یا دیگر شرائط سے اطلاع بخشیں۔

منیجر سٹور احمدیہ قادیان پنجاب

آٹا پیسنے کی چکی

یا ہو کہ کو اس کہنی پکانے والا اور پیسنے والے ہر قسم کا آٹا میں تیار کئے جاتے ہیں۔ دیگر لوہا کا کام ہر قسم عمدہ تیار ہوتا ہے۔ مزدوری کا بار بہت واجبی فیصلہ کریں۔

مستری غلام حسین محمد شفیع آئرن فیکٹری پانی پت

ایک نادر موقعہ

مکان دو منزلہ شہر قادیان دارالامان نزد مسجد مبارک متصل مکان حاجی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی کنواں اندازاً سو گز کے قریب یا کچھ زیادہ قابل فروخت ہے۔ صاحب خریدنا چاہیں۔ احقر سے ملاقات کریں۔

خاکسار

[illegible] قادیان دارالامان

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ کے ایک اخبار میں ہوزاندہ کے چند اقتباسات کے
اخبار کا استعفا ساتھ جنگ افغانستان میں بھی ہم
پر ہاتھ تھا۔ بنگال لینے کے بعد شور ہوا (متصل صفحہ) میں حکومت گویا
جبکہ گزشتہ فتنہ کو فرو ہوئے ابھی انتقال ہو گیا۔

کلکتہ میں ریلوے لیوی ہیلڈ پریس ایجنسی کا ۱۳ مئی کا
ہڑتالیوں کا باہمی فساد ترقی پذیر کلکتہ سے منظر ہے کہ
ہڑتالیوں کی جو ہڑتال گزشتہ تین ماہ سے جاری تھی۔ اس کا
پیچھا نکالا کر ہیں ایک سخت فساد ہڑتالیوں کے درمیان ہوا
ہوا۔ یہ فساد ہڑتالیوں کی ایک بڑی تعداد نے جنھوں نے کام
شروع کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ کارخانہ کی طرف جا رہی
تھی۔ کہ ہڑتالیوں نے جو کام پر جانے کو بنا سند نہ تھے
ان پر حملہ کیا۔ جس میں کئی ہزار آدمی شامل تھے۔ اور ان میں
پولیس کے ۵ سے زیادہ آدمی مجروح ہوئے۔ مسلح پولیس
بلائی گئی۔ اور اس کی مدد سے ہڑتالیوں کو گرفتار کیا گیا

دفتر مرہٹہ میں آتشزدگی پٹنہ ۱۱ مئی۔ آدھی رات کو کل
اخبار گیسری اور مرہٹہ کے
گودام میں آگ لگ گئی۔ فائر انجن اور ہزاروں ٹوکوں
کی جانفشانی کوششوں کے باوجود آگ فرو نہ ہو سکی۔ نقصان
کا اندازہ ۲ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔

سکھ اکالی تحریک آگرہ سنیہ آگرہ کے متعلق سردار دیوان سنگھ
مہاتما گاندھی سے مشورہ لینے گئے
تھے۔ انھوں نے یہ مشورہ دیا۔
کہ ابھی تحریک آگرہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ تمام توجہ کل طور پر
کرنا چاہیئے۔ اور اپنی اندرونی کمزوریوں کو دور کرنا چاہیئے

وائسرائے کی الہ آباد ۱۳ مئی۔ ہز اکسلنسی وائسرائے
منصوبہ پر دو ذوں کی تقریر پر جو حال ہی میں بمقام
کو نصیحت شملہ ہوئی تھی۔ پانیونیئر نے ذیل
کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔
لارڈ ریڈنگ نے ان خطرات کی نہایت
صحت کے ساتھ نشان دہی کی ہے۔ جو درپیش ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تقریر
میں یہ استدعا منتہی ہے۔ کہ ہائی ڈیشن کے سرغنوں کو موقعہ
دیا جائے۔ کہ وہ پھر ان لوگوں کی صفوں میں شامل ہو جائیں
جو اپنے سیاسی مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کیلئے وہ طریق کار
برتتے ہیں۔ جو حکومت خود اختیاری کی فیاضانہ تجویز کے
مطابق انہیں حاصل ہیں۔

شملہ ۱۲ مئی۔ سرکاری اعلان ہے
حج اور حکومت سندھ کہ حکومت سندھ نے فیصلہ کیا ہے
کہ مفلس حاجیوں کو سندھ واپس لانے کیلئے ایک
فنڈ کھولا جائے۔ جس کا انتظام غیر سرکاری اشخاص کریں گے

جرمنی میں تار و نکل روانگی شملہ ۱۲ مئی۔ جرمنی نوتا اطلاع
ملی کوئی معمولی تار نہ بھیجا
جا سکے گا۔

زمین زیر زراعت کے مسٹر ہرکشن لال اجلاس پنجاب
مسودات قانون لیجس لیٹو کونسل میں ایک مسودہ
بغرض رقبہ اصناف حرفت پیش کریں گے۔ جس سے ان
تکالیف کا سدباب ہو جائے گا۔ جو قوانین اشقاق وغیرہ

سے پیدا ہوتی ہیں۔

سورج والوں کو اتنا الہ آباد ۱۳ مئی۔ لیڈر مظہر
چندہ نہیں ہوا۔ ہے۔ کہ دو ہفتہ میں ان
جتنا مخالفین کو مسودات میں مخالف انقلاب
زیادہ چندہ جمع ہوا ہے۔ مجلس کے لئے اس سے بہت

جتنا کہ گزشتہ چار ماہ میں تلک سوراج فنڈ کے لئے
ہوا ہے۔

کالی کٹ کا ایک تار مظہر ہے۔
مسٹر یعقوب حسن کی کہ گورنمنٹ نے ان چند پولیس افسروں
گرفتاری پر دو ہزار انعام اور کانسٹیبلوں کو دو ہزار روپیہ
انعام دینے کیلئے سفارش کیا ہے۔ جنھوں نے مسٹر
یعقوب حسن وغیرہ کو گرفتار کیا تھا۔

مسٹر گانگ کا اکالی کو نوٹس مسٹر گانگ سابق گشتہ لاہور نے
اخبار اکالی کی ایڈیٹر کو نوٹس
دیا ہے۔ کہ اخبار اکالی کی ایڈیٹر کو نوٹس

شائع ہوا ہے۔ جس میں ورثہ خانہ کی لاہور ہائی کورٹ
کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ اس کے متعلق پانچ دن کے اندر اندر
معافی مانگیں۔ ورنہ ہر جانہ کی نالش کی جائیگی۔

معلوم ہوا ہے کہ بیگم صاحبہ بھوپال
ریاست بھوپال میں نے اپنے ۱۰ رسمی کے فرمان میں
شراب کی قطعی بندش یہ حکم صادر کیا ہے۔ کہ یکم اگست
۱۹۲۱ء سے حدود ریاست میں شراب قطعی فروخت نہ ہوگی۔
۱۰ مئی تک تلک سوراجیہ فنڈ میں
پنجاب میں تلک سوراجیہ پنجاب سے ۱۰ لاکھ ۱۳ ہزار روپیہ
فنڈ کی فراہمی روپیہ آیا۔

۱۳ مئی کو وائسرائے نے مسٹر گاندھی سے
مسٹر گاندھی اور ملاقات کی اور ۱۵ رسمی دو پہر کے بعد دیگا
وائسرائے کی ملاقات میں ایک بھاری جلسہ ہوا۔ جس میں مہاتما گاندھی
سے اپیل کی گئی نے وائسرائے کے ساتھ آپ کی جو ملاقات
ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ بیان فرمائیں۔ مسٹر گاندھی نے فرمایا۔ کہ
میں پنڈت مدن موہن مالوی کی درخواست پر لارڈ ریڈنگ سے یہ
خیال لے کر ملنے آیا تھا۔ کہ عدم تعاون کا معاملہ ان کے
سامنے پیش کروں۔ ایک سرکاری افسر کے سامنے اپنا معاملہ مجھے
پیش کرنے میں کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ شملہ
پہنچ کر میں نے وائسرائے کو ملاقات کیلئے چٹھی لکھی۔ ملاقات
منظور کر لی گئی۔ وائسرائے کے ساتھ میری طویل گفتگو ہوئی۔
انھوں نے میرے خیالات کو بڑے تحمل سے سنا۔ میں نے یہ
امر اچھی طرح واضح کر دیا۔ کہ میرے دل عدم تعاون کیا چاہتے
دوسری طرف سے لارڈ ریڈنگ نے بھی حکومت
کی مشکلات پیش کیں۔

بمبئی ۱۳ مئی ڈاکٹر انصاری انگلستان
ہندوستانی وفد کے سفر سے واپس ہو کر آ کی مراجعت جہاز پر سے اترتے ہی
[illegible] کے ساتھ [illegible] روانہ ہوا۔ اور
[illegible] بمبئی پہنچا۔ اس کا پہلا
[illegible] انگلستان پہنچا۔ اس کا پہلا
کام یہ ہوا۔ کہ ہم وہ اعتبار انجام نہ دے سکے جو ہمارے
[illegible] ہم وقت پر صلح کانفرنس میں شریک بھی نہ ہو سکے
وزیر ہند و وزیر اعظم ہندوستان کی نازک حالت کو محسوس کرتے
ہیں وزیر اعظم کے خیالات اب اس قدر مخالفانہ نہیں رہے

ممالک غیب کی خبریں

سویڈن میں سنائے موت کی موقوفی

لنڈن ۸ مئی۔ اسٹاک ہلم کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ پارلیمنٹ کے ہر دو ایوان نے ایک مسودہ قانون پاس کیا ہے جس کی رو سے سزائے موت موقوف کر دی گئی ہے۔

افواج کی واپسی

"اخبار بالٹیہ" کا طرابزان نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ روسی افواج سے انگریز اور بولشویک دونوں اپنی فوجیں واپس بلا رہے ہیں۔

فوجوں کے ہنگامے

کوکند کی کانوں کے متعلق تازہ خطرہ یہ ہے کہ فوجوں کا جس قسم کا ہنگامہ ایاز منار میں ہوا تھا ویسے ہی ہنگامہ کوکند اور خوقند کے سرحدی مقامات میں ہوئے ہیں۔ جو کمیونسٹوں کی انگیخت کا نتیجہ ہیں

کوالف افغانستان

سرحدی قبائل کے تقریباً جملہ خوانین ماہ صیام کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ انگریزی اور افغانی معاہدہ کے متعلق ان سے کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ اور ہمارے تک ان کو کابل میں سنی سنائی باتوں سے پتہ چل سکا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انگریزوں اور افغانوں کے درمیان معاہدہ صلح کا ہو جانا بہت اغلب ہے۔

انگریزوں کے ساتھ صلح

اخبار [illegible] کی پنڈت کو معلوم ہوا ہے کہ

امیر کابل کی شرائط صلح

افغانستان نے انگریزوں کے سامنے عہدنامہ کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پیش کی ہیں:۔

(۱) گورنمنٹ ہند کے ذمے افغانستان کا جس قدر بقایا امدادی روپیہ ہے۔ ادا کر دیا جائے۔ نیز سابق امیر کے عہد میں انگریزوں نے جو روپیہ ادا نہیں کیا تھا۔ وہ بھی ادا کر دیا جائے۔

(۲) گورنمنٹ ہند ٹیکس کے بغیر اسلحہ اور گولہ بارود افغانستان کی طرف لے جانے دے۔

(۳) وزیرستان کو افغانستان کے حوالے کر دیا جائے۔

(۴) افغانستان کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ غزنی قندھار اور جلال آباد میں غیر ملکی سفیر رہیں۔ نیز اس حق کا احترام کیا جائے۔

ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہیں

لنڈن ۱۱ مئی۔ دارالعوام میں اعلان کیا گیا ہے کہ اسکے ممبروں کی تنخواہیں بڑھا دی گئیں۔ سگرٹان پر ۱۲ فیصدی ٹیکس لگایا جائیگا۔ اور ان کو لنڈن سے ان کے حلقہ تک مع بیوی کا سفری ٹکٹ دیا جائے گا۔

کردوں کے خلاف بہم

اتھنز ۱۱ مئی۔ ایک نیم سرکاری اطلاع سے ظاہر ہے کہ کردوں نے مصطفےٰ کمال پاشا کی ایک رجمنٹ پکڑ لی ہے۔ جو فوراً دین پاشا کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اسی وجہ سے مصطفےٰ کمال پاشا نے نشانہ پاشا اور نوری پاشا کو کردوں پر چڑھائی کے لئے بھیجا ہے۔ ادھر جبا کی فوج بھی اس میں مدد ہوگی +

البانیہ میں بولشویزم

اتھنز ۱۱ مئی۔ البانیہ کی تاروں سے ظاہر ہے کہ بالشویکی اور کمیونسٹ البانیہ میں ایسے خیالات کی اشاعت کر رہے ہیں۔

یورپ میں جنگ عظیم کا اندیشہ

لنڈن ۱۰ مئی۔ اسپلنیا کی حالت نازک ہے پولینڈ اور جرمنی کے درمیان ایک عظیم جنگ کے چھڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ ہزاروں مسلح جرمنوں کا اجتماع ہو رہا ہے +

قسطنطنیہ۔ دردانیال اور باسفورس کی غیر جانبداری

لنڈن ۱۱ مئی۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ دول متحدہ کے کمشنروں اُمرا البحر اور جرنیلوں کی ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں قرار پایا کہ قسطنطنیہ۔ باسفورس اور دردانیال کو یونانی اور ترکوں کی آویزش میں غیر جانبدار سمجھا جائے۔ چنانچہ یونانی۔ قسطنطنیہ کو اپنا فوجی مرکز نہ بنا سکیں گے

ان کی فوج آبنائے باسفورس کے خط سے تین میل پیچھے ہٹا دی جائیگی۔ ہندوستانی پلٹنوں کی تعداد

لنڈن ۱۰ مئی۔ ہاؤس میں مسٹر مانٹیگو نے ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندوستانی سپاہیوں کی پیادہ پلٹنوں کی تعداد اسی قدر رکھنے کی تجویز ہے۔ جس قدر کہ جنگ سے قبل تھی +

جرمنی میں صورت معاملات کی نزاکت

لنڈن ۱۰ مئی۔ عنقریب برلن میں ایک اہم سیاسی مسئلہ کا تصفیہ ہونے والا ہے۔ جس کا اثر یورپ کی سیاسی صورت حالات پر بہت گہرا اثر ڈالیگا۔ ہرسٹر سیمن میر سفیر پیرس کو مجلس مصالحت مرتب کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ اسنے عارضی تازہ ترین تجاویز کو رد کرنے پر فی ہوئی ہے +

نیروبی میں یورپین اور ہندوستانیوں کی بے نتیجہ کانفرنس

لنڈن ۱۰ مئی۔ نیروبی کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ حق انتخاب حق ملکیت اراضی اور قانون علیحدگی کے متعلق جملہ مضامین پر غور کرنے کے لئے زیر صدارت جنرل مارشل یورپین اور ہندوستانی نمائندوں کے درمیان جو کانفرنس منعقد ہوئی اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

ڈیوک کناٹ کا ہندوستانی دورہ

ہز رایل ہائنس ڈیوک کناٹ کے سابق شاندار دورہ ہند کے متعلق مشترک تصاویر انگلستان میں دکھائی جا رہی ہیں۔

عام ہڑتال کا اندیشہ

لنڈن ۱۰ مئی۔ شمالی انگلستان میں اضلاع کی میٹنگوں میں ریزولیوشن پاس کر کے کارکن حکام سے مطالبہ ہڑتال کیا ہے اس سے عیاں ہے کہ ملازمان ریل اور بار برداری کی انجمنیں ایک عام ہڑتال کی طرف جا رہی ہیں۔

یونان ٹرکی اور برطانیہ

لنڈن ۱۰ مئی۔ اخبار ڈیلی نیوز نے معتبر ذرائع کی بنا پر پیرس کی اس اطلاع کو غلط بتایا ہے کہ برطانیہ ایتھنز اور حکومت انگورا کے مابین مصالحت کرانے کی غرض سے ایک درمیانی شخص کی حیثیت سے کام کر رہا ہے +

(بابتمام مولوی شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مکان کمیٹی شائع ہوا)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا — اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (امام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ ص۱
اعلانات ص۲
مسیح موعود اور جماعت غیر مبایعین میں ص۳
حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری ص۴
مولوی ثناء اللہ کے منگھڑت محضر نامہ رسول اللہ ﷺ کا الٹی میٹم ص۵
مسٹر گاندھی کے نام کھلا خط ص۸
احمدی مستورات کی خدمت میں ایک ضروری اپیل ص۹
اشتہارات ص۹ خبریں ص۱۱-۱۲

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ:- مہر محمد خان

نمبر ۸۸ | مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء | مطابق ۱۵ رمضان ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

تعاملِ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اس قابل نہیں کہ حضور خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے اسلئے ۲ رمضی کو خطبہ جمعہ مولانا سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

رمضان المبارک اور گرمی کی شدت کی وجہ سے تعطیل موخر اور مدارس کے اوقات کم کر دیئے گئے۔ لوگوں میں نہایت سخت بیداری ہے فضل اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ روزہ دار کو روزہ رکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور خاندان مسیح موعود کی دوسری خواتین مسجد اقصیٰ میں تراویح پڑھنے کے لئے تشریف لاتی ہیں اور بھی بہت سی مستورات ہوتی ہیں ماسٹر عبدالرحمن صاحب کے درس قرآن کریم میں مستورات کافی تعداد میں حاضر ہوتی ہیں۔

اخبار احمدیہ

احمدی طلباء کو مشورہ اپنی جماعت کے ایسے نوجوان طلباء کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ جو آئندہ لیبی لائن مثلاً میڈیکل۔ انجینئرنگ۔ ایگریکلچر وغیرہ میں تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں کہ جس لائن میں وہ جانا چاہتے ہوں۔ اس کالج یا سکول کے پرنسپل کو مکتوب فوراً اپنی اپنی درخواستیں دربار گاہ متعلقہ میں بھیجدیں۔ اور اگر ہماری مدد درکار ہو۔ تو ہم کو فوراً لکھیں۔ ناظر امور عامہ قادیان کے ذریعہ سے بھیجدیں گے۔

حیدرآباد میں درس قرآن حسب دستور قدیم یکم رمضان سے ایک پارہ قرآن شریف کا درس و تفسیر کے ساتھ اخویم قاضی عبدالکریم صاحب بیکن انجمن میں حسب الحکم حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب سنایا کرتے ہیں۔

رات کو تراویح میں باد گیر کے حافظ غلام محمد صاحب دو پارہ سناتے ہیں۔

اس سال سکندرآباد چھاؤنی میں بھی بفضلہ تعالیٰ انجمن کی اخویم مکرم سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب و الدین ابراہیم بھائی صاحب تراویح کی باجماعت نماز کا انتظام ہو گیا ہے چنانچہ الہدیٰ بلڈنگس میں جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب ایک پارہ سنایا کرتے ہیں۔

خاکسار سید بشارت احمد۔ سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

درخواست دعا چونکہ خاکسار کی والدہ اور میرے خالو صاحب حکیم محمد بخش احمدی کامل پور میں سخت بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ انکی

لئے دعا کریں۔ مندرجہ ذیل ایک احمدی جماعت کے افراد ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دعائی جائے۔ خاکسار کرم الٰہی احمدی پوسٹ ماسٹر

سب برادران احمدیت سے التماس ہے کہ اس عاجز کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ راقم کے علم اور ایمان میں زیادتی کرے۔ اور زندہ مذہب کا سچا خادم بنائے۔ خاکسار محمد ابراہیم احمدی کنجاہی۔ سب پوسٹماسٹر کریام

میں برابر ایک ماہ سے مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوں۔ اور اولاد نرینہ کا بھی فاقہ ہوں۔ ان ہر دو امور کے لئے احباب میرے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام

بندہ خدا بخش احمدی۔ سوال ناظر جہلم

نماز جنازہ شیخ حاجی محمد حنیف صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ دون بتاریخ ۳ مارچ بقضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔

شیخ عبد الحمید احمدی۔ ڈیرہ دون

میرے برادر چوہدری فتح محمد صاحب بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم نہایت مخلص اور قابل رشک احمدی تھے۔ دار الامان اور الفضل سے خاص محبت تھی۔ جوش تبلیغ بہت تھا۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں اور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیوے۔

خاکسار نذیر احمد سکرٹری انجمن احمدیہ طالب بھنگوان

الفضل کی پہلی جلد دس روپے میں

الفضل کی پہلی جلد حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ کی ایڈیٹری میں نکلی تھی۔ اس پر التزام تھا۔ کہ ہر پرچے میں ایک صفحہ صداقت اسلام پر ہو۔ یعنی ایک ایک نئی نئی خوبی اسلام کی بیان کی جاتی۔ اسی طرح صداقت مسیح موعود پر ایک نئی دلیل پیش ہوتی۔ علاوہ بہت سے علمی اور تاریخی مضامین کے۔ صداقت اسلام و صداقت مسیح موعود کے متعلق بے نشان مضامین کی چوتھی جلد کم ہو گئی ہیں۔ آئندہ یہ جلد دس روپے میں دیجائیگی اور عنقریب پندرہ روپے قیمت ہو جائیگی جو اصحاب منگوانا چاہیں منگوالیں۔ منیجر الفضل

اعلان ضروری

بخدمت جلالۃ سکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان جماعتہائے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس سلسلہ کے تمام اخراجات اور کام چندہ پر چل رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ جماعت کمزور افراد کی دنیا میں بہت ہی چھوٹی جماعت ہے۔ اور نصب العین اس کے تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ اس لئے باوجود قلت اموال کے اس کے کام دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سب سے مقدم کام تبلیغ کا ہے۔ اور اگر وہی سب مراد یا فائدہ ہے۔ تو موجودہ تمام چندے سے بیسیوں گنا چندہ صرف اسی کام کے لئے درکار ہے۔

اموال کے معاملے میں بیحالی اور دقت ہے۔ اس ایک بڑی دقت یہ بھی آپڑی ہے۔ کہ بیرونی جماعتوں کے بہت سے لوگ بلا زاد راہ کے یہاں آجاتے ہیں۔ اور پھر یہاں جب تک رہتے ہیں۔ اصرف تک کپڑوں اور دیگر ضروریات کا۔ اور جب واپس جانے لگتے ہیں۔ تو زاد راہ کا مطالبہ خزانہ سے کرتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ پھر بعض لوگ یہاں بطور تبدیل آب و ہوا آجاتے ہیں۔ اور بغیر کسی مدرسہ کے قابل ہوتے ہیں۔ نہ مدرسہ احمدیہ کے کسی درجہ سے۔ تیسیر القرآن قاعدہ یسرنا القرآن پڑھنا چاہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے فلاں کتاب پڑھا دو۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے طب پڑھنی ہے۔ کوئی فقہ کے حصول کا مطالبہ کرتا ہے۔ غرض بہت سے آدمی مختلف قسم کے علوم کی تحصیل کیلئے یہاں آجاتے ہیں۔ اور انکی خواہش ان علوم کی ہوتی ہے۔ جن کے بعض اوقات وہ اہل نہیں ہوتے۔ یا ہمارے خیال میں وہ علم حاصل کرنا سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ باہم ان کے لئے کوئی بندوبست کر نہیں سکتے۔ بعض اوقات ایسے آدمی بیکار مہینوں اور برسوں پڑے رہتے ہیں۔ اور ان کا وقت بہت سا ضائع بھی ہوتا ہے

تو ناظم ان کا خرچ کو برداشت کرتا ہے۔ اپنے جماعت کے غرباء کے لئے ہم لوگوں کی خدمت میں التماس کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے ہاں کے نوجوانوں کو علم پڑھنے کی نیت سے یہاں نہ بھیجیں جب تک کہ وہ پہلے خود کسی بات کے لئے شخص کی یہاں رہنے کی بابت تعلیم نہ دیدیں۔ اسی طرح وہ ایک شخص کو جو یہاں بطور مہمان آنا چاہے یہ نہ لکھیں کہ اپنا زاد راہ یعنی کرایہ آمد و رفت اور کپڑے اور بستر وغیرہ ساتھ لے کر یہاں آجائے۔ ہو تو اگر ایسا نہ ہو گا۔ تو پھر وہ امر جو تبلیغ دین اور دیگر ضروری امور کے لئے اسباب جمع کئے ہیں۔ دوسرے غیر ضروری کاموں میں بھی خرچ ہونگے۔ اور اس کا نتیجہ ہر طرح نقصان دہ ہے۔ امید ہے کہ میرے کرم فرما دوست اس معاملہ کو معمولی نہ سمجھیں گے۔ اور آئندہ بلا قومی خزانہ پر بے تامل سب بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش میں ہاتھ بٹاتے رہینگے۔ والسلام

خاکسار ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

رمضان شریف میں اخبار

کوشش کی گئی تھی کہ رمضان المبارک میں بھی اخبار حسب معمول شائع ہوتا رہے۔ لیکن گرمی کی روز افزوں شدت جو روزہ دار کو سارا دن کام کرنے کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ اور برکات رمضان اور درس قرآن تلاوت قرآن۔ نماز پنجگانہ سے پورے طور پر مستفیض نہ ہو سکنے کی وجہ سے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ رمضان شریف کے بقیہ ایام میں اخبار ہفتہ میں ایک بار شائع ہو۔ جو کہ صفحہ کی بجائے ۱۲ صفحہ کا ہوگا۔

امید ہے کہ احباب ہماری اس معذوری کو قبول فرمائینگے۔ اور راقم رعایت فرمانے میں دریغ نہ کرینگے۔ کیونکہ الفضل نے کبھی کسی مجبوری کے بغیر چھٹی نہیں کی اور نہ آئندہ کریگا۔ رمضان کے بعد اخبار دوبارہ حسب معمول شائع ہوا کریگا۔ احباب مطمئن رہیں۔

الفضل

قادیان دارالامان ۲۴ مئی ۱۹۲۰ء

مسیح موعود کی بعثت انبیاء بنی اسرائیل میں

(بیکھ سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل آدم)

۲۴۔ امریکی کا بیان ہے کہ ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ میں ہمیشہ یہ حوالہ پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کے بارہ میں صاف الفاظ موجود ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاتھ میں ایک جواب ہے۔ پیش کریں گے۔ ہمارے پاس ہے انبیاء بنی اسرائیل آدم کا۔

اما قولہ میں ان سے کبھی کبھی

یہ حوالہ دیتا ہوں تو یہ بھی پڑھا نہیں

شیخ صاحب بچہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں جو لکھا ہے کہ یہ جس نبوت کا دعویٰ کرتا قرآن شریف سے روکتا منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ ہمیں کونسی نبوت مراد ہے۔ اور کس آیت میں ایسی نبوت کا دعویٰ منع لکھا ہے۔

حضرت! میں کیا چیز ہوں اور میری ہستی ہی کیا ہے جو میں اپنی طرف سے ایک کلمہ بھی اس اہم مسئلہ میں کہوں جس پر کفر و اسلام کا دارومدار ہے۔ میں حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں کہ حضور (۱) خاتم النبیین کے کیا معنے فرماتے ہیں (۲) کس قسم کی نبوت بند مانتے ہیں۔ اور (۳) کس قسم کی نبوت جاری۔ اور (۴) پھر جو نبوت جاری ہے اسکو پانے والے امت محمدیہ میں اب تک کتنے افراد ہوئے ہیں یا ایک بھی (۵) اس نبوت جاریہ کا درجہ بلحاظ حقیقت نبوت کیا ہے۔

امر اول خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں:۔

اصل اس آیت (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کا یہ ہوا کہ نبوت گو بالذات طور پر بند تھی اور ہر ایک قسم کی نبوت منقطع تھی مگر اس سے کوئی شخص براہ راست بھی مقام نبوت حاصل کر سکتا تھا لیکن اس طرح پر صحیح نہیں تھا کہ وہ نبوت چونکہ براہ راست محمدی سے کسب فیض کا نتیجہ ہوتی

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

امر دوم۔ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے باہر ہو اور براہ راست ملتی ہو۔ اور ایسی نبوت کا دروازہ کھلا ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے ملتی ہو۔ اور آپ کی مہر سے ممہور ہو۔ اور آپ کی روحانیت سے پرتو لیکر آپ کا نام روشن کرنے والی ہو۔ اور ایسی نبوت کا دروازہ اس لئے کھلا رکھا گیا کہ تا آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی پوری ہو کہ آپ کی امت میں تیس دجال کذاب ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اور ایسی نبوت کا دروازہ بند کیا گیا کہ تا آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی پوری ہو کہ آپ کی امت میں ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو حق پر ہوگا اور غالب رہے گا

[redacted]

[redacted] صلے اللہ علیہ وسلم اس دور کے [redacted] اس کی امت کا [redacted] ہے۔ (نعمیہ ابن حجر)

[redacted] ہوا۔ یہ ثابت ہوا۔ کہ جس نعم کی بنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بند ہو چکی ہے۔ وہ آج تک آنے والے مسیح موعود کے کسی اور کو بھی نہ دی یا صرف حضرت اقدس ہی اس سے مشرف ہوئے۔ اس کا جواب آپ ہی حضور ہی کے الفاظ میں سنئے :-

بیت اس نعمت سے نبی کا نام پانے کے لئے بند کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

دیکھئے حضور خود ہی فرماتے ہیں۔ دوسرے تمام لوگ (اولیاء۔ صلحاء۔ مجددین امت) اس نام کے مستحق نہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ کثرت وحی و کثرت امور غیبیہ سے مشرف نہیں۔

آپ لوگ کہا کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہا ناقص الربع تھے۔ اور دیگر اولیاء امت کثرت مکالمہ سے مشرف نہ تھے۔ جس کو یہ نبوت نہ دیگئی۔ اور مسیح موعود کو دیگئی۔ اس کا جواب حضرت اقدس نے خود ہی دیدیا ہے

"وہ سب میرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے۔ اور وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقعہ ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت۔ کے پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک نبی ہو گا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

دیکھئے حضور نے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ دیگر محدثین۔ مجددین و اولیاء امت نبی کہلانے کے مستحق ہی نہیں۔ اور اداروں کو [redacted] کی نبوت [redacted] صرف آنحضرت کا [redacted] اور دوسروں کو نہ دیگئی بلکہ حضرت مسیح موعود جماعت انبیاء میں داخل ہیں اور دوسرے صلحاء اس جماعت میں نہیں ہیں۔

پانچواں حوالہ۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جو نبوت ملی ہے۔ (۱) اجزاء صفوف اور ہم کے مماثل سابقین کی نبوت کے برابر ہے یا اس سے کچھ زیادہ کی۔ اور غالباً یہی وہ [redacted] جس پر مفتی صاحب مجدد اختلاف [redacted] میں عرض کرنا چاہوں۔

آپ حوالہ بالا حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو دیگر صلحاء امت سے الگ کر لیا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ میں اس جماعت (محدثین) سے بالاتر جماعت (انبیاء) میں شامل ہوں۔ وہ سب اس نام کے مستحق نہیں اور صرف میں اکیلا ہی اس نام (نبوت) کا مستحق ہوں اس بناء پر حضور نے متعدد مقامات پر اپنے آپ کو دیگر مجددین و اولیاء سے ممتاز کیا ہے۔ ورنہ جب وہ بھی امور تھے۔ اور کثرت مکالمہ سے مشرف۔ تو پھر ان کی جماعت سے الگ اپنے آپ کو کیوں دکھایا۔ دیکھئے حقیقۃ الوحی ص ۲۸۰

"اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا، جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی۔"

یہاں ہزارہا اولیاء کا الگ نام لیا۔ اور اس نام کا الگ وجود کا الگ۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اگر امتی نبی محدث ہوتے ہے۔ اور اس کی نبوت۔ دیگر انبیاء کی نبوت سے گھٹیا درجہ کی ہوتی ہے۔ تو پھر ایک وہ بھی کہکر الگ دکھانے کی کیا ضرورت؟ اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ امتی نبی۔ ایک ہی ہوا۔ اور اس کی نبوت کوئی کم درجہ کی نہیں۔ اور اسکے زمرہ محض اولیاء میں داخل نہیں کر دیتی۔ اب یہ اور حوالے پیش کرتا ہوں جن سے آپ پر کھل جائے گا کہ حضرت مسیح موعود

کی نبوت [redacted] [redacted] ہے [redacted] کی [redacted] ہے۔

(۱) آنحضرت [redacted] کا [redacted]

(۲) [redacted] کا [redacted]

[redacted] ہے۔ یہ [redacted] ہے۔

حضور فرماتے ہیں :-

"مجھ کو بھی یہ وحی ہوئی ہے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت نہ دی ہے کیونکہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو جزئی کو نبی پر ہو سکتی ہے"

(صفحہ ۷۵)

اس حوالہ سے واضح ہے کہ ایک غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے۔ مگر کلی فضیلت کبھی ہو سکتی ہے نہیں ہو سکتی۔ بھلا کیا حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ میں مسیح ناصری نبی اللہ پر کلی فضیلت کا دعویٰ فرماتے ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۴ پر فرماتے ہیں۔

"اول میں یہ الہام تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے بارے میں ظاہر ہوتا۔ تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا"

فقرہ "مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے" سے ظاہر ہے کہ پہلے حضور اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور مسیح پر جزئی فضیلت کے قائل بھی اسی وجہ سے تھے۔ مگر پھر اس عقیدہ پر قائم نہ رہے۔ یعنی جزئی نہیں کلی فضیلت کے قائل ہو گئے۔ جو الہامات کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ اپنی نبوت اور اس کی نبوت میں باعتبار نفس نبوت و حقوق نبوت کچھ فرق نہ سمجھنے لگے۔ اگر آپ کی نبوت وہبی نبوت نہ ہوتی۔ جو اگلے انبیاء میں تھی۔ تو کبھی یہ نہ فرماتے۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو

ہیں پہلے مسیح سے اپنی نام خان میں بہت فرق کر
ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۵ حقیقت نبوت)
کیونکہ آپ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک غیر نبی کو
دیگر انبیاء پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں
فرمایا۔ کہ مسیح ابن مریم کو نبی اور اپنے آپ کو نہ ماننے
کی وجہ سے میں جزوی فضیلت کا قائل تھا۔ مگر خدا کی
وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور اس
عقیدہ پر قائم نہ رہنے کی وجہ بھی امت نبی تھی کہ پہلے
حضور نبی کی ایک اور تعریف نہیں رکھتے جو
اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ اور نہ گفت و مکالمہ
مخاطبہ والی نبوت کو صحیح شیخ کی حد تک تسلیم کرتے
تھے۔ لیکن پھر کیا ہوا۔

"صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ مگر اس طرح
سے کہ آپ سے پہلے سے نبی اور ایک پہلو سے
امتی۔ (صفحہ ۱۶)

یہ حوالہ بھی بتا رہا ہے کہ امتی ہونا نبوت موہبہ
کے مرتبہ و حقوق کو کم نہیں کر دیتا۔ آپ لوگ کہا کرتے
ہیں۔ کہ حضور کو کم فہم قرار دیتے ہو۔ کہ انہیں خدا تو فرما
کہ تم نبی ہو۔ اور وہ کہیں میں نبی نہیں۔ پھر ان کو نبی کی
تعریف بھی معلوم نہیں تھی۔ سو اس کے متعلق میں عرض
کروں۔ حضور کے اردو الفاظ آپ کے سامنے ہیں
آپ پر سوال ہوتا ہے کہ پہلے آپ فرماتے تھے۔ مسیح ابن مریم
سے جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے
اب آپ فرماتے ہیں۔ مسیح موعود اس پہلے مسیح سے
اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ
ان دو عبارتوں میں تناقض ہے۔ تو اس کے جواب
میں حضرت مسیح موعود یہ نہیں فرماتے۔ کہ تناقض تو کوئی
نہیں۔ امت محمدیہ کے ایک فرد کو بنی اسرائیل کے
نبیوں پر بھی فضیلت جزئی ہو سکتی ہے۔ یا میرا پہلا قول
(کہ مسیح موعود سے پیشتر کے متعلق ہے (کیونکہ
تریاق القلوب مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں یہ فقرہ درج تھا۔
جبکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی تھا) اور نہ یہ جواب
دیا۔ کہ فضیلت کلی کا دعویٰ بہ اعتبار محدود و حکم ہونے
کے ہے (جو ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی آپ تھے) بلکہ صاف
فرما دیتے کہ:

"یہ کیوں بات ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں تناقض
کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اسباب کو تو جو کہ کہا ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

پھر ان دو فقروں میں تو تناقض کی کوئی صورت نہیں بلکہ
تناقض تو وہ ہے۔ اور اسکو تسلیم فرمایا۔ اب ہم کون ہیں
جو حضور سے زیادہ فہمیدہ مند اور عقلمند بنیں۔ پھر
کونسا تناقض نہیں۔ اور ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد
تو ہمیں نبوت کے متعلق ایک ہی مذہب تھا۔ ہر گز نہیں
پہلے حقیقت (کثرت مکالمہ مخاطبہ) کا نام صحت نبوت
رکھتے۔ پھر اس کا نام "نبوت" رکھنے لگے۔ پہلے آپ
اپنی محاربی و بروزی وظلی و امتی نبوت کے متعلق محدث
کے برابر قرار دیتے تھے۔ مگر بعد ازاں فرمایا کہ نہیں
میں جماعت محدثین (جو نبیوں سے قطعاً کلی فضیلت
نہیں رکھ سکتے) سے بالاتر ہوں۔ اور حقوق میں نبیوں
کے برابر اور باعتبار درجہ کئی نبیوں سے بڑھکر ہوں
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد تھا
(۲) مسیح بن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص
کر کے وہ پیرے پر رحمت اور عنایت کی گئی۔ جو اس پر
نہیں کی گئی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۲)

(۳) میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے
بہت بڑھ کر ہے۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے
میرے آئینہ میں اس کا چہرہ زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا
جو اسکے آئینہ میں ہوا تھا" (خط بنام ڈوئی)

(۴) خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری
زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار
دیا ہے"

غرض جو جو فضیلت کسی دوسرے کو ہو سکتی ہے حضور نے بیان
مسیح بن مریم اپنے اندر ثابت کی اور اپنے نفس کو پیش کر کے گئے
چنانچہ میں حوالے دے چکا۔

پس سیٹھ صاحب مجھے فرمائیں کہ ان الفاظ کی موجودگی
میں جو حضرت مسیح موعود کو بر استیاز امت من اللہ اور اپنا ہادی
و مقتدا مانتا ہوں۔ کس طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ:

۱۔ آپ (مسیح موعود) مدعی نبوت تھے (جو حضور نے خود
اپنے لئے یہ لفظ لکھا۔

"اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے
مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ
مطلب ہے۔ کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے
وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۶)

(۲) اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے
اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی
نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۳) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔
(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(ب) پھر میں کس طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کو جس قسم
کی نبوت ملی۔ وہ نبوت امت محمدیہ کے کسی اور فرد
کو بھی اس سے پیشتر مل چکی ہے۔ جبکہ وہ خود
فرماتے ہیں۔ کہ وہ سے لوگوں کو اس نعمت کو پورے
طور پر پانے سے روک دیا گیا اور یہ کہ دوسرے
تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(ج) پھر میں یہ کیونکر کہوں۔ کہ آپ کی نبوت
محدثین والی نبوت تھی۔ جب کہ آپ ایک
طرف تو یہ بتلاتے ہیں۔ کہ غیر نبی کو نبی پر
جزئی فضیلت ہو سکتی ہے۔ کلی فضیلت
نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری طرف یہ فرماتے
ہیں۔ کہ میں عیسیٰ بن مریم سے تمام شان میں
بڑھکر ہوں۔

میں امید کرتا ہوں۔ سیٹھ صاحب اور ان کے دیگر ہمخیال
اس پر غور فرمائینگے۔ اور حضرت مسیح موعود کے کلام یا
قرآن و حدیث سے مجھے دکھلائینگے۔ کہ ایک غیر نبی نبی
سے فضیلت کلی رکھ سکتا ہے۔

اکمل عفا اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۱۵ مئی ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر)

بچوں کے نام ایک شخص نے اپنے بچہ کا نام بگاڑ کر رکھنے کے متعلق ایک دفعہ پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ حافظ روشن علی صاحب نے مخاطب کر کے فرمایا۔ ناموں کے متعلق یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ بعض دفعہ بڑوں یا خاندان کو چھوڑ کر نام تجویز کرنے سے بچے ان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کا نام بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص تعلق ہوتا ہے۔

قادیان سے ہجرت کرنے والے ایک شخص کا خط پیش ہوا۔ جو دفتر نظارت امور عامہ میں بھیجنے کے بعد فریاد ہجرت کرنے سے پہلے یہ سوال حافظ روشن علی صاحب سے کیا۔ کہ یہاں گذارہ کی کیا صورت ہوگی۔ مدینہ میں جب ہجرت کر کے حضرت علی جاتے ہیں تو ضرورت پڑنے پر کھانا تک لانے سے ہچکچاتے ہیں مگر یہاں اگر بعض لوگ اگر وطن میں یہ کام کرتے ہیں۔ تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کہ ہم نہیں کر سکتے۔ فرمایا لوگوں میں اس قسم کی روح پیدا ہونے کی ضرورت ہے۔ کہ تکلیف اور سختی اور مصیبت کی زندگی اختیار کر سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارادہ حج پھر حج کا ذکر چلا۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تو پھر حج کروں۔ اور پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت خلیفہ اوّل کے وقت میں دیکھا۔ کہ میں حج کو گیا ہوا تھا۔ جب عرفات کے پاس پہنچا۔ تو سلام ہوا۔ کہ مجھے تو بیمار کرنا آتا ہے۔ لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا۔ کیا۔ اور کہا کہ ہم نہیں دیتے۔ میں نے کہا۔ لیکن یہ مسئلہ میں ہی ایک جگہ ہے۔ آپ کو خشکی پر دیکھا۔ اور پھر لوگوں سے پوچھا۔ کہ حج کس طرح کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ تو آسان کام ہے۔ ابن عباس کی لوہر سے چلے۔ کہ احرام باندھ لیتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے

باندھ کر لبیک پڑھتے ہوئے زیارت کرتے ہیں۔ پھر منیٰ سے متعلق ہے۔ اس کے بعد وہ مجھے راستہ میں ملے۔ کہ آپ کو بیمار دیکھ کر سلام کہا۔ میں نے کہا۔ کہ آپ نے تو کہا تھا۔ کہ بیمار کرنا آتا ہے۔ پھر یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ کہ یہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے

مولوی ثناء اللہ کے منگھڑت جھوٹ

(۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث کے مختلف نمبروں میں بعنوان "کذبات مرزا" ایک سلسلہ مضمون قائم کیا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی پے در پے کوشش کی ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں فلاں فلاں جھوٹ لکھا ہے۔ اگرچہ ان دعاوی سے ایک بھی صحیح نہیں۔ چنانچہ ان منگھڑت جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ جو کہ مولوی صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۴ مارچ ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۲ پر تحریر کیا ہے مان الفاظ میں ہے:۔

"جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں"

"صحیح بخاری کی دو حدیثیں جنمیں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاکسار وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئیگی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ شہادۃ القرآن"

اس قدر لکھنے کے بعد مولوی صاحب احمدیوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہیں:۔

"احمدی ممبرو۔ مسیح کے دعویدارو۔ اگر تم مرزا صاحب کی نسبت افترا کا لفظ منسوب ہونا غلط جانتے ہو۔ تو اس حدیث کا صحیح بخاری میں دکھاؤ ورنہ ایمان سے ساتھ اتفاق کرو"

ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ دعوائی قلم کسی سے کوئی غلطی ہوا دیکھا جائے۔ تو وہ بسبقت قلم کہلا جائیگا نہ کہ لکھنے والے کا جھوٹ۔ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عناد و بغض جا خاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں۔ میں مولوی صاحب اور ان کے رفقاء سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر واقعی ایسا سہو کسی مصنف یا مؤلف یا مضمون نگار کا جھوٹ ہی قرار دیا جائیگا۔ تو کیا وہ شخص جو جھوٹا اور کذاب کہلائیگا یا نہیں۔ جو اسی اخبار اہلحدیث کے صفحہ ۳ پر مسیح موعود کی کتاب کا غلط حوالہ دے کر یوں لکھتا ہے:۔

"ظاہر ہے کہ فتح سیبن کا وقت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گذر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے فتنہ سے احفظ اور اکبر اور اظہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ ۱۹۲۵ سیرۃ الابدال"

کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ مسیح موعود کی مذکورہ بالا تصنیف میں یہ حوالہ کہاں ہے۔ جسمیں عبارت مذکورہ بالا درج ہے۔

اسکے بعد ہم مولوی صاحب کو بتاتے ہیں کہ مسیح موعود کی وفات حضرت عیسیٰ کے متعلق بخاری کا حوالہ دینا محض سبقت قلم ہے۔ ورنہ مسیح موعود احادیث سے بخوبی واقف تھے کہ بخاری میں عیسیٰ کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہاں وفات کا ثبوت بھی ہم مسیح موعود کی تحریر سے دیتے ہیں۔ دیکھو ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۷۰

"اگر عیسیٰ کا آنا مسیح ابن مریم کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا۔ اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا۔ تو وہ بزرگ شیخ اور امام محدثیت کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو ضائع نہ کرتے"

اس سے ہر منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا شہادت القرآن میں یہ حدیث عیسیٰ کا حوالہ دینا آپ کا محض ایک سبقت قلم ہے۔ جو کہ ایک کثیر التصانیف زود نویس شخص سے سرزد ہونا بعید نہیں۔ لیکن ایک مولوی فاضل کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت و استعجاب ضرور ہے۔

اب یہ سوال کہ حوالہ غلط بھی ہے۔ مگر ہذا خلیفۃ اللہ المہدی کوئی حدیث موجود ہے کہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث موجود ہے جو الدر کے لئے دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۶ درد روایتے آمدہ کہ فرشتہ باشد بر سر دے۔ وندا کند ھذا خلیفۃ اللہ المہدی اسمعوہ واطیعوہ اخرجہ ابو نعیم۔

محمد بہاء الدین خان حیدرآباد دکن
دفتر السیف واشاعت قادیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی ملیم

مودی دین کرنیوالوں کو

(نمبر ۲)

(ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی طرف سے)

آجکل سود کا لین اور ضبیث معاملہ روز بروز ترقی پکڑتا جاتا ہے۔ پس جہاں ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اسلئے قائم کیا ہے۔ کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب باطلہ کی سرکوبی کرے۔ وہاں اس جماعت کے فرائض میں سے ایک بڑا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عملی نمونہ سے دکھادے کہ قرآن مجید کی عالمگیر تعلیم کبھی اور کسی زمانہ میں غلط نہیں ٹھہر سکتی۔ اور یہ بالکل جھوٹ ہے کہ اس زمانہ میں کاروبار اور لین دین اور تجارت اور زمینداری بغیر سود کے چل نہیں سکتیں۔ ۱۳۰۰ سال مسلمان دنیا میں حکومت اور تجارت اور زمینداری کے کام بڑے سے بڑے پیمانہ پر چلاتے رہے۔ اور بغیر سود کے چلاتے رہے اب بجائے اسلام کے کفر دنیا پر حاوی ہو گیا ہے اور وہ اس کوشش میں ہے۔ کہ اسلام کے سامنے کی کمزوری دکھا کر دنیا سے اسکو مٹا دے۔ مگر احمدی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس کفر کے مقابل اسی لئے کھڑا کیا ہے کہ اس کے جھوٹے دعووں کو پاش پاش کرے۔ اور اس کے ادعائی دلائل کو پارہ پارہ کر کے دکھائے۔ نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کیونکہ وہ جو ہم کو خدا کی طرف سے ہدایت کرنے آیا تھا۔ اس کا یہ خصوصی امتیاز تھا۔ کہ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ۔ یعنی دین کو زندہ کریگا۔ اور شریعت محمدی کو قائم کریگا۔ پس اس جماعت کا بھی یہی فرض منصبی ہے۔ کہ وہ اس کی اتباع میں دین کو زندہ کرے۔ اور شریعت کو قائم کرے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

آجکل سب سے زیادہ سودی لین دین کے مرتکب جو جماعت دیکھا گیا ہے یا تو زمیندار ہیں یا تاجر پیشہ لوگ۔ پس ہماری جماعت میں سے خصوصاً ان لوگوں کو بہت ہی نیک

اور اعلیٰ نمونہ ان معاملات میں دکھانا چاہیئے۔ کہ دشمن بھی ہماری نیکی سے متاثر ہو جائے۔ اور کہنا چاہیئے۔ کہ ہمارے مخالفین ہمارے عبادات اور ہماری روحانیات کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ انکی نظر سب سے پہلے ہمارے معاملات اور ہمارے اخلاق پر پڑتی ہے۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ اگر ہمارے مخالفین ہماری جماعت کے ایک فرد کے معاملات میں بھی سودی لین دین کا شائبہ پائینگے۔ تو ان کیلئے سلسلہ حقہ کی طرف آنے میں بڑی بھاری روک پیش آئیگی۔

گذشتہ نمبر میں میں نے کلام الٰہی سے یہ بات پیش کی تھی۔ کہ بموجب نص قرآن مجید سودی لین دین قطعاً حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اب اسکی صورت سود کو بالکل مٹا دینا چاہتا ہے۔ آج میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام پیش کرتا ہوں کہ آپ نے سود کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

(۱) صحیح مسلم میں ایک حدیث رسول ؐ کی حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ جو یہ کہ آپ نے سود کھانیوالے اور کھلانے والے اور کاتب اور شاہد سب پر لعنت کی۔ اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

(۲) صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر آیت قرآن مجید کی جو رسول ؐ پر نازل ہوئی وہ یہ تھی۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ..... وھم لا یظلمون۔ یعنی اے مومنو! اللہ سے ڈرو۔ اور باقی سود چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان لے۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے۔ تو خدا اور رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ .... الخ یہ آیت قرآن کے نزول کے وقت سب سے آخر تھی۔ گویا مسلمانوں کو وصیت کے طور پر رسول ؐ کے وصال کے قریب بنائی گئی تھی۔ اور موت کے وقت کی باتیں بہ نسبت پہلی باتوں کے انسان کے لئے زیادہ موثر ہونی چاہئیں خصوصاً جب اس شد و مد سے بیان کی جائیں جیسا کہ آیت کا مضمون ہے۔ سوچ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا مسلمانوں کے ذہن میں اس آخری آیت کی وہی قدر و منزلت ہے جو ہونی چاہیئے؟

(۳) اسی طرح صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے جسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود سود کھانے اور دوسرے کو سود کھلانے والے کو سزا دینے کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴) پھر حدیث صحیح بخاری میں ایک کشف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ جسمیں آپ فرماتے ہیں کہ میں عالم رویا میں مجھے ایک شخص ارض مقدسہ کی طرف لے گئے۔ پھر آگے فرماتے ہیں۔ کہ ایک جگہ ہم ایک نہر پر پہنچے جس میں بجائے پانی کے خون بہ رہا ہے۔ اور اسکے کنارے پر ایک مرد کھڑا ہے۔ جس کے آگے پتھر کے ڈھیر لگے ہیں۔ اور نہر کے اندر ایک دوسرا شخص ہے۔ جو باہر نکلتا ہے۔ اور جب وہ باہر نکلنا چاہتا ہے۔ تو باہر والا آدمی پتھر اسکے منہ پر اس طرح مارتا ہے۔ کہ اندر والا پھر اپنی جگہ واپس چلا جاتا ہے۔ آگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رفیق سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ تو جواب ملا کہ نہر میں جو شخص ہے۔ وہ سود خوار ہے۔ فقط۔ یہ کشف آپ ہو گا در اصل سود لینے والے شخص کی ماہیت پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ یعنی سود خوار در اصل سود نہیں۔ بلکہ اپنے ابنائے جنس کا خون نچوڑتا ہے۔ اور اپنے بنی نوع کا خون نچوڑنے والا کس قدر نفرت کے قابل ہے!!! اور یہی فعل اس کا آخرت میں اس عذاب کی صورت میں متمثل ہو جائیگا۔ اللھم احفظنا۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ میں عرض کرونگا کہ سود کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا فتویٰ ہے۔

دوستوں کو چاہیئے۔ کہ سودی قرض لین دین سے اجتناب کریں اور اس کے پاس تک نہ جائیں۔ کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرنا ہے۔

مسٹر گاندھی کے نام کھلا خط

الفضل کے پچھلے گذشتہ چند پرچوں میں آپ نے مسٹر گاندھی کے نام ایک کھلا خط پڑھا ہو گا۔ اب آپ کے سامنے اس کے متعلق کچھ لکھا جا رہا ہے۔ کہ وہ قدر کی نظر سے اہل ملک کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ پوزیشن نہ صرف ذہنی اور عقلی اکتساب سے ملی ہے بلکہ بڑی حد تک مسلمانوں کے آجکل کے لیڈر اور رہنما بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

ان حالات میں انجمن احمدیہ جماعت کے پریذیڈنٹ نے اپنے تبلیغی فرض کو محسوس کرتے ہوئے ایک کھلا خط مسٹر گاندھی کے نام ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء کے سیاسی کلکتہ میں شائع کرایا ہے جسمیں ان سے دریافت کیا گیا ہے کہ کیا فی الواقع آپکا الہام ہوتا ہے۔ اور ترک موالات کی تحریک آپنے اسی کے ماتحت جاری کی ہے۔

اگر مسٹر گاندھی نے ان سوالات کا جواب ہاں میں دیدیا تو بات کھل جائیگی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ انہیں وہ درجہ دیا جا رہا ہے جسکے وہ فی الحال نہیں ہیں۔

ہاں اگر مسٹر گاندھی ان سوالات کے جواب کی طرف متوجہ ہوں۔ تو لفظ "الہام" کا وہی مفہوم و مفاد سمجھیں جو اسلام میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اسلامی اصطلاح ہے۔

ذیل میں ہم مذکورہ بالا خط کا ترجمہ درج کرتے ہیں:۔

بخدمت مہاتما گاندھی صاحب!

جناب عالی! ہندوؤں اور عام پبلک کے متعلق آپکی اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے ایک نہایت ہی ضروری سوال درپیش ہے۔ اور میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اس ضروری مسئلہ کو بالکل صاف کیا جائے۔ اور اسکی نسبت آخری فیصلہ کر دیا جائے۔ کیونکہ اس سے ہم احمدی لوگوں کو کہ جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (خدا تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو) کے پیرو ہیں۔ فائدہ عظیم حاصل ہو گا۔

سوامی اے۔ ایم عبدالماجد صاحب بدایونی نے جلسہ دہلی

میں نے زور سے اعلان کیا۔ کہ خدا نے مہاتما گاندھی ہی کو ہمارے زمانے کے لئے مصلح یا مذکر بنا کر بھیجا ہے۔ (مذکر ایک ایسی اصطلاح ہے۔ جو قرآن مجید میں صرف حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کی گئی ہے)

پھر مسٹر عبید الحمید لکھنوی ایک ہندو اردو رسالہ "صبح امید" میں لکھتے فرماتے ہیں۔ کہ خدا کا یہ ایک مقررہ کردہ قانون ہے۔ کہ جب کوئی قوم گمراہ ہو جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ اپنے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو اپنے بندوں کے لئے بطور نجات دہندہ بھیج دیتا ہے۔

پھر لالہ لاجپت رائے نے اپنے لیکچر میں کہ جو انہوں نے بمبئی میں بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ء دیا۔ صاف طور پر علانیہ بیان کیا۔ کہ گاندھی جی خدا تعالےٰ کے اس الہام کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ کہ جو آپ کو ۱۹۱۹ء میں ہوا ہے۔

لہذا میں مہاتما گاندھی کی اعلیٰ ضمیر کو بڑے ادب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے مطلع کیا جائے۔

۱۔ کیا یہ حق بات ہے کہ مہاتما جی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کہ جو ہم سب کا خالق اور مالک ہے۔ کوئی الہام ہوا ہے؟

۲۔ کیا مہاتما جی کو خدا کی طرف سے براہ راست یہ وحی یہ حکم ملا ہے کہ وہ خدا کا مقرر کردہ مصلح الزمان ہیں اور کہ مسئلہ عدم تعاون کسی ایسی وحی الٰہی کے ماتحت اٹھایا گیا ہے؟

ہم احمدی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ریفارمر مناور انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں۔ مگر ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس قسم کے انبیاء اور ریفارمروں کے ضروری کام اللہ سلسلے اللہ تعالیٰ کی وحی اور منشاء کے ماتحت ہوتے ہیں۔ مہاتما جی کے پیرو ان کے اس قسم کے بیانات نے ہمیں سخت حیرت میں ڈال دیا ہے۔

پس میں مہاتما جی سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں مذکورہ بالا سوالات کا ایک صاف جواب دیں تاکہ ہم آپ کے اور آپکی تحریک کے متعلق کسی خاص نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

لطف الرحمٰن پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ۔ کلکتہ

احمدی مستورات کی خدمت میں اپیل

عموماً جماعت احمدی میں نور ہسپتال قادیان کے نام سے واقف ہوگی۔ صدر انجمن احمدیہ نے دو سال سے دارالعلوم کی پرفضا زمین میں جاری کیا ہے۔ اس ہسپتال سے روزانہ سینکڑوں مرد و زن فائدہ اٹھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۴ بستر ہسپتال میں ہیں جو علاج کرانے والے مریضوں کو کھانا بھی ملتا ہے اور ہر طرح ان کی آسائش کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس ہسپتال میں صدر کے بیٹھنے کے لئے تو وارڈ موجود ہیں۔ مگر ابھی تک زنانہ مریضوں کے قیام کیلئے کوئی وارڈ نہیں۔ جو کہ اس ہسپتال کی شہرت دن بدن زیادہ ہو رہی ہے۔ اور آنکھ اور دیگر ہر قسم کے آپریشنوں کی وجہ سے مریضوں کا زیادہ رجوع ہوتا ہے۔ اسلئے زنانہ مریضوں کی صورت میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ انکے لئے الگ وارڈ ہے اور نہ مردوں کے ساتھ ایک ہی وارڈ میں رکھی جا سکتی ہیں۔ اسلئے تجویز ہے۔ کہ ہسپتال کے اندر عورتوں کے بیٹھنے کے لئے ایک لمبا کمرہ وسیع برآمدہ و صحن کے بنایا جاوے۔ جس میں بارہ مریض ایک وقت میں بآرام رہ سکیں۔ اس پر میرے اندازہ میں کم سے کم چار ہزار روپیہ خرچ آویگا۔

اس خرچ کے مہیا کرنے کے لئے میں احمدی بہنوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور جسقدر امداد ان سے ہو سکے۔ وہ اس کام کے لئے دیں۔ خواہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ہر احمدی عورت اپنی طاقت کیموافق اس کام کے لئے چندہ دے تو جلدی ہی ایک معقول رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اور تب ہم سرکار کو کہہ سکتے ہیں کہ ہماری جماعت کی عورتوں نے اسقدر رقم مہیا کی ہے باقی رقم سرکار اپنے خزانہ سے دے۔ امید ہے کہ بقیہ رقم سرکار کی طرف سے مل جاویگی اور یہ مکان تعمیر ہو سکیگا۔ چونکہ یہ کام محض عورتوں کے آرام کیلئے ہے۔ اسلئے ہماری بہنوں کو اسطرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ امید ہے کہ جماعت کے سکرٹری صاحبان اپنی جماعت کی عورتوں میں اس امر کی تحریک کرینگے اور جو رقم وصول ہوگی وہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ارسال فرماویں گے اور محاسب صاحب کو لکھ دینگے۔ کہ یہ رقم نور ہسپتال کے زنانہ وارڈ کیلئے ہے۔ سکرٹری صاحبان کو چاہیئے کہ وہ صرف اس تحریک کے پڑھنے ہی چندہ وصول کرنے کے کام کو ختم نہ سمجھیں۔ بلکہ ہر ماہ اس فنڈ میں عورتوں سے کچھ نہ کچھ لیکر قادیان میں بالتصریح بھیجتے رہیں تاکہ چند ماہ میں ایک کافی رقم ہو کر تعمیر کا انتظام کیا جاوے۔ والسلام۔ خاکسار عصمت اللہ افسر نور ہسپتال قادیان

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر

تریاق چشم

قیمت فی تولہ پانچ روپیہ

بشارت (ماہ رمضان شریف تک قیمت پانچ روپیہ) بشارت

ہمارا مجربہ تیار کردہ تریاق چشم آنکھوں کو زائل کرتا۔ سُرخی کو آنکھ کے اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا۔ اور چہروں کے مسدوم مادہ کو خارج کر کے آنکھوں کو صاف اور صاف کر دیتا ہے۔ خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے آنکھیں دھوپ میں فاسد مادہ کی وجہ سے نہ کھلتی ہوں یا گرمی کی وجہ سے ابل گئی ہوں یا گل گئی ہوں یا کثرت سے پھنسیاں (گونہ ترکیاں) نکلتی ہوں یا گیڈ اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہو یا کنکروں کی وجہ سے آنکھوں میں زخم ہو گئے ہوں اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ یا دھند اور غبار (بوجہ کنکروں کے) چھایا رہتا ہو یا شب کوری ہو۔ تو تھوڑے دنوں کے استعمال سے خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور اگر پلکیں گر گئی ہوں تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہوں۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑھوں تک یکساں مفید اور بے ضرر ہے۔ کیونکہ نباتات سے مرکب ہے۔ کئی اصحاب (احمدی و غیر احمدی و دیگر مذاہب والوں) نے مشاہدہ کر کے اسے اکسیر پایا۔ بعض نو دیسی اور ڈاکٹری علاج کرا کر مایوس بھی ہو چکے تھے۔ اور وہ تریاق چشم کے استعمال سے بکل صحتیاب ہو گئے۔ ایک بعض نے تحریر فرمایا کہ اگر تریاق چشم کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کی بجائے سو روپیہ بھی ہو۔ تو بھی کم ہے۔ ان اصحاب کی فہرست اخبار الفضل و ریویو ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ میں شائع کر چکا ہوں۔ غرضکہ حفظ ماتقدم کے طور پر بھی تریاق چشم کا ہر گھر میں رکھنا نہایت ضروری ہے ہم نے مخلوق خدا کی ہمدردی کو مدنظر رکھ کر اور ماہ رمضان شریف میں ثواب حاصل کرنیکے لئے اخیر ماہ رمضان تک قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے بجائے تین روپیہ فی تولہ کر دی ہے تاکہ عوام الناس اس سے فائدہ اٹھائیں

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر:- خاکسار میر حامد بیگ احمدی موجد تریاق چشم

گڑھی شاہو۔ لاہور صاحب گڑھ ضلع گجرات پنجاب

ماہ رمضان میں خاص رعایت

(۸ ماہ رمضان - ماہ شوال تک)

آج کل کی نازک حالت پر لحاظ کرکے یہ عبارت ہر گز لکھنا نہیں
رعایت نہیں مگر بعض احباب کے تقاضا پر اس سال ذیل کی کتب کو
اخراجات میں مندرجہ ذیل رعایت کی جاتی ہے امید ہے کہ
دوست اور اردو پبلک جو بھی ہو جانے کے باعث اس اشتہار
ضرور ہی عرض بھی ہے کہ روپیہ سوا روپیہ کی کتاب خاص
منگانے ہوئے بذریعہ وی پی ہرگز نہ منگائیں کرکے
بھیجدیں - تاکہ بلا تاخیر ارسال کی جاسکے ۔

نام کتاب		رعایتی
احمدی قاعدہ شریف مترجم	ہدیہ	۲ آنہ
قرآن شریف مترجم بمع تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی		۱۲ روپے
حضرت خلیفہ اول مجلد	۱۲	۱۰ روپے

تصانیف حضرت مسیح موعود

ہر مکنون فارسی نظم	۱۲	۱۰ روپے
درثمین اردو مکمل محلیہ	۱۲	۹ روپے
بحر الفرقان	۱۰	۵ روپے
رہنمائے خاتون	۲	۱۶ آنہ
ملفوظات اتقد	۵	۱۲ روپے
آخری تکچر	۱	۸ آنہ
تصدیق النبی	۵	۱۲ روپے
لیکچر لاہور	۵	۱۲ روپے
جنگ مقدس	۸	۱۶ روپے
برکات احمدیہ	۱۲	۱۰ روپے
خطبہ عید الفطر	۱۰	۱ روپیہ

تصانیف حضرت خلیفہ ثانی

چشمہ توحید	۱۲	۱۰ روپے
دلائل حیات باری تعالیٰ	۱	۸ آنہ
وشناخت اسلام پر	۱۰	۹ روپے
تعلیم الاسلام پر لیکچر	۵	۴ روپے
مکلمہ موسیٰ	۵	۴ روپے

تبلیغی رسائل

ایک مسلمان کی تڑپ	۳۲۰	فی روپیہ ۲۰۰ عدد
نور اسلام	۴۰۰۰	۴۰۰ عدد
تبلیغی اخبار چٹھی	۱۲	۱۰۰۰ عدد
پیغام صلح سوالات	۸	۱۰ روپے
اختلاف مسیح الموعود	۴	۱۰ روپے
بیع فوٹو حضرت مسیح موعود	۱۲	۱۰ روپے
تصاویر دربار امام الزمان	۱۲	۸ روپے
صداقت اسلام پر ٹریکٹ ۴		فی روپیہ ۴۰ عدد

پنجابی کتب

انبوہ قاتل القرآن	۲۶	۵ روپے
طریق النجات	۱۴	۳ روپے
دعاؤں کا مجموعہ		
گلزار محمدی	۳	۱ روپیہ
پنج بیان اول	۲	۱ روپیہ
سدس در وفات مسیح	۱	۱ روپیہ
دعوت احمدی	۱	۱ روپیہ
تحفہ احمدی	۲	۱ روپیہ
شہادت سلونی عبد اللطیف	۵	۴ روپے

احمدیہ کتاب گھر قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی
مصدقہ سرمہ اور حضرت خلیفہ اول کا بنایا ہوا
سرمہ حمیرا اور سرمہ سلاجیت

اصلی سرمہ ایک بڑی چیز ہے جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے میں
نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک دفعہ سرمہ
سرمہ ابوک میں حمیرا پیش کیا تو اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا
کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے
حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور ریویو
آف ریلیجنز میں اسے شائع کر دیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں
نے فائدہ اٹھایا اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔
میں اس سرمہ اور سرمہ سلاجیت کو جو اس نسبت سے شہرت کرتا ہوں کہ
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ ہے۔ اور بحکم سرمہ
حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ ۱۱ اگست تک جس
مبتلا ہوں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر احتیاط کے طور پر ہدایات جشم
چاہتے ہوں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم نورالدین
نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ:-

"برائے ادرار چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھندلا پن چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ نیز سرمہ حمیرا قسم اول
باوجود خرچ زیادہ کے بجائے تین روپے کے دو بار روپے فی تولہ۔
اصل سرمہ سلاجیت فی تولہ ہے۔ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے
بہت مفید اور مقوی البصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے

ست سلاجیت

مسیح اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے مقوی
جمیع الاعضاء نافع کمر و عضلی طعام۔ قاطع بلغم و صفراء دافع
وباسیر و بلغم و قاتل کرم شکم سفت سنگ کردہ و شفا بسہل ابول
و سیلان منی و بہ ست و اور دفاصل و غیر ہا کیلئے بہت مفید ہے
بقدر وانہ تخم بیہی کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں بقیمت
قسم اول بحوالی تولہ

المشتہر

احمد نور تاجر و صاحبزادہ - قادیان گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

نئے گورنر دنگون۔ لوئر برما کے چیف کمشنر مسٹر آرتھر فرینک ٹریگیئر نے گورنر برما کا عہدہ سنبھال لیا۔

گولی شاٹ نوشی ناشتے سے قبل گزشتہ روز قریب ۱۲ بجے نوجوان ان لوگوں کا شراب کی دوکانوں کے سامنے پیچھا کرتا ہے جو شراب خریدنے کے بعد پی رہے ہوں۔ اس کا مقصد ان کی گرفتاری ہے۔ اس کا استدلال کرنا چاہتے ہیں۔

مہاراجہ کچھ کی روانگی بمبئی ۱۷ مئی۔ مہاراؤ کچھ اسپورٹس کنٹرول بورڈ کی شرکت کے لئے یورپ تشریف لے گئے ہیں۔

مہاراجہ گوالیار کی چوری کلکتہ ۱۷ مئی۔ مہاراجہ گوالیار کے بارکپور والے باغ قیام سے گزشتہ پنجشنبہ کو تقریباً سترہ ہزار روپیہ کے جواہر و نقدی کی چوری ہو گئی۔

گوردوارہ کمیٹی کے حق میں فیصلہ ننکانہ صاحب ۱۷ مئی۔ گوردوارہ جنم استھان کی زمین کے متعلق زیر دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری جو مقدمہ عرصہ سے چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ آج گوردوارہ کمیٹی کے حق میں ہو گیا ہے۔ اس زمین پر کمیٹی کا قبضہ بحال رکھا گیا ہے۔

مسٹر جسٹس چھاگلہ کو ڈاکٹریٹ مدراس ۱۷ مئی۔ مدراس یونیورسٹی کا کنووکیشن جس کا اجلاس تھوڑی دیر میں ہونے والا ہے۔ اس کی آخری نشست میں اس مطلب کا ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ سر فیضوبت حسن سپیکر کو اس کانووکیشن کا صدر منتخب کیا جائے۔ یہ قیاس ہے

ایک سرکاری اعلان سے ظاہر ہے کہ شری جملی ننکانہ آچاریہ شاردا پیٹھ کے جگت گورو شنکر آچاریہ نے اپنے وکیل کی معرفت سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دی ہے کہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ایک شخص امرتسر اور دیگر مقامات میں شری جگت گورو شنکر آچاریہ شاردا پیٹھ کے نام سے تقریریں کر رہا۔ اور اصل شنکر آچاریہ کی شہرت کو گزشتہ اور پیدا کرنے کی نظر سے کام کر

کرتا ہے۔ یہ شخص ایک جعلی گرو ہے۔ کہ جسے شنکر آچاریہ کا لقب اختیار کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

ترچناپلی کے جیل سے قیدیوں کا فرار مدراس ۱۷ مئی۔ اخبار ہندو کا نامہ نگار ترچناپلی رقمطراز ہے کہ ۱۴ مئی کو ترچناپلی کے سنٹرل جیل سے ۹ قیدی فرار ہو گئے۔

پنجاب کی پریس کانفرنس کا سیکرٹریٹ خانصاحب سید عبدالعزیز جائنٹ سیکرٹری پبلسٹی کمیٹی پنجاب سول سیکرٹریٹ کی پریس برانچ کے سپرنٹنڈنٹ ہوئے ہیں۔

کولمبو میں بارش کولمبو ۱۷ مئی۔ کولمبو میں گذشتہ ہفتہ سے بارش کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔ مگر ابھی تک مسلسل موسمی بارشیں شروع نہیں ہوئیں۔ بلگام کے سوا سب جگہ درجہ حرارت ترقی پر ہے۔

وائسرائے سے حضور وائسرائے شملہ ۱۸ مئی۔ حضور وائسرائے نے کل صبح مسٹر گاندھی کو **لیڈروں کی ملاقات** آج صبح لالہ لاجپت رائے کو اور کل سپریمنڈت مدن موہن مالویہ کو شرف ملاقات بخشا۔

وزیروں کی سرکوبی پشاور۔ ۱۶ مئی۔ جن وزیرانی نے ہماری چوکیوں پر حملہ کیا تھا۔ ان کے خلاف تعزیری کارروائی شروع کر دی گئی ہے ان کے کئی آدمی سرغنہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ ایک شخص گل نامی جو بھاگنے کی کوشش میں تھا۔ گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

لاہور چھاؤنی میں آتشزدگی لاہور ۱۸ مئی۔ سہ شنبہ کی شب کو سپلائی ڈپو (بی) گودام میں آگ لگ گئی۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ روپیہ کا کیا جاتا ہے۔ تقریباً ایک لاکھ روپے کے سگرٹ اور چائے کے ڈبے جل کر راکھ ہو گئے۔

بمبئی میں پراسرار ڈاکوؤں کی گرفتاری (بمبئی ۱۷ مئی) بمبئی کے تھرڈ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے روبرو بہت سے ڈاکہ کے مقدمات پیش ہیں جنمیں قریباً چالیس آدمیوں کے خلاف اور اس کے علاوہ اضلاع میں پچاس سے زیادہ ڈاکے ڈالنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ گروہ احاطہ مدراس سے آیا تھا۔ اور اس کا تعلق ایک بے باک مجرم قوم سے ہے۔ ان کی عورتیں چرائے ہوئے سونے کے زیورات کو پراسرار طور پر ہضم کرنے کا ڈھنگ جانتی ہیں۔

مسٹر باورنگ کا "اکالی" کے خلاف مقدمہ مسٹر باورنگ سپرنٹنڈنٹ آئی۔ ڈی۔ پنجاب نے ایڈیٹر پبلشر اور کمیٹی گورکھی اخبار "اکالی" کے خلاف ۱۰ ہزار روپیہ کی ہرجانہ کی نالش کی ہے۔ گزشتہ اخبار مذکور میں تحقیقات ننکانہ کے متعلق ان کے خلاف الزامات لگائے گئے تھے۔

بمبئی میں طوفان شملہ ۱۸ مئی۔ بمبئی کے نواح میں طوفان کی وجہ سے تاروں کا سلسلہ بالکل درہم برہم ہو گیا ہے۔ اس موقعہ پر ہر سال یہ طوفان آیا کرتا ہے۔ لیکن چند گھنٹے سے زیادہ دیر تک نہیں رہتا۔ امسال یہ طوفان ..... دو تین دن جاری رہا ہے۔

بمبئی میں پانی کی قلت بمبئی ۱۷ مئی۔ شہر میں پانی کی بہت کمی ہے۔ یہانتک کہ گورنر بمبئی نے گورنمنٹ ہوس میں پانی کا استعمال کم کر دیا ہے۔

قانون انکم ٹیکس کی اصلاح معلوم ہوتا ہے کہ انکم ٹیکس ایکٹ کی ترمیم و اصلاح کے سوال پر غور کرنے کے لئے حکومت پنجاب عنقریب ایک کمیٹی مقرر کریگی۔

سرحدی ڈاکو کی ہلاکت پشاور ۱۶ مئی۔ مشہور ڈاکو خلیل ڈاکو مسمی زیری کل گولی سے مارا گیا ہے۔

گوجرانوالہ میں آتشزدگی گوجرانوالہ ۱۸ مئی۔ سیالکوٹی دروازہ کے قریب ہوٹل میں آگ لگ گئی۔ لاہور سے انجن پہنچا۔ دس گانٹھیں جل گئیں۔ ۲۰ ہزار کا نقصان ہوا ہے۔ ایک شخص کے ۱۵ ہزار روپے کے نوٹ جل گئے۔

ممالک غیر کی خبریں

فرلینڈ میں قومی لیڈروں کو پھڑانے کی کوشش

لندن ۱۳ مئی۔ آئرلینڈ میں باغی ریپبلکن آرمی کے سپاہیوں کی ایک ٹولی سے پولیس کا مقابلہ ہوا۔ جس میں ایک سپاہی مارا گیا۔ اور ایک زخمی ہوا۔

اسکے بعد سن فینر ادنٹ جائے کے جیل خانے کے لئے جا پہنچے۔ اور سن فینر برطانی افسروں کی وردی پہنے ہوئے موٹر سے اترے۔ اور اسٹاد دکھانے پر جیل خانے کے اندر داخل کئے گئے۔ سن فینروں نے سپرنٹنڈنٹ گرفتھ کو جو سن فینروں کا پریذیڈنٹ ہے۔ اور ۲۰ دوسرے سیاسی سن فینروں کو جو قیدیوں سے نکالا۔ سگرٹ دروازے پر انہیں چھوڑ جانے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد سن فینر لیوں کی بوچھاڑ میں دو موٹر کاروں میں سوار ہو گئے۔ اور بچ کر نکل گئے۔

جرمنی نے اتحادی شرائط صلح منظور کر لیں

لندن ۱۱ مئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم برن بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ ڈاکٹر ورتھ اتحادی شرائط کے متعلق نہایت سنجیدگی سے تقریر کرتے رہے اور آخر میں کہا کہ جرمنی کے لئے اتحادی خواہشات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

ڈاکٹر ورتھ نے دوران تقریر میں کہا کہ اگر وہ اتحادیوں کی مجوزہ شرائط کو مسترد کر دیں۔ تو اتحادی فوراً ہی برسر قبضہ کر لینگے۔ جس سے ہماری صنعت و حرفت کا یک قلم خاتمہ ہو جائیگا۔ اور نہ صرف ہماری ہستی بلکہ آزادی خطرہ میں پڑ جائیگی۔

عقل اسی طرف رہبری کرتی ہے کہ اتحادیوں کی شرائط کو بجبر استطاعت قبول کر لیا جائے۔

پارلیمنٹ آئرلینڈ کے انتخاب میں سن فینروں کی کامیابی

لندن ۱۲ مئی۔ پارلیمنٹ آئرلینڈ کے انتخابات جو گذشتہ جمعرات کو ہوئے تھے۔ ان میں سن فینر بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ قوم پرست کو اپنا کوئی قائم مقام نامزد نہیں کر سکے۔ قوم پرست کوئی امید نظر نہیں آتی۔

ہندوستان کروڑوں پونڈ کا مقروض ہے

لندن ۱۳ مئی۔ ایک سفید کاغذ منظر عام پر آیا ہے۔ کہ انگلستان ہندوستان کے لئے جو قرضہ لیا جا رہا ہے۔ اسی مارچ تک اس کی مقدار ۸۹۶۸۰۰۰۰ پونڈ تھی۔ حالانکہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو اس قرضہ کی مقدار ۱۷۰۹۸۱۰۹۳ پونڈ تھی۔

نئی ترکی جمعیت

قسطنطنیہ ۱۳ مئی۔ بالحاظ اس امر کے کہ اکادی آئندہ کیا فیصلہ کریں۔ لفٹننٹ جنرل سر ہیرنگٹن برطانی کمانڈر کے تحت ترکی چنداقر کی دو کمپنیاں اور ترکی رسالہ کا ایک دستہ ترتیب دیا گیا ہے۔ تاکہ قسطنطنیہ اور اسمد کے درمیانی علاقہ میں لیٹرول کی سرکوبی کی جائے۔

سن فینر لندن میں

لندن ۱۵ مئی۔ لنڈن میں سن فینر بلوے کثرت سے نظر آتے ہیں۔ لورپول۔ بیڈسی اور ولوچ میں بھی اسی قسم کی بدامنی ہو رہی ہے۔ پانچ اشخاص گولی سے مار کر ہلاک کر دئے گئے۔ ایک زخمی کے جانبر ہونے کی امید منقطع ہو گئی ہے۔

ٹرکی اور جاپان

قسطنطنیہ ۱۵ مئی۔ ریجنٹ سلطان المعظم نے کونٹ ہوشیدا کشنرا علیحضرت جاپان کو شرف ملاقات بخشا۔ اور اس طرح ٹرکی اور جاپان کے درمیان سیاسی تعلقات کی بنیاد رکھی گئی۔

پاکریسیج کا استعفاء

پاکریسیج کے استعفیٰ کی تصدیق ہو گئی ہے جنرل فیوری حکومت انگورا کے وزیر خارجہ کی جگہ عارضی طور پر کام کرینگے۔

عہدنامہ ہند و افغانستان

لندن ۱۳ مئی۔ عہدنامہ ہند و افغانستان کے متعلق حالات امید افزا ہیں گورنمنٹ ہند کو گورنمنٹ انگلستان نے اس عہدنامہ کو انجام دینے کے لئے کامل اختیارات دیدئے ہیں۔

لارڈ ولنگٹن کا مشورہ

لندن ۱۴ مئی۔ ہندوستانی نمائش اور عورتی نمائش منعقدہ ویمبلے میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ ولنگٹن نے کہا کہ انگریز کو ہندوستانیوں سے بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں مشترک مقصد پانے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

ٹیلیفون کے متعلق اہم تجربات

لندن ۱۴ مئی۔ ٹیلیفون کے جو تجربات حال ہی میں ہوئے ہیں۔ ان سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہونے کی امید کی جا رہی ہے۔ ۱۸ مئی کے سوا ۷ بجے اور زندہ روٹ کے نامہ نگاروں ٹیلیفون کے ذریعہ کو لاگی اسٹیشن سے چیان کر کے ایک گھنٹہ متواتر اطمینان کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ اس اثنار میں آواز نہایت صاف سنائی دیتی رہی۔ ملان میں سے اول الذکر مقام انگلستان کے ساحل پر اور موخر الذکر البینڈ کے ساحل پر واقع ہے۔

ایک ہفتہ میں چھ سو طلاق

لندن۔ گذشتہ ہفتہ میں ۶۰۰ مقدمات طلاق دائر ہوئے جو سب سے زیادہ ہیں۔ ۱۵ اپریل کے بعد ۱۹۲۵ میں سے ۱۲۶۱ طلاق منظور کئے گئے ہیں۔

عراق عرب کی افواج میں تخفیف

لندن ۱۶ مئی۔ سر ونسٹن چرچل نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ یکم مئی کو عراق عرب میں تخمیناً ۱۲۰۰۰ برطانوی افواج تھیں۔ اس یکم جنوری کے بعد ۵۲۰۰ کی تخفیف کی گئی ہے۔ مزید تخفیف عنقریب کی جائیگی۔

ولایت میں ہندوستانی طلباء

لندن ۱۲ مئی۔ مسٹر ایف لیگ نے ولایت میں ہندوستانی طلباء کی خبر گیری کے لئے کمیٹی کا تقرر حاصل کر لیا ہے۔ ہندوستانی طلباء کے تمام مسائل کا امتحان کرنے اور یونیورسٹیوں میں انکو داخلہ کے متعلق جملہ سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔

دنیا کا امن خطرہ میں

مسٹر لائڈ جارج نے اپنی ایک تقریر میں لیبر لیڈروں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر لیبر لیڈر کے ہاتھوں کے ساتھ ہاتھ ملانے سے کام

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

اب گیارھویں غزل سے میں پہلا شعر

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔ ایڈیٹر احمدیہ
قادیان آریوں کی نظر میں
آریوں میں بیوہ کا بیاہ
سلسلہ احمدیہ پر ۱۰
سالانہ جلسہ کیلئے
مسئلہ وفات مسیح کا
ڈاکٹر سید محمد حسین کا
حدیث کا دوازعہ
اشتہارات

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

رسوا

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

ہفتہ وار پرچہ ۔ ۔ ۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف تو مخالفین کو ایک عارضی خوشی کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہمارے احباب اکثر ٹھوکر کھاتے ہیں کہ مقدمہ ہار جاتے ہیں۔

پس تمام احباب اپنا کوٹ کرلیں۔ کہ نہیں لڑنے کے وہ مقدمہ جو غیر سے متعلق کوئی معاہدہ کریں۔ ضروری ہے کہ ہم سے دریافت کرلیا کریں۔ کہ علماء سے پوچھے جاسکتے ہیں یا نہیں۔ ناظر تالیف واشاعت۔ قادیان

دفتر ڈاک کا اعلان جملہ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ محکمہ ڈاک نے قانون پاس کردیا ہے۔ کہ جس لفافہ کا وزن چھ ماشے سے زیادہ ہو اسکو بیرنگ کردیا جائے۔ خواہ اسپر ایک پیسے کے ٹکٹ ہی کیوں نہ لگے ہوں۔ چونکہ اکثر احباب کو اس قانون کا علم نہیں۔ اور لاعلمی کی وجہ سے بہت سے لفافے بیرنگ ہو کر آتے ہیں۔ اسلئے آئندہ احباب محتاط رہیں یا تو اوپر کے ٹکٹ لگے ہوئے ہوں یا لفافہ کا وزن چھ ماشے سے بڑھنے نہ دیا جائے۔ ورنہ لفافہ بیرنگ لگا دیا جائے گا

افسر ڈاک حضرت اقدس

نماز جنازہ خاکسار کی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار تھی۔ کل بیمار رہ کر صبح ۷ بجے ۲۴ گھنٹہ کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

دعا ہمارے ایک بھائی۔ ڈبلیو۔ ایم۔ طہ جو کہ سیلون انجمن کے اول درجہ کے سرپرست ہیں۔ پانچ چھ ماہ سے انکے پھیپھڑے میں کمی واقع ہو جانے کی وجہ سے ان کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

کے۔ ایم رحمن۔ قالب ظلم سیلونی۔ قادیان

بندہ ایک سال سے بیماری سوزش میں مبتلا ہے احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

خاکسار عبداللہ احمدی کوڑالی۔ ملابار

میری ہمشیرہ اور سب سے چھوٹا لڑکا محمود اعظم اور برادرم ابو محمد صفی صاحب بیمار ہیں۔ ناظرین ان کی صحت کے واسطے خلوص دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد عبداللہ احمدی وکالتی منشی محکمہ ہیرسگودہ

احباب عاجز کی والدہ و بھائی کی صحت کے لئے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا فرمائیں۔

حکیم سراج الدین احمدی۔ پنشنر کارخانہ انجن عالم محکمہ شاہدرہ

خاکسار کی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار تھی۔ کل بیمار رہ کر صبح ۷ بجے ۲۴ گھنٹہ کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

دارالامان میں ماہ رمضان

آؤ پیارے دوستو! دارالامان میں
ماہ صیام خوب کٹے قادیان میں
ذوق ہے تلاوت قرآں بذوق شوق
ہے تذکرہ حدیث کا پیر و جوان میں
درس حدیث دیتے ہیں قاضی امیر حسین
ہیں باخدا بزرگ ہمارے زمان میں
کیا رونقیں ہیں مسجد اقصیٰ میں آجکل
اک نور ہے صفا [illegible]
مینار پر اذاں کی صدائیں ہیں پانچ وقت
تکبیر ذوالجلال ہے ہر اک کان میں
دیتے ہیں درس ظہر کو روشن علی سے مرد
اک حافظ علیم ہیں دور روان میں

عالم بیا باعمل فرودہ حافظ بھی ہیں اجمل
روشن ہے ان کا نام سب ہندوستان میں
باترجمہ سنائے ہیں سیپارہ ایک روز
[illegible]
[illegible]
کہتے ہیں کیا معارف آیات کے دلنشیں
گویا نزول تازہ ہے یہاں ان آن میں
[illegible]
ہوتا ہے ان سے فیض [illegible]
[illegible]
یا احمدؐ و محمودؐ [illegible] ابد
تازہ ہے یہ بہار تیرے گلستان میں
[illegible] سرور دل
ہے تیرا وجود اسی بوستان میں
فراک کا ایک پارہ سنائے ہر شب کیوں نہ
شیرینی محمدؐ کی سنی ہے جسکی زبان میں
ہو گا ابھی یہ عمر میں دس سال کے قریب
ہر وصف [illegible]

ناصر تمہارا حافظ و ناصر خدا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں جو ایسے لوگ پیدا ہوئے جن سے خدا تعالیٰ کلام کرتا تھا وہ محدث تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی بھی ہوا۔ جو امتی ہو کر نبی تھا۔ وہ نبیوں میں جا کر ان کی صف میں کھڑا ہو گا۔ اور بعض سے اپنی شان میں بڑھ کر بھی ہو گا۔ مگر پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہی ہو گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کالج کا ایک لڑکا چھوٹے مدارس کا خواہ کتنا مقرر ہو جائے۔ لیکن جب کالج میں آئے گا۔ بحیثیت ایک طالبعلم کے ہی ہو گا ؛

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ زبان ہے۔ کہ آپ کی شاگردی میں ایک انسان وہ درجہ حاصل کر سکتا ہے کہ بعض دوسرے انبیاء سے بڑھ سکتا ہے۔ اس کی مثال چاند کی ہے۔ جس کے سامنے ستارے ماند ہو جاتے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج کی ہے کہ آپ کے سامنے چاند بھی ماند ہے ؛

رسول کریم صلعم

پس ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی ہو سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے بتایا گیا کہ آخری زمانہ میں تم میں ایک نبی آئیگا۔ اور ہر قوم نے اس کا الگ الگ نام رکھا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے۔ جس کے مختلف قوموں اور مذہبوں نے مختلف نام رکھے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ سب قوموں میں جو زمانہ موعود نبی کے آنے کا بتایا گیا ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ پھر جو آثار بتائے گئے ہیں۔ وہ بھی قریباً ملتے جلتے ہیں۔ اور یہ آثار اس زمانہ میں پورے ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ممکن نہیں کہ سینکڑوں سال کی خبریں جو پوری ہو رہی ہیں۔ اور جو خدا کے سچے اور پیارے بندوں نے دی ہیں۔ ان کے مطابق آنیوالے ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ فلاں زمانہ میں مسیح آئے گا۔ اور یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اس زمانہ میں کرشن آئے گا۔ یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اسی زمانہ میں زرتشت آئیگا اور یہ سب علیحدہ علیحدہ وجود ہوں۔ جو آکر ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں۔ بات یہی ہے۔ کہ مختلف زبانوں میں یہ مختلف نام ہیں۔ اور آدمی ایک ہی ہے۔ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے کمال کے جامع تھے اسلئے آپ کے بروز میں بھی سب کمال پائے جائینگے اسی وجہ سے اس کی آمد کے متعلق سب نبی یہی کہتے رہے کہ میں ہی آؤں گا۔ گویا میرے کمال اس آنیوالے میں ہونگے۔ یہ سب کمال مسیح موعود میں پائے گئے۔ چنانچہ آپنے دعویٰ کیا کہ میں مہدی ہوں۔ میں مسیح ہوں۔ میں کرشن ہوں میں زرتشت ہوں۔ پس ہمارا ایمان اور یقین یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود تمام کمالات کے جامع تھے اسلئے کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عکس تھے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جیسا انسان خود ہو۔ ویسا ہی اس کا عکس بھی ہو گا۔ اب جو انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہو گا۔ اسمیں وہ خوبیاں ہونگی۔ جو رسول کریم میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن اگر اسمیں کوئی خوبی نہ پائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ گویا رسول کریم میں ہی وہ خوبی نہیں۔ دیکھئے اگر کوئی شخص شیشے کے سامنے کھڑا ہو۔ اور شیشے میں جو اس کا عکس پڑ رہا ہو اسمیں ناک

مسیح موعود کے مختلف نام

بات دراصل یہ ہے کہ وہ سب قومیں جنمیں نبی آئے۔ ان کو

نظر نہ آئے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ اس شخص کے چہرہ پر ناک نہیں ہے۔ تو ہمارا یقین ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عکس ہیں۔ اور ان میں وہ خوبیاں بتوسط رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہیں۔ جو آپ میں ہیں ؛

احمدیت میں داخل ہونیوالے کے فرض

یا اعتقادیں۔ جن کو معلوم کرنے کے بعد بیعت کرنی چاہیئے۔ اور جب کوئی ان اعتقادات کو معلوم کر کے بیعت کرتا ہے۔ تو پھر اس کا فرض ہے۔ کہ ان ذمہ واریوں کو بھی اُٹھائے۔ جو بیعت کرنے کی وجہ سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ جو شخص فوج میں بھرتی ہو گا۔ اس کا فرض ہو گا کہ لڑائی کے لئے جہاں اسے جانا پڑے۔ جائے۔ اسی طرح جو شخص جماعت کے سلسلہ میں داخل ہونیوالے کا بھی فرض ہے۔ کہ جس طرح صحابہ کرام نے دین کے لئے اپنا مال اپنا وقت اپنا وطن اپنے رشتہ دار حتیٰ کہ اپنی جان بھی قربان کر دی تھی۔ وہ بھی اس کے لئے تیار رہے۔ اور ایسا نمونہ بنکر دکھلائے۔ کہ دنیا دیکھے۔ اور معلوم کرے۔ کہ اسمیں کوئی ایسی چیز ہے۔ جو ہم میں نہیں ہے۔ پھر ایسے سلسلہ میں داخل ہونیوالوں پر ابتلا بھی آتے ہیں۔ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ تکالیف بھی پہنچتی ہیں۔ ان کو برداشت کرنا چاہیئے ؛

دشمنوں کے شبہات

پھر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ دشمن اور غیر لوگ طرح طرح کے اتہام لگایا کرتے ہیں۔ اور کئی رنگ گمراہ کرنے کے اختیار کرتے ہیں۔ اگر انسان بغیر تحقیقات کے اور بغیر دشمنوں کے اتہاموں سے واقف ہونے کے داخل ہو۔ تو جب اس قسم کی باتیں سنے گا۔ تو اسے ٹھوکر لگیگی۔ کہ یہ کیا ہو گیا ؛

ہر قوم میں نبی

مثلاً ایک ناواقف آدمی جب یہ سنے کہ حضرت مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو کہیگا وہ تو ہندو تھا۔ ایک سلسلہ بھوکھڑ ہو گیا۔ مگر جب اُسے یہ معلوم ہو گا کہ ہمارا ہے کہ جس طرح اور قوموں میں نبی آتے رہے ہیں اسی طرح ہندوستان کے لوگوں میں بھی نبی آئے

نبی کہ حضرت عیسیٰ تھے۔ اور قرآن شریف میں ہے کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی اصلاح آیت پر ایمان رکھنے والا نہ ہوا ہو گا۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں حضرت مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو غلط اور جھوٹ ہے۔ اگر یہ دعویٰ کیا تو جھوٹے ہوتے۔ کیونکہ ہمارے کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب انبیاء کے کمال تھے۔ اسلئے آپ کے زمانہ میں حضرت کرشن کے کمال بھی ہونے چاہئیں۔

میسیح موعود اور مہدی ایک ہی ہے

پھر سلطان القلم حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود کو دو علیحدہ علیحدہ وجود قرار دیتے ہیں۔ مگر دراصل بات ایسی ہی ہے۔ جیسا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلکم منکم کہہ کر اپنا نام تم میں سے ہی ہو گا۔ بتایا ہے اور یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی نام ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں

پھر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں ہیں۔ ان کے متعلق مخالفین شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اگر پوری تحقیقات کر کے انسان اس سلسلہ میں داخل نہ ہو۔ تو ٹھوکر لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن جب پہلے ہی پوری تحقیقات کر لے۔ تو پھر خواہ کتنے شبہات پیدا کئے جائیں۔ پھر ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ مثلاً جب کوئی شخص سورج کو دیکھ لے۔ تو جب کسی وقت اندھیرا ہو جانے پر خواہ کوئی اسے ہزار بار کہے کہ سورج کا انکار کر دو۔ تو وہ نہیں کرے گا۔ ہاں یہ کہے گا۔ کہ مجھے نہیں معلوم کہ اندھیرا کیوں ہے۔ اور اسکی کیا وجہ ہے۔ مگر سورج کا میں انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سورج کے چھپنے کا میرے پاس کافی ثبوت ہے۔ تو کسی امر کے متعلق ایک ہوتے ہیں۔ اس کی صداقت کے ثبوت۔ اور ایک شبہات۔ شبہات سے صداقت کے ثبوت باطل نہیں ہو جایا کرتے۔ مثلاً ایک پتھر میں سے پانی نکلتا ہو۔ اور انسان اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ تو یہ نہیں کہیگا۔ کہ پانی نہیں نکلتا۔ ہاں کہتا ہے۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ پتھر سے

انبیاء کی صداقت کے معیار

یہی طریق انبیاء کے پہچاننے کا ہے انکی صداقت کے کلی ثبوت ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ صداقت کی تحقیق کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس طرح نہ کیا جائے۔ تو کئی ایسی باتیں ہو سکتی ہیں۔ جن کو گمراہ کرنیوالے لوگ پیش کر کے دھوکہ دے دیتے ہیں۔ لیکن جب انسان صداقت کو صداقت سمجھ کر لے۔ تو ایسی باتوں سے ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ اول تو کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر پیدا ہو۔ تو انسان اس کے ازالہ کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن صداقت کو نہیں چھوڑتا۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جس شخص نے سچا سمجھ لیا ہو۔ اور جو آپ کی صداقت کے دلائل اور براہین سے واقف ہو۔ اس کے دل میں اگر کوئی لاکھوں شبہات صداقت رسول کریم کے متعلق ڈالنا چاہے۔ تو وہ یہی کہیگا۔ کہ مجھے ان کی وجہ معلوم نہیں۔ یا میں ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی شبہ ہو۔ میری کمی علم کا ثبوت ہو گا رسول کریم سچے ہیں۔ کیونکہ آپ کی صداقت کے ثبوت میرے پاس ہیں۔ اب مسلمان کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی صداقت کے ثبوت انہیں معلوم نہیں۔ وہ چونکہ باپ دادا سے سنتے آئے ہیں۔ اسلئے کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم سچے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس خدا کے فضل سے رسول کریم کی صداقت کے ثبوت ہیں۔ اور اگر کوئی

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے دلائل

اسی طرح ہم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں۔ انکی صداقت کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کے لئے بھی وہی دلائل ہیں۔ جو رسول کریم حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کے لئے تھے اب اگر کوئی ان دلائل کے ہوتے ہوئے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ تو اس طرح پہلے انبیاء میں سے کوئی ان دلائل کی رو سے ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو بھی جب کوئی شخص ان دلائل کو معلوم کرے۔ تو واقف ہو کر آپ کو مانیگا۔ تو پھر اس کے دل میں کوئی شبہ نہیں پڑ سکیگا۔

رسول کریم کو ابوبکر نے کیونکر مانا

دیکھئے حضرت ابوبکر نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیونکر مانا۔ یہی دلیل ہے نا۔ اور پھر کبھی ان کے دل میں آپ کے متعلق ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں پیدا ہوا۔ اور وہ ایک دلیل یہ تھی۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے دیکھا تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی شرارت نہیں کی۔ کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی۔ پس یہی وہ جانتے تھے۔ اس سے زیادہ بڑے کبھی شریعت کے جاننے والے تھے۔ کہ اس کے بتائے ہوئے معیار سے صداقت کو

سلسلہ احمدیہ میں داخلہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

۲ مئی بعد نماز مغرب ایک صاحب جو ناگڈھ (کاٹھیاواڑ) کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیعت کے لئے پیش ہوئے۔ چونکہ ان کو دار الامان آئے ہوئے دو تین ہی دن ہوئے تھے اور ایک ایسے علاقہ سے آئے تھے۔ جہاں سلسلہ کے متعلق واقفیت رکھنے والے بہت کم لوگ ہیں اسلئے حضور نے بیعت لینے سے قبل انہیں مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی۔ جو اندھیرے میں جس قدر ضبط کی جا سکی۔ درج ذیل کی جاتی ہے۔ احباب اس سے جہاں خود فائدہ اٹھائیں۔ وہاں نئے احمدیوں پر بھی اس کی اشاعت کریں۔ تا کہ انہیں معلوم ہو۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں کس طرح اور کن لوگوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

بیعت کا معاملہ چونکہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اسلئے قبل اسکے کہ آپ بیعت کریں۔ میں چند باتیں آپ کو سنانا چاہتا ہوں:۔

سمجھ کر بیعت نہ کرنے کا نقصان

اگر آپ اسوقت پوری تحقیق کر کے سلسلہ میں داخل نہ ہوئے۔ اور اچھی طرح سمجھ کر بیعت نہ کی۔ تو ممکن ہے۔ جب آپ مخالفین کی باتیں سنیں۔ تو اپنے اقرار پر قائم نہ رہ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کے دل پر زنگ لگ جائیگا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے۔ تو اسلئے کہ آپ نے جلد بازی سے کام لیا۔ اور پوری تحقیق کئے بغیر اسکو اختیار کر لیا۔ اور اگر سچا ہے۔ تو اسلئے کہ سچے راستہ کو چھوڑ کر بھٹک گئے۔ اور راستی سے دور رہ گئے۔

احمدیت میں داخل کرنے کی غرض

ہمارا یہ طریق نہیں ہے کہ لوگوں کو یونہی سلسلہ میں داخل کر لیں۔ بلکہ ہماری غرض لوگوں میں تقویٰ طہارت پیدا کرنا اور انہیں برائیوں اور فواحش سے بچا کر اسلام پر قائم کرنا ہے۔ اسلئے ہم ہر ایک کو یہی کہتے ہیں۔ کہ وہ پہلے تحقیقات کرے۔ اور اچھی طرح سمجھ لے۔ پھر احمدیت کو قبول کرے۔ اس میں جلد بازی نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ جلد بازی سے قبول کرتا ہے۔ اور پھر ٹھوکر کھا کر سلسلہ سے علیحدہ ہوتا ہے تو ایک ایسا آدمی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ جس کے آنے کی پہلے توقع کی جا سکتی تھی۔ لیکن اب اس کا آنا اگر محال نہیں۔ تو پہلے کی نسبت بہت زیادہ مشکل ضرور ہو گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ درخت پر جب کچا پھل لگا ہو۔ تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ پکیگا۔ اور پک کر ہاتھ میں آئے گا۔ لیکن اگر کچے کو ہی توڑ لیا جائے۔ تو پھر وہ نہیں پک سکیگا۔

ساری دنیا ہمارے لئے باغ ہے

چونکہ ہم ساری دنیا کو سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے باغ ہے اسلئے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی پھل کچا توڑیں۔ ہم چور کی طرح نہیں کہتے کہ چلو بچا نہ سہی۔ تو کچا ہی سہی۔ کیونکہ خدا نے دنیا کو ہمارے لئے ہی بنایا ہے۔ اگر آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں۔ یا سال۔ دو سال یا دس بیس سال حتیٰ کہ ہزار دو ہزار سال تک آخر دنیا کو اسی سلسلہ میں داخل ہونا پڑے گا۔ اور اسی کے قدموں میں گرنا ہے جسے خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس ہم نہیں چاہتے۔ کہ کوئی کچا پھل توڑ لیں اس لئے ہر ایک اس شخص کو جو سلسلہ میں داخل ہونا چاہے۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ خوب سمجھ سوچ لے۔ ہاں جب اسے سمجھ آجائے۔ تو پھر یہ بھی بند نہیں کرتے۔ کہ وہ ایک منٹ کی بھی دیر لگائے۔ کیونکہ کیا معلوم کب جان نکل جائے۔

یہ پہلی نصیحت ہے۔ جو میں آپ کو کرنا چاہتا ہوں۔ اسکے بعد میں خلاصۃً سلسلہ کی تعلیم سناتا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ آیا یہی باتیں آپ نے سمجھی ہیں یا انہیں کچھ کمی ہے۔ اور آپ کو مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

رسول کریم آخری نبی ہیں

ہمارا عقیدہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کیا بلحاظ اسکے کہ آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن کریم) کے بعد کوئی کتاب نہیں۔ اور کیا بلحاظ اس کے آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں۔ لیکن اسی سے ہم ایک اور نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔ اسمیں اگر کوئی نقص پیدا ہو جائے۔ تو اس کی فوراً اصلاح کی جاتی ہے۔ مثلاً وہ کپڑا جو کئی سال پہننا ہو۔ اسمیں اگر سوراخ ہو جائے۔ تو فوراً رفو کرایا جاتا ہے۔ لیکن جو کپڑا اتار کر کسی کو دے دینا ہو۔ اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ پس چونکہ یہ شریعت آخری شریعت ہے۔ اسلئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جب اسمیں کوئی رخنہ پڑے۔ فوراً خدا تعالیٰ اس کی طرف توجہ کرے۔ کیونکہ اس شریعت نے قیامت تک چلنا ہے۔ اگر بدل جانا ہوتا۔ تو پھر ایسی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ یہ دین۔ یہ کتاب کے لئے ہے۔ اس لئے ہم پیدا ہو جائیں۔ ان کا دعویٰ کرنا صحیح ہے۔ ہاں ثبوت ہمارا یقین ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ ایسے وقت کہ جب دین میں فتنہ پیدا ہو۔ ایسے لوگ ہوتے رہینگے۔ جو اس کی اصلاح کرینگے۔

رسول کریم کے غلام کی شان

اس کے ساتھ ہی ہم یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ورجہ خیر و برکت اور عرفان میں سب انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسلئے آپ کے شاگردوں اور غلاموں میں سے جو لوگ دین کی اصلاح کے لئے کھڑے ہونگے۔ وہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے کھڑے ہونیوالوں سے بڑھ کر ہونگے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ خدا ان سے کلام کرتا تھا۔ اس امت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء کے نہج پر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور جب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات گذشتہ تمام انبیاء کے کمالات سے بڑھ کر ہیں۔ تو اسی وجہ سے

اور خوف کا اظہار کر رہا ہے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بڑگزیدہ خدا جو قادیان میں مسیح موعود اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری ہم دین و دنیا کی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس نے اپنے سلسلہ اطاعت میں داخل ہم نیوالے ہر شخص کے لئے جو خواہ نظر رکھی ہیں۔ ان سے ایک یہ بھی ہے کہ:۔

"تمام مخلوق خدا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"

ہم میں سے ہر ایک شخص ان الفاظ پر کاربند ہونا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔ اور ان سے انحراف موجب خسران جانتا ہے پس ہم کسی کو کوئی ناجائز تکلیف دینا پسند کرتے ہیں اور نہ کسی کو ہم سے خفت زدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے تو ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اس کا طرز عمل اس عہد کے مطابق ہو جو بیعت کرتے وقت حضرت مرزا صاحب کو قبول کرتے وقت

ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"

اس عہد کی پابندی جو ہر ایک احمدی کے لازمی ہے۔ ہمارے لئے اس امر کی کہ احمدی کسی کے خوف اور ڈر کا باعث نہیں بنیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ ایسا امر اگر کوئی کروتی خویش آمدنی پیش نظر اصول کو مدنظر رکھ کر ڈرتا اور خوف کھاتا ہے تو اس کی مرضی۔ مگر اس کے لئے بے ہودہ اور بے سروپا شور مچانا کبھی مفید نہ ہوگا۔ بلکہ اپنے طرز عمل کی اصلاح مفید ہوگی۔ کیا اچھا اگر یہ گرمٹ اپنے بھائیوں کو یہ مشورہ دینے کے لئے تیار ہے۔

آریہ گزٹ نے احمدیت کی وجہ قادیان کی روزافزوں ترقی اور عزت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ مخالفین اسوقت کا جب حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا اسوقت سے جبکہ دعویٰ پر گیارہ سال گذرے ہیں مقابلہ کریں اور بتائیں کہ یہ خدا

کی خاص نصرت اور تائید کا ثبوت نہیں ہے جو حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔

ہمیں خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ آریہ گزٹ کے مذکورہ بالا جن مخالفین احمدیت کی نظر سے گذرے ہونگے ان کے لئے یقیناً رنج و اندوہ کا موجب ہوئے ہونگے اور خاص کر غیر احمدی مسلمانوں کو ان کو بہت دکھ پہنچا ہوگا۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ایک طرف تو وہ دن بدن مرکز احمدیت کو ترقی بخش رہا ہے۔ اور دوسری طرف مخالفین سے اس بے نظیر ترقی کا اعتراف کرا رہا ہے۔ لیکن ابھی کیا۔ قادیان کو حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے ماتحت وہ ترقی اور عروج حاصل ہوگا۔ کہ دنیا حیران رہ جائیگی۔ سمجھدار اور حقیقت شناس اصحاب کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس نصرت اور تائید کو دیکھ کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اعتراف کریں اور روحانی دینی اور دنیوی بہتری کے سامان مہیا کریں۔

آریوں میں بیوہ کا بیاہ

۵ مئی کے آریہ گزٹ نے ضلع مظفر نگر میں بیوہ والوں کے عنوان سے ایک خبر آریہ پرتی ندھی اور آریہ بھجن ضلع مظفر نگر کے متعلق شائع کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع مذکور میں ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔ جس میں اگروال قوم کی ایک بیوہ لڑکی کے نکاح ثانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ضلع مظفر نگر میں بیوہ دواہ (بیوہ کی شادی) کا رواج عام ہوتا جاتا ہے۔ کئی بیوہ گوتر براہمنوں اور دیش اگروالوں میں کرائے جا چکے ہیں۔ اور یہ بات موجب مسرت ہے کہ ابھی تک کسی قسم کی کوئی بدکاوٹ اس ضلع میں نہیں رہی۔ بلکہ ہر شادی کے خاص و عام لوگ بڑی خوشی سے شریک ہوتے ہیں"

چونکہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب نے بیوہ دواہ (بیوہ کا نکاح ثانی) کی سخت ممانعت کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "سب دوجوں میں پہلا ایک سے زیادہ بیاہ کبھی نہ ہونے چاہئیں"

(ستیارتھ پرکاش ص ۱۳۱)

اور اس کی بجائے نیوگ کا ارشاد فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ "اگر برہم چریہ نہ رکھ سکیں۔ تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیں" (ص ۱۳۲)

اسلئے جب آریہ صاحبان کے اس طرز عمل کو ان کے مذہب کے خلاف بتایا جاتا ہے۔ تو وہ مجبور ہو کر یہ کہدیا کہتے ہیں۔ کہ بیوہ کے نکاح کا رواج ادنیٰ اقوام میں رائج ہے۔ چنانچہ گذشتہ ایام میں پروفیسر رام دیو صاحب کے سامنے جب اس مسئلہ کو پیش کر کے دکھایا گیا کہ آریہ سماج اپنے عقائد سے پھسل رہی ہے۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ:۔

"تو آریہ گزٹ نے اگر یہ لکھ دیا کہ گرے ہوئے لوگ دواہ بیاہ کرسکتے ہیں۔ تو اس سے آریہ سماج کے کسی عقیدہ کی کمزوری ظاہر نہیں ہوتی"

اگر چہ پنڈت دیانند صاحب نے گرے ہوئے لوگوں کی استثنا میں بیوہ کے بیاہ کو روا کہا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے لیکن آریہ گزٹ کا تازہ اقتباس جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔ بتا رہا ہے کہ "گرے ہوئے لوگ" نہیں بلکہ اعلیٰ قوم کے لوگ بھی بیوہ عورتوں کی شادیاں کر رہے ہیں اور بڑی خوشی سے انہیں شامل ہوتے ہیں۔

کیا پروفیسر صاحب اب بھی تسلیم نہ کرینگے کہ آریہ سماج پنڈت دیانند صاحب کے اس ارشاد کی رو سے بیاہ نہیں ہونا چاہیئے۔ خلاف ورزی کر کے اپنے اس عقیدہ کی کمزوری ثابت کر رہے ہیں؟

مسٹر گاندھی اور خلافت

حال میں مسٹر گاندھی نے وائسرائے ہند سے درخواست کی تھی کہ ملاقات کی جائے۔ اس متعلق جو نوٹ انہوں نے اپنی یاد کے لئے لکھا تھا اس میں خلافت کے متعلق بھی کچھ لکھا ہوا تھا۔ اگرچہ خود مسٹر گاندھی نے اس کو وائسرائے سے دریافت کرنے کے نہیں بتایا کہ کیا گفتگو ہوئی اور کون سی باتیں ان پر کہی گئیں۔ لیکن انگلستان کے ایک اخبار نے جو مختلف حالات پیش کرتے ہیں۔ ان میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ مسٹر گاندھی نے "مسئلہ خلافت" کے متعلق بھی کچھ کہا ہو۔ ایسا ان لوگوں میں جو خلافت کے حامی اور قیام کیلئے مسٹر گاندھی پر بڑا واسطہ رکھتے ہیں۔ ہلچل سی پیدا ہو گئی ہے اور وہ اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ یہ مہاتما گاندھی جیسے عظیم الشان انسان سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے کے

آریہ گزٹ کا خیال ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے "ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی" لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت مرزا صاحب کوئی نیا مذہب نہیں لائے۔ بلکہ آپ نے اصل اسلام کو جسے مسلمان کہلانیوالے بھلا چکے تھے پیش کیا ہے۔ اور تمام عمر اس اسلام کی خدمت میں گذار دی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لائے چنانچہ اس کا ثبوت آپ کی تحریروں اور تقریروں سے نہایت وضاحت کے ساتھ مل سکتا ہے۔ اور ہر ایک وہ شخص جو احمدیہ لٹریچر سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اور معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اسی اسلام کی اشاعت و تبلیغ کرنا جماعت احمدیہ اپنا فرض سمجھتی ہے۔

"آریہ گزٹ" نے مخالفین کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کے کامیاب ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ "آخر آپ قادیان میں اپنی گدی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے"۔ اگر یہاں "گدی" کا لفظ نادانستہ استعمال ہو گیا ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب باوجود مخالفین کی دراندازیوں کے ایک جماعت بنانے اور قادیان کو اس جماعت کا مرکز قرار دینے میں کامیاب ہو گئے تو خیر۔ لیکن اگر جان بوجھ کر حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کو اس قسم کی گدیوں سے مشابہت دی گئی ہے جو آجکل کے پیروں نے بنا رکھی ہیں۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اور آریہ گزٹ کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اور باتوں کو چھوڑ کر ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ کیا آریہ گزٹ نہ صرف پنجاب۔ اور ہندوستان میں بلکہ تمام صفحہ دنیا میں کسی ایسی "گدی" کا پتہ بتا سکتا ہے۔ جسے اس نظر سے دیکھا یا پایا جائے جیسا کہ جماعت احمدیہ میں خود اس نے تسلیم کیا ہے اور دنیا کی کوئی گدی" وہ کام کر رہی ہو۔ جو جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی اور اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی پس ان صورت میں جماعت احمدیہ کو "گدی" کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ "آریہ گزٹ" کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مرزا صاحب نے کوئی گدی قائم نہیں کی۔ بلکہ ایک سلسلہ اور ایک جماعت قائم کی ہے۔ جو نہ صرف گدیوں کو بلکہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کو نیچا دکھا رہی ہے۔ اور ان کی جگہ حقیقی اسلام کو قائم کر رہی ہے۔ اور اپنا مال و جان اسلام کی اشاعت میں لگا رہی ہے۔ اور جان بدن جس قدر کامیابی اور کامرانی اسے حاصل ہو رہی ہے۔ اس کا کسی قدر اعتراف آریہ گزٹ نے بھی کیا ہے۔ اب یا تو وہ کسی گدی کے ایسے کارنامے ثابت کرے یا سلسلہ احمدیہ کو گدی کہہ کر اپنے ہی الفاظ کی تردید کرے۔

ایک اور بات آریہ گزٹ نے یہ بھی کہی ہے۔ کہ احمدی قادیان میں رہتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ "ہماری ریاست ہے۔ اور کسی غیر احمدی کا حق نہیں کہ وہ ہماری سلطنت میں دخل اندازی کرے"۔ اگرچہ اس کے متعلق یہ لکھ کر کہ "یہ بات صداقت پر مبنی ہو یا نہ ہو" خود اس نے اس کو مشتبہ بنا دیا ہے لیکن اس بارے میں ہم اسقدر اصلاح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ احمدی یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہوں یا نہ سنائی دیتے ہوں۔ وہ "حقیقت" جو آریہ گزٹ نے بالفاظ بیان کی ہے کہ "اتنے انسٹی ٹیوشن۔ اتنی ملکیت۔ اتنا رسوخ ہوتے ہوئے خواہ مخواہ ایک سلطنت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے"۔ وہی ہر ایک آریہ کے کان میں کہتی پھرتی ہوگی کہ خبردار یہ احمدیوں کی ریاست ہے اور کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اس میں دخل اندازی کرے۔

آخری بات جس کے متعلق ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ آریہ گزٹ کا قادیان کی مردم شماری کے اعداد کے متعلق یہ لکھنا ہے کہ "ان شمار و اعداد کی موجودگی میں ہر ایک سمجھدار انسان نتیجہ نکال سکتا ہے کہ احمدیوں کے مقابلہ میں ہندو کتنی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں ہیں"۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ اگر کسی قوم یا فرقہ کی دوسروں کے مقابلہ میں تعداد کی کمی سے ہر ایک سمجھدار یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ تعداد والوں کی کتنی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ہیں۔ تو آریہ گزٹ اس سوال کو وسعت دے کر بتا سکتا ہے کہ آریہ ورت میں بیچارے مسلمان کیسی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ہیں۔ جہاں ان کے مقابلہ میں ہندوؤں کی تعداد تین گنا کے قریب ہے۔ اور پھر اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی۔ جب ہندوستان کو "سوراجیہ" حاصل ہو جائیگا۔ اگر ایک چھوٹے سے قصبے میں آبادی کے تناسب کو پیش کر کے شور مچایا جا سکتا۔ اور ہندوؤں کے جذبات کو غلط طور پر بھڑکایا جا سکتا ہے۔ تو کیا اسی اصل کی بنا پر اگر ہندوؤں نے مطالبہ "سوراجیہ" سے علیحدہ رہنے کے لئے مسلمان آواز اٹھائیں۔ تو آریہ گزٹ کو ناگوار تو نہیں گذریگا۔ اور وہ اسے بجا اور ضروری قرار دیگا۔

دراصل بات یہ ہے کہ اس وقت تک ہندوؤں کا اپنی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک رہا ہے۔ یا اب بھی باوجود ہندو مسلم اتحاد کے راگ گانے کے ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ وہاں مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہونگے۔ جیسا کہ ہندو اس جگہ کے مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ جہاں مسلمان کم تعداد میں ہیں۔ اور اسی وجہ سے آریہ گزٹ نے

ہندوؤں کی بے کسی اور بے بسی کی

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے اپنی جماعت کے متعلق اپنا جو طرز عمل رکھا ہے۔ اور اب بھی جسپر وہ کاربند ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہماری طرف سے ہمیشہ درگذر اور حسن سلوک سے ہی کام لیا گیا ہے۔ کوئی موقع جسے انہوں نے ہمارے خلاف کارروائی کرنے کے لئے موزوں سمجھا ہے۔ کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور ہمارے خلاف زور آزمائی کرنے میں کبھی پہل نہیں کی۔ گذشتہ ایام میں ہی غیر احمدیوں نے ہمارے حج کی آزادی کے لئے جو جنبش کیا۔ اور جس کے متعلق عدم سے بڑھکر بیخبری کا ہونا ممکن تھا۔ اس میں یہاں کے ہندوؤں نے پورے طور پر حصہ لیا۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا سلوک دیکھئے کہ اب بھی ہمارے حکیم اور ڈاکٹر ان کے علاج کرتے اور ہمارے شفاخانوں سے وہ دوا مفت حاصل کرتے ہیں۔ اور تمام وہ فوائد اٹھاتے ہیں۔ جن کی ان لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ جن کی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔

آریہ گزٹ اگر قادیان کے ہندوؤں کے اس طرز عمل کے نتیجہ میں جو ان کا ہمارے ساتھ ہے۔ خود بخود گھبرا اٹھے

الفضل (یومیہ)

قادیان دارالامان - ۳۰ مئی ۱۹۲۱ء

قادیانیوں کی نظریں

چند ہی دن ہوئے۔ ہم نے اخبار "پرکاش" کے وہ الفاظ شائع کئے تھے۔ جو اس نے تازہ مردم شماری کے شمار و اعداد کو مدنظر رکھ کر قادیان کے متعلق لکھے تھے اور مختصراً بتایا تھا کہ اب جس گاؤں کو "احمدیوں کی بستی" کہنے کے لئے مخالف سے مخالف مجبور ہو رہے ہیں۔ وہ وہی بستی ہے۔ جسمیں ایک وقت بانی احمدیت اور احمدیوں کا کاروبار سنبھال تھا۔ مخالفین طرح طرح کے دکھ پہنچاتے اور ہر ممکن طریق سے ستاتے تھے۔ کہ ہم اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ چند ہی سال کے اندر نہ احمدی نہیں بلکہ آریہ لوگ سے "احمدیوں کی بستی" کہنے لگ گئے ہیں۔

یہ تغیر اور یہ انقلاب کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ ایسا عظیم الشان ہے۔ کہ مخالفین بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اور علی الاعلان وہ باتیں کہنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جن کے کہنے کے لئے ان کے دل تیار نہیں ہوتے تھے۔

"پرکاش" کے بعد "آریہ گزٹ" نے جو آریہ پرادھیک پرتی ندھی سبھا پنجاب کا آرگن ہے۔ ۱۵ مئی کے پرچہ میں یہ لکھا "قادیان کا علاقہ چھوڑ دیا جائے" کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا ہے۔ جس کی اصل غرض آریہ سکولوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی بدتر حالت کو بہتر بنانے کے لئے روپیہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن اپیل کو مؤثر بنانے اور آریوں کو جوش دلانے کے لئے تمہیداً قادیان کا ذکر جس ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"قادیان گورداسپور میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کے برابر اور جس سے بڑے اور بہت سے قصبے موجود ہیں۔ مگر باہر انہیں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن قادیان ایک قسم کا قصبہ ہے۔ جو نہ صرف اپنے علاقہ میں نہ صرف پنجاب میں بلکہ صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ممالک میں بھی مشہور ہو چکا ہے۔ اور اسکی اہمیت و فضیلت بہتیرے پرشان اور بارونق شہروں اور دارالخلافوں سے بھی بڑھ چکی ہے اسکی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ سوء قسمتی مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے لئے جنوبل سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس کے لئے دکھ سہے ہم مذہبوں کے طعنے برداشت کئے۔ اور آخر آپ قادیان میں اپنی ایک گدی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قادیان جسے آج سے پچاس سال پہلے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اب مذہبی لوگوں کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

قادیان میں احمدیوں کا کام:-

قادیان میں احمدی گدی کو مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے جو ستون تیار کئے گئے ہیں۔ وہ بھی بڑے زبردست ہیں۔ چنانچہ اس وقت تعلیمی مشنری قریبی انسٹی ٹیوشن احمدی جماعت کی طرف سے چل رہے ہیں:-

(۱) ایک ہائی سکول جس میں قریباً پانصد لڑکے پڑھتے ہیں اور سو اڈھائی سو بورڈر ہیں۔

(۲) ٹیچرس ٹریننگ کا کالج۔

(۳) دینیات کا ایک سکول جسمیں مذہبی پروپیگنڈا کے لئے جاتے ہیں۔

(۴) ایک مڈل درجہ کا مدرسہ جسمیں کافی تعداد لڑکیوں کی پڑھتی ہے۔

(۵) ایک ہسپتال جسمیں ہزار ہا مریض ہر سال آتے ہیں۔

(۶) کئی پرائمری سکول جو قادیان کے گرد و نواح میں جاری کئے گئے ہیں۔

(۷) بڑے اخبارات شائع ہوتے ہیں جنمیں سے اخبار احمدی گدی کا خاص سرکاری گزٹ ہے (۲) فری سکولوں اور عیسائیوں کے خلاف مضامین نکلتا ہے (۳) اتحاد دیگر آریوں اور عمومی مسلمانوں کے خلاف لکھتا ہے (۴) اکثر حصہ آریوں کے خلاف لکھتا ہے۔

(۸) احمدیوں کو دینی فائدہ پہنچانے کے لئے ایک کوا پریٹو سٹور کھلا ہوا ہے۔ جہاں سے ہر قسم کی چیزیں دستیاب ہوتی ہیں۔ اور احمدیوں کو حکم ہے کہ وہ کوئی چیز کسی غیر احمدی سے نہ خریدیں۔

(۹) احمدیوں کی اپنی کورٹ ہے۔ احمدیوں کا کوئی مقدمہ سرکاری عدالت میں نہیں جانے پاتا۔

ان امور کے علاوہ ایک اور ایک حقیقت ہے کہ قادیان میں کل زمین کے مالک احمدی گدی کے نشین ہیں۔ اور کسی غیر احمدی کی کوئی زمین نہیں ان حالات کے ماتحت احمدی قادیان میں رہتے ہوئے یہ کہنے سنائی دیتے ہیں۔ کہ یہ ہماری ریاست ہے اور کسی غیر احمدی کا حق نہیں۔ کہ وہ ہماری سلطنت میں دخل اندازی کرے۔ یہ بات صداقت پر مبنی ہو یا نہ ہو۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ایسے انسٹی ٹیوشن۔ اتنی ملکیت اتنا رسوخ ہوتے ہوئے خواہ مخواہ ایک سلطنت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر بھی طرفہ یہ ہے۔ کہ قادیان میں سب سے زیادہ آبادی احمدیوں کی ہی ہے۔ چنانچہ مردم شماری کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں

۲۰۲۳ - احمدی - ۱۱۰۰ مسلمان - ۱۱۴ ہندو ۱۶۷ سکھ۔ اور باقی دوسرے عیسائی وغیرہ ہیں۔

ان شمار و اعداد کی موجودگی میں ہر ایک سمجھدار انسان نتیجہ نکال سکتا ہے کہ احمدیوں کے مقابلہ میں ہندو کتنی بے بس اور بے کسی کی حالت میں ہیں۔ چونکہ ہندوؤں کی نہ صرف تعداد ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ملکیت بھی کوئی نہیں۔ ہندو عموماً غریب ہیں۔ اور ساتھ ہی غیر تعلیم یافتہ اسلئے روز مجھ رہتی ہیں۔"

مذکورہ بالا سطور میں چونکہ آریہ گزٹ نے واقعات نہ واقعات بعض ایسی باتیں بھی قلم بند کی ہیں جو صداقت بالکل خالی ہیں۔ اسلئے ان کے متعلق کچھ لکھنا

کیا کوئی نبی ناموں کے پیرو تھے۔ بلکہ مشرک تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے۔ اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں یہ صرف بہکائے ہوئے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے۔ تو ہرقل نے ہی کسی نے انہیں کہا کہ تمہارا دوست (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ پھر وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ جو کچھ کہتا ہے۔ سچ کہتا ہے۔ کیونکہ جس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہیں بولا۔ وہ خدا پر کیونکر جھوٹ بولنے لگا۔ جب اس نے انسان سے کبھی ذرا بھر بھی خیانت نہیں کی۔ تو آپ ان سے اتنی بڑی بددیانتی کس طرح کرنے لگا۔ کہ ان کی روحوں کو تباہ کر دے۔

صرف یہ دلیل تھی۔ جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ اور اسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لوگوں کو کہدو۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ میں ایک عمر ۔۔۔ اس میں میں نے تم سے کبھی غداری ۔۔۔ خدا سے کیوں غداری کرنے لگا

یہی وہ دلیل تھی۔ جو حضرت ابوبکر رضی نے لی اور کہدیا۔ کہ اگر وہ کہتا ہے۔ کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے۔ اور میں مانتا ہوں۔ اس کے بعد نہ کبھی ان کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا۔ اور نہ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی۔ ان پر بڑے بڑے ابتلا آئے۔ انہیں جائدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت میں کبھی شبہ نہ ہوا۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی سے لین دین کا معاملہ تھا۔ اس کے متعلق رسول کریم نے جو کچھ فرمایا۔ اسے سنکر صحابی نے کہا۔ یا رسول اللہ یہی درست ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں۔ رسول کریم نے کہا۔ یہ معاملہ تو میرے اور اس کے درمیان ہے تم کو کس طرح معلوم ہے۔ کہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ درست ہے۔ صحابی نے کہا یا رسول اللہ جب آپ خدا کے متعلق باتیں بتاتے ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ سچی ہیں۔ تو اب جبکہ آپ ایک بندہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں۔ درست ہے۔ یہ سنکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے متعلق فرمایا۔ اس کا ایسا ایمان ہے۔ کہ جہاں دو آدمیوں کی شہادت کی ضرورت ہو۔ وہاں اس ایک کی ہی گواہی کافی سمجھی جائے۔

ان لوگوں کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کیوں اس طرح گڑ گئی تھی۔ اور کیوں ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ انہیں رسول کریم کی صداقت کے دلائل معلوم ہو گئے تھے۔

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ اور چند موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں۔ اب آپ کی صداقت کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی پہلی دلیل

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون کے معنی آپ بھی دیکھیں۔ اس زمانہ میں گاؤں میں ہندو اور سکھ بھی رہتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب سے ملے اور آپ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے مخاطب کر کے آپ لکھتے ہیں۔ کہ بتاؤ میں نے کبھی کسی سے فریب۔ دھوکہ۔ دغابازی کی۔ کسی کا مال ناجائز طریق سے لیا۔ کسی پر کوئی ظلم اور سختی کی۔ کبھی جھوٹ بولا۔ اگر نہیں۔ تو پھر میں خدا پر کس طرح جھوٹ بولنے لگ گیا۔

پھر ایسے بھی لوگ موجود تھے۔ جو آپ کے دشمن تھے۔ آپ سے عداوت رکھتے تھے۔ اور آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے۔ مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ اور محمد حسین بٹالوی جس نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس نے بھی اقرار کیا۔ کہ پہلی زندگی اچھی تھی۔ اس سے ہر ایک عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب پہلی زندگی اعلیٰ درجہ کی اور پاک تھی۔ تو دعویٰ کے بعد کیا ہو گیا۔ وہ زندگی کیوں نہ رہی۔

پھر خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک یہ معیار بیان فرماتا ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین کہ اگر یہ ہم پر جھوٹ بولتا۔ تو ہم اسے تباہ کر دیتے۔ اور یہ بات عقلاً بھی درست ہے۔ کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے کو تباہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر افترا کرنیوالا بچ رہے تو کوئی پہچان ہی نہ سکے۔ کہ فلاں خدا کی طرف سے ہے دیکھو اگر کوئی شخص دنیاوی گورنمنٹ کا افسر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ تو گورنمنٹ اسے گرفتار کر لیتی ہے پھر جو شخص نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اسے خدا تعالیٰ کیوں نہ پکڑے۔ قرآن کریم نے اس دلیل کو رسول کریم کے متعلق پیش کیا ہے۔ اور یہ صرف آپ ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ عام ہے۔ لیکن اگر اسکو صرف رسول کریم کے لئے قرار دیا جائے۔ تو یہ دلیل ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اگر پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اس دلیل کے ماتحت ہلاک ہوتے رہے ہیں۔ تو رسول کریم کے وقت بھی اسکو پیش کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اگر پہلے ہلاک نہیں ہوئے۔ تو پھر اس کا پیش کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ یہ ایسی دلیل ہے۔ کہ ہر زمانہ میں اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اسلئے رسول کریم کے وقت بھی پیش کی گئی۔ اور اب حضرت مرزا صاحب کے وقت بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو دعویٰ کے بعد کتنی زندگی عطا ہوئی۔ اتنی اگر جھوٹے نبی کو بھی مل سکتی ہے۔ تو پھر یہ آیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل نہیں رہ جاتی۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے الہامات شایع کرنے سے لیکر قریباً تیس سال زندگی حاصل ہوئی۔ جو کہ رسول کریم کی دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی سے زیادہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے اتنے عرصہ کے الہام اب بنائے گئے ہیں۔ مگر آپ کی اسوقت کی کتابیں گورنمنٹ کے ہاں موجود ہیں اور ان الہامات

دوسری دلیل پھر آپ کو جو الہام ہوئے وہ نہایت صفائی کے ساتھ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ کو الہام ہوا کہ ہم تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاویں گے۔ اسباب ایسا ہی ہو رہا ہے۔ پھر آپ کو بتایا گیا۔ کہ تیرے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوگی۔ چنانچہ ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ احمدؐ کو دنیا میں پھیلا رہا ہے پھر آپ کو کہا گیا۔ کہ تو دیکھ میں لوگ دور دور سے تیرے پاس من کل فج عمیق۔ اب بظاہر آپ کی اتنی دور دور سے آتے ہیں۔ یہاں دنیاوی لحاظ سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ کہ جسے دیکھنے کے لئے کوئی آئے۔ دہریہ مولوی کہتے ہیں کہ جو آئے گا اسلام سے خارج ہو جائیگا اور لوگوں کو وہ کہتے ہیں کہ آپ دور رہیں۔ باوجود اس کے حضرت مرزا صاحب کا الہام لوگوں کو کھینچ کھینچ کر یہاں لا رہا ہے۔ کوئی کہے۔ یہاں لوگ سیر کے طور پر آجاتے ہیں۔ مگر انہیں یہ بھی تو خطرہ ہوتا ہے کہ ایمان جاتا رہیگا۔ کیونکہ ان کے علماء نے فتویٰ دے رکھا ہے۔ جو شخص احمدیوں سے ملتا جلتا ہے کہ انکو دیکھتا ہے۔ وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے لوگ آتے اور آپ سے ہی جو ثبوت سے اسبات کا کہ یاتون من کل فج عمیق خدا کی طرف سے الہام ہے جو پورا ہو رہا ہے۔

تیسری دلیل ایک اور ثبوت انبیاء کی صداقت کا خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہماری ذمہ واری ہے کہ ہم رسولوں کو ان کے مخالفین پر غلبہ دیتے ہیں اور یہی سنت ہے۔ جو کبھی نہیں بدلتی ۔

اس ثبوت کے رو سے بھی حضرت مرزا صاحب صادق ثابت ہیں۔ کیونکہ ساری دنیا آپ کے مقابلہ پر آئی۔ اور آپکی باتوں کو رد کرنا چاہا۔ مگر آپ کا سلسلہ پھیل ہی گیا۔ اور دن بدن پھیل رہا ہے ۔

تکالیف برداشت کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے ایسے معیار صداقت ہیں کہ جو سب انبیاء کیلئے مشترکہ ہیں۔ اور یہ سب حضرت مرزا صاحب کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ اسکو دیکھ کر اور سمجھ کر جو شخص بیعت کریگا اسے اگر کبھی امر کے متعلق شبہ پیدا ہوگا تو ایسی بات ہوگی کہ ایک بچہ کو سمجھ اسکا علم نہیں ہیں اسکے متعلق تحقیقات کرنا

ہے کو دعا ہے کو پھیرنے کے لئے تیار ہو جائیگا پس ہر اس شخص کا فرض ہے۔ جو اس سلسلہ میں داخل ہونا چاہے کہ اسطرح سمجھ کر اور تحقیقات کر کے داخل ہو۔ اور جب داخل ہو جائے۔ تو پھر خواہ اس پر کوئی مصیبت کے پہاڑ بھی توڑ دے اب تو وہ مصیبتیں اور تکلیفیں نہیں۔ جو اصل کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سلطان ہونے والوں کو برداشت کرنا پڑیں تھیں۔ اسوقت تو عورتوں کی شرم گاہوں میں نیزے مارے گئے۔ پتی پر لٹایا گیا۔ اور ٹکڑوں کو باندھ کر پھینکا گیا۔ اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں۔ جو ہماری جماعت کو نہیں پہنچیں۔ مگر ایمان ہو کہ اگر ایسی کوئی تکلیف آئی۔ تو ہی ہوگا اور اسکی آنچ سے زیادہ نہ ہوگی۔ یہ خیال نہ کرے کہ اس قسم کی تکالیف کا زمانہ نہیں رہا۔ اسلئے نہیں آئینگی۔ بلکہ یہ کہے کہ گو زمانہ ایسا نہیں لیکن اگر کوئی ایسی تکلیف آئے۔ تو میں اسے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر میرا مال چھین لیا جائیگا تو پرواہ نہیں کرونگا۔ اگر قتل کیا جائیگا تو اس کیلئے بھی تیار ہونگا۔

اگرچہ کم ہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اس قسم کی تکالیف کو برداشت کیا گیا۔ الا بار میں ہماری جماعت ابھی کم ہے۔ وہاں احمدیوں کی عورتوں کا جبراً دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا۔ جائدادیں چھین لیں اور یہی کئی جگہ طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں مگر احمدیوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

پس جب انسان صداقت کو قبول کرے تو اس طرح کرے کہ پھر اسکے لئے ہر ایک چیز جو اسے قربان کرنی پڑے کرنے کو تیار ہو۔ اور جب اپنے آپ کو اسبات کے لئے تیار پائے۔ تب بیعت کرے۔ ان باتوں کے سننے کے بعد اگر آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ خوب سوچ سمجھ کر بیعت کریں۔ اور ان تکالیف اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپکو تیار کر لیں جو انبیاء کو ہمیشہ پیش آتی ہیں۔

اسپر جب صاحب صوفی نے کہا کہ میں بالکل مطمئن ہوں اور بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں تو بیعت لی گئی۔ اور اس کے بعد حضور نے تبلیغ کرنے اور سلسلہ سے زیادہ تعلق بڑھانے کی تلقین فرمائی ۔

حضرت مسیح موعود کے بہترین موقعہ

وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو سنکر ہنستے ہیں۔ اور ٹھٹھا کرتے ہیں کہ ایسے شخص سے کیا ڈرنا ہے۔ جو ایک بیمار ہو کر مر گیا۔ اور ایک کو سانپ نے کاٹ کھایا۔ وہ بھی مر گیا۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہمارا ان باتوں پر ایمان نہیں۔ اسلئے ہمیں کوئی فکر کی بات نہیں۔ مگر آپ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر تم میں ایمان ہوگا تو پہاڑ کو کہو گے کہ ٹل جا تو وہ ٹل جائیگا۔ کیا آپ صاحبان ابن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حواری ہو کر جس نے فرمایا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اتنا نہیں کر سکتے کہ حقہ پینا چھوڑ دیں۔ میں امید کرتا ہوں احباب ضرور توجہ فرمائینگے۔ اور عید الفطر تک میں اسقدر نام اپنے دفتر میں موجود پاؤں گا۔ کہ ایڈیٹر صاحب الفضل ان کی فہرستوں کے چھاپ

عید کارڈ

عید والے دن ایک دوسرے کو عید کارڈ بھیجنے کی ایک رسم ہو گئی ہے۔ آجکل دو طریقوں میں خصوصیت سے رائج ہے۔ بازار میں صاحبے اس نام سے خوبصورت اٹھایا ہے۔ جو ہے۔ کہ ایک کارڈ پر صدقۃ الفطر اور نماز عید کے مسائل اور کچھ خطبہ چھپا دیتے ہیں۔ یہ ایک نہایت مفید تحفہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح ایک کارڈ پر شرائط بیعت ایک یا دو سلسلہ احمدیہ چھپوائے ہیں۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ یہ کارڈ بہت سی تعداد میں خرید کر اپنے بچوں اور دیگر اقارب میں تقسیم کریں اور سب بھائیوں کو بھی دیں تاکہ وہ ان ضروری مسائل و عقائد سے آگاہ ہو جائیں۔ صیغہ تربیت یہ کارڈ چھپوا رہا ہے۔ اسلئے تمام مبلغ اپنے تبلیغی حلقہ کے اندر اور بیرونجات احمدیہ کو شوق دلا کر ان کارڈوں کو جلد سے جلد روانہ کرنے کی تحریک کریں۔ ناظر صیغہ تربیت

سالانہ جلسہ کے لئے تیاری

ایہا الاحباب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء پر چندہ ہزار تین سو روپیہ خرچ آیا ہے۔ یہ خرچ ایسا نہیں۔ جسے نظر انداز کیا جائے۔ اس زیادتی کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اشیاء ضروریہ کثرت سے خریدی گئیں۔ اور فوری طور پر خریدنے سے تمام اشیاء گراں خریدی پڑیں۔ اسلئے میں نے تجویز کیا ہے کہ ابھی سے اشیاء کی خریداری شروع کی جائے۔ اور سوائے گھی آٹا گوشت یا اور ایسی دو چیزوں کے جو پہلے سے نہیں لی جا سکتیں۔ تمام اشیاء ابھی سے جمع کر لی جاویں۔ انجمن کے اس ارشاد کی تعمیل میں میں تمام ضروری اشیاء کی فہرست شائع کرتا ہوں اور احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ازراہ تفضل

۱ جو صاحب کوئی چیز دینا چاہیں وہ

پوری کی پوری دیں۔ بلکہ جائز ہے کہ وہ اپنی حیثیت

کے مطابق پوری یا ایک حصہ اپنی طرف سے بطور

امداد دیں۔ مثلاً گھی کے نیل کے پچیس کنستر فرض

ہو گئے ہیں۔ اب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی صاحب

پچیس کے پچیس لے دیں اور یہ بھی ایک صورت ہو

سکتی ہے۔ کہ بہت سے شخص ایک ایک پیسہ لے کر

میں اس فہرست کو شائع کر کے احباب کی توجہ کا منتظر

ہوں کہ وہ اس کار خیر میں کہاں تک حصہ لیتے ہیں علاوہ

تمام احباب کی توجہ کے بالخصوص انجمنہائے احمدیہ کے

سکرٹریوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ ہر ایک اپنی

جماعت کے تمام افراد کو سنا دیں اور خود بھی توجہ کریں

کہ انکی جماعت کے افراد اس فہرست کی اشیاء کا انتظام

فرما دیں۔

بالآخر عرض ہے کہ جو صاحب اس کار خیر میں حصہ لینا

چاہیں وہ روپیہ یا اشیاء بھیجنے سے قبل اطلاع طور پر

مجھے ایک خط کے ذریعہ اس امر کی اطلاع دیں اور میرے

جواب آنے پر وہ رقم یا چیز ارسال فرمائیں۔

احباب کی توجہ اور جواب کا منتظر

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ

نام شے	تعداد یا مقدار وزن	قیمت
آٹا گندم	۶۰۰ من کچہ	۲۰۰ ۴ روپیہ
لکڑی	۲۰۰۰ " "	۲۰۰۰ "
دال ماش	۳۰ " "	۲۴۰ "
دال مونگ	۱۰ ثمار "	۴ "
دال مسور	۳ من کچہ	۳۲ "
نمک	۱۴ من کچہ	۵۶ "
ہلدی	۲ من	۴۰ "
دھنیا چھلا ہوا	۳ "	۴۰ "
چینی دانہ دار	۴ "	۱۶۰ "
گرم مصالحہ		۵۰ "
چاول پاکستی	۵ من	۹۵ "
چاول ٹوٹا آمتی	۱۵ من	۱۲۸ "
گھی	۱۰ من	۹۰۰ "
مرچ سرخ عمدہ بایک پسی ہوئی	۳ من	۶۵ "
پیاز	۱۰ من	۴۰ "
لہسن	۲ من	۲۶ "
چھلکا بید		۱ "
چٹائیاں خورد پٹھ کی	۶۰ عدد	۴۰ "
" کلاں "	۲۰ عدد	۴۰ "
دوریاں سوتی کی	۲۵ "	۱۱ر۴ "
تنور	۲۰ "	۶۰ "
کپڑا کھدر سوتا	۱۰۰ گز	۲۵ "
کنالیاں	۳۵ عدد	۹ "
رنگ زردہ	۱ ڈبہ	۲ "
الائچی خورد		۲ "
الائچی کلاں		۲ "
زیرہ سیاہ اصل		۵ "
لونگ		۲ "

دار چینی		۲ روپیہ
مرچ سیاہ		۲ "
گھڑے مٹی کے	۳۰۰	۷۵ "
لٹے مٹی کے	۵۰۰	۳۱ "
پیالے " "	۶۴۰۰	۱۰۰ "
انجورے " "		۲۵ "
دستر خوان		۱۶۰ "
نیل مٹی	۲۵ کنستر	۱۳۰ "
چھنیاں ہری کپن		۱۰۰ "
چھنیاں دیوار گیر ہر قسم		
تیل نکالنے والا نلکہ		۱ "
پمپ تیل مٹی نکالنے والا		۱ "
دیا سلائی		۲ "
صابن سن لائٹ		۱ "
دوات	۵۰ عدد	۲ "
ہولڈر	۵۰ عدد	۱ر۸ "
سیاہی	۲ عدد شیشی	۰۶ "
بلاٹنگ		۰۸ "
کاغذ سفید	۲ رم	۲۵ر۸ "
پنسل	۲ درجن	۱ر۸ "

تالکہ ۔ ۸ گولے ۱۲ر۔ تیل آہنی ۲۰۰ ۔ ایک روپیہ

سالے لفافہ ۶۴ عدد ۔ عہ ۔ کارڈ ۶۴ عدد ۔ عہ

توکریاں ۱۰۰ عدد ۔ عہ ۔ فنائل ۲ ٹین عہ

مجمع [redacted] عدد ۔ عہ ۔ چائے دانی ۵ عدد ۔ عہ

پرچ پیالہ ۲ درجن لعہ ۔ چمچیاں ۲ درجن ۔ عہ

چمچہ کلاں ۱ درجن لعہ ۔ چمچہ خورد ۸ درجن عہ

قفل آہنی ۱۰۰ عدد عہ ۔ قینچیاں ۲ عدد عہ

بگرم ۔ عہ ۔ تیل روغن لعہ ۔ دودھ ۲۰ من لعہ

چائے بنڈہ ۵ سیر لعہ ۔ چائے پیکٹ ۴۰ ٹین لعہ ۔ آٹو

۶۰ من سار ۔ شکم ۹۰ من لعہ ۔ کیر ۵۰ گد

آدک ۴ من ۔ کوئلہ لعہ ۔ پختہ اینٹ عہ

قلعی گر کا بندوبست لعہ ۔ لوف لیمپ ۲۰ عدد ۔ عہ

توم جی بنڈل خورد کلاں ۔ رسہ مضبوط ۴ عدد

بانس ۱۰ عدد ۔ لعہ ۔ تکیاں ۲۰ عدد

مضمون وفات مسیح کا امتحان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک ارشاد ہے کہ جس طرح سلسلہ وار کتب حضرت مسیح موعود کا امتحان ہر سال ہوا کرے۔ اسی طرح اعلیٰ لیاقت والے لڑکوں کا اور مبلغین بننے والے اصحاب کا ایک اور امتحان بھی اسی موقعہ پر اس قسم کا ہوا کرے۔ کہ اس میں صرف خاص کتابیں کورس میں داخل نہ ہوں۔ بلکہ ایک خاص مسئلہ سلسلہ احمدیہ کے متعلقہ کا داخل امتحان ہو۔ یعنی کسی ایک کتاب کے سب مضامین کا امتحان نہ ہو گا۔ بلکہ سب کتب میں سے ایک خاص مضمون کا۔ اور مثلاً مضمون اس قسم کے ہوں گے۔

وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود۔ مسئلہ نبوت مسیح موعود۔ مسئلہ کفر و اسلام۔ صداقت اسلام عیسائیت و اسلام کا مقابلہ۔ آریہ مذہب و اسلام کا مقابلہ۔ مذہب کی ضرورت۔ پیشگوئیوں کے مقصد و اصول۔ وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ اس سال کے لئے حضور نے مسئلہ وفات مسیح ناصری کو امتحان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اور اس مضمون میں امتحان دینے والوں کو حضرت صاحب کی جو کتب ہیں ان سے یہ مضمون جہاں جہاں ہے۔ تلاش کر کے یاد کر کے امتحان کے لئے [illegible] ہو گا۔

چونکہ تلاش کر کے اس ایک مضمون کا ہی بہت وقت چاہتا ہے۔ اس لئے امیدواروں کی سہولت کے لئے مفصلہ ذیل حوالجات تحریر کئے جاتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی عنایت فرمائے ہیں۔ تاکہ بجائے پوری کتاب کو اول سے آخر تک پڑھنے کے امیدواران ہر کتاب میں سے اس مضمون کو نوٹ کر لیں۔ ممکن ہے کوئی حوالہ رہ گیا ہو۔ اور اگر کسی دوست کو ملے۔ تو وہ مطلع فرما دیں کہ دوسرے احباب کی اطلاع کی خاطر اسے بھی شائع کر دیا جائے۔

امیدواران اپنے نام امتحان کے لئے بصفر یعلم ہو سکے۔ رجسٹر کرائیں۔ امتحان انشاء اللہ سالانہ جلسہ پر ہوگا۔ اور اسی روز ہو گا۔ جس روز حضرت صاحب کی کتب کا امتحان ہو گا۔ اگر کوئی دوست اس امتحان میں سے کسی ایک کو دوسرے میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ ایک وقت میں دو امتحانوں میں کوئی شخص شامل نہیں ہو سکتا۔ یا امتحان کتب مسیح موعود میں داخل ہو یا امتحان مسئلہ وفات مسیح میں۔

حوالجات حسب ذیل ہیں:۔

فتح اسلام۔ ۱۳ حاشیہ۔ توضیح مرام ۵۔ [illegible] ازالہ اوہام [illegible] حاشیہ [illegible] [illegible] آئینہ کمالات۔ ۱۴۱۔ ۳۷۸۔ ۳۸۱ حاشیہ۔ تحفہ بغداد ۷۔ اعجاز مسیح ۱۷۸۔ ۱۸۱۔ سراج الاقوام ۱۸۶ اربعین اول و دوم ۲۳۔ کتاب البریہ۔ ۴ فٹ ۱۸۶ حاشیہ۔ ۱۸۸۔ حاشیہ۔ انجام آتھم ۸۲۔ ۸۶۔ ۱۸۔ ۱۳۰۔ ۱۴۸۔ نوٹ ۱۵۲۔ ضمیمہ انجام آتھم ۷۔ ۳۷ ست بچن ۲۴۲۔ حاشیہ حقیقت المہدی ۲۱۔ انوار الاسلام ۳۲۔ اعجاز احمدی ۱۳۔ ۱۷۔ ۲۲۔ لیکچر سیالکوٹ ۲۰۔ ۵۷ حمامۃ البشریٰ ۱۵۔ ۲۱۔ ۱۹ حاشیہ ۲۹ حاشیہ ۳۱۔ ۳۸ ۵۷۔ حاشیہ ایام الصلح ۳۸۔ ۸۱۔ ۸۸۔ ۱۱۹۔ ۱۳۸ [illegible] خطبہ الہامیہ ۱۵۲۔ تحفہ گولڑویہ ۱۵ کشتی نوح ۱۵۔ ۴۹۔ [illegible] ۷۳۔ ۷۹۔ لاہور کی تقریروں کا مجموعہ ۱۲۔ ۳۱ ۳۵۔ ۴۵۔ ۱۳۔ آسمانی فیصلہ ۷۔ مباحثہ دہلی ۳۰۔ ۵۷ تذکرۃ الشہادتین ۱۸۔ ۲۰۔ آئینہ ۱۳۔ تحفہ گولڑویہ ۳۰۔ ۱۱۳ ۱۲۶۔ تریاق القلوب ۱۴۶ حاشیہ لیکچر لاہور ۵۔ رسالہ [illegible] ۵۸۔ چشمہ ۳۴ حاشیہ ۶۰ حاشیہ الحدی ۴۳۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ براہین پنجم ۲۰۔ ۲۳۔ ضمیمہ براہین پنجم ۱۱۶۔ ۱۲۳۔ ۱۲۹ [illegible] ۱۵۲۔ ۲۰۲۔ ۲۰۵۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ [illegible] جلد ۳ ۱۹۹۔ حقیقۃ الوحی ۵۹۔ ۶۱ حاشیہ ۹۱۔ ۱۲۰ ۱۲۵۔ تجلیات الٰہیہ ۷۰۸۔ [illegible]

[illegible] السلام۔ خاکسار خدا بخش معلم تعلیم درجہ قاضی

ڈاکٹر سید محمد حسین ایم اے کی تبلیغی کامیابی کابل میں

اخبار اسٹیٹسمن کے نامہ نگار کابل نے افغانستان کے حالات لکھتے ہوئے جو آجکل کابل میں ہجرت کی مہاجرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ہمارے ہموطن ڈاکٹر سید محمد حسین ایم اے کا ذکر کیا ہے۔ جو کچھ عرصہ تک کابل میں مقیم رہے اور جنہوں نے وہاں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لایا۔

وہ محض فضل پرست اور روپے کے بندے تھے

ثابت ہوئے۔ اور اپنا یہ خیال کہ افغانوں کی

نظروں میں ذلیل کر گئے۔ (دیکھو اسٹیٹسمن)

کیا بغیر آنجناب کی ذات والا صفات کے سب سے بہادر جرنیل اور لشکر یہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ فضل پرست اور روپے کے بندے تھے۔ اور اپنے آپکو افغانوں کی نظروں میں ذلیل کر گئے۔ وہ خطابات ان صاحبان کو مبارک ہوں جو انہیں لیڈروں کا اتباع کرتے ہیں۔ اور ان

میں تو اپنے مکرم معظم سید محمد حسین شاہ

چاہتا ہوں کہ کیا یہ وہی محمد اقبال شیدائی سیالکوٹی ہیں جو ایک عرصہ تک بخارا میں بڑے لوگوں کے شاہی دربار میں تبلیغی کرتے رہے ہیں۔ اور آپ کی اور حضرت امیر بخارا کی صحبت قدسی سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور ایک ہندو ریاست نے لکھنؤ سے خیر خواہ بھیجا تھا۔ کہ یہ شیدائی صاحب تو جہادی خیالات کے ہیں۔ تو آپنے ان کا بڑے زور شور سے رد فرمایا اور ثابت کیا کہ پاک صحیفوں میں اسی لئے ہوتی ہیں۔ جو قلب ثابت کر دیں۔ شاید یہ اسی عجیب العقول قوت قدسیہ کا اثر ہے کہ خاکسار پنجاب کو چھوڑ کر کابل میں جا پڑا تھا۔ یہ تو اسے نہیں ہو سکتی کہ شیدائی صاحب جیسے مبلغ دنیا پر اور آپ جیسے محسن ذی وقار سے بلا حصول اجازت چلے گئے ہوں اور اگر کوئی اختلاف ہوتا۔ تو بیشمار صفحوں میں ضرور اس کا ذکر

آتا معلوم ہوتا ہے۔ وہ کچھ خاص پیغام یا کام لیکر بھیجا گیا ہے
ہی کے مقاصد کی تکمیل کیلئے آئے ہیں۔ آپ سے بہتر
ہوں۔ بات یہ کہ ان کی دینی حال کیا ہے۔ میں یہ بھی معلوم ہے
کر شیدائی صاحب نے ہمارے بعض زیر تکمیل کتابوں کی تحریر کا جواب
جو ذاتیات پر مبنی ہے۔ اس میں مخالفت کا دوسرا ایک خاص انداز
ہم سب کو نظر آتا تھا۔ جس کے انٹرڈیوس کرنے
کے لئے یہ تقریب کافی ہوگی۔ "سابق بیچ پیغام صلح"
اللہ تعالیٰ نے ایک کرشمہ اس کے جواب میں ظاہر
کیا تھا جس عجیب و غریب رازداری کی باتیں تھیں
اب واقعات اس تصریح کر رہے ہیں۔ شیدائی صاحب
کابل کی سرزمین آزادی میں براجمان ہیں۔ اور وہیں سے
اپنے ہموطنوں پر آوازے کس رہے ہیں۔ اور انہیں
نفس پرستی و بے کے پنجے سے نجات دلانے میں اور پرانے
کے بے غیرت کا خطاب دے رہے ہیں۔ خلیفہ اس لئے کہ
مسلمان کہلا کر ترکوں سے کیوں بھاگ گئے۔ لیکن شیدائی صاحب
کی خدمت میں اگر کوئی دلچسپا کلمہ گو یہ عرض کرے کہ
حضرت! آپ بھی تو ہوس ہی طلب فرما رہے ہیں۔ چنانچہ
[illegible]
فشا کمیشن سے تین ہزار روپے
ہوئی ہے اور کچھ مخصوص نوجوانوں
ہیں۔ بہتر ہے کوئی بڑا کام ڈاکٹر صاحب
بھی تشریف لے جائیں۔ اور مجھے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ
صاحب کے روزافزوں ایثار سے توقع ہے کہ وہ اس
خدمت کو بخوشی اپنے ذمہ لینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
کابل کے سب کے سب اخوی تو پہلے ہی "حضرت امیر امیر اللہ"
کے ساتھ ہیں۔ اس جماعت کو بھی تقویت پہنچیگی۔ اور
اگر ہمارے محبت جناب شیخ صوفی بخش صاحب بوٹ فروش
اپنا کام وہاں منتقل فرمالیں۔ تو پھر اگر کوئی نیا امیر
نہ ہوگا۔ تو کم از کم شیخ بیعت" کا تانتا ضرور بندھ
جائیگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مخلص شیخ پر
اگلی مجلس شوریٰ میں ضرور غور ہوگا۔ گو میں اس کا ممبر نہیں مگر
توقع ہے کہ کوئی ممبر صاحب خصوصاً میرے دیرینہ کرم فرما
شیخ محمد حسین صاحب ضرور اس سوال کو پیش آپ
کرکے ثواب حاصل فرمائینگے۔ نیاز مند فقیر اکمل قادیان

حدیث کا حوالہ مولوی عطاء اللہ کو

کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ میں نے ایک نوٹ لکھا تھا
عطاء اللہ کو حدیث کا حوالہ مل گیا۔ اسپر پرکاش صاحب
نے تیسرے ایڈیشن تحریر میں اپنا چہرہ دیکھا۔ اور کہنے
لگا۔ اب میرے دوست گذشتہ اتحاد نے کچھ
فائدہ فرمائی ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ میری
تحریر کو اس کی اصل سپرٹ میں نہیں دیکھا گیا۔ بننے
ہر گز مولوی عطاء اللہ صاحب کے قید ہو جانے
پر استہزاء نہیں کیا۔ میں نے تو یہ لکھا تھا۔ کہ وہ جس
حدیث کے حوالہ کیلئے اس قدر بے قرار تھے۔
عملی طور پر ان کو سمجھا دیا گیا۔ کہ واقع میں اللہ تعالیٰ کا
اپنے بعض پاک بندے ایسے پیارے ہوتے
ہیں جیسے ماں کو اپنا بچھڑا ہوا بچہ۔
ایڈیٹر صاحب اتحاد نے لکھا ہے کہ:۔

"اگر مرزائی انا انزلناہ قریبا من القادیان
قرآن کی آیت کہیں۔ اور کوئی پوچھ بیٹھے۔ کہ
قرآن میں کہاں ہے۔ تو پھر اتفاق سے مرجائے
یا اس کے مکان کو آگ لگ جاوے تو
پھر ہی حضرات کہیں گے۔ اسکو قرآن کا
حوالہ مل گیا"

مگر یہ مثال درست نہیں۔ کیونکہ "مرزائی"
انا انزلناہ کو قرآن کی آیت کہتے ہیں۔ نہ کسی کو پوچھنے
کی ضرورت۔ نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مطلق سوال
یا اختلاف مذہبی پر کسی کو اس دنیا میں عذاب آتا
ہے۔ البتہ پاکان خدا کے مقابل میں شوخی و
شرارت سے کام لینے پر ضرور اسی دنیا میں
سزا ملتی ہے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کی نسبت
آپ ہی ایمان سے کہہ بیٹھے۔ کہ آیا ان کا طرز عمل
بمقابلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے لیکچر میں شریفانہ اور
موقنانہ تھا؟

۱۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ لیکچر عیسائیوں کے خلاف تھا۔ اور
اسلام کی تائید میں اور قطعاً کوئی بات فیما بین احمدی
مسائل سے متعلق نہ تھی۔

۲۔ کیا کسی کے لیکچر میں بولنا اور حوالہ حوالہ پکارنا باوجود یہ
جواب دیا جانے کے کہ حوالہ لیکچر کے بعد دیا جائیگا (جبکہ
مناظرہ بھی نہ ہو) شور مچانا اور گلا پھاڑنا اور آمادہ فساد
ہو جانا جائز ہے۔

۳۔ آپ ہی ایمان سے کہئے کہ جو الاسید عطاء اللہ صاحب پوچھنے
تھے۔ وہ انکو معلوم تھا یا نہیں۔ اگر معلوم تھا اور پھر بھی
بصد اصرار پوچھتے تھے تو یہ محض شرارت ہے اور فساد انگیزی۔ اور
لیکچر میں خواہ مخواہ دخل اندازی۔ اور اگر معلوم نہیں تھا تو ایکو
اقرار کرنا پڑیگا کہ مولوی عطاء اللہ صاحب سخت جاہل ہیں اور
علوم دین سے کورے۔ کیونکہ یہ حدیث متداول کتب حدیث میں
موجود ہے۔ اور ہمارے مدرسہ احمدیہ کے چھوٹے بچے بھی
اسکو جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سبق میں آتی ہے۔ جو شق آپ
مناسب سمجھیں۔ اختیار کریں۔

۴۔ باقی رہا یہ کہ ہم نے اسوقت حوالہ کیوں نہ بتا دیا۔ اسکی وجہ
اوپر لکھی جا چکی ہے کہ سید عطاء اللہ کی جہالت پورے طور پر ظاہر
ہو جائے۔ دوم اس لئے کہ پوچھنے والے کی نیت حق طلبی
نہ تھی۔ وہ محض فساد انگیزی چاہتا تھا اور لیکچر کو روکنا۔
آپ خود ہی انصاف فرمائیے۔ کیا کوئی شخص اسطرح لیکچر
دے سکتا ہے۔ اور حاضرین کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھ
سکتا ہے۔ جسے غلغلہ نقرہ پر ٹوکا جائے۔ جب ایک حوالہ
دیدیا جاتا اور اصولاً اس بات کو مان لیا جاتا کہ ہم سوالات کا
جواب لیکچر کے دوران ہمیں دینگے۔ تو پھر سوالات کا
ایک سلسلہ شروع ہو جاتا اور لیکچر نہ ہو سکتا۔ اسلئے کہہ دیا گیا کہ
لیکچر کے بعد حوالہ بتا دینگے۔ آخر خاکسار مذکر ہم نے فعلی رنگ
میں حوالہ دیدیا۔ اور ہم نے لیکچر کے بعد بذریعہ اشتہار مکمل حوالہ
چھاپ دیا۔ جس کے غلط ہونے پر تا حال کوئی کھڑا آپ لوگوں کی
طرف سے شائع نہیں ہوئی۔ آپ یقین کیجئے کہ سید عطاء اللہ کے
قید ہو جانے پر لوگ دوسرے کو مار کھا دیں آپ لوگوں نے ہی دی ہیں
نہ کہ ہم نے۔ ہمیں تو اسکے قید ہو جانے کا رنج ہے کہ وہ خدا کے مامور
کو نہ پہچان کر ہلاکت کی راہ پر چلے اور کچھ کی سزا پائی۔ (اکمل)

ہوا ایک نسخہ کے مضمون کا مسودہ چھپ رہا ہے۔ انشاء اللہ

روغن مسیحائی

یہ روغن مسیحائی ایجاد کردہ سوامی انوار حسین صاحب ایم اے ریٹائرڈ شاہ آباد کلاں ہے۔ جنہوں نے ۲۰ سال تجربہ کیا ہے اور جو اس میں نہایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے۔ سل کے کیڑوں کو ہلاک کرتا ہے اور جسم کو بڑھاتا ہے۔ علاوہ اس کے کھانسی اور نزلہ کو اپنے کیے کا حکم رکھتا ہے۔ اسوقت تک جس کے صدہا شاہد موجود ہیں۔ اس روغن کا ہر گھر میں موجود رہنا مفید خلائق ہے۔ اکثر پیچیدہ مستدات میں یہ مرض کو دور کر دیتا ہے پایا جاتا ہے۔ فی تولہ صرف چھ آنہ محصول ڈاک ۲ آنہ علیحدہ

المشتہر۔ سید عزیز الرحمن قادیان دارالامان

عشق زدجام

اس نسخہ کو تمام حکماء نے مانا ہوا ہے۔ جو اپنے معجز نما اثر میں اکسیر اعظم سے بے مثل ثابت ہوا ہے۔ علاوہ مردوں کے عورتوں کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔ ڈسپانسر اور محسن وامپکا سے سبقت لے گیا ہے۔ اس کے نام میں پورا نسخہ موجود ہے۔ جامع عورد بنانا چاہیں۔ ۴ ماہ کے ٹھٹ روپیہ ڈاکدیں۔ اس کا نام ہم نے درد بھرا رکھا ہے۔ قیمت گولیاں فی رجن ۴ر

المشتہر

سید عزیز الرحمن۔ قادیان دارالامان

احمدیہ فرنیچر کمپنی

جو احمدی احباب تجارت میں شریک ہونا چاہیں اس پتہ سے قاعدہ تجارت طلب فرمائیں۔ خاکسار حسین خانصاحب احمدی ناظر محکمہ خیر نگر میرٹھ۔ اسکے علاوہ ہر قسم کا مال تیز کرکی۔ مسہری وغیرہ ساخت بریلی قادیان میں موجود رہیگا۔ جو احباب خواہش کریں آنہ ہوگا تاجروں کیواسطے براہ راست باکفایت روانہ کیا جاویگا۔ احتیاجروں کے نام بیٹی وی پی روانہ ہوگی باقی احباب سے پیشگی روپیہ آنے پر

انکی شاہین الفضل قادیان۔ پشاور۔ بریلی اور منصوری قائم ہوئی ہیں۔ ہیڈ کوارٹر میرٹھ رہیگا۔

المشتہر۔ سید عزیز الرحمن قادیان دارالامان

اپنے پیسے کی چکی

یہ ہے کارخانہ جس میں چکی چلتے ۱۰ اور پیسنے کے ۲ قسم کا رخانہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ وہر ذعائی کا کام ہر قسم کا عمدہ صفا تیار ہوتا ہے۔ نرخ کا بذریعہ خط دلچسپ کریں۔

المشتہر

مستری غلام حسین محمد فیضع آئرن مکینی ٹالہ شاہ گورداسپور

ایک نادر موقعہ

اندرون شہر قادیان دارالامان نزد مسجد مبارک متصل مکان منشی محمد صادق صاحب ایک قطعہ اراضی بمقدار تخمینی اندازاً ۲۰۰ مربع گز قابل فروخت ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں، خط سے طے کریں۔

خاکسار عزیز الرحمن ناظم عمومی ہوٹل قادیان دارالامان

چاندی کے عجیب موتی

خالص چاندی کے یہ نہایت ہی خوشنما موتی ہو بہو بالکل سچے موتیوں کے مشابہ اور پانی بہت کی قدیمی صنعت نیز دیسی سنگار کا بہترین نمونہ ہیں۔ انکی لفریبی عمدگی خوشنمائی خوبصورتی، نفاست نزاکت چمک دمک پائداری اور مضبوطی کی تعریف اور تصدیق وہ ہیں جن سے زیادہ اخبارات ورسائل بذریعہ ریویو کر چکے ہیں۔ یہ اصل موتیوں کی مانند گول، صاف اور نہایت ہی چمکدار ہیں۔ دلفریبی۔ خوشنمائی اور نفاست میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بداحتیاطی سے خراب یا میلے ہو جانے پر نہایت آسانی سے چمکدار اور بھلا ہو سکتے ہیں۔ لہذا ہمیشہ خوشنما چمکدار اور کارآمد رہتے ہیں نیز ہر وقت مالی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہار اور گلوبند بنانے، مختلف اور طالبوں وغیرہ میں ڈالنے کے لئے عام موتیوں کی طرح ان کے درمیان سوراخ ہیں۔ اگر موتی شکستہ کے مطابق نہ ہوں تو واپس فرما کر قیمت منگا لیں۔ قیمت علاوہ محصول صرف تین روپے فی درجن۔

پتہ۔ شیخ محمد انوار الدین پانی پت محلہ قصاباں

ایک سوال

انجمن ایجاد کردہ سیدہ کی میریاں بنانے کا شین خریدنا کیوں ضروری کام ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ اس مشین نے بیکار کا بہتر وقت بچا کر سینے سے لگا دیا ہے اور خوبی یہ کہ ناپ کی چولا کٹنے سے بچ گئے اور مضبوطی میں ساٹھ بارہ فیصد میریاں بنتی ہے۔ وقت بھی تقریباً سوا سیر ہے۔ دوسری مشینوں کی طرح دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے اس میں ایسا پڑھا لکھا ہے کہ جہاں چاہو گھما لو اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر قسم کے بچوں کے لئے بطور پر ہے اور فی گھنٹہ ۲ پیسے خرچ ہے

پتہ:۔ فضل کریم۔ عبدالکریم۔ قادیان۔ پنجاب

بھاگلپوری ٹسری کپڑا

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ٹسری کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالےٰ روانہ کئے جاتے ہیں بالخصوص لنگیوں اور صافوں یعنی پگڑیوں کا

مال عمدہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرطیکہ

لیتے ہیں جس محصول ڈاک ورفت زمرہ

لفافوں سے سیر کام نہیں لیا گیا۔ صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے جو ایک مسلمان کا کام ہے فقط۔

المشتہر۔ عبدالحکیم احمدی۔ ڈاکخانہ ناظم نگر بھاگلپور

آریوں کے چار بنیادی مسائل

تالیف۔ قدوۃ المبلغین حضرت مولانا سید السید عالم صاحب

ایک کیل کی نظر تنقید

ماہ جون کے تشحیذ میں مندرجہ عنوان معرکۃ الآراء مضمون چھپا ہے جو صاحب خریدار نہیں، خریدار بنکر صرف ۳ ہر میں یہ لے سکتے ہیں۔ جو خریداروں کے لئے ہے

تشحیذ قادیان

ہندوستان کی خبریں

خلاصہ ۲۶ مئی۔ کلکتہ۔ ۲۵ مئی اسکاٹش ایڈیشن نے مجلس قانون ساز کے اس ایکٹ کو ملاحظہ یا دوبارہ غور کے لئے واپس بھیج کر قانون سماع مصنفہ ۱۹۱۸ء اور قانون اضافہ مجریہ ۱۹۱۹ء کو منسوخ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

خلاصہ ۲۶ مئی مسٹر جی۔ ایف ایل۔ پنجاب گورنمنٹ کا نگلری نے گورنمنٹ پنجاب کے چیف سیکرٹری کے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔

خلاصہ ۲۲ مئی۔ خبر آئی ہے۔ کہ امان اللہ کابل کے خان بہادر غلام مرتضے پولیٹیکل ایجنٹ کرم کا انتقال ہو گیا اور مسٹر سکرٹری افغان مشن کابل کے کٹ رک جانے سے کابل میں انتقال ہو گیا۔

الہ آباد ۲۲ مئی۔ یہ دیکھئے کرشنا کانت ایڈووکیٹ جناب صوبجات متحدہ

ایڈیشنل ممبر مجلس وضع قوانین ... در پر جانہ ہوا ہے۔ ... میں تحقیقاتی کمیشن بیٹھا تھا۔ کمشنر ان نے پنڈت صاحب کے حساب کو ناجائز قرار دیا ہے۔

حیدرآباد سندھ۔ ۲۲ مئی۔ مسٹر ... کے ... انکار ... جے رام داس دولت رام اور ... کے باعث جرمانہ بھائی گھوسن مل کو بمبئی روانہ کیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حیدرآباد کی عدالت ... میں بطور اسیسر کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ... کو جرمانہ ادا کرنے سے بھی انکار کر دیا ... اس لئے ان کی شقہ و جائداد کی قرقی کے وارنٹ ... ہوئے ہیں۔

الہ آباد ۲۱ مئی۔ پانیر کو معلوم ... ہوا ہے۔ کوریا سے خبر گئی تک ... کا اجرا ... ہفتہ ... نوبین فوجیں لانے بھیجنے ... کا بیان ... ملیشیا کا افتتاح کیا گیا۔

خلاصہ ۲۶ مئی معلوم ہوا ہے مسٹر تھامسن کی دفتر کمشنر اکسٹنی وائسرائے نے خارجیہ میں تقرری مسٹر تھامسن سابق پرائیویٹ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو دفتر خارجیہ میں خدمات سرانجام دینے کیلئے مقرر فرمایا ہے۔

شہنشاہ معظم کا ہفتہ کے روز چار جون کو ہندوستان میں بادشاہ سلامت کی پیدائش کا یوم ولادت منایا جائیگا۔

کلکتہ ۲۱ مئی کل مسٹر بیشہ چاریہ کو کالی داس کا مجسمہ شکور و معروف ناطور کالی داس کا سنگ مرمر کا ایک نہایت عمدہ مجسمہ بنتھرام میں ملا جس پر پانچ مختلف تحلیں منقش ہیں۔ مرکزی تصویر کالی داس کی ہے۔

مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کو مسٹر مقدمہ قتل تنکانہ صاحب سپرد کر دیا۔ مسٹر زیر دفعات کے ملزم ستش سپیرد ۳۰۲ و ۱۴۹ و ۱۴۸ تعزیرات ہند اور زیر دفعات ۳۰۷ و ۱۴۹ و ۱۴۸ تعزیرات ہند سکھوں کا تنکانہ صاحب کے تورد وارہ کے اندر یا باہر قتل یا ترغیب قتل کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔ اور رنگا سنگھ کو گولی مارنے اور شہادت کو اخفیں جرم پوشیدہ کرنے کا الزام بھی عاید کیا گیا ہے۔ باقی پچاس ملزمین پر بھی اسی قسم کا الزام زیر دفعات مذکورہ لگایا گیا ہے۔ ان سب کو مشن سپرد کر دیا گیا۔

خلاصہ ۲۶ مئی وائسرائے نے لیجسلیٹو اسمبلی کے لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبروں کا ممبروں کا الاؤنس روزانہ الاؤنس ۱۵ روپیہ کے بجائے ۲۰ روپیہ کر دیا ہے۔

معاصر ہوم لکھتا ہے۔ ایک معتبر مسلمان لیڈران اور ذریعہ سے اطلاع ملی ہے اور جدید وائسرائے کرنیر اکسلنسی لارڈ ریڈنگ بہادر نے جناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور علی برادران سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور مسٹر گاندھی سے کہا ہے کہ وہ ہز اکسلنسی کی اس خواہش سے مذکورہ صدر چاروں مسلمان لیڈران کو اطلاع دیدیں۔ اور ان کے شملہ آنے پر آمادگی ظاہر کرنے پر وقات وغیرہ کا تعین کرا دیں۔

سر ہینٹ اپنے اخبار نیو انڈیا مسٹر بیسنٹ ولایت کو میں لکھتی ہیں۔ کہ میں اپنے مقدمہ کی پیروی کے لئے ولایت جا رہی ہوں۔ میری درخواست پر اس مقدمہ کو دو مرتبہ ملتوی کرایا گیا تھا۔ اب میں تیسری بار اس کے التوا کی درخواست نہیں کر سکتی۔

خلاصہ ۲۶ مئی ایک سرکاری اعلان سرحد پر ٹرائی نظر ہے۔ کہ ۲۰ سال کے ایک دستہ پر دشمن نے ۲۱ مئی کو عیدک کے قریب حملہ کیا۔ دشمنوں کے آدمیوں کی تعداد قریباً ۸۰ تھی جو عیدک اور رسید گی کے کمک پہنچنے پر خود آپس میں ہو گئے۔ تین ہندوستانی سپاہی ہلاک اور دو مجروح ہوئے عیدک بنوں سے بجانب مغرب ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اشتہار

عید کا تحفہ

فائدہ ۔۔۔ کہ عید کے موقعہ پر لوگ بچوں کو اپنی طرف سے تحفے تحائف دیتے ہیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے بڑی تقطیع پر سرخ و سبز رنگ کا نہایت خوبصورت قطعہ شرائط بیعت کا طیار کرایا ہے۔ کاغذ نہایت قیمتی اور چکیلا ہے قیمت صرف ۱ آنہ ہے۔ یکمشت منگانے والوں کو روپیہ کے چھ عدد دیئے جائینگے۔ ایک دو قطع منگانے والوں کو ۳ کے حساب سے ٹکٹ بھیج دینے چاہئیں۔ ڈاک کے زائد اخراجات سے بچیں۔

ملنے کا پتہ

احمدیہ کتاب گھر قادیان

ممالک غیر کی خبریں

مصر میں فساد

قاہرہ اور سکندریہ میں تازہ حالات

قاہرہ ۲۰ مئی۔ وزارت کے خلاف جو مظاہرہ ہوا اس کی وجہ ظاہر یہ ہے کہ انتہا پسند اس مصری وفد کو رد کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ مدلی پاشا وزیر اعظم مصر کی زیر صدارت لندن کو جا رہا ہے۔ تاکہ برٹش گورنمنٹ مصر کے سیاسی معاملات کے متعلق بات چیت کرے۔ مظاہرہ کرنے والوں نے سوار پولیس پر اینٹیں اور پتھروں سے حملہ کیا۔ اور بوتلوں میں ریت اور لوہے کے ٹکڑے بھر کر پھینکے۔ جن سے تیس گھوڑے زخمی ہوئے۔ پولیس کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ کیونکہ انہیں گولی چلانے کی اجازت نہیں ہے مصری بم بردار وں نے مداخلت کر کے فساد فرو کیا۔ بلوائیوں میں سے ایک مارا گیا۔ کئی زخمی ہوئے۔

مصری رسالے کا دھاوا

لندن ۲۱ مئی۔ جو بلوائی کل مارا گیا تھا۔ اس کے جنازے پر پھر فساد ہوا۔ لوگ پولیس پر برابر حملہ کرتے رہے تین گھنٹے بعد مصری رسالہ طلب کیا گیا۔ اس کے دھاوے میں تین آدمی مارے گئے۔ اور گیارہ زخمی ہوئے۔ پولیس کی خاموشی کی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔ یورپینوں پر پتھر پھینکے گئے۔ ویور ٹرکا نامہ نگار بھی مشکل سے بچا۔

اسکندریہ میں تمام ملن نواز پارٹی کی حمایت میں مظاہرے ہوئے۔ فساد بھی ہوا۔ جس میں کئی مارے گئے۔

مصر میں یورپینوں پر حملے

لندن ۲۳ مئی۔ اسکندریہ کا ایک پیام مظہر ہے کہ حالت خطرناک ہے۔ ایک افواہ پھیلی تھی۔ کہ کسی یونانی نے ایک مصری کو مار ڈالا ہے۔ اس پر مصری یونانیوں اور دوسرے یورپینوں پر پل پڑے۔ کہتے ہیں کہ بہت سے اشخاص مارے گئے۔ زخمیوں کی گاڑیاں رات بھر زخمیوں کو اسپتالوں میں پہنچاتی رہیں۔

ناوفرو ہو گیا

لندن ۲۳ مئی۔ اسکندریہ کا ایک سرکاری پیام ظاہر ہے۔ کہ فساد ہٹ گیا ہے۔ کچھ لاشوں سے جگہ جگہ گلیاں چلتی ہیں۔ اور حکام انہیں کلوروفارم کی مدد سے صاف کرنا چاہتے ہیں۔ ۲۳ اشخاص ہلاک اور ۲۳۰ مجروح ہوئے ہیں۔ کسی یورپین کا نقصان نہیں ہوا۔

یورپینوں کا نقصان

اسکندریہ ۲۳ مئی۔ ان فسادوں میں ۵ یورپین مقتول اور ۲۰ مجروح ہوئے ہیں۔

امن قائم کر دیا گیا

نظارت خارجہ برطانیہ کا ہے کہ مصر میں امن و امان قائم کر دیا گیا ہے ۳ ہوائی اسکندریہ میں اور تین قاہرہ میں ہلاک ہوئے۔ کل ۳۴ مصری سپاہی مجروح ہوئے ہیں۔

اسکندریہ پر قبضہ

برٹش افواج نے اسکندریہ شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ یورپینوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

متفرق خبریں

حکومت افغانستان کو الٹنے کی کوششیں

پشاور ۲۳ مئی۔ کابل کا ایک اخبار کہتا ہے کہ بخارا میں ایک افغانی انقلابی سوسائٹی بنی ہے جو کہ مقصد افغانستان کی موجودہ حکومت کو الٹ دینا ہے۔

جرمنی نے شرائط پوری کر دیں

لندن ۲۱ مئی۔ برلن کا ایک تار مظہر ہے۔ نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جرمنی نے اپنی فضا کو غیر مسلح کرنے کے متعلق اتحادیوں کے الٹی میٹم کی شرائط پوری کر دی ہیں۔

فرانس کی بادداشت سلیشیا کے متعلق

فرانس نے برعایہ عظمیٰ کے نام ایک یادداشت بھیجی ہے کہ بالائی سلیشیا کی حالت بہت خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔ جرمن فوجوں کو وہاں کمک پہنچ رہی ہے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں کارپچو کی طرح شورش نہ شروع ہو جائے۔

پرتگال میں انقلاب

لندن ۲۳ مئی۔ لزبن صدر مقام پرتگال سے آمدہ تار مظہر ہیں کہ وہاں پر ایک انقلاب ہو گیا ہے۔ فوج نے وزارت کو مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔ شاہی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے سے اس تحریک کا کچھ تعلق نہیں۔

انگورا کی وزارت کا استعفاء

قسطنطنیہ ۲۳ مئی۔ انگورا کی وزارت نے استعفا دے دیا ہے۔

قوم پرست ترکوں کی گورنمنٹ کی پالیسی کا ایک حصہ ہے کہ بولشویکوں سے کچھ نہ کچھ اتحاد عمل کیا جائے۔

پولینڈ کی فتح

برلن ۲۳ مئی۔ ۱۰ بجے کا تار ہے پولینڈ والوں کی فتح ہو رہی ہے۔ انہوں نے بالائی سلیشیا پر قبضہ کر دیا ہے۔ روز برگ کے قریب میں جنگ بھی ہوئی ہے۔

چرخ کا میابی

جو جنوں نے اوڈر کے قریب حملہ کیا تھا اپنی ابتدائی کامیابی پر خوش ہیں۔ کروز برگ۔ فرنکفورٹ اوڈر کے پاس لڑائی ہو رہی ہے۔ بہت سے شہر والوں کا نقصان ہوا ہے۔

تین سخت بمبئی

اوڈر پر سخت جنگ بعد تین دن

بیس ہزار سپاہ کی ایک فوج زرہ پوش گاڑیوں کے ساتھ روز برگ ریلوے پر

ایک صفحہ بقیہ

سے گلیوٹز پہنچے

کر رہے ہیں۔

فوجی حلقوں میں بے چینی پھیل رہی ہے۔

مجرمین جنگ عدالت میں

لندن ۲۳ مئی۔ لیپزگ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں جنگ کے مجرمین کا مقدمہ شروع ہو گیا ہے سب سے پہلا ملزم جو عدالت کے سامنے پیش ہوا اس کا نام سرجنٹ ہیمن ہے۔ اس پر جنگی قیدیوں کے ساتھ برا سلوک روا رکھنے کا جرم عاید کیا گیا ہے۔

جمعیۃ الاقوام کی کونسل کا جلسہ۔

جنیوا ۲۳ مئی۔ جمعیۃ الاقوام کی کونسل کا جلسہ ۲۱ جون سے ملتوی ہو گیا ہے تاکہ بعض ممالک کے نمائندے جنیوا ۲۱ جون کو ضروری مشورے کر لیں۔ بعد میں آکر شریک جلسہ ہو سکیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر کان کیلئے شائع ہوا)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اب گیارہ غلام خرید کر لائے ہیں پھل لانیوالے دن

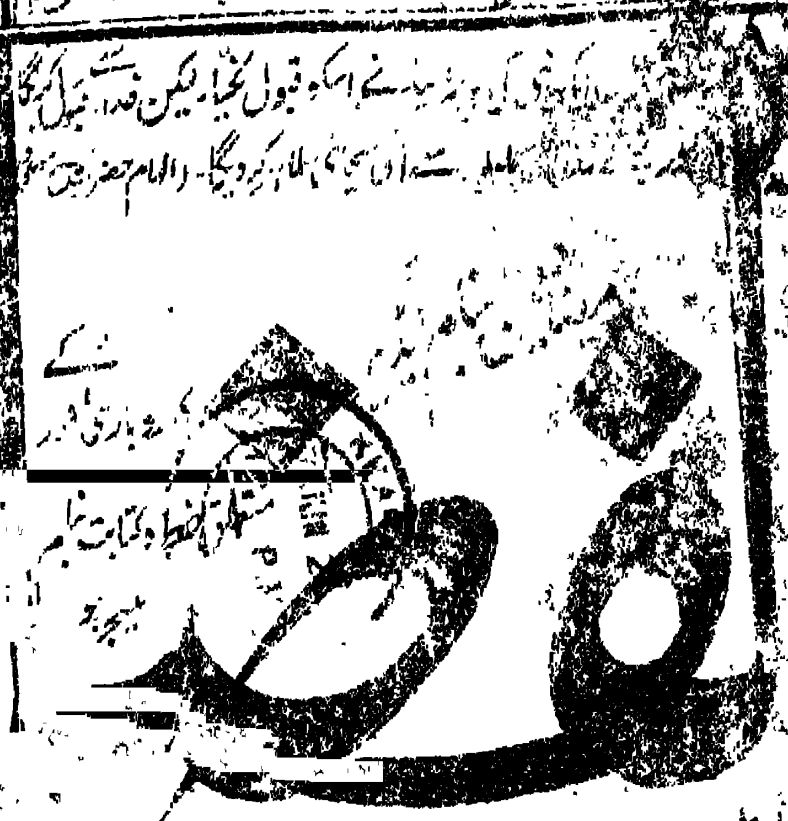

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۹۱ جلد ۹ مورخہ ۵ جون ۱۹۲۱ء | ۲۵ رمضان ۱۳۳۹ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۔ نے باوجود ناسازیٔ طبع ۳ جون کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

آپ کے صدقۃ الفطر نصف صاع غلہ کی قیمت ۴ اور پورے کی ۸ مرزئی کس کے حساب سے وصول کی گئی ہے ۔ اور عید سے قبل جمع کر کے مستحقین پر خرچ کی گئی ۔

مکرم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تالیف و اشاعت ایک ضروری کام کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے ۔ اب واپس آ گئے ہیں ۔ دفتر تالیف سے جن احباب کو خطوط کا جواب توقف سے ملا ہو ۔ وہ اس کی وجہ جناب سید صاحب کی عدم موجودگی خیال فرماویں ۔

گذشتہ اتوار کے بعد مسجد اقصیٰ میں معتکفین کی تعداد ۲۹ تک پہنچ گئی تھی ۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بیرونجات سے بہت سے احباب تشریف لائے ۔

انشاء اللہ تعالیٰ ۲۷ جون کو جناب حافظ روشن علی صاحب سارے قرآن کریم کا درس ختم کریں گے ۔

مسجد مبارک میں جہاں سحری کو نماز تراویح ہوتی تھی کئی دن ہوئے قرآن کریم ختم ہو چکا ہے اور مسجد اقصیٰ میں ۵ جون کی رات کو ختم ہو گا ۔ سورہ ق سے آخر تک صاحبزادہ میاں ناصر احمد نے قرآن سنایا ۔

بیرونی احباب چاند دیکھ کر عید کریں ۔ قادیان میں جس دن رمضان کا چاند دیکھا گیا ۔ اس کا حساب لگا کر عید نہ منائیں ۔

ٹائیفائیڈ

(نوشتہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ۔ ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء)

ایک اور نومسلم

ڈاکٹر ٹیگو سے ملاقات

میں قریباً ایک ماہ سے خط نہیں لکھ سکا ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میں بیمار رہا ہوں ۔ ایک قسم کا انفلوئنزا تھا جسکی وجہ سے قریباً دو ہفتہ تک طبیعت کو سخت ضعف رہا ۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے ۔

میرے حالات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بیمار

نئے مکان پر کام باقاعدہ شروع ہو گیا ہے۔ اور ہمسایہ لوگوں سے تعارف بھی ہو چکا ہے۔ پہلے مکان کے پرانے دو ہمسائے اور دو اَور مکانوں کے علاوہ ایک مکان کے قریب قریب ہو کے رہ گئے۔ جو اس ملک کے لحاظ سے ایک خاص تعداد ہے۔

ایک اور نومسلم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نومسلم بھائی عطا فرمایا ہے۔ ان کا نام کارل فریڈرک ہیرمان ہے اور آپ آسٹریا کے رہنے والے ہیں۔ احباب انکی استقامت کیلئے دعا کریں۔

ڈاکٹر سنگھ

بنگال کے مشہور شاعر آجکل لندن میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کے مکان پر جا کر ان سے ملاقات کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ آپ اس بات کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین کو ایک نبی کے ظہور سے مشرف فرمایا۔ کہ ایشیا بھی یورپ کی طرح ایک اجنبی رنگ میں اپنے علوم و فنون کا اظہار کرے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ لوگ بھی اس یونیورسٹی میں ایک پروفیسر قائم کریں۔ تا آپ لوگوں کے خیالات بھی غالب طور کو پوری پوری واقفیت ہو سکے۔ اور مجھے تاکید سے کہا کہ میں اب ہندوستان جا رہا ہوں۔ جب آپ وہاں آئیں تو مجھے ضرور یونیورسٹی کے ہیڈ کوارٹر میں ملیں۔ میں نے انکو کے متعلق عرض کیا کہ یورپ کے اتحاد کی اصل وجہ عیسائیت ہے۔ اگرچہ یورپ میں بھی ایک زمانے میں [illegible] کا یہ عقیدہ تھا کہ تمام یورپ [illegible] حضرت مسیح کی وجہ سے ہی ہے کہ تمام یورپ کا عیسائیت سے ہی وجہ ہے کہ تمام [illegible] حضرت مسیح کی وجہ سے ہی ہے کہ تمام یورپ کا عیسائیت سے ہی وجہ ہے کہ تمام [illegible] اسلام کی تعلیم پر عمل کرنیوالوں کو ہو انعام ہے اسلام کے ماننے والوں کو ہو انعام ہے اسلام کے ماننے والوں کو ہو انعام ہے اسلام کے ماننے وال

مولوی ثناء اللہ کے منکر حدیث جھوٹ

(۲)

دوسرا کذب جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ پہلے مولوی صاحب پرچہ اہلحدیث مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۳ پر "تذکرۃ الشہادتین" کی مندرجہ ذیل عبارت اس طرح نقل کرتے ہیں:۔

"اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۶)

اور اس کے بعد احمدیوں سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتے ہیں:۔

"یہ احادیث جن کا تمہارے حضرت اقدس نے یہاں حوالہ دیا ہے۔ کس کتاب میں ہیں؟"

ممکن ہے کہ ناظرین مولوی ثناء اللہ صاحب کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھے ہوں۔ اسلئے میں مذکورہ بالا عبارت کی توضیح و تشریح بھی مولوی صاحب کے ہی الفاظ میں کر دیتا ہوں۔ مولوی صاحب اپنے مطلب کی توضیح و تشریح اہلحدیث مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء میں ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"یعنی یہ کسی حدیث میں دکھاؤ کہ واقعہ صلیب (جو بقول یہود و نصاریٰ اور حسب اعتراف مرزا صاحب حقیقت صفحہ ۳) جو حضرت مسیح کو ۳۳ سال عمر میں پیش آیا تھا۔ اس کے بعد ۱۲۰ سال عمر حضرت ممدوح نے پائی۔"

پھر اسی اخبار میں لکھتے ہیں:۔

"راز حقیقت کو ہماری پیش کردہ عبارت صحیح اہلحدیث اور پرچہ سے ملا کر دیکھو تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ (بقول مرزا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ساری عمر ۱۵۳ سال تھی۔ اس ۱۵۳ سال کے ثبوت کا ہم سے مطالبہ کیا تھا"

مولوی صاحب کی مختلف عبارتوں کا لب لباب یہی نکلا کہ حضرت مرزا صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ واقعہ صلیبی حضرت عیسیٰ کو ۳۳ سال عمر میں پیش آیا تھا۔ اور باوجود اس اعتراف کے تذکرۃ الشہادتین میں حضرت مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ "اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ۱۲۰ برس عمر پائی" صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب یہاں پر کسی ایسی حدیث کا ذکر کر رہے ہیں۔ کہ جس میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۵۳ سال قرار دی گئی ہے۔ اس کے متعلق مولوی صاحب کا مطالبہ ہے۔ کہ مجھے اس حدیث کا پتہ دیا جائے کہ جس میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۵۳ سال بتلائی گئی ہو۔

مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسےٰ کی عمر باختلاف روایات کہیں ۱۲۰ برس لکھی ہے۔ اور کہیں ۱۲۵ برس۔ لیکن کسی کتاب میں بھی آپ نے حضرت عیسیٰ کی عمر بحوالہ حدیث ۱۵۳ سال نہیں بیان کی۔ ثناء اللہ صاحب جن کو مسیح موعود کی کتابوں سے واقف ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور جنہوں نے لکھا ہے:۔

"بفضلہ تعالیٰ دعویٰ کے بیسیوں کھانے سے ہم اتنے واقف ہیں کہ ہم کو کسی اور گواہ کی حاجت نہیں، اور نہ کبھی ہوئی۔ بلکہ نہ ہوگی۔ انشاء اللہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ مرزائی کے مُرید مرزائی ملفوظات کو ہم سے زیادہ نہ جانتے ہونگے"

(اہلحدیث مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء)

پھر نہ معلوم یہ ۱۵۳ سالہ حدیث کا حوالہ مولوی صاحب نے مسیح موعود کی کس کتاب میں پڑھا ہے کہ جس کی بنا پر یہاں ۱۵۳ سال عمر کا مفہوم نکال رہے ہیں۔ بہتر ہوتا۔ کہ پہلے ان کتابوں کو کسی احمدی سے پڑھ لیتے۔

اگر مولوی صاحب کہیں کہ یہ ۱۵۳ برس عمر والا مفہوم خود حضرت مرزا صاحب کی عبارت سے واضح ہے۔ تو اس کے جواب میں مولوی صاحب یاد رکھیں کہ یہ غلط مفہوم ہرگز عبارت مذکورہ بالا سے نہیں نکل سکتا۔ ہاں اس صورت میں نکل سکتا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود کا تذکرۃ الشہادتین والا فقرہ یوں ہوتا اور احادیث میں آیا ہے۔ کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ۱۲۰ برس اور عمر پائی۔ لیکن جبکہ آپ کی عبارت میں لفظ اور نہیں۔ تو اس سے ۱۵۳ برس عمر کا مفہوم نکالنا بنا فاسد علی الفاسد ہے۔

رہا یہ کہ حدیث مذکور بیان کرتے ہوئے "اس واقعہ کے بعد" سے کیا مراد ہے۔ یاد رہے کہ یہ الفاظ حضرت مسیح موعود نے ایک وہم کے ازالہ کی غرض سے استعمال کئے ہیں۔ ممکن تھا کہ بعض لوگ حضرت عیسیٰ کی ۱۲۰ برس عمر والی حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے۔ کہ اس واقعہ کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی۔ اور بعد میں وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے۔ چنانچہ بعض غیر احمدی حضرات نے حدیث مذکور کے متعلق یہ لکھ بھی دیا ہے۔ دیکھو صحیفہ رحمانیہ صفحہ ۲۷۔

"جس وقت حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی۔ بعد نزول جو عمر آپ کی ہوگی۔ وہ اسمیں محسوب نہیں ہے"

پس ضرور تھا کہ مسیح موعود حدیث مذکور بیان کرتے ہوئے اس وہم کا ازالہ بھی کر دیتے۔ جیسے آخر ایک نہ ایک روز ظاہر ہونا تھا۔

بالآخر ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کے سمجھانے کے لئے (کہ حضرت عیسےٰ کی کل عمر ۱۲۰ برس ہوئی تھی۔ اور واقعہ صلیبی درمیان کا واقعہ ہے۔ اور مسیح موعود کے تذکرۃ الشہادتین والے فقرہ کا وہ مطلب نہیں۔ جیسا کہ مولوی صاحب سمجھے ہیں) حضرت مسیح موعود کی ہی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں کہ مولوی صاحب کو ایک احمدی اُستاد کی سخت ضرورت ہے۔ تاکہ مسیح موعود کی عبارتوں کو صحیح طور پر سمجھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب راز حقیقت میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ برس کی عمر ہوئی تھی۔ لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ ۳۳

پیش آیا تھا۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی عمر صرف ۴۳ برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صلیب کے بعد خدا تعالیٰ سے نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی

(حاشیہ از حقیقت صـ۲)

حوالہ مذکورہ بالا پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ باقی عمر سے واقعہ صلیبی کے بعد کے ۴۰ سال مراد ہیں جو ۱۲۰ برس پورا کرتے ہیں۔ نہ کہ صلیب کے بعد ۱۲۰ برس جیسا کہ مولوی صاحب نے خود غلط سمجھا ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے۔

محمد بہاء الدین خان ازدفتر تالیف و اشاعت قادیان

کشتۂ امرتسری کا نزال منطق

جیسا کہ الفضل میں ان لوگوں کو جو قادیان سے ناکام واپس جاکر یہ افواہ اڑا رہے ہیں۔ کہ ۳۰، ۳۵ احمدیت سے مرتد ہوئے۔ یہ چیلنج دیا تھا۔ کہ ایسے اصحاب کی ایک فہرست شائع کریں جس میں ان کا نام اور پتہ درج ہو پھر یہ ثابت کیا جائے۔ کہ وہ پہلے احمدی تھے باقاعدہ چندہ دیتے۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز قطعی حرام سمجھتے۔ اس کے جواب میں منشی مولا بخش صاحب کشتہ ایڈیٹر اتحاد رقمطراز ہیں کہ:۔

"اپنے تمام رجسٹر ۴ دن کے اندر اندر میرے پاس بھیجوا دیجئے۔ اور حلفیہ بیان لیجئے کہ کوئی رجسٹر باقی نہیں رکھا گیا۔ میں ان کا چندہ دینا ثابت کر دوں گا۔ جب چندہ دینا ثابت ہو گیا تو باقی باتیں خود ہی ثابت ہو جائینگی"

میں بار بار ان فقرات کو پڑھتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ میرے دوست کشتہ کو کیا ہو گیا۔ وہ کیوں اس قدر بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر مجھے سخت شرم آرہی ہے۔

حضرت! پہلے آپ نام اور پتہ تو تیس بلکہ چالیس آدمی کا شائع فرمائیے۔ جو غیر احمدیوں کے جلسہ کے موقعہ پر احمدیت سے تائب ہوئے۔ اس کے بعد اگر شک رہا۔ تو دیگر امور کا ثبوت بہم پہنچانے میں ہم حاضر ہیں۔ لیکن آپ ایسے آدمی ہی تو پیش نہیں کر سکتے۔ جو پنجوقتہ اور نماز پر گفتگو کی نوبت ہی کب آئیگی۔ پھر ایک ثبات نامعقول مطالبہ ہے۔ کہ صدر انجمن جو ایک رجسٹر ادا کرتی ہے۔ اس کے تمام رجسٹر غالباً بیس بیس سال کے آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔ اور آپ بچشم خود اطمینان سے اپنے فارغ اوقات میں ان کا ملاحظہ فرمادیں۔ اور انتظام صدر انجمن کے تمام کاروبار بند کر دئے جائیں۔ کیونکہ رجسٹر تو آپ کے پاس ہونگے طالبین بچارے دفتر میں بیٹھے کیا کرینگے۔ پہلے تو سنتے آئے تھے کہ بار ثبوت مدعی ہوتا ہے مگر اب سود بھی عدالتوں کا اجوا رہے۔ اور اس کا پہلا نمونہ جناب الارشاد گاندھی صاحب بفتوی مولوی ثناء اللہ صاحب پر قرار پایا ہے۔ کہ ثبوت مدعا علیہ پر۔ علاوہ صاف بات ہے جو شخص آپ پیش کر سکے۔ اس کی نسبت ہم عرض کر سکے۔ کہ یہ چندہ نہیں دیتا تھا۔ تو آپ صدر انجمن کی رسید پیش کر سکتے ہیں۔ جو بدستی یا بذریعہ ڈاک رقم پر دی جاتی ہے۔ بھلا رجسٹر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر ضرورت ہوئی۔ تو پھر ایسی ضرورت پیش آنے پر آپ کے لئے سہولت بہم پہنچا دی جائیگی۔ فی الحال آپ صرف نام اور پتہ ہی شائع کریں۔ جو احمدیت سے غیر احمدیت کے جلسہ کے موقعہ پر قادیان میں حاضر ہوئے۔ ورنہ بہتر ہے۔ کہ آپ خاموش رہیں۔ پہلے ہی بہت فضیحت ہو چکی ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ اپنی پردہ دری کر کے کیوں شرمسار ہوتے ہیں۔

افسوس ہمارے مخالفین میں ہی طبعی کا مادہ نہیں یا وہ وہ ہمارے مقابلہ میں استقلال و بہادری اور جرأت سے بھرپور لباس سادہ پھر ایسا اس طرح مجسم نہ ہوں۔ کہ یاد کیجئے اس [redacted] قادیان

ایک ضروری درخواست

سب سے پہلے تو میں اپنی محترم اور مکرم بہنوں اور قابل احترام بھائیوں کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ میرا بچہ جو کہ ایک سال کے عرصہ سے بیمار ہے۔ اب یہ بالکل بیمار ہو گیا۔ ہر دو ٹانگوں میں لقوہ سا ہو گیا ہے۔ کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ رمضان شریف کے بابرکت مہینہ میں میری صحت کے لئے بہت بہت دعائیں فرمائی جاویں کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز بندہ کو کامل شفا بخشے۔ نیز میں نے عرض کیا ہے۔ کہ زنانہ ہسپتال کے لئے چندہ احمدیہ ستوہات سے وصول کر کے میں پیش کروں۔ سو میری مخلص بہنیں اپنی اس قومی خدمت اور مفید تحریک پر لبیک کہیں۔ اور میری مدد کریں۔ کہ میں بھی بعض عہدیداریوں میں کہ جن کے نام تمام تحریک کرتی ہوں۔ وہ اپنے اپنے علاقہ کی مستورات سے چندہ وصول کر کے دفتر صدر انجمن میں بھجوا دیں اور رسید منگوا لیں۔ اور اس طرح تحریک بھی ہو گی اور ہر ایک چندہ دینے والی بہن کو رسید بھی مل جائیگی۔ اگلے جلسہ میں اپیل چندہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی بیوی نے پڑھی ہو گی۔ سو میں امسال پھر زور اور باقاعدہ کام کرنا چاہتی ہوں اور اپنی مخلصہ فاضل مکرم بہنوں کو امسال پھر توجہ دلاتی ہوں۔ کہ میری نہیں کمر بستہ ہو کر یہ کام کرینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہلے معذرت کر دیں ابھی تک کہ ان صاحب ضلعدار جہلم سے پھر بیت و اہلیہ مشرف الدین خان کوٹ قیصرانی سابقہ پیشکار صاحب لاہور سے و اہلیہ مستری اللہ بخش صاحب لنگر سے ہماری اخلاص مند سلمہ بیگم حیدرآباد دکن سے و سیٹھانی صاحبہ عبداللہ الہ دین سکندرآباد سے و بہادر دل جیتا چنو بیگم لاہور سے۔ گجرات سے اہلیہ ڈاکٹر۔ مہاکوٹ۔ فیروزپور کی بہنیں ہندو ستانی بہنیں اور عائشہ بیگم اور اہلیہ احمد نقیہ سے اسی کی نیز مخلص بہنیں ہیں۔ جن کے نام سے میں واقف نہیں مگر میری اخلاص مند ہیں وہ سب شامل کریں اور چندہ کے پیسے تار بھیجدیں تاکہ ہم بھی ثواب کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۲۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تقریر

پرکاش کے غیر معقول اعتراض

لوگ کیوں مسٹر گاندھی کے ساتھ ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ہجرت کی تقریر میں جو ۱۲ مئی کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ بیان فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے جو لوگ آتے ہیں۔ ان میں اور جو خود بخود کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان میں کس قدر فرق ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسٹر گاندھی کی مثال پیش کر کے فرمایا تھا۔

"دنیا میں بڑے بڑے فاتح ہوئے ہیں۔ اور لوگ بھی ہوئے ہیں۔ جن کے ساتھ لوگ جا پڑے۔ مثلاً آجکل ہندوستان میں مسٹر گاندھی ہی ہیں۔ بچے کے نعرے بھی آج ہندوستان میں لگائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی کہدے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اگر دنیا ہو گئی۔ تو کیا ہوا۔ مسٹر گاندھی کے ساتھ بھی تو لوگ ہو گئے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسٹر گاندھی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ عرب کے جن باتوں کا دعویٰ کرتے تھے جو عرب ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر مسٹر گاندھی وہ بات کہتے ہیں۔ جس کا مطالبہ خود ہندوستان کر رہا ہے"

اسی امر کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

"مسٹر گاندھی دیگر لیڈروں کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی گاڑی یا موٹر جدھر جا رہی ہو۔ ادھر چلتی چلے۔ اور ایک شخص پیچھے ہاتھ رکھدے اور کہے کہ میں اسکو چلا رہا ہوں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے جدھر گاڑی چل رہی تھی۔ اور جہاں اس کا رخ پلٹ کر دوسری طرف کو پھیر دیا"

مذکورہ بالا الفاظ کے متعلق اخبار پرکاش اپنے ۱۵ مئی کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

"ہمارے خیال میں مرزا محمود احمد صاحب نے اچھا نہیں کیا جو اس طرح مقابلہ کیا ہے۔ اول تو Comparisons are always odious. مقابلہ ہمیشہ خراب ہوا کرتا ہے۔ دوم ایک مردہ اور ایک زندہ شخص میں مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ سوم۔ دونوں کے کام کا دائرہ مختلف ہے۔ کئی آدمی ایسے ہونگے۔ جو ایمانداری سے مہاتما گاندھی کو حضرت محمدؐ سے بہتر انسان سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے اس خیال کا اظہار کر دیں۔ تو حضرت محمدؐ کے متعلق جہالت کی جو عقیدت ہے۔ وہ اس اظہار رائے کو برداشت نہ کریگی۔ مسلمانوں کے اندر حضرت کے متعلق کچھ اس قسم کی عقیدتمندی ہے کہ خدا کے متعلق تو سب کچھ سن لیتے ہیں۔ لیکن حضرت محمدؐ کے متعلق ایک لفظ بھی سننے کو تیار نہیں۔ عیسائیوں کی حالت مختلف ہے وہ برا نہیں مناتے۔ اگر کسی شخص کا عیسیٰ سے مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ کئی انگریز اپنے مضامین میں گاندھی اور عیسیٰ کا مقابلہ کر چکے ہیں۔ اگر مہاتما گاندھی کا حضرت محمد سے مقابلہ کیا جائے۔ تو اندیشہ ہے کہ کئی مسلمان ناراض ہو جائیں۔ اسلئے مرزا محمود احمد صاحب کو آئندہ اس قسم کے مقابلہ سے محترز رہنا چاہیئے"

پرکاش کو چاہیئے تھا کہ جس امر کے متعلق مسٹر گاندھی کی مثال پیش کی گئی تھی۔ اس کی نسبت کچھ لکھتا اور یہ ثابت کرتا کہ مسٹر گاندھی لوگوں سے کوئی ایسی بات منوا رہے ہیں۔ جسے وہ نہیں ماننا چاہتے۔ اور انہیں ادھر لے جا رہے ہیں۔ جدھر جانے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔ تاکہ مسٹر گاندھی کی طاقت اور قوت کا پتہ لگتا۔ اور معلوم ہوتا کہ عوام کو اپنے پیچھے چلانے کی ان میں کس قدر قابلیت اور اہلیت ہے لیکن چونکہ پرکاش نے اس پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور اعتراض کر دیا ہے۔ کہ مقابلہ ہی نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ "مقابلہ ہمیشہ خراب ہوا کرتا ہے" اسلئے ہم بھی پہلے اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعد میں بتائینگے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسٹر گاندھی کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

پرکاش نے اپنے اس دعویٰ کی کہ "مقابلہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے" بنیاد ایک انگریزی مقولہ پر رکھی ہے جس کے متعلق اول تو ہم کہتے ہیں۔ اس نے یہ کیونکر سمجھ لیا ہے۔ کہ اس مقولہ کو ساری دنیا صحیح اور درست سمجھتی ہے اور ہر انسان کے لئے حجت ہے۔ ہر قوم میں ہزاروں نہیں سینکڑوں مقولے مشہور ہیں۔ کیا ان سب کو پرکاش درست سمجھتا ہے۔ اور ان کے خلاف کرنا جائز قرار دیتا ہے اگر نہیں تو اس کا کیا حق ہے۔ کہ ہمارے خلاف بطور دلیل کے ایک انگریزی قول کو پیش کرے۔

دوم۔ اس کا یہ کہنا کہ "کئی انگریز اپنے مضامین میں گاندھی اور عیسیٰ کا مقابلہ کر چکے ہیں" ثبوت ہے اس امر کا کہ جو انگریزی مقولہ پرکاش نے پیش کیا ہے۔ اسکو خود انگریز درست نہیں سمجھتے۔ اور اس کے خلاف کرنا ان کے نزدیک برا نہیں ہے۔ ورنہ وہ کیوں گاندھی اور عیسیٰ کا مقابلہ کرتے۔ اس بات کو تسلیم کر کے پرکاش نے اپنی دلیل کو آپ رد کر دیا ہے۔

سوم۔ اہل مغرب کے نزدیک مقابلہ ہمیشہ برا ہو تو ہو۔ اہل مشرق تو کہتے ہیں۔ جب تک دو چیزوں کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ ایک کا حسن اور دوسری کا قبح پورے طور پر واضح نہیں ہو سکتا۔ اسی بات کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے فصیح و بلیغ کلام میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

گر نبودے در مقابل بدئے مکروہ سیاہ
[illegible]

گرفتاری کے بعد سے کارروائی ہردو
کے شدید مہربان آمنیر خان آشام را

روشنی را قدر از تاریکی است و نیکی
وزجہالت ہا معارف خود و قدر علم را

کیا ان اشعار میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس کی کوئی عقل مند انسان انکار کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ ایک چیز کا دوسری سے مقابلہ کرنا ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ اور اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی قدرت کے اس قانون کو رد کر سکتا ہے۔ جس کے ماتحت دن کے مقابلہ میں رات سکھ کے مقابلہ میں دکھ آرام کے مقابلہ میں تکلیف۔ میٹھے کے مقابلہ میں کڑوی۔ گرمی کے مقابلہ میں سردی۔ عقل کے مقابلہ میں کم عقلی۔ علم کے مقابلہ میں جاہلی اور اسی قسم کی بیسیوں باتیں رکھی گئی ہیں تو اس کا اختیار ہے کہ "مقابلہ" کو ہمیشہ کے لئے برا کہہ دے یا اگر ان متضاد باتوں میں وہ کوئی فرق نہیں پاتا۔ تو اس کا حق ہے۔ کہ جو لوگ مقابلہ کے ذریعہ انہیں فرق قرار دیتے ہیں۔ ان کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو وہ مقابلہ کو برا بھی نہیں کہہ سکتا۔

چہارم۔ کیا مقابلہ کو ہمیشہ کے لئے برا قرار دینے سے پرکاش کو یاد نہیں رہا۔ کہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش میں اسی "مقابلہ" سے کام لیا ہے۔ اس کیلئے ہم ذیل میں ایک دو حوالے پیش کرتے ہیں:۔

پنڈت دیانند صاحب سوامی ہندوستان میں آریوں اور دوسرے لوگوں یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں کی حکومت کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شراب خور حکمران ہوئے ہیں۔ تب سے ہمارے آریوں کا ذکہ بڑھتا جاتا ہے"

ستیارتھ طبع سوم صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۳

پھر لکھتے ہیں:۔

"اگر ہمارے ملک میں غیر ملک والوں کا راج ہونے کے باعث آپس میں پھوٹ۔ اختلاف اور بے انتہا بے چینی نہ رکھتا

علم نہ پڑھنا پڑھانا۔ وغیرہ بدعادات ہوتیں تو کبھی کا پردیسی ہمارے ملک کا ستیاناس کر دیتے" صفحہ ۲۵۳

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"جب بدبختی آپس کی سستی اور نفاق اور بے اتفاقی کی وجہ سے دوسروں کے ملکوں میں مارچ کرنے کا وقت بھی کیا ہے۔ خود آریہ ورت میں بھی اسوقت آریوں کا کامل آزاد اور خود مختار اور بے خوف راج نہیں۔ جو کچھ ہے اسکو بھی غیر ملکی لوگ پامال کر رہے ہیں" صفحہ ۲۹۵

کیا ان حوالجات سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ پنڈت دیانند صاحب آریوں کی گذشتہ زمانہ کی حکومت کا انگریزی کی موجودہ حکومت سے مقابلہ کر کے دل الذکر کو ہر طرح اعلیٰ اور مفید قرار دیا ہے۔ اور سوراج کو ہر قسم کی بری عادتوں اور برائی کے پھیلانے والی اور ہندو مذہب کو تباہ کرنے والی بتایا ہے۔

اس بات کو چھوڑ کر کہ پنڈت صاحب موصوف نے جو کچھ لکھا ہے اسمیں کہاں تک صداقت ہے ماموریں کے جذبات اور خیالات کے ماتحت لکھا گیا ہے ہم پوچھتے ہیں۔ کیا اس مقابلہ کو بھی پرکاش برا قرار دیگا۔ اگر نہیں تو کیوں؟ جبکہ اس کا خیال ہے کہ "مقابلہ ہمیشہ برا ہوا کرتا ہے"

دوسری بات پرکاش نے یہ بھی لکھی ہے کہ "ایک تہذیب اور ایک مذہب والے میں مقابلہ نہیں ہو سکتا" چونکہ پرکاش نے پہلے جہاں ایک انگریزی فقرہ سے استدلال کیا تھا وہاں اب اتنا بھی نہیں کر سکا۔ اور نہ اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل دے سکا ہے۔ اسلئے یہ بات قابل اعتنا ہی نہیں۔ اور اس کے جواب میں ہمارا یہ کہنا ہی کافی ہے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ لیکن ہم کسی قدر وضاحت کئے دیتے ہیں کہ ایک انسان جس کے کارنامے صفحہ دنیا پر موجود ہوں۔ اور پکار کر اس کی عظمت اور شان کو ظاہر کر رہے ہوں

[redacted]

کے مقابلہ پر جس کے کارنامے دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ اس کے تمام کی "مقابلہ" بہت کم ہے۔ جو اول تو شہرت یافتہ شخص کی زندگی میں نکالا جائے۔ دوسرے کے بعد اس کے ساتھ ہو۔ دشمن بھی جانتا ہے کہ اس کے ذریعہ یہ مناسب ہوگا کہ مشہور شخص کے متعلق اسوقت کیا جائے۔ جب لوگ ان کو اچھی طرح جان چکے ہوں جس طرح ان جیسے کئی لوگوں کو ان کے مرنے کے بعد جان چکے ہیں۔ یا اسوقت ان کی شہرت کی اصلی وجہ بیان کی جائے ہے۔ جبکہ بچہ بچہ کی زبان پر ان کا نام ہے۔ اگر یہ کاش غور کرتا۔ تو اسے معلوم ہو جاتا کہ کونسی وقت اس بات کے لئے مناسب اور موزوں تھا؟

تیسری بات یہ کاش نے لکھی ہے کہ "دونوں (یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسٹر گاندھی) کا دائرہ مختلف ہے" یہ بالکل غلط ہے۔ مگر باوجود اس کے چونکہ ایسے نادان ہیں۔ جو الفاظ یہ کاش کو زیبا ہے سے مہاتما گاندھی کو حضرت محمد سے بہتر انسان سمجھتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو جو فضیلت حاصل ہے وہ ظاہر کی جائے۔ اور اگر لوگوں کو اس غلطی میں مبتلا نہ رہنے دیا جائے۔ جس میں وہ مبتلا ہیں۔ یعنی یہ بات کہ مسلمان خدا کے متعلق تو سب کچھ سن لیتے ہیں۔ لیکن حضرت محمد کے متعلق ایک لفظ بھی سننے کو تیار نہیں ہوتے ہم نہیں سمجھتے۔ وہ کیسے مسلمان ہیں۔ جو خدا کے متعلق سب کچھ سن لیتے ہیں۔ ایسے لوگ پرکاش کے بیان کے مطابق مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اسلام ان کو مسلمان قرار نہیں دیتا ہر ایک سچا مسلمان جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک بھی نازیبا لفظ سننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف بھی کوئی لفظ سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں باوجود یہ جانتے ہوئے کہ مسلمان ایک ہی نازیبا لفظ رسول کریم کے متعلق سننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے پرکاش کے "سوامی" پنڈت دیانند صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اللہ تعالیٰ

کیا ہے۔ اور جو بات پرکاش کے چھپوانے پر ہی ہے۔ کیا وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ آپ صاحبان جان بوجھ کر شیطان کی سخت دلی آزاری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور شیطان بڑے جلیل القدر کام کے لئے ہیں۔

پرکاش نے اپنا فرض جو کچھ سمجھا تھا۔ اس کو ادا کیا۔ اب آپ کے بعد ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں جو کچھ فرمایا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کامیابی ہوئی۔ وہ ایسی حالت میں ہوئی۔ کہ آپ نے لوگوں سے وہ کچھ منوایا جس کے ماننے کے لئے لوگ تیار نہ تھے۔ لیکن اور لوگ جن کو شہرت حاصل ہوئی۔ انھوں نے لوگوں کی خواہش اور منشاء کے ماتحت چل کر شہرت حاصل کی۔ اس بات کو مثال کے ذریعہ بیان کرکے آپ نے مسٹر گاندھی کو پیش کیا۔ کہ ان سے بڑھ کر ماضین کے لئے واضح مثال اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ اور فرمایا۔ ان کے ساتھ لوگوں کے ہونے کی یہ وجہ ہے۔ کہ یہ مسٹر گاندھی وہ بات کہتے ہیں۔ جس کا مطالبہ خود ہندوستان کر رہا ہے۔ اب اگر اس بات میں کسی کو شک ہو۔ اور وہ اسے درست نہ سمجھتا ہو۔ تو اس کا حق ہے۔ کہ اسے غلط ثابت کرے۔ اور ثبوت دے کہ مسٹر گاندھی لوگوں کو ایسی طرف لے جا رہے ہیں۔ جس طرف چلنے کے لئے وہ تیار نہ تھے۔ لیکن کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ پرکاش نے اس بات کو چھوا تک نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مسٹر گاندھی کے متعلق جو کچھ فرمایا۔ وہ ایسا ہی ہے کہ غالباً اس کے ثبوت کا مطالبہ کرنے کی کسی کو ضرورت ہی نہ ہوگی۔ تاہم ہم اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حال میں مسٹر گاندھی نے وائسرائے ہند سے جو ملاقات کی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لالہ لاجپت رائے نے لندن کے اس جلسہ میں جس میں مسٹر گاندھی بھی موجود تھے۔ اپنی تقریر میں فرمایا۔

"سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ میں یہ کہہ دوں۔ کہ پاکستان میں اس قدر جوش و خروش ہے۔ کہ اگر ناممکن ممکن ہو جائے۔ اور مہاتما گاندھی حکومت سے کوئی سمجھوتہ کر کے سول نافرمانی کے اصول کو چھوڑ دیں۔ تو پاکستان مہاتما جی کی تقلید نہیں کریگا"

(زمیندار ۔ ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء)

لالہ لاجپت رائے جیسے مسلم لیڈر کے یہ الفاظ نہایت صاف اور واضح طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ ملک مسٹر گاندھی کی تقلید محض اس لئے کر رہا ہے کہ وہ اس کی منشاء اور مرضی کے مطابق چلکر سوراجیہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اس مطالبہ سے ذرا ادھر ادھر ہو جائیں۔ یعنی ملک کی منشاء کے خلاف ایک لفظ بھی کہیں۔ تو ملک ان کو چھوڑ دے گا اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کریگا۔ جو پہلے متعدد لیڈروں کے ساتھ محض اسی وجہ سے کر چکا ہے کہ انھوں نے حسب منشاء چلنے سے بیت وتعل کی۔

اب لالہ لاجپت رائے جی کے الفاظ کو سامنے رکھ کر دیکھ لیا جائے۔ کہ یہ ان الفاظ کی کیسی صفائی کے ساتھ تصدیق کر رہے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مسٹر گاندھی کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔

پھر یہی نہیں۔ خود ایڈیٹر پرکاش نے اپنے روزانہ اخبار پارس میں ۲۶ مئی میں لالہ لاجپت رائے جی کے مندرجہ بالا الفاظ کو دوہراتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"ہمارے جیسے بے حیثیت شخص بھی لالہ لاجپت رائے کا ہم نوا ہو کر یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ جس اصول پر گورنمنٹ کے ساتھ موجودہ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کو چھوڑ کر مہاتما گاندھی گورنمنٹ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کریں گے تو ہم ان کی پیروی ہرگز نہ کریں گے"

کیا ان الفاظ سے ظاہر نہیں ہے کہ ایڈیٹر پرکاش جیسے بے حیثیت انسان بھی اسی وقت تک مسٹر گاندھی کی پیروی کر رہے ہیں۔ جب تک کہ وہ ملکی مرضی اور منشاء کے ماتحت چل رہے ہیں۔ اور جب ذرا ادھر ادھر ہونگے ایسے لوگ بھی فوراً ہٹ جائینگے۔

اب ہم پوچھتے ہیں۔ کیا یہی وہ بات نہیں ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بیان فرمائی ہے۔

عجیب بات ہے۔ ادھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ الفاظ شائع ہوئے جن میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر گاندھی کے پیچھے لوگوں کے چلنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کی خواہش اور مرضی کے ماتحت کام کر رہے ہیں اور وہ بات کہہ رہے ہیں جس کا مطالبہ خود ہندوستان کر رہا ہے۔ اور ادھر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ ایک مسلم لیڈر کو لکھنا پڑا کہ جس بات کا مطالبہ ہندوستان کر رہا ہے اگر مسٹر گاندھی اسکو چھوڑ دینگے۔ تو ملک بھی انکو چھوڑ دیگا۔ اور پھر یہی بات اس اخبار کے ایڈیٹر کو خود کہنی پڑی جس نے چند ہی دن قبل اس پر ٹاک بھون چڑھا رکھے تھے۔

کیا اب بھی ایڈیٹر پرکاش کہہ سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مسٹر گاندھی کے پیچھے لوگوں کے چلنے کی جو وجہ بتائی وہ درست نہیں۔ اگر درست ہے۔ تو اس کے بیان کرنے میں کیا غضب آگیا جس کے لئے پرکاش کو نفس در نفس ہونا پڑا؟

ایڈیٹر صاحب وکیل کی معذرت

اخبار وکیل نے اپنے ۲۶ مئی کے پرچہ میں افریقہ کے چار ہوائی اڈوں کے متعلق ایک ایسا ایڈیٹوریل شائع کیا تھا۔ جو دیانت اور امانت کے خلاف ہونے کے علاوہ غلط بیانیوں سے بھی پُر تھا۔ مثلاً وکیل کا یہ لکھنا کہ "اتفاق سے کسی نے مفتی محمد صادق صاحب کو خبر کر دی۔ اور انھوں نے ناظر عبدالرحیم کو وہاں بھیجا جنھوں نے ان کا نام وہاں پہنچ کر معمولی رکھ لیا" بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ان کے رئیس اعظم نے خود کسی مبلغ کیلئے لکھا تھا۔ و پنڈت بھوپ سنگھ صاحب کو بھیجئے۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ "وہ لوگ پہلے عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے پھر کچھ پہلے وہ دہریہ تھے"

"وکیل" کے اس مضمون کا مفصل جواب ہم شائع کرنے ہی کو تھے۔ کہ ۲۹ مئی کے اخبار میں یہ معذرت

کی گئی ہے کہ "وہ بیسی کی مشابہت ہیں وقعات کی بنا پر دکھایا گیا تھا کہ اندیشہ ہیں چار ہزار عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے کی جو شہزادہ الفضل نے شائع کی تھی۔ وہ غلط تھی۔ وہ اصل میں پہلے مسلمان تھے۔ جن کا نام احمدی رکھ لیا گیا۔ ہمشر محمدا مسلم اس سلسلہ میں ہمیں ایک اور غلطی کے ذریعہ بتاتے ہیں کہ محکمہ برق کی غلطی سے فتنی کی بجائے تاریں اپنی مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اسلئے ایڈیٹر الفضل نے قدرتاً یہ سمجھا کہ اسقدر عیسائی احمدی ہو گئے ہیں۔ ہمارا مواصلت یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ حقیقت الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ جو افسوس ہے کہ ہماری نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ ظاہر ہے کہ دلیل میں کبھی اس قسم کی تنقیح شائع نہ کی جاتی۔ ہمارا ان کا یہ اپنی غلطی کو تسلیم کرتے اور اپنے خیالات کو واپس لیتے ہیں۔

اگرچہ دلیل کو چاہیئے تھا کہ مسٹر صاحب کا وہ مضمون شائع کرتا جس سے اسے اپنی غلطی پر اطلاع ہوئی۔ تاکہ وکیل کے مخالفین اس کو بھی مفصل طور پر حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتا۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے خیالات کو واپس لے لیا ہے۔ اس لئے اب ہم اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ہاں اس بات پر اظہار حیرت سے نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ حقیقت جس کے قلم سے نہ گذرنے کا وکیل نے عذر کیا ہے۔ وہ جبکہ ۱۶ مئی کے الفضل کے پہلے صفحہ پر بالفاظ جلی شائع ہو چکی ہے۔ اور الفضل باقاعدہ ایڈیٹر وکیل کے پاس جاتا ہے۔ تو وہ کیوں نظر سے نہ گذری۔

حضور نظام کی رعایا پروری

مملکت نظام کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام نے جو قسط اور تگ آباد اور برار کے اضلاع میں ایک سال کے لئے مالگذاری کی معافی کا اعلان فرمایا ہے۔ اور صدر اعظم نے قسط زدہ تعلقوں میں روزانہ مزدوری کی شرح اسقدر بڑھا دی ہے جس سے ایک مزدور کم از کم ۱۸ چھٹانک گیہوں خرید سکے۔ حضور نظام کا یہ فعل رعایا نوازی کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔ اس قسم کی رعایا کے دل میں اپنے حاکم کے متعلق محبت و شکر گذاری کے جذبات پیدا کرتی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حضور نظام کو اپنی رعایا کے ہر طبقہ اور ہر گروہ کی بہبودی کا خیال ہو گا۔ اور ہر حاجت کی خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ جاکر اطلاع اور حاجات کو روا کرکے آپ بار احسان فرمائیں گے۔

فریدکوٹ کا فرضی مباحثہ

اخبار اہلسنت کے راست گو ایڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار مکرم میں لکھا ہے کہ۔

"فریدکوٹ میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور مبشر کا مباحثہ ہوا ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ اس میں مبشر کو شکست ہوئی ہے۔ اور حاضرین و سامعین پر حق ظاہر ہو گیا ہے"

ہمیں معلوم نہیں معتبر راوی نے جناب ایڈیٹر صاحب اخبار اہلسنت کو فریدکوٹ میں مباحثہ ہونے کی خبر دی ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس وقت دونوں فریدکوٹ میں کوئی مباحثہ نہیں ہوا۔ اور جب کوئی مباحثہ ہی نہیں ہوا۔ تو اس میں شکست کے کیا معنے؟

معلوم ہوتا ہے۔ مخالفین اب ہماری فرضی شکستوں سے عوام کو دھوکہ دینا اور اپنا دل خوش کرنا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھیں۔ یہ خوشی انہیں بہت مہنگی پڑیگی۔

انعام دینا جوئے بازی نہیں

۱۵ مئی کے پرکاش میں اصفہان "ایک ہزار روپیہ انعام" جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق قادیان کے اس اشتہار کے متعلق ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جسمیں ثناء اللہ کو الفاظ مشتہرہ میں حلف اٹھانے پر ایک ہزار روپیہ انعام دینے پر آمادگی ظاہر کی گئی ہے۔ پرکاش نے اس انعام کو جوئے بازی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"اس قسم کے اشتہارات سے لوگ دھوکہ میں آکر اپنی گرہ سے کچھ نہیں کھوتے۔ بلکہ وہ غلط

رستے پر چلنے لگتے ہیں۔ جو اقوام اخلاقی کمزوری کے باعث اس قدر گر چکی ہیں کہ اپنے کام میں اس قدر کامیابی ہونا ممکن ہے۔ اسی قسم کے اشتہارات کی وجہ سے ان میں پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے جواب میں اسقدر کہنا کافی خیال کرتے ہیں کہ انعام دینا بازی و مختلف امور ہیں۔ انجمن کو قادیانی ایڈیٹر صاحب پرکاش کی لاکھ ہے۔

ایڈیٹر صاحب پرکاش کا اس قسم کے اشتہارات کو اپنی مذہبی پیشوا کے خلاف قرار دینا تاریخی مذہبی پیشوا سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ مسلمان قدیم آریوں کی طرح اپنے عقیدہ معلل نہیں مانتے۔ بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قضاء و قدر اچھا و برا خیر و شر ہے۔ اور اپنے بندوں کی مدد کرتا اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے اپنی معجزہ نمائیوں سے کام لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے قرآن کے فیصلہ کے مطابق مخالفین کو بلاتے اور ان کی جھوٹی باتوں کو ان کے مذہبی مذہبات پر غالب کر کے دکھاتے ہیں۔ مگر کبھی نقد و انعام پیش نہیں کرتے ہیں تاکہ اسی ذریعہ سے وہ میدان پر کھلے ہونے کے لئے آمادہ ہو سکیں۔

باقی رہا حضرت مسیح موعود کی کامیابی۔ جوئے بازی کی وجہ سے قرار دینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی کہدے کہ آریہ سماج کو جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ محض نیوگ کی بدولت ہوئی ہے۔ کیونکہ آوارہ مزاجوں کو آریہ سماج میں جو کچھ ملتا ہے۔ وہ کبھی اور مذہب میں نہیں مل سکتا۔

اگر پرکاش اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ تو ہم حضرت مرزا صاحب پر "جوئے بازی کی طرح" الفاظ پیش کرنے کا الزام لگانے کے جواب میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہ سمجھیں گے۔ بلکہ اسے جوئے بازی کی حقیقت بتانے کے لئے اس مشہور واقعہ کی طرف توجہ دلائینگے۔ جس کا ذکر اس کی مقدس کتاب مہابھارت میں موجود ہے۔

خطبۂ جمعہ

تقویٰ

از مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۲۰ مئی ۱۹۷۱ء

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون (پ ۲۸)

تقویٰ قرآن کریم میں جب حکموں سے بڑھ کر جس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کیا ہے۔ یہ کہ خدا کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ اور نجات حاصل کی جائے۔ یہ تقویٰ ہے اور اس کی دو شاخیں ہیں۔ اول وہ کام جن کے کرنے سے خدا تعالیٰ منع کرتا ہے۔ ان سے بچا جائے۔ (۲) وہ جن کا حکم دیتا ہے۔ کہ کئے جائیں۔ ان کو کیا جائے۔ قرآن کریم میں بار بار تقویٰ کرنے کا حکم ہے لیکن اب سوال ہوتا ہے۔ کہ تقویٰ کیسے پیدا کیا جائے۔

ہر ایک کام کے لئے ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے

سوائے کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکے کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے۔ اگر کسی کام کا ارادہ نہ کیا جائے۔ خواہ ہزار اس کے متعلق وعظ سنے جائیں۔ کبھی اس کام کے کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی۔ بعض امور میں ارادہ ہوتا بھی ہے۔ لیکن وہ قائم نہیں رہتا۔ یہی حال تقویٰ کا ہے کہ بہت لوگ قرآن میں اس کا حکم پڑھتے ہیں۔ مگر ان کا ارادہ نہیں ہوتا۔ بعض کا ارادہ ہوتا ہے مگر جلد وہ ارادہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اسلئے تقویٰ کے پیدا کرنے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول تقویٰ کا عشق و ارادہ پیدا ہونا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ جو ارادہ ہو وہ قائم رہے اگر ٹوٹے نہیں۔ تو کم بھی نہ ہو۔

تقویٰ ہر کام کیلئے ضروری ہے

تقویٰ ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہر ایک کام میں ضروری ہوتا ہے۔ ہر وقت اور ہر کام کے وقت اس کا عدم ہے۔ تو وہ نہ سکتا ہے۔ انسان صبح بیدار ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ نماز کا حکم ہے۔ اب نماز کے ادا کرنے کے لئے جس قدر احکام ہیں۔ ان سب کو پورا کرے۔ اگر تو پہلا دن جس میں جتنے سودے کرتا ہے۔ ان کے متعلق جن خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ان سودوں میں ان احکام الٰہی کی پابندی کرے۔ گھر والوں سے تعلقات اور معاملات میں حاکم اور رعایا ہونے کی حیثیت میں کچھ احکام آئے ہیں۔ ان سب حالتوں میں ان خدا کے حکموں کی پابندی کرنا ہی تقویٰ ہوتا ہے۔ اگر انسان کا ارادہ ہو گیا۔ تو وہ تقویٰ کر سکے گا اگر نہیں۔ تو پھر تقویٰ قائم نہیں رہ سکے گا۔

تقویٰ پیدا کرنے کا پہلا ذریعہ

ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تقویٰ کا ارادہ کیسے پیدا ہوتا ہے۔

پہلے فرمایا کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ خیال کرے اور سوچے کہ وہ کل کیلئے کیا کر رہا ہے۔ دیکھو زمیندار ایک وقت میں محنت کرتا ہے۔ اسلئے کہ سال کے دوسرے حصہ میں اس کی محنت کام آئے۔ یا کوئی شخص تجارت کیلئے باہر جاتا ہے۔ وہ وہاں اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ محنت کرتا اور تجارت میں تندہی سے کام لیکر روپیہ کماتا ہے۔ اسلئے کہ جب وہ وطن میں واپس آئے۔ تو یہ جو اس نے وطن سے باہر رہ کر کمایا ہے۔ اسکے کام آئے۔ اسی طرح انسان کا یہاں آنا محض کھانے پینے اور پہننے کے لئے نہیں۔ بلکہ انسان کا یہاں آنا عارضی ہے اور اس نے جانا کسی اور جگہ ہے۔ جہاں اسکی ہمیشہ رہنا ہے۔ پس جس طرح ایک زمیندار سال کے باقی حصہ کیلئے اور تاجر اپنی وطنی زندگی کے آرام بسر کرنے کے لئے محنت کرتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان کا فرض ہے کہ اس جہان میں ایسے کام کرے جو اس جہان میں جہاں اس نے جانا ہے عزت و آرام پا سکے۔ پس ہر انسان دیکھ کر اس نے کیا کمایا ہے اسلئے چاہیئے کہ ہر روز انسان اپنے غور کرے کہ وہ کیا کر رہا ہے اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور کس کام کو چھوڑنا چاہیئے۔ جیسا کہ آتا ہے۔ حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔ کہ خدا کے حساب لینے سے پہلے اپنا روزانہ حساب خود لینا چاہیئے۔

تقویٰ پیدا کرنے کیلئے دوسری بات

دوسری بات جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ اتقوا اللہ ان اللہ بما تعملون خبیر۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو (کیونکہ) جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ کچھ یا بعض کی موجودگی میں کوئی شخص ارتکاب جرم نہیں کرتا۔ لیکن ہر شخص کو یہ یقین ہوتا ہے کہ خدا ہے۔ اور وہ میری حالت کو دیکھ رہا ہے۔ اور میری کوئی حرکت اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ کیسے خلاف تقویٰ امر کی جرأت کر سکتا ہے پس دوسری بات ضروری ہے کہ دل میں یقین ہو کہ میں اور میرے کام خدا کی نظر سے پوشیدہ نہیں جب یہ بات ہو گی۔ تو انسان سے کوئی کام خلاف تقویٰ سرزد نہ ہو گا۔

تقویٰ پیدا کرنے کیلئے تیسری بات

تیسری بات اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پیدا کرنے کی یہ فرمائی ہے۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ یعنی خدا نے اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان کے نفس انکو بھول گئے۔ جو لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں وہ شرک میں مبتلا ہو کر بہت ہی ذلیل ہو جاتے ہیں۔ شرک کیا ہے یہی کہ خدا کو اسکے درجہ سے گھٹا کر بتوں کے برابر لے آنا اور بتوں کو بڑھا کر خدا کے برابر کر دینا۔ یہی خدا کا بھلا دینا ہے اسکی سزا خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ملتی ہے کہ ایسے لوگ اپنی عظمت کو بھول جاتے ہیں۔ اور اپنے آپکو انسانیت کے درجہ سے گھٹا ہوا خیال کرنے لگتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہر معاملہ میں خدا تعالیٰ کی عظمت کو سامنے رکھا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کبھی کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو گا جو تقویٰ کے خلاف اور خدا کی ناراضگی کا موجب ہو۔ خدا کی عظمت و بزرگی کو سامنے رکھنا ایسا ہی ہے جیسا اعلیٰ درجہ کا عابد جس سے انسان کے اخلاقی۔ اعمالی۔ اعتقادی گناہ دیکھے جاتے ہیں اگر ان تینوں باتوں پر عمل کیا جائے تو تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور انکو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے تو وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور وہی کام پسندیدہ ہوتا ہے جس پر دوام ہو جیسا کہ رسول کریم کی ایک حدیث میں ہے۔

حضرت مسیح موعود کا فتویٰ ربٰوٰ

(نمبر ۳)

(ظفر صاحب ایم۔ اے کے قلم سے)

زمیندار بنکوں نے جب سے رواج پایا ہے تب سے زمیندار ساہوکاروں کو سودی قرض کی وجہ سے بہت کم دیتے ہیں۔ اب تو وہ قرض ہی بند ہو گئے۔ ساہوکار بیچارے کیا کریں جب سے سود کی سب سے زمینداروں کو پیسہ قرض دینے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ ساہوکار بھی سود کے بغیر قرض دینے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اور آخر جب مقدموں سے دیکھا کہ روپیہ قرض دینا ہو یا پرائیویٹ مگر بغیر سود کے روپیہ قرض دینا تو ان سے بھی رہا گیا۔ پھر تجارت کے لئے جب سود کے سوا اور مشکل نظر آیا۔ تو سب احکام بالائے طاق رکھ کر رسول کریم پر پانی پھیر دیا۔ مصنوعی طریقے سے قناعتی منگا کے گئے۔ سود کے مسئلے بڑی بڑی اور بیک ترکیبوں سے علماء کے سامنے پیش کئے گئے۔ حتیٰ کہ نتیجہ یہ ہوا۔ ایک حصہ مسلمانوں کا اس مسئلہ کو ناقابل عمل بتا کر کھلم کھلا الگ ہو گیا۔ اور دوسرے نے شرح کی آڑ لیکر اسے جائز کیا۔ اور تیسرے نے خفیہ خفیہ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

اور خیر اُمت کہلانے والوں کی وہی حالت ہو گئی۔ جو آج سے دو ہزار برس پہلے والی ایک اُمت کی ہو گئی تھی۔ کہ خدا نے انکو صراحتاً سود خوری سے منع کیا تھا۔ مگر باوجود منع کرنے کے انھوں نے اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور دنیا کے چند پیسوں کے بدلے انہوں نے اپنے محسن خداوند خدا سے ہمیشہ کے لئے لڑائی کر لی۔

ہمارے آقا حضرت مسیح موعود سے بھی یہ سود کا مسئلہ بارہا بڑی بڑی ترکیبوں سے پوچھا گیا ہے۔ مگر کبھی بھی حضور نے کسی رنگ میں ایسے معاملات کے کرنے یا ایسے روپیہ کے لینے اور خرچ میں لانے کی اجازت نہیں دی۔ ذیل میں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتاویٰ درج کرتے ہیں۔ ناظرین کی سہولت کو مدنظر رکھ کر ہم حصہ وار تین حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور ہر حصہ کے ساتھ ساتھ ہی ہم اپنے خیالات بھی ظاہر کرتے جائیں گے۔ تاکہ ناظرین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ہم ہمیشہ لوگ رشوت خوری کرتے ہیں۔ اور سب یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ نہیں ہوتا۔ اس سب کو اگر کوئی کہے کہ یہ حرام جائے ہے۔ کہ یہ گناہ کی کتاب پڑھا کرو۔ کیونکہ کوئی نہیں جانتا۔ ہم سب لوگوں کے لئے خاص طور پر عرض کرتا ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ)

(۱) فرمایا:۔ "سود لینے دینے کے لئے بیوی اور اصحاب۔ رشتہ داروں اور ہر انسانوں کے لئے کامل حرام ہے"۔

(۲) فرمایا:۔ "اما مذہب ہے۔ کہ سود کا روپیہ بالکل حرام ہے۔ کوئی شخص اسے اپنے نفس پر خرچ کرے اور کسی قسم کے بھی ذاتی مصارف میں خرچ کرے۔ یا اپنے بال بچے کو دے یا کسی غیر مسلم کو دے۔ کسی بیمار کے علاج یا مسافر کو دے۔ سب حرام ہے۔ سود کے روپیہ کا کھانا اور خرچ کرنا سب گناہ ہے ..... اور جو قرآن شریف کا مفہوم ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اپنے نفس عیال اطفال دوست۔ عزیز کے واسطے اس سود کو صرف نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ لعنت ہے۔ اور اس کا کھانا حرام ہے"۔ (فتاویٰ احمدیہ)

انشاء اللہ اگلے نمبر میں ہم حضرات خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فتویٰ اس کے بارے میں احباب کے سامنے پیش کریں گے۔

حقہ چھوڑنے والوں کی چوتھی فہرست

(۱۱۸) چوہدری نور دین صاحب (۱۱۹) رحمت علی صاحب (۱۲۰) [illegible] (۱۲۱) عبدالرحیم صاحب (۱۲۲) عبدالقاسم صاحب (۱۲۳) رحمت علی صاحب (۱۲۴) [illegible] ساکنان چک نمبر ۱۰ تحصیل شکرگڑھ (۱۲۵) [illegible] (۱۲۶) [illegible] (۱۲۷) صادق محمد صاحب چک [illegible]

(۱۲۸) [illegible] صاحب پٹیالہ (۱۲۹) صادق محمد صاحب چک [illegible]

امرتسری کذاب اور اسکی حدیث کا جواب

(از حضرت مسیحا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی)

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا اشتہار بعنوان "مباہلہ کی دعوت" میرے مطالعہ میں آیا۔ میں نے اس کو ایک ہفتہ سے زیادہ عرصہ ہوا ۱۹۰۱ء کو پڑھا تھا۔ اس وقت میں نے اس کا جواب اس لئے نہیں لکھا کہ میں نے سمجھا کہ آپ کو اس قدر ذلت اٹھانے کے بعد پھر ایسا اشتہار دینے کی جرأت نہ ہوگی۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نے اس خیال کو غلط ثابت کیا۔ اور اس حقیقت سے جو ہر ایک عقلمند کی نظر کے سامنے ہے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اصل حقیقت سے جو ہر ایک کی نظر کے سامنے ہے آپ نے بھی آنکھ بند کر لی۔ اور اس طرح پر اپنے آپ کو اور بھی ذلیل کیا۔ مگر یاد رہے کہ جو شخص عقلمند اور ذی شعور انسانوں سے فعل اختیار کرے جو آپ کی چالاکی پر مبنی ہو تو وہ حقیقت میں اس حالت میں کہ آپ کا حریف جو آپ کی چالاکی کو آپ سے زیادہ سمجھتا ہے۔ کھلونا بنا دیگا۔

مولوی صاحب! پہلے میں نے آپ کو ایک ایسی حلف کی دعوت دی۔ جو آپ کے ایمان و عقیدہ کے متعلق آپ کی ہر تحریر و تقریر میں پائی جاتی ہے لیکن میں اسکو آپ کے نفاق پر مبنی واقعات صحیحہ محمولہ کرتا ہوں۔ اور یقیناً جانتا ہوں۔ کہ آپ کا علم و وجدان بصیرۃً یہ ایمان و عرفان نہیں۔ بعض لوگوں کو دھوکہ دینے کی نیت سے اقرار باللسان بغیر تصدیق قلب ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ بالکل آپ کی اندرونی حالت کا انکشاف کراؤں۔ اور ایک قسم کثیر آپ کو دیکر آپ سے ایسی حلف لوں جس سے آپ کا کاذب آپ کے منافق ہونے پر عام قسم دلیل ہو جائے تا دنیا اور آپ کے لئے وبال جان ہو جائے۔ اس کے جواب کی دو ہی صورتیں آپ کے لئے ہیں۔ یا آپ بلا عذر صحیح بغیر حیل و بہانہ کے میری پیش کردہ حلف اٹھا کر ایک مدت قلیل بلا شرط واپسی معاوضہ فیکہ میری تکذیب کر دیں۔ یا انکار کر کے راہ فرار لیکر اپنے نفاق پر مہر لگا کر

میری تصدیق کریں۔ اس کے سوا کسی اور طرف جانا یا اپنی طرف سے بھی کوئی شرط لگا کر حلف پیش کر دینے سے گریز اور پہلوتہی نہیں تو اور کیا ہے؟

آپ نے اس مشورہ کو چھوڑ کر جس نے آپ کو دھوکہ دینے پر ایک ہزار روپیہ تک انعام دینے کا اشتہار دیا ہے۔ اس کے پیشوا اور مقتدا کو جو مخاطب فرما رکھا ہے۔ تو کیوں؟ کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے آپکو ایک ہزار کی رقم بعاوضہ حلف دینے کا اعلان کیا ہے۔ جو آپ نے ان کو جواب دیا ہے یا میں نے آپکو یہ معاوضہ دینا چاہا ہے؟ یہ بدیہی امر تھا کہ پہلے آپ کو دعوت حلف دی۔ اور میں ہی آپ کو آپکے اس کا معاوضہ دیتا ہے۔ پھر امیر المومنین! امام متقیان خلیفۃ المسیح ثانی رضہ کو جواب کیسا؟

دوم۔ آپ نے اپنی طرف سے جو بصورت عدم نزول عذاب ہمارے اور ہمارے امام کے لئے قسم کے اعلان کی شرط لگائی ہے۔ اس کا آپ کو کیا حق ہے؟ کیا آپ نے بھی کوئی رقم انعامی یا معاوضہ وغیرہ دینے کے لئے اشتہار دیا تھا۔ جس سے آپ کو بھی بالمقابل کوئی حق کسی شرط کے پیش کرنے کا حاصل ہو چکا ہے؟ یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کا کوئی اعلان ہمارے لئے کسی حلف پر معاوضہ وغیرہ دینے کا نہیں ہے۔ تو پھر آپ کو ہمارے اوپر کسی شرط کے واجب قرار دینے کا کیا حق ہے؟ اور طرفہ یہ کہ آپ اپنی شرط پیش کرنے کے انصافاً معتمد بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نے میری بربادی کے لئے ایک سال کی مدت لگائی ہے۔ اسلئے انصافاً میرا حق ہے کہ میں بھی آپ سے مندرجہ ذیل اقرار لیکر شائع کرنے کا تقاضا کروں جو وجوباً آپ کو ماننا چاہیئے" سبحان اللہ چہ خوب ۵۰

بریں افضلیت بایہ گریست

حضرت! مسئلہ فضیلت آپ کے حواس درست نہیں ہے۔ یا خوف حلف سے ہوش رفو چکر ہو گئے ہیں۔ جو ایسی بات ہماری طرف منسوب کرتے ہیں جس کا ہمارے اشتہار انعامی ایک ہزار میں بطور جملہ ضمیمہ کے ذکر تک نہیں۔ اور نہ امرتسر ہی کذاب بتائے۔ کہ ہمارے اشتہار میں کس جگہ لکھا ہے۔ کہ شاید اللہ ایک سال تک برباد ہو جائیگا۔ اور اگر مہلت سے حلف کے اندر جو امرتسری کی زبان سے ایک سال تک درد و عذاب کی درخواست کیگئی ہے یہ لکھا ہے۔ تو فضیلت کی الٹی ہی دبودی۔ امرتسر ہی نادان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ میعاد سال جو حلف میں لکھی گئی ہے۔ اس کی اپنی خواہش اور تحریر و تشفی کے مطابق لکھی گئی ہے۔ جو اس نے تاریخ کو دن میں لکھ کر دی تھی۔ کہ نتیجہ حلف۔ کے لئے میعاد ایک سال ہونی چاہیئے۔ ہم تو نہ کوئی عذاب معین کرتے ہیں نہ کوئی میعاد اپنی طرف سے لگاتے ہیں۔ میعاد آپ کی اپنی تحریر کے مطابق ہے۔ اور عذاب منجانب اللہ معین ہوگا ہمارے تو بلا کسی شرط کے حلف مندرجہ اشتہار انعامی ایک ہزار آپ کو دینی ہے۔ اور نتیجہ جو اللہ خدا کرتا ہے خواہ وہ عذاب نازل کرے یا نہ کرے۔ ہمیں اس سے تعلق نہیں۔ اسی لئے تو ہم واپسی روپیہ کی کوئی شرط نہیں لگاتے۔ اگر ہماری طرف سے نزول عذاب میعاد ایک سال اس حلف کے نتیجہ میں بطور شرط قرار دیا جاتا۔ تو ہم اس طرح کرتے کہ اگر ایک سال کے اندر تم پر عذاب نازل ہو گیا۔ تو یہ ایک ہزار تم کو ہمارے ورثاء کو واپس دینا ہوگا۔ یا ایک سال تک۔ یہ روپیہ امانت رہیگا اگر عذاب نازل نہ ہوا۔ تو پھر تم کو امین یہ روپیہ دیدے۔ چونکہ ہماری طرف سے ایسی کوئی شرط ہی نہیں ہے بلکہ بلا شرط حلف اٹھاتے ہی ایک ہزار نقد آپ کو دیدینا ہے۔ اس لئے ہماری طرف کسی میعاد یا نوعیت عذاب کا منسوب کرنا نادانی ہے۔ پس آپ کا کوئی حق انصافاً نہیں کہ ہم پر کسی تقاضا کا وجوب لازم کریں۔ کیا ہی عالمانہ جواب ہے۔ کہ چونکہ آپ نے مجھے حلف اٹھانے پر ایک ہزار روپیہ معاوضہ دینا چاہا ہے۔ اسلئے انصافاً میرا حق ہے۔ کہ میں بھی کچھ زائد معاوضہ کا علاوہ ایک ہزار روپیہ کے آپ سے تقاضا کروں۔ جو وجوباً آپ کو ماننا چاہیئے۔ کیوں جی امرتسری فاضل؟ ایسا ہی تقاضا آپ ہم پر واجب کرتے ہیں۔ اس بیچارے مائل کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جو شخص اپنے حلف کا معاوضہ ایک ہزار روپیہ دیتا ہے۔ جس حلف کو بلا معاوضہ اٹھا

سو بار بھی اگر کہنی پڑے تو ایک سچے خادم کا فرض ہے کہ
وہ اختیار کرے۔ تو کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم آپ کے
کوئی نام تجویز کریں۔ کیا ہمارے لئے یہ کافی نہیں کہ آپ
جھوٹے ہیں۔ کذاب ہیں۔ دجال ہیں۔ ایک
جھوٹا شخص ہی پیدا کر دو۔ اور اس کی رجسٹری کرا دو
یہ کیا انصاف پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو پھر انصاف کس کو کہتے ہیں
تو ہمارا ہے؟ بہرحال اگر تمہاری کذب کے لئے یہ کافی
نہیں۔ کہ وہ باوجود طرق مسدودہ اختیار اللہ تعالیٰ
لاکھ ہزار بلا تغیر ہماری پیش کردہ علامت اختیار کر کے ہمارے
لئے پہلے سے۔ یا اگر تمہارے فرار کا ایک اور راستہ ایجاد
پیشانی پر لگا کر اپنے نفاق پر گواہ بنا لے۔ اس کے
علاوہ ہمارے متابا میں اس کا کوئی حق نہیں۔

بلکہ ایک طرح سے ہم اپنی سچائی کا ثبوت
تیار بنا بیٹھے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ اگر وہ ہمارے
بالمقابل اعلان تو بہ کی شرط سنوا جاتا ہے۔ تو ہم یہ
لکھتے ہوئے بھیجتے کو گھر تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو
بصورت حلف نہیں۔ بلکہ بصورت مبنا بلہ ہو سکتی ہے
کہ وہ صبح آیتہ مباہلہ ہم سے مباہلہ کر سکتا ہے۔ اور یہ
دھمکی نہیں پیارا ہے۔ جس کو مسیح موعود علیہ السلام کے
سامنے ہمیشہ ہی ٹالتا رہا ہے۔ اور اس کے بعد حضرت
علیہ السلام کے خدام کے مقابلہ میں قادیان پر حملہ کرنا
۱۰۔ جیسا کہ ۲۵ اکابرین سلسلہ کے دستخطوں سے
قادیانی غیر احمدیوں کے جلسہ میں ہم نے اسکو اور دیگر
دیگر غیر احمدی مولویوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا میں
کہ وہ آج تک زبان پر لانے سے گھبرا رہا ہے۔ اور پھر
۱۹۔ اپریل کو مناظرہ مالیر کوٹلہ میں اسکو للکارا۔ مگر اسکو
سانپ سونگھ گیا۔ اور ادھر منہ بھی نہ کیا۔ آج پھر ہی
شروع سورت میں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے
ساتھ مباہلہ کرے۔ اور اگر اس کو خواہش ہو۔ تو یہ شرط
لکھے۔ کہ جو فریق کے بھجوانوں کی ایک جماعت فریق مخالف
کے لیڈر کو بھیج کر دیدے۔ کہ اگر اس مباہلہ کے اندر
فریق مخالف پر عذاب نہ آیا۔ تو ہم توبہ کر لینگے۔ اور تمہارے
فریق کے مذہب میں داخل ہو جائینگے۔ جسقدر آدمی
مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے بات لکھ دینگے
کہ اگر اس مباہلہ کے نتیجہ میں لعنت اللہ علی الکاذبین

اسماء سکرٹریان تبلیغ

تبلیغ کرنے والے سکرٹریان تبلیغ مقرر کئے گئے ہیں۔ ہمارے
خیال میں ہے کہ ان احباب کو تبلیغ کے متعلق ہر قسم کی
مدد دینی چاہیئے۔ تا کہ وہ اپنے فرض کو بخوبی ادا کر
سکیں۔ مندرجہ ذیل فہرست میں ان احباب کے نام درج
کئے گئے ہیں۔ جنہوں نے یہ فرض اپنے ذمہ لیا ہے
وہ خیال کی مستقل اور کامیاب تبلیغ کر سکیں گے
(۱) ڈاکٹر فضل محمد صاحب انبالہ چھاؤنی (۲) میاں محمد
صاحب کلرک دفتر (۳) میاں سلطان احمد صاحب پسر
(۴) میاں عبدالحکیم صاحب ماہر (۵) میاں محمد
صاحب (۶) چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے
(۷) میاں محمد شریف صاحب بی اے (۸) شیخ عبدالرحمن صاحب
(۹) میاں عبداللہ صاحب۔ ڈسپنسر (۱۰) میاں
قادر بخش صاحب لدھیانہ (۱۱) منشی اللہ بخش صاحب
(۱۲) مولوی غلام نبی صاحب اونچال (۱۳) میاں محمد
صاحب (۱۴) میاں محمد حماد صاحب ہنڈی بھیرواں
(۱۵) چوہدری غلام احمد صاحب کریام (۱۶) منشی
محمد حسین صاحب بسمہ (۱۷) مولوی محمد عبدالعزیز صاحب
بھینی۔ شرقپور (۱۸) الحاج قبال محمد خان صاحب
اگرہ (۱۹) میاں عامر حسین صاحب پیر کوٹ (۲۰) مولوی
سراج الحق صاحب پشاور (۲۱) مولوی محمد اعظم صاحب
محمد غلام نبی (۲۲) حکیم عطاء ربی صاحب ڈلہ (۲۳) میاں
صادق علی صاحب ڈیروہ دون (۲۴) سید عبداللہ صاحب
علی گڈھ (۲۵) چوہدری نور الدین صاحب چک سکندر
ضلع منٹگمری۔

بالفضل محمد خان صاحب انبالہ۔ مولوی غلام نبی صاحب
اونچال۔ میاں محمد مراد بخش ہنڈی بھیرواں اپنے فرائض منصبی
ادا کرنے میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو
ہر سو نے نیچ بخشے۔

میں امید کرتا ہوں کہ باقی مقامات کے احباب بھی اس طرف
توجہ فرمائینگے تا کہ میں بہت جلد سکرٹریان تبلیغ کی دوسری
فہرست شائع کرنے کے قابل ہو سکوں۔

ناظر تالیف و اشاعت قادیان

کے مضمون کے مطابق اگر ہم سچے ہوئے تو ہمارے
مخالف کے اندر عذاب نازل ہوگا۔ لہٰذا ہم آپ کی
اور دیگر ہوئے ہوئے اسی اشتہار والی طرف سے تحریری
طور پر ہی شہادت اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہوئے
حلف اللہ میں اکاہین کے مطابق ایک سال کی میعاد
آپ کی اجازت سے تجویز کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم نے آپکی خواہش اور شرط کے مطابق
ہو جانے پر اپنی اخبار الحکم بدر اور فضل کے نام
مستعمل پتہ کے شائع کردہ مفصلہ بالا تاریخ مباہلہ مقام
مباہلہ اور اسی شرائط منظور کر دیا ہے۔ آپکی طرف سے
حضرت مباہلہ ہوئے ہیں۔ جو استشہار اعلانیہ آپکو
ہر جلسہ کے لئے دیا ہے۔ اور ہمارے لئے جو
الفاظ آپ نے اعتقاد کے متعلق منظور کئے ہم ان
الفاظ میں دعا کرینگے۔ آئندہ سلسلہ خطاب کے لئے پہلے
قدیمی گذارش ہے فاروق سے ہی رکھیں۔ جو ہمیشہ
طور پر آپ کا مخاطب رہے۔ جس نے آپ کو بعد وفات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعوت پر دعوت دی
بھیجا کچھ آنے کے لئے ہمارے امام و مقتدا کی
طرف نشے کے سخن نہ کریں۔ مذہبی جماعت کے امام
ہیں۔ مذا آپ کی شخصیت اتنی بڑی ہے کہ مجھے سنبھال
نہ جائے۔

سن دو ہر دو خواجہ تاشانیم
بندۂ بارگاہ سلطانیم

لہٰذا میں اور آپ ہی نپٹ لینگے۔ اور انشاء اللہ میں آپکی
ہر طرح اور ہر وقت ہر قسم کی خواہش پوری کرنے کو
بدل و جان آمادہ ہوں۔ اگر مجھ سے آپ کی ناچیز ذات کی
ہو سکے۔ تو پھر آپ دوسری جانب نہ جائیں۔ اور ذرا سر پر
برف رکھ کر جواب لکھا کریں۔ اور باقی جو کوٹ شاہی فضول
تحریریں آپ نے سفارشاً علماء سے بچنے کیلئے
پیش کی ہیں۔ ان کا جواب علیحدہ حاضر خدمت کرونگا
منتظر رہیں۔

خاکسار

قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان

ہندی مستورات اور دینی خدمات

سیرالٹونی کی کوئی صدر نہیں جب تک ہم ہندی مستورات کے
[illegible] دیکھا کہ ان کی جماعت نے ایک جلسہ
[illegible] مسجد میں کیا۔ اور مولانا مولوی [illegible]
[illegible] نے اپنی پرمغز تقریر میں [illegible] ہندی خواتین
[illegible] سے آگاہ فرمایا۔ پھر امرتسر۔ گجرات وغیرہ مقامات
[illegible] ہندی خواتین چندہ جمع کر رہی ہیں۔

ہندی مستورات ہمارے پیارے مسیح السلام کے
[illegible] تھے۔ کہ قادیان جو کہ ہماری نانا الفقیروں کی بدولت
[illegible] ہو گیا تھا۔ واپس آئیں۔ اور اس [illegible] کی غرض اولیٰ
[illegible] کی پاک تعلیم پر عمل کرنا اور کرانا ہی تھا۔ سو
[illegible] ہندی رسول اللہ فرماتے ہیں۔ والذین استجابوا
لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم
ومما رزقنٰھم ینفقون۔ حقیقی مومن کہلانا ہو
اس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مبارکہ میں فرمائی
ہے۔ کہ جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور ان کے
بھتنے کام ہیں۔ آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں
اور ہم نے جو ان کو دے رکھا ہے وہ راہ خدا میں خرچ کرتے
ہیں گویا اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومن بننے کے
لئے چار باتیں بتائی ہیں (۱) خداوند کریم کے حکموں
کے آگے سر تسلیم خم کرنا (۲) نماز پڑھنا (۳) جو کام
کرنا آپس کے صلاح مشورہ سے کرنا (۴) جو کچھ خدا
نے دے رکھا ہے راہ خدا میں خرچ کرنا۔ یہ چاروں خوبیاں
ہماری باقاعدہ انجمنیں قائم ہونے سے پوری ہو سکتی ہیں
[illegible] جلسہ کے سوا مستقل نہیں ہو سکتا۔ جب تک باقاعدہ
[illegible] کے چندے کی وصولی کا اہتمام نہ کیا جائے۔
ہر جگہ کی مستورات کا ہفتہ وار یا ہر ایک جلسہ ہونا
چاہیئے۔ جس میں ضروریات کی آگاہی ہو جایا کرے
ضرورتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اساس کا مادہ موجود
ہے۔ اگر ان کو خود اعتمادی ضروریات سے پورے طور پر آگاہی
ہوتی رہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ مردوں کی طرح اپنا
استقلال سخاوت اور قربانی کا نمونہ نہ دکھا سکیں۔

وفات مسیح

پرچہ اہلسنت جلد ۱۰ نمبر ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون
بعنوان "ایک آریہ صاحب کے سوالات اور ان کے
جوابات" شائع ہوا ہے۔ نامنگار نے سوال "خدا کل
مذہبوں کا ایک ہے یا الگ الگ" کا جواب دیتے ہوئے
لکھا ہے:۔

"اس معبود حقیقی کے سوائے دوسرے کو ماننے والا
مشرک کافر کہلاتا ہے۔ اللہ کا کلام یعنی قرآن شریف
اسکی ذات اور اسکی عبادت کرنا بتلاتا ہے اور
دوسروں یا فرشتوں وغیرہ کی پرستش سے نفرت دلاتا
ہے۔ اس کا ذکر بہت سی مواضع پر موجود ہے۔ صرف
بوجہ خوف طوالت صرف دو حوالہ درج کئے جاتے
ہیں۔ جسمیں مشرکوں کی سزا اور ان کے معبودوں
کی حقیقت دکھلائی ہے۔ انہ من یشرک
باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأوٰہ
النار وما للظالمین من انصار۔ یعنی جو
کوئی اللہ کے سوا شریک کرے۔ تو اللہ جنت کو
اسپر حرام کر چکا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور
ظالموں (یعنی مشرکوں) کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔
(پارہ ششم سورہ مائدہ ع ۱۰) دوسری جگہ ارشاد
ہوا کہ مشرکوں کے معبودوں کی حقیقت دکھلائی
گئی ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ
لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء
وما یشعرون ایان یبعثون۔ یعنی اور جن معبودوں
کو یہ شریک اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ کچھ نہیں
پیدا کر سکتے۔ بلکہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اسپر طرہ
یہ کہ مردے ہیں۔ ان میں جان نہیں۔ اور آخر یہ بھی خبر
نہیں۔ کہ کب اٹھائے جاویں گے (پارہ ۱۴ سورہ نحل ع ۱)
میں پوچھتا ہوں۔ جن معبودان باطلہ کو اس آیت
کی رو سے مردہ قرار دیا جاتا ہے۔ کیا اسی آیت کی رو سے
حضرت مسیح علیہ السلام کو مردہ قرار نہیں دیا جا سکتا
جبکہ انکی نسبت قرآن مجید میں صریح طور پر وارد ہے۔ کہ

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (سورہ مائدہ ع ۱۰)
اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ (سورہ مائدہ ع ۱۰)
کہ جو لوگ مسیح کو خدا کہتے تثلیث فی التوحید کے قائل ہیں وہ کافر ہیں
مسیح ناصری کو بھی معبود من دون اللہ مانا جاتا ہے۔ پس
بذریعہ شکل اول ان دو آیات کے ملانے سے نتیجہ ظاہر ہے کہ
مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور شکل اول اسطرح ہے۔
صغریٰ۔ مسیح علیہ السلام معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں
کبریٰ۔ اور جس قدر معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں وہ
مُردے ہیں۔ انہیں جان نہیں۔ اور انکو معلوم نہیں کہ کب
اٹھائے جائینگے۔
نتیجہ۔ یہ نکلا کہ مسیح علیہ السلام مردے ہیں انہیں جان نہیں
اور انکو معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائینگے۔
صغریٰ اور کبریٰ مسلم فریقین ہیں۔ اسلئے نتیجہ بھی صحیح ہے
کیا اہل سنت اسکو تسلیم کریگا۔

جلال الدین شمس مولوی فاضل (سکھوانی)

ریویو
رسالہ وفات

النظر
[illegible] اپنے کتاب مذکور کو اول سے
آخر تک پڑھا ہے۔ اپنے
اختصار اور سادگی تحریر کے لحاظ سے مجھے پسند آئی
ہے۔ اسوقت بعض سکریٹریان تبلیغ جو نظارت تالیف
واشاعت کے انتظام کے ماتحت مقرر ہوئے
ہیں۔ اس قسم کے رسالے مانگ رہے ہیں۔ میرا ارادہ
ہے۔ کہ میں ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے
ایک کتاب لکھوں۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ کتاب تیار
ہو سکے۔ احباب مکرمی ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے
کی کتاب سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
اس کتاب میں تین غلطیاں ہیں:۔
(۱) صفحہ ۳۱ پر۔ امام مالک کی بجائے مالک لکھا ہے۔
(۲) صفحہ ۳۲ پر۔ حوالہ نمبرہ کے نقل کرنے کی کوئی
ضرورت نہیں تھی۔ وہ تو عیسائیوں کی روایت ہے۔
(۳) اسی صفحہ پر حوالہ نمبر ۶ میں حقیقۃ الموت کی بجائے
حقیقۃ الموت چاہیئے۔
جو سکریٹری صاحبان تبلیغ اس رسالے کو لینا چاہیں وہ مجھ
لکھیں میں کوشش کرونگا کہ بجائے ۲ر کے کم قیمت پر انکو دلا دوں

ناظر تالیف و اشاعت قادیان

ہر ایک استفسار کے لئے جواب کا ڈاک خرچ خود بھیجنا چاہیئے کہ انصاف ایڈیٹر

ماہ رمضان میں خاص رعایت

صرف ۱۰ ماہ شوال تک

بعض احباب کے بار بار اصرار کرنے پر اس سال کیلئے کتب کی خرید میں یہ رعایت کی گئی ہے۔ چونکہ محصول ڈاک دوگنا ہو جانے کے علاوہ وی پی اخراجات بھی ضروری ہے۔ اس لئے ڈاک کے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے احباب کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل کتب کی خرید کرتے ہوئے قیمت و محصول ڈاک کے کل اخراجات منسلک کر کے بھیجدیں۔

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
آخری حوالی شریف مترجم	۱۲ر	۱۰ر
قرآن شریف مترجم مع تفسیر احمدی حاشیہ شرح حضرت خلیفۃ اول مجلد	۱۵ر	۱۲ر
تصانیف حضرت مسیح موعود		
درکامون فارسی نظم	۴ر	۳ر
نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
براہین احمدیہ حصہ پنجم مجلد	۱۲ر	۱۰ر
" حصہ چہارم "	۱۰ر	۸ر
" حصہ سوم "	۸ر	۶ر
" حصہ دوم "	۸ر	۶ر
رہنمائے خاتون	۲ر	۱ر
نصرت الحق	۱۵ر	۱۲ر
آخری لیکچر	۱ر	۸ر
صداقت النبی	۱۵ر	۱۲ر
چشمہ توحید	۱۲ر	۱۰ر
دیباچہ تحفہ گولڑویہ	۱ر	۸ر
اختلاف اسلام پر عظیم الشان لیکچر	۱۱ر	۹ر
کتاب البریہ	۱۵ر	۱۲ر
الہدیۃ فی القرآن	۴ر	۳ر
طریق النجات	۴ر	۳ر
ملفوظات جلد سوم	۱۲ر	۱۰ر
شہادۃ القرآن	۱۲ر	۱۰ر
اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ نمبر ۶	۱ر	۸ر
ایک غلطی کا ازالہ	۱ر	۸ر
فتح اسلام (ٹریکٹ)	۱ر	۸ر
توضیح مرام (ٹریکٹ)	۱ر	۸ر

احمدیہ کتاب گھر قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپکے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا سرمہ چشم میرا اور حضرت خلیفۃ اول ہی کا بنایا ہوا

سرمہ اور سرمہ سلیمانی

اس میرا ایک ایسی چیز ہے جو ہر قسم کی چشم کیلئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اپنے مسجد مبارک میں اس میرا پیش کیا آپ نے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس کے لوگ ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے نفع اٹھایا اور میں نے بھی نفع اٹھایا الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

میں اس سرمہ اور میرا کو بہت اس بنا سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا احتیاطاً تقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر

حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کا استعمال کریں حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ

"برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ صدہا بالا۔ سیم لاہوری اور مرحوم اور بیدار سوتیا اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ میرا قسم اول باوجود خرچ ڈاک کے بھی تین روپے کے دو روپے فی تولہ اصل میرا فی تولہ بیس روپیہ کی اکیس روپیہ کی ہوگا۔ ان کیلئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے حضور علیہ السلام کیلئے

سرمہ سلیمانی

حسب الحکم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع جمیع امراض یعنی طاعون، تاعون بالغم و بیان و دوام بواسیر بالغم و قاتل کرم شکم و سفت حلق گردہ و مثانہ سل و دق و سیلان منی و یبوست دماغ و مفاصل وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانگ خوردن صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول بیس فی تولہ

المشتہر

احمد نور۔ تاجر ادویہ قادیان گورداسپور

عجیب اور خوشنما رنگ

بازی کی اس بنفش رنگ کا جو بصورت اور چھپنا سا نگینہ فاخرہ عقیق کا ہے جسپر حضرت اقدس کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ بہت ہی خوشنما کھدا ہوا ہے حروف بہت ہی صفت کے ساتھ تحریر ہے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔ نفیس سنا ہوا ہے قیمت ۱۰ روپے ڈاک خرچ جدا۔ نام بھی ساتھ لکھوائیں تو دو روپے۔ نگینہ جیب ہوا ہے قبل صاحب قریب ہی قیمت دو روپے چار آنے ہے ہم ہے

ملنے کا پتہ۔ شیخ محمد اسمٰعیل امروہی۔ پانی پت

کشمیر کے مال کے متعلق

جو مشتہر ۱۹۰۷ء کے اخیر میں شائع ہوا ہے میرے اس محکمہ میں موجود ہے۔ قیمت فی نمبر پانچ آنہ ہے۔ اس میں ہر قسم اون پشمینہ کمال ارزاں ملتا ہے۔ پس جو صاحب ارزانی سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ جلدی آرڈر دے دیں بعد میں پچھتانا ہوگا

احمدیہ سپلائنگ ایجنسی زینہ اکدل سرینگر۔ کشمیر

[illegible] صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ریاست [illegible]

[illegible] کی آمد و رفت ۵ ضابطہ نمبر ۲ [illegible]

[illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] ہرنام سنگھ ولد سجن سنگھ جٹ
[illegible] سکنہ موضع [illegible] سکنہ موضع [illegible] پور
[illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] علاقہ ریاست
[illegible] علاقہ انگریزی [illegible] مانیر کوٹلہ
[illegible] ولد [illegible] مدعا علیہ
مدعی

دعویٰ دلایا نے ۵ برخلاف

مقدمہ مندرجہ عنوان میں ہرنام سنگھ مدعا علیہ جواب تک تعمیل سمن نہیں ہوئی اور رپورٹ تعمیل کنندہ سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور مفرور الخدمہ ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاتا ہے کہ آئندہ پیشی ۱۲ جون اصالتاً یا وکالتاً مدعا علیہ حاضر عدالت ہو ورنہ جواب دہی مقدمہ کرے ورنہ اس کے برخلاف کارروائی بکطرفہ عمل میں آئیگی ؛

دستخط ۲۱ مئی ۱۹۲۱ء
(مہر) (نواب خان ثاقب)

اعلان

کھیوڑہ سالٹ مائن کیواسطے ایک سرویئر کی ضرورت ہے جو کھیوڑہ سالٹ ڈرائنگ اور اسسٹنٹ وغیرہ بخوبی جانتا ہو امیدوار ۲۵ سال کے قریب ہو۔ ملازمت پنشن ایبل ہے۔ تنخواہ ۱۲۰ سے ۲۰ روپیہ تک کا سکیم ہے ۔ ۲۵۰ - ۵ - ۸۰ تک عنقریب ہو جائیگی۔ امیدوار ذیل پتہ پر مجھ سے خط و کتابت کریں۔ قاضی عبدالمجید سرویئر اسسٹنٹ کھیوڑہ سالٹ مائن
کھیوڑہ ۔ ضلع جہلم ۔ ناظم امور عامہ خانہ

امرتسری مکذب کو جواب

اس عنوان سے فتاویٰ اللہ کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے وہ بطور اشتہار علیحدہ بھی چھاپا گیا ہے۔ جو صاحب [illegible]

ہندوستان کی خبریں

ایک سرکاری اعلان

حکومت ہند اور علی برادران ہے کہ حکومت ہند نے اس کو فیصلہ کیا تھا کہ مسٹر شوکت علی اور مسٹر محمد علی برادران اقتدار کی بنا پر مقدمہ دائر کیا جائے۔ جو انہوں نے گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں بعض تقریروں میں کی تھیں یہ تقریریں حکومت کے خیال میں لوگوں کو فساد پر آمادہ کرنے والی تھیں ؛

جب حکومت استغاثہ دائر کرنے کا فیصلہ کر چکی تو اسے یقین دلایا گیا کہ اس کا مقصد بغیر عدالت میں چارہ جوئی کرنے کے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس حکومت نے اسکو التوا میں ڈال دیا۔

اب حکومت نے مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی کے بیان کے شائع ہونے پر دوبارہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ان تقریروں کے متعلق عدالت تک کے ذریعہ استغاثہ دائر کریگی۔ جب تک سرکار دونوں اصحاب اپنے قول و اقرار پر قائم رہینگے ؛

ہاں اگر کوئی وعدہ خلافی کی گئی۔ تو حکومت ہند اس بات کی مجاز ہوگی۔ کہ ان کو ان کی سابقہ تقریروں کی بنا پر گرفتار کرلے ؛

وائسرائے کے ڈنر ہمعصر ہم اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ ایک ہفتہ سے زائد عرصہ ہوا۔ میں مسٹر شفیع وائسرائے کے محل میں جو دعوت دی تھی۔ اس میں میاں محمد شفیع کے ساتھ مسٹر شفیع بھی رونق افروز دعوت ہوئی تھیں ؛

لنکا میں بارش کی خوشخبری کولمبو ۳۰ مئی موسم کا حال معمولی ہے۔ برسانی ہوا (مون سون) نہایت تیز ہے ہفتہ گذشتہ میں خوب بارش ہونے سے ندیوں میں سیلاب سا معلوم ہوتا ہے۔ ایک وسیع علاقہ سیراب ہو گیا ہے زراعتی کولمبو کی طرف بادل بڑھ رہے ہیں ؛

سب اسسٹنٹ سرجنوں کی بھی قدر ہونے لگی مدراس ۲۰ مئی
ال انڈیا سب اسسٹنٹ سرجنوں کی [illegible] یشن کی پراونشل کانفرنس کے صدر میجر گرے نے دوران تقریر میں کہا کہ سب اسسٹنٹ سرجنوں کی کل تعداد کے ۱۵ فیصدی کو دس سال کی خدمت کے بعد اسسٹنٹ سرجن بنایا جائیگا

سرحدی قبائل کی آپس میں جنگ پشاور ۲۷ مئی ۱۹۲۱ء کوہ کرمان پر [illegible] ہوئی۔ سنگالیوں کی چند بکریاں برطانوی سرحد کے نزدیک چر رہی تھیں۔ کہ وزیری ان کو ہانک کر لے گئے۔ تو سنگالیوں نے گولیاں چلانی شروع کیں گولیوں کی آواز سنکر بہت سے قبیلے اکٹھے ہو گئے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک کہ وزیری اور ایک افغان سپاہی مارے گئے

وزیر ہند کو نالش کا نوٹس ایک بنگالی خاتون ریل میں سفر کر رہی تھی۔ منزل مقصود پر پہنچ کر جب وہ ٹرین سے اترنے لگی۔ تو گارڈ نے سیٹی دیدی۔ اور ریل چل دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ معہ اپنے بچے کے پلیٹ فارم پر گر پڑی۔ اور اس کے لگی بچوٹ آگئی۔ اب اس نے وزیر ہند کو نالش کا نوٹس دیا ہے۔

ڈائرلاد اوڈوائر کی پنشن بند مسٹر اینڈریوز سیٹھ کرشنا کے بارہ میں لکھتا ہے کہ مہاتما گاندھی نے حامیان ترک موالات کے جملہ مطالبات پیش کر دیئے ہیں۔ اور انکو اگر کانگرس کونسل کی رائے کے ساتھ وائسرائے نے کابینہ برطانیہ کے پاس بھیجدیا ہے۔ اغلب ہے کہ پنجاب کے تعلق میں تمام ایسے ان ہار تمل لارڈ کرزن جائینگے۔ اور ڈائر اور اوڈوائر کی پنشنیں بند کر دی جائینگی

بارش کی توقعات بارش کے متعلق امید افزا خبریں چلی آرہی ہیں۔ اور توقع ہے کہ جلد بارش شروع ہو جائیگی۔ شملہ پر خدا گرمی کے بعد ۳۰ مئی سے قبل کی شب میں خوب بارش ہوئی۔ اور شملہ کے جنگلات میں جو روزانہ آتشزدگیاں ہوتی تھیں۔ ان کا انسداد ہو گیا۔

آئندہ یکم عید اور صوبہ بہار پٹنہ میں ہندو مسلمان کا ایک جلسہ ۲۹ مئی کو ہوا اسمیں ریزولیوشن منظور کیا گیا کہ ہندو مسلمانوں کا ایک ثالثی بورڈ مقرر کیا جائے جو آئندہ یکم عید کے متعلق ہندو مسلم اختلافات کا فیصلہ کرے

لکھنؤ میں ہندو کا جنازہ

مقتول ہندو سب انسپکٹر کا جنازہ نہایت شاندار طریقہ سے نکلا

جنازہ نرمی دونوں سے اٹھایا گیا تھا۔ حال میں ایک ہندو اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر ریلوے کے ورکشاپ کے کارکنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تھا۔ ہندو شاستر کے آداب کے مطابق چندہ کر کے اس ہندو کی نہایت شاندار ارتھی اٹھائی گئی۔ ہندو عورتوں کے ساتھ کانپور تک گئے۔

آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس

آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس جنوری کے آخری ہفتہ میں بمقام کراچی منعقد ہوگا۔

کیا گورنمنٹ پشاور خالی

کابل کے اخبار امان افغان کا نامہ نگار پشاور لکھتا ہے بعض کمیٹی پر غور کر رہی ہے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ سوچ رہی ہے۔ کہ اگر پشاور میں شورش کی یہی حالت رہی۔ تو اس سے یہی بہتر ہوگا کہ پشاور کو بالکل خالی کر دیا جائیگا۔

کہا جاتا ہے۔ کہ سرحدی افسروں نے گورنمنٹ سے صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ اگر اس شورش اور فساد کا جلد انسداد نہ کیا گیا۔ تو وہ سرحد کی حکومت باشندوں کے حوالہ کر دی جائے۔

میونسپلٹی کی امداد

مدراس ۳۰ مئی۔ اخبار ہندو کو معلوم ہوا ہے کہ میونسپل کمیٹی انھریں نے تلک سوراج فنڈ میں ۵۰۰ روپیہ

سوراجیہ فنڈ میں

چندہ دیا ہے۔

قومی سکول گورنمنٹ کی نظر میں

سرکاری اعلان منظر ہے جو قومی سکول جاری ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ انہیں ایسے پرائیویٹ سکول خیال کرتی ہے جنھیں محکمہ تعلیم نے تسلیم نہیں کیا۔ اور وہ سرکاری رسگاہ کے طریق سے خارج ہیں۔

حاجیان حج کیلئے اطلاع

شملہ ۳۰ مئی۔ سرکاری منظر ہے کہ حاجیان حج کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جہاز حکومت کے تحت نہیں جانے اگر کوئی شکایت ہو تو جتنی جلدی ممکن ہو سکے حکام جہاز سے شکایت کریں۔ بعد تک یہ لوگ واپس ہو چکے آئینگے۔ اسکے بعد انکی کوئی شکایت کی شنوائی نہ ہوگی۔

ممالک غیر کی خبریں

قسطنطنیہ اور مدنیہ

قسطنطنیہ ۲۹ مئی۔ حکومت یونان نے انقلابیوں کے

غیر جانبدار اتحادیوں

غیر جانبدار اتحادیوں اعلان کے جواب میں کہ قسطنطنیہ اور مدنیہ وغیرہ وغیرہ غیر جانبدار رہینگے کہا ہے۔ کہ ایک جہاز کی تلاشی لی گئی کہ بورڈ میں ساحل سے دشمنی ساحل کی طرف مصطفےٰ کمال کو کوئی فوجی کمک نہ بھیجی جا سکے۔ حالانکہ جنگ کی بہم رسانی بھی اسی طرح قطعاً بند ہونی چاہیئے۔

فوجی تحقیقاتی عدالت

لندن ۲۹ مئی۔ جنرل للنبی نے سکندریہ کے فسادات کے لئے ایک فوجی تحقیقاتی عدالت قائم کی ہے۔ جس کے صدر کرنل کیلی ہیں۔

سرکاری روٹی کی تقسیم

سکندریہ کا ایک پیام منظر ہے کہ روٹی کا سرکاری گودام جل رہا ہے۔ اور دس ہزار گھڑیوں کے جل جانے کا اندیشہ ہے۔

صوفیہ میں بم

پیرس ۲۹ مئی۔ صوفیہ کا ایک پیغام منظر ہے کہ قوی دن کی تقریب میں اسکولوں کے بچے شاہی محل کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ کہ ایک بم پھینکا گیا۔ بادشاہ بالاخانہ میں کھڑے تھے۔ بچے اور عورتیں زخمی ہوئیں۔

سلینیا کے شہر

لندن ۲۹ مئی۔ یونان نے شہر

روز نبرگ کی تباہی

روز نبرگ کی باقاعدہ تباہی شروع کر دی ہے۔ کیونکہ اسپر جرمن حملہ کا اندیشہ ہے۔ بظاہر پول سمجھتے ہیں۔ کہ کہیں یہ شہر چھوڑنا پڑیگا۔ اس لئے وہ جرمنوں اور دنیا کو سبق دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انہیں صنعتی علاقے سے بزور نکالا گیا۔ تو اس علاقہ کا کیا حشر ہوگا؟

ریلوے سٹیشن اور ریل کا پل بارود سے اڑا دیئے گئے ہیں۔ اور رہی سہی عمارت کو آگ لگا دی گئی ہے

لندن میں ہندوستانی طلباء کی بڑی تعداد کے ساتھ ہندو مذہب کی پیروی

لندن ۲۹ مئی۔ دور حاضر میں امریکن گارڈن پارٹیوں میں ہر ہفتہ گرینوچ کے مقام پر امریکن کارکنوں کی ۲۰ پارٹیاں دی جاتی ہیں۔

ڈبلن میں

کسٹم ہاؤس ایجوکیشنل بلڈنگ اور ہر وقت اس کے گرنے کا ڈر ہے

بیشمار ہجوم کو کنارہ دیکھتا رہا۔ جب تک کہ پورا حصہ اسکو شکستہ نہ کر دیا۔ آئرلینڈ کے اخبارات ہر اشتعال کی صلح کی امید کا صدمہ پہنچنے والا خیال کرتے ہیں۔

۲۵ ہزار ایکڑ تک برخاست

قاہرہ میں ریلوے ملازمین کو ہم پلہ دینے کی جو دھمکی دی جاتی تھی۔ وہ اب ظاہر نہیں ہوئی۔ ۲۵ ہزار ایکڑ زمین کو برخاست کر دیا گیا ہے۔ اگر ان کو بحال بھی کیا گیا تو ملازمان کے حقوق کچھ نہ کچھ ضرور سلب کئے جائینگے۔

سکندریہ کے فسادات کی وجہ

زاغلول پاشا نے بتلا دیا ہے کہ سکندریہ کے فسادات مذہبی نہیں۔ بلکہ ان کا باعث یہ ہے۔ کہ یہودیوں نے کمالی مظاہرین پر فائر کئے ہیں۔

جیل خانے سے نکلکر وزیر اعظم

طہران ۳۰ مئی۔ خراسان کا سابق گورنر کرم سلطان وزیر اعظم بننے کے لئے جیل سے نکل آیا ہے۔ اس اثناء میں مشہد میں اس کے حالات کی تحقیقات ہوئی وہ وثوق الدولہ کا بھائی ہے۔

مشرقی افریقہ میں

لندن ۲۹ مئی۔ ایک مضمون کا غذ شائع کیا گیا ہے جس میں مشرقی افریقہ میں ہندوستانیوں

ہندوستانیوں کی نیابت

کی حالت کے متعلق مسئلہ اور حکومت ہند کی خواہش کا بیان شائع ہوئی ہے۔ حکومت ہند نے زور دیا تھا۔ کہ کونسل میں ہندوستانیوں کو مناسب نیابت دی جائے۔ ان کے لئے کسی اصول پر حق قائم کیا جائے۔ اور نسلی امتیاز دور کیا جائے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادری پریس پیشہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر اکان کے لئے شائع ہوا۔

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں ۱۲ | مقاماً مختوماً | صدا بصحرا

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

جملہ امور بنام ایڈیٹر کاروباری امور کے متعلق خطوط و کتابت بنام منیجر ہو۔

ایڈیٹر ۔ غلام غوث ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔
اخبار ۔
اخبار کی ۔
ہندی مسلمت اور ۔
مشہور کانپور کے مزدوروں کا خطبہ ۔
ہندو مسلمان اور مسلمان اسلام ۔
ابن ظفر علی خان اور خود العقار ۔
خطبہ عید الفطر (حقیقی عید کیا ہے) ۔
خداوند کریم کے شکر میں فعال شرم گناہ ۔
اشتہارات ۔

جلد ۹ | نمبر ۹۶ | مورخہ ۲ جون ۱۹۲۱ء | روشنبہ | مطابق ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ | ۲۸ صفحہ

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (جمعہ ۱۷ مارچ) کی صبح کو لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت اور سفر لاہور کے متعلق مفصل ڈاکٹری رپورٹ صفحہ ۲ پر درج ہے ۔

خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ اور افریقہ میں نئی بیعت کرنے والوں کی خوشخبری سنائی۔

مسجد اقصیٰ کے سامنے صحن کے لئے نہایت عمدہ خوبصورت سائبان بن کر آگئے ہیں۔ جن پر دو ہزار کے قریب روپیہ صرف ہوا ہے۔ جماعت فیروز پور نے ان کی تیاری میں بہت مدد دی ہے ۔

خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش

ایک عظیم الشان بشارت

افریقہ میں دس ہزار اور نئے احمدی ۔

مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ احمدیت کی طرف سے ۱۲ ماہ حال کی تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں میگوس (افریقہ) سے پہنچی ہے۔

Khalifa-tul-masih Qadian. BATALA. Reverered. Accept ten thousand Gaints. NAYYAR.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میری بیعت بحال ہو گئی ہے۔ دس ہزار آدمیوں کی بیعت قبول فرمائیے۔ اور دعا کیجئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل پر سجدات شکر بجالانے اور بہت بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ان نئے بھائیوں کو سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔ نیز مکرم نیر صاحب کو بھی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا کام اور ان کی ذمہ واریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت

احباب جانتے ہیں ۱۳ جون کے اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کا حال پڑھ لیا ہوگا۔ وہ ۱۱ جون تک کے حالات تھے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے حالت برابر بہتر ہونے لگی۔ اور میں نے بذریعہ خطوط و تار دفتر و بعض احباب تک ۱۳ جون تک کے حالات پہنچانے کی کوشش کی۔ اس دن شام کو حضور فائر ڈی مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ سفر اور دیگر ضروری مشاغل کی وجہ سے ۱۳ جون سے لیکر ۱۶ جون کے حالات اخبار میں نہ دیئے جا سکے۔ اس لئے اس اخبار میں مفصل حالات احباب تک پہنچا دیئے ہوں گے اگرچہ پرانے ہیں، مگر جہت رکھنے والے دوستوں کے لئے نئے ہونگے:

۱۳ جون کو حضرت صاحب کو بخار سے بالکل آرام رہا۔ اور ۱۴ جون کو زیادہ سے زیادہ حرارت ۹۹ ہوئی۔ سارا دن بلا بخار صحت تک آگئی۔ مگر کمزوری بدستور رہی۔ اسی روز اتفاق سے ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر ملک عبدالرحمن صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس جو حال ہی میں ولایت سے تشریف لائے ہیں، حضور کو دیکھنے گئے۔ اور حضرت صاحب کا معائنہ کیا۔ اور کہا کہ:۔

میری رائے میں آپ کو ایک سال کے لئے تقریر بند کر دینی چاہیئے۔ اور آج ہی پہاڑ پر چلے جانا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا:۔

آپ نے جو کہا ہے کہ تقریر بند کر دوں آپ سے پہلے تمام کے تمام ڈاکٹروں نے یہی رائے دی ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں ڈاکٹر انیسور تھ صاحب کو جب گلا دکھلایا تو انہوں نے کہا کہ تقریر بند کر دینی چاہیئے۔ میں نے کہا۔ یہ ممکن ہے، انہوں نے کہا۔ پھر میرے علاج سے زیادہ فائدہ کی توقع نہیں۔ مگر ایک کام کے

ولادت

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ماجرت کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام سلیم احمد رکھا گیا ہے۔ جمیع عصر بیت اللہ الفضل کے لئے دعائے خیر کی درخواست ہے۔ احباب مبارکباد کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار غلام قادر

درخواست دعا

احباب خاکسار اور اس کے خاندان کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ میاں عبدالرحیم

ایک مستقد مہ کی صفائی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ بہادر و قاسم الحبیب

نماز جنازہ

میری والدہ صاحبہ مرحومہ کی نماز جنازہ ۱۲ بجے ظہر کے بعد ہوگی۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ عاجز عبدالرحیم

میری والدہ صاحبہ سید بیگم اور میرے بھتیجے ۱۲ بجے ظہر کے بعد ہوگی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر دو کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ خاکسار قاضی فضل الٰہی ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شیخوپورہ

آج بتاریخ ۱۷ حال جناب والد بزرگوار منشی تاج الدین صاحب احمدی فوت ہوگئے۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود کے بہت پرانے مخلص خدام میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ سردار محمد خلف منشی تاج الدین صاحب

میری لڑکی غلام فاطمہ چند دن بیمار رہکر فوت ہوگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار صلاح الدین واصل باقی نویس کھاریاں۔

چوہدری غلام حیدر منیجر و سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۴۸ علاقہ سرگودہا کی والدہ اور بھائی کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ چوہدری صاحب موصوف کی والدہ کو دین سے بہت پیار تھا۔ محمد علی ایڈووکیٹ قادیان

ایڈیٹر ضروریت

شیخ محمود احمد صاحب ایڈیٹر الحکم کو چونکہ مصر میں تبلیغ کیلئے بھیجنے کی تجویز ہے اسلئے الحکم کو چلانے کے لئے ایک ایڈیٹر کی ضرورت ہے مضامین دینی کا شوق رکھنے والے احباب درخواستیں بھیجیں۔ منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۱ر جولائی ۱۹۲۱ء

دیوبندیوں کی دربارۂ مباہلہ ذلت و رسوائی

مباہلہ و مناظرہ سے فرار کا اعتراف

اور

مضطربانہ حرکات

ہمارے مقابلہ میں علماء دیوبند کو جس قدر رسوائی اور ذلت اٹھانی پڑی ۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا اشتہار ۲۵ر جنوری ۱۹۲۱ء کو شائع ہوا ۔ اور بذریعہ رجسٹری اسی وقت ان کو پہنچا دیا گیا ۔ اس کے مستقل قلم اٹھانے کے لئے ایک سال سے بھی زائد عرصہ تک انہیں ہوش نہ آئی ۔ حالانکہ اس دوران میں ہماری طرف سے ایک بار نہیں ، دو بار نہیں ، بلکہ تین بار پُرزور الفاظ میں جواب کا مطالبہ کیا گیا ۔ چنانچہ اپنے اشتہار ۲۵ر جنوری ۱۹۲۰ء کے بعد ۲۹ر مئی ۱۹۲۰ء کے الفضل میں "کہاں ہیں علماء دیوبند" کے عنوان سے دیوبند کے قریباً تمام مولویوں کو نام بنام مخاطب کرتے ہوئے لکھا گیا :-

"علماء دیوبند کہاں ہیں کیا کر رہے ہیں ، برسر ظہور جلوہ فرما ہوں ۔ ہم مشتاق ہیں ، منتظر ہیں ، راستہ تکتے ہیں ۔ مگر آہ !

وہ تو غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں"

حضرات علماء دیوبند ہمارے آخری اشتہار کو پڑھیئے اور سب مل جل کر جواب مرحمت فرمائیے"

اسی مضمون کو جماعت احمدیہ سیرٹھ نے بذریعہ علیحدہ اشتہار شائع کر کے خاص دیوبند اور نواح دیوبند میں بکثرت تقسیم کرایا ۔ لیکن دیوبندیوں کی مدہوشی میں کوئی فرق نہ آیا ۔ اس کے بعد ۳ر جون ۱۹۲۰ء کے الفضل میں "کیا علماء دیوبند ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے" ایک اور مضمون لکھا گیا ۔ اور اسے بھی جماعت احمدیہ میرٹھ نے الگ چھپوا کر شائع کیا ۔ اور دیوبند پہنچایا ۔ اس میں دیوبندیوں کے دعوے درج کر کے جماعتی طرف سے ایڈیٹر صاحب الفضل کے ساتھ پیش ہونے کے لئے لکھا گیا تھا ۔ بتایا گیا کہ :-

"شاید وہ لوگ جو ہمارے مقابلہ میں ہر گوشہ و نکس کی تحریر کو وقعت دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ دیوبندی اشتہارات کے اس قسم کے فقرات میں بھی کچھ حقیقت سمجھتے ہوں ۔ اور انہیں خیال ہو ۔ کہ جب اس زور شور سے علماء دیوبند کی طرف سے مباہلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی جا رہی ہے تو وہ ضرور مباہلہ کر کے ہی رہینگے ۔ لیکن ایسے لوگوں کو ہم نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دیتے ہیں کہ علماء دیوبند نے اپنے قول و قرار کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور اپنے ہوا خواہوں کی امیدوں کا خون کرتے ہوئے مباہلہ کے معاملہ میں بالکل خاموشی اختیار کر لی ہے ۔ ان کی تمام فقرہ بازیاں ختم ہو گئی ہیں ۔ ان کا سارا جوش و خروش کافور ہو گیا ہے"

ہمارا یہ اشتہار بھی دیوبندیوں کی مہر خموشی کو نہ توڑ سکا اور انہوں نے ایک لفظ تک ہمارے جواب میں نہ لکھتے ہوئے مباہلہ سے فرار کو خود تسلیم کر لیا ۔

اس کے بعد جب قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسہ کا اشتہار شائع ہوا ۔ اور اس میں شامل ہونے والے لوگوں میں مولوی عبدالسمیع کا نام ہماری نظر سے گذرا ۔ تو ہم نے ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء کے "الفضل" میں "مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی مطلع رہیں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس میں لکھا کہ :-

"کیا ہم امید رکھیں کہ اگر مولوی عبدالسمیع صاحب نے قادیان آنے کی جرأت کی ۔ تو ہمارے اشتہار کا جواب بھی لیتے آئینگے ۔ اور وہ دو جوابات پیش کرینگے جن سے مجبور ہو کر انہیں مباہلہ سے فرار اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ رہا ۔ اور اتنے عرصہ تک ہمارے اشتہار کا جواب نہ دیا"

اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ :-

"ہم مولوی صاحب کو قبل از وقت اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ضرور ہمارے آخری اشتہار کا جواب لیکر آئیں ۔ ورنہ اندازہ کر لیں ۔ کہ انہیں کسقدر شرمندگی اور ندامت برداشت کرنی پڑیگی"

یہ مضمون بھی مولوی عبدالسمیع کو پہنچا دیا گیا ۔ اسپر جب انہوں اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ہمارے سوا خدا سے بچنے کا ان کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اور غیر احمدیوں کے جلسہ میں شمولیت جس کے لئے نہ معلوم انہوں نے کیا کیا خیالی پلاؤ پکائے ہونگے ۔ اور کیا کیا اُمیدیں باندھی ہونگی ۔ ان کے لئے کوئی آسان بات نہیں ہے تو جنوری ۱۹۲۱ء کا چھپا ہوا ایک رسالہ مارچ ۱۹۲۱ء میں ہمارے پاس بھیجدیا ۔ اور اس سے اپنے دل کو تسلی دے لی ۔ کہ شاید اس طرح مطالبہ جواب سے رستگاری حاصل ہو جائے ۔ لیکن چونکہ یہ ہمارے اشتہار کا قطعاً جواب نہیں تھا جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائیگا ۔ اس لئے ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ پر بذریعہ اشتہار بڑے زور کے ساتھ جواب کا مطالبہ کیا ۔ اور لوگوں کو ان کے فرار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا کہ :-

"اگر آپ لوگوں کو ان کے (دیوبندیوں کے) فرار میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو ۔ تو مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی سے بالمشافہ پوچھ لیجئے کہ انہوں نے بحیثیت قائم مقام علماء دیوبند کیوں ہمارے اس اشتہار کا جواب شائع کر کے ہمیں نہیں بھیجا ۔ جسے ان کے پاس پہنچے ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے ۔ لیکن اس سوال کا جواب ان کے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ علماء دیوبند مباہلہ سے بھاگ گئے"

ہمارے اس اشتہار کے جواب میں یہاں نہ تو مولوی عبدالسمیع کو کچھ کہنے کی جرأت ہوئی ، نہ مولوی انوار اللہ صدر مدرس دیوبند نے کچھ کہا ۔ اور نہ مولوی حبیب الرحمن مہتمم دیوبند

نے کچھ ارشاد فرمایا۔ حالانکہ ان کو تقریر کرنے کے لئے سب سے آخر کا فی وقت ملا تھا لیکن جب اس اشتہار کو شائع ہوئے قریباً دو ماہ گذر چکے۔ تو دارالعلوم دیوبند سے شیخ خدہ ایک اشتہار ہمیں پہونچا۔ جس میں مولوی عبدالسمیع نے اپنی بدزبانی اور گالی دینے کا کافی ثبوت دیتے ہوئے ہم پر "مکاری۔ دھوکہ دہی عیاری اور جعلسازی" کا الزام لگایا ہے۔ اور پیشگوئی پیش کیا ہے کہ۔

"ناظرین خیال فرمائیں کہ ہمارا اشتہار نمبر ۱۲ جو جماعت قادیان کے آخری اشتہار نمبر ۱۱ کا جواب ہے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو دیوبند سے روانہ ہوا۔ مگر ہمارے صاحب کے نام علیحدہ اور ایڈیٹر الفضل کے نام علیحدہ جوابی رجسٹری کی گئی۔ ۱۷ مارچ کو یہ دونوں رجسٹریاں دونوں کو وصول ہو گئیں۔ اور اسی ہی انجمن اسلامیہ قادیان میں یہ اشتہار پہنچے گئے۔ اور اس کے علاوہ ۱۹ مارچ کو ہم نے خود قادیان میں یہ اشتہار تقسیم کئے۔ اس حالت میں ۲۰ مارچ کو اس مضمون کا اشتہار شائع کرنا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے ہمارے اشتہار کا جواب شائع کر کے ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا کیا جماعت قادیان کا صریح جھوٹ نہیں ہے اور کیا اس کا مقصود مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا نہیں ہے؟"

اس فضول گوئی سے مولوی عبدالسمیع کا مطلب ہے کہ ہمارے اشتہار پر ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء کی جو تاریخ ثبت ہے وہ درست نہیں۔ کیونکہ ۱۷ مارچ کو اس کی طرف سے ہمارے آخری اشتہار کا جواب ہمیں مل گیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ۱۷ مارچ کو جو کچھ ہمیں ملا۔ اور جسے مولوی عبدالسمیع نے ۱۹ مارچ کو خود تقسیم کرنے کا دعویٰ کیا۔ وہ ہمارے اشتہار کا جواب بھی ہے یا نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے اشتہار کا جواب تھا۔ تو کیوں اسوقت ہمیں نہ بھیجا گیا۔ جبکہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء کے الفضل میں ہم نے مطالبہ کیا تھا۔ پھر اسوقت کیوں نہ ارسال کیا گیا۔ جبکہ ۳۰ مارچ کے الفضل میں مکرر دریافت کیا گیا۔ اور اگر ۲۵ جنوری ۱۹۲۱ء سے لیکر (جبکہ پہلا آخری اشتہار شائع ہوا) ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء تک (جو کہ دیوبندی اشتہار پر ثبت ہے) سال بھر دیوبندیوں کو ہمارے اشتہار کا جواب تیار کرنے میں مصروف رہنا پڑا۔ تو کیوں انہوں نے جنوری ۱۹۲۱ء میں ہمارے چھاپہ کا اپنے گھر میں رکھ چھوڑا۔ اور بجائے اس کے ہمیں بھیجا۔ اگر وہ ہمارے اشتہار کا کافی الواقع جواب سمجھتے تھے۔ تو کونسی چیز تھی۔ کہ اسے ہم سے چھپانے کی اور ہمارے پاس بھیجنے کی جرأت نہ کرتے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ ہماری طرف سے بار بار پرزور الفاظ میں جواب کا مطالبہ ہو رہا تھا۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ دیوبندیوں نے لکھنے کو تو ۳۰ صفحہ کا رسالہ لکھ دیا۔ لیکن جو کچھ اس میں لکھا۔ اسکی حقیقت سے ناواقف نہ تھے۔ اور خوب اچھی جانتے تھے۔ کہ سوائے آئیں بائیں شائیں کے ہمارے جواب میں ان سے کچھ نہیں بن پڑا۔ اس لئے اس رسالہ کو ہمارے پاس بھیجنے کی انہیں جرأت نہ ہوئی۔ لیکن جب خیر خواہوں نے جب میں شمولیت کا شوق انہیں چرایا۔ اور ادھر ہماری طرف سے اطلاع دی گئی۔ کہ اگر آؤ تو جواب لیکر آنا۔ تو اپنی ندامت اور شرمندگی کو یہ کہکر مٹانے کے لئے کہ ہم نے تو "قادیانی اشتہار کا جواب مفصل و مبسوط سوا دو جزو میں" دیدیا ہے۔ خیر خواہوں کے جلسہ سے چند دن قبل وہی بوسیدہ رسالہ یہاں بھیجدیا جو پہلے کسی تہ خانہ میں چھپائے بیٹھے تھے۔

پس جبکہ دیوبندیوں نے اپنے اس رسالہ کو خیر خواہوں کے جلسہ پر لانے کے ارادہ اور اس موقعہ پر ہماری طرف سے مطالبہ سے قبل اسے ہمارے اشتہار کا جواب ہی نہیں سمجھا تھا۔ اور بطور جواب ہمارے سامنے پیش کرنے کی جرأت ہی نہیں کی تھی۔ تو پھر ہمارا اشتہار مشتہرہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو جس جواب کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ کس منہ سے دھوکہ دہی قرار دے دیا گیا۔ ہم نے اسی لئے مذکورہ بالا اشتہار شائع کیا تھا کہ اسوقت تک دیوبندیوں سے ہمارے اشتہار کا کوئی جواب نہیں بن پڑا تھا۔ اور جو رسالہ اس موقعہ پر ہمیں دیا [illegible]

ایک حیلہ تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس رسالہ کو ہمارے اشتہار کے جواب کے طور پر اب پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو خود دیوبندیوں نے باوجود ایک سال کی محنت اور مشقت کے بعد تیار کرنے کے اس قابل نہیں سمجھا تھا۔ کہ چھپوا کر اس کو گھر میں محفوظ رکھنا ہی مناسب قرار دیا تھا۔

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ رسالہ بھی اس بات کی شہادت دے رہا ہے۔ کہ ہمیں ہمارے اشتہار کا جواب نہیں ہے بلکہ مباہلہ سے کھلے کھلے فرار کا اقرار موجود ہے۔

وہ سب اصحاب جو شروع سے ہماری اور دیوبندیوں کی تحریروں سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں۔ کہ ہم انہیں مباہلہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ اور وہ اس کے متعلق ایچ پیچ کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ان کا بڑا زور مناظرہ پر رہا۔ حالانکہ مباہلہ کے لئے اس قسم کے مناظرہ کی جو ہم کرتے تھے کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر جب ان کی اس بحث کو بھی تہ دیا گیا۔ اور مناظرہ اور مباہلہ کے متعلق شرائط پیش کئے گئے۔ تو وہ ان پر اڑ بیٹھے۔ اور نہایت بیہودہ اور لغو بحثیں شروع کر دیں۔ تاکہ نہ شرائط طے ہو سکیں اور نہ مناظرہ۔ اور نہ مباہلہ کی نوبت آنے پائے۔ آخر جب ہم نے اس پہلو میں بھی ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور انکی بیہودہ طرفی کو پبلک میں واضح کر دیا۔ تو بالکل ساکت ہو گئے۔ اور ایک سال تک باوجود مطالبے کرنے کے کچھ بھی نہ لکھ سکے۔ آخر جون ۱۹۲۱ء کے مجبوراً ایک رسالہ لکھا۔ جس میں اپنی مخلصی کے لئے مناظرہ اور مباہلہ سے فرار کا ثبوت یہ لکھکر دیدیا کہ:۔

"مباہلہ و مناظرہ کی حاجت باقی نہ رہی۔ بلکہ مباہلہ سے جو غرض غائت تھی۔ یعنی امتیاز حق و باطل اور بطلان مذہب قادیانی تھی۔ وہ حاصل ہو گئی۔ کیونکہ جماعت قادیان مباہلہ و مناظرہ تو مرزا صاحب کے بنی و مرسل من اللہ ہونے پر کرتے ہیں۔ اور جبکہ مرزا صاحب کا قصر منہدم ہو گیا۔ تو اب مباہلہ کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے"۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ کیا جس رسالہ میں الفاظ مذکورہ ہوں۔ وہ ہمارے اس اشتہار کا جواب لکھا سکتا ہے

جسمیں مناظرہ اور مباہلہ کی طرف لانے کی کوشش کی گئی ہے یا مباہلہ اور مناظرہ سے فرار کا اقرار نامہ ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ مناظرہ اور مباہلہ سے فرار کا کھلا کھلا اعتراف ہے۔ پس اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بھی ہمارا حق تھا کہ ہم اپنے اشتہار کے جواب کا مطالبہ کرتے اور اسی لئے ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ پر دیوبندیوں کے آنے کو غنیمت سمجھ کر ان سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء کے اشتہار میں مطالبہ کیا تھا۔ جس کے جواب میں وہ ایک لفظ بھی لکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور اب اکتیس عرصہ کے بعد جب اس ناکامی اور نامرادی کا غبار اُترا۔ جو انہیں قادیان آنے پر نصیب ہوئی تھی۔ اور جس کا مفصل ذکر ہم غیر احمدیوں کے جلسہ کی روئداد میں بفضلہ تعالیٰ شائع کر چکے ہیں۔ تو لگے باتیں بنانے۔

مولوی عبد السمیع نے۔ اور خوب اچھی طرح کان کھول کر سن لے۔ کہ جس اشتہار کا حوالہ دیکر وہ اب یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ اس میں ہمارے اشتہار کا تو بیالیس سال کے طویل عرصہ کے بعد جواب دیا گیا ہے۔ وہ جواب نہیں ہے۔ بلکہ مناظرہ و مباہلہ سے فرار کی تجویز ہے۔ جو اس نے سارے دیوبندیوں کی طرف سے ہمیں لکھ کر دی ہے۔ اس صورت میں نہ صرف ہمارا ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو اشتہار شائع کرنا بالکل جائز اور درست تھا۔ بلکہ اب بھی ہمیں وہی کہنے کا حق حاصل ہے۔ جو اس اشتہار میں کہا گیا۔

باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ مباہلہ و مناظرہ کی غایت باقی نہیں رہی۔ یہ کیوں اس لئے کہ وہ مباہلہ سے جو غرض و غایت تھی۔ یعنی امتیاز حق و باطل و بطلان مذہب قادیانی تھی۔ وہ حاصل ہو گئی۔ اور جبکہ مرزائیت کا قصر منہدم ہو گیا۔ تو اب مباہلہ کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ دیوبندیوں کو اس ذلت و رسوائی کے صدمہ نے بصیرت کے ساتھ بصارت بھی چھین لی ہے۔ اور وہ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون کے پورے پورے مصداق بن گئے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ تو دن بدن احمدیت کی صداقت اور حقانیت کے عظیم الشان ثبوت پیش کر رہا ہے۔ روز بروز سینکڑوں اور ہزاروں انسان احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور تمام دنیا میں احمدیت کا شور مچ گیا ہے۔ لیکن دیوبند سے آواز آتی ہے۔ کہ انہیں "بطلان مذہب قادیانی" کی غرض حاصل ہو گئی۔ اور اس کے ذریعہ "مرزائیت کا قصر منہدم ہو گیا" کیا کسی مذہب کے بطلان کی غرض اسی طرح حاصل ہوا کرتی ہے۔ کہ اس کی ترویج اور اشاعت میں نہ صرف کسی قسم کی کمی نہ واقع ہو۔ بلکہ وہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا جائے۔ اور دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اس کا غلغلہ بلند ہوتا جائے۔ اگر اسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دیوبندیوں کو حاصل ہو گئی۔ پھر اگر کسی قصر کے منہدم ہونے کا یہ مطلب ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ روز بروز زیادہ بلند ہوتا جائے تو ہم مانتے ہیں۔ کہ دیوبندیوں کو اس میں کامیابی ہو گئی لیکن اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو جبکہ دیوبندی اپنی ساری قوت اور طاقت صرف کر دینے اور ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگانے کے باوجود قصر احمدیت کی ایک اینٹ کو سرکا بھی نہیں سکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ممالک غیر میں بھی احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس کے نیچے جمع ہو رہے ہیں۔ تو دیوبند کے شپرہ چشم مولویوں کی اس بکواس پر کون کان دھر سکتا ہے۔ کہ احمدیت کا قصر منہدم ہو گیا

دراصل مناظرہ اور مباہلہ سے بچنے کے لئے یہ ایک عذر تراشا گیا۔ لیکن یہ ایسا بدترین عذر ہے۔ کہ جس نے دیوبندیوں کی ذلت اور رسوائی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ احمدیت کی روز افزوں ترقی اور بے نظیر کامیابی کو دیکھ کر کوئی ہے۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی اس بدترین عذر کو تسلیم کر کے دیوبندیوں کو مباہلہ و مناظرہ سے فرار میں حق بجانب قرار دے سکے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر اس کے مقابلہ میں یہ کہا جائے۔ کہ ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی وجہ سے دیوبندیوں کا گھانس پھونس کا چھپر جل کر راکھ سیاہ ہو گیا ہے۔ اور وہ اس ڈر سے کہ ان کا اپنا بھی صفایا نہ ہو جائے۔ مباہلہ سے بھاگ گئے ہیں۔ تو درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب دیوبند کی حالت ایسی عبرتناک ہو گئی ہے۔ کہ جیسی اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ ہمارا خیال یا ہماری رائے نہیں۔ بلکہ دیوبندیوں کا اپنا بیان ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن ہوئے مدرسہ دیوبند کے مہتمم کی طرف سے "دارالعلوم دیوبند کی مالی حالت" اور "مسلمانان ہندوستان کی فوری توجہ کی ضرورت" کے دوہرے عنوان سے اخبارات میں ایک اعلان شائع ہوا تھا۔ جس میں بہت کچھ رونا روتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ:-

"دارالعلوم دیوبند کی مالی حالت اس سال اس درجہ کمزور ہو گئی۔ کہ ۷۵ سال میں کبھی یہ نوبت نہ آئی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر دارالحدیث جیسی ضروری عمارت کو درمیان میں ملتوی کر دینا پڑا۔ لیکن اندیشہ یہ ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو شروع سال تعلیمی یعنی شوال میں داخلہ طلباء نہ ہو سکیگا"

(زمیندار ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء)

یہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ دیوبندیوں نے پیٹ پوجا کا جو ذریعہ بنا رکھا ہے۔ وہ اب کس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ کیسے فکر اور تردد میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ چونکہ انہوں نے مباہلہ اور مناظرہ سے فرار اختیار کر کے ان لوگوں کو جو ان سے بڑی بڑی اُمیدیں رکھتے تھے۔ بددل کر دیا ہے۔ اور اُنپر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ یہ اپنے پیٹ کے ہی بندے ہیں۔ کسی کام آنیکے قابل نہیں اسلئے انہوں نے اس طرح "خیرات و صدقات" دینا بند کر دئے ہیں۔ جس طرح انہیں ۷۵ سال سے دیتے چلے آتے تھے۔ اور اب دیوبندیوں کا ناک میں

دم ہورہا ہے۔ اسپر تیجھو اور درست طریق سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ دیوبندیوں کو مباہلہ کی گفتگو نے دکھ کا پیمانہ گھما دیا۔"

معلوم ہوتا ہے۔ دیوبندیوں نے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو برقرار رکھنے۔ اور عوام کو پہلے کی طرح ہی صدقہ و خیرات دینے پر مائل کرنے کے لئے مباہلہ سے بھاگنے کا جو نقشہ ان بوسیدہ اور فرسودہ اعتراضات کو دہرانا شروع کر دیا ہے۔ جو قبل ازیں وہ ہمارے مخالفین پیش کرتے رہے۔ اور جن کے جواب ہماری طرف سے کافی اور شافی دئے جا چکے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ وہ مرد کے آگے ہو کے پرنہ مارنے کو وہ کیونکر اپنی خوبی سمجھتے ہیں۔ انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی سفلہ اور بیہودہ حرکات نہ تو ان کی رسوائی پر پردہ ڈال سکتی ہیں۔ اور نہ ہمیں ان کے متعلق نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔ ہم مباہلہ پر آمادہ کرنے کے لئے ساری تگ و دو کرتے رہے تھے۔ جس کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دیوبندیوں نے کھلا کھلا فرار اختیار کر کے اپنی پیشانیوں پر شکست کا ٹیکہ لگا لیا۔ جو اب شائد مٹ نہ سکے۔ اور نہ دھوئے دھل سکتا ہے۔ اللہ اس طرح دنیا نے جاء الحق و زھق الباطل کا نظارہ دیکھ لیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مولوی ثناء اللہ کا خطاب اہالیان لدھرست سے

جس بات پر انہ ان خود عمل پیرا نہ ہو۔ اس پر کاربند ہونے کے لئے دوسروں کو تلقین کرنا ایک نہایت ہی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ لیکن ان لوگوں کو کون سمجھائے۔ جو جان بوجھ کر صرف اپنی مولویت جتلانے کے لئے اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حال میں مولوی ثناء اللہ نے اپنے شہر کے رہنے والوں کو ان کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے حیوان اور وہ بھی سینگ دار حیوان قرار دیتے ہوئے یہ تلقین کی ہے کہ:۔

"اپنے اپنے سینگ نیچے کرو۔ اور اعتدال پر آجاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہاری ان بیجا حرکات سے کسی کو یہ کہنے کا موقعہ ملے۔ کہ ہندوستانی ابھی اس کام کے لائق نہیں۔ جس کا دعویٰ کرتے ہیں"

اسپر "وکیل" اول تو یہ لکھتا ہے کہ:۔

"اگر دنیاوی امور میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے۔ تو مذہبی معاملات میں اس کی بدرجہا اولیٰ احتیاج ہے۔ مذہب میں رخنہ اندازی کا بہت زیادہ خراب نتائج کا موجب ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ہم عرض کرینگے۔ کہ اہلحدیث اور اہل فقہ وہابی اور حنفی شیعہ اور سنی احمدی اور غیر احمدی تمام اپنی اپنی جگہ پر سپر ڈال دیں۔ اور اشتہار بازی اور پمفلٹ سازی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیں"

اور پھر خاص طور پر مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ:۔

"کیا ہم ان سے یہ التماس کر سکتے ہیں کہ وہ سبقت کریں۔ اور خود اپنے پیش کردہ اصول کے ماتحت اپنے سینگ نیچے کر دیں۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ ایسا کرینگے۔ تو وہ قوم پر ایک بڑا بھاری احسان کرینگے"

اگرچہ "وکیل" نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق عطائے تو بلقائے تو پر عمل کر کے اپنا بخار نکال لیا ہے۔ لیکن اسے یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کی "استدعا" بھی قبولیت کا شرف حاصل کریگی۔ مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ کہا ہے۔ دوسروں کے لئے کہا ہے نہ کہ اپنے لئے۔ وہ تو دوسروں کو سینگ نیچے کر لینے کی نصیحت کرنے سے قبل خود اپنے سینگ نیچے کر لیتا۔

ہم اور ہمارے مخالفین

رہی یہ بات کہ "وکیل" نے دوسروں کے ساتھ ہمیں بھی "سپر" ڈال دینے کے لئے کہا ہے۔ اس کے متعلق ہم صاف طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر مخالفین ہمارے راستہ میں روکاوٹیں نہ ڈالیں۔ ہمارے خلاف غلط بیانیاں اور افترا پردازیاں کر کے عوام کو دھوکہ دہی میں نہ ڈالیں۔ ہمارے خلاف بدزبانی اور بیہودہ سرائی نہ کریں۔ تو ہم کبھی انکو مخاطب ہی نہ کریں۔ ہمارے سامنے کام کرنے کا نہایت وسیع میدان پڑا ہے۔ اور ہم اپنی ساری طاقت اور پوری قوت اسی میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب بیچ سے ہمارے دامن کو پکڑ کر کھینچا جاتا۔ اور ہمیں آگے بڑھنے سے روکا جاتا ہے تو ہمیں مجبوراً ادھر متوجہ ہونا پڑتا ہے۔

چونکہ ہمارے مخالفین کو نہ اسلام کا خیال کبھی رہا ہے اور نہ مسلمانوں کی فکر ہے کہ اسلام سے دور ہو گئے ہیں۔ نہ وہ اشاعت اسلام کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسلئے اگر ہمارے ساتھ نہ الجھیں۔ تو اور کیا کریں۔ مگر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں انکو مخاطب کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور ہم اطمینان اور تسلی کے ساتھ اشاعت اسلام کے مقدس فرض کو ادا کرتے رہیں۔

کیا "وکیل" جو خود ہمارے مخالفین میں سے ایک ہے۔ مباہلہ میں مع اپنے دوسرے ساتھیوں کے کوئی نتیجہ خیز کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے یا صرف مولوی ثناء اللہ کو ملزم بنا رہتے ہوئے اس نے ہمارا بھی ذکر کر دیا ہے کہ پلہ مساوی رہے اور مولوی ثناء اللہ کی ناراضی کا نشانہ بننے سے بچ جائے۔

اخبارات پنجاب کا ذکر سرکاری رپورٹ میں

گورنمنٹ پنجاب کی تازہ انتظامی رپورٹ بابت سال ۱۹۲۰ء میں سال ۱۹۲۰ء میں شائع ہونیوالے اخبارات و رسائل کی تعداد ۲۷۹ بتائی گئی ہے۔ جنمیں سب سے زیادہ لاہور سے۔ ۴۵ درجہ پر امرتسر سے اور تیسرے درجہ پر ضلع گورداسپور سے شائع ہوتے ہیں۔ اس ضلع سے شائع ہونیوالے پرچوں کی تعداد ۱۰ لکھی ہے۔ جنمیں سے آٹھ قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔ گویا ضلع گورداسپور کو پنجاب کے اخبارات کی فہرست میں تیسرا درجہ صرف ہمارے اخبارات کی وجہ سے حاصل ہے۔

پنجاب کے مشہور اخبارات کی ذیل میں "الفضل" کا نام بھی درج کیا گیا ہے۔ جہانتک ہمیں علم ہے۔ سرکاری رپورٹ میں ہمارے اخبار کا اسطرح ذکر پہلی بار آیا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

ایک کتاب کی ضبطی الہ آباد ۱۱ر جون۔ گورنمنٹ یوپی نے کتاب "بلیدان حریت" کے ترانے کو ضبط کر لیا ہے۔ اس میں مختلف شعراء کی سیاسی نظمیں درج ہیں۔ یہ کتاب خلافت کمیٹی جون پور کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔

الہ آباد میں گرمی کی شدت الہ آباد ۱۱ر جون۔ پچھلے دنوں الہ آباد میں گرمی کی شدت سے متعدد آدمی مر گئے۔

پرنسپل گڈوانی حیدرآباد (سندھ) ۱۱ر جون۔ گجرات (جاپان) سے پرنسپل گڈوانی شکنجہ قانون میں اچاریہ پرمانند کے تقریریں کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف مقدمہ چل رہا ہے۔

ایک نہتے محنت کی طرف سے ایڈیٹر محنت ٹہل سنگھ نرملا اثاری کا شکار صاحب ایڈیٹر لائن گزٹ کو نوٹس دیا ہے۔ کہ چونکہ

لائل گزٹ کو نوٹس انہوں نے ۵ر جون ۱۹۳۱ء کے لائل گزٹ میں زیر عنوان "ٹہل سنگھ نرملا کی کرتوت" ایک بےبنیاد اشتہار شائع کیا ہے۔ اس لئے وہ ۱۰ دن کے اندر غیر مشروط معافی مانگیں۔ ورنہ ان کے خلاف مقدمات دائر کئے جائیں گے۔ اس پر ایڈیٹر لائل گزٹ نے جواب دیا ہے آپ جو کارروائی چاہیں کریں۔ میں جواب دہی کیلئے تیار ہوں۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی لاہور۔ شری کانگرس کمیٹی نے شیخ آگرہ کو مسٹر گاندھی کا جواب کانگریس کمیٹی سے جو اجازت [illegible]

سرکاری احکام کی نافرمانی یعنی ستیہ آگرہ نہ کیا جائے۔

اکالیوں نے دھوکا دیا ہے ۱۰ر جون کے ۱۲ اکالیوں کی گرفتاری کے متعلق خبر شائع ہوئی تھی اب معلوم ہوا ہے کہ وہ سردار سنت سنگھ جتھہ دار کے مقدمہ کی پیشی پر لاہور آئے تھے کہ انہیں باہر سے گرفتار کر لیا گیا۔ یہ ہیں کہنے والے کہ ان کی گرفتاری کی خبر شائع نہیں کی گئی۔ اس لئے انہوں نے گرفتاری ترک کر دی ہے۔

مولوی محرم علی چشتی ملک برکت علی وکیل لاہور نے جو درخواست مولوی محرم علی چشتی کا انتخاب جائز قرار دینے کیلئے دی تھی۔ اور جس میں شہادت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ اور مولوی محرم علی صاحب کا انتخاب جائز رہا۔ اور تحقیقاتی عدالت نے مولوی صاحب کو ملک صاحب سے ۳۰۰ روپیہ دلائے جانے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

ڈکیتی بالغوں ایجنسی ڈاکخانہ ایک چھاؤنی کی تجویز کر رہے ہیں۔ کاہی اور ہزارہا کی افغانی چھاؤنی کے درمیان ایک پختہ سڑک بنائی جائے تاکہ شینوں کے حمل و نقل میں سہولت ہو۔

دو جہازوں کا تصادم سنیڈ ہیڈز (انگلستان) میں دو شپنیہ کی رات کو برٹش انڈیا سٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہازوں ایکباہ اور انگورہ میں تصادم ہو گیا۔ اول الذکر میں زنگون کی ڈاک تھی۔ ایکباہ کا مقدم شکستہ ہو گیا۔ اور انگورہ کے آخری حصہ پر ضرب آئی۔

آتشزدگی انگورہ کے ناظر بیہ میں جو آگ کی چنگاری

آتشزدگی انگورہ کے ناظر بیہ میں جو آگ کی چنگاری

آتشزدگی انگورہ کے ناظر بیہ میں جو آگ کی چنگاری

آگرہ میں پانی کا قحط آگرہ ۱۰ر جون۔ دریا کے کنارے ہونے سے آگرہ کے نلکوں میں کئی دنوں سے پانی نہیں آیا۔ چنانچہ آگرہ کے باشندوں نے حکومت سے استدعا کی ہے کہ دریا کا تمام پانی نہروں میں نہ دیا جائے۔ اس پر حکومت نے ایک اعلان میں بیان کیا ہے کہ گرمی کی وجہ سے دریا کا تہ بالکل خشک ہو گیا ہے۔ اور جو پانی نہروں سے بچا کر اس میں بھیجا جاتا ہے۔ وہ تمازت آفتاب سے بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔ حکومت سب نہروں کو صاف کر کے ان کے ذریعہ پانی پہنچائے گی۔

موپلاؤں کا بائیکاٹ کالی کٹ ۱۳ر جون والونا د کی پولیس چند موپلاؤں کی ایک درخواست کے متعلق تحقیقات کر رہی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ہم کو بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اور ۱۰ ممبران خلافت نے ہمیں دق کیا ہے۔

خلافت اور عدم تعاون کالی کٹ۔ ۱۲ر جون۔ ارناد اور والونا د میں والوں کے لائسنس منسوخ خلافت اور عدم تعاون سے تعلق رکھنے والوں کے لائسنس اسلحہ منسوخ کئے جا رہے ہیں۔

بمبئی میں آج پانچ انچ بارش ہے بمبئی ۱۳ر جون۔ جنوب مشرق کی برسات ہوا جس سے بمبئی میں بہت بارش ہوئی بمبئی میں حالات امید افزا ہیں کئی دن بارش ہوتی رہی۔ اور بارش کا اندازہ دس انچ لگایا گیا ہے۔

پنجاب میں بارش شملہ ۱۳ر جون۔ آج کی موسمی رپورٹ مطابق ہے۔ کہ دونوں برساتی ہواؤں کے آثار زور سے چل رہی ہیں۔ خلیج بنگال کی برساتی ہوا میدان گنگا تک آ پہنچی ہے۔ مغرب کی برساتی ہوا کشمیر پر اثر کر رہی ہے۔ جو پنجاب اور صوبجات متحدہ میں بھی پھیل جائے گی۔

حکیم اجمل خاں دہلی ۱۳ر جون۔ انڈی پنڈنٹ کے نامہ نگار کو حکیم اجمل خاں صاحب نے کہا ہے

ممالک غیر کی خبریں

مسٹر گاندھی اور وائسرائے کی ملاقات کے متعلق دیوان عام میں بحث

لنڈن ۷ جون۔ دیوان عام میں وسکونٹ کرزن نے اس امر کی تصدیق کی کہ مسٹر گاندھی نے عام طور پر بیان کیا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کو غالباً تیرہ سوالات کی تحریک کے ساتھ ہمدردی ہے مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا۔ کہ ان کی نظر سے ایسا کوئی بیان نہیں گذرا۔ اگر یہ درست ہے۔ تو کوئی شخص اس پر یقین نہیں کر سکتا۔

لارڈ ریڈنگ و گاندھی کی ملاقات کا حال شائع ہونا چاہیئے

وسکونٹ کرزن نے مسٹر مانٹیگو سے پُرزور لہجہ میں کہا کہ مسٹر گاندھی اور لارڈ ریڈنگ کی ملاقات کے متعلق حکام کی طرف سے کوئی مستند بیان شائع کر دیا جائے۔

مسٹر مانٹیگو نے اسے غیر ممکن خیال کیا۔ اور کہا کہ جب گورنر جنرل نے ایک خلاف دستور کوشش و تجسس کے لئے ملاقات کی ہے۔ تو اس کا شائع کرنا بھی خلاف دستور ہے اگر لارڈ ریڈنگ اسے شائع کرنا چاہینگے تو شائع کر دینگے

مسٹر گاندھی نے شرائط کو پورا کیا

وسکونٹ کرزن نے کہا کہ مسٹر گاندھی اس ملاقات کی غرض و غایت اور حالات شائع کر چکے ہیں۔ مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا کہ انہیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ بلکہ بخلاف اس کے انہوں نے سنا ہے کہ مسٹر گاندھی نے ان شرائط کو بہ احسن وجوہ پورا کیا ہے۔

انگورہ کے رویہ سے برطانیہ کی ناراضگی

لنڈن۔ ۸ جون۔ کمال پاشا کے ساتھیوں کا رویہ برطانیہ کے بہت خلاف ہوتا جاتا ہے۔ انگورہ میں برٹش رعایا کے اور کئی آدمی گرفتار کر لئے گئے مسٹیطفے صفیر کی موت کے متعلق انگورہ کی گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے۔ وہ تسلی بخش نہیں ہے۔ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم کی علالت کے باعث ابھی انگورہ

برطانیہ عظمیٰ سے ترکوں کو شکایات

کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی سفارش نہیں ہوئی۔

برطانیہ عظمیٰ سے جو قیدی رہا کئے گئے ہیں۔ انہیں ایک بھی قوم پسند لیڈر نہیں۔ دوسرے لندن کانفرنس مسلمانوں کی نسبت خاص طور پر کام رہی ہے۔ جو ترکی کے لئے سب سے زیادہ حیات بخش ہے۔ تیسرے برطانیہ عظمیٰ کے رویہ کے متعلق افواہات اور یونانی حملہ کی پشت پر برطانیہ عظمیٰ کا ہاتھ ہے۔

لنڈن ۷ جون۔ بعض اخبارات

مشرق قریب میں جنگ کا خطرہ

لکھتے ہیں کہ مشرق قریب میں جنگ کا نیا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ان اخبارات نے لکھا ہے کہ یونانیوں کو کمال پاشا کے خلاف مدد دینے کے لئے برطانیہ کے جنگی جہاز قسطنطنیہ میں پہنچ گئے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ان خبروں کی تردید کی گئی ہے۔

لنڈن ۸ جون۔ پارلیمنٹ

یونانیوں کی زیادتیاں ثابت

میں گورنمنٹ کی طرف سے بیان کیا گیا۔ کہ ایشیائے کوچک میں مسلمانوں پر یونانیوں کی زیادتیاں ثابت ہو گئی ہیں۔ اور ان پر گورنمنٹ یونان کو توجہ دلائی گئی ہے

ہانگ کانگ میں دہ فروشی

ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں علانیہ بردہ فروشی ہو رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں دلالوں کے ذریعے فروخت ہو رہی ہیں لڑکیوں کو قحبہ خانوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب مقامی قحبہ خانوں میں ضرورت نہ ہو تو دیگر ممالک میں بھیجدیا جاتا ہے۔ لڑکوں سے گھروں میں مشقت لی جاتی ہے۔

امریکہ میں خطرناک طوفان

پیرس ۷ جون۔ یہاں طوفان آیا۔ اس قدر تندی سے آیا کہ گھروں کے گھر تباہ ہو گئے۔ نقصان جان کا صحیح اندازہ نا

سن فینیوں کی سازش کا انکشاف

لنڈن ۸ جون۔ ایک خوفناک سازش کا شکار ہوتے ہوتے بچ گیا۔ سن فینیوں نے انتظام کیا تھا کہ لنڈن اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پلیٹ فارم کے نیچے کو تباہ کر دیا جائے۔

کابل کا مشن جرمنی میں

لنڈن ۸ جون۔ فرینکفورٹر زائتنگ کا نامہ نگار مزار سے لکھتا ہے کہ افغان مشن جو ۱۰ اپریل کو برلن اس غرض سے پہنچا تھا کہ امیر کی گورنمنٹ کے برسر حکومت آنے کا اعلان کرے۔ اس مشن کی بہت گرمجوشی سے پذیرائی کی گئی ہے۔ اس مشن کی سنجاوت کے جواب میں کہا گیا کہ جرمنی افغانستان کو کوئی ہتھیار کی مدد نہیں دے سکتا۔

کنول سے مرد اور عورتوں پر ٹیکس

سوئٹزرلینڈ (سوئٹزرلینڈ) کی کونسل وضع آئین کی ترمیمیں میں ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے جس کی رو سے ۲۱ اور ۶۰ سال کے درمیان تمام مرد اور عورتوں پر جو شادی کرنے سے انکار کریں۔ اور جس کا کوئی دوسرا مدد کرنیوالا نہ ہو۔ خاص ٹیکس دینا پڑے گا۔ اور یہ روپیہ ریاست کی ہوائی اور غریبوں کی امداد پر صرف کیا جائیگا۔

ایتھنز ۸ جون۔ سرکاری

شاہ یونان سمرنا جا رہے ہیں

طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ شاہ یونان۔ ولی عہد وزیر اعظم اور وزیر جنگ کے ہمراہ ۱۲ جون کو سمرنا جا رہے ہیں۔

لنڈن ۸ جون۔ ڈیلی

مشرق قریب کی تعلقہ گیر فوج

میں کرنل لیچنے نے بیان کیا۔ کہ اسوقت قسطنطنیہ میں ۲۰۰ انگریز ۲۰۰ ہندوستانی۔ مصر میں ۳۸۰۰ انگریز ۲۲ ہندوستانی فلسطین میں ۱۴۴۰ انگریز ۱۰۰ ہندوستانی اور ۱۰۰ میں ایک ہزار انگریز اور ۵ ہزار ہندوستانی ہیں۔ قسطنطنیہ کا ذکر ہے کہ ایک ایرانی وفد انگورہ میں وفد جس کے ساتھ ایران کا اتحاد قائم کرنے کے سوال پر گفتگو کرنے کے لئے انگورہ میں پہنچ گیا ہے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر اخبار کے دفتر میں شائع ہوا)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ہیل الیکٹرک پریس

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خطوط و کتابت بنام مینجر ہو

الفضل

ایڈیٹر ۔ ابن نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان ۔

نمبر ۱۴ جلد ۸ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۱ء | دوشنبہ | مطابق ۲۰ شوال ۱۳۳۹ھ | صفحہ ۸

اداریہ		صفحہ	۱
معاوضہ		موقع	۱
خلافت کمیٹی		ل کی گذاری	۱
کلام ا			۲
حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک معزز انگریز کا خط			۳
اسلام نے دنیا کو کیا نفع پہنچایا			۵
فہرست نومبایعین			۱۰
ہندوستان کی خبریں			۱۱
ممالک غیر			۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشورہ کے مطابق ۵ جون کو بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی گئیں کثیر تعداد لیگئی۔ ایک عام خطبہ حضور کے قصبہ کے باہر تک الوداع کہنے کے لئے آیا۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب ڈاکٹر عشرت اللہ صاحب۔ جناب حافظ روشن علی صاحب اور چند اور خدام حضور کے ہمرکاب ہیں۔ حضرت ام المومنین مع اور تینوں حرم حضرت خلیفۃ المسیح کی ہمراہ تشریف لیگئی ہیں۔ نیز حضرت خلیفۃ اول حضور وائسرائے کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کے لئے جو اصحاب گئے تھے ۲۲ تاریخ واپس آگئے۔ ان کے ساتھ مکرم جناب سید عبداللہ الہدیٰ صاحب بنگلور آباد۔ جناب میر بشارت احمد صاحب حیدرآباد مولوی عبدالماجد صاحب بھاگل پور۔ میاں محمد عیسیٰ صاحب اور مولوی لطف الرحمٰن صاحب کلکتہ۔ چوہدری نصر اللہ خانصاحب سیالکوٹ بھی تشریف لائے۔ نیز خانصاحب منشی فرزند علی صاحب فیروزپور سے آئے۔

امسال مولوی فاضل کا امتحان جن اٹھ صاحبوں نے دیا تھا۔ انمیں سے سب فرسٹ ڈویژن پاس ہوئے ہیں (۱) مولوی غلام نبی صاحب (۲) مولوی احمد یار صاحب مکول (۳) مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مدرس احمدیہ سکول (۴) مولوی عبداللہ صاحب بدو ملہوی (۵) مولوی مبارک احمد صاحب (۶) حافظ محمد حسن صاحب۔

جماعت احمدیہ کا وفد
حضور وائسرائے کی خدمت میں

حضور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے خیر مقدم کا وفد جماعت احمدیہ کی طرف سے بمقام شملہ ۲۲ جون ۱۹۲۱ء کو گیارہ بجے دالہوزی کالج میں پیش ہوا۔ حاضر ممبران وفد کی تعداد تیس تھی۔ جو ہندوستان کے مختلف صوبجات سے آئے تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لباس پہن کر گئے تھے۔ چار فوجی افسران بھی اپنی وردیوں اور تمغوں میں موجود تھے۔ تمام جماعت فرودگاہ سے رکشوں میں بیٹھ کر وائسریگل لاج کی طرف روانہ ہوئی۔ رکشوں کی لائن قریباً ایک فرلانگ لمبی تھی اس کا شہر والوں پر خاص اثر ہوا یعنی یہ بھی گویا ایک راہ تبلیغ ہو گیا۔ کیونکہ سب دیکھ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا جاتا ہے۔ دروازہ پر استقبال کیلئے حضور وائسرائے کا ایڈی کانگ حاضر تھا۔ جب سب ممبران وفد اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے۔ اور آنریبل پرائیویٹ سیکرٹری نے سب سے پہلے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر لاہور سیکرٹری وفد کو ایڈریس پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ چوہدری صاحب نے ممبران وفد کا ایک ایک کے انٹروڈیوس کرایا اور حضور وائسرائے صاحب سب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر تشریف لیگئے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب موصوف نے ایڈریس پڑھکر سنایا جس میں حضور وائسرائے کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود کے خاندان اور آپ کی تعلیم کا ذکر تھا نیز تحریک سلسلہ کی خدمات برائے قیام امن کا تذکرہ تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کی موجودہ حالت اور بے چینی کا ذکر تھا اور اسی ضمن میں بعض باتوں کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی تھی۔ ایڈریس ختم ہونے کے بعد حضرت نواب محمد علیخان صاحب نے ایک کاکٹ میں ایڈریس پیش کیا۔ اسکے بعد حضور وائسرائے نے ایڈریس کا جواب دیا۔ اور قریباً بیس پچیس منٹ تک تقریر فرمائی۔ اس سلسلہ کی خدمات کا اعتراف اور ان پر گورنمنٹ کی طرف سے اظہار خوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام حالات کے باوجود گورنمنٹ آپ کی جماعت کی مدد پر بھروسہ کر سکتی ہے۔ اور جن امور کی طرف حضور وائسرائے کو توجہ دلائی گئی تھی۔ ان کا بھی سوائے ایک امر کے جس کا نام لیکر جواب میں ذکر نہیں آیا۔ بقیہ تمام خیال سے مفصل جواب دیا۔ اور آخر میں پھر سلسلہ احمدیہ اور ممبران وفد کا شکریہ ادا کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ ایڈریس اور اس کا جواب ہم انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں شائع کرینگے۔ حضور وائسرائے

اخبار احمدیہ

کلکتہ میں تبلیغ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ یہاں وقتاً فوقتاً دو جگہ درس قرآن ہوتا ہے۔ ایک پنجاب موٹر ورکس مشکاف اسٹریٹ میں دوسرے مولوی لطف الرحمن صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کے دل ہسپتال اسٹریٹ میں۔ دو ٹریکٹ الدعوۃ اور الاستشارۃ شائع کئے گئے ہیں۔ اور چار ہزار کی تعداد میں چار مختلف اشتہار بھی۔ پہلے جب ٹنگائل اسکوائر میں سلسلہ تقریر شروع کیا گیا تو چند مولوی صاحبان نے بہت کچھ شور و شغب کیا۔

جمعہ باقاعدہ ہوتا ہے۔ ہفتہ وار جلسہ بھی ہوتا ہے لیکچر خیر احمدی صاحبان بھی دیتے ہیں۔

ابو محمد محفوظ الحق علی احمدی مبلغ اسلام کلکتہ ۲۵ جغرافیہ

احمدی بیرسٹر ملک محمد حسین صاحب جو ولایت بیرسٹری کے امتحان کے لئے گئے تھے صرف چھ ماہ کے عرصہ میں اپنا آخری امتحان کامیابی کے ساتھ پاس کر لیا ہے۔ یہ پڑھائی عام طور پر تین سال میں ختم کی جاتی ہے۔ اب وہ لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ تبلیغ احمدیت کو ان کے کام میں مدد دینگے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

ایک نیک تحریک ناظر صاحب بیت المال کی جانب سے ایک اور عظیم الشان خوشخبری کی سرخی سے افریقہ میں دس ہزار افراد کے احمدی ہونے کی اطلاع ملی۔ بیحد خوشی ہوئی۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ عاجز یہ تجویز پیش کرتا ہے۔ کہ اس خوشخبری پر ہر احمدی ایک ایک روپیہ ضرور ہی دے۔ اگرچہ یہاں احمدی جماعت کے آدمی کم ہیں لیکن جتنے ہیں۔ ان سے ایک ایک روپیہ وصول کر کے اور باقیوں سے صدقہ کی رقم جو میرے پاس جمع تھی۔ ناظر صاحب بیت المال کی خدمت میں ارسال کر دیئے ہیں

نیازمند سید صادق علی فارسٹر۔ اسبازی۔ ضلع ڈیرہ دون

حقہ نوشی ترک کرنیوالوں کے نام (۱۳۱) چوہدری علی محمد صاحب۔ (۱۳۲) چوہدری محمد علی صاحب۔ (۱۳۳) سبحان احمد صاحب (۱۳۴) چوہدری برکت علی صاحب (۱۳۵) مہر غلام محمد صاحب ساکنان پھیرو چیچی بذریعہ مولوی سلطان علی صاحب سکرٹری (۱۳۶) اللہ جوایا صاحب (۱۳۷) مسماۃ جیواں۔ (۱۳۸) فضل الدین صاحب (۱۳۹) فیض صاحب المعروف ٹھنڈو عیسائی (۱۴۰) فقیر محمد صاحب (۱۴۱) علی محمد صاحب (۱۴۲) سردار محمد صاحب (۱۴۳) عبد الرحمن صاحب چھٹی ربان علتہ شہر قصور (۱۴۴) مولا بخش صاحب (۱۴۵) بی بخش صاحب (۱۴۶) صوبہ خان صاحب (۱۴۷) چنن صاحب (۱۴۸) رحمت اللہ صاحب (۱۴۹) علی محمد صاحب ساکنان محمود پورہ (۱۵۰) خیر الدین صاحب ساروال (۱۵۱) غلام رسول صاحب بسراساکن چک ۹۹ شمالی (۱۵۲) سید دلاور شاہ صاحب لاہور۔

ناظر تربیت قادیان

احباب مطلع رہیں کل بتاریخ ۱۹ بروز آیت وارعصر کے وقت ایک شخص جس نے اپنا نام شاہ محمد بتلایا۔ گورا رنگ قد درمیانہ بالکل پستی اپنا وطن ایبٹ آباد ظاہر کرتا ہے۔ آیا۔ اور اپنے آپ کو احمدی ظاہر کیا۔ رات کو ایک احمدی بھائی کے گھر لے گیا۔ اور اچھی خدمت کی۔ باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ وہ درحقیقت احمدی نہیں محض احمدیوں کو فریب دیکر کچھ لینا چاہتا تھا۔ احباب اس سے مطلع رہیں۔

خاکسار محمد اسمٰعیل از ترگری

اعلان نکاح شیخ محمود احمد صاحب ابن مکرم شیخ یعقوب علی صاحب کا نکاح بابو فیروز علی صاحب اسٹیشن ماسٹر خیرآباد کی لڑکی مبارکہ بیگم سے ایک ہزار روپے مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

درخواست دعا میری اہلیہ بہت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کیلئے دعا فرمائیں

عاجز سید موسیٰ رضا احمدی للوپوکھر

تمام احمدی احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولانا مولوی سید عبد الواحد صاحب جن کی سعی جمیلہ سے مغربی بنگال میں ہماری ایک بہت بڑی جماعت قائم ہوئی ہے۔ ایک عرصہ سے سخت بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ خاکسار ظل الرحمن بنگالی۔

بندہ آج کل سخت مشکلات میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں مولا کریم بندہ کی مشکلات کو دور فرمائے۔

محمد شاہ اللہ نظامی احمدی چھنوری انکھنور علاقہ جموں

سب برادران کی خدمت میں گذارش ہے کہ خاکسار کی دینی و دنیوی حسنات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

خاکسار بقاء محمد مدرس مدرسہ سوہاوہ۔ ضلع جہلم

خاکسار کی والدہ بوجہ بینائی و پٹی کاکڑی۔ کے لئے ہوئی ہے۔ گاہیاں کے لئے احباب سے عاجزانہ التماس دعا ہے۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر مدرسہ اسکول لڑکیاں گورداسپور

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں عطا فرمائی تھیں۔ مگر بعد میں اس گنہگار کی نحوست اعمال کی وجہ سے پانچوں لڑکے اور چار لڑکیاں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف واپس طلب فرما لئے۔ اب صرف ایک لڑکی زندہ باقی ہے سو وہ تقریباً ایک ماہ سے بیماری نفخ و درد و جع عدہ سے بہت بیمار ہے۔ کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا نہایت ادب سے التماس ہے کہ اس بیمار لڑکی کے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرمائے۔

خاکسار جھنڈ سیخان مدرس بے ہالی۔ ضلع گورداسپور

بندہ کی اہلیہ عرصہ ایک سال سے بیمار ہے۔ احمدی احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحت کاملہ عطا کرے۔ نیازمند محمد دین از شاہدرہ

نماز جنازہ منشی سلطان عالم صاحب ساکن گوڑیالہ کا بڑا لڑکا محمد شریف فوت ہو گیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

احباب جماعت احمدیہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب حقیقۃ الوحی آئینہ کمالات اسلام۔ سرمہ چشم آریہ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم و ششم ختم ہیں بعض لوگوں نے اس موقعہ سے یوں فائدہ اٹھانا چاہا ہے کہ اصل قیمت سے دگنی سگنی چوگنی قیمت پر کتابوں کا بیچنا شروع کر دیا ہے۔ مثلاً حقیقۃ الوحی۔ بیس بیس روپے بلکہ پینتیس روپے پر فروخت ہوئی۔ یہ طرز عمل حضرت خلیفۃ المسیح کے نوٹس میں آیا۔ تو

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۱ء

"یدخلون فی دین اللہ افواجا"

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

(الہام حضرت مسیح موعود)

سعادتمندوں کیلئے قبولِ حق کا موقع

باطل پرستوں کا بغض و حسد

ہمارے لئے ترکِ کوشش کرنے کا وقت

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا وہ نظارہ جو آج سے تیرہ سو سال قبل دیکھا گیا تھا آج پھر دنیا کے سامنے ہے۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیا گیا تھا کہ جب خدا کی نصرت اور فتح آئیگی۔ تو دین حق میں فوج در فوج لوگ داخل ہونگے۔ اور یہ وعدہ اپنے وقت پر پورا ہوا۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے ساتھ بھی یہ وعدہ کیا جاتا ہے اور تیرے ذریعہ بھی دنیا کو فتح و نصرت کے یہ نظارے نظر آئینگے۔ کیا اب بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ خدا کا وعدہ محض اسی کے فضل سے آج ہمارے زمانہ میں پورا ہو رہا ہے۔ اور دنیا کو نظر آ رہا ہے کہ سلسلہ حقہ احمدیہ میں فوج در فوج لوگ ٹھیک اسی طرح جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ داخل ہو رہے ہیں۔

آج جبکہ ہماری دنیا کا قبلہ مقصود صرف دنیا ہے۔ ایک اور محض ایک ہی جماعت ایسی ہے جس کا قبلہ توجہ خدا اور اس دین ہے۔ دنیا کے لوگ اپنی محبوب چیز کے حصول کیلئے کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ فرقہ قلیلہ جس نے اپنا مقصد خدا اور اس کا دین بنایا ہے۔ ساری دنیا سے الگ دین کی تبلیغ اور خدا کے نام کے بلند کرنے میں مصروف ہے۔ اور اس کی تمام کوشش اور تمام قابلیتیں اور تمام ذرائع اسی ایک مقصد کے لئے خرچ ہو رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اسکی طرف سے جو سلسلے ہوتے ہیں۔ انکی ترقی بتدریج ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی نبی نے دعویٰ کیا ہو اور معاً دعویٰ سنتے ہی تمام دنیا نے اس کو تسلیم کر لیا ہو۔ دنیا تسلیم نہیں کرتی۔ جب تک کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور نہیں ہو جاتی۔ پہلے کوئی ایک آدھ شخص مانتا ہے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ ترقی ہوتی ہے۔ جو مخالفین اور معاندین کی نگاہوں میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتی اور وہ قابل التفات ہی نہیں سمجھتے لیکن پھر وہ وقت آتا ہے۔ جبکہ فوج در فوج لوگ داخل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسوقت خواب غفلت سے ہاتھوں کی بھی آنکھیں کھلتی ہیں۔

سلسلہ احمدیہ نے اسوقت تک جس قدر ترقی کی ہے وہ عظیم الشان ترقی ہے۔ کہ لاکھوں آدمی اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور انہی لوگوں کے گھروں سے نکلکر داخل ہو چکے ہیں۔ جو آٹھوں پہر احمدیت کے مٹانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ لاکھوں آدمی ایک ایک دو دو کی تعداد میں ان سے نکلے اور احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے احمدیت کی قوت اور اثر کو محسوس ہی نہیں کیا۔ مگر اب چونکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل اور کرم سے وہ وقت آ گیا ہے۔ جبکہ گروہوں کے گروہ احمدیت میں داخل ہوں۔ اسلئے امید ہے کہ ان کی آنکھیں کھل جائینگی۔ اور انمیں سے جو سعید روحیں ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی اس نصرت اور تائید کو دیکھ کر حق قبول کرینگی۔ اور جو شقی ہیں۔ وہ بغض و کینہ کی آگ میں جلنے لگ جائینگی۔

احباب کرام افریقہ میں چار ہزار نفوس کے یکدم داخلہ [illegible]

پیوستہ پرچہ میں دس ہزار افراد کے بیعت کرنے کی فرحت بخش خبر جو بذریعہ تار پہنچی ہے پڑھ چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور یہ کرم ثبوت ہے اس بات کا کہ احمدیت کی عظیم الشان فتوحات کے دن آ گئے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نظارے رونما ہو رہے ہیں یہ وقت ہمارے لئے جہاں فسبح بحمد ربک کے ماتحت خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرنے کا ہے۔ وہاں واستغفرہ کے ماتحت اپنی کمزوریوں۔ کوتاہیوں اور نقصوں کے متعلق بخشش مانگنے کا بھی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس نصرت اور فتح کی وجہ سے حق کے قبول کرنے اور باطل سے پیار کرنے والے دونوں گروہوں کی آنکھیں کھل جائینگی۔ وہ اپنی اپنی غفلت اور بے توجہی کو اب برقرار نہیں رکھ سکینگے۔ بلکہ اپنے اپنے رنگ میں احمدیت کی طرف متوجہ ہونگے۔ اس لئے اس موقعہ کے لئے جہاں ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ حق قبول کرنے والوں کے سامنے حق پیش کریں۔ اور انکی صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کریں۔ وہاں یہ بھی کام ہوگا۔ کہ مخالفین کی غلط اندازیوں اور شرارتوں کا رد کریں۔ اور ان کی غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کو دور کریں۔ اس کے لئے ہمیں جس قدر تیاری اور سامان کی ضرورت ہے وہ ظاہر ہے۔

مخالفین احمدیت کے لئے تو چار ہزار آدمیوں کے سلسلہ میں داخل ہونے کی خبر ہی صاعقہ ثابت ہوئی تھی اب دس ہزار کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی خبر تو ان کے لئے بالکل پیام موت ہی ہوگی۔

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۷ مئی میں "قادیانی گپ" کے عنوان سے چار ہزار افراد کے داخل سلسلہ ہونے کی خبر پر اس طرح پردہ ڈالنا چاہا تھا کہ:-

"الفضل مورخہ ۱۶ مئی میں لکھا ہے کہ چار ہزار احمدیوں والے تار میں غلطی ثابت ہوئی۔ افریقہ میں ایک قوم ہے۔ جس کا نام فنٹی ہے۔ یہ لوگ مسلمان ہیں مگر اسلام سے ناواقف بالکل اس طرح ہونگے۔ جس طرح ملبار کان پور۔ مین پوری وغیرہ میں اٹھا کر لوگ

مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام سے بالکل ناواقف
اس قوم میں منادی نہ بلند کیا ہو گا۔ جس طرح ٹھاکر داس
دعوتا جاتے ہیں۔ جمع کر کے اسلامی احکام سنائے
ہوں گے۔ انہیں سے کسی ایک نے اپنی غفلت پر
شرمندہ ہو کر آئندہ کے لئے پابندی اسلام کا وعدہ
کیا ہو گا۔ ممکن ہے۔ اخبار گھنٹو میں یہ بھی نکلا گیا
ہو کہ قادیان میں ایک بزرگ گذرا ہے۔ ہم اس
کے مرید ہیں۔ انہوں نے جیسا کہ عام قاعدہ ہے
ایسے موقع پر کہا ہو گا۔ کہ ایسا بزرگ جس کے ہم مرید
ہوئے بہت اچھا ہو گا۔ یہ ایک معمولی سی بات ہے
جو بالکل قرین قیاس ہے۔ اس پر وزنی مسلمانوں نے
تار دیدیا کہ پانچ نئے مسلمان اور بھی ہو گئے۔"

اس عبارت میں مولوی ثناء اللہ نے بغض اور حسد سے
جل بھن کر جس رنگ اور جس طریق سے بے ہودہ سرائی
کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں کی اس طریق کے
سننے سے کیا حالت ہوئی ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے
شرارت کی اور کوئی صورت نہ دیکھ کر اپنے پاس سے
ایک فرضی داستان گھڑلی کہ یوں ہوا ہو گا۔ اگر اس میں
ذرا بھی حق پسندی کا مادہ ہوتا۔ تو اس طرح یاوہ گوئی نہ کرتا
لیکن حق پسندی تو وہ جنس ہے۔ جس سے یہ لوگ بالکل
تہیدست ہو چکے ہیں۔ پھر اس کو مدنظر کس طرح رکھیں
مولوی ثناء اللہ نے افریقہ کے چار ہزار بیعت
کرنے والوں کی وقعت کم کرنے کے لئے ان کی مثال
ضلع کانپور اور مین پوری کے ٹھاکروں سے دی ہے
اول تو یہ اس کا رجم بالغیب ہے۔ لیکن اگر اسے درست
بھی مان لیا جائے۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کیا مولوی ثناء اللہ
نے ان ٹھاکروں کو ان کی حالت کو جانتے ہوئے کبھی تبلیغ
کی۔ ان کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ اور ان سے "آئندہ
کے لئے پابندی اسلام کا وعدہ" کرایا۔ اگر نہیں اور
یقیناً نہیں۔ تو کیا اس کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام
نہیں ہے۔ کہ احمدیت کے مبلغ کی اس کوشش اور سعی
کے متعلق کہ وہ ہزاروں کوس دور جا کر افریقہ کے گرم
اور تپتے ہوئے ریگستانوں اور بیابانوں میں پھر کر قبول
مولوی ثناء اللہ ان لوگوں کو جو "اسلام سے بالکل
ناواقف" ہیں۔ "اسلامی احکام" سنا کے
وہ ان احکام کو سن کر "اپنی غفلت پر شرمندہ"
ہوتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے پابندی اسلام کا
وعدہ" کرتے ہیں۔ اس کی نسبت یہ کہتا ہے کہ
"یہ ایک معمولی سی بات ہے" اور پھر اس کی
صداقت کا اس طرح اعتراف کرتا ہے کہ یہ "بالکل
قرین قیاس ہے۔ لیکن خود اس سے آج تک کبھی
ایسا بھی نہیں ہو سکا۔ کہ "ضلع کانپور اور مین پوری
کے ٹھاکروں کی اس حالت کو جانتے ہوئے کہ "وہ
لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام سے بالکل
ناواقف" ان کے پاس گیا ہو۔ ان کو "احکام
اسلام" سنائے ہوں۔ اور "انہیں سے کسی ایک نے
اپنی غفلت پر شرمندہ ہو کر آئندہ کے لئے پابندی
اسلام کا وعدہ کیا ہو" حالانکہ کانپور اور مین پوری
کے ضلعے کسی دور دراز ملک کے ضلعے نہیں۔ بلکہ اسی
ہندوستان کے ضلعے ہیں۔ جہاں مولوی ثناء اللہ رہتا
ہے۔ اور وہ اپنے مطلب کے لئے ان سے زیادہ
دور کا سفر کئی دفعہ کر چکا ہے۔

"اسلام سے بالکل ناواقف" ٹھاکروں کی مثال
مولوی ثناء اللہ نے تو محض مبلغ کی سعی تبلیغ پر
پردہ ڈالنے کے لئے پیش کی ہے۔ لیکن اس نے
ثابت کر دیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ساتھی
صرف باتیں بنانا جانتے ہیں یا مبلغین اسلام کے راستے
میں روڑے اٹکانا۔ ورنہ اسلام سے ان کو کوئی واسطہ
نہیں۔ اور اسلام سے ناواقف لوگوں سے کوئی
غرض نہیں۔ ورنہ وہ کبھی نہ آج ٹھاکروں کو "احکام
اسلام" سے واقف کرنے کی طرف توجہ کرتے متوجہ
ہوئے یا اب نہیں ہوتے۔ اور کبھی ان سے
"آئندہ کے لئے پابندی اسلام کا وعدہ" نہیں لیا
یا اب نہیں لیتے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں
اسلام کا درد ہے۔ نہ اسلام کی صداقت پر ایمان
ہے۔ اور نہ احکام اسلام کی حقانیت ناواقف لوگوں
کو سمجھانے کی اہمیت رکھتی ہیں۔ اس لئے غیر مذہب
کے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کرنا تو الگ رہا۔ ان
لوگوں کے سامنے بھی جو قول ان کے مسلمان کہلاتے
ہیں۔ اسلام کو پیش کرنا ان کے لئے ایک
یہ بروقت اس سے جی چراتے اور جان بچاتے ہیں
ایسی صورت میں ان کا ہماری تبلیغی کوششوں پر
کرنا اور بالکل لغو اور فضول کرنا سراسر بے جا ہو گی۔ پھر
تمہارا اور کیا ہے؟

کیا اگر یہی بات مان لی جائے۔ جو مولوی ثناء اللہ کہتا
ہے۔ کہ احمدی مبلغ افریقہ کے ان لوگوں کو جو اسلام
سے بالکل ناواقف تھے۔ احکام اسلام سنانے اور
ان سے آئندہ کے لئے پابندی اسلام کا عہد کرایا۔ تو
یہ کوئی ایسی بات ہے۔ "قادیانی گپ" کہا جاتا
ہے۔ سمجھ دار اور حق پسند اصحاب جانتے ہیں۔ اور خوب
سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام سے ناواقف لوگوں کو احکام اسلام
سنانا اور ان کی پابندی کرانا ایک نہایت اہم اور عظیم الشان
کام ہے۔ اور اگر تمام "مسلمان کہلانے والے" اس پر
کار بند ہو جائیں۔ تو ایک پل میں نہ صرف ان کی اپنی
حالت بدل سکتی ہے۔ بلکہ دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے
پس یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو معمولی
کہہ سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اسے ایک معمولی سی
بات" کہدیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں "فاکم کہ کے تو
دکھائے۔ افریقہ کے مسلمان کہلانے والے مگر اسلام
سے ناواقف لوگوں کو جانتے ہے۔ کانپور اور مین پوری
کے ٹھاکروں کو چھوڑ کے۔ ارتد کے ہی مسلمانوں کو
جن کے متعلق اس کا اپنا یہ اقرار موجود ہے کہ "مسلمانان
ارتد سے تعلیم مذہب میں کمزور ہیں" ان سے ہی اپنی
غفلت پر شرمندہ" ہونے کا اقرار کرانے۔ اور "پابندی
اسلام کا وعدہ" لے لے۔ اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا
اور ان لوگوں میں رہ کر نہیں کر سکتا۔ جنہیں وہ سالہا سال
سے رہتا ہے۔ جو اس کے شہر والے ہیں۔ اس کی زبان
کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور پھر ان دنوں مخالفت کے
جوش میں اسلام کے شیدائی بنے ہوئے ہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں
سے اس کر سکتا ہے۔ جبکہ ہمارا صرف ایک مبلغ کئی کئی
جا کر بالکل ناواقف اور انجان لوگوں کو جنہیں سمجھ زبان ہی

کو احکام اسلام سناتا ہے اور ان سے آئندہ کمیٹی پابندی اسلام کا عہد کرا لیتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ جیسے دشمنان حق کے اعتراضات

خدا کے فضل و کرم سے آج تک ہمارا کچھ بگاڑ سکے ہیں اور آئندہ بگاڑ سکتے ہیں۔ ہمارا قدم روز بروز آگے بڑھ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آگے ہی بڑھتا جائیگا لیکن اس قسم کے اعتراضات سے یہ تو ظاہر ہے کہ اس قافلہ کے لوگوں کے دلوں میں ہماری کس قدر عداوت اور دشمنی ہے۔ اور ان کے قلوب میں کتنا بغض اور کینہ ہے۔ اور ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ نصرت اور تائید دیکھ کر وہ کس طرح بڑھ رہا ہے۔

ایک ایسے لوگوں کی پہلی جلن ہی ٹھنڈی نہ ہوئی تھی کہ ایک شدید ضرب اللہ تعالیٰ نے ان کے حاسد قلوب پر لگائی۔ اور دس ہزار نفوس کو داخل سلسلہ کر کے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دکھایا۔ دشمن خواہ کتنے ہی جلتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ اور تمام دنیا کو مسیح موعود کے جھنڈے کے نیچے جمع کریگا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن اس کے لئے جماعت احمدیہ کا بھی فرض ہے کہ اپنی پوری طاقت اپنا سارا زور اور اپنے سارے ذرائع صرف کر دے۔ اور اسوقت جبکہ خدا کی خاص فتح و نصرت اپنا جلوہ دکھلا رہی ہے۔ پوری پوری سرگرمی کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ میں لگ جائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل اور رحم ہے کہ وہ ہماری نہایت ہی حقیر کوششوں کو بار بار آور کر رہا ہے۔ کہ ہم اس کے فضلوں کی بارش کے آگے اپنے کسی فعل اور کوشش کو خواہ وہ کمیٹی ہی کی کوشش کا خطاب نہیں دے سکتے۔ ہماری کوششیں ہمارے کام اور ہماری قربانیاں اتنی نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ایسے انعامات ہم پر ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق رحم اور فضل فرمایا ہے۔ اور ہمیں وہ کچھ دے رہا ہے۔ جس کے ہم اپنی کوششوں کے لحاظ سے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ پھر کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا کہ ہم اپنی حالت کے مطابق بھی اس کے دین کی خدمت میں مصروف نہ ہوں۔ اور اپنی ساری قوت اور پوری طاقت کو نہ صرف کر دیں پس اے برادران ملت اب سستی کا وقت نہیں۔ بلکہ اب ضرورت ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی دعوت پر لبیک کہا جائے اور جماعت کے نوجوان اس میدان میں بڑھیں۔ اور دنیا کے تمام گوشوں میں لیگ پھیلا دیں۔ یہ چودہ ہزار کی جماعت جو افریقہ میں اپنی ہے اس کیلئے مولوی عبدالرحیم صاحب تیرہ کافی نہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کے دست و بازو بہت سے نوجوان ہوں جو ان کا اس اہم کام میں ہاتھ بٹائیں۔ اسوقت ضرورت ہے کہ بکثرت ہماری جماعت کے نوجوان اور دیگر حضرات زندگی وقف کریں۔ اور دوسرے لوگ اپنے اموال کو خدا کیلئے اور اس کے دین کے لئے دیدیں۔ کیونکہ کام کرنیوالے آدمیوں کے ساتھ ہی تبلیغ کا کام پیسہ کا محتاج ہے۔ پس آپ لوگ خدا کی راہ میں مستعدی سے کام لیں اور دنیا کا نقشہ بدل کر دکھا دیں۔ خدا تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔

خلافت کمیٹیوں کے کارندوں کی کارگذاری

دوسرے اخلاق و عادات کے ساتھ مسلمانوں میں یہ امانت اور دیانت کی صفت جس قدر بڑھی ہوئی ہے اس کا قیاس اس سے کیا جا سکتا ہے کہ نہ صرف مختلف مقامات کی خلافت کمیٹیوں کے حسابات کے متعلق کارکن لوگ پیر خود بُرد کے الزام لگائے جا رہے ہیں بلکہ مرکزی خلافت کمیٹی کے کارندوں کو بھی ملزم بنایا جا رہا ہے۔

اسوقت تک اس بارے میں جو کچھ اخبار نہیں آچکا ہے وہ خلاصۃً یہ ہے (۱) مولوی محمد داؤد غزنوی ثم امرتسری چھ ہزار روپیہ مسٹر شوکت علی سے لائے۔ جس کو غزنوی صاحب نے "پرائیویٹ طور پر" کہتے ہوئے بتایا کہ "اس کو پبلک فنڈ سے کوئی تعلق نہیں" (وکیل ۲ جون) لیکن جب مسٹر شوکت علی سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔

"مولوی محمد داؤد غزنوی صاحب کو پیسا شاعت و تبلیغ کے لئے دیا گیا تھا" (وکیل ۵ جون ۱۹۲۱ء)

مگر مولوی محمد داؤد صاحب حساب دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ مقدمہ چلانے کی تجویز ہو رہی ہے۔

(۲) خلافت کمیٹی امرتسر کے حساب کے متعلق جس کے سکرٹری مولوی محمد داؤد صاحب ہی ہیں۔ ڈاکٹر کچلو نے جو رپورٹ شایع کی ہے۔ اس میں جہاں یہ لکھا ہے کہ:۔

"رجسٹر تاریخوار حساب خلافت کمیٹی امرتسر میں اکتوبر ۱۹۲۰ء سے لیکر دسمبر ۱۹۲۰ء یعنی پندرہ ماہ کا حساب تاریخوار درج ہے۔ مگر اس کو ایک ہی وقت میں ایک ہی قلم سے لکھا گیا ہے جس کو سکرٹری صاحب خود تسلیم کرتے ہیں"

وہاں اس حقیقت کا بھی انکشاف کیا کہ:۔

"بہت سی جلسوں جو طلائی و نقرئی زیورات اور نقد رقوم وصول ہوئیں۔ ان کے متعلق کوئی باقاعدہ کاغذ یا رجسٹر موجود نہیں ہے۔۔۔۔ فہرست زیورات سے بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ زیورات کا کیا حشر ہوا وہ بعد امانت جمع ہیں یا فروخت کر دیئے گئے اور اگر بعد امانت جمع ہیں تو کس کے پاس ہیں" (وکیل ۹ جون)

(۳) ڈاکٹر کچلو صاحب سے امرتسر کے ایک حکیم عبدالشافی نے حسب ذیل تین سوال کئے ہیں (۱) ڈاکٹر صاحب نے پنجاب خلافت کمیٹی سے جو ایکہزار روپیہ نان کوآپریشن کمیٹی کیلئے لیا تھا۔ باوجود خلافت کمیٹی کے بار بار مطالبہ کے اس کا حساب کیوں نہیں دیا (۲) سوراجیہ آشرم کے حساب کس طرح پر رکھے جاتے ہیں روپیہ کس کی تحویل میں ہے۔ اخراجات کس کی منظوری سے ہوتے ہیں (۳) بزم اسلام جس کا روپیہ آپکی تحویل میں ہے۔ اس کا کیا حساب ہے (پیسہ ۱۲ جون)

(۴) مجلس خلافت پنجاب میں فنڈ بنایا جاتا ہے جس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ لیکن نتیجہ پردہ راز میں ہی ہے۔

(۵) پشاور خلافت کمیٹی کے صدر آقا مقبول شاہ صاحب کے متعلق پنجاب خلافت کمیٹی کی طرف سے اخبارات میں اعلان کیا گیا ہے کہ ان کو کسی قسم کا چندہ نہ دیا جائے۔

(۶) خلافت کمیٹی گورکھپور کے متعلق اخبار مشرق لکھتا ہے کہ:۔

"گورکھپور میں بھی ایک خلافت کمیٹی ہے۔ یہاں بھی لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ چار ساڑھے چار ہزار کا حساب کتاب نہیں ملتا"

(۷) مرکزی خلافت کمیٹی پر اخبار مفید روزگار بمبئی اندھا دھند فنڈ کا الزام لگا رہا ہے اور اخبار وکیل مرکزی کمیٹی کے پریذیڈنٹ سیٹھ جیونانی کے افغانستان میں خلافت کمیٹی مقرر کرنے اور اس کیلئے ۹ ہزار کی رقم خلافت فنڈ سے دینے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"قومی سرمایہ کے خرچ میں اس قسم کی خودرائی ہرگز روا نہیں رکھنی چاہیئے یا اسی خودرائی کا نتیجہ ہے کہ جا بجا خلافت فنڈوں کے حساب کتاب کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں" (۵ جون) (بقیہ دیکھو صفحہ ۸ کالم ۱)

کلام امام

خطبہ نکاح

دو چیزوں کے ملنے کا نتیجہ

پچھلے دنوں ایک نکاح کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حسب ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔ کہ دنیا میں اجتماع ہوتے ہیں۔ ان کے نتیجہ میں ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے خواہ کیسی ہی اشیاء ہوں۔ ان کے ملنے کا نتیجہ تیسری چیز ہوگی خواہ وہ تیسری چیز نیا اور مستقل وجود رکھتی ہو۔ خواہ ظاہر میں نہ ہو۔ مثلاً ہم دو آلوؤں کو ملا کر رکھ دیں۔ تو تیسری الگ چیز تو پیدا نہ ہوگی۔ البتہ شکل ضرور تیسری پیدا ہو گی جو دونوں کے الگ الگ رکھے جانے سے نہیں ہو سکتی تھی

ہر خطبہ میں حمد الٰہی

غرض اجتماع اپنے اندر ایک اہمیت رکھتا ہے کیونکہ کوئی اجتماع نہیں جس کا نتیجہ تیسری بات یا تیسری چیز نہ ہو۔ اسلئے شریعت نے اس طرف توجہ کو پھیرا ہے۔ کہ خطبہ عید ہو یا خطبہ جمعہ یا کوئی اور خطبہ یا جہاں اجتماع ہو۔ وہاں ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کہ جن میں خدا کی حمد بیان ہو۔ نماز میں حمد رکھی۔ اور خطبہ بھی الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ سے شروع ہوتا ہے۔ خواہ کوئی خطبہ ہو۔ اس میں حمد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ کیونکہ جب مخزن کی طرف نگاہ کی جائے۔ تو انسان اپنی احتیاج کے مطابق اس میں سے لے سکیگا۔ اگر مخزن سامنے نہ ہو۔ تو احتیاج کے باوجود لینے کیلئے ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔ بلکہ یونہی ٹکراتا پھرے گا۔ کسی کو جنگل میں پیاس لگے اول تو وہ پیاس کو دبائیگا۔ جب ناقابل برداشت ہو گی۔ تو ادھر ادھر دوڑتا پھرے گا۔ لیکن اگر پانی کا خزانہ معلوم ہو۔ تو تھوڑی سی پیاس پر بھی سیر ہو کر پانی پیئگا۔

جب انسان کو خیال ہو۔ کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائیگی۔ تو اس وقت وہ اس کے لینے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اس لئے شریعت نے حمد الٰہی کو بیان کیا اور بتایا کہ تمام خوبیوں کا خزانہ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اور چونکہ ہر

نکاح میں حمد الٰہی کی طرف توجہ دلانیکی وجہ

نکاح کے موقعہ پر بھی حمد کی طرف توجہ دلائی ہے جس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ احمد والا ہے۔ اور دوسرے بھی حمد اس سے سیکھ سکتے ہیں۔ جو بھی تعریف ہو گی۔ وہ خدا سے آئیگی۔ جو حمد خدا سے نہیں وہ جھوٹی ہے۔ بندے کو آگاہ کیا۔ کہ نکاح کے معاملہ میں توجہ سے کام لے۔ اور اللہ تعالیٰ سے حمد مانگے۔ اور یہ تمہارے اختیار میں ہے۔ کیونکہ حمدوں کا خزانہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن یہ بات اور یہ غرض بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ خطبہ کو رسم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ نکاح میں جتنی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جن کا براہ راست نکاح سے تعلق ہو۔ نکاح صرف اعلان سے ہو جاتا ہے۔ اگر جانبین قبول کر کے اعلان کر دیتے ہیں۔ تو نکاح ہو جاتا ہے۔ ایجاب قبول ہی نکاح ہے اگر یہ آیات نہ پڑھی جائیں صرف ایجاب قبول کرا لیا جائے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ ان آیتوں کے پڑھنے سے کوئی ٹوٹا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ان آیتوں کے پڑھنے کی غرض محض نصیحت ہے۔ ورنہ ان آیتوں اور خطبوں اور وعظوں سے نکاح نہیں پڑھا جاتا۔ اس خطبہ میں محض نکاح کی تو یقین کو غرض بتائی جاتی ہے۔ کہ نکاح کے بعد مرد کے عورت پر اور عورت کے مرد پر اور دونوں کے رشتے داروں پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہو تو اس کو کیسے پورا کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے اور عام غیر احمدیوں کے نکاحوں میں فرق

ہمارے نکاحوں اور غیر احمدیوں کے نکاحوں میں ایک فرق ہے۔ عموماً ان کے نکاح بطور رسم کے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے نکاحوں میں ایک حقیقت ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے نکاح کے خطبے کو ٹوٹا سمجھا ہوا ہے۔ لیکن ہم اس کو ٹوٹا نہیں سمجھتے۔ بلکہ جو اس کی غرض ہے۔ وہ پوری کرتے ہیں چونکہ

اسلام میں ہر ایک کام کی بنیاد تقویٰ پر ہے

یہ آیتیں اور یہ عبارت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے موقعہ پر ثابت ہے۔ ان میں نکاح کے احکام اور اس کی غرض بیان کی گئی ہے۔ میں اس وقت تفصیل سے نہیں بیان کر سکتا۔ مختصراً بتاتا ہوں۔ کہ اسلام نے سب کاموں کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے۔ اور تقویٰ کی مثال ایک بیج کی ہے۔ جس سے آئندہ زندگی کا درخت تیار ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر کام میں تقویٰ مدنظر رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک بات کے متعلق حکم بتانا مشکل اور ناممکن ہے۔ کیونکہ انسان کو بے شمار کام زندگی میں پیش آتے ہیں۔ اگر ہر ایک کام کے متعلق کہا جائے کہ یوں کرنا۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اس کے لئے ایک گر بتا دیا کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ جب انسان اس گر کو اختیار کر لیگا تو اس کے سب کام درست ہو جائیں گے۔ خدا سے خلوص یہی تقویٰ ہے۔ سینکڑوں باتیں ہیں۔ کہ ان کے متعلق شریعت نے حکم نہیں دیا۔ اور چیز کی تفصیل شریعت نے نہیں بیان کی۔ بلکہ ایک گر بتا دیا کہ تقویٰ اللہ کو مدنظر رکھو۔ اور تقویٰ کے ذریعہ وہ روح پیدا کر دی۔ اور اس کے ماتحت جو کام ہوگا۔ وہ درست ہوگا۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ وغیرہ سب دینی اور دنیاوی کام جو اس کے ماتحت ہونگے۔ وہ درست ہونگے باقی نہیں۔

تقویٰ کیا ہے

تقویٰ اس روح کا نام ہے جس کے ماتحت انسان محض خدا کی رضاء کے لئے اس کے خوف کو مدنظر رکھکر کام کرتا ہے۔ اور یہی خدا کے قرب کی راہ ہے اور اسی گر کو نکاح کے خطبہ میں بیان کیا۔

شریعت کی اصولی تعلیم

شریعت نے ہر چیز کی تفصیل نہیں کی۔ کیونکہ ہر انسان کو روزانہ بیسیوں واقعات پیش آتے ہیں۔ اور ساری عمر میں کروڑوں اور اربوں ہو جاتے ہیں۔ اگر ان تمام واقعات کے متعلق احکام لکھے جائیں۔ تو وہ کتابیں تمام زمین پر پھیل جائیں اور سیاروں آسمان کی طرف کوہ پر چڑھا کر رکھی جائیں ایسی حالت میں ان احکام کا پڑھنا تو کہاں ممکن ہو انسان کے لئے رہنا ہی مشکل ہو جائے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک گر بتا دیا کہ ہر ایک بات تقویٰ کے ماتحت رکھو۔ جو بات اس گر کے ماتحت ہو گی۔ وہی درست ہو گی۔ باقی غلط۔

(بقیہ از صفحہ ۳ کالم ۳)

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خلافت کمیٹیوں کی کیا حالت ہے اور ان کے کارندے کیا کر رہے ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر اخبارات کے ان اقتباسات کو بھی درج کر دیا جائے جو غیر خلافت کمیٹیوں میں کام کرنے والوں کی خدمات کی داد دیتی ہے۔

اخبار وکیل اپنے ۱۴ اگست آرٹیکل میں لکھتا ہے:۔

"یہ خلافت کمیٹیوں کے ارباب حل و عقد اپنی مرضی سے بڑی بڑی رقمیں صرف کر دیتے ہیں۔ اور ہزارہا روپیہ کی رقوم اٹھا کے خویش خود فرض اشخاص کے ہاتھوں میں دیدیتے ہیں۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ روپیہ کو یا تو نہایت بیدردی سے قومی کاموں کے بہانے صرف کرتے ہیں یا بالکل ہی ہضم کر جاتے ہیں۔"

اخبار مشرق لکھتا ہے:۔ "کئی جگہ کا حال معلوم ہوا ہے کہ سکرٹری صاحب سرگرم کارکن کا چال چلن مشکوک ہے۔ کوئی صاحب سزا یافتہ ہے کوئی صاحب غبن کے بدمعاش ہیں۔"

پنجاب خلافت کمیٹی کے ایک ممبر نے خلافت کمیٹی سے حساب کی صفائی کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ "لوگ کہتے ہیں کہ کارکنان خلافت کی ایک جماعت کا مجھ ہے کہ نصف مال و

[illegible] ھذا قوم جاھلون"

ان اقتباسات اور حالات سے جو کارکنان خلافت کی کارگذاری پر روشنی پڑتی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ جس قوم کے لیڈر اس قسم

صفحہ اول کے باقی حصہ کی سرخی

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک معزز نومبایع کا خط اور اس کا جواب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حال ہی میں ایک پارسل کے ایک معزز افسر نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت میں بیعت کا خط لکھا ہے۔ اور حضور نے اپنے قلم سے اس کا جواب دیا ہے۔ براہ اشاعت ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ بہت سے اہل دل اور اہل حال دوستوں کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو اور سلوک کی منزلیں طے کرنیوالوں کیلئے راہبر کا کام دیگا۔

والسلام۔ علی محمد۔ افسر ڈاک۔

مولائی۔ السلام علیکم۔ عرصہ سے دل میں طلب حق کی ایک تڑپ تھی جس نے بیچین رکھا تھا۔ آخر حصول مدعا کا وقت آگیا۔ الحمد اب تک مجھ کو اتنا تھا تو محض اسقدر کہ اس پاک سلسلہ میں داخل ہوں ایک بڑی ذمہ واری سر پر لینا ہے اور یہ بھی اندیشہ تھا اور ہے کہ مجھ جیسے سیاہ کار اس سلسلہ میں داخل ہو کر اسکی بدنامی کا باعث نہ ہوں۔ لیکن مجھ میں خدا کی رحمتوں سے مایوسی کی جھلک نظر آئی اور اس پاک سلسلہ کی وسعت پاکیزگی پر بدگمانی کا شائبہ دکھائی دیا اسواسطے پہلے امر کو میں گناہ تصور کیا اور دوسرے امر کی نسبت مجھ یہ خیال ہوا کہ مجھ جیسے چند قطرے اس بحر ذخار میں اگر شامل بھی ہو جائیں تو اسکو خراب نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ میں کیوں کہوں کہ یہ چند قطرے ہمیشہ تلخ رہینگے یہ تلخی دور ہو گی۔ اور انشاء اللہ ضرور دور ہو گی۔ میں آرہا ہوں مگر تاخیر کے بعد پشیمان ہوا ہوں مگر بدیر لیکن اتنا اطمینان ہے کہ یہ سب کچھ سہی۔ میری پشیمانی بعد از وقت نہیں ہے میں اپنے میں عزم راسخ پاتا ہوں نفس امر کی موجودگی کو محسوس کرتا ہوں۔ اب اگر کوئی کسر ہے تو ایک نظر کیمیا اثر کی سو اب وہ مجھے مل رہی ہے۔ پس اے میرے محمود! آج میں احمدی سلسلہ میں تیرے ہاتھ پر تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ [illegible] واتوب الیہ۔ ربانی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ آمین

میرا یہ تخت خیال کہ سلسلہ احمدیہ میں نہیں بلکہ حقیقتاً آج اصل اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ سید عبدالمجید ازکپورتھلہ

مکرمی سید صاحب! السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ بوجہ علالت جلد جواب نہ دے سکا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایک طویل عرصے کے بعد حق کے قبول کرنے کے لئے شرح صدر عنایت فرمایا۔ ذالک فضل اللہ۔

● احمدیت کے ساتھ بے شک ذمہ داریاں بھی ہیں اور اس کے ساتھ آسانیاں بھی ہیں۔ جب کوئی شخص حق کو قبول کرتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد کیجاتی ہے۔ اور اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ فوٹو اتارنے سے کہ اس کی ہر ایک حرکت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور ہر حالت میں اس کی خبر گیری کی جاتی ہے۔ تب ایسا شخص رحمانیت کا لطف اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر آگاہ ہوتا ہے۔ اور اس کی عنایتوں سے واقف ہوتا ہے۔ اور اسکو ان فضلوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جو اسکو رحیمیت کے ماتحت ملسکتے ہیں جو اس پہلی منزل میں رحمانیت سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ گو آخری منزل میں رحمانیت پھر غالب آجاتی ہے۔ یہ وقت بہت نازک ہوتا ہے۔ اور بہت لوگ اس رحمانیت کے جلوے کو دیکھ کر مدہوش ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو اپنا معراج سمجھ کر آگے قدم اٹھانے سے رک جاتے ہیں۔ اور آخر ان کے منہ میں اس مٹھائی کا مزہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔ جو صرف بطور نمونہ انکو چکھائی گئی تھی۔ اور آہستہ آہستہ وہ بھی جاتا رہتا ہے اور ایسا شخص محروم ہو جاتا ہے۔ پس شروع میں جو سہارا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ اور جو امداد غیب سے آئے اسپر کبھی توکل نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مرحلے سے سلامت گذارے۔ اور دوسروں کی ہدایت کا بھی موجب بنائے۔

مرزا محمود احمد۔

اسلام نے دنیا کو کیا نفع پہنچایا

اسلام پر مخالفین کی طرف سے عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام نے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا یا عرصہ دراز پیش کرتے کی بڑی بھاری وجہ تو مسلمانوں کی موجودہ پستی اور خراب حالت ہے۔ مخالفین اس سے اندازہ لگاتے ہیں۔ کہ اگر اسلام کوئی نفع پہنچا سکتا۔ تو ان لوگوں کی جو آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیوں ایسی حالت ہوتی۔ اور دوسری وجہ معترضین کی اسلام کے متعلق ناواقفیت اور بے علمی ہے۔ پہلی وجہ کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر مسلمان کہلانے والے اسلام کے پابند ہوتے۔ اور اسلام کے بتائے ہوئے احکام پر چلتے اور پھر ان کی ایسی رسوائی حالت ہوتی۔ تو اسلام پر اعتراض ہو سکتا تھا۔ لیکن جب مسلمان خود اقرار کر رہے ہیں۔ کہ انہیں اسلام نہیں رہا۔ اور ان کے اقوال اور افعال تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کہ اسلام سے وہ بیگانہ ہو چکے ہیں۔ تو پھر ان کی اس شرمناک حالت کا اسلام کس طرح ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

دوسری وجہ کے متعلق ذیل میں بعض ایسے حوالے درج کئے جاتے ہیں جنہیں مسلمانوں نے نہیں۔ بلکہ غیر مذاہب کے اہل علم اصحاب نے ان فوائد کا کھلے طور پر اعتراف کیا ہے جو اسلام کے ذریعہ دنیا کو پہنچے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے اس شخص کی رائے پیش کی جاتی ہے جو اسلام کے خلاف لکھنے میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ یعنی سر ولیم میور صاحب۔ یہ شخص بھی حسب ذیل الفاظ لکھنے پر مجبور ہوا ہے کہ:۔

"اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدتوں سے عرب کے جزیرہ نما بلکہ تمام دنیا پر (ناقل) پردہ ہی تھی۔ کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدائے جانگداز کے روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ہر جگہ محیط قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقدین کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قبل میں تھا۔ مذہب اسلام میں مذہب کے بعض باتیں جو خاص اسلام کے متعلق ہیں یہ ہے کہ ان کو عرب قوم کی مطابق کرنا چاہیے۔ بلکہ سوسائٹی کے بھی اسلام میں کچھ کم عمل دخل نہیں ہے۔ چنانچہ مذہب اسلام میں ہدایت ہے کہ مسلمان کو اپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھنی۔ غیروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ ظالموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیئے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے۔ جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔" (لائف آف محمدؐ)

(۲) چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں ایک آرٹیکل لکھنے والا اسلام اور اسلامی تعلیم کی نسبت رقمطراز ہے:۔

"مذہب اسلام کا دعوے بھی جس میں بہت کم تغیر و تبدل ہوا ہے۔ اور جس سے اس کے باقی کی بسیط نہایت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ اس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے۔ اس سے ہماری مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔ ناانصافی، کذب، غرور، تکبر، فحش، بدکاری، قتل، استہزار، بخل، اسراف، عیاشی، بے اعتباری، بدگمانی نہایت قابل مذمت قرار دی گئی ہیں۔ نیک نیتی، فیاضی، حیا، تحمل، صبر، بردباری، کفایت شعاری، سچائی، راستبازی، ادب، صلح، سچی محبت اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اس کی مرضی پر توکل کرنا۔ سچی ایمانداری کا رکن اور سچے مسلمان کی نشانی قبال کی گئی ہے۔"

(۳) اسی مصنف نے یہ بھی لکھا ہے:۔

"ہم امید نہیں کر سکتے کہ اسلام نے تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے کیا کیا۔ لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک غور کیا جائے۔ تو یورپ میں علوم و فنون کی ترقی میں اسی (اسلام) کا حصہ تھا۔ اسی پر بس نہیں اور بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

(۴) ایک یورپین فاضل مضمون نگار نے یہ اسلام ایک ملکی انتظام ہے۔ جو مشرق و مغرب میں جاری ہے کے متعلق مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کیا ہے:۔

"اسلام نے ہر ملکی کا انتظام کیا۔ جو اس زمانہ میں دنیا کے تمام ملکوں میں جاری تھا۔ گو عیسائی مذہب نے بھی اسکو رد کیا تھا۔ مگر اسلام کے برابر اس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا۔ جو اس ملک کی بنیاد تھا جو رسم تھی۔ اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا۔ اور صرف انہی لوگوں کے حق میں انصاف نہیں کیا۔ جو اس مذہب کے متبع تھے بلکہ ان مخالفوں کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا۔ جو کہ اس کے ہتھیاروں (یعنی سچائی و صداقت کے ہتھیار) سے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسواں حصہ کر دیا۔ اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مواصلتوں سے آزاد کر دیا۔ اسلام نے مذہبی متعلقوں کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو مذہبی کام کا جبراً روپیہ دیں۔ اور تمام لوگوں کو اس بات سے کہ غالب مذہب کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ (ٹیکس) دیں۔ بالکل بری کر دیا اسلام نے فرقہ فتح مند کے تمام حقوق مفتوحہ لوگوں میں سے ان شخصوں کو دئے۔ جو اس مذہب کے پابند تھے۔ ان کو ہر ایک قسم کی پناہ دی۔ اسلام نے مال کی حفاظت کی۔ سود لینے کو اور خون کا بدلہ بغیر عدالت کے لینے کو موقوف کر دیا۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی۔ اور ان باتوں کی طرف ہدایت ہی نہیں کی۔ بلکہ ان کو پیدا کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا۔ غریبوں کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی۔"

(مقتبس از الیسیز ان دی لائف آف محمدؐ)

(۵) مشہور عالم طامس کارلائل کا بیان بھی سن لیجئے:۔

"اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں کیا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا۔ عرب کا ملک پہلے ہی پہل اس کے ذریعہ زندہ ہوا۔ اہل عرب گمنامی کی ایک غریب قوم تھی۔ اور جب سے دنیا بنی تھی۔ عرب کے جنگلی بیابانوں میں پھرا کرتی تھی۔ اور کسی شخص کے ان کی خیال بھی نہ تھا

اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کام کے ساتھ جسپر وہ یقین رکھتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو جس چیز سے کوئی واقفیت ہی نہ تھا۔ وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہو گئی۔ اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بن گئی۔ اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہو گئی۔" (لیکچرز آن ہیروز)

(۶) پھر پورپین محقق ریورینڈ ڈبلیو آر ڈبلیو سفیٹنر کیا فرماتے ہیں:۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مقصد یہ تھا کہ اپنے ہموطنوں یعنی عربوں میں اس خالص عقیدہ کو زندہ کیا جائے۔ جو ان کے جد اعلیٰ ابراہیم کا تھا جس طرح موسیٰ نے اپنے ہم وطنوں یعنی یہودیوں میں اسکو زندہ کیا تھا۔ اس مقصد میں آپ کو بہت بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ آپ نے بت پرستی کے ایک منتشر انبار کے عوض میں خالص توحید کا عقیدہ قائم کیا۔ اپنے ہم وطنوں کی بعض نہایت ہی بد عادتوں کو موقوف کرایا۔ اور بعض کو تبدیل کیا آپ نے لوگوں کے اخلاق معیار کو بالعموم بلند کیا۔ اور انکی تمدنی حالت کو ترقی دی۔ اور ایک سنجیدہ اور معقول طریق عبادت جاری کیا۔ آخر کار آپ نے اس ذریعہ سے بہت سے وحشی اور آزاد قبیلوں کو جو محض درندوں کی طرح ادھر ادھر اڑتے پھرتے تھے۔ باہم ملا کر ایک ٹھوس ملی جماعت کی شکل میں منتقل کر دیا۔۔۔۔ قرآن بکرات اور مرات اور بڑے زور الفاظ میں ان فرائض کی بھی تاکید کرتا ہے۔ کہ ابن السبیل (مسافر) اور یتیم پر مہربانی کریں۔ اور غلاموں کے ساتھ آزاد مسلمان ہو جائیں۔ اسی عزت اور لحاظ کا برتاؤ کریں۔ جو مسلمانوں کے لئے سزاوار ہے۔ زوجات پر رحم کرنے کا فرض بھی فراموش نہیں کیا گیا۔ اور یہ بات شکر گذاری سے قبول کرنی چاہیئے۔ کہ دین محمدی (اسلام) اور بدھ مذہب بھی بیماروں اور دیوانوں کے دار الشفاء اور دار المجانین قائم کرنے کی عزت میں مذہب عیسوی کے ساتھ شریک ہیں۔

محمد صلعم کے زمانہ میں جو برائیاں عرب میں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اور جن کو قرآن مجید نے نہایت ہی سختی سے قابل ملامت قرار دیکر ان کی ممانعت کی ہے۔ وہ یہ تھیں۔ شراب خوری۔ بے قواعد جوئے گھر میں ڈال لینا اور کثرت ازدواج و خونریزی بے باکانہ قمار بازی۔ ظالمانہ سود خوری۔ سحر و کہانت (جادو ٹونہ) کے فنون باطلہ۔ انمیں سے بعض بد رسموں کی موقوفی اور بعض کے اثر کی کمی عربوں کے اخلاق میں ایک بڑی ترقی تھی۔ اور مصلح (نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) کے جوش ایمانی کی ایک معزز و مفتخر شہادت ہے۔ خونریزی اور شراب خوری کا کلی انسداد آپ کے کام کی رب سے نمایاں فتح ہے۔"

(۷) یہی معزز مصنف لکھتا ہے:۔

"سب سے پہلے یہ بات آزادی کے ساتھ ضرور تسلیم کر لینی چاہیئے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم کے بڑے محسن تھے۔ آپ ایسے ملک میں پیدا ہوئے تھے۔ جہاں ملکی نظام معقول اعتقاد اور خالص اخلاق سے لوگ ناواقف تھے۔ آپ نے ان قیمتی باتوں کو وہاں رواج دیا۔ اور اپنی عقل کامل کی ایک ہی کوشش سے اپنے ہموطنوں کی ملکی حالت۔ مذہبی اعتقاد اور اخلاق عادت کی اصلاح کر دی۔ بہت سے آزاد قبیلوں کی جگہ آپ نے ایک قوم چھوڑی۔ بہت سے معبودوں اور بہت سے خداوندوں کے باطل عقیدہ کی بجائے آپ نے ایک قادر مطلق مگر رحمان و رحیم خدا کا معقول عقیدہ قائم کیا۔ لوگوں کو تعلیم دی کہ وہ اس خیال کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ وہ وجود مطلق ہر دم ہمارا حافظ و نگہبان ہے۔ اسی کو نیکوں کا جزا دینے والا سمجھیں۔ اسی کو بدوں کا سزا دینے والا سمجھ کر اس سے ڈریں۔ بہت سی قابل نفرت اور وحشت انگیز رسمیں جو آپ کے زمانہ تک عرب میں رائج تھیں۔ ان پر آپ نے زبردست حملہ کیا۔ انکو تبدیل کیا۔ اور ان کا انسداد کیا۔ اوباشانہ بدکاری کی بجائے تعدد ازدواج کا ایک باحتیاط اور باضابطہ اصول منضبط کیا گیا۔ اور دختر کشی کی رسم کا کامیابی انسداد کیا۔ جب اسلام نے عرب کی حدود سے پرے رفتہ رفتہ اپنی فتوحات کو پھیلانا شروع کیا تو بہت سی وحشی قومیں بھی جن کو اسلام نے جذب کر لیا تھا۔ اسی طرح اس کی برکتوں میں شریک ہو گئیں۔

ترک۔ ہندوستانی۔ حبشی اور مور (افریقہ کے شمالی ساحل کے باشندے) اس بات پر مجبور ہو گئے۔ کہ اپنے بتوں کو اٹھا کر پھینک دیں۔ اپنے زنداز رسم و رواج کو خیرباد کہدیں خدائے واحد کی پرستش شائستہ طرز عبادت اور ایک باقاعدہ طرز معاشرت کی طرف رجوع کریں۔ اہل فارس جو زیادہ تر مہذب و شائستہ تھے۔ ان کا عقیدہ بھی صاف اور خالص ہو گیا۔ اور انھوں نے اسلام سے یہ بات سیکھ لی کہ نیکی و بدی (یزدان و اہرمن) دو ہمسر قوتیں نہیں ہیں۔ بلکہ حق و ناحق دونوں اسی حکیم اور قدوس کے یکساں زیر فرمان ہیں۔ جو آسمان و زمین کی تمام چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے۔"

(مسیحیت اور اسلام بائبل اور قرآن ص ۹۳-۱۰۴)

ہم اسی قسم کی اور بھی صدہا شہادتیں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر اس جگہ انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

امیروں کا تقرر

ذیل کی جماعتہائے احمدیہ کیلئے مندرجہ ذیل اصحاب کو حضرت خلیفۃ المسیح نے امیر مقرر فرمایا ہے:۔

(۱) تلونڈی بھچیاں ضلع گوجرانوالہ۔ منشی کرم الٰہی صاحب پٹواری

(۲) کوہاٹ۔ سید ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب امیر۔ مولوی صدر الدین صاحب قائمقام امیر ڈاکٹر صاحب کی غیر حاضری میں (۳) سرگودھا ضلع ہوشیارپور

فہرست نومبائعین

بابت ماہ جنوری ۱۹۲۱ء سے شروع ہوتا ہے

بقیہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء

۳۹۴ رحمت خاں ولد سراج دین صاحب ضلع گجرات
۳۹۵ حبیب " " "
۳۹۶ بڑھا " " "
۳۹۷ محمد بخش " " "
۳۹۸ کرم دین " " "
۳۹۹ محمد دین " " "
۴۰۰ رمضان " " "
۴۰۱ اللہ دتا ولد کرم الٰہی " " "
۴۰۲ کریم بی بی " " "
۴۰۳ زوجہ بالو برکت علی " " "
۴۰۴ زوجہ اللہ دتا صاحب " " "
۴۰۵ شاہ محمد " شاہ پور
۴۰۶ کامل صاحب " " "
۴۰۷ محمد دین صاحب " " "
۴۰۸ رحمت خاں " گجرات
۴۰۹ بوٹا صاحب " گورداسپور
۴۱۰ سید برکت علی شاہ صاحب ضلع خانپور
۴۱۱ سیادت بی بی " شاہ پور
۴۱۲ غلام حسین صاحب " ہزارہ
۴۱۳ کرم بی بی " گورداسپور
۴۱۴ نور محمد خاں صاحب ضلع راولپنڈی
بہاولپور حال ملتان

ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء

۴۱۵ رحمت بی بی ضلع شاہ پور
۴۱۶ رسول بی بی " "
۴۱۷ محمود صاحب ضلع ملتان
۴۱۸ عباس خاں " "
۴۱۹ عبدالرحیم " "
۴۲۰ اسماعیل " "
۴۲۱ " " "
۴۲۲ رحمت بی بی ضلع گجرانوالہ
۴۲۳ احمدی بیگم " لائل پور
۴۲۴ پیر محمد " شاہ پور
۴۲۵ غلام حسین صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۲۶ چوہدری عبداللہ صاحب "
۴۲۷ عبدالکریم صاحب " "
۴۲۸ سید واحد علی صاحب "
۴۲۹ اللہ دتا صاحب ورزی "
قادیان
۴۳۰ محمد شفیع الحسن صاحب
پنجابی - کیریر
۴۳۱ نواب دین صاحب
ضلع سیالکوٹ
۴۳۲ کریم خاں صاحب
کالی کٹ
۴۳۳ احمدی بیگم "
۴۳۴ اصغر خاں صاحب "
۴۳۵ اکبر خاں " "
۴۳۶ مسماۃ بختاور بی بی
ضلع ملتان
۴۳۷ عبدالغنی صاحب گجرات
۴۳۸ نصیر الدین خاں صاحب
ضلع سیالکوٹ
۴۳۹ شاہ محمد صاحب گجرات
۴۴۰ محمد حیات " "
۴۴۱ فتح دین " گجرات
۴۴۲ عمر الدین " ہوشیارپور

۴۴۳ محمد صاحب ضلع ملتان
۴۴۴ عبدالرحیم " "
۴۴۵ اسماعیل " "
۴۴۶ " " "
۴۴۷ رحمت بی بی ضلع گجرانوالہ
۴۴۸ احمدی بیگم " لائل پور
۴۴۹ پیر محمد " شاہ پور
۴۵۰ غلام حسین صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۵۱ عبدالکریم صاحب " "
۴۵۲ سید واحد علی صاحب "
۴۵۳ اللہ دتا صاحب ورزی "
قادیان
۴۵۴ محمد شفیع الحسن صاحب
پنجابی - کیریر
۴۵۵ نواب دین صاحب
ضلع سیالکوٹ
۴۵۶ کریم خاں صاحب
کالی کٹ
۴۵۷ احمدی بیگم "
۴۵۸ اصغر خاں صاحب "
۴۵۹ اکبر خاں " "
۴۶۰ مسماۃ بختاور بی بی
ضلع ملتان
۴۶۱ عبدالغنی صاحب گجرات
۴۶۲ نصیر الدین خاں صاحب
ضلع سیالکوٹ
۴۶۳ شاہ محمد صاحب گجرات
۴۶۴ محمد حیات " "
۴۶۵ فتح دین " گجرات
۴۶۶ عمر الدین " ہوشیارپور

۴۶۷ رحمان خاں صاحب
بمبئی
۴۶۸ اصغر علی صاحب
۴۶۹ شیخ محمد صاحب سیالکوٹ
۴۷۰ وصیہ آ شاہ جہانپور
۴۷۱ چراغ دین صاحب
ضلع گورداسپور
۴۷۲ غلام محمد صاحب سرگودھا
۴۷۳ جلال دین " سیالکوٹ
۴۷۴ غلام حیدر " "
۴۷۵ رحمت زان خانصاحب بلوچستان
۴۷۶ احمد دین صاحب لشکری
۴۷۷ محمد یعقوب صاحب لائل پور
۴۷۸ عبدالمنصور صاحب
ضلع میرٹھ
۴۷۹ محمد یعقوب صاحب
سندھ
۴۸۰ ولی داد رحمل خاں صاحب
سندھ
۴۸۱ برکت علی صاحب
ضلع گورداسپور
۴۸۲ لب کھی " "
۴۸۳ نذر محمد صاحب آگرہ
۴۸۴ سوہا صاحب ولد
احمد صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۸۵ محمد بخش صاحب " "
۴۸۶ اللہ دتا صاحب " "
۴۸۷ کرم بی بی " "
۴۸۸ بی بی " "
۴۸۹ کرم دین صاحب " "
۴۹۰ محمد دین صاحب " "
۴۹۱ بڑھا صاحب " "
۴۹۲ رحمت خاں صاحب " "

۴۹۳ عبدالرحمن صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۹۴ مولوی عبدالحق صاحب
ضلع شیخوپورہ
۴۹۵ عمر الدین صاحب ضلع گجرات
۴۹۶ شاہ محمد صاحب " "
۴۹۷ غلام نبی " "
۴۹۸ دستری نواب دین صاحب
صاحبان ضلع لائل پور
۴۹۹ محمد عبداللہ صاحب گجرات
۵۰۰ الہ بخش صاحب ضلع شاہ پور
۵۰۱ شاہ محمد صاحب گجرانوالہ
۵۰۲ محمد الدین " "
۵۰۳ فقیر محمد صاحب لاہور
ضلع گورداسپور
۵۰۴ عمر صاحب " جہلم
۵۰۵ اللہ دتا صاحب کشمیری
۵۰۶ غلام نبی صاحب سیالکوٹ
۵۰۷ محمد الدین " سیالکوٹ
۵۰۸ بیبہ نواب دین صاحب "
ضلع لائل پور
۵۰۹ سید محمد صاحب "
۵۱۰ مسماۃ شمداں " ملتان
۵۱۱ بڑھائی " "
۵۱۲ محمد حسین صاحب سیالکوٹ
۵۱۳ اللہ بخش صاحب ولد " "
کریم الٰہی صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۱۴ محمد مراد " جھنگ
۵۱۵ فتح بی بی " لائل پور
۵۱۶ بخت بھری " شاہ پور
۵۱۷ عبدالحکیم صاحب بہاولپور
۵۱۸ ستار محمد صاحب " "

ماہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء

۵۱۹ سید محمد جعفر صاحب
کشمیر
۵۲۰ عبدالرحمن صاحب
ضلع گجرات
۵۲۱ شاہ محمد صاحب گجرانوالہ
۵۲۲ غلام نبی " جہلم
۵۲۳ دستری نواب دین صاحب
صاحبان ضلع لائل پور
۵۲۴ محمد عبداللہ صاحب گجرات
۵۲۵ شاہ محمد صاحب گجرانوالہ
۵۲۶ غلام قادر " سیالکوٹ
۵۲۷ بیبہ صاحب عبدالغفور
صاحب ضلع راولپنڈی
۵۲۹ محمد الدین صاحب
ضلع لائلپور
۵۳۰ اے جی کھان صاحب
سیلون
۵۳۱ دستان صاحب ضلع "
۵۳۲ بیبہ نواب دین صاحب "
ضلع لائلپور
۵۳۳ سید محمد صاحب "
۵۳۴ ڈاکٹر " "
۵۳۵ سید عباس " "
۵۳۶ غلام محمد " ضلع جہلم
۵۳۷ بیبہ " "
۵۳۸ لالاں بی بی " "
۵۳۹ راجوں صاحب " "
۵۴۰ بیبہ " "
۵۴۱ چراغ بی بی " "
۵۴۲ شہاب الدین صاحب گورداسپور
۵۴۳ بابو صاحب " "
۵۴۴ شاہ محمد صاحب " "

ہندوستان کی خبریں

مغلیہ خاندان کے شہزادے کا انتقال

رنگون ۲۲ جون۔ شہزادہ جمشید بخت جو آخری بادشاہ دہلی کے خاندان سے تھے ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ جب جنازہ جا رہا تھا تو مسلمانوں کی انجمن سوسائٹی موٹر میں سوار پاس سے گذرے۔ ان کو سخت ذلت کوب کیا اور ان کے منہ میں کیچڑ بھر دیا۔ کیونکہ وہ خلافت کا نشان پہنے ہوئے تھے۔

سکھوں کو گاندھی کی پیروی نہ کرنیکا مشورہ

سردار سیلا رام سنگھ صاحب سکھوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سودائی دماغ کے سیاسی لیڈر یعنی مسٹر گاندھی کی پیروی نہ کریں۔

پریس ایکٹ کمیٹی کی رپورٹ

الہ آباد ۲۲ جون۔ پایونیر کو معلوم ہوا ہے کہ پریس ایکٹ اور دیگر ایسے

ہندوستانی فوجیوں کی تعلیم کا سکول

شملہ ۱۸ جون۔ ہندوستانی فوجیوں کے لئے تعلیم کا جو سکول بلگام (بمبئی) میں قائم کیا گیا ہے۔ وہ پہلی جولائی سے کھلیگا۔ اسکول کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہندوستانی فوج کی تعلیمی کورسوں کے آدمیوں کو تربیت دی جائے۔

ایک یورپین زمیندار کا بمبئی مزارعان پر مقدمہ

کلکتہ ۱۸ جون۔ ایک یورپین زمیندار مسٹر گرانٹ کے مزارعان کے خلاف بلوہ مجمع ناجائز کے ممبر ہونے اور ضرب شدید لگانے کے الزام میں جو مقدمہ سرکل رہا تھا۔ سشن جج بھاگلپور نے اس کی سماعت ختم کر دی ہے اسیسروں نے ملزمان کو بے قصور ٹھیرایا ہے۔ فیصلہ محفوظ۔

مسٹر گاندھی کا فوجی ضروریات کی کمیٹی کے سامنے شہادت دینے سے انکار

مسٹر گاندھی نے فوجی ضروریات کی کمیٹی کو جو حال ہی میں اپنا اجلاس کرنے والی تھی۔ اور جس نے مسٹر گاندھی کو اپنے سامنے شہادت دینے کے لئے مدعو کیا تھا لکھ بھیجا ہے کہ بطور ایک عامی عدم تعاون وہ کمیٹی کے روبرو شہادت دینے اور اس کی کارروائی میں حصہ لینے سے معذور ہیں۔

ہندو مسلمانوں کا فساد

اڑگام ۲۰ جون۔ متصل کورسے ہندو مسلمانوں کے جھگڑے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اسمیں پولیس کو فائر کرنا پڑا۔ ایک مسلمان مارا گیا۔ اور طرفین سے کئی زخمی ہوئے۔ جھگڑے کا باعث یہ تھا۔ ہندوؤں کی ایک برات مسجد کے پاس سے باجا بجاتی ہوئی گذری۔ ان کو ایسا کرنے سے روکا گیا۔ لیکن وہ نہ رکے۔ آخر دونوں پارٹیوں نے ہتھیار نکال لئے۔ جس سے پولیس کو مداخلت کرنے کا موقعہ مل گیا۔

شہزادہ ویلز ہندوستان ضرور آئینگے

شملہ ۲۰ جون۔ اس خبر میں کوئی سچائی نہیں کہ شہزادہ ویلز کا دورہ ہندوستان ملتوی ہو گیا ہے۔ اعلان ہوا ہے۔ کہ شہزادہ ویلز لگلے موسم سرما میں تشریف لائینگے۔ اور نومبر کی کسی تاریخ کو بمبئی اتریں گے۔

ہندوستان میں جمہوری حکومت کا اعلان

بمبئی ۲۰ جون۔ بلگام کی ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس نے اس مطلب کا ایک ریزولیشن پاس کیا ہے۔ کہ اگر برطانیہ گورنمنٹ انگورہ سے جنگ کریگا۔ یا قوم پرست ترکوں کے خلاف یونانیوں کو مدد دیگا۔ تو کانگریس کے مشورہ سے ہندوستان میں جمہوری حکومت کا اعلان کر دینا پڑیگا۔

مسٹر پال فوجی کمیٹی میں شہادت دینگے

کلکتہ ۲۱ جون۔ بپن چندر پال نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں فوجی ضروریات کمیٹی کے سامنے شہادت دینے کے لئے جاؤں گا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ مندرجہ ذیل تین وجوہات سے کیا ہے (۱) بیرونی حملہ کا معقول اندیشہ ہے (۲) جو لوگ گورنمنٹ سے لڑ رہے ہیں۔ وہ بھی غیر ملکی حملہ کے حق میں نہیں ہیں (۳) جن لوگوں کو اس کمیٹی کے سامنے شہادت دینے کی دعوت دی گئی ہے۔ انکی نسبت فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ موجودہ بے چینی کو دور کرنے کے وسائل گورنمنٹ کو بتا سکتے ہیں۔

بمبئی میں چار روز بارش

۲۰ جون۔ بمبئی میں گذشتہ دوپہر سے مسلسل برسات کا موسم ہے۔ بارش لگاتار اور زور سے برس رہی ہے۔ خصوصاً اتوار کے روز بہت زور کی بارش ہوئی۔ خال جگہیں چھوٹی چھوٹی جھیلوں کا نظارہ پیش کرتی ہیں۔ عام گذرگاہوں پر گھٹنے گھٹنے پانی کھڑا ہے اتوار کے روز کئی جگہوں پر آمد و رفت بند رہی۔

روپیہ مہاجرین کو نہیں پہونچا

الہ آباد ۲۱ جون۔ پایونیر کو معلوم ہوا ہے کہ سرحد پار سے جو مہاجرین واپس آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ہمیں امداد کے لئے جو روپیہ بھیجا گیا تھا۔ ہمیں نہیں پہنچا۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ روپیہ ہندوستان کی عارضی گورنمنٹ کو پہنچ گیا ہے جو سرحد کے پار کسی جگہ رہتی ہے۔

واپس آمدہ قلیوں کو وطن میں مشکلات

سوامی درشانند سیکرٹری لیبر ایسوسی ایشن رانی گنج جو چاندپور سے واپس آمدہ قلیوں کے ساتھ ان کے وطن میں گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ یہ واپسی قلیوں کے لئے موت کا پیغام ہے۔ میں نے ضلع جلپور کے دیہات کا دورہ کیا ہے۔ دیہات کے لوگ ان واپس آمدہ قلیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ اسلئے ان قلیوں کو اسوقت تک واپس نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ جب تک ان کے لئے کام مہیا نہ کر لیا جاتا۔

دن دہاڑے ڈاکہ

الہ آباد ۱۸ جون۔ آج ۳ بجے دن کو الیجن روڈ پر چار ڈاکو ایک چپراسی سے دس ہزار روپے کے نوٹ چھین کر لے گئے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

مسٹر گڈوانی کے خلاف مقدمہ واپس

بمبئی ۱۸ جون۔ الہ آباد کا ایک تار منظر ہے کہ گورنمنٹ مدراس نے مسٹر گڈوانی پر پریسیڈنسی یونیورسٹی احمد آباد کے خلاف آئی ہوئی تقریر کی وجہ سے جو مقدمہ چلایا تھا واپس لے لیا

ممالک غیر کی خبریں

مشرق وسطی میں امن کیلئے ترکی کے ساتھ صلح لازمی ہے۔

لندن ۱۲ جون۔ ہوس آف کامنز میں مشرق وسطی کے متعلق اپنی تقریر میں مسٹر چرچل نے اعلان پر زور دیا کہ شروع سے میری پالیسی یہ رہی ہے۔ کہ عربوں اور یونانیہ کلاں اور اتحادیوں کے درمیان ہموس اشتراک مفاد قائم کیا جائے۔ لیکن ہماری یہ تمام کوششیں رائگاں جائینگی جب تک ہم ترکی کے ساتھ ایک پائدار امن اور پائدار تصفیہ نہیں کر سکتے۔

سمرنا اور قسطنطنیہ پر قوم پرست ترکوں کی چیٹائی

قاہرہ سے میں فریقین نے خوب شیدہ بال کرلی ہیں۔ اور اپنی فوجوں کی تعداد دو چند کرلی ہے روما یا یہ تخت اٹلی کے اخبارات لکھتے ہیں کہ بولشویک ذہبیں اناطولیہ میں پہونچ گئی ہیں۔ اور اب ترکی اور روسی فوجوں نے پیشقدمی شروع کردی ہے۔ ان کی پیشقدمی کا مقصد سمرنا اور قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا ہے۔

عادلیہ سے اطالوی فوج کی واپسی

پارلیمنٹ میں مسٹر چیمبرلین نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا۔ کہ اٹلی نے عادلیہ سے اپنی فوج نکال لی ہے۔ سردست برٹش فوج کو باسفورس سے پار کے علاقہ سے ہٹانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ نہ کوئی فوجی مہم اختیار کرنے کا ارادہ ہے ٭

برطانیہ میں صنعت وحرفت پر تاریک بادل

لندن ۱۵ جون۔ مل جب بخنیر کام چھوڑ دینگے۔ ۵۵ لاکھ کاریگر بیکار ہو جائینگے۔ کپڑے کے مزدوروں کے ساتھ بھی گفت وشنید کچھ تسلی بخش نہیں ہے۔ حالانکہ فی پونڈ ایمپس کا فرق ہے ٭

کونٹ تالسٹائی کے مرید مسٹر گاندھی

لندن ۱۵ جون۔ ایک مضمون کے دوران میں جو مسٹر شاسنری نے ایک ترک موالات کے متعلق برمنگھم ہوس میں پڑھا تھا۔ انہیں مسٹر موصوف نے مسٹر گاندھی کو کونٹ تالسٹائی کا جانشین بیان کیا جس کا بیان تھا۔ کہ دلایتی دنیا کی شیطانی کی انتہا ہے۔ جبکہ مغربی تہذیب انسانوں کو غلام بنانے کے لئے شیطان کی ایجاد ہے ٭

مسٹر چرچل گھوڑوں کی ہلاکت پر

لندن۔ ۱۲ جون۔ مشرق وسطی کے متعلق تقریر کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے بیان کیا۔ کہ عراق عرب میں جنگی گھوڑے ہلاک ہوکر ۷۰ ہزار سے ۷۱ ہزار رہ گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا واپس انگلستان لانا یا ہندوستان بھیجنا جہاں سے طریدے گئے تھے۔ کوئی ایسا نفع رسان نہ ہوگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ بجائے اس کے کہ انہیں ویسیوں (عربوں) کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے ٭

انگلستان میں پانی کی قلت

لندن ۱۴ جون۔ بادشاہ سے انگلستان میں اسال بالان ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کی قلت محسوس ہو رہی ہے۔ سفلک میں پانی کے انچس فی گھنٹہ فروخت ہو رہا ہے ٭

عراق عرب کی حکومت کے لئے امیر فیصل کی امیدواری

لندن ۱۳ جون۔ عراق عرب میں عنقریب ایک خاص کانگرس ہونیوالی ہے۔ تاکہ لوگوں کے نمائندے کامل تحقیق وبحث کے بعد حکومت کی نوعیت کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرسکیں۔ حکمرانی کے لئے امیر فیصل کی امیدواری میں برطانی حکومت حائل نہ ہوگی۔ اور اگر وہ عراق کے لئے منتخب ہوگئے۔ تو انگریز انہیں مدد دینگے چنانچہ امیر فیصل عراق کو روانہ ہوگئے ہیں ٭

فلسطین کا سوال

مسٹر چرچل نے کہا کہ فلسطین کا سوال عراق سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے گذشتہ سال ۷ ہزار یہودی یورپ سے فلسطین گئے تھے۔ اس سے فلسطین کے عرب بھڑک اٹھے ہیں انکا یہ خیال ہے کہ یورپ سے تارکین وطن کا ایک سیلاب فلسطین میں لایا جائیگا۔ لیکن یورپ سے صرف اسی قدر یہودی فلسطین میں جانے دئے جائینگے۔ جس قدر کے لئے وہاں گنجایش ہوگی ٭

شاہ یونان سمرنا پہنچ گیا

لندن ۱۳ جون۔ ایتھنز کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ شاہ قسطنطین کی تعریب آمد پر سمرنا میں علم نہ کئے گئے۔ اور بندرگاہ یونانی جنگی جہازوں سے بھر گئی ٭

وزارت ترکی

لندن ۱۳ جون۔ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ وزارت کے تغیر و تبدل میں یہ بات بھی شامل ہے۔ کہ مکرم عزت پاشا کو وزیر امور خارجہ اور صلح پاشا کو وزیر بحریات مقرر کیا جائے۔ رؤف بک صاحب کو وزیر زراعت۔ علی رضا پاشا کو وزیر محکمہ نقلیات وامور داخلہ بنایا گیا ہے ٭

انگورا پارلیمنٹ میں جبری شادی کا قانون

اخبار فری ہیل کا نامہ نگار مقیم انگورا ایک خاص قانون نافذ ہونے کی خبر کا اراوی ہے کہ حکومت ہے جس کی رو سے ۲۵ سال سے زائد عمر کے آدمی شادی کرنے پر مجبور ہونگے۔ جو لوگ اس قانون کی خلاف ورزی کرینگے۔ ان سے ان کی آمدنی کا چہارم حصہ بطور جرمانہ وصول کیا جائیگا۔ یہ رقم ان کسانوں کی امداد کے لئے خاص محکموں میں جمع کیجائیگی۔ جو شادی کرنے پر آمادہ ہیں۔ کسی کنوارے شخص کو سرکاری ملازمت نہیں دی جائیگی۔ شادی کرنیوالے لوگوں کو نہ صرف حکومت کی طرف سے زمین اور قرضہ دیا جائیگا بلکہ حکومت ان کے بچوں کی تعلیم کا بار بھی خود اٹھائیگی۔ جن لڑکوں کی عمر پچاس سال سے کم ہے۔ وہ صاحب استطاعت ہیں۔ انہیں دو بیویاں رکھنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ تاکہ اس طریق سے آبادی کی کمی پوری کی جائے ٭

افغانی وفد پیرس پہونچ گیا

پیرس۔ ۱۶ جون۔ صبح موسیو برانڈ نے افغانی وفد کو باریاب بخشا موسیو برانڈ کو آج بعد دوپہر امیر افغانستان کا ایک خط ملنے والا ہے۔ جو ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب فاروقی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمانی زور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست

مدینۃ المسیح

احمدی

اخبارا

خواجہ

مولوی

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

فلسطین میں یہودی حکومت مسلمان کہاں جائینگے

طلباء مدرسہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

اشتہارات صفحہ ۹ خبر صفحہ ۱۲

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۹۹ | مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۳ شوال سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح اید اللہ تعالیٰ کی مع قافلہ بخیریت ۲۹ کی صبح کو ۱۱ بجے راولپنڈی پہنچنے کی اطلاع موصول ہوگئی ہے۔ آج (۳۰) انشاء اللہ حضور کشمیر پہنچ جائینگے۔ جہاں حضور کو خط لکھنے کا پتہ معرفت پوسٹماسٹر صاحب بنگر ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بعد جماعت قادیان کا امیر حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا ۲۷ کو کسی قدر بارش ہوئی۔ جس سے آئندہ کے متعلق خوشگوار امید باندھی جاسکتی ہے۔

گذشتہ پرچہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق اطلاع نہیں دی جاسکی۔ وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمراہ تشریف لے گئے ہیں۔

نومسلموں کے خطوط احمدی مبلغ کے نام

ذیل میں چند نومسلموں کے خطوط کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نیر احمدیت کو ہوں نے افریقہ میں لکھے۔ ان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمارے مغربی نومسلم بھائیوں اور بہنوں میں اسلام سے کس قدر اخلاص اور محبت ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کے ایقان اور ایمان میں ترقی دے اور دوسروں کے لئے موجب ہدایت بنائے (ایڈیٹر)

حمیدہ سٹرڈ لکھتی ہیں:-

دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو جو اسلام اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی طرف سے مردوں کی طرح غفلت میں ہیں دوبارہ زندگی عطا فرمائے۔ انکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں واپس لائے۔ اور یہ آپ کے توسط سے عمل میں آئے۔ ہاں آپ کے توسط سے جنہیں اللہ نے مغربی افریقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بشارت کی اشاعت کے منصب پر ممتاز فرمایا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرونگی۔ کہ میں پھر بھی آپکو دیکھوں۔ مجھے یقین ہے کہ ٹمڈمارک میں ان لوگوں کی کثیر تعداد جو اسلام کی تعلیم میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی کو محسوس کریگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ نیکی کا دس گنا اجر دے۔ جو آپ نے انگریز احمدیوں اور خواہر میں بھائی سے

(۲) سوزیزہ مس صاحبہ ایڈیسن لکھتی ہیں:- آپ ایتوار

کی صبح کو اپنے کام کے نتائج کی نہایت افسوسناک حالت معلوم ہوتے تھے۔ لیکن اگر لوگوں نے آپ کی تعلیم قبول نہ کی ہو تاہم وہ ایسے فراموش نہیں کر سکتے۔ اگر میں پادری آپ کی تقریریں سننے سے آگے قدم نہ اٹھائی۔ تو بھی جو کچھ میں نے سنا تھا میں اسے کبھی نہ بھولتی۔ پھر اس ملک میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنی روحانی حالت کے متعلق گفتگو کرنے کے بہت خلاف ہیں۔ اس لئے غالباً میری طرح بہت سے لوگ ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں اور جانتے ہیں۔ کہ آپ نے ان کے ساتھ کیا نیکی کی ہے۔ مگر پبلک میں اعتراف خوبی کا اظہار کرنے کے قابل نہیں"

(۳) مس گرین تحریر فرماتی ہیں :-

اے ہندوستانی بھائی! تم میرے لئے اور بہت سے دوسرے لوگوں کے لئے لنڈن میں روحانی مدد کا کام کرنے رہو۔ میری دعا ہے کہ خدا تمہارے کام کو بابرکت کرے۔

اب پیارے بھائی نیئر! اذیقہ میں اپنی صحت کا بہت خیال رکھیں۔ اور پلمک میں ہمارے پاس ضرور واپس آئیں۔ میں خدا سے دعا کرتی رہوں گی کہ وہ تمہاری مدد کرے اور تمہیں برکت دے ؛

(۴) جہاز ایس ایس بروٹو کے افسر ثانی عزیزی انویم احمد فرینک سی اوان جہاز پر سے لکھتے ہیں :-

عبدالسلام (کا ہمیشہ) ہے ہم صرف ۵ روز جہاز پر رکے رہے۔ کاش! ہم کچھ دن اور جہاز پر اکٹھے رہتے۔

میں اپنا قرآن ہر روز پڑھتا رہا ہوں۔ اور جس قدر زیادہ میں اسے پڑھتا ہوں۔ اسی قدر زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ یہ لاریب الہام ربانی کی ایک عجیب کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مجھ پر بہت رحم کیا ہیں دیکھتا ہوں کہ قرآن درحقیقت ایک عجیب الہام ہے اور میں بہت خوش ہوں کہ عمدہ! کہ میری تم سے ملاقات ہوئی۔ اب کیا یہ عجیب امر نہیں کہ ہم کس طرح کسی پوشیدہ طاقت کے ماتحت ایک دوسرے سے ملائی گئے عبدالسلام! تم مجھ سے کوئی خدمت لینا چاہو۔ تو ذرا بھی جھجکنے میں مائل نہ کرنا۔ جب سے تم گئے ہو میں تمہاری جدائی کا بہت احساس کرتا ہوں۔

(۵) مسٹر لے زین الدین سیرالیون سے لکھتے ہیں :-

آپ ہم میں بھی نہیں جانتے۔ کہ آپ کے جانے کے بعد میں نے کس طرح آپ کی تلاش کی۔ جن جن سے میں ملا ہوں وہ شوق سے یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کب یہاں واپس آئینگے۔ اور انہوں نے مجھے یقین دلایا۔ کہ اگر آپ واپس آئیں۔ تو انہیں سے بہت سے مسیحی مقدس دین اسلام قبول کر لینگے۔

اے بھائی نیئر! واپس آؤ اور لوگوں کو کافر ہونے سے بچاؤ۔

کیا آپ یقین کرینگے کہ آپ کے باعث فورٹ لوکو میں ایک جلسہ ہوا۔ بہت سے مسیحی افسوس کرتے ہیں کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔

اخویم نیئر! واپس آئیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمان آپ ان کو چھوڑ جانے پر روتے ہیں۔ اور بہت سے نوجوان آپ کے لئے اپنا خون بہانے پر تیار ہیں ؛

(۶) اخویم موسیٰ گاریہ فری ٹاؤن سے تحریر فرماتے ہیں :-

ہم کب تک آپ کا انتظار کریں۔ اے اللہ کے فرستادہ! اگر خدا نے دستگیری نہ کی۔ اور اگر آپ نے دیر کی یا ہمارے پاس واپس ہی نہ آئے۔ تو یہاں کے پودے گل جائینگے۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو یا آپ جیسے کسی اور کو جلدی یہاں لائے ؛

اخبار احمدیہ

احمدی عالمان جن کو اطلاع

۵ جولائی اور ۱۲ جولائی کو حاجیوں کے جہاز روانہ ہونگے۔ اور ان تاریخوں کے بعد پھر پانچ پانچ روز کے بعد جہاز جدہ جائیگا۔ جو جانیوالے صاحب ہوں۔ مقررہ تاریخوں سے چار پانچ روز پہلے ان کو یہاں پہنچ جانا چاہئے اور پاسپورٹ کے لئے اپنے ہاں کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہم بڑی آسانی سے پاسپورٹ دلا سکتے ہیں۔

خاکسار چوہدری سردار علی سیکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن سیمن بندر بمبئی۔

چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا نیا مکان۔

جناب چوہدری صاحب نے اپنا مکان تبدیل کر لیا ہے۔ نئے مکان کا پتہ یہ ہے :-

نمبر ۱۰ ہیملٹن ہاؤس۔ ۲۳ فین سٹریٹ روڈ۔ لاہور۔ یہ مکان دیال سنگھ کالج اور اسمبلی ہوسٹل کے نزدیک ہے۔

جناب چوہدری صاحب موصوف سے ملنے والے احباب نئے مکان پر تشریف لے جائیں۔

الاسلام

اسلام اور گرنتھ صاحب

جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم لاہور نے حال میں اس نام کا ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس میں صرف گرنتھ صاحب کے حوالوں اور شبدوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ از روئے گرنتھ گرو نانک صاحب کا نماز روزہ کا پابند ہونا۔ آنحضرت کی پیروی کو مدار نجات ٹھہرانا۔ شفاعت انبیاء پر یقین کرنا ہندوؤں کی مشرکانہ رسومات اور تناسخ کی تردید کرنا ارواح اولیاء کا حاضر و ناظر اور ویدکو گمراہ کرنیوالی کتاب قرار دینا ثابت کیا گیا ہے۔ نیز بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے گھر گرونانک کا دوسری شادی کرنا ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ آخری عمر میں مسلمان ہو گئے تھے۔ دائمی الہام پر گورو صاحب کا اعتقاد تھا۔ جو اسلام کی جان ہے۔ جپ جی صاحب کے ورد کا حکم گرنتھ صاحب میں موجود نہیں۔ بلکہ اسلامی نماز پنجوقتہ کا تاکیدی حکم موجود ہے۔ جسپر چولا صاحب گواہ ناطق ہے۔ اور جسپر ساری نماز درج ہے۔ خالصہ صاحبان پر دس زبردست اعتراضات جن کا بیس سال سے جواب ندارد۔ جگت گرو کا عیسیٰ (مسیح ناصری) کا ثبوت۔ بحوالہ گرنتھ صاحب دکھایا گیا ہے۔

اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ اس ثبوت پر کہ گرنتھ صاحب کوئی نیا مذہب یا نئی شریعت قائم نہیں کرتا۔ بلکہ گورو صاحب نے قرآن و اسلام کو کافی سمجھا ہے۔

یہ رسالہ سکھ صاحبان میں تبلیغ کا اچھا ذریعہ ہے۔ احباب خصوصاً تبلیغی سکرٹری صاحبان ماسٹر صاحب موصوف سے متعدد کاپیاں منگوا کر تقسیم کریں۔ قیمت ہر ایک آنہ کاپی منگوانے والے

نمبر ۹۹ جلد ۸ ۔ ۔ ۔

طلباء مدرسہ احمدیہ کا سپاسنامہ
جناب قاضی امیر حسین صاحب کی خدمت میں

طلباء مدرسہ احمدیہ کی طرف سے جب ڈل سپاسنامہ جناب قاضی امیر حسین صاحب کی خدمت میں بموجودگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر معززین پیش ہوا۔

جناب قاضی صاحب آپ کے فیوضات علمیہ سے اب ہر اور است ہم مستفیض ہو سکینگے۔ اس بات کا ہمیں بہت صدمہ ہے لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کا علاقہ تعلیم اب اور وسیع ہو گیا ہے۔ اور آپ کے فیوضات سے اب نہ صرف اسدی جماعت کے بچے بلکہ دوسرے لوگ بھی مستفیض ہو سکینگے۔ تو اس سے ایک خوشی حاصل ہوتی ہے۔ خداوند جل علا آپ کا دائرہ فیض اور اس سے بھی زیادہ وسیع کرے۔ اور لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ اس فیض سے مستفیض ہوں۔

جناب قاضی صاحب آپ کا زبانی اظہار کہ دس روپیہ ماہوار پر پڑھانا قبول کیا۔ پھر آپ کی محنت اور دیانتداری سے فرض منصبی کی ادائگی مسلمہ ہے۔ اور اگرچہ آپ کی ذات ستودہ صفات اس قسم کے اخلاق حسنہ پر موجب ستائش سے بے پروا ہے۔ تاہم ہمارا فرض ہے۔ کہ اس کا اظہار اس بھری مجلس میں کریں۔ اور رب السموات والارض سے یہ دعا مانگیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ہمت عطا کرے۔

جناب قاضی صاحب آپ نے اپنے شاگردوں کو محبت اور ہمدردی اور عرق ریزی سے پڑھایا۔ اس کا نقش ان دلوں پر ایسے طور پر مرتسم ہے کہ کبھی بھی مٹ نہیں سکتا آپکی ذات کو بھی آپ کی کھلی کھلی تشریح متعلق سے متعلق مسئلہ اور متفصل سے متفصل اسوال کو یوں حل کر دینا کہ کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہتا۔ پھر اس کے ساتھ ہر دم ہماری بھی حوصلہ افزائی۔ ہماری غلطیوں پر ملائمت

آپ کو ہمارا فرد فرد قدردانی کی داد دیتا ہے

جناب قاضی صاحب آپکے اس ہنر کا چرچا اب بہت عرصہ اس اور صدر میں رہیگا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بارگاہ سے داد و تحسین آپ نے حاصل کی۔ اور اب آپ ہر ریاست اس کا تعلیم نہیں دینگے۔ لیکن دار الامان میں آپکی ہو جودگی اور بھی بابرکت ہوگی۔ دوسرے مدرسوں میں جانے سے بچے کم انتفاع ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت اور اشاعت علمی میں وسعت بخشے۔

بالآخر ہم اپنے بھائی اور ہمارے جانشین موجودہ رسول ہم اس بھری مجلس میں جناب قاضی صاحب کی بارگاہ میں اظہار اعتراف کرنے کے بعد آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ ہر جمیع طلباء مدرسہ ہذا اپنے دلوں میں اسی غرض کو لیکر مکتب میں داخل ہوتے ہیں۔ جو مسیح موعود کو اس سے چاہنے وقت مدنظر تھی۔ اور جس کی تلقین دعائے ان بزرگوں نے کی۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس غرض کے پورا کرنے کی توفیق بخشے اور جو نقص ابھی ہمارے اندر ہیں۔ انکو دور کرے اور ان بزرگوں کی روحانیت اور علمیت کا نمونہ بنا دے۔

طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

مذکورہ بالا ایڈریس پڑھے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

دلایت میں قاعدہ ہے۔ کہ کسی جلسہ یا میز کے گرد الوداع کہتے ہوئے اس سے تعلق رکھنے والے پرانے واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ اس وقت میں بھی قاضی صاحب کے متعلق چند باتیں بتاتا ہوں۔

میں نے ان سے مدرسہ احمدیہ میں تو نہیں۔ البتہ تائی سکول میں تعلیم پائی ہے۔ اس زمانہ کے متعلق میں ایک بات بتاتا ہوں۔ جو میرے تجربہ میں آئی۔ اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ دوسروں کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔

شروع شروع میں جب مدرسہ جاتا تو میں [illegible] دیکھتا تھا۔ بازار کے غریب لڑکے [illegible] لڑکے [illegible] رہتے تھے۔ اب فرق یہ تھا کہ [illegible] پڑھنے سے لڑکوں کی محنت خواہ [illegible] ہے [illegible] اور ایک چیز ہیں۔ مگر اس وقت [illegible] فرق محسوس کرتے تھے۔ میں جماعت [illegible] اس بات کو سمجھتے ہیں۔ مگر میں نے یہ بات محسوس کی ہے۔ اور دوسرے لوگ جن سے میں نے پوچھا ہے۔ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ کہ قاضی صاحب کا پڑھایا ہوا سبق خوب یاد رہتا ہے۔

یہ میرے اپنے تجربہ کی بات ہے۔ اس لئے میں نے بیان کی ہے۔ اور اسلئے بھی کہ دوسرے استاد جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بعض استاد ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد کتاب پڑھا دینا ہوتا ہے۔ یہ خواہش نہیں ہوتی کہ طلباء کے قلب پر تعلیم کا اثر چھوڑیں۔ اسلئے خواہ وہ کتنے ہی لائق اور محنت سے پڑھائیں۔ وہ کسی حد تک تقریر کرنے والے کے دل پر ہوا اثر نہیں ہوتا۔ جیسا ہونا چاہیئے۔

قاضی صاحب آپ چونکہ سکول سے آئے ہوئے ہیں اس لئے آپ سے ایک بات [illegible] بیان کرنے [illegible] کوئی

ہر ایک آدمی کے بولنے کا طریق الگ ہوتا ہے۔ بعض اپنی تقریر کو بہت سجا کر اور فصاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور بعض سادہ طرز سے سادہ الفاظ میں قاضی صاحب بھی بہت سادہ طور پر بولتے ہیں۔ اور ان کے جو شاگرد ہیں۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں۔ مگر میں نے یہ بات محسوس کی ہے۔ اور دوسرے لوگ جن سے میں نے پوچھا ہے۔ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ کہ قاضی صاحب کا پڑھایا ہوا سبق خوب یاد رہتا ہے۔

یہ میرے اپنے تجربہ کی بات ہے۔ اس لئے میں نے بیان کی ہے۔ اور اسلئے بھی کہ دوسرے استاد جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بعض استاد ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد کتاب پڑھا دینا ہوتا ہے۔ یہ خواہش نہیں ہوتی کہ طلباء کے قلب پر تعلیم کا اثر چھوڑیں۔ اسلئے خواہ وہ کتنے ہی لائق اور محنت سے پڑھائیں۔ وہ کسی حد تک تقریر کرنے والے کے دل پر ہوا اثر نہیں ہوتا۔ جیسا ہونا چاہیئے۔

قاضی صاحب آپ چونکہ سکول سے آئے ہوئے ہیں اس لئے آپ سے ایک بات [illegible] بیان کرنے [illegible] کوئی

حق ہیں۔ اور وہ یہ کہ مجھے یاد ہے طالب علموں میں قاضی صاحب کا رعب بہت سخت سمجھا جاتا تھا۔ یعنی طلباء ڈرتے تھے۔ کہ قاضی صاحب پڑھائی میں سختی کرتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے لڑکوں کو ان سے محبت تھی۔ اور یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ طالب علم سمجھتے تھے۔ کہ قاضی صاحب کی سختی کسی ذاتی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خیر خواہی کی وجہ سے ہوتی تھی۔ یہ بات بھی جو قاضی صاحب کو حاصل تھی۔ بہت کم استادوں کو حاصل ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکے قاضی صاحب کی سختی کو اپنی مجلسوں میں یاد کر کے ہنسا کرتے تھے۔ اور خوش ہوتے تھے۔

یہ وہ اثرات ہیں۔ جو اسوقت جب میں پڑھا کرتا تھا مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر ہوا کرتے تھے۔ اور اس وقت میں نے ان کو اس لئے دہرایا ہے کہ ہمارے استاد بھی بیٹھے ہیں۔ جو فائدہ اٹھا سکتے ہیں استادوں کو اپنے شاگردوں سے ایسا سلوک کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے ان کے دل میں محبت پیدا ہو یہ نہ ہو کہ نفرت کرنے لگ جائیں۔ اور نہ یہ ہو کہ غرباء ہی ہو جائیں۔ اسوقت بھی شکایتیں آتی تھیں۔ اور اب بھی آتی ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے متعلق آتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ استاد طلباء کے دل میں محبت پیدا نہیں کرتے۔ اگر ایسا کریں۔ تو طلباء ان کی سختی کو بھی خوشی سے برداشت کریں۔

جس طرح وہ اثر جو پڑھتے وقت استاد کے اس طریق سے ہوتا ہے۔ کہ استاد کی خواہش ہو کہ طلباء کو میں یہ سکھا دوں۔ نہ یہ کہ اپنا وقت پورا کر کے چلا جاؤں۔ میں کبھی کبھی چھوٹی عمر کے بچے سبق پڑھا کرتا ہوں۔ مجھے قاضی صاحب کے پڑھائے ہوئے اسباق کے الفاظ تک یاد ہیں۔ اسی طرح ایک اور استاد کی بات مجھے یاد ہے۔ انہوں نے مجھے ایک موقع پر نصیحت کی تھی میں ایک لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوا تھا انہوں نے علیحدہ لے جا کر کہا کہ ایسی بے تکلفی اچھی نہیں ہوتی۔ اسوقت ہم جس جگہ کھڑے تھے۔ وہ جگہ۔ وہ حالت کہ ہم نقشہ دیکھ رہے تھے۔ جس طرح مدنہ تھا جس طرح مخالف کیا گیا۔ یہ سب باتیں مجھے یاد ہیں۔ اسی طرح اور کئی باتیں اسوقت کی ایسی ہیں۔ جو ہو بہو یاد ہیں۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے ذرائع ہوتے ہیں۔ جن سے اگر کام لیا جائے۔ تو باتیں یاد رہتی ہیں۔ اور یاد کرانے کا یہی طریق نہیں ہے۔ کہ بار بار پڑھائی جائیں۔

تاریخ کے متعلق ہی میں نے دیکھا ہے کہ میں آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے خود نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب مجھے سناتے جاتے تھے۔ اور میں سنتا تھا۔ اس بات کو ستره سال کے قریب ہو گئے ہیں مگر اسوقت کے مجھے فقرے کے فقرے بھی تک یاد ہیں۔

یہ باتیں اس نتیجہ پر پہنچاتی ہیں کہ استاد اگر توجہ اور کوشش سے کام لے۔ تو طلباء کے بہت زیادہ اوقات کو بچا سکتا ہے۔ اور تھوڑے وقت میں بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ طلباء کی زندگی آئینہ کی طرح ہوتی ہے۔ جو نقش چاہیں اس پر جما سکتے ہیں۔ اگر استاد یہ سمجھ کر پڑھائے۔ کہ طلباء کو فلاں بات سکھا دینی ہے تو چاہے وہ اچھی طرح بول بھی نہ سکتا ہو۔ اور خواہ کتنی ہی سادہ زندگی بسر کرتا ہو۔ اس کا پڑھانا بہت زیادہ مفید اور با اثر ہو گا۔

یہ باتیں میں نے قاضی صاحب کے متعلق خود تجربہ کی ہیں۔ اسلئے بتا دی ہیں۔

نمبر ۹۹ کے ساتھ جلد ہشتم کا اختتام

اس پرچہ کے ساتھ خدا کے فضل و رحم سے الفضل کی آٹھویں جلد ختم ہوتی ہے۔ نویں جلد کا پہلا یا دوسرا پرچہ ان خریداران الفضل کے نام وی پی ہو گا۔ جن کی قیمت سالانہ یا ششماہی جون کو ختم ہوتی ہے (اور ایسے اصحاب کی تعداد کافی ہے) میں پہلے اطلاع دے چکا ہوں کہ وی پی بھیجنے میں بہت بھاری

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ نہ کہ الفضل ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل رضؓ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ میرا اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کا بتایا ہوا

سُرمہ اور سرمہ سلاجیت

اصلی سرمہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں سرمہ پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کرایا اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے نفع اٹھایا اور میں بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور سرمہ کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "امراض چشم را مفید است"۔

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ بھولا۔ پرنالی اور سرخی اور ابتدائی سفید جالا اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ میرا قسم اول باوجود گئے فی کے بھیجنے تین روپے کے دو روپے فی تولہ۔ اصلی سرمہ میرا فی تولہ۔ یہ سرمہ ایسی کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے

سرمہ سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ مسہل البول و سیلان منی و مبہ است و در دو مفاصل و غیرہ کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔

قیمت قسم اول میرا فی تولہ

المشتہر

احمد نور۔ تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

نوآبجاد اکسیر داد ۴

ہر قسم داد و چیپل یا ورم کو فوراً اور کامل شفاء بخشنے والی ایک عجیب زود اثر اور روحانی اکسیر صفت دوائی ہے۔ بروقت کی کھجلی سے چھٹی اور مسلسل تکلیف سے منٹوں میں نجات ہو جاتی ہے قیمت ایک روپیہ کی شیشی ہر نصف تولہ بھر ملنے کا پتہ۔ حکیم سید محمد قریشی قادیان ضلع گورداسپور

دارالامان میں مکان بنانیوالوں کو مژدہ ۴

ہم نے قادیان میں پھٹہ کا کام شروع کیا ہے پائیدار ٹیاں تیار ہیں۔ نسخ بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ بارعایت ملے گی۔ اگر کوئی صاحب بیع سلم کرنا چاہتے ہوں تو اس کا بھی تصفیہ کر لیں۔

المشتہر:۔ عبدالحمید محمد افضل ٹھیکیدار پھٹہ قادیان

عجیب اور خوشنما انگوٹھی ۴

چاندی کی اس مستدیر انگوٹھی کا تو صورت اور چھوٹا سا نگینہ ظاہر عین کا ہے۔ جس پر حضرت اقدس کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ بڑے خوشنما چمکیلے اور پائدار حروف میں ایسی صنعت کے ساتھ مخرج ہے کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے نقش نایاب اور عجیب تر ہے۔ قیمت ۲ روپے فی انگوٹھی اپنا نام بھی ساتھ لکھوانا ہو تو دو روپے ۴ انگوٹھی بھیجنے کا صرف قلیل ہوا اللہ مخرج ہے عمر بیچ نام نگر۔ ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

ہم ۴

میرٹھ کی مشہور قینچیاں۔ صابون۔ دوائی وغیرہ ہر اقسام نہایت مناسب قیمت پر روانہ کر سکتے ہیں۔ تمام حضرات دوست عموماً اور نا جو خصوصاً ہم سے ایک مرتبہ سودا لے کے امتحان کریں۔

سیٹھ احمدی اگرشل ہاؤس میرٹھ یو۔ پی

بنارسی ٹھگے ۴

ہر قسم کے بنارسی کپڑے دوپٹے (ڈوپٹہ صوافی) ساڑیاں عطر۔ گلاب۔ خمان۔ کاسنی سکاف۔ سولہ سنگار گوٹہ لچکے۔ پتری۔ بنارسی پارچہ۔ فینسی چوڑیاں۔ کلاوی اور بنارسی کے کپڑے وغیرہ کفایت سے ملیں گے۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کا رقعہ طلب فرمائیے۔ ما سوا ذکر کفایت اشعار کا وعدہ ضرور ہے۔

احباب سید ٹھگی بنارسی چادنی

بھاگلپوری ٹسری کپڑا ۱۳/۱۴

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ٹسر کے کپڑے بھاگلپور سے اچھے تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور بیچتے ہیں۔ ہمارا کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بقصد فروخت کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں تکیوں اور صافوں پر بخیوں کا بکثرت کام خاص اہتمام سے ملل وغیرہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرط ناپسند ہونے کے ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں۔ جس سے ہمارے آمد و رفت ذریعہ دار ہوتا ہے۔ اشتہاری لفاظیوں سے ہمارا کام نہیں لیا گیا۔ صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے۔ جو ایک مسلمان کا کام ہے۔ فقط

المشتہر:۔ عبدالحکیم احمدی فاکنہ ناتھ نگر بھاگلپور

پونہ میں سیالکوٹ ۴

چونکہ ہم نے اپنے مشہور کارخانہ سپورٹس بنام فلائر ایمپائر کو سیالکوٹ کی بجائے پونہ کیمپ میں لا کر بسبب سے بعض فنی اصلاح کی ہے اس لئے ہمارے ہاں کھیل کے تمام سامان ہاکی۔ فٹبال۔ کرکٹ وغیرہ ہر قسم کے ہر کمی فرنچ میں بلا کسی فرق کے تیار کرنے کا انتظام کیا ہے ہم اپنے کارخانہ کا کام میں ہمارے ہاں کے بنے ہوئے مال مقابلہ رکھتے ہیں۔ اپنے کارخانہ کا کام میں ہمارے ہاں کے بنے ہوئے مال مقابلہ رکھتے ہیں۔

الفضل قادیان دارالامان ۳۰ جون ۱۹۲۱ء

خواجہ پیغام کا حملہ ناکام

اس عید الفطر کے خطبے میں خواجہ کمال الدین صاحب کے چلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کا خوب موقعہ ملا ہے آپ نے مرکز سلسلہ احمدیہ کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات پھیلانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی سعی نافرجام میں حسب سابق ناکام رہے ہوں۔

میں جب اس تقریر کو پڑھتا ہوں۔ اور اس واقعات سے مطابق کرنا چاہتا ہوں۔ تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ یا تو صدر جمعہ کی دماغی قوتیں وبے بس ہے کہ باوجود ناکامی و نامرادی کے گلے کا ہار ہونے کے دوں کی لی جارہی ہے۔ یا غالباً اس دماغی بیماری کا بقیہ ہے۔ جس سے مجبور ہو کر خواجہ صاحب کو بیک بینی و دو گوش انگلستان سے روانہ ہونا پڑا اس بیماری کا بھی عجیب قصہ ہے۔ خواجہ صاحب لاہور دہلی و شیش فراوان وہ کنگ میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام گذار رہے تھے۔ جو ناگاہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب جا پہنچے۔ مفتی صاحب کرم نے اپنا کام شروع کیا۔ اور نو مسلموں کی فہرستیں ہر ہفتے الفضل میں شائع ہونے لگیں یا تو احمدیت کی فرقہ بندی کو "سم قاتل" بتایا جاتا تھا یا یہی آب حیات ثابت ہونے لگا۔ اور وہ کنگ کی عروس شہرت بے نقاب ہو چلی۔ خواجہ صاحب جب ہفتوں گذر جانے پر ایک بھی نو مسلم پیش نہ کر سکے تو اپنی پردہ دری سے گھبرا کر انگلستان سے بھاگے۔ اور ایسے بدحواس ہوئے کہ بمبئی کے ساحل پر پہنچ کر بھی انکی دماغی کیفیت کھیلتی رہی۔ اور پھر مہینوں آپ اس قابل نہیں ہوئے کہ کسی سے ملاقات کریں۔ اب اتنی مدت گذرنے پر بات پرانی ہوئی۔ اور مفتی صاحب امریکہ تشریف لے گئے۔ تو آپ بھی کچھ باتیں بنانے لگے ہیں۔ کس مزورانہ پیرائے میں شرم و حیا بالائے طاق رکھ کر فرماتے ہیں:۔

"گدی پرست آثار پرست اسی طرح قادیان میں ہیں جس طرح مکہ و مدینہ میں"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مقدس مقام پر حملہ کیا۔ بلکہ پاک محمد مصطفےٰ کامل نبیوں کے سردار کی قوت قدسیہ پر بھی الزام لگانے سے باز نہیں آئے۔ حالانکہ جہاں تک میں نے سنا ہے۔ گنبد خضرا کی پرستش قطعاً نہیں ہوتی اور مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ اس قسم کی پرستش سے برابر محفوظ ہے۔ اور ہزاروں حاجی اسکے شاہد ہیں۔ اور قادیان تو پنجاب ہی میں موجود ہے۔ اور لاہور سے چند گھنٹوں کا رستہ ہے۔ یہاں آکر دیکھا جا سکتا ہے کہ گور پرستی آثار پرستی میں کون مبتلا ہے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح تو گذشتہ چھ سال میں چند مرتبہ روضہ اقدس پر تشریف لے گئے ہونگے۔ اور یہاں تو کوئی احمدی ایسی بات نہیں کرتا جسے بدعت بھی کہا جا سکے۔ چہ جائیکہ شرک۔ البتہ خود خواجہ صاحب کے متعلق بعض روایات ہمارے کانوں تک پہنچی ہیں۔ جو وقت پر بیان ہونگی۔ خواجہ صاحب اپنے مصدقہ خاندانی جرم کے الزام سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں کسی بڑے سے بڑے خادم اسلام کی تاریخ دیکھ لو اس کے متبعین دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اس کے قدم پر چلکر اس کے کام کو پورا کرتے ہیں۔ وہی اس کے خلیفے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو آثار پرست ہوتے ہیں۔ وہ اس کی خانقاہ کو اس کی قبر کو اس کی اولاد کو پوجتے ہیں۔ اس کا مقام ایک گدی پرستی کا مقام ہو جاتا ہے۔ اور کام کرنیوالے کہیں اور چلے جاتے ہیں۔

مطلب جناب کا یہ ہے کہ قادیان والے مسیح موعود کی قبر کو پوج رہے ہیں۔ اور اس کی اولاد پرستی سے نذر و نیاز و چڑھاوا بٹور رہے ہیں۔ اور ہم لوگ باہر بھاگکر اشاعت اسلام کر رہے ہیں۔ واہ خوش۔

عجیب طرہ ہے دیکھو کہ اک چڑی گنجی
حضور طبل بستاں کہے تو انجی

خواجہ صاحب! ہم مسیحا کی قبر پر غلاف چڑھا کر چڑھاوا بٹورنے میں مشغول ہیں۔ تو فرمائیے۔ گذشتہ چھ سال میں جو چودہ پندرہ ہزار انسان سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا ہے کیا یہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر ہوا ہے یا آپ کی مبلغانہ کوششوں کا نتیجہ ہے؟ انگلستان میں دو سو مرد و عورت جو حلقہ بگوش احمدیت و اسلام ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ مولوی صدر الدین صاحب کی کارگذاری ہے؟ امریکہ میں ایک سو تک جو مسلموں کی تعداد پہنچی ہے تو یہ کون مبلغ ہے۔ جو وہاں کام کر رہا ہے۔ کیا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وہاں جا پہنچے ہیں۔ یا ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ پھر ماریشس میں کس کے تبلیغ کام کر رہے ہیں۔ اور کس کی تبلیغ وہاں کئی سو احمدی ہو گئے! سیلون میں کس کے ذریعہ جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ مغربی افریقہ میں چار ہزار اور پھر اب دس ہزار احمدی کس نے بنائے۔ میرے بھول جانیوالے خواجہ! یہ انہی لوگوں کا کام ہے۔ جنہیں تم گدی پرست۔ آثار پرست اولاد پرست اور قبر شریف پر فاتحہ پڑھانیوالے بتا کر پبلک کی بینا آنکھ میں خاک جھونکنے کی کوشش کر رہے ہو۔ اس قدر دیدہ دلیری بھی کیا ہو۔ کہ دن دہاڑے لوگوں کو یوں دھوکہ دیا جائے۔ ہمارے کام کچھ مخفی نہیں ظاہر ہیں۔ آپ کو تو پیسے پیسے کے لئے در بدر خاک چھاننی پڑی۔ مگر ہماری تبلیغی ضروریات تو وہی جماعت پوری کر رہی ہے۔ جس کی نذر پاشی سے تم ابھی تک مہمان امنت ہو۔ اور جس نے تمہیں مرکز بنا رکھا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر اب بھی لہذا اپنے متعلقین کو چھوڑ بال رہے ہو۔ اور کچھ نہ کہتے ہوئے یہ کہتے ہو:۔

"دیکھو خدا تعالیٰ نے قرآن کے ترجمہ کی توفیق ان لوگوں کو بخشی۔ اور اس سجادہ نشین قادیان کو اس کے حوالی موالی سے دریافت کرو کہ آج سلطان القلم کا وارث کون ہے۔ تم یا ہم؟ تو سجادہ نشینوں کی طرح بنو ہے یا ہم۔ وہ لنڈن کی مسجد کیا ہوئی جس کیلئے ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا۔ اور بیدقم کہاں گئی"

خواجہ صاحب! سنئے الواقعہ کان کھول کر سنو۔ ہم سلطان القلم کے وارث ہیں۔ یہ ہم خود نہیں کہتے۔ بلکہ یہ دنیا

کہہ سکتا ہے۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ اگر کچھ
یہ صداقت نظر نہیں آتی تو اپنی آنکھوں کا علاج کرتا ہے۔

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمۃ القرآن کو آپ کس منہ سے پیش کرتے ہیں۔ بہتر تھا
کہ آپ اس کا نام نہ لیتے۔ یہاں ایک شخص سنار گاؤں کا
رہنے والا محمد علی نام رہتا تھا۔ وہ صدر انجمن احمدیہ کا
باتنخواہ ملازم تھا۔ اس کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ حضرت
خلیفہ اول مولانا نور الدین کے فیوضات قدسیہ کو انگریزی
کا لباس پہنائے۔ اور یہ کام وہ کئی سال تک کرتا رہا
اور جیسا کہ پیغام صلح میں اعلان کیا گیا۔ حضرت خلیفہ اول
کی وفات سے پہلے یہ ترجمہ مع نوٹوں کے ختم ہو چکا
تھا۔ نہایت بد عہدی سے کام لے کر یہ شخص تمام
بنا بنایا مسودہ اور کتابیں جو اس ترجمہ و تفسیر کے لئے
منگوا کر دی گئی تھیں۔ اور جو انجمن کی پراپرٹی تھیں۔
لاہور لے گیا۔ اور وہاں "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے
نام سے مشہور ہوا۔ اب یہ حرکت ایک شریف سے اول تو
سرزد ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہو جائے۔ تو عزیز اس کا
نام نہیں لیا جا سکتا لیکن دنیائے پیغام بھی ساری دنیاؤں
سے جدا ہے۔ کہ وہاں دوسروں کا مال چھیننے والے
اور اس پر ناجائز تصرف کرنے والے امام اور پیشوا بنائے
جاتے ہیں۔ ہمارا مقابلہ تم لوگوں سے ۱۹۱۳ء کے بعد
شروع ہوا ہے۔ پس تم اپنا وہ کارنامہ پیش کرو۔ جو اس کے
بعد کیا۔ قرآن مجید کا ترجمہ تو پہلے کا ہے۔ اور پھر یہ بھی
ہی ہماری چیز۔ اسے اپنی طرف منسوب کس منہ سے کرتے
ہو کسی کا قیمتی مال ناجائز طور پر اپنے قبضے میں لا کر اس کی
شکل بگاڑ دینے یا پھندنے اور لیرات لگا کر اس کی بجائے
جھوٹے موتی لگا دینے سے اپنا نہیں ہو جاتا۔ وہ اصل
مالک کی حقیقی ملکیت سے نکل جاتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں
کہ موجودہ مباحثات سے متاثر ہو کر بعض آیات کا ترجمہ
اور نوٹ بگاڑ دی گئی۔ لیکن اس سے ہمارا وہ حق ملکیت
باطل نہیں ہو جاتا۔ جو از روئے شریعت اسلام و قانون
حکام ہمیں حاصل ہے۔ ایک یہ جرأت جو دکھائی
ہے۔ اس کا بھی اعتراض ہے۔ کہ آپ ہی لوگوں

سے مخصوص ہے۔ یعنی سرقہ بقدر کی بجائے
(The Cream) دی کاؤ کھانا اور الماری
کی بجائے (The Cupboard) دی کپ بورڈ۔ شاید یہی وہ
ہستانہ زبان ہے۔ جس کی نسبت خواجہ صاحب ایسی چسکے
کرتے ہیں۔

اس کا جواب لکھ بانا کے مثل دوسری تصنیف کی
لیکن شرط یہ ہے کہ حضرت اقدس کی تحریر نہ آنے
پائے جس طرح حضرت مرزا صاحب میں بہت طرزی
تھی۔ ویسی ہی آپ ان تحریروں میں ہونا چاہیئے۔
ان چھ سالوں میں جو کچھ ہماری طرف سے لکھا گیا
اسمیں وہ بات نہ ہو گی۔ جو حضرت صاحب کی
تصانیف میں ہے۔

اسکے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ آنچہ خوبتر آں نگار ماست
خواجہ صاحب!

یک قدم دوری ازاں عالیجناب
زندہ ماکفر است و حسرات و تباب

ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ وہ بات ہی کفر ہے فسق ہے ضلالت
ہے۔ بجائے نیرزد۔ جو قرآن مجید، حضرت نبی کریم و
مسیح موعود سے باہر کہی جائے۔ یہی تو انکار ہے۔
جو آپ کی تباہی کی بنیاد ہے۔ آپ چند پوسیدہ اوراق
پر ایسے نازاں ہوئے۔ کہ حضرت مسیح موعود سے جدت
طرازی میں مقابلہ کرنے لگے۔ اور حال یہ ہے کہ انکو
خدام سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کجا مسیح موعود
ایک اولو العزم رسول۔ جس کا کلام سمجھنے کے لئے
بھی خاص دل و دماغ کی ضرورت ہے۔ اور کجا عربی سے
فطرتی نابلد انسان جس کی ڈھیل بقشی کا یہ حال ہے۔ کہ
صلیب پرستی کا جوا اپنی گردن پر رکھنے لگا تھا۔ اور جس کا
شغل کسی زمانے میں "تاش اور ایک پیالہ بھنگ" رہ چکا
ہے۔ مجھو بناؤ تو سہی وہ کونسی علمی تصانیف ہیں۔ جو
آپ لوگوں نے کیں۔ ترجمہ قرآن کی حقیقت تو آشکارا
کر چکا ہوں۔ نیز اگر ترجمہ و تفسیر شائع کرنا برتری کا
نشان ہے۔ تو ڈاکٹر عبد الحکیم کو اپنا پیشوا مشتہر کرد
کیونکہ اس معیار سے تو خود مسیح موعود اور وہ بھی ایسے
تم کبھی میرے مطاع اور ابو بکر صدیق لکھتے

تھے اور اس دعوے سے نہایت نہیں کرتے۔ اس کے بعد وہ
اور کتابیں ہیں۔ جن قرآن اور مقام حدیث پر ہمارے
دعاوی کو تم دیکھتے ہو۔ لیکن ہمارے ساتھیں
ملا کر استدلال کرو۔ کیا یہ وہی مضمون نہیں۔ جو قادیان میں
لکھے گئے۔ اور کیا نے حضرت مولانا نور الدین کی زندگی میں
قادیان کی کارروائی سے بڑھ کر؟ مرحوم اور دارالامان کی مسجد
ابھی تک وہ جمعہ وہ مسجد مبارک کے ساتھ آپکی شریف
نشستگاہ ہے۔ جب کہ ہماری محمد علی صاحب کو اور جمعہ حضرت
خلیفۂ اول نے پڑھایا۔ اور اس مضمون کے لئے جناب
خلافت مآب نے نہایت مہربانی سے لکھوائے۔

میں ابھی تک حیران تھا کہ اس روز خاکسار کو مولانا نور الدین
رضی اللہ عنہ نے کیوں طلب فرمایا تھا۔ جب کہ نوٹ مولوی
محمد علی صاحب کو لکھوا رہے تھے۔ لیکن اب معلوم ہوا۔ کہ
یہ بھی فضل تھا۔ اور خدا نے مجھ سے شہادت دلوانی تھی
پس یہ جمع قرآن اور مقام حدیث کا مضمون بھی آپ کے
امیر کے ذہن رسا کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خلیفہ اول کے فیوضات
قدسیہ سے ہے۔ اور صرف ان کو مرتب مولوی محمد علی صاحب
نے کیا۔ اسی طرح عصمت انبیاء اور غلامی کے مضامین
حضرت مسیح موعود کے ہیں۔ اور فرمایئے کونسی علمی کتاب
ہے۔ جو آپ کو سلطان القلم کا وارث بناتی ہے۔ اگر
نکات القرآن کے پانچ چھ پارے شائع کئے۔ تو ادھر سے
معارف القرآن کے نام سے دس گیارہ پاروں کے نوٹ
شائع ہو چکے ہیں۔ ایک حاشیہ مترجم شائع ہوئی۔ جس کے
حواشی ایسے لغتیتی ہیں۔ کہ آپ سے قیامت تک یہ کام نہ ہو گا۔
ایک قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر حیدرآباد سے نکل چکا ہے
پھر اگر مولوی محمد علی صاحب نے حقیقۃ المسیح نام ایک چھوٹا سا
رسالہ کسی عیسائی کے جواب میں لکھا۔ تو اسی مضمون کا جواب
خود بائبل کے حوالوں کی بنا پر اس سے زیادہ مکمل تفسیم
تشحیذ میں شائع ہو چکا ہے۔ چند ورقی رسالہ آیۃ اللہ
دو پیشگوئیوں کے متعلق پیغام بلڈنگس سے شائع ہوا
تو اس سے زیادہ مفصل تائید دل رسالے انہی پیشگوئیوں
کے متعلق شائع ہو چکے ہیں۔ اور جو کچھ آپ کے امیر نے
لکھا ہے۔ وہ بھی انہی کی زید باقی ہے۔ قبل از وقت شہادت
مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی۔ بلعم باعور سے

بڑھکر کسی بات کے۔ جو سوائے محمد علی کے ذہن رسا کو سوجھی بلکہ کچھ کہکر دی ہی دکھائی ہے۔ جس کی وجہ سے دشمن کو ہم پر اعتراض کا موقعہ ملا۔ ایک اور رسالہ مسیح موعود کے نام سے شائع ہوا۔ مگر تحفۃ الملوک اس سے پہلے چھپ چکا ہے۔ جو ہر طرح اس سے بالا درجہ رکھتا ہے پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے الحجۃ البالغہ اور تصدیق براہین احمدیہ لکھکر نہ صرف غیر احمدیوں کے قلم توڑ دئے۔ بلکہ آپ لوگوں کو بھی تعلیم دی۔ کہ کتاب یوں لکھا کرتے ہیں۔ اگر کچھ زعم ہے تو مقابلہ مقرر کرکے اپنا جوہر دکھاؤ۔ میں انعام مقرر کرتا ہوں۔ اگر سیرت خیر البشر پر آپ کو ناز ہے۔ تو سیرت خاتم النبیین کے مقابل میں اس کا نام لینے کا بھی حق آپ کو حاصل نہیں۔ سیرت خاتم النبیین کا ایک ایک صفحہ علمی و تاریخی تحقیق نوازی سے پُر ہے۔ اور یورپ کے منتقدین کا جواب اپنے اندر رکھتا ہے۔ سیرت خیر البشر میں تاریخی واقعات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اخلاق پر بحث ہے۔ اس سے ہزار گنا اچھا وہ سلسلہ مضامین ہے۔ جو صرف بخاری شریف سے حضرت خلیفۃ ثانی نے لکھا تھا۔ یہ تو ہوئی آپ کے امیر کی تصانیف کی حقیقت۔ اب آپ کی باری ہے ؛

آپ نے کیا لکھا؟ براہین نیز۔ فرمایئے اسمیں کونسی نئی بات ہے۔ میں حیران ہوں۔ اس بے بضاعتی علم و کم مائگی معلومات کی موجودگی میں آپ کس منہ سے یہ دعویٰ فرماتے ہیں کہ سلطان القلم کے وارث ہم ہیں ؛

آپ ہماری پراہین العقائد کو منگوا کر ملاحظہ فرمائیں جسمیں ہستی باری تعالےٰ۔ ملائکہ۔ قرآن شریف کی حقانیت۔ اس کے بعد سلسلہ الہام کے اجراء۔ قیامت کے دلائل مرقوم ہیں۔ اور دلائل تمام قرآن مجید سے دئے گئے ہیں ؛

دوسری کتاب آمم [redacted] ہے۔ اس کا نام لینے سے بھی آپ کو شرم آنی چاہیئے تھی۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب تفسیر الرحمٰن (جو ابھی شائع نہیں ہوئی) کا سرقہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ایک بات بھی نہیں لکھ سکے۔ بلکہ بعض باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے بگاڑ دیا ہے اور اپنی جہالت کا ثبوت مہیا کیا ہے۔ ایک فہرست اس کے ساتھ لگائی ہے۔ جو اردو عربی ہم معنے ہم مخرج الفاظ کی ہے۔ وہ جن کاپیوں سے نقل ہوئی ہے۔ اس کا ثبوت ہم مہیا کر سکتے ہیں وہ قادیان ہی میں تیار ہوئی تھیں ؛

اس کے بعد اسلام اور علوم جدیدہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ مگر ایسے ایسے بیسیوں رسالے حضرت خلیفہ موعود سیدنا محمود کے ایک ایک درس قرآن سے تیار ہو سکتے ہیں۔ باور نہ ہو تو آکر استفادہ و استفادہ کرلو ؛

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ آپ کی یہ لایعنی زندگی پھیلانے والی تحریر ملحدین زمانہ حال کے لئے باعث افتخار یا موجب تقویت ہو سکتی ہے۔ اسلام کے لئے مفید نہیں۔

پس یہ ہے سب آپ کی کائنات۔ میں پوچھتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں کے مقابل میں آپ اپنی کونسی کتابیں پیش کر سکتے ہیں ؛

حقیقۃ الرؤیاء۔ جسمیں فلسفۂ یورپ کو مدنظر رکھتے ہوئے حقیقت رؤیا بتائی گئی ہے۔ معترضین کا جواب دیا ہے۔ اور یورپ کے مایۂ ناز علوم کی اصلیت دکھائی ہے ؛

ذکر الٰہی :۔ جسمیں ذکر الٰہی کے متعدد طریقے سکھائے ہیں۔ اور اسکی نسبت دعویٰ ہے۔ کہ اُمت محمدیہ کے اولیاء صلحاء نے صراحت کے ساتھ ان تمام کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ سب قرآن مجید و نبی کریم و مسیح موعود کے کلام سے مستنبط ہیں ؛

عرفان الٰہی :۔ اسمیں عرفان کی حقیقی راہ دکھائی ہے۔ یہ کتاب اپنے اندر وہ معارف و حقائق رکھتی ہے کہ میں بڑے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ کو اور آپکے امیر کو کبھی خواب میں بھی نہیں سوجھے۔ اور آپ کا طائر فکر یہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ روحانیات کے علوم صرف انہی کے لئے ہیں جو مرے ہیں نہ کہ عجل جسد لہ خوار ؛

تقدیر الٰہی :۔ یہ وہ مسئلہ ہے۔ جسپر قدم اٹھاتے بدن کو لرزہ آجاتا ہے۔ ہمارے امام نے اسے ایسے طرز پر حل کیا ہے کہ باید و شاید۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ ایک سال تک یہ کتاب سبقاً پڑھیں۔ تب کہنے کے قابل ہوں ؛

ملائکہ کی حقیقت :۔ یہ جو کتاب اب شائع ہونیوالی ہے۔ یہ سب قرآن مجید کی آیات سے مستنبط ہے مگر باوجود اس کے کہ یہ تقریر جلسہ سالانہ پر ہوئی۔ آپ سے بیان نہیں کر سکتے۔ یہ صرف حضرت فضل عمر سے خاص ہے۔ پس آپ اس خصوص میں بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ کہہ سکتے۔ اگر کچھ ہمت ہے تو ان کتابوں کے مقابل میں اپنی تصانیف پیش کرو۔ تم سب کے سب جمع ہو کر بھی ان کتابوں کی مثل نہیں لا سکتے۔ اور میں تمہیں ایک سال کی مہلت دیتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ سلطان القلم کی وراثت پر اپنا حق ثابت کرو۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ واقع میں بڑے بڑے علوم کا انکشاف حضرت مصلح موعود پر ہو رہا ہے۔ آپ تقریر میں تحریر میں جس طرح چاہتے ہیں۔ مقابلہ کر لیں۔ قرآن شریف کی بالمقابل تفسیر کا چیلنج پہلے دیا جا چکا ہے۔ اور آپ لکھتے ہیں :-

"مولوی محمد علی صاحب اس نوجوان قادیان کے اس مطالبہ پر نہیں نکلے"

گویا تسلیم کر لیا۔ کہ اس مقابلہ کی ہمت نہیں۔ اب میں یہ کتابیں پیش کر دیں۔ اور آپ کی کتابوں کی حقیقت بھی کھول کر رکھ دی۔ اگر اپنے اس قول کا پاس ہے

تو قلم اٹھاؤ۔ اور ان معارف و حقائق کو دنیا کے آگے پیش کرو۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ کرو۔ اس کا جواب لکھو یا اسکے مثل دوسری تصنیف کرو؟

تو ان کتابوں کی مثل لاؤ۔ جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے ابھی خطبات جمعہ و عیدین کا ایک بیش بہا مجموعہ اور مختلف تقریریں جو حضرت خلیفہ موعود نے حقانیت اسلام پر فرمائیں۔ اور اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ ان کا ذکر میں نے نہیں کیا۔ اور وہ کتاب بھی غیر مذکور ہے جو اسلام میں اختلافات کا آغاز چھپی ہے۔ جس کا خارج تحسین اس بہت بڑی شخصیت نے دیا ہے۔ جسے اپنی تاریخ دانی پر ناز تھا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ

مسجد لندن کا ایک واقعہ بڑے پتہ کا ہوا۔ جب وہ پہلے آپ سے اور آپ کے ہم خیالوں نے نہیں دیا۔ تو آپ کو اس کے پہنچنے کا کیا حق ہے۔ اور الروایتیں علط تقسیم کی مثال کیوں تازہ کرتے ہیں۔ وہ ایک مکان ہے کہیں نہیں گیا۔ مکان خریدا جا چکا ہے۔ مسجد بننے والی ہے۔ تجارتی ایجنسی پر کیوں کڑھتے ہو۔ کیا تجارت گناہ ہے۔ یہ تو الوصیت کی تعمیل ہے۔ اور اگر اس طرح پر لندن مشن کے اخراجات چلیں۔ تو آپ کے سینے پر کیوں سانپ لوٹتے ہیں۔ جب حضرت مسیح کے صحابہ کرام تجارت پیشہ تھے۔ اور ساتھ ساتھ تبلیغ کرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود کے پیرو کیوں اسی راہ پر نہ چلیں۔

خواجہ صاحب! اس طرح پر زبان دینے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ خدا نے ہمارے مقابلہ پر آپ لوگوں کو ہر میدان میں شکست دی۔ آپ کو اپنی ریاست کا دعویٰ تھا۔ مگر بہت جلد آپ کو اپنی حقیقت معلوم ہو گئی۔ گذشتہ چند سالوں میں واقعات کے انقلاب نے آپ کو کس قدر علط کریں دلائیں۔ اور آپ کو کتنی بار جلد جلد اپنی پالیسی تبدیل کرنی پڑی۔ مگر بعد لاکھ ہزار رسوائی و بخوشت گرفتاری لکھ کر ہمارے امام نے قبل از وقت ایک پالیسی کا اعلان کیا۔ اور دنیا کے اقوام اسیر کار بند ہو کر بالکل امن و امان میں رہی۔ اور بڑی بڑی قوموں کو بھی نادم ہو کر تسلیم کرنا پڑا کہ احمدیوں کا امام سچ کہتا تھا۔ آپ نے ہر مرحلہ پر منہ کی کھائی۔ گورنمنٹ کے معاملہ میں۔ ہجرت کے معاملہ میں۔ خلافت کے معاملہ میں۔ اگر یاد نہ ہو۔ تو حوالے دیدوں۔ اخبار آپ ہی کے اخبار پیغام پیلے دوں تاکہ انکار بھی نہ ہو سکے۔

بالآخر خواجہ صاحب! میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ دین زبان کی چالاکی کا نام نہیں۔ اور دنیا ایسی احمق نہیں کہ حق کو باطل سے۔ سونے کو پیتل سے شناخت نہ کر سکے۔ خصوصاً واقعات کو مسخ نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی وہ قدسی نفوس موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی ان آنکھوں سے وہ جمال آرا دیکھا۔ جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کرنے والا تھا۔ وہ ہاتھوں کس جسم مطہر کو مس کیا۔ جس سے فیاض نور کی شعاعیں نکلا کرتی تھیں۔ وہ کلام نہیں بھول سکتی جو ان نے اٹھتے بیٹھتے میں حضرت دی۔ وہ کانوں امید نہیں۔ جو اس نے اسلام کا مفہوم بتلانے کے لئے کھیں۔ پھر کیوں نہیں پہچان سکتیں۔ جو ان کے اپنے زبان مبارک سے ایسی سنائیں۔ وہ شناسائے محو نہیں ہے۔ جو اس نے شناخت موجود کے لئے مقرر کئے۔ پس آپ مہربانی کر کے خلق خدا پر نہیں تو اپنی جان پر ہی رحم کریں کہ آخر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ لسانی دھری کی دھری رہ جائیگی وہاں تو یہ عالم ہو گا۔ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط آیا ہے۔ آپ ہمیں ترجمۃ القرآن کا طعنہ دیتے ہیں۔ حالانکہ جو ترجمہ آپ نے شائع کیا۔ وہ بھی ہمارا ہی ہے۔ جس میں کچھ تحریف و تبدیل کر کے آپ نے اسے قابل اعتراض بنا دیا ہے۔ پھر ہم بھی ترجمۃ القرآن شائع کرتے رہے ہیں۔ پہلا پارہ آپ کے سامنے آچکا ہے۔ اس کا میٹر ہم آپ کے تمام ترجمۃ القرآن سے بڑھ کے ہے۔ باقی پارے بھی نکل جائینگے۔ قرآن مجید کی اشاعت کے متعلق جو سنت ہے۔ پاکباز اس سے الگ نہیں ہو سکتے۔ وقرانا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا۔ اور دوسری جگہ لولا نزل ھذا القرآن جملۃ واحدۃ کے جواب میں فرمایا۔ کذالک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا۔

الحکم قادیان

مولوی ثناء اللہ آیۃ تبائے

۱۷ جون کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ نے ایک مضمون درج کرتے ہوئے اس کے شروع میں اس طرح ایک آیۃ شائع کی ہے کہ:۔

"مثل الذین اتخذوا من دون اللہ (ولی) کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان

اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شیء وھو العزیز الحکیم وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔

لیکن یقیناً کریم کی کسی سورہ۔ کسی پارہ اور کسی رکوع کی آیت نہیں ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ اور ان کے دوست مولوی ابراہیم بیانوی بتائیں گے کہ قرآن کریم میں یہ آیت کہاں ہے۔

ہم نے یہ مطالبہ اسلئے کیا ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا غیر احمدیوں کے جلسہ پر قادیان میں ہوا۔ مولوی ابراہیم نے بڑے زور شور سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ انہوں نے نیا قرآن بنایا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ تھا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں آیت لکھی ہے۔ یاایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا تمشون بہ۔ یہ آیت مجھے قرآن سے نکالکر دکھائی جائے۔ اور اس پر بہت تمسخر اڑایا تھا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ وہ آیتیں ایک جگہ لکھی گئی ہیں اور اسی آئینہ کمالات اسلام میں یوں تصحیح کر دیگئی ہے کہ یہ ان دونوں کا ترجمہ بطور حاصل مطلب لکھا گیا ہے۔ لیکن باوجود اسکے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور تصحیح کو نظر انداز کر کے نہایت بددیانتی اور بے ایمانی سے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے پاس سے آیتیں بنالی ہیں۔

چونکہ ہمارے مخالفین کو صداقت اور حقانیت سے کچھ غرض نہیں۔ اسلئے وہ ہمارے خلاف ہر قسم کی حرکات کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور جب تک انہیں وہ بات جس پر بددیانتی سے اعتراض کرتے ہیں۔ ان کے گھر سے ہی نکالکر دکھائی جائے۔ اس وقت تک خاموش نہیں ہوتے اسوجہ سے ہم نے مولوی ثناء اللہ سے مطالبہ کیا کہ اس نے اپنے ۱۷ جون ۱۹۲۱ء کے اخبار کے صفحہ کالم ۳ پر جو آیت درج کی ہے۔ اور جسے ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ بتائے قرآن کریم میں کہاں درج ہے۔ اگر کہیں نہیں۔ تو کیا یہ اس کے قرآن کے بنانے اور واقعات اور جاہل ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔

ہندوستان کی خبریں

ہولناک حادثہ صوبہ بمبئی کے ایک گاؤں جربی میں ایک گھر پر بجلی گری ۱۰ بارسیوں کا پورا خاندان جو اس میں سکونت پذیر تھا۔ یکلخت ہلاک ہوگیا۔ اس مکان کے قریب ایک درخت کے نیچے ۱۰ ہندو پناہ گزین تھے وہ بھی بجلی کے صدمہ سے صنائع ہوگئے۔

ایک ساتھ تین ولادتیں ہدایوں سے ہمدم کا ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ محلہ کھنڈسائی میں ایک قصاب کے یہاں بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۲۱ء ایک ہی حمل سے تین اولادیں یعنی ایک لڑکا دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جو اب تک سب والدہ مولود زندہ سلامت ہیں۔

دیسی ریاستوں کے متعلق مطالبات آنریبل سر مظفر حسین وزیر تعلیم پنجاب نے پنجاب کے دیسی ریاستوں کے وفد کی تعریف کا جواب دیتے ہوئے وعدہ کیا کہ مقامی جماعتوں میں ان کی نمائندگی کے متعلق جو شکایات ہیں۔ ان کا تدارک کیا جائیگا۔ جبکہ میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے قوانین میں جدید ترمیمات قانونی کونسل میں پیش ہونگی۔ یہ قوانین جلد ترمیم ہو کر آئیں گے۔

کانگریس کمیٹی کے دفتر کی تلاشی پولیس نے کانگریس کمیٹی دیوگڈھ کے دفتر کی تلاشی لی۔ اور کمیٹی کے کاغذات اٹھا کر لے گئی۔

مسٹر انز کی نازک حالت رنگون ۲۳ جون۔ سٹرانز ڈپٹی میونسپل انجینیر جن کو شہزادہ جسٹیہ بکت کے جنازہ کے پیر سے موٹر پر گذرتے دیکھ کر جنازہ کے ساتھ والوں نے زدوکوب کیا۔ ان کی حالت نازک ہوگئی ہے کل وہ نہ تو پولیس والوں نے ساتھ گفتگو کر سکے۔ اور نہ کسی اور شخص کے ساتھ۔ جن لوگوں نے مسٹر انز کو زدوکوب کیا تھا وہ ممبران اسمبلی تھے بلکہ مولوی عبداللہ صاحب تحصیلدار تھے۔

سلیم قیدی کی موت کا مقدمہ بورسٹل جیل لاہور میں ۲۲ مئی کو نند سنگھ نامی سکھ قیدی اچانک مر گیا۔ یہ مقدمہ ۲۳ تاریخ کو عدالت میں پیش ہوا۔ ڈاکٹر نے دوران شہادت میں بیان کیا کہ ۲۲ مئی کو قیدی کو شعاعات میں داخل کیا گیا۔ میں نے دوائی پلائی۔ ۲۳ کو وہ مر گیا۔ اس کے ایک زخم بھی تھا جو اب اچھا ہو گیا تھا۔ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۲۱ء کو بطور فاکر با کام نہ کرنے کی وجہ سے اسے مارپٹی تھی جس سے اس کی ایک پسلی ٹوٹ گئی تھی۔ اس شہادت کے بعد مقدمہ ملتوی کر دیا گیا۔

گوردواروں کے مقدمات کی سماعت میں تاخیر نہیں کیجائیگی گورنمنٹ پنجاب کا اعلان ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے ڈسٹرکٹ و سشن ججوں کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ گوردوارہ اور مقدس عبادت گاہوں کے مقدمہ کی سماعت کو مقدم درجہ دیا جائے۔ اور عدالتہائے متعلقہ میں ایسے مقدمات کی سماعت میں دیر نہ ہونے پائے۔

کابل میں گفت و شنید کا میابی یہ یقین عام ہوتا جاتا ہے کہ کابل کی گفت و شنید میں کامیابی قریب ہے۔ اس کے نتیجہ کا نیز مقدمہ آزاد قبائل اور نیز ہندو افغانستان کے سرحدی قبائل پر بھی اثر ہوگا۔

انسداد شراب نوشی حکومت پنجاب نے لالہ ہرکشن لال کی زیر صدارت فروخت شراب سے متعلق سوال پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک مقامی اختیار کی کمیٹی قائم کی ہے۔

گورنمنٹ کا زر قرض ۳۱ مارچ تک حکومت ہند کے زر قرض کے متعلق چندوں کی کل رقم ۱۴۰۰۰۰۰۰ روپے تک پہونچ گئی ہے۔

ڈاکٹری کا اعلیٰ امتحان پاس کرنیوالی پہلی ہندوستانی عورت معلوم ہوا ہے کہ مس سلیقہ پریہ گھوش ایم بی کلکتہ نے ڈپلومہ آف فیلوشپ آف دی کالج آف انگلینڈ (ایف۔ آر۔ سی۔ ایس) کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ مس گھوش پہلی ہندوستانی خاتون ہے جس نے یہ اعلیٰ امتحان پاس کیا ہے۔

عورتیں بھی کونسل کی ممبر بن سکیں بمبئی لیجس لیٹو جولائی کے اجلاس میں مسٹر ہیرولال ڈیسائی یہ ریزولیوشن پیش کرینگے۔ کہ عورتوں کو لیجس لیٹو کونسل کے ممبر بننے میں جو روکاوٹ ہے وہ دور کی جائے۔

ایک اخبار نویس کا وفات افسوس ہے کہ مولوی محمد شجاع اللہ ملت کا ۲۰ تا ۲۱ جون کی درمیانی شب میں تپ محرقہ میں انتقال ہوگیا۔ جو مولوی انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن کے بھائی تھے۔

ممبر تعلیم کا ڈنر آنریبل محمد شفیع اور انکی بیگم صاحبہ نے بذریعہ لیڈی ریڈنگ کو لارڈ لیڈی ریڈنگ کو ۲۲ جون کی شب میں ایک شاندار ڈنر دیا۔

مغل اور مرہٹہ حکومتیں مسٹر گاندھی "ینگ انڈیا" میں ایک صاحب کے سوال برطانوی حکومت سے بہتر کے جواب میں لکھتے ہیں کہ میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا۔ کہ مغل اور مرہٹہ حکومتیں برطانوی حکومت سے بہتر تھیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں قوم مجموعی طور پر اسقدر بزدل اور مفلس نہیں تھی۔ اور ہم اس زمانہ کی طرح احمق نہیں سمجھے جاتے تھے۔

کرسچین ایسوسی ایشن میں ڈاکہ کوئمبتور کی اطلاع منظر ہے کہ فوجی بنگلہ میں سے تین نیپین ایسوسی ایشن کے دفتر میں مسلح چور داخل ہوئے۔ اور پندرہ ہزار قیمت کا سامان لیگئے۔ ایک آدمی نے ۸ سپاہ جو کیدار وں کو ایک پستول کے ذریعہ سے قابو میں کر لیا تھا۔ اور اس کے بقیہ ساتھیوں نے مال پر قبضہ کیا۔ ویلنگٹن میں اس قسم کا یہ تیسرا واقعہ ہے۔ اس سے قبل دو دکانوں میں اسی طرح ڈاکہ ڈالا گیا تھا۔ جن کا کوئی پتہ نہ چلا۔

ضبطی چیف کمشنر دہلی نے اشتہار مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء سے مسمات نہیم خان (مغلی بیگم) جو مسٹر محمد نعیم خان آنریری جائنٹ سکرٹری کانگریس کمیٹی ہردوئی نے مرتب کیا ہے زیر قانون مطابع ضبط شدہ قرار دیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

شاہجہانی کے دو موتیوں کی نیلامی

لندن ۱۶ جون۔ گورنمنٹ ہند نے انگلستان کے مشہور بیران اسٹوارٹ قدیمہ و عجائبات کو ایک معقول رقم ادا کرکے دو نادر نگینے زمرد کا زیور حاصل کیا ہے جنمیں سے ہر ایک زیور شاہجہان بادشاہ دہلی کے لئے اپنے ہی بھوکو تراش کر تیار کیا گیا تھا۔ یہ پہلے شاہی خاندان لاہور کا ایک حصہ تھے۔ اور لارڈ ڈلہوزی نے اس کو خرید لیا تھا۔ زمانہ جنگ میں بعض خلاف توقع صورتیں پیدا ہونے کے اندیشہ سے ان کو زمین میں دفن کر دیا گیا تھا۔ اب یہ بوجہ فروخت کرنے کے نیلام پر بھیجے گئے تھے۔ گورنمنٹ ہند نے اسٹیٹ سیکرٹری کے ذریعہ ان کو واپس منگوا لیا ہے۔

پنجاب کے سابق حکام کی پنشنیں

دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں بتلایا گیا ہے کہ سر مائیکل اوڈوائر کو ایک ہزار پونڈ سالانہ سر ڈیوس ورتھ اسمتھ کو ۹۰۰ پونڈ سالانہ اور جنرل ڈائر کو ۹۰۰ پونڈ سالانہ پنشن ملتی ہے ؛

سنگر کا کارخانہ

لندن ۱۵ جون۔ کلائڈ بنک کا سنگر سیونگ مشین کا کارخانہ ۲۴ جون کو بند کر دیا جائیگا۔ وجہ کوئلہ کی کمی بتائی جاتی ہے دس ہزار مزدور بے کار ہو جائینگے ؛

سن فینوں کا حکم

سن فین پارلیمنٹ نے برطانیہ عظمیٰ کے آئرش باشندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مردم شماری میں اپنا نام نہ لکھائیں ؛

یونانیوں کی جنگی تیاریاں

سمرنا کا ایک تار مظہر ہے کہ یونان کی جنگی تیاریوں کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے جاری ہے ؛

انگور جیل گئیں

انگورا کا ایک تار مظہر ہے کہ انگورا کی مجلس عالیہ میں مساعدہ کا رنگ اس قدر تیز ہو گیا کہ اعتدال پسندوں اور انتہا پسندوں میں جھڑپ ہو گئی اور دونوں نے ایک دوسرے پر فائر کئے ؛

افغانی مشن کا مکالمہ ایم براؤنڈ کے ساتھ

پیرس ۱۷ جون۔ ایم براؤنڈ سے گفتگو کرتے ہوئے افغانی مشن کے سردار نے کہا کہ امیر کابل ایشیا کے اسلامی ممالک سے فرانس کی ہمدردی کو نہایت اہم سمجھتے ہیں جو وہ افغانستان و فرانس کے درمیان رابطہ اتحاد قائم کرنے کی غرض سے ظاہر کر رہا ہے ؛

ایم براؤنڈ نے کہا۔ انہیں شبہ نہیں ہے کہ یہ ہمدردی فرانس و افغانستان کے مابین تازہ پر مودت تعلقات کے آغاز میں بہت مدد دیگی۔

رعیہ فلسطین

لندن ۱۷ جون۔ یروشلم کا ایک تار مظہر ہے کہ یہ پریذیڈنٹ سیموئل کی ملاقات کے نتیجہ کے طور پر فلسطین و شام کی سرحد کی تعیین کیلئے ایک انگریزی و فرانسیسی کمشن مقرر کیا جائیگا جس کی صدارت فرانس و برطانیہ کے کونسل کرینگے ؛

شاہ ایران انگریزی ایرانی تعلقات پر

طہران ۲۳ جون۔ شاہ ایران نے بہارستان میں جو تھرون روم کا افتتاح کیا۔ ڈپلومیٹک ورز بالشویکی اور امریکن مشن موجود تھے۔ شاہ نے اپنی تقریر میں تمام خارجی مسائل کا ذکر کیا اور فرمایا کہ انگریزی ایرانی معاہدہ کی بدولت سے انگریزی و ایرانی تعلقات میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ افغانستان و روس کی بھی تعریف کی گئی۔

روسی افواج ایران سے چلی گئیں

طہران ۲۳ جون۔ روسی افواج نے شمالی ایران کو خالی کر دیا ہے۔ دو سو تاتاری باقی رہ گئے تھے۔ جو گیلان اور مازندران میں ایرانی باغیوں کے مل گئے۔ جس سے گورنمنٹ اب نامہ و پیام کی ٹھیرا رہی ہے۔ باغیوں کو یوں میں گورنمنٹ کی دعوت دی۔ بحیرہ اسود میں تاریکی۔ لندن ۱۷ جون۔ قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترکی علاقوں پر گو بحیرہ اسود میں جنگی لائٹ ہاؤس قائم کر دئے گئے۔

رابندر ناتھ ٹیگور کا ورود دائنیا

لندن ۱۷ جون۔ مظہر ہے۔ پہنچ گئے ہیں۔ ۱ میں لیکچر دینگے۔ اور اس کے بعد پرگو روانہ ہو جائینگے ؛

ممالک متحدہ امریکہ اور لیگ اقوام

لندن ۱۷ جون مظہر ہے کہ گورنمنٹ لیگ اقوام کی کو اجلاس جینوا میں ہوگا شرکت

لارڈ کرزن فرانس

پیرس ۱۷ جون "ڈیلی میل" خیال کرتا کیوں سے گئے تھے کہ کرزن دول مشورہ کرنے آئے ہیں۔ کہ ترکوں اور یونانیوں کو صلح کر دی جائے۔ اگر یونانی ان نہ کریں۔ تو ان کو ان کی شکست پر چھوڑ دیا ان شرائط کو نہ مانیں۔ تو یونانیوں کو ان پہنچائی جاوے۔ اس مشاورت میں اٹلی بھی مدعو کیا گیا تھا۔ سمرنا کا ایک پیغام کہ یونانی نہایت سرعت سے تیاری کر

لنکاشائر کا قضیہ طے ہو گیا

لندن ۱۷ لنکا شائر کا جھگڑا طے ہو گیا ہے ؛

بے روزگاروں کی کثرت

لندن ۱۷ جون طور پر اعلان۔ کہ ممالک متحدہ برطانیہ میں ۱۰ جون کو ۱۲ لاکھ بے روزگاروں کی تعداد تھی ؛

ہندوستان اپنا بحری بیڑا بنائے

پارلیمنٹ کا نفرنس

ایک سرگرم بحث ہوئی۔ سر جان رسل نے اس امر پر کہ امپیریل کانفرنس میں ہندوستان کو حق نیابت

(باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)